رُشد و ہدایت

تعاونوا علی البرّ والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

پارہ ۶ رکوع ۴ سورۂ مائدہ

تشریح - (مسلمانو) نیکی اور پرہیزگاری اختیار کرو "اور گناہ و نافرمانی سے بچو"

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے
(معینی)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۷ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱

عرضِ مُدّعا

تو مپندار کہ ایں قصہ زخود میگویم
گوش نزدیک لبم آر کہ آوازے ہست

آج آستانہ کا پہلا نمبر آپ کے ہاتھ میں ہے، جن آرزوں و امیدوں کے ساتھ اور جن اغراض و مقاصد کو لیکر یہ جاری ہوا ہے اسکا اعلان گو اس سے قبل بذریعہ اخبارات و اشتہارات کیا جا چکا ہے لیکن ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسکے اجرا کی ضرورت و اہمیت اور اسکے مقاصد کی رفعت و عظمت کو ذرا تفصیل کے ساتھ آپ تک پہونچا دیا جائے تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کو کس حد تک اس کے ساتھ تعاون کرنے اور درمے، قلمے، سخنے اسکو کس قدر امداد پہونچانے کی ضرورت ہے۔

"آستانہ" اجمیر کا پہلا اُردو اخبار نہیں ہے۔ اس سے قبل بھی یہاں سے متعدد اخبارات و رسائل نکل چکے ہیں، رسائل سے تو خیر ہمکو کوئی بحث نہیں کیونکہ وہ خالص ادبی و لٹریری ہونے کی وجہ سے ملکی معاملات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے اور اسی وجہ سے وہ ہمارے موضوع بحث سے خارج ہیں، ہاں اخباروں میں "المعین" اور "راجپوتانہ گزٹ" جو بالترتیب صاحبزادے مولوی سید عبدالمعبود صاحب معینی اور منشی مراد علی صاحب ہوشیار مرحوم کی زیر ادارت نکلا کرتے تھے۔ بلا شبہ ایسے اخبار تھے کہ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو یقیناً مسلمانانِ اجمیر سے موجودہ جمود اور بےحسی کی یہ حالت نہ ہوتی جس کا ہم آج رونا رو رہے ہیں اور نہ کسی جدید اخبار کے اجرا کی ضرورت لاحق ہوتی لیکن افسوس کہ مولوی سید عبدالمعبود صاحب کے بسلسلہ ملازمت حیدرآباد دکن چلے جانے اور منشی مراد علی صاحب ہوشیار کے انتقال کے بعد پھر کسی نے بھی ان دونوں اخباروں کو نہ سنبھالا اور بالآخر ہمیشہ کے لئے یہ دونوں پردۂ عدم میں روپوش ہو گئے اور ان اخباروں کی وجہ سے جو تھوڑا بہت ذوق اخبار بینی مسلمانان اجمیر میں پیدا ہو چلا تھا وہ بھی ان اخبارات کے ساتھ ہی ساتھ رخصت ہو گیا اور کچھ ایسا جمود و بےحسی طاری ہوئی کہ

کبھی بیدار ہی نہ تھے گویا

گو اسوقت بھی اجمیر اُردو اخبار اور رسالہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ اخباروں میں "صلح کل" اور رسائل میں "کیف" اب بھی جاری ہیں مگر ہم کو نہایت افسوس اور صفائی کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے انکا عدم و وجود دونوں برابر ہے اور مسلمانان راجپوتانہ کی اصلاح و ترقی اور ان کی صحیح ترجمانی و طاقتور نمایندگی کے لئے یہ بالکل ناکافی بلکہ بیکار محض ہیں۔

"کیف" ایک ادبی رسالہ ہے جو ادبی و لٹریری حیثیت سے مسلمانانِ راجپوتانہ کی اصلاح و ترقی کا علمبردار ہوکر نکلا تھا اور اسکا دعویٰ تھا کہ مستقبل قریب میں وہ کم از کم اجمیر شریف کو ہندوستان کے دوسرے اہل زبان اور ترقی یافتہ شہروں کے دوش بدوش لاکر کھڑا کر دیگا مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ بجائے اسکے کہ وہ اپنے اصلی اغراض و مقاصد کی طرف توجہ کرتا اور مسلمانان اجمیر کی ادبی ترقی کے لئے مفید اور کارآمد تجاویز پیش کرتا اپنی ظاہری چمک بھڑک اور طمطراق میں کچھ ایسا منہمک ہوا کہ اصلی مقصد ہی کو پس پشت ڈالدیا جسکا نتیجہ آج ہم سبکی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ چند ہی ماہ اپنی ظاہری دلفریب صورت میں نکلکر بالآخر چراغ سحری کیطرح بھڑک کر خاموش ہو گیا اور اب بظاہر اسکے زندہ ہونے کی کوئی امید نہیں معلوم ہوتی۔ اِنّا لِلّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ اخبار "صلح کل" کی حالت باوجود ہفتہ وار ہونیکے یہ ہے کہ خوش قسمتی سے دو تین ماہ کے بعد کبھی کبھی اسکی جھلک نظر آجاتی ہے اور پھر دو ایک ماہ کیلئے غائب ہو جاتا ہے، یہ سلسلہ ہی کچھ ایسا عجیب و غریب اور دلچسپ ہے کہ اسکے ناظرین جو ہر بار اسکی غیر حاضری کے زمانہ میں یہ سمجھ لیتے ہیں کہ غالباً اب یہ بند ہو گیا ہوگا یکایک ان کی مایوس آنکھوں کو اپنی ایک جھلک دکھاکر اور ان کے پژمردہ دلوں کو اپنی زندگی کا اطمینان دلاکر پھر ایک طویل مدت کیلئے حسب معمول قدیم حجلہ نشین ہو جاتا ہے، غرضکہ اسی قسم کے مایوس کن حالات، مسلمانان راجپوتانہ کے عام جمود و بےحسی خصوصاً آستانہ جات ہند کی موجودہ قابل اصلاح حالت اور مسلمانان ہند علی الخصوص متوسلین آستانجات کی روز افزوں مذہبی، علمی، اخلاقی اور اقتصادی پستی کو دیکھتے ہوئے عرصہ سے اسکی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ہندوستان کے سب سے بڑے روحانی مرکز سے ایک ایسا اخبار جاری کیا جائے جو آستانۂ عالیہ حضور خواجہ غریب نواز اجمیری کا آرگن اور نقیب ہونیکے علاوہ ہندوستان کے جملہ آستانوں کی موجودہ خرابیوں کا مصلح، متوسلین آستانہ جات کی اصلاح و ترقی کا علمبردار، انکے تحفظ حقوق کا ضامن اور انکو اتفاق و اتحاد عمل کی ایک سلک میں منسلک کرنیوالا ہو اور اسی کے ساتھ عام مسلمانان راجپوتانہ کی ہر لائن اور شعبہ خصوصاً سیاسیات ملکی میں صحیح ترجمانی اور طاقتور نمایندگی کر سکے۔ خدای بزرگ و برتر کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ آخر اس احساسِ ضرورت نے عملی جامہ پہنا اور اپنے مخصوص احباب و کرمفرماؤں کی حوصلہ افزائی نے ہماری اس دیرینہ آرزو کو پورا کرکے ہماری ہمت میں دو چند اضافہ کر دیا اور آج ہم اس قابل ہو سکے کہ اپنی اس مفید اور اہم تجویز کو اخبار "آستانہ" کی صورت میں ناظرین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ میں ہم اپنے پُر جوش اور مخلص کرمفرما اور اجمیر کے مشہور اہل قلم اور انشا پرداز صاحبزادہ مولانا خواجہ سید عبدالباری صاحب معنی، مولانا سید محمد الیاس صاحب برنی اور راجپوتانہ کے مشہور قومی شاعر نثار الملک فطرت قلم میر احمدی اجمیری کے مشکور ہیں جنہوں نے از راہ عنایت ہماری خاص طور پر حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنے گرانبہا اور قیمتی علمی، تاریخی اور ادبی مضامین نثر و نظم کے ذریعہ مستقل طور پر قلمی امداد کا وعدہ فرمایا۔

ہمیں امید ہے کہ عام مسلمانانِ ہند علی الخصوص اہالیان راجپوتانہ اور جملہ متوسلین آستانہ جات ہند اپنے اس واحد ترجمان اور صوبہ راجپوتانہ کے اس اسلامی اخبار کی توسیع اشاعت میں پوری پوری دلچسپی لینگے اور دامے، درمے، قلمے، سخنے ہر قسم کی امداد سے کسی صورت میں بھی دریغ نہ کرینگے کیونکہ یہی ایک اخبار درحقیقت انکا سیاسی ترجمان، مذہبی رہنما، اخلاقی مصلح اور اقتصادی مشیر ہے۔

اُمور مذکورۂ بالا کے علاوہ اسکا خاص طور پر انتظام کیا گیا ہے کہ ملک کے مشہور اہل قلم علماء کرام، مسلم الثبوت مورخ حضرات اور مستند انشا پرداز اصحاب اپنے علمی، تاریخی اور ادبی مضامین نظم و نثر "آستانہ" کو برابر ارسال فرماتے رہیں اور ہمیں مسرت ہے کہ ہماری اس استدعا کو شرفِ قبولیت عطا کیا گیا۔

"تذکرۃ السلف" اور "آثار الصنادید" کے تحت میں انشاء اللہ مستقل طور پر بزرگانِ دین علماء سلف اور مشاہیر قدیم کے مقدس سوانح اور مشہور تاریخی قدیم آثار اور عمارات وغیرہ کے حالات علی الالتزام برابر شائع ہوتے رہیں گے۔ نیز ہندوستان اور بیرون ہند کے موقر اور معزز رسائل و اخبارات کے اہم اور مفید علمی، تاریخی، اقتصادی اور ادبی مضامین "اقتباسات و تراجم" کے زیر عنوان صفحاتِ "آستانہ" پر ناظرین کے اضافۂ معلومات کا ذریعہ بنیں گے۔

دلدادگانِ تصوف اور تشنگانِ معرفت حقیقت کی روحانی تسکین اور حقیقی سیری اُن پُر راز حقائق و معارف مضامین سے ہوا کریگی جو "حقائق و معارف" کے ذیل میں اکثر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے رہیں گے۔ ہندوستان اور ملک غیر خصوصاً ممالک اسلامیہ کی اہم اور تازہ خبریں ہر ہفتہ آپکی نظروں سے گذرینگی اور دُنیا کے تمام حالات و واقعات سے آپکو [illegible]

نوٹ - اخبار کو حسب قاعدہ ۷ ربیع الاول کو شائع ہو جانا چاہیئے تھا لیکن ہمنے قصداً اسکی اشاعت روک دی تاکہ بارہ ربیع الاول کی مبارک [illegible] کو پہلے نمبر کی اشاعت کرکے سعادت و برکت حاصل کر سکیں۔ (منیجر)

ناظرین کے تفنن طبع اور مزید دلچسپی کی خاطر عام ملکی و غیر ملکی واقعات و مسائل پر وقتاً فوقتاً ظریفانہ انداز میں بھی تبصرہ ہوتا رہیگا جس کیلئے بہ ضمن اڈیٹوریل ایک خاص عنوان "رموز و نکات" کے نام سے قایم کر دیا گیا ہے۔ غرض ہر حیثیت اور ہر صورت سے اخبار کو مکمل، کارآمد اور مفید بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس اہم، مفید اور ضروری کام کے بار کو ہم نے اللہ کا نام لیکر اپنے ضعیف کندھوں پہ اُٹھا لیا ہے۔ اب اسکو سنبھالنا اور اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹانا آپکا فرض ہے۔ اگر آپ اسکو مسلمانوں کیلئے مفید سمجھتے ہیں، اگر آپکو آستانہ جات کی موجودہ خرابیوں کے دفع کرنے کی خواہش اور متوسلین آستانہ جات کی اصلاح و ترقی سے ہمدردی ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھیں اور غیر اقوام کا آلۂ کار بننے سے محفوظ رہیں، اگر آپکی آرزو ہے کہ موجودہ علمی اور اقتصادی دوڑ میں مسلمان کسی سے پیچھے نہ رہیں، اگر آپ یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلمان اپنے مذہب سے واقف ہوکر حقیقی اور سچے مسلمان بنیں، اگر آپ کو حضرت خواجہ بزرگ اجمیری نور اللہ مرقدہٗ کی ذات گرامی سے کچھ نسبت ہے اور آپ عقیدتمندان خواجہ کی صف میں داخل ہیں، اگر دیگر آستانہ جات ہند کا کچھ تقدس و احترام آپکے دل میں موجود ہے تو اُٹھیئے! اور آستانہ خواجہ بزرگ کے اس کاغذی "آستانہ" کا دلی جوش و تپاک سے خیر مقدم کیجئے اسکی قلمی امداد فرمایئے اسکی توسیع اشاعت میں پوری توجہ اور دلچسپی سے حصہ لیجئے اور اپنے اہم اور مفید مشوروں سے برابر اسکی اعانت فرماتے رہئے

ہمیں اپنے مقامی معاصرین اخبار "صلح کل" اور "رسالہ کیف" کے کارکنان سے بھی پوری توقع ہے کہ وہ ہماری اس حق گوئی اور صاف بیانی کا کوئی ناگوار اثر نہ لینگے اور بجائے اسکے وہ ان دونوں پرچوں کو مفید، کارآمد اور بہتر بنانیکی کوشش کرینگے کارکنان اخبار "صلح کل" سے ہمیں خاص طور پر پوری توقع ہے کہ وہ ہمارے اس ناچیز مشورہ کو قبول فرماکر اپنے اخبار کو موجودہ اخباری سطح پر لاکر اُسے مسلمانان اجمیر کا صحیح ترجمان اور حقیقی نمائندہ بنانیکی جلد از جلد کوشش کرینگے اور اسطرح وہ اُن اہم اور مفید اغراض و مقاصد کے بروئے کار لانے اور اُن کو کامیاب بنانے میں ہمارا پورا پورا ساتھ دینگے جنکو لیکر اخبار "آستانہ" آج ملک کے سامنے حاضر ہوا ہے۔

خوش قسمتی سے ہمارے "آستانہ" کا اجرا بھی اُسی مبارک مہینے سے ہو رہا ہے جس ماہ میں عرب کی تاریک سرزمین پر وہ آفتاب حق و صداقت اور ماہ رشد و ہدایت (روحنا فداہ) طلوع ہوا تھا جس نے اپنی لازوال اور ابدی روشنی سے نہ صرف عرب بلکہ تمام عالم کو روشن و منور فرما دیا اسوجہ سے ہم کو یقین واثق اور اعتماد کامل ہے کہ انشاءاللہ ہمیشہ تائید و نصرت ایزدی ہمارے شامل حال، اس ماہ مبارک کے احترام و تقدس کی برکت ہماری معاون و مددگار اور صاحب آستانہ مقدسہ اجمیر (قدس سرہٗ) کی خاص توجہ و عنایت ہماری پشت پناہ رہیگی۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ الہ الطیبین واصحابہ الطاہرین

لمحات فکریہ

شگون نیک

اگر یہ سچ ہے کہ کسی چیز کے انجام کا حال اُسکے آغاز سے معلوم ہو سکتا ہے اور ابتدائی کامیابی انتہائی عروج کا پیش خیمہ سمجھی جا سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس سے نیک شگون نہ لیں اور اخبار "آستانہ" کو اس ذیل میں داخل کریں جسکے اغراض و مقاصد کی کامیابی کی دلیل اور جسکے کارکنان پر ملک کی معزز و ممتاز ہستیوں کے اعتماد اور بھروسہ کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ "آستانہ" کے اجرا سے پہلے ہی صرف اسکی خبر اجرا کو سنکر ہندوستان کے مختلف مقامات سے خیر مقدمانہ مضامین ہمیں موصول ہونا شروع ہو گئے ہیں جنکا سلسلہ تا حال برابر جاری ہے۔ اسوقت تک حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی، حضرت مولانا سید شاہ محمد فاخر صاحب بیخود الہ آبادی، مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی، مولانا سید عزیز حسن صاحب بقائی اڈیٹر "پیشوا" دہلی، مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب مالک اخبار "مبلغ" دہلی، مولانا شاہ سید محمد ناصر صاحب خلف و خلیفہ حضرت مولانا سید شاہ محمد حمزہ رحمتہ اللہ علیہ دہلوی، جناب شوکت علی فہمی صاحب اڈیٹر اخبار "طاقت" دہلی، مولانا شاہ دلگیر اکبرآبادی اور دیگر حضرات کے خیر مقدمانہ مضامین نثر و نظم ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں اور ہم سلسلہ وار اسی ترتیب سے انکو "آستانہ" میں شایع کرینگے جس ترتیب سے کہ وہ ہمیں موصول ہوئے ہیں۔

اجمیر کی اشتہاری جنگ کا انجام

کچھ عرصہ سے اجمیر کی دو پارٹیوں میں اشتہار بازی کا جو افسوسناک اور ناگوار سلسلہ جاری ہے اسکی نظیر اجمیر تو کیا غالباً ہندوستان بھی مشکل ہی سے پیش کر سکے گا۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ابتک فریقین کا تقریباً ڈھائی ہزار روپیہ صرف اشتہار و نظم طباعت اشتہار کی نذر ہو چکا ہے۔ آپس کے افتراق و نفاق کی یہ ہنگامہ خیز جنگ ہمکو شروع ہی سے اسکی خبر دیرہی تھی اور ہم ابتدا سے ہی یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اسکا اختتام نہایت ہی ناگوار اور اندوہناک طریقہ پر ہوگا چنانچہ وہی ہوا جسکا ہمیں ڈر تھا اور آپسے تم اور تم سے تو ہوکر آخر اس سے بھی زیادہ افسوسناک طریقہ اختیار کیا گیا یعنی ایک فریق تو اشتہار بازی سے جلسہ بازی اور تقریر بازی پر اتر آیا اور جلسوں کا رنگ دیکھکر پبلک کو یہ خوف و اندیشہ ہونے لگا ہے کہ کسی دن طبیعتوں میں ناقابل برداشت اشتعال پیدا ہوکر یہ جلسہ بازی خدانخواستہ کہیں اور زیادہ ناگوار اور شرمناک صورت نہ اختیار کرلے اور دوسرے فریق کو تنگ آکر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا۔ یہ ہے اس اشتہار بازی کے منحوس آغاز کا عبرتناک انجام۔ اللہ تعالےٰ ہماری حالتوں پر رحم فرمائے اور ہمکو اسکی توفیق عطا کرے کہ ہم اپنے نیک و بد کو سمجھیں، اپنے اعمال و افعال کو سدھاریں اور آپس کی جنگ و جدل میں مبتلا ہوکر غیر اقوام کے تختۂ مشق بننے سے محفوظ رہیں۔ اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا

رموز و نکات

میرے دلکو میری آنکھوں سے وہی نسبت ہے جو حقیقت کو مجاز سے ہوتی ہے میرا دل صرف ایک ہی پیکر حسن کے خیال میں مست اور اسی کی تمنا سے سرشار رہتا ہے، اسپر جو نقش ایکبار جم گیا وہ مٹ نہیں سکتا، بس میرا دل اسی ایک کا آرزومند اور وہی ایک میرے دل کا مالک ہے، گویا میرا دل کعبہ ہے جہاں وحدت کے سوا کچھ نہیں ہے، اسکے برخلاف میری آنکھ ہر پل میں ایک نیا جلوہ دیکھتی ہے اس میں روز سیکڑوں تجلیاں سماتی ہیں مگر کوئی مستقل نہیں رہتی۔ ہر دم ایک نئی دنیا آباد ہوتی ہے اور اُجڑ جاتی ہے اور اپنی یادگار کا دھندلا سا نقش چھوڑ جاتی ہے۔ یہ آنکھ نہیں "صنم خانہ" ہے جہاں ہر دم ایک نئے بت کی پوجا ہوتی ہے، دیکھو کہ حقیقت اور مجاز میں انتہائی فرق ہے جتنا کعبہ اور بتخانہ میں اور کعبہ و بتخانہ میں وہی امتیاز ہے جو میرے دل اور میری آنکھ میں، اسلئے میں کعبہ اور بتخانہ دونوں کا مالک ہوں اور حقیقت و مجاز دونوں کا مظہر، مجھ میں سب کچھ موجود ہے اور ان سب کے مجموعہ سے میں بنا ہوں۔

سر کو آستانہ سے ربط ہے۔ سر بغیر آستانہ کے اور آستانہ بغیر سر کے بیکار ہے۔ سر اور آستانہ میں وجہ ربط "سجدہ" ہے اگر یہ نہو تو پھر نہ سر سر ہے نہ آستانہ آستانہ۔ اسکا ثبوت خود لفظ "سجدہ" میں دیکھو کہ سر کا "س" اور آستانہ کا "ہ" اسپر حاوی ہیں۔ مگر سجدہ کی ابتدا سر کے "س" سے ہوتی ہے مقصد یہ ہے کہ سر کا اولین فرض "آستانہ" پر جبہ سائی ہے اور اسکا نیک انجام آستانہ سے وابستہ ہے۔

"س"

آستانہ کے لئے

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ قواعد پتہ ذیل سے طلب کیجئے۔

منیجر اخبار آستانہ

اجمیر شریف۔

مقالات خصوصیہ

معینی آستانہ کا سندیس

(اثر مولانا سید الیاس رضوی)

نکتہ ہا دوش دلم گفت و شنید از لب یار
کہ نہ ہرگز بہ زبان رفت و نہ در گوش آمد

تاریخ ہند کا وہ عہد ظلمت جب یہاں سر تا سر بطلان و فساد کی حکومت اور گمراہی و ضلالت کی فرمانروائی تھی، اس سرزمین کا چپہ چپہ تشنہ ہدایت و محتاج اصلاح تھا۔ اس ملک کے گوشہ گوشہ میں کفر و بت پرستی کا بازار گرم تھا عصیاں و تمرد کی مسموم آندھیاں ایک سرے سے دوسرے سرے تک چل رہی تھیں، طاغوتیت کی ہلاکت آفرینیوں نے کسی ایک متنفس کو بھی اپنے اثرات سے باقی نہ چھوڑا تھا اور کوئی انسانی قلب نہ بچا تھا جسکو تمرد و سرکشی کے زنگ و کثافت نے آلودہ نہ کر دیا ہو، اُسوقت ہاں ٹھیک اُسوقت، کوہ ارادلی کے دامن میں بیٹھ کے دار الحکومت سے ایک مجسمۂ اخلاص و عمل اور پیکر عزیمت دعوت نے اپنے شیریں لبوں سے الفت و پریم کا وہ سندیس دیا تھا جسکے برقی اثرات اور مقناطیسی کشش نے ہزارہا قلوب کو مسخر کر کے مہر و محبت کے ایک نا قابل شکست اور مضبوط رشتہ میں منسلک کر دیا تھا، یہی جاں نواز و دلکش نغمہ تھا جس کے سحر حلال نے بے انتہا مردہ دلوں کو از سر نو حیات جاوید بخشی۔ یہی چشمۂ فیض تھا جس نے لا تعداد بندگان خدا کو سعادت ہدایت سے بہرہ اندوز کیا۔ یہی مصباح ہدایت تھا جس نے رہروان جادۂ تسلیم و رضا کے لئے ملک کی تیرہ و تار فضا کو یکسر روشن و منور کر دیا اور پھر یہی دعوت حیات اور پیام زندگی تھا جو کامل سات سَو برس سے ایک مقدس امانت اور واجب العمل وصیت کے طور پر بندگان الٰہی کو پہونچایا جا رہا ہے۔

یہ سندیس جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے اجمیر کی پہاڑیوں سے ہندوستان والوں کو پہونچایا، وہی سندیس تھا جو اُن کو سرکار مدینہ سے ملا تھا اور یہی پیغام تھا جو عرفات کی بلند چوٹیوں سے مدنی پیامبر نے مخلوق کو دیا تھا اور پھر یہی پیغام وہ وحی الٰہی تھی جو زمین و آسمان کے مالک نے سینۂ مُدادرِ سرگشتہ بندوں کی اصلاح و ہدایت کے لئے خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی تھی۔

یہ پیغام، یہ سندیس جنگ و جدل نفاق و شقاق، خونریزی و بے رحمی کی دعوت نہیں بلکہ دنیا والوں کے لئے امن و سلامتی، اتفاق و اتحاد، اخلاق و ہمدردی، اخوت و مروت کا سبق تھا اور اُسکا مقصد یہ تھا کہ کرۂ زمین کے چپہ چپہ پر امن و راحت، انسانی ہمدردی اور اخوۃ اسلامی کے ایسے مستحکم قلعے تعمیر کر دئے جائیں کہ مذہبی تعصب، قومی تنفر اور رنگ و نسل کے امتیاز کے زبردست مورچے بھی ان کو کوئی گزند نہ پہونچا سکیں اور دینی و دنیوی، اعتبارات سے انسان ان اعلےٰ مدارج پر فائز ہو جائیں جہاں ان کی حیثیت مخلوقات میں اشرف اور افضل مانی گئی ہے۔

بس یہی ایک سندیس تھا جو حضرت خواجہ معین چشتی رح ہندوستان کے لئے لائے تھے، یہی درس تھا جو اُن کی زندگی کا نصب العین اور اُنکا مقصد حیات قرار پایا تھا اور یہی وصیت تھی جو اُنکے بعد جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح حضرت گنج شکر رح حضور محبوب الٰہی رح اور دوسرے بزرگ علما و مشائخ نے پوری کی ہے اور یہی ایک حقیقت ہے جس کا مشاہدہ آج بھی اُن بزرگ ہستیوں کے آستانوں پر کیا جا سکتا ہے۔

یہ سندیس، یہ درس، یہ وصیت، یہ حقیقت الفاظ نہیں بلکہ اُن کی عملی زندگی تھی اور جس طرح اُن کی حیات دنیاوی سر تا سر پریم و الفت کا پیام تھی اسی طرح اُن کی حیات بعد الموت بھی اسی پریم و الفت کی دعوت ہے جس طرح حضرت خواجہ بزرگ کی زندگی کا ہر ایک سانس اور جسم کی ہر ایک حرکت صرف محبت اور خالص محبت تھی جس طرح آپ کی وفات نے بھی اسکا وہ لا متناہی سلسلہ قایم کر دیا ہے جس کا اختتام قیام قیامت سے وابستہ ہے اخبار "آستانہ" جو ہندوستان میں پریم کے سب سے بڑے پیامی کے آستانہ کا ترجمان ہے آج پھر ہندوستان والوں کو پریم کی بانسری سے وہی دلنواز نغمے سنانا چاہتا ہے جو ایک مدت ہوئی ہم فراموش کر چکے یہ معینی آستانہ کا سندیس لیکر آیا ہے اسکا سندیس مہر و محبت کا سندیس ہے الفت اخوت کا سندیس ہے۔ ہمدردی و اخلاق کا سندیس ہے۔ پھر آج کتنے دل ہیں جو اسکے سندیس کو اپنے دلمیں جگہ دینے کو تیار ہیں۔

اجمیری آستانہ

از قلم جناب نثار الملک فطرت قلم میر اسدی۔ اجمیری

یہیں ختم ہو زندگی کا فسانہ
یہ آنکھیں ہوں یہ سر ہو اور آستانہ

یہی بیکسوں کا ہے ملجا و ماویٰ
یہی ہے ٹھکانوں کا ہی اک ٹھکانہ

بشر کیا ملایک بھی کرتے ہیں سجدہ
ہے کیا نام نام خدا آستانہ

ہی ذرہ بھی خورشید اس سرزمین کا
ہے مخدوم ہر خادم آستانہ

تصرف سے ہے صاحب آستانکا
جو نکلا ہے اس شان کا آستانہ

مضامین اسکے نہ کیوں بے بہا ہوں
ہر اک لفظ ہے اسکا دُر یگانہ

تصور میں کھینچ گیا آستانکا
ملا جس گھڑی کاغذی آستانہ

نظر آگئیں اسمیں دنیا کی خبریں
نظر آگیا اسمیں دینی خزانہ

زمانہ میں ہو میر اس کی اشاعت
خریدار اس کا بنے اک زمانہ

خواجہ معین الدین اور پرتھوی راج

آٹھ صدی پہلے کے زمانہ پر نظر ڈالو، چھٹی صدی کے اختتامی دور کی تاریخ کے صفحات مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ آج سے آٹھ سو سال پیشتر سرزمین اجمیر پر حق و باطل کا ایک عظیم الشان معرکہ قایم ہو چکا ہے، اور روحانی و مادی دو قوتیں باہم دگر متصادم ہو چکی ہیں۔ ایک جانب بے ساز سامان عربی وضع قطع کے چند مسافر تھے جو محض اللہ کے لئے اپنا گھر چھوڑ کر خدا کے نام پر قربان - - - - - - - ہونے کی خاطر اپنے وطن سے نکلے تھے

اُنکا مقصد زندگی، اُن کی دلی آرزو، اور اُن کے اس سفر کی علت غائی صرف یہ تھی کہ خدائے قدوس کا وہ پیام جو اس نے اپنے محبوب نبی عربی کے ذریعہ بنی نوع انسان تک پہنچایا ہے۔ ہندوستان پر بسنے والی اوس قوم کو بھی پہنچا دیا جائے جو اپنے خود تراشیدہ بیشمار معبودوں کی پرستش کو اپنی صلاح و فلاح کا وسیلہ سمجھتی ہے

مجاہدان اسلام کی اس جماعت کے ایک ایک فرد نے اپنے سردار خواجہ معین الدین چشتی سنجری کے دست حق پر بیعت کر کے یہ عہد کیا تھا کہ ہمارے جسموں کے ساتھ جبتک ہماری روحوں کو ذرہ برابر بھی علاقہ باقی رہیگا۔ اس مقصد کی تکمیل سے روگردانی نہیں کریں گے۔ اور اگر پروردگار عالم کے دین قیم کی اس تبلیغ میں ہمیں نقد جان صرف کرنے کی بھی ضرورت پیش آئے گی تو دریغ نہیں کرینگے۔ اس مجاہد جماعت کا مجاہد سردار اور اس کے متبعین سب کے سب اپنے وعدہ کے سچے۔ بات کے پکے۔ ہمت کے پورے۔ قوی الارادہ، راسخ الخیال، واثق العزم تھے۔

دوسری جانب صاحب تخت و تاج پرتھوی راج اور اُسکی مسلح فوج و سپاہ تھی۔ وہ پرتھوی راج جو بلا شرکت غیرے اپنے آپ کو ہندوستان کی بادشاہت کا مستحق سمجھتا تھا فرمانروائی کے غرور نے مادی ساز و سامان کی افراط و زیادتی نے اُسے اسقدر بیباک اور دلیر بنا دیا تھا۔

باقی دارد

تذکرۃ السلف

محبوب الٰہی

(از قلم مولانا خواجہ معنی اجمیری)

محبوب الٰہی ست امیر دو جہاں سلطان المشائخ است پیر دو جہاں
بر بندگی نظام ملت نازم مولائے من است دستگیر دو جہاں

نام و نسب نظام الدین محمد نام نامی سلطان المشائخ محبوب الٰہی لقب گرامی حسب و نسب کے لحاظ سے بنی فاطمہ۔ کتاب سیر الاولیا میں جو خانوادہ چشت کی مابہ الاستناد تاریخ ہے اگرچہ مولف کیجانب سے اسکی صراحت نہیں کی گئی ہے ملیکن نعمت اللہ نوری نے اس کتاب میں اپنے قلم سے محبوب الٰہی کا پدری اور مادری سلسلۂ نسب تحریر کیا ہے اور انکا بیان ہے کہ اس شجرۂ نسب کی تحریر سلطان المشائخ کی اشارت سے عمل میں آئی ہے (سیر الاولیا صفحہ ۹)

یہ نعمت اللہ نوری کون ہیں۔ خواجہ عرب کی اولاد سے ہیں اور خواجہ عرب سلطان المشائخ کے نانا اور سلطان المشائخ کے جد امجد خواجہ علی کے ہمجد بھائی ہیں جسکی حقیقت حضرت محبوب الٰہی کے مادری اور پدری دونوں شجروں کے مطالعہ سے عنقریب ظاہر و واضح ہوجائیگی۔ ہذا اصنا البیت ادری کا فیہ، اسکے مطابق نعمت نوری کے بیان کردہ شجرۂ نسب کی صحت کا بجا طور پر یقین کیا جاسکتا ہے۔

"شجرۂ نسب پدری"

سلطان المشائخ نظام الدین محمد بدایونی ابن خواجہ سید احمد ابن خواجہ علی بخاری ابن سید عبد اللہ ابن سید حسن ابن سید میر علی ابن میر احمد ابن میر ابو عبد اللہ ابن میر علی اصغر ابن سید جعفر ابن امام عالی مقام امام علی نقی امام عالی مقام امام محمد تقی رضی اللہ عنہ

شجرۂ نسب مادری

سلطان المشائخ نظام الدین محمد بدایونی ابن فخر النسا رابعۃ العصر بی بی زلیخا بنت خواجہ عرب بخاری ابن سید محمد ابن سید حسن ابن سید میر علی۔ الخ

معلوم ہوا کہ خواجہ علی اور خواجہ عرب دونوں بزرگوار سید حسن ابن سید میر علی کے پوتے ہیں اور نسبی حیثیت سے بہت قریبی رشتہ کے بھائی ہیں۔

خواجہ علی و خواجہ عرب بخارا جو ہمیشہ علما اسلام کا مولد و مسکن رہا ہے خواجہ علی اور خواجہ عرب کا بھی مولد و وطن تھا لیکن کسی وجہ سے دونوں بزرگوار بھائیوں نے ایکساتھ وطن کو خیرباد کہا اور لاہور کا رخ فرمایا۔ ابھی لاہور پہونچکر کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ بدایوں میں آکر اقامت اختیار فرمائی

صاحب سیر الاولیا کا بیان ہے کہ خواجہ عرب نیادی حشم و خدم کے مالک تھے اور اُن کے بعض غلام اُن کی جانب سے خدمت تجارت کی انجام وہی پر مامور تھے۔ خواجہ عرب کی اولاد میں ایک فرزند ارجمند سید عبد اللہ اور ایک دختر نیک اختر بی بی زلیخا تھیں۔ چنانچہ مشیت الٰہی کے موافق خواجہ علی کے فرزند ارجمند خواجہ احمد کیساتھ بی بی زلیخا کا عقد ہوا۔ اور اسی صدف قدس کے شکم سے وہ در یتیم برآمد ہوا جس نے نہ صرف صاحب تخت و تاج بادشاہوں کے تاج پر جگہ پائی بلکہ بوریا نشین اولو الامر درویشوں کی آنکھوں کا نور ہو کر چمکا۔

درویشوں کی آنکھوں کا نور ہو کر چمکا۔

ولادت یعنی ۶۳۴ھ میں ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نظام الدین محمد بدایونی شہر بدایوں میں جلوہ افروز عالم ہوئے

شیخ امم قطب حقیقت نظام خضر و مسیح از دم یحیی العظام
آن بولایت شدہ سلطان بریں دوخته از ترک دو عالم کلاہ
زیر نگیں عرصہ ملک جمش خطبہ ہب لی تمّم خاتمش
نعبد ایاک طراز علم فاخلع نعلیک مقام قدم
راہروے کو بطریق صفا رفتہ قدم بر قدم مصطفےٰ
سیرت میمونش بدیں پروری نسخۂ دیباچۂ پیغمبری
چوں دم الہام زدہ کام او
نائب وحی آمدہ الہام او

(امیر خسرو)

سبحان اللہ وہ ذات قدسی صفات جسکے عکس جمال اور اثر کمال سے خانوادۂ چشت کا نام و کام روشن اور پورا ہوا۔ اپنی تمام تابناکیوں اور جلوہ ریزیوں کیساتھ غیرت آفتاب اور رشک ماہتاب ہو کر اُفق بدایوں سے طلوع ہوا اور منزل شباب میں پہنچا تو اپنی عالمگیر تجلیوں سے سرزمین ہندوستان کے ہر ایک ذرہ کی قسمت کو چمکا دیا۔

والد ماجد کی وفات تفحص اخبار اور تصفح آثار سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان المشائخ کی عمر مبارک ابھی پانچ ہی سال کی ہوئی تھی کہ والد ماجد بیمار ہوئے مشیت الٰہی کا مقصد کچھ اور تھا اسلیئے نہ کوئی دوا سودمند ثابت ہوئی نہ کوئی دعا کارگر۔ اسی اثناء میں سلطان المشائخ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا آپکو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے۔

از دو کس یکے را اختیار کن
یا خواجہ احمد را یا پسر را

یعنی اپنے شوہر اور فرزند دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرو چنانچہ آپنے فرزند ارجمند کی سلامتی چاہی۔ جب صبح ہوئی تو یہ خواب کسی سے نہ کہا اور خاموشی کیساتھ اپنے شوہر کی تیمارداری میں مصروف ہوگئیں۔ آپکو چونکہ یہ معلوم ہوچکا تھا کہ انکا وقت آچکا ہے اسلئے بیمار کی مطلوب و مرغوب چیزیں مضر و نافع بیمار کے سامنے پیش کردیں بالآخر خواب کی تعبیر صحیح ہوئی اور آپکے شوہر نے دنیا کو الوداع کہا اور شہر بدایوں سے باہر دفن ہوئے۔

الباقی سیاتی

خاکِ نشینِ آستانہ کی صدا

سر چڑھائیں نہ کیوں کہ خواجہ کے آستانہ کا آستانہ ہے
بن گیا نور چشم صوفی و رند کیا ٹھکانہ ہے کیا ٹھکانہ ہے
اس سے سلجھیں گے گیسوئے تبلیغ گویا تنظیم کا یہ شانہ ہے
سر تسلیم خم کرلے کامل خاص خواجہ کا آستانہ ہے

نائب النبی کے آستانہ کا آستانہ دیا ہے گویا ساقی اجمیر و سنجر کے بادہ نوشوں کا گردش کرتا ہوا پیمانہ ہے جو بادۂ معرفت شراب تصوف سے لبریز ہے اور جس میں تاریخ و ادب کے نظر فریب جڑے ہوئے ہیروں نے چار چاند لگا دئے ہیں۔

سرمستان سیر و تصوف، دلدادگان فن ادب اور ماہران علم تاریخ کہاں ہیں۔ آئیں اور آستانہ کے گلہائے مضامین کی فرحت زا خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو لبھائیں۔ آستانے کے وجود سے میرے دل میں مسرت کی پریاں مضامین جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اُتر رہی ہیں میں اپنی اس مسرت کا اظہار اس ناتمام فقرہ میں جذب کرکے پیش کرتا ہوں کہ آستانہ کو دیکھ دیکھکر میری شام زندگی میں صبح زندگی کا نورانی منظر ضم ہو رہا ہے۔

اب میں ایسے خوشگوار اور سہانے وقت میں بارگاہ حق، دربار نبی، آستانۂ خواجہ پر آستانہ کی مقبولیت، استقامت، اور بلند پایگی کے لئے دعا کرتا ہوں اور اس خیر مقدم کو اس دعائیہ شعر پر ختم کرتا ہوں۔

آستانہ اپنی جدت کے سبب
دل دلوں کا جان جانوں کی بنے

کامل اجمیری

حوادث محلیہ

جشنِ میلاد النبیؐ:-

دار الاشاعت معینیہ مخزیہ خدام خواجہ اجمیر کی لگاتار چار سالہ کوششوں کا یہ نتیجہ ہے کہ اب اجمیر شریف میں عید میلاد کے جشن منانیکا احساس عام پبلک میں پیدا ہوتا چلا ہے، اس سال بھی دار الاشاعت کیجانب سے کوششیں شروع ہوگئی ہیں اور اشتہارات و پوسٹروں کے ذریعہ پبلک کو توجہ دلائی جارہی ہے، درگاہ معلی میں دار الاشاعت کیجانب سے حسب دستور نعتیہ مشاعرہ کا تیسرا عظیم الشان اجلاس ہونیوالا ہے۔ مصرعہ طرح یہ ہے۔

آئینہ خدا نما صلِ علیٰ محمدٍ

نما۔ وفا۔ قافیہ۔ صلِ علیٰ محمد ردیف

ہندوستان کے تمام شعرا کو ملکی اخبارات کے ذریعہ دعوت شرکت دیجارہی ہے، جو ارباب سخن کسی وجہ سے شرکت نہ فرما سکیں انسے درخواست ہے کہ وہ اپنا کلام ۸ ربیع الاول تک دفتر دار الاشاعت میں بھیجکر سعادتِ شرکت حاصل کریں گے۔

ضروری اپیل

اسی سلسلہ میں مسلمانانِ اجمیر سے ضروری اپیل کی جاتی کہ وہ ۱۲ ربیع الاول کی شب کو اپنے مکانات پر چراغاں کرکے محبت رسول کا ثبوت دینگے، کیا وہ مسلمان جو بیہودہ خرافات میں سیکڑوں روپیہ خرچ کردیتے ہیں۔ اپنے آقا، اپنے سردار، اپنے اللہ کے محبوب، اور اپنی امت کی شفاعت کرنیوالے کے یوم ولادت کی تقریب میں اتنا بھی نہ کرسکینگے کہ کچھ پیسے اس مدنی سردار کی یاد میں قربان کریں اور گھر گھر چراغاں کرکے اپنی شیفتگی رسول کا ثبوت دیں، نیز یہ بھی امید کیجاتی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کی شب اور دن کو ذکر رسول کیلئے جگہ جگہ محافل میلاد منعقد ہونی چاہئیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے اتباع کی فکر کرنا چاہئیے، ماہ ربیع الاول کے ابتدائی بارہ یوم مسلمانوں کیلئے نہایت مبارک اور سعید ہیں اسلئے مسلمانوں کو اس عرصہ میں متواتر سیرۃ رسول کا مطالعہ کرنا چاہئیے اور علما و مشائخ سے اسکے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہئیں۔

سائمن کمیشن۔ اگرچہ سائمن کمیشن سے تعاون و عدم تعاون کے باب میں ملک میں دو زبردست گروہ موجود ہیں لیکن اجمیر میں کمیشن سے بائیکاٹ کی حامی جماعت بہت قلیل ہے اور اس صوبہ کے مسلمان تو قطعاً سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے خلاف ہیں پہلے کیطرح اب بھی مقامی فضا یہ بتارہی ہے کہ شاید کوئی حامی عدم تعاون کمیشن کی مخالفت کی جرأت نہیں کریگا چند روز پہلے مسلمانانِ اجمیر کا ایک جلسہ عام محفل خانہ درگاہ معلی میں منعقد ہوا تھا جسمیں سائمن کمیشن کمیٹی کا انتخاب بدیں غرض کیا گیا ہے کہ وہ اس صوبہ کے مسلمانوں کے مطالبات اور حقوق کمیشن کے روبرو پیش کرے۔

شئون اسلامیہ

افغانستان میں ریلویجات کا ٹھیکہ تعمیر

اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت افغانستان نے برلن کے کارخانہ لنیز اینڈ کمپنی کو افغانستان کے اندر تمام ریلویجات کے تعمیر کرنے اور چلانے کا آرڈر دیدیا ہے یہ کمپنی دیجبنراف اینڈ وڈیان کمپنی سے ملکر کام کریگی اور دونوں کمپنیاں افغانستان کے اندر ریلیں تعمیر کرینگی چند جرمن انجینیر بہت جلد افغانستان جاکر ابتدائی کام اپنے ہاتھ میں لینے والے ہیں۔

مصری اخبارات قانونی شکنجہ میں

مصر کے دو مشہور اخبارات "السیاست" اور "الاخبار" پر دعوی دائر کردیا گیا ہے۔ اسلئے کہ انہوں نے امیر سیف الدین سے متعلق چند عہدنامے شائع کئے تھے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے جماعت وفد کے تین لیڈروں پر طرح طرح کے اتہامات لگائے تھے اور انکے خلاف نہایت دریدہ دہنی سے کام لیا تھا۔ مقدمہ کی تفتیش جاری ہے۔

رئیس جماعت وفد کی مصروفیتیں

سابق وزیر اعظم مصر اور صدر جماعت وفد مصطفی النحاس پاشا آجکل اپنے مقاصد کے پروپگنڈے میں بہت زیادہ مصروف اور منہمک ہیں۔ شب و روز جماعت وفد کے جلسے ہورہے ہیں اور مختلف اقطاع ملک سے برابر دعوتیں آرہی ہیں۔ اور پاشا موصوف ہر جگہ جانیکی کوشش کررہے ہیں اور ہر جلسے میں شریک ہوکر اپنی پارٹی کے اغراض و مقاصد کی تبلیغ و اشاعت میں دھواں دھار تقریریں کررہے ہیں۔ مصری عوام زیادہ تر جماعت وفد کے مؤید ہیں۔

الشوریٰ کا عراق میں داخلہ

عرصہ ہوا اخبار "الشوریٰ" کا داخلہ حکومت عراق نے اپنے ملک میں بند کردیا تھا لیکن اب اس حکم امتناعی کو اٹھا لیا گیا ہے۔ ممانعت داخلہ کی وجہ چند قابل اعتراض مضامین کی اشاعت تھی۔

جاپان میں ترکی مدرسہ کا قیام

ٹوکیو (دار السلطنت جاپان) کے ترک مقیمین نے وہاں اپنا ایک ابتدائی مدرسہ قایم کیا ہے جسمیں قرآن مجید، علوم مذہبی اور ترکی زبان کے علاوہ دیگر مضامین بھی پڑھائے جائینگے۔ مدرسہ کی یہ عمارت جدید طرز پر بنائی گئی ہے اور ترکوں ہی کے چندہ سے اسکی تعمیر ہوئی ہے۔

پیرس میں اقتصادی کانفرنس کا انعقاد

آیندہ اکتوبر میں پیرس میں اقتصادی موتمر منعقد ہونیوالی ہے۔ حکومت جرمنی نے عرصہ ہوا حکومت مصر کو دعوت دی تھی۔ موتمر کا مقصد یہ ہے کہ معاہدہ برلن مرتبہ ۱۹۱۳ء پر اسطرح نظر ثانی کیجائے کہ تجارتی نمائشیں اور بازار منظم صورتمیں قایم کئے جاسکیں اور اشتراک عمل کی صورت پیدا ہوجائے۔ لیکن چونکہ مصر کوئی صنعتی ملک نہیں ہے اور بین الاقوامی تجارتی منڈیوں میں اسکی تجارت محدود ہے اسوجہ سے وزارت مال کے سامنے جب یہ دعوت نامہ پیش کیا گیا تو اس نے شرکت سے انکار کردیا۔

بریدِ فرنگ

جدہ کانفرنس کا سقوط

قاہرہ ۱۰ اگست۔ جدہ میں سر گلبرٹ کلیٹن اور سلطان ابن سعود کے درمیان جو گفتگو جاری تھی اسکا انقطاع ہوگیا۔ ناکامی کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ سرحد عراق پر جدید تعمیر شدہ قلعوں کے انہدام کے مسئلہ میں فریقین متفق نہ ہوسکے کیونکہ ابن سعود کے خیال میں ان قلعوں کی تعمیر معاہدۂ عقیر کی شرائط کے خلاف ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ حکومت نجد کا برتاؤ ہمسایہ حکومتوں سے دوستانہ رہیگا۔

لارڈ ہیلشام وزیر اعظم کی جگہ پر

لندن ۱۰ اگست۔ چونکہ مسٹر بالڈون کچھ مدت تک بغرض بحالی صحت مقام ایلی بین واقع فرانس میں رہیں گے اسلئے انہوں نے موجودہ لارڈ چانسلر لارڈ ہیلشام سے درخواست کی ہے کہ وہ ان کے زمانۂ عدم موجودگی میں وزارت عظمیٰ کی خدمات انجام دیں۔ اگر سر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجیہ علیل نہوتے تو غالباً یہ خدمت انہیں کی سپرد کی جاتی جیسا کہ اس سے قبل صاحب وزیر اعظم کی سیاحت کناڈا کے زمانہ میں ہوا تھا۔

ہندوستانی ایوان تجارت کا صدر

لندن ۱۰ اگست۔ ہندوستانی ایوان تجارت کی شاخ برطانیہ نے مسٹر کے۔ پی مہتا کو اپنا صدر اور ایلڈرمین آلبلیس کو نائب صدر منتخب کیا ہے۔

لارڈ ہیڈلے اور گورنری فلسطین

بیت المقدس "الجامعۃ العربیہ" نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ چونکہ اس سے قبل یہودیوں اور عیسائیوں کے احساسات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بالترتیب سر ہربرٹ سیموئل اور لارڈ پلومر کو گورنری فلسطین کے عہدہ پر مقرر کیا جاچکا ہے اسلئے اب ضروری ہے کہ مسلمانوں کے مفاد کا لحاظ رکھتے ہوئے آیندہ کسی برطانوی مسلمان کو اس عہدہ پر مقرر کرکے مسلمانوں کو مطمئن کردینا چاہیئے اسی کے ساتھ اخبار مذکور نے اس جگہ کیلئے لارڈ ہیڈلے فاروق بالقابہ کا نام بھی پیش کیا ہے (نہایت مفید تجویز ہے خدا کرے بارآور ہو۔ آستانہ)

مسرفانہ لباس کے خلاف ترکی خواتین کا دانشمندانہ فیصلہ

"ڈیلی ڈسپیچ" لندن رقمطراز ہے کہ زمانہ لباس میں غیر ضروری فضول نمائش اور تعیشات کے خلاف جدوجہد کرنے کیلئے ترکی خواتین نے ایک انجمن قایم کی ہے جسکے ارکان نے یہ عہد کیا ہے کہ ایکسال دو عمدہ فراک سے زیادہ نہ خریدینگی۔ اور جو خاتون دو سے زیادہ فراک خریدیگی وہ رکنیت انجمن سے خارج کردیجائیگی۔ ارکان انجمن نے اس سے بھی زیادہ یہ تہیہ کرلیا ہے کہ وہ اپنے ملک کے علاوہ اور کہیں کی بنی ہوئی چیزیں نہ خریدیں گی کیونکہ انکے خیال میں غیر ملکی چیزوں سے ترکی کی ساختہ چیزیں زیادہ عمدہ اور خوبصورت ہوتی ہیں۔

مکاتبات و مراسلات

آستانہ

(از مولانا شاہ سید محمد ناصر صاحب دہلوی)

اجمیر شریف کے مقدس آستانہ سے ہفتہ وار اخبار آستانہ شائع ہونے والا ہے میں فرطِ مسرت کے ساتھ اس آستانہ پر اپنی عقیدتمندی کی پیشانی جھکاتا ہوں۔ دُنیا کی ہر نیرنگی دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے مگر سرکار خواجہ کے آستانہ پر جو رونق ہے وہ دوسری جگہ کہاں ہے

مزہ سجدہ کا تیری چوکھٹ پہ آیا
جہاں میں تو یوں آستانے بہت ہیں

خداوند قدوس آستانہ پاک کی عظمت و وقار کے صدقہ سے اخبار آستانہ کو آسمان علم و ادب پر آفتاب کی طرح روشن کرے اور اسکے مضامین کی فائدہ رساں ضیا پاشی سے مسلمانوں کے گھر گھر کو منور فرمائے۔ آمین!

آستانہ کے دیوانہ کی صدا

(از جناب شوکت فہمی صاحب اڈیٹر "طاقت" دہلی)

میری پیشانی اجمیری پیا کے آستانہ کی جستجو میں بیچین رہا کرتی ہے اب سنا ہے کہ ہم جیسے بیچین قلب والوں کے لئے اجمیر شریف کی گلیوں سے "آستانہ" کے مقدس نام سے ایک ہفتہ وار اخبار شائع ہوگا جب میں نے یہ سنا تو دل نے کہا کہ گھر بیٹھے ہر ہفتہ آستانہ پر مضطرب نگاہیں کروٹیں لیا کرینگی۔ اجمیری پیا کا پرستار دل مبارکباد پیش کرتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہے کہ اسے شہرت حاصل ہو، عزت حاصل ہو اور آستانہ کو اسکی طرح مقبولیت حاصل ہو جس کے دامن میں یہ پناہ لیکر نکلا ہے۔

آستانہ

(از مولٰنا عزیز حسن بقائی)

اڈیٹر پیشوا دہلی

کیسا مبارک نام ہے کیسا پیارا نام ہے کیسا محبوب ترین نام ہے جسپر فدا ہونا صدقے ہونا قربان ہونا ہر راسخ العقیدہ ہندوستانی کا فرض ہے جسکا احترام کرنا اور جسکا طواف کرنا ہر صوفی مشرب مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ آستانہ اور پھر کسکا آستانہ؟ انکا جنہوں نے تیرہ ہزار ہندو پر روحانیت کی پہلی مرتبہ تجلی ڈالی اور جو ہندوستان میں اسلام کے اولین داعی اعظم تھے اور جنہوں نے اپنی محیر العقول روحانیت سے پرتھوی راج کی بدبہی اور طیوان پر عظیم الشان فتح حاصل کی تھی اور اسکی تمام شیطانی سرگرمیوں کا اپنی نگہ نیم باز اور زیر لب مسکراہٹ سے خاتمہ کرکے اسلام کے دشمنوں کے اس دعوی کی عملی تردید کی تھی کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔

اُنکا آستانہ جنکے نام پر آج بھی بڑے بڑے سورما راجپوتوں کی تلواریں میان میں چلی جاتی ہیں اور جن کے آستانہ پر بڑے بڑے سرکش مغل بادشاہوں نے اپنی پیشانیاں رگڑی ہیں اور جن کے آستانے پر آجکل کے دورِ تمدن و الحاد میں بھی بڑے سے بڑے دہریئے اور عقل کے پتلے مغربی انسانوں کی گردنیں عقیدت سے جھک جاتی ہیں۔

اُن چشتی ساقی کا آستانہ جنکے در پر ہمیشہ شاہانِ عالم نے گدائی کی اور آہ ثم آہ کہ آج اونکی معنوی اولاد میں غیرت اور حمیت اور خودداری کا خاتمہ ہوگیا ہے اور تصوف کے حریف انکی حرکات کے سبب انکے مقدس نسب پر اور انکے مورثِ اعلی کی شخصیت پر کمینہ حملوں سے بھی باز نہیں آتے انہیں مستانہ ساقی کی معنوی اولاد متوسلین حضرت خواجہ بزرگ کے حقوق کے تحفظ کے لئے اُن میں عزتِ نفس پیدا کرنے کیلئے اور انکی روحانی تعلیم اور اُنکے مقدس فرض تبلیغ کی اشاعت کیلئے "آستانہ" کے مبارک نام سے ایک ہفتہ وار اخبار میرے دوست جناب حکیم محمد رفیق ابراہیم صاحب لکھنوی کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے جو بڑے کہنہ مشق اخبار نویس ہیں میں اس کاغذی آستانے کا بحیثیت درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ایک متوسل کے اور بحیثیت ایک ادنیٰ خادم تصوف کے اور بحیثیت ایک اخبار نویس کے خیر مقدم کرتا ہوں اور اس صاحب آستانہ کے توسل سے دعا کرتا ہوں جنکے در سے کوئی خالی نہیں گیا کہ وہ اس کاغذی آستانے کو پروان چڑھائے اور تمام ہندوستان کے پیرزادگان کو یہ توفیق دے کہ وہ اپنے مرکز اجمیر شریف کی اس مبارک آواز کو اتنا طاقتور بنائیں کہ حریفان تصوف کو آیندہ تصوف کی مقدس تعلیم کو بدنام کرنے کی جرأت نہو میرے خیال میں آستانے کا ایک کام یہ بھی ہونا چاہیئے کہ وہ درگاہوں کے اندرونی خرابیوں کے انسداد پر کافی سے زیادہ توجہ کرے کہ مغرب کے الحاد کی آندھیوں سے اگر تصوف محفوظ رہ سکتا ہے تو اسکی صرف یہی صورت ہے کہ ہمارے مشائخ عظام صاحب آستانہ کے عملاً پیرو ہو جائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

آستانہ کا خیر مقدم

(از حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی)

اجمیر شریف مشائخ ہند کا مرکز اعظم ہے اور ... از حضرت خواجہ غریب نوازؒ ہندی آستانوں میں آستانۂ اعظم ہے ایسے مرکزی مقام سے اخبار آستانہ کا جاری ہونا ہر تصوف آشنا شخص کو مسرور کرنے والا ہے۔ مگر ہندوستان کے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا جن لوگوں کو صحیح احساس ہے وہ اجمیر شریف کے اس نئے اخبار سے تب ہی مطمئن ہونگے کہ وہ آیندہ طرز عمل سے اپنے افادۂ عام کو ثابت کرکے دکھائے ورنہ اجمیر شریف سے پہلے بھی کئی اخبار اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن کوئی نمایاں نتیجہ ان اخباروں اور رسالوں کا ظاہر نہیں ہوا اجمیر شریف کی درگاہ اور اسکے متعلقین کے خلاف عرصہ دراز سے اخبارات میں جو مخالفانہ مضامین شائع ہوا کرتے ہیں وہ ہم سب کے سامنے ہیں ان مضامین سے ہمارے کلیجے پاش پاش ہوتے رہتے ہیں اگر اخبار آستانہ اپنی مخلصانہ سرگرمی سے مقامی اصلاحات کی طرف باشندوں کو متوجہ کر سکے تو خودبخود مخالف زبانیں خاموش ہو جائیں گی۔

آستانہ کا آستانہ

(از مولٰنا حضرت عبد الماجد القادری البدایونی)

دار الخیر سرکار اجمیر کے ایک قدیم عزیز و مخلص اور رفیق خدمات قومیہ سے یہ بہجت افزا خبر ملی کہ عنقریب ایک جریدہ اسبوعیہ اس فیض کاشانہ سے فیض بخش ملک و قوم ہوگا اور "آستانہ" کے نام سے مشہور و معروف کیا جائیگا، مجھے جہاں تک بتایا گیا ہے اس جریدہ کا مقصد مرکز آستانجات ہند دربار حضور خواجہ کی خدمت اور اس کے ساتھ دوسرے آستانجات کی حمایت اور حفاظت حقوق ہے اس لئے میں اس کو "آستانہ کا آستانہ" لکھ رہا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ مقصد بلند اور ضروری ہے اور یہ خدمت اور اس کا اقدام و خیال لائق تحسین و تبریک ہے مگر اسکے ساتھ ہی صحافت کے عام اور سطحی معمولات پر نظر کرتے ہوئے ہر جریدہ کے لئے یہ شک اور خوف بھی کیا جاتا ہے کہ کہیں وہ بھی اسی مسموم اثر سے متاثر نہ ہو جائے جو مقصد سے دور کرکے اسکی ہستی کو مشتبہ کر دے اور منزل مقصود ایک ایسی وادی بنجائے جسکی بھول بھلیاں سرگشتہ و پریشان بنا دے۔ میں عملہ ادارت آستانہ کی بلند خیال ہستیوں سے واقف ہوں اور ایک لمحہ کیلئے بھی مجھے یہ خیال نہیں ہے کہ وہ آستانہ کے وسیع چشمۂ فیض کو خدانخواستہ ایسے ذرات سے ملوث و گندہ ہونے دینگے جو اسکو ایک سطحی اور سب پرچہ بنا دیں مگر کیا کروں "عشق است و ہزار بدگمانی" اس مخلصانہ یاد دہانی کے لکھنے پر مجبور پاتا ہوں کہ آستانہ کے شرف کو اختلافیات اور بیت مضامین اور عامیانہ روش صحیفہ نگاری سے ہمیشہ بلند اور پاک رہنا چاہیئے۔

اس التجا کے بعد میری دعا ہے کہ آستانہ ملک و قوم کا ایک موقر و معزز اور صحیح ترجمان پرچہ بنے، آمین

میں آستانہ کے اجرا کو ایک نعمت اور اسکے ظہور و شیوع کو قوم

اخبار الہند

سر تیج لائیٹ قانونی زد میں

پٹنہ ۱۰ اگست - ہائیکورٹ پٹنہ میں چیف جسٹس کے سامنے ایک درخواست اس مضمون کی پیش کی گئی ہے کہ اخبار سرچ لائیٹ کیطرف سے پنڈت موتی لال نہرو ایڈوکیٹ الہ آباد اور مسٹر ایس سی بوس ایڈوکیٹ کلکتہ کو پیروی کرنے کی اجازت دیجائے سرچ لائیٹ پر توہین عدالت کے جرم میں مقدمہ چلایا گیا ہے

ایک عورت کے شکم سے بندر

"انڈین نیشنل ہیرلڈ" بمبئی کی اطلاع ہے کہ بین ہی روڈ بمبئی میں ایک مالی کے یہاں بندر کا بچہ پیدا ہوا۔ بچہ بعد میں مرگیا اور تھانہ پولس میں اطلاع دیدیگئی زچہ کی حالت اچھی ہے۔

سر جان سائمن کی مبارکباد

بمبئی ۱۱ اگست۔ سر جان سائمن نے بمبئی سائمن کمیٹی کے ارکان کو حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا ہے اور مبارکباد دی ہے۔ کمیشن ۲۲ اکتوبر کو پونہ پہنچے گا اور خصوصیت کے ساتھ احاطہ بمبئی سے تعلق رکھنے والی شہادتوں پر غور کریگا جیون جو تحریری مواد کمیشن کے روبرو آنا جانے گا کمیٹی کے پاس بھیجدیا جایا کریگا جو تحریری یادداشتیں یا شہادتیں وصول ہوچکی ہیں وہ فوراً آپکی خدمت میں ارسال کردی جائیں گی۔

گاندھی جی کی نصیحت

سورت ۱۳ اگست سورت کے ایک عام جلسہ میں گاندھی جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انکو سینہ گرہیوں کی حیثیت سے ہز اکسلنسی گورنر حکام اور ان ارکان مجلس مقننہ بمبئی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنھوں نے باردولی کے تصفیہ میں امداد دی ہے

آل پارٹیز کانفرنس

لکھنو ۱۱ اگست - کانفرنس کا جو اجلاس انگلیرنٹ ڈیپوٹیشن ہال میں ۲۹ اگست کو بار منعقد ہونیوالا ہے تیاریاں نہایت سرگرمی کیساتھ عمل میں آرہی ہیں جلسہ کے انتظامات ہیں ۔ دوسرے اور رہنمایان ملک کی خدمت بجالانے کیلئے رضا کار بھرتی کئے جارہے ہیں مجلس استقبالیہ کی فیس رکنیت عہ مقرر کیگئی ہے اور ہر فرقہ وطبقہ کے اصحاب سے اس میں شرکت کی درخواست کی گئی ہے۔

مدراس میں شدید ہیضہ

مدراس ۱۳ اگست۔ شہر مدراس میں عام طور پر نہایت شدت کے ساتھ ہیضہ پھیل گیا ہے۔

آستانوں کے عقیدتمندوں سے استدعا

"اخبار آستانہ" ہندوستان کے سارے آستانوں کے مرکز عقیدت "آستانہ" کا نقیب اور تمام ہندی آستانوں کی تنظیم کا علمبردار ہے۔ اور اس کا سب سے پہلا فرض ہندوستان کے تمام متوسلین آستانہ جات کی مفید خدمت ہے۔

اس لئے

تمام عقیدتمند مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے شہروں کی چھوٹی بڑی تمام درگاہوں کے نام اور پتے سے ہمیں مطلع فرماکر ممنون بنائیں

تاکہ

"اخبار آستانہ" مندرجہ بالا غرض وغایت کو کامیاب بنانے میں آسانی ہو۔

سید زین الکاملین منیجر اخبار آستانہ

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس اگرہ میں طبع کراکر دفتر اخبار آستانہ اجمیر شریف سے شایع کیا

جلد ۱ | اجمیر القدس، ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ ۔ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء ۔ یوم جمعہ | نمبر ۳

مدنی آستانہ پر غیر مسلم جبینیں

والفضل ما شہدت بہ الاعداء

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو محض اُمّی تھے مگر عقل و دانش میں یگانۂ روزگار تھے، ہمیشہ خندہ پیشانی اور اکثر خاموش رہتے تھے طبیعت کے حلیم، خُلق کے نیک، اکثر سبحانہٗ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے، لغو بات کبھی زبان سے نہ نکالتے، آپ کے نزدیک حقوق کے فیصلے کے وقت قریب بعید قوی وضعیف سب برابر تھے مساکین کو آپ دوست رکھتے، کبھی فقیر کو فقر کے سبب حقیر نہ جانتے نہ کسی بادشاہ سے اسکی بادشاہی کے سبب خوف کرتے، (موسیو سید یو فرانسیسی)

(۲) کوئی چیز عیسائیوں کو ضلالت و گمرہی کے اس خندق سے جس میں وہ گرپڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی سوائے اُس آواز کے جو سرزمین عرب کے غار "حرا" سے آئی اور جس نے ایسا عملی پیرایہ اختیار کیا جس سے بہتر ناممکن ہے؛ (پروفیسر مارسین)

(۳) میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ سلم) کو دنیا کے عظیم الشان لوگوں میں شمار کرتا ہوں اور ان کی کما حقہٗ تعظیم و تکریم کرتا ہوں، (ڈاکٹر گیلیوس)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تیز فہم، عقیل، صائب الرائے اور عالی خاندان تھے آپ کو ہر وقت خدا ہی کا تصور رہا کرتا تھا (ڈاکٹر اسپرنگر)

(۵) یہ امر واقعہ ہے کہ ذاتی طور پر رسُول عربی (صلی اللہ علیہ سلم) ایک ایسے شخص تھے جنمیں بڑی انسانیت اور شرافت تھی، رسُول عربی (صلعم) میں تمام انسانوں سے زیادہ انسانیت تھی (گووند جی دیسائی)

(۶) مذہبی تعلیمات کی صحت بخش اسپرٹ کے تحت میں ذاتی مثال سے آنحضرت صلعم نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس میں افریقہ کا سیاہ فام فرزند بھی عرب قبیلہ کے مغرور ترین سردار کا ہم پلہ متصور ہوتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ سچی جمہوریت کا ولولہ، رواداری و مساوات کی خوبیاں اُس نے دُنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیلادیں، پیغمبر اسلام نہ صرف ان محاسن کی تبلیغ کرتا تھا بلکہ خود بھی ان پر عامل تھا یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں آج باوجود اس مقدس بزرگ کے انتقال کو تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے ایک خاکروب بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو کر کسی بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان سے مساوات کا دعویٰ کرسکتا ہے، (مسٹر بھوپندر ناتھ باسو)

(۷) اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ حاصل نہیں کیا تھا بلکہ پیغمبر اسلام کی انتہائی سادگی، انتہائی بے نفسی، عہود و مواثیق کا انتہائی احترام، اپنے رفقاء و متبعین کے ساتھ گہری دلچسپی و دلبستگی جرات و بیخوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد و نصب العین پر کامل حقانیت پر اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے (گاندھی جی)

(۸) آنحضرت صلعم لکھے پڑھے نہ تھے اور اس لئے دنیا میں علم کا جو مفہوم سمجھا جاتا ہے اس لحاظ سے وہ عالم نہ تھے اور آپ بار بار اپنے کو نبی اُمّی کہتے تھے، آپکی پیروی کرنے والے ہمیشہ قرآن کو باقی رہنے والا معجزہ کہتے ہیں اور مانتے ہیں جس سے آپکا دعویٰ رسالت بھی سچا ہوتا ہے، یہ نہایت اعلیٰ زبان میں ہے (مسز اینی بسنٹ)

رشد و ہدایت

آیۃ المنافق ثلاث، اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف، و اذا اؤتمن خان۔

تشریح! منافق کی تین علامتیں ہیں، جب بولیگا جھوٹ بولیگا، جب وعدہ کرے گا پورا نہ کرے گا، جب امانت رکھیگا خیانت کریگا۔

(جزو اول صحیح بخاری کتاب الایمان)

مجھکو شوق جبہ سائی اُس کے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے
"معینی"

آستانہ

جلد ۱ | یوم جمعہ - ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ | نمبر ۳

آستانہ کے اغراض و مقاصد

(۲)

آستانہ جات کا تحفظ بھی ایک نہایت ہی اہم اور ضروری مقصد ہے اور اس مقصد کی تکمیل زیادہ تر متوسلین آستانہ جات کی توجہ پر موقوف ہے۔ ہندوستان میں اسوقت بیشمار آستانے اور مزارات ایسے ملینگے جن کیساتھ لاکھوں روپیہ سالانہ کی آمدنی کے اوقاف وابستہ ہیں مگر بالعموم انتظامی حالات ہر جگہ قابل اصلاح ہیں۔ اور معقول رقوم واقفین وقف کی نیت و منشا کے خلاف صرف ہو جاتی ہے۔ بعض مقامات پر تحفظ اوقاف کیلئے مسلمانوں نے انجمنیں قائم کی ہیں لیکن تجربہ یہ بتلا رہا ہے کہ انمیں سے اکثر اور بیشتر انجمنوں کی بنیاد ذاتی کاوش اور باہمی مخالفت پر ہے اور اسی فقدانِ خلوص و بنا پر جذبہ صداقت کیوجہ سے یہ انجمنیں کوئی نمایاں ترقی اوقاف کی تھوڑی بہت بھی اصلاح نہ کر سکیں۔ وسیع یہ ہے کہ انمیں ترقی و اصلاح کرنیکی کوئی صلاحیت بھی موجود نہیں ہے۔ اسلئے کہ اُسکے ارکان اپنے جذبہ مخالفت میں متوسلین آستانہ جات کے علی الرغم عام اثرات پھیلانا چاہتے ہیں انہیں اس سے کوئی بحث نہیں ہے کہ اوقاف کی اصلاح ہو یا نہو۔ البتہ دنیا کو دکھانے کیلئے اصلاح اوقاف کی آڑ میں وہ اپنے مقصد مخالفت کی تکمیل کرنی چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ گویا اصلاح کے پردہ میں درپردہ تخریب ہیں۔ دنیا جانتی ہے اور عام لوگ اس سے واقف ہیں کہ گھر کی اصلاح گھر والے ہی اچھی طرح کر سکتے ہیں دوسرے ہمسایوں کو اگر کوئی حق ہے تو مشورہ خیر کا حق ہے۔

ہماری نیت خدا کے فضل سے خالص اُسکا مقصد اصلاح اوقاف کی تہ میں متوسلین آستانہ و متعلقین اوقاف کی مخالفت و دشمنی نہیں ہے وہ ان اوقاف سے اپنا ذاتی فائدہ نہیں چاہتا ہے جس طرح بعض اکابر قوم کے اندرونی خیالات ہیں جنکی ترجمانی کبھی کبھی انکی زبانوں سے بھی ہوتی رہتی ہے۔ "آستانہ" اپنے مشورہ خیر اور کلمہ حق سے اوقاف آستانہ جات کی خرابیوں سے متعلقین اوقاف متوسلین آستانہ جات کو وقتاً فوقتاً مطلع کرتا رہیگا اور انکی خدمات میں اپنی خلوص بھری آواز پہنچاتا رہیگا۔

ہم متوقع ہیں کہ ارباب دانش متعلقین اوقاف اصحاب فہم متوسلین آستانہ جات ہمارے مشورہ خیر پر توجہ کرینگے ضرور غور فرمائیں گے۔ اور ہماری کمزور مگر پُر خلوص آواز کو گوش دل سے سُنیں گے۔

ہماری یہ کوششیں تو آستانہ جات کے ان اوقاف کی نسبت ہونگی جو خدا کے فضل سے پرستاران اسلام کے قبضہ و تصرف میں ہیں لیکن ہندوستان کے آستانہ جات سے متعلق بہت سے اوقاف ایسے بھی ملیں گے جو ہماری غفلت و لاپرواہی کیوجہ سے غیر اقوام کے قبضہ و تصرف میں جا چکے ہیں اس قسم کے اوقاف کی نسبت اخبار آستانہ حقیقی واقعات و معلومات کا ذخیرہ قوم کے سامنے پیش کریگا۔ اور اوقاف کے اس انتقال تصرف کے اسباب ظاہر کریگا۔ اور عام اہل اسلام کو توجہ دلائے گا۔

اُمید ہے کہ یہ صورت اہل اسلام ارباب حل و عقد کی توجہات کو اس جانب مبذول کرائینگی بہتر ثابت ہوگی اور کوئی مفید نتیجہ برآمد ہو سکیگا۔

نیز اخبار آستانہ گورنمنٹ برطانیہ کو بھی متوجہ کریگا کیونکہ جہانتک انتظامی امور کا تعلق ہے اس راہ میں بیشمار مواقع ایسے بھی پیش آئیں گے اور صدہا واقعات اس قسم کے ملینگے کہ وہاں صرف قوم کی توجہ ہی کافی نہو گی بلکہ حکومت کی امداد حاصل کرنی بھی سخت ضروری ہو گی۔

اسی سلسلہ میں ہماری یہ درخواست بھی شاید نامناسب نہو گی کہ ہندوستان کے تمام آستانہ جات کے متوسلین، منتظمین، معتقدین کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس کار خیر کی تکمیل میں اخبار آستانہ کا ہاتھ بٹائیں اور اپنے شہر کے چھوٹے بڑے تمام آستانوں کی فہرست دفتر اخبار آستانہ کو ارسال فرمائیں تاکہ ہندوستان کے تمام آستانوں کی ایک مکمل اور مفصل فہرست اخبار آستانہ ملک و قوم کے سامنے پیش کر سکے۔ نیز مفصل اور صحیح معلومات تحریر کریں اور اپنے یہاں کے حالات اور ضروریات سے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتے رہیں۔ جو مراسلات ضروری اور اہم حالات پر مشتمل ہونگے انکو مکاتبات و مراسلات کے ذیل میں شایع کیا جائیگا تاکہ ناظرین آستانہ اور مسلمانان ہند ان حالات سے واقفیت حاصل کرکے اپنی استطاعت کے مطابق امداد پہنچا سکیں۔

آستانہ کا تیسرا مقصد ادب اردو کی خدمت ہے۔ اس سلسلہ میں ہم ہر ہفتے ہندوستان کے مشاہیر اہل قلم حضرات کے گرانبہا علمی و ادبی مضامین شائع کرنے کا انتظام کریں گے۔ اسوقت ملک میں اُردو کے بیشمار رسائل و اخبارات ہیں جو خدمت ادب کے مدعی ہیں اور علمی رسائل ہونے کے دعویدار۔ لیکن جب ایک صحیح معیار پر انکو کسا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبان اُردو کو فائدہ پہونچانے کے بجائے اُس کے حق میں سم قاتل کا کام کر رہے ہیں۔ یہ رسائل و اخبارات صرف ادب اُردو ہی کو خراب کرنے کے ذمہ دار نہیں بلکہ قوم کے نوجوانوں کے اخلاق و معاشرت کی تاخت و تاراج میں بھی مصروف ہیں اور پردہ ہی پردہ میں وہ قوم کے نوجوانوں میں نہایت مہلک اور تباہ کن خیالات پھیلا رہے ہیں، اس طرح قوم کے صرف ادب ہی کو نقصان نہیں پہنچا بلکہ اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی حالات بھی خراب ہوتے ہیں۔ انکی عریاں نویسی اور فحش نگاری نے بے راہرو نوجوانوں کی اک کثیر تعداد کو اپنے ساتھ لیلیا ہے۔ اور اُس کے مہلک اثرات روز بروز قوم میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اس لئے زبان اُردو کے حقیقی خیرخواہوں اور خیر سگالوں کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکیں اور زبان اُردو کو ایسے قاذورات سے پاک کرنے کی پوری کوشش کریں۔

اُردو زبان کی عالمگیری اور دوسری زبانوں کی اسکے مقابلہ میں حریفانہ مساعی کو دیکھتے ہوئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اردو کو ایک کامیاب علمی اور ادبی زبان کی حیثیت دیجائے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کا عریاں اور فحش ادب یہ ضرورت پوری نہیں کر سکتا۔ وہ مخصوص اخبارات و رسائل جو حقیقی معنوں میں ادب اردو کے حامل یا بجا طور پر علمی رسالے کہے جا سکتے ہیں انکی تعداد بہت کم ہے اور پھر عام طور پر قوم بھی اُن سے دلچسپی نہیں لیتی اسلئے آستانہ کی پوری کوشش اس باب میں صرف ہوگی کہ قوم میں علم و ادب کا صحیح مذاق پیدا کرنے کی صحیح کوشش کرے۔ اور اُن رسائل و اخبارات کا معین و مددگار بنے۔ جو ادب اُردو کی خدمت کر رہے ہیں۔ نیز یہ کہ قوم کے افراد کو ادب اردو کی اُن بدعات سیئہ سے محفوظ رکھے جو آجکل روزافزوں ترقی پر ہیں۔

(الباقی سیاتی)

لمحاتِ فکریہ

انجمن تعلیم دیہات اجمیر

ہمارے پاس انجمن تعلیم دیہات اجمیر کا ایک مراسلہ بغرض اشاعت موصول ہوا ہے جسے افسوس ہے کہ بوجہ طوالت ہم شائع کرنے سے معذور ہیں۔ یہ انجمن تقریباً ایک سال ہوا اجمیر کے چند اہل درد حضرات نے قائم کی ہے اور جیسا کہ خود اس کے نام سے ظاہر ہے اسکا مقصد دیہات کے مسلمانوں کو تعلیم دینا، اُن کو اپنے مذہب سے واقف کرنا اور اُن میں علمی شوق و رُجحان پیدا کرنا ہے۔ اسوقت تک انجمن اجمیر میرواڑہ کے مختلف دیہاتوں میں چھ مدرسے قائم کر چکی ہے جنمیں تقریباً دو سو طلبا تعلیم پا رہے ہیں اتنی قلیل مدت میں باوجود مالی کمزوریوں اور عام مسلمانوں کی غفلت اور بے حسی کے اتنا کام کر لینا کارکنانِ انجمن کی بلند ہمتی کی دلیل اور اسکی آیندہ ترقی کا پیش خیمہ ہے۔ اس مراسلہ میں بھی حسب معمول بجا طور پر مسلمانوں کے جمود و غفلت کا ماتم کیا گیا ہے اور اسی کیساتھ مسلمانوں کو اسکی امداد کیطرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ہم بھی تمام مسلمانوں خصوصاً مسلمانان اجمیر کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ہر طریقے سے دامے درمے

قدمے، سخنے اس انجمن کی امداد و اعانت کریں اور اسکو جلد تر اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنے مفید اغراض و مقاصد باحسن وجوہ، پورا کر سکے اور جو مفید تحریک اس نے اٹھائی ہے اس میں کما حقہ پوری کامیابی حاصل ہو۔

آستانہ کی غیر معمولی ہر دلعزیزی

کوئی قومی کام یا ملی تحریک اسوقت تک کامیاب اور بار آور نہیں ہو سکتی جبتک کہ اس ملک یا قوم کے علما اور روسا اسکو بہتر و مفید سمجھ کر اپنی قلمی اور مالی امداد و اعانت سے اسکو تقویت نہ پہنچائیں۔ انہی دونوں طبقوں کا احساس یا بیحسی ایک حد تک اس قوم کی ترقی یا ادبار کا پیش خیمہ سمجھی جاتی ہے۔ دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھو اور کسی قوم کے بھی حالات کا مطالعہ کرو ہر جگہ تمہیں اسی اصول کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ تمام ترقی یافتہ قوموں کی تاریخ میں تمہیں ان غیور، باہمت، فیاض اور بہادر ہستیوں کے غیر فانی کارنامے آب زر سے لکھے ہوئے نظر آئیں گے جن کا زیادہ تر تعلق انہی دو طبقوں سے ہے اور جو ان قوموں کی ترقی و عروج کے حقیقی باعث ہیں اسی طرح کسی قوم کی تباہی و ادبار میں سب سے پہلے تمہیں انہی بزدل بے حمیت، بے غیرت اور غدار قوم علما اور اہل دول کی بیحسی بے خبری اور قومی غداری کا ماتم کرنا پڑیگا جن کے شرمناک افعال اور ذلیل حرکات سے انکی قوم کو یہ روز بد دیکھنا پڑا اور بجائے اوج کمال پر پہونچنے کے قعر ذلت و حضیض ادبار میں گھر کر ہمیشہ کیلئے، گمنام و ناپید ہو گئی۔ "آستانہ" کی ہر دلعزیزی اور اس کے ساتھ مسلمانان ہند خصوصاً عقیدتمندان حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ کی غیر معمولی دلچسپی اور قدر دانی کو دیکھتے ہوئے آج ہی ہمیں اسی اصول کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور ہم نہایت مسرت کیساتھ اپنے ناظرین کو یہ مژدہ سناتے ہیں کہ گو ابھی "آستانہ" کا تیسرا نمبر آپکے سامنے ہے لیکن جس طرح آستانے کے اجرا سے قبل صرف خبر اجرا کو سنکر ہی ملک کے ممتاز علما اور مشہور اہل قلم حضرات نے آستانہ کا دلی جوش و تپاک کے ساتھ خیر مقدم کیا تھا اب اسکے شائع ہوتے ہی مخیر بزرگان قوم اور اہل دول حضرات نے دست اعانت بھی اسکی طرف بڑھانے شروع کر دیئے ہیں اور اپنے فیاضانہ عطیوں سے ہماری ہمت کو دو چند و سہ چند بڑھا دیا ہے۔ اگر یہ مبارک سلسلہ ہماری امیدوں کے موافق برابر جاری رہا تو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ انشاء اللہ جلد وہ دن آئیگا جب ہم اپنی مساعی کو کامیاب اور بار آور دیکھیں گے اور آستانہ کے اہم اور بلند اغراض و مقاصد کو آپکے سامنے انشاء اللہ بہت جلد عملی صورت میں پیش کر سکیں گے۔ اسی سلسلہ میں ہمارا سب سے پہلا فرض ان عالی حوصلہ، بلند ہمت، علم دوست اور مخیر حضرات کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے ازراہ قدر دانی و علم دوستی اخبار آستانہ کی معاونت قبول فرمائی اور اپنے مستقل فیاضانہ عطیات سے کارکنان آستانہ کی حوصلہ افزائی فرما کر آستانہ مقدسہ اجمیر القدس کے ساتھ اپنی حقیقی اور سچی عقیدت و نیاز مندی کا ثبوت دیا۔ ہم نہایت خوشی کیساتھ ان حضرات معاونین کے اسماء گرامی درج اخبار کرتے ہوئے اور یہ امید کرتے ہوئے کہ آیندہ بھی وہ برابر اسی طرح اپنے فیاضانہ عطیوں اور مفید و کارآمد مشوروں سے مقاصد آستانہ کو تقویت پہونچاتے رہیں گے انکی خدمتمیں جملہ کارکنان "آستانہ" کیجانب سے دلی ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتے ہیں۔

(۱) جناب نواب حاجی محمد ولی داد خانصاحب جاگیردار　حیدرآباد عـہ ۲۵ سالانہ
(۲) جناب سید نثار احمد صاحب متولی درگاہ معلی　اجمیر عـہ ۱۵ 〃
(۳) جناب سید عبد الجبار صاحب جاگیردار　گیگل عـہ ۱۲ 〃
(۴) جناب شیخ جمال محمد صاحب فاروقی　خانپورہ عـہ ۱۲ 〃
(۵) جناب ہرم ذینکٹ چکا راؤ صاحب دلسکھہ　دکن عـہ ۱۰ 〃
(۶) جناب ہرم جگپت راؤ صاحب دلسکھہ　دکن عـہ ۱۰ 〃
(۷) جناب نیکٹ نرسموہان راؤ صاحب دلسکھہ　دکن عـہ ۱۰ 〃
(۸) جناب گنڈے تکا راؤ صاحب جاگیردار　دکن عـہ ۱۰ 〃
(۹) جناب سید غلام محی الدین صاحب خلف جناب سید محمد شفیع صاحب　اجمیر عـہ ۱۰ 〃
(۱۰) جناب سید عبد اللطیف صاحب عرف میاں چاند　اجمیر عـہ ۱۰ 〃
(۱۱) جناب مولوی سید عبد الرشید صاحب ایڈوکیٹ　اجمیر عـہ ۱۰ 〃
(۱۲) جناب سید عبد العزیز صاحب خلف جناب سید امداد علی صاحب مرحوم　اجمیر عـہ ۱۰ 〃
(۱۳) جناب مرزا عبد القادر بیگ صاحب ایم۔ اے ایل ایل۔ بی وکیل ہائی کورٹ　اجمیر عـہ ۶ 〃
(۱۴) جناب صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۱۵) جناب سید ظہور میاں صاحب مہاراج　اجمیر ھ ۵ 〃
(۱۶) جناب ڈپٹی محمد اکرام اللہ خانصاحب　سروہی ھ ۵ 〃
(۱۷) جناب میر محمود علی صاحب جاگیردار　اجمیر ھ ۵ 〃
(۱۸) جناب سید عبد الحکیم صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۱۹) جناب سید مظہر علی صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۰) جناب سید قطب الدین صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۱) جناب قاضی سید امام الدین صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۲) جناب مولانا سید غلام علی صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۳) جناب منشی جمشید خانصاحب جمالی　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۴) جناب سید حسین علی صاحب فریدی　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۵) جناب سید محمد علی صاحب خلف جناب سید حسین علی صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۶) جناب شیخ کفایت اللہ صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۷) جناب سید محمد جان صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۸) جناب سید چشتی حسین صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃
(۲۹) جناب سید نور الحسن صاحب جاگیردار　اجمیر ھ ۵ 〃
(۳۰) جناب سید ظہور الحسین صاحب عرف مولا میاں　اجمیر ھ ۵ 〃
(۳۱) جناب ڈاکٹر محمد قطب الدین صاحب　(دکن) ھ ۵ 〃
(۳۲) جناب سید فضل رسول صاحب　اجمیر ھ ۵ 〃

(بقیہ صفحہ ۴ پر)

رموز و نکات

جب "حسن" کی رنگینیاں اور رعنائیاں اس کو سراپا "ناز" بنا دیتی ہیں تو سوختہ سامان "عشق" بھی سرتاسر "نیاز" بننے پر مجبور ہوتا ہے۔

ہاں "حسن" وہ حسن جسمیں ناز نہو حسن نہیں ہے تو پھر "عشق" وہ عشق جسمیں نیاز نہو عشق نہیں ہو سکتا۔ بس حسن کا دوسرا نام "ناز" اور عشق کا دوسرا نام "نیاز" ہے "ناز" کا کمال یہ ہے کہ بیشمار جبینیں اس کے آستانہ پر ہر وقت اپنی نیازمندی کے اظہار کیلئے وقف ہوں اور "نیاز" کی تکمیل جبھی ممکن ہے کہ اسکی جبین شروع سے آخر تک ایک اور صرف ایک ہی آستانہ پر جھکے۔

دیکھو! آستانۂ ناز کیلئے جبینوں کی "کثرت" ضروری، اور جبین نیاز کیلئے "وحدت" آستانہ فرض۔ اب تم خود سمجھ لو کہ حسن و عشق، ناز و نیاز، آستانہ و جبین اور کثرت و وحدت میں کیا ربط و امتیاز ہے۔ بس یہی نکتہ ہماری زندگی اور مقصد زندگی کا معمہ حل کر سکتا ہے۔

جب نسیم صبح کے خوشگوار جھونکے کلیوں کو مست کر دیتے ہیں اور وہ عالم انبساط میں کھلکر پھول بنجاتی ہیں تو تختۂ گل پر آتشکدہ کا دھوکا ہونے لگتا ہے۔

بلبل ناشاد جو تمام رات ہجر و فراق کے صدمے اٹھا چکی تھی اور زندگی سے تنگ آکر فیصلہ کر چکی تھی کہ صبح ہوتے ہی اپنی زندگی کا خاتمہ کرکے ہجر کی تکالیف و مصائب کا بھی خاتمہ کردیگی جب اپنی دھن میں موت سے ہم آغوش ہونے کیلئے اڑی تو یک نگاہ اس نے دیکھا کہ صحن چمن میں آگ کا ڈھیر لگا ہوا ہے اسکا دل دھڑکنے لگا وہ سمجھی کہ بس میری آخری منزل آگئی اس دہکتی ہوئی آگ کے شرارے میری امیدوں اور ارمان کیساتھ ہجر کی مصائب آگین گھڑیوں کا بھی خاتمہ کر دیں گے اور میں ایک ایسی زندگی کے ختم کر دینے میں کامیاب ہونگی جس کا کوئی لمحہ ناکامی و نامرادی سے خالی نہیں تھا۔

وہ نہایت بیچینی اور عجلت سے آگ کے ڈھیر پر گری مگر اسکی حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی جب اس نے دیکھا کہ وہ آگ نہیں گلزار ہے، آتشکدہ نہیں تختۂ گل ہے وہ آتشکدہ ہوتا یا تختۂ گل نکلا مگر بلبل کامیاب ہوئی۔ یہ اسکے عزم و ثبات کا ثمرہ تھا۔

اتفاقیہ کیا کیا ہوتا ہے؟ اتفاقیہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی کودک نادان کا تیر "ہدف مراد" پر لگجائے اور وہ تیراندازی کا دعوی بھی کرنے لگے مگر ضروری نہیں کہ وہ اپنے دعوے میں سچا بھی مان لیا جائے۔

اتفاقیہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک جاہل مرکب کسی علمی مسئلہ میں کوئی صائب رائے دیدے مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ عالم مان لیا جائے۔

اتفاقیہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک "سند یافتہ جاگیردار مولوی" چوک کی سیر میں ایسا مصروف ہو جائے کہ "دین و دنیا" فراموش کردے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی یہ حالت دائمی رہے۔

اتفاقیہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم محض جیب گرم کرنے کیلئے کسی اخبار کا اتفاقیہ نمبر نکالیں مگر یہ ضروری نہیں کہ اسکو ایک باقاعدہ اور وقیع اخبار بھی تسلیم کرلیں

اتفاقیہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی "چھوٹی قوم" کے آدمی کو اس کی خوشامد درآمد کے صلہ میں کسی اچھی جگہ نوکر رکھ لیا جائے مگر یہ ضروری نہیں کہ اس کو شریف اور معزز بھی مانیں۔

یہ فطرت کا اٹل قانون ہے کہ "اتفاقیہ" صرف ایکبار ہی ہوتا ہے اور دوبارہ کوئی "اتفاقیہ" نظر نہیں آسکتا۔

"س"

تذکرۃ السلف

محبوب الٰہی

گذشتہ سے پیوستہ

غرض سلطان المشائخ جب بدایوں سے روانہ ہوئے تو اتفاقاً ایک پیرمرد عوض نامی رفیق سفر تھے انکا یہ حال تھا کہ جب کسی خوفناک مقام سے گذرتے اور کسی درندے یا ڈاکوؤں کا ڈر ہوتا تو وہ بار بار یہی کہتے تھے "اے پیر درپناہ تو میروم"۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب میں نے بار بار اون کی زبان سے یہ جملہ سُنا تو دریافت کیا کہ پیر کہکر کس کو یاد کرتے ہو پیرمرد نے جواب میں شیخ الاسلام کا اسم گرامی لیا۔ چنانچہ محبوب الٰہی نے جب نام نامی سنا تو آپ کے جذبۂ شوق میں اضافہ ہوگیا گویا زخم دل پر نمکپاشی ہوگئی۔ اسی سفر میں مولینا حسین خنداں بھی ہمراہ سفر ہوئے۔

قیام دہلی اور اکتساب علوم کچھ عرصہ بعد سلطان المشائخ وارد دہلی ہوئے۔ اور حسن اتفاق سے مولینا نجیب الدین متوکل کے پڑوس میں ایک مکان اقامت گاہ قرار پایا سلطان المشائخ نے اسوقت تک معقولات منقولات میں مہارت حاصل فرمالی تھی لیکن علم کی پیاس جو کبھی نہیں بجھ سکتی ہے کیسے بجھتی چنانچہ دہلی پہنچکر سلطان المشائخ اپنے ہم سبق اور رفیق مولینا شمس الدین دامغانی کی ہمراہ مولینا شمس الدین شمس الملک کے حلقہ تلامذہ میں داخل ہوئے۔ درس لینا شروع کیا۔ اور فن ادب میں بھی حریری کے چالیس مقامات حفظ فرمائے۔

مولینا شمس الملک مولینا شمس الدین خوارزمی علم و فضل میں یگانہ روزگار تھے اور اکثر استادان فن اُن سے نسبت شاگردی رکھتے تھے۔ بادشاہ کی جانب سے شمس الملک خطاب پایا۔ شاہی منصب حاصل تھا بعد میں مستعفی ہوگئے ان کے مستعفی ہونے کے بعد خواجہ تاج ریزہ ایک شاعر نے یہ شعر کہا۔

صدرا کنوں بکام دل دوستاں شدی
مستعفی و مآب ہندوستاں شدی

صاحب تاریخ فرشتہ نے اس شعر کو اسطرح لکھا ہے۔

شمسا کنوں بکام دل دوستاں شدی
فرزانہ ... ممالک ہندوستاں شدی

اور اس شعر کے لکھنے کی یہ وجہ تبلائی ہے کہ مولینا شمس الدین خوارزمی کو اُنکے آخر زمانہ میں جب بادشاہ غیاث الدین بلبن نے شمس الملک کا خطاب دیکر اپنا وزیر بنایا اوسوقت شاعر نے یہ شعر کہا۔ لیکن ہم نے جو واقعہ اور شعر پہلے بیان کیا ہے اُسکے راوی خود سلطان المشائخ ہیں اور یہ روایت فوائد الفواد میں موجود ہے اس لئے روایت اولیٰ کی صحت یقینی ہے۔ صاحب تاریخ فرشتہ نے مولینا شمس الملک کی وزارت کے متعلق جو بیان کیا ہے وہ قرین قیاس ہے اسلئے کہ شاعر نے مولینا شمس الملک کو صدر کہہ کر خطاب کیا ہے پس معلوم ہوا کہ صدر اعظم کے عہدہ سے استعفیٰ دیا گیا تھا۔

مولینا شمس الملک درویشوں کے ساتھ اچھی عقیدت رکھتے تھے۔ چنانچہ باوجود اُستاد ہونے کے سلطان المشائخ کی عزت فرماتے تھے۔ مولینا کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی شاگرد یا دوست ناغہ کرتا یا اُسکے آنے میں دیر ہوجاتی تو آپ اُس سے فرماتے۔ "چہ کردہ ام کہ نمی آئی"۔ یعنی میں نے تمہارا کیا کیا ہے جو تم نہیں آتے۔

اسی طرح اگر کسی سے خوش طبعی مقصود ہوتی تو یہی فرماتے۔ "چہ کردہ ام کہ نمی آئی"۔ مگر اتفاقاً جب سلطان المشائخ سے ناغہ ہوجاتی اور ناغہ کے بعد آپ جاتے تو آپ کو مخاطب کرکے مولینا یہ شعر فرمایا کرتے تھے۔

آخر کم از آنکہ گاہ گاہے
آئی و بما کنی نگاہے

مولینا کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ حد شمار سے باہر ہی لیکن مولینا کے مخصوص الطاف کے مورد سب سے زیادہ سلطان المشائخ کی ذات اقدس تھی اور آپکے علاوہ قاضی فخر الدین اور مولینا برہان الدین کیجانب بھی خاص نظر التفات فرماتے تھے۔

ایکمرتبہ زمرۂ ارادتمندان میں سے کسی نیازمند نے سلطان المشائخ کی جناب میں عرض کی "میں نے سُنا ہے کہ جس زمانہ میں آنمخدوم مولینا شمس الملک کیخدمت میں جایا کرتے تھے تو وہ بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور صدر مقام پر بٹھاتے تھے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا"۔ ہاں اُس جگہ پر قاضی فخر الدین اور مولینا برہان الدین باقی کے سوا نے کوئی نہیں بیٹھتا تھا۔ مولینا وہاں بیٹھنے کے لئے مجھسے بھی فرماتے تھے لیکن میں عذر کرتا تھا کہ یہ تو آپ ہی کی جگہ ہے مگر اسپر بھی مولینا میرے لئے ضرور جگہ فرمادیا کرتے تھے۔

بحث و مناظرہ سلطان المشائخ کو اپنی خداداد ذہانت و فطانت کیوجہ سے اپنے تمام معصروں پر اسقدر تفوق اور امتیاز حاصل تھا ہر کہ بحث اور مناظرہ میں مقابل کو لاجواب اور اپنی شکست کا معترف ہونا پڑتا۔ طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اسلئے تیزی طبع ہمیشہ اپنے جوہر دکھانے میں مصروف رہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ تمام طلباء میں مولینا نظام الدین "بحاث" "محفل شکن" کے نام آپکو شہرت حاصل ہوئی۔

دستار فضیلت سلطان المشائخ نے دہلی پہنچکر تین چار سال تک تحصیل علوم فرمانے کے بعد تکمیل علوم کی۔ اس حساب سے یوں سمجھنا چاہیئے کہ انیس بیس سال کی عمر میں فراغت حاصل ہوئی۔ اور اُسیوقت دستار فضیلت زیب سر فرمائی اسلئے کہ سولہ سال کی عمر میں اپنے قدوم سے دہلی کی زینت بڑھائی اور تین چار سال تک طلب علم کا شغل رہا چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

"چوں در شہر در آمدم سہ چہار سال تعلم و تجہد کردم و ہمدراں ایام کہ تعلم می کردم اگرچہ در صحبت متعلمان دانا بودے فاما کرات گفتمے کہ من میان شما نخواہم ماند و از چند روز بیش میان شما نہ ام"۔

"میں جب شہر میں داخل ہوا تین چار سال تک پڑھنے سے شغل رکھا۔ اسی طالب علمی کے زمانہ میں اپنے رفقائے کار کی جماعت میں اگرچہ میں سب سے ہوشیار تھا لیکن میں کہتا رہتا تھا کہ تمہاری جماعت میں نہ رہونگا۔ اور میں چند دن تمہارے پاس اور ہوں"۔

بیعت تعلیم سے فراغت پائی اور دستار فضیلت زیب سر فرمائی تو شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین کی پابوسی کا اشتیاق غالب ہوا جو طلب علم کے زمانہ ہی میں روز بروز سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا تھا حسن اتفاق دیکھو کہ دہلی میں اقامتگاہ کے لئے جو مکان ملا تھا وہ شیخ الاسلام کے برادر خرد شیخ نجیب الدین کے مکان سے متصل تھا چنانچہ سلطان المشائخ اور شیخ نجیب الدین میں رابطۂ اتحاد پیدا ہوگیا۔ اور یہی تعلق مودت جس نے سلطان المشائخ کو شیخ الاسلام کی پابوسی کیلئے اور زیادہ بیتاب کردیا۔ بالآخر سن مبارک جب بیس سال کا ہوا اور دستار بندی عمل میں آئی تو شیخ شیوخ الاعلم خواجہ فریدالدین کی قدمبوسی کے شوق نے اجودھن (پاک پٹن) کا سفر کرنے پر مجبور کیا۔

(ناتمام) [illegible]

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

جشن میلاد النبی (ارواحنا فداہ)
اجمیر شریف میں

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

کچھ سال سے اجمیر شریف میں عید میلاد کا جشن منانے کی تحریک پیش کیجا رہی ہے اور پرستاران اسلام خلوص عقیدت، اور ذوق و شوق سے اس تحریک کو ہر سال کامیاب بنا رہے ہیں۔ اجمیر شریف تمام ہندوستان و الوں کا واحد مرکز عقیدت ہے اور اس حیثیت سے کہ نائب النبی حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ اس پاک سرزمین پر آسودہ ہیں مسلمانان ہند کا مدینہ ثانی ہے۔ اور ہندوستان میں جشن میلاد کے حقیقی فیضان و برکات سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے اس مقدس مقام سے بڑھکر کوئی دوسرا مقام نہیں ہے۔ چنانچہ شہر میں پہلی ربیع الاول سے گھر گھر محافل میلاد منعقد ہو رہی ہیں جا بجا ذکر و وعظ کی مجلسیں گرم کی جا رہی ہیں۔ عام مسلمانوں میں اپنے پاک پیغمبر کے یوم ولادت کی خوشی میں ایک پُرزور جوش مسرت پایا جاتا ہے۔ آستانہ اقدس کی مسجد شاہجہانی میں مولوی احمد حسین صاحب رامپوری نے بعد نماز عشا برابر بارہ دن تک اپنی خوش بیانی سے مسلمانوں کو محظوظ و مسرور کیا۔ بارھویں شب کو آستانہ اقدس تجلی کی روشنی سے بقعۂ نور بلکہ نورٌ علیٰ نور بنا ہوا تھا گنبد بیضا پر گنبد بلورین کا گمان ہوتا تھا درگاہ معلیٰ کا گوشہ گوشہ خوشبوؤں اور نکہتوں سے طبلۂ عطار بنا ہوا تھا۔ مسجد شاہجہانی اور مسجد صندلخانہ نیز روضۂ مقدسہ کے گرد فقرائے گوشہ نشین اور دیگر اصحاب عقیدت تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھے۔ پرستاران اسلام جوق جوق حاضری آستانۂ اقدس کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اور مشاعرہ نعت کی شرکت نیز بیان میلاد سننے کے شوق میں کشاں کشاں چلے آرہے تھے۔

مجلس سماع

آستانۂ اقدس کی دونوں مسجدوں میں نماز عشا ادا کئے جانیکے بعد بیگمی دالان کے روبرو گنبد اطہر کے بالمقابل حسب دستور قدیم جملہ لوازمات اعراس کیساتھ مجلس سماع منعقد ہوئی۔ اور حال و قال کی محفل گرم رہی ساڑھے دس بجے یہ مجلس برخاست ہوئی اور شیرینی تقسیم کی گئی۔

”بارگاہ عالیجناب نواب معین الدولہ بہادر کی جانب سے ذکر میلاد“

محفل خانہ درگاہ معلیٰ میں عالیجناب نواب معین الدولہ بہادر دام بالاقبال کی جانب سے دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ کی استدعا پر تین سال سے عرس شریف حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کیطرح تمام جھاڑ اور فانوس روشن کئے جاتے ہیں اور نماز عشا کے بعد سے دس بجے تک محفل میلاد منعقد کیجاتی ہے چنانچہ اس سال بھی حسب قاعدہ سابق محفلخانہ آراستہ کیا گیا اور پوری روشنی ہوئی۔ نماز عشا کے بعد سے دس بجے تک ذکر میلاد ہوتا رہا۔

مشاعرہ نعت

دس بجے شب کو محفلخانہ درگاہ معلیٰ میں حسب معمول مشاعرہ نعت ایک شاندار اجتماع کے ساتھ منعقد ہوا چونکہ انعقاد مشاعرہ کی اطلاع ہندوستان کے مشہور اخبارات کے ذریعہ سے پرستاران اسلام کو دیجا چکی تھی نیز پوسٹروں کے ذریعہ باشندگان اجمیر کو بھی مطلع کیا جا چکا تھا اسلئے بیرونی ارباب سخن نے بھی اپنا نعتیہ کلام ارسال فرمایا تھا اور تمام شعرائے اجمیر خود شریک مشاعرہ تھے مشاعرہ تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا صاحبزادہ حافظ سید مراد علی صاحب خادم خواجہ بزرگ نے قرآن پاک کا ایک رکوع خوش الحانی کیساتھ پڑھکر سامعین کو محظوظ فرمایا بعد ازاں جناب مولانا سید الیاس صاحب رضوی نے باہر سے آئی ہوئی تمام غزلیات نعتیہ پڑھکر سنائیں پھر مقامی شعرا کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ انتخاب مشاعرہ نعت کے ضمن میں تمام شعرائے کرام کے منتخب اشعار اسی ترتیب کیساتھ حوالہ قلم کئے جاتے ہیں جس ترکیب کیساتھ حضرات شعرا نے اپنی اپنی غزلیں پڑھکر سنائیں مشاعرہ ٹھیک دو بجے ختم ہوا اور شیرینی تقسیم کیگئی۔ سامعین کی تعداد کا اندازہ ڈھائی ہزار کیا جاتا ہے۔

حویلی دیوان صاحب میں محفل میلاد

جناب دیوان صاحب کے یہاں بھی اسی شب کو مجلس ذکر میلاد منعقد ہوئی اور جناب مولینا امجد علی صاحب صدر مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلیٰ اجمیر شریف نے اپنے مؤثر بیان سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

متولی صاحب کیجانب سے محفل میلاد

اختتام مشاعرہ کے بعد ٹھیک تین بجے صبح صادق سے قبل آستانہ عالیہ میں گنبد اقدس کے روبرو جناب سید نثار احمد صاحب متولی درگاہ معلیٰ کیجانب سے حسب دستور مجلس میلاد منعقد کیگئی بجلی کی روشنی میں سنگ مرمر کے فرش پر چاندنی کا فرش عجیب لطف دے رہا تھا نقرئی اگردانی اور نقرئی شمعدانوں سے مجلس کی باقاعدگی اور زینت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا سامعین صف بصف نہایت ادب کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے سب سے پہلے جناب صاحبزادہ منشی سید زین العابدین صاحب منیجر اخبار آستانہ نے اپنی پراثر اور درد ناک آواز میں خوش الحانی کے ساتھ ایک نعتیہ غزل پڑھکر تمام حاضرین مجلس کو محظوظ اور پُرکیف بنایا اور اسکے بعد جناب مولینا سید سلیمان اشرف صاحب نے اپنے دلکش دلفریب اور مؤثر و جامع انداز بیان میں بیان میلاد فرمایا جو علیگڈھ سے صرف اسی بیان کی خاطر جناب متولی صاحب کی دعوت پر اجمیر تشریف لائے ہیں کامل دو گھنٹہ کے بعد صبح صادق کیوقت ذکر ولادت شریف پڑھا گیا اور سلام اور درود پر یہ مجلس ختم ہوئی اور ٹھیک اسوقت شادیانوں کی گونج اور ہوائی گولوں کی گرج نے دلوں میں ایک عجیب کیفیت پیدا کردی سبحان اللہ نائب النبی کے آستانۂ اقدس پر مسلمانوں کا اپنے آقائے ولی نعمت کے حضور میں خشوع و خضوع عقیدت و نیازمندی کے ساتھ درود و سلام عرض کرنا ایسا پُر اثر منظر تھا کہ دل بے اختیار ہوئے جاتے تھے صبح کا سہانا وقت آستانۂ نائب النبی کا قرب انوار و برکات کا نزول پھر خوش الحانی کیساتھ سلام کا پڑھنا اسقدر پُر لطف سماں تھا کہ روح ایمان تازہ ہو رہی تھی اس مجلس میں حاضرین کی حاضری کا اندازہ سات ہزار کے قریب کیا جاتا ہے۔ اسی شب کو علاوہ درگاہ معلیٰ کے دفتر دار الاشاعت دفتر اخبار آستانہ کتبخانہ انجمن خدام خواجہ اور شہر کے اکثر مقامات پر عید میلاد کی خوشی میں رات بھر روشنی ہوتی رہی۔

انجمن فخریہ چشتیہ کیجانب سے محفل میلاد

بارہ ربیع الاول کو علی الصباح آستانہ اقدس پر قرآن خوانی ہوئی اور پھر حسب معمول قدیم انجمن فخریہ چشتیہ (حضرات صاحبزادگان) کیجانب سے نہایت تزک و احتشام اور لوازمات مجلس کیساتھ محفل میلاد منعقد ہوئی اور دوپہر کو دو بجے ختم ہوئی اور شیرینی تقسیم ہوئی۔

انتخاب مشاعرہ نعت

وہ ہیں حبیب کبریا صلِ علیٰ محمدؐ	آفتوس ٹونکی	اُن کی خوشی سے خوش خدا صلِ علیٰ محمدؐ
آپ سے ہے تو سب بنے آپ ہیں تو سب ہوئے	”	آپ نہ تھے تو کچھ نہ تھا صلِ علیٰ محمدؐ
سارا جہاں کو ہے زوال اور جو شئے ہے لازوال	”	وہ ہے عروج آپ کا صلِ علیٰ محمدؐ
پل میں جو عرش تک گیا دیکھ کے سب پکار اُٹھا	”	ہے کوئی آپ کے سوا صلِ علیٰ محمدؐ
تجھ پہ ہو جان و دل فدا سرورِ خیل انبیاء	عطا مظفرپوری	خاص حبیب کبریا صلِ علیٰ محمدؐ
احمدِ پاک مجتبیٰ صلِ علیٰ محمدؐ	سرور قنوجی	دُرِّ یتیم بے بہا، صلِ علیٰ محمدؐ
چمکا جو نورِ مصطفےٰ صلِ علیٰ محمدؐ	عشرت کودمری	مٹ گیا رنگ کفر کا صلِ علیٰ محمدؐ
اسکو پڑھے سے ہو شفا دل کے مرض کی ہے دوا	حبیب لکھنوی	یعنی درود مصطفےٰ صلِ علیٰ محمدؐ
حسن نبی کی ابتدا صلِ علیٰ محمدؐ	مائل دہلوی	عشق خدا کی انتہا صلِ علیٰ محمدؐ
آئی نظر جو قبر میں مجھ کو شبیہ مصطفےٰ	”	میری زباں پہ آگیا صلِ علیٰ محمدؐ
پردہ اُٹھا جو آنکھ کا شیفتگانِ مصطفےٰ	”	کہتے پھریں گے جابجا صلِ علیٰ محمدؐ
مجھ پہ کرم کی ہو نظر خواجہ معین دیں پناہ	”	آپ ہیں آلِ مصطفےٰ صلِ علیٰ محمدؐ
نورِ جمالِ مصطفےٰ صلِ علیٰ محمدؐ	ثاقب اکبرآبادی	آیۂ رحمتِ خدا صلِ علیٰ محمدؐ
سرمۂ اہلِ فرش ہے غازۂ روئے عرش ہے	”	آپ کی خاکِ کفشِ پا صلِ علیٰ محمدؐ
اتریں گے پل صراط سے شیفتۂ رسولِ حق	محشر بہاری	کہتے ہوئے یہ برملا صلِ علیٰ محمدؐ
وردِ زباں یہ رکھ دلا صلِ علیٰ محمدؐ	گل اجمیری	سیدنا شفیعنا صلِ علیٰ محمدؐ
شانِ جمال دیکھ کر آئینہ خود یہ بول اُٹھا	”	صلِ علیٰ نبینا صلِ علیٰ محمدؐ
آپ میں سایۂ خدا سایہ ہو کیسے آپکا	سالک اجمیری	نور کا سایہ کب ہوا صلِ علیٰ محمدؐ

(باقی دارد)

(نوٹ :- اجمیر شریف کے مشاعرہ نعت کی خاص خاص غزلیات آیندہ اشاعت میں شایع کیجائینگی)

علمی دنیا

مصنوعی جزیرے

امریکہ کے مہندس آرمسٹرنگ نے سمندروں میں مصنوعی جزیرے قائم کرنیکا ایک طریقہ معلوم کرلیا ہے تاکہ ان جزیروں میں وہ ہوائی جہاز اتر سکیں جو سمندروں کے اوپر پرواز کرتے ہوئے گذرتے ہیں، یہ جزائر فولاد اور سمنٹ سے بنائے جائینگے، انکا طول ۱۲۰۰ انچ اور عرض ۴۰۰ انچ تک ہوگا۔ اور یہ سمندر کی سطح سے ۷۰ انچ بلند ہونگے اور انکے وزن کا ۹۵ فیصدی حصہ پانی کے اندر رہیگا۔

چند جدید عناصر کا انکشاف

ڈاکٹر ہپکنس اور یونیورسٹی کے چند دیگر اساتذہ نے ایک جدید عنصر دریافت کیا ہے جو ۶۱ اجزا سے مرکب ہے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ جدید عنصر ان عناصر میں سے ہے جنکے، د سے ۷۱ تک اجزا ہوتے ہیں۔ اسیطرح ڈاکٹر ہیروسکی نے بھی ایک جدید عنصر معلوم کیا ہے جسکے ۷۵ اجزا ہیں ڈاکٹر موصوف نے اس جدید عنصر کو اپنے وطن بوہیمیا کی مناسبت سے عنصر بوہیمیوم سے موسوم کیا ہے، اب دیکھنا ہے کہ یہ جدید عناصر تمدنی ضروریات میں کن چیزوں کا اضافہ کرتے ہیں۔

علم ہیئت سے تاریخ کی تحقیق

ہومر کے قصیدہ کی کتاب ۲۰ میں ایک جگہ آتا ہے کہ آفتاب یکایک غائب ہوگیا اور تمام دنیا تاریک ہوگئی اب اس بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اس زمانہ میں ایسا پورا سورج گرہن پڑا تھا کہ سورج کی ایک کرن بھی چھن کر باہر نہ آسکی، اب اس نظریہ کو پیش نظر رکھکر ڈاکٹر سکوتش نے علم ہیئت کی رو سے یہ دریافت کرلیا ہے کہ وہ سورج گرہن ۱۶ اپریل ۱۱۷۸ ق م کو ظہر کے قبل ۱۱ بجکر ۴۱ منٹ پر واقع ہوا تھا۔

مباحث طبیہ کیلئے ایک گرانقدر عطیہ

لندن کے ایک صاحب ثروت نے اپنا نام مخفی رکھکر وہاں کے ایک اسپتال کے ناظم سے مشورہ کرکے مباحث طبیہ کیلئے ۵۰ ہزار پونڈ یعنی تقریباً سات لاکھ پچاس ہزار روپیہ وقف کیا ہے اس گرانقدر رقم کے منافع سے ان اطبا کی خدمت میں معاوضے پیش کئے جائیں گے جو مباحث طبیہ میں اپنا وقت صرف کرکے علم طب کی ترقی کے وسائل پیدا کرینگے۔

مکاتبات و مراسلات

عنایت نامہ جناب مولینا ہوش بلگرامی بخشی فوج رامپور

اجمیر شریف سے آستانہ کے اجرا کی بہت پہلے ضرورت تھی آپ حضرات نے بہت دیر میں اسکو محسوس فرمایا۔ خیر اب سہی۔ خدا کرے آستانہ کے برکات مسلمانان اجمیر کیلئے خصوصاً اور عالم اسلام کیلئے عموماً روز افزوں پھیلیں اور آپ کی کوششیں کامیاب ہوں۔ میں ضرور خدمت کرونگا اور اپنا فرض سمجھونگا۔ اسوقت دماغ کو سکون نہیں ہے پچھلی علالت نے تو بہت مضمحل کر رکھا ہے۔

از جناب مولانا مرزا عبدالقادر بیگ صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل اجمیر

آستانہ عالیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے اخبار آستانہ کا اجرا جسقدر مسرت کا باعث ہے اسی قدر امید دل کا سرچشمہ ہے۔ میری دلی آرزو ہے کہ یہ اخبار متانت، اخلاص اور اصلاح میں نسبت آستانہ کے شایان شان ثابت ہو اور اسکے ذریعہ ہندوستانی قوم کی اخلاقی زندگی کے وہ کارہائے نمایاں انجام پائیں جسکے باعث آستانہ غریب نواز تمام اقوام ہند کا مرکز آمال و عقیدت بنا ہوا ہے۔

از جناب سیٹھ احمد اسمٰعیل بدات صاحب سورتی

میں نے کتب خانہ انجمن خدام خواجہ کا معائنہ کیا۔ ماشاء اللہ تاریخی کتابیں بھی اس میں موجود ہیں اور دیگر بہت سی کتابیں بھی ہیں۔ اجمیر شریف مسلمانوں کا ایک مرکز ہے، اس اعتبار سے اس کتب خانہ میں کتابیں کافی نہیں ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ اسلامی جوش قائم رکھنے کیلئے اور بہت سی کتابوں سے امداد فرمائیں جن کی سخت ضرورت ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس بات کا پورا خیال کیجئے اور امداد اچھی طرح دینا چاہیئے خدا مجھے بھی توفیق دے۔ کہ میں اسکی خدمت کروں۔

شہنشاہ ہند کے آستانہ پر ایک آشفتہ حال کی فریاد

یا شہ ہندوستاں، یا خواجۂ دنیا و دیں
آستانہ پر ترے حاضر ہے اک اندوہگیں

اے کہ تیرا نام دردِ لا دوا کا ہے علاج
اے کہ تیری ذات ہے برگشتہ بختوں میں معیں

تو سخی ابن سخی ہے۔ اور کریم ابن کریم
مانگ کر تجھ سے نہ پائے کوئی کچھ ممکن نہیں

جسکا کوئی بھی نہ ہو تو اسکی کرتا ہے مدد
اسکا تو ہے آسرا جسکا نہ حامی ہو کہیں

یا معین الدیں کیا آشفتہ حالی نے خراب
یا معین الدین میرا کوئی دنیا میں نہیں

گھیر لیں ہر سمت سے جس شخص کو یاس و یاس
آستانِ پاک پر آکر نہ کیوں رگڑے جبیں

تا کجا صدموں پہ صدمے دکھ پہ دکھ اور غم پہ غم
طاقت برداشت جسم ناتواں میں اب نہیں

حالِ دل روشن ہے تجھ پر کیا کہوں اور کیوں کہوں
گردشِ گردوں دوں سے چاک ہے قلبِ حزیں

تیرے مہمانوں کا پس خوردہ مجھے ملجائے کاش
سفرۂ شاہی کا ہو اے کاش اختر ریزہ چیں

تو سلامت اور تیرا آباد میخانہ رہے
تشنہ کام آرزو کو ساقیا دے ساتگیں

تو اگر عقدہ کشا ہو جائے یا ور ہوں نصیب
تو اگر چاہے تو پھر مشکل مری مشکل نہیں

تنگدستی دور کرب و اضطراری دور ہو
یا معین الدین دل کی بیقراری دور ہو

خاکسار سید اختر انوری نقشبندی الوری
آنریری انچارج جمعیۃ تبلیغ الاسلام اجمیر شریف

اقوال زریں

بطلیموس: ایک بادشاہ نے اسکو کھانے پر بلایا تو اس نے معافی چاہی اور کہا کہ عموماً لوگوں کے دیکھنے والوں کی جو حالت ہوتی ہے تقریباً بادشاہوں کو بھی وہی حالت پیش آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب دور سے دیکھتے ہیں تو ان کی صورتیں بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہیں مگر جب انہیں کو نزدیک سے دیکھتے ہیں تو اچھی نہیں معلوم ہوتیں۔

فیثا غورث: جب یہ مسافرت میں مرنے لگا تو اسکے رفیقوں کو اسکی پردیس کی موت پر غم ہوا، اس نے کہا کہ یارو! دیس اور پردیس کی موت میں کچھ فرق نہیں ہے، کیونکہ تمام جگہوں سے آخرت کو ایک راہ گئی ہے۔

اقلیدس: ایک شخص نے اسکو دھمکانے کیلئے کہا کہ میں تیری جان کھونے میں کوئی کوشش اٹھا نہ رکھونگا، اسپر اقلیدس نے کہا کہ میں تیرا غصہ کھونے میں کوئی کوشش اٹھا نہ رکھونگا۔ ایک حکیم کو جو شراب پر جان دیتا تھا ایک یونانی نشہ میں دیکھکر ملامت کرنے اور ڈانٹنے لگا اور کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی، نشہ پیتا ہے؟ اسنے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ متوالے کو نصیحت کرتا ہے۔

اقتباسات و تراجم

عربوں کا علم طب شام میں اور یورپ کا اس سے استفادہ

(۲)

موسیو لیبان کیطرح اور بہت سے مغربی مؤلفین ہیں جو معترف ہیں کہ عربوں کو اہل مغرب پر یہ خاص فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے ایسے نہایت اہم اجسام کیمیاوی کا انکشاف کیا ہے جو موجودہ علم کیمیا کی اصل و اساس ہیں، انہیں اعتراف ہے کہ انہی لوگوں نے سب سے پہلی مرتبہ ترکیب عناصر کی کوشش کی اور یہی وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلی مرتبہ چونا اور بلور وغیرہ بنانے میں کامیاب ہوے

غرض عرب علم کیمیا میں دوسری قوموں کی نسبت زیادہ وسیع النظر تھے اور اسی لئے انکو فن شفا میں دوسری قوموں پر تفوق حاصل ہے، ہمیں سخت افسوس ہے کہ انکی تصانیف کا زیادہ تر ذخیرہ ہمارے ہاتھوں سے ضائع ہو گیا تاہم انکے علم کے اعتراف کیلئے یہی کیا کم ہے کہ انہوں نے بہت سی ایسی دوائیاں دریافت کی ہیں جن سے انکے پیشرو قطعاً نابلد تھے، اور ہم نہایت صاف الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں کہ انہی نے علم صیدلہ (کمپونڈری) کی بھی بنا ڈالی تھی، اور انہی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ دوائیوں کی ترکیب کے قواعد وضع کئے۔

ساتویں صدی میں سابور بن سہل نے کمپونڈری کی تعلیم کیلئے سب سے پہلا اسکول (دار الصیدلہ) قائم کیا، اس زمانہ میں اسی مدرسہ میں کمپونڈری کی تعلیم دیجاتی، پھر دوسرا مدرسہ امین الدولہ متوفی ۵۶۰ھ نے قائم کیا، پھر ابن سینا کا مدرسہ ہے اسکے بعد ابن تلمیذ کا مدرسہ ہے، تیرہویں صدی تک لوگ انہیں طریقوں پر کاربند رہے اسکے بعد آخر میں ابن رشد کا مدرسہ آتا ہے۔

غرض عربوں نے کمپونڈری میں بہت سے اصول و قواعد منضبط کئے تھے جنمیں سے شربت، شہد، گوند، تیل، مرہم، خوشبو اور دشل اثر وغیرہ پر ہم آجتک عمل پیرا ہیں۔

ان حقائق پر یہ مستزاد ہے کہ عربوں ہی نے کیمیا ر صناعیہ میں بھی وسعت پیدا کی، علاوہ ازیں کہ بعض لوگونکی جو رائیں ہوں لیکن ہم انکے مختلف فنون مثلاً کان کنی، رنگسازی، مینا کاری، صنعت زجاج اور انکے فولاد کی صنعت کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔

علم النبات علم نبات جو علم کیمیا کیطرح علم طب کا ایک جزو اعظم ہے امراض مختلفہ کو زائل کرنے میں معاون ہوتا ہے، شامی عربوں نے علم نبات کے نہایت اہم اجزاء دریافت کرکے اسے معراج کمال تک پہونچا یا کیونکہ وہ حکمائے یونان جالینوس وغیرہ کی تصانیف پر اکتفا کرنیکے بجائے جڑی بوٹیوں کیطرف متوجہ ہوئے اور انہی کے ذریعہ تجربے حاصل کرنے لگے بلکہ وہ تحقیقات کرتے ہوئے حدودِ شام سے گذر کر یونان، مصر اور دوسرے ملکوں میں پہونچ گئے اور ہر جگہ سے کثیر معلومات حاصل کرکے حدودِ شام میں واپس آئے اور واپسی کے بعد مشاہدہ کے ذریعہ اس علم کے تجربے حاصل کرنے کیلئے نباتات کے باغ لگائے گئے جن میں ہر قسم کے نبات جمع کئے گئے اور وہ خود ان نبات کی خاص نگرانی کرتے اور انکے خواص اور تاثیر وغیرہ دریافت کرتے اور پھر انہیں اپنے کام میں لاتے تھے۔

اب ہم ذیل میں ان لوگوں کے چند نام درج کرتے ہیں جنکی اس فن پر بیش بہا کتابیں لاطینی زبان میں ترجمہ ہوئیں اور یورپ میں مدت ہای دراز تک صرف یہی کتابیں طبی سرمایہ سمجھی جاتی رہیں، تاریخی اعتبار سے سب سے پہلے اصطفین بن باسل کا نام آتا ہے، پھر راہب نیقولا دمشقی پھر ابن بیطار ہے اور یہی ابن بیطار سب سے زیادہ شہرہ آفاق حیثیت رکھتا ہے اسکی ایک ایسی تصنیف ہے جو بہت زمانہ تک یورپین طلبا کا مرجع رہ چکی ہے اور اسکے نسخے آئندہ بھی ہمارے پاس ہمیشہ موجود رہیں گے اور اسوقت بھی گیٹ۔ لیڈن۔ لندن۔ اکسفورڈ۔ اور پیرس میں محفوظ ہیں اسکی ایک اور بلند پایہ کتاب "جامع مفردۃ الادویہ والاغذیہ" ہے جو لاطینی زبان میں منتقل کی گئی اور ۱۸۷۷ء میں فرانسیسی زبان میں اسکا ترجمہ ہوا اور اسکے بعد ۱۸۸۰ء میں جرمنی زبان میں منتقل ہوئی۔ لکلرک ابن بیطار کی تصنیف کے متعلق کہتا ہے کہ "دیوستوریدس کے عہد سے یورپ کی بیداری تک "جامع مفردات الادویۃ الاغذیۃ" کے مشابہ کوئی کتاب نہیں پائی گئی۔ (البقیۃ تتلی)

خواجہ معین الدینؒ اور پرتھوی راج

(سلسلہ کیلئے دیکھئے اخبار آستانہ، ربیع الاول ۱۳۴۷ھ)

کہ اپنے حریف بادشاہوں کی حملہ آوریوں کو خاطر میں بھی نہیں لاتا تھا، اسکی فوج قوی بازو تھی، دلیر تھی، جانباز تھی، اور لاتعداد تھی

پہلی جماعت حق و صداقت کی حامل تھی، خدا کے نام پر مرمٹنا اسکا شعار تھا، اعلائے کلمۃ الحق اسکا منصب تھا، اور یہ دوسری جماعت بطلان و ضلالت کی طرفدار اپنے پروردگار کے احکام سے ناواقف ہی نہیں بلکہ اثم و عدوان تمرد و سرکشی کی حامی تھی۔

گویا دونوں جماعتیں ایکدوسرے کی حریف ہمدگر متضاد الاصول متباین الخیال مختلف المذہب تھیں۔

چنانچہ جب حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ اپنی مختصر مجاہد جماعت کیساتھ اجمیر میں داخل ہوئے اور یہیں قیام فرمایا تو اس لالچ سے نہیں کہ حضرت خواجہ کی حلقہ بگوشی سے دولتِ دنیا حاصل ہوتی تھی یا اس خوف سے نہیں کہ اسلامی جماعت کے اس سردار کی نافرمانی سے اتلاف جان کا اندیشہ ہے بلکہ محض اسلامی اخلاق کی کشش، روحانی قوت، قوت جاذبہ کے زور سے راجپوتانہ کے بڑے بڑے سورماؤں نے ہتیار ڈالکر اطاعت قبول کرلی اور مشرف باسلام ہو گئے۔

کوئی ساعت اور کوئی گھڑی ایسی نہیں تھی کہ باطل پرستوں نے خودبخود آآکر بندگی حق کا اعتراف و اقرار نہ کیا ہو ؎

نہ وہ طاقت ہے پلٹن میں نہ وہ قوت رسالے میں
کہ جو طاقت نہاں ہوتی ہے اک اللہ والے میں

بڑہتے بڑہتے جذب و کشش کی یہ قوت اسقدر زوردار ہوئی کہ عمائدین سلطنت، یعنی پرتھوی راج کے ندیمان خاص میں سے بہت سے ہدایت پانے والے اسلام کے اس آفتاب ہدایت کے دامن میں آگئے، حق و باطل کی اس لڑائی میں جب حق و صداقت کی فتحمندی کا یہ منظر اہل باطل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو تخت سلطنت میں زلزلہ آگیا۔ اور خود صاحب تخت و تاج پتھورا کو اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا۔ چنانچہ ایسے لوگوں پر حکومت کی جانب سے تعدی شروع ہوئی اور آخر ناچار ہوکر حکم دیا کہ عربی درویش اپنی جماعت سمیت یہاں سے چلا جائے۔ مگر یہ حکم اک مادہ پرست بادشاہ کا تھا جسے ایک روحانی بادشاہ کیسے قبول کرلیتا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ہم تو کیا جائیں، خود پتھورا کو یہاں سے جانا پڑیگا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دن کے بعد سلطان شہاب الدین غوری کی چمکتی ہوئی تلوار نے اس حقیقت کو روشن کردیا اور آج تاریخ کے صفحات اس سے لبریز ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اگر شہاب الدین غوری اور پرتھوی راج باہم نبرد آزما بھی نہوتے تو آج دنیا دیکھ لیتی کہ بغیر کسی خونریزی کے صرف حضرت خواجہ بزرگ کی اخلاقی کشش تمام ہندوستان کو اپنا غلام بنا لیتی۔

جیسا کہ آج ان کے مبارک آستانہ سے ظاہر ہے جو مسلمانوں کے مرکز عقیدت ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ہندوؤں کا بھی مرکز عقیدت ہے۔ (امیر احمدی اجمیری)

لمحات فکریہ

(بسلسلہ صفحہ ۳ کالم ۲)

ایک مقامی ہندو معاصر ہمارے مقامی ہندی معاصر "ویکرال" نے اجمیر کی موجودہ اشتہار بازی پر بھی کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے اور ناصح مشفق کا لباس پہنکر سامنے آیا ہے۔ ہم یقیناً اس معاملہ میں اسکی تائید کرتے اور عام مسلمانوں کو بھی اسکے اس مشورہ پر توجہ دلاتے لیکن افسوس ہے کہ اس مشورہ میں ہمکو خلوص، محبت اور سچائی کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی بلکہ اسکے برعکس پردہ ہی پردہ میں جس طرح مسلمانوں پر آوازے کسے گئے ہیں اور انکا مضحکہ اڑایا گیا ہے اسکو دیکھ کر ہم کو سخت افسوس و صدمہ ہوا اور عام مسلمانان اجمیر کے دلوں میں بھی ہمارے معزز معاصر کے متعلق کچھ اچھے خیالات جاگزیں نہیں ہوئے۔ آپس کی لڑائی اور نفاق خواہ وہ کسی قوم اور فرقہ میں ہو بُرا اور یقیناً بُرا ہے اور ہر محب وطن و قوم خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، عیسائی ہو یا پارسی ہرگز اسکو اچھی نظروں سے نہیں دیکھ سکتا اور اسکا فرض ہے کہ جسطرح بھی ہو وہ اس قسم کے لڑائی جھگڑوں کے بند کرانے میں اپنی پوری کوشش صرف کردے اور اپنے مفید و مخلصانہ مشوروں سے فریقین کو راہِ راست پر لاکر اسی ناگوار صورتِ حال کا جلد از جلد خاتمہ کرادے۔ لیکن افسوس کہ جو طریقہ اس معاملہ میں ہمارے معزز معاصر نے اختیار کیا ہے وہ بجائے اسکے کہ کوئی مفید اور خوشگوار فضا پیدا کرے ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ معاملہ کو کہیں اور زیادہ نہ الجھادے اور اس جنگ کا رُخ ایک جانب سے دوسری جانب نہ پلٹ جائے۔ مسلمانوں کو اس قسم کے مشوروں کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو آپس میں لڑ لڑا کر پھر مل جائینگے اور انشاء اللہ دشمنوں کے مقابلہ میں ہر وقت سینہ سپر اور یک جان دو قالب نظر آئینگے لیکن پہلے آپ اپنی خبر لیجیے اور دوسروں کے گھر کی آگ بجھانے سے قبل خود اپنے گھر کی آگ بجھانے کی فکر کیجیے۔

"تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو"

اخبار الہند

اعلیٰحضرت کا ورودِ دہلی

ہمعصر "رہبر دکن" رقمطراز ہے کہ اعلیٰحضرت امیر المومنین شاہِ دکن خلد اللہ ملکہ، معہ شہزادگانِ بلند اقبال آئندہ ماہ اکتوبر میں دہلی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف و ممتاز فرمائینگے۔

آل پارٹیز کانفرنس

لکھنؤ۔ ۳۰ اگست۔ آل پارٹیز کانفرنس کے آج کے اجلاس میں صوبوں کی تقسیم کے متعلق ایک کمیٹی کی تجویز پیش ہوئی جو تھوڑی مباحثہ کے بعد بالاتفاق منظور کر لی گئی۔

حوادث محلیہ

زایرین کی حاضری

۲۰ اگست ۱۹۲۸ء کو آتی گاڑی سے جناب سیٹھ احمد اسمٰعیل بدات وارد اجمیر ہوئے اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ حاجی سید وزیر علی صاحب کے ذریعہ سے مراسم زیارت ادا کئے۔ دوسرے دن صبح دفتر دار الاشاعت میں آئے اور مطبوعات دار الاشاعت کی نذر قبول فرمائی پھر کتبخانہ انجمن خدام خواجہ کو دیکھا اور معائنہ لکھا۔ اور اخبار آستانہ کی خریداری منظور کی اور اپنی امکانی کوشش سے کتبخانہ، دار الاشاعت اور اخبار آستانہ کو کامیاب بنانیکا وعدہ کیا۔ اسی روز آتی گاڑی سے واپس ہوئے۔

۲۱ اگست ۱۹۲۸ء کو آتی گاڑی سے جناب نواب حاجی محمد ولی داد خانصاحب مندو ٹی جاگیردار و جمعدار زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر از راہ کراچی اجمیر شریف وارد ہوئے۔ اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد حنیف صاحب کے ذریعہ زیارت سے مشرف ہوئے صاحب موصوف عقیدتمند حضرت خواجہ بزرگ ہونیکے علاوہ قوم و وطن کے بھی سچے بہی خواہ اور ہمدرد ہیں اور قوم کی اقتصادی ترقی کیلئے آپکے عملی کارنامے بھی موجود ہیں اخبار آستانہ کو آپنے مبلغ ۲۵ روپیہ سالانہ عنایت فرمانیکا وعدہ فرمایا ہے اور اخبار بذریعہ وی۔ پی بھیجدینے کی اجازت دی ہے۔

حضرت قطب الاقطاب کا عرس مبارک

۳۰ اگست ۱۹۲۸ء ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو حلبہ حضرت قطب صاحب متصل دولت باغ پر شبکو حسب معمول مجلس سماع منعقد ہوئی اور دوسرے دن دوپہر کو قُل ہوا رات کو بارش کی وجہ سے مجمع بہت ہی کم تھا۔

بارش

یوں تو ایک ہفتہ سے باران رحمت کا سلسلہ جاری تھا اور کبھی کبھی تقاطر اور بارش ہوتی رہتی تھی مگر ۳۰ اگست کی رات کو بارش کا سخت حملہ ہوا اور اس ایک رات کی بارش میں اناساگر اور فائی ساگر کے پانی میں کافی اضافہ ہو گیا۔

دیوانی کے ساتھ فوجداری

"بادلوں کے سیہ پوش لشکر نے ۳۰ اگست کی رات کو مخلوق خدا پر حملہ کیا۔ اس میں ایک بیچاری نووارد پنجابن دیوانی عورت کی جان اندرکوٹ کے اس نلہ میں بہ جانے سے ضائع ہوئی جو پہاڑوں سے نکلکر درگاہ شریف کے نقار خانہ عثمانیہ کے سامنے سے گذرتا ہوا نلہ بازار کے راستہ سے شہر کے باہر نکل جاتا ہے۔

یکم ستمبر ۱۹۲۸ء آج صبح سے مطلع آسمانی کسی قدر ابر آلود ہے کبھی کبھی نقاب سحاب کے ہٹ جانے سے آفتاب عالمتاب کی شعاعیں زمین اجمیر کو روشن کرتی ہیں اور کبھی اسی نقاب میں پوشیدہ ہو جاتی ہیں۔ آسمان کے مغربی اور شمالی اطراف کو دیکھتے ہوئے قیاس ہوتا ہے کہ شاید آج بھی بارش ہو۔

شیون اسلامیہ

مسجد اقصیٰ کا افتتاح

شیخ حسن آفندی ابن سعود ڈائرکٹر محکمہ امور مذہبی القدس عنقریب مجلس ملیہ عالیہ اسلامیہ کے کام سے قاہرہ جانیوالے ہیں تاکہ مسجد اقصیٰ کے افتتاح کیلئے ضروری سامان خرید کرلائیں مسجد کا افتتاح ۱۲ ربیع الاول کو ہوگا۔ (السیاست)

ترکی تجارت

انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ آفندیا ... کی مجلس عاملہ نے تجارتی امور کے متعلق جو کمیٹی مقرر کی تھی اسنے اپنی رپورٹ پیش کردی ہے رپورٹ میں تجارت کے تحفظ کی متعدد تدابیر پیش کی گئی ہیں۔ (الاتحاد)

حکمت بک کابل میں

"السیاست" کو انگورہ سے اطلاع ملی ہے کہ ہز اکسلینسی حکمت بک ترکی سفیر متعینہ کابل افغانستان روانہ ہو گئے تاکہ وہاں پہونچکر اپنے عہدہ کا چارج لے لیں۔

کیمبرج میں مستشرقین کی کانفرنس

کیمبرج میں مستشرقین کی جو کانفرنس ہونیوالی ہے اسمیں مصری یونیورسٹیوں کیطرف سے ڈاکٹر طٰہٰ حسین شریک ہونگے۔ ڈاکٹر صاحب بعض اہم مسائل پر مضمون پڑھکر سنائیں گے۔

برید فرنگ

مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کا انگریز چانسلر

لندن، ۲۸ اگست۔ فری پریس آف انڈیا کا لندنی نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ انگلستان میں جو خبریں نامہ نگاروں کے ذریعہ روانہ کی جاتی ہیں انکو ایک ایسی شکل دیجاتی ہے جس سے بہت سی غلط فہمیاں پھیل جانیکا اندیشہ ہوتا ہے چنانچہ مسلم یونیورسٹی کورٹ کی سب کمیٹی کا جو جلسہ نوابصاحب بھوپال کی زیر صدارت ہوا تھا اسمیں فیصلہ کیا گیا تھا کہ انگلستان سے چانسلر کے عہدہ کیلئے درخواستیں طلب کی جائیں۔ اسپر ہمعصر "ڈیلی ٹیلیگراف" تحریر کرتا ہے کہ یہ فیصلہ اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ پارٹی کے ممبران میں حسد و بغض بھرا ہوا تھا۔

ہنگری اور رومانیہ کا اختلاف

بوڈاپسٹ، ۲۸ اگست۔ حکومت ہنگری نے جمعیۃ اقوام کے پاس ایک احتجاجی تار بھیجا ہے جسمیں رومانیا اور ہنگری کے اختلاف کا ذکر کرکے اسے جمعیۃ کے آئندہ اجلاس میں تصفیہ کی درخواست کی ہے۔ اسی مراسلہ میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ دو جج مقرر کردئے جائیں جو اسکا تصفیہ کردیں یا ہیگ کی بین الاقوامی عدالت کے سامنے یہ مسئلہ پیش کر دیا جائے

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

ہو الکل — یاحسین

بطفیل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

(جامی رح)
اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ۱ر

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱	اجمیر القدس، ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ ۔ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء ۔ یوم جمعہ	نمبر ۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

سری کرشن جی کی پیشین گوئی

کلکی پران میں جو ہندؤں کی معتبر کتاب ہے جس میں کرشن جی کی طرف سے ان خبروں کا حال ہے جو آخر زمانہ میں پیش آئینگی لکھا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک اوتار پیدا ہوگا، شمبل دیپ میں اس کی پیدایش ہوگی، شمبل دیپ کے معنی سنسکرت لغت کی کتابوں میں ملک عرب کے ہیں، پروفیسر میکس مولر جو ایک مشہور انگریز مستشرق ہیں اور سنسکرت کے بھی فاضل ہیں انہوں نے بھی شمبل دیپ کے معنی ملک عرب بیان کئے ہیں۔

کلکی پران کا بیان ہے کہ اس اوتار کی ماں کا نام اُمتی ہوگا، اُمتی کے معنی امانت دار ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا اور آمنہ کے معنی بھی امانت دار کے ہیں، پھر لکھا ہے کہ اوتار کے باپ کا نام وشنو داس ہوگا، وشنو کے معنی ہیں اللہ اور داس کے معنی غلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا اسم مبارک عبد اللہ تھا، عبد اللہ کے معنی بھی اللہ کے غلام کے ہیں، آگے چلکر کلکی پران میں لکھا ہے کہ یہ اوتار پہلے پہاڑ کے غار میں خدا کی بندگی کریگا وہاں خدا اسکو سبق دیگا پھر اسکو اپنے گھر والوں سے تکلیف ہوگی اور یہ مجبوراً ان سے جدا ہوکر شمالی پہاڑ و نمیں چلا جائیگا اس اوتار کے چار بھائی ہونگے جو اسکے دھرم کو ساری دنیا میں پھیلائیں گے۔ اس اوتار کی ایک بیوی بڑی خوبصورت سرخ رنگت کی ہوگی۔

ان سب باتوں کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پہاڑ کے غار سے مراد غار حرا ہے اور سبق سے مراد اس واقعہ سے ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن غار حرا میں تشریف فرما تھے اور یاد الٰہی میں مشغول تھے اتنے میں کسی نے آواز دی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم خدا کے رسول ہو، آپنے حیران ہوکر نظر اُٹھائی تو آسمان و زمین کے بیچ میں ایک شخص کو دیکھا جسنے کہا کہ میں جبرئیل ہوں، پھر وہ آپکے پاس آیا اور کہا پڑھ! آپنے دریافت کیا کیا پڑھوں میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، تب جبرئیل نے آپکو دبوچ کر تین دفعہ خوب ہلایا اور کہا پڑھ! اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ — آپنے اقرا پڑھی تو وہ فرشتہ غائب ہوگیا، شمالی پہاڑونکی طرف جانے سے ہجرت کیطرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کیطرف فرمائی، چار بھائی آپکے چاروں اصحاب ہیں جو دین کی اشاعت میں آپکے دست راست تھے۔ لال رنگ کی خوبصورت بیوی سے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ مراد ہیں۔ فقط

رشد و ہدایت

ثلٰثٌ لا یُدرَکُ بِثَلٰثٍ والغِنیٰ بالمُنیٰ، والشَّبَابُ بالخِضَابِ والصِّحَّۃُ بالادوِیَۃِ

تشریح!

دولتمندی آرزؤں سے، جوانی خضاب سے اور صحت دواؤں سے کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔

(صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مجھ کو شوق جبہ سائی اس کے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے
(معینی مدظلہ)

آستانہ

جلد ۱ || ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ یوم الجمعہ || نمبر ۴

آستانہ کے اغراض و مقاصد

(۳)

اخبار آستانہ کے اغراض و مقاصد میں ایک یہ اہم مقصد بھی داخل ہے کہ بالعموم عام مسلمانان ہند اور بالخصوص متوسلین آستانہ جات کی مذہبی، تمدنی، معاشرتی اصلاح و ترقی کے اسباب بہم پہنچائے۔ اس مقصد کی اہمیت بالکل ظاہر و واضح ہے جسکی تفصیل یقیناً غیر ضروری ہے۔ البتہ اسکی صراحت لازمی ہے کہ اخبار آستانہ اپنے اس مقصد کی تکمیل کیلئے کیا کیا اسباب بہم پہنچائیگا۔ اور اس باب میں اسکی روش کیا ہوگی۔

دنیا جانتی ہے کہ ہندوستان کے تمام بڑے چھوٹے آستانے اپنے اپنے اعتبار سے عقیدت کیش مسلمانوں کے اجتماعی مرکز ہیں۔ اور اسی نسبت کیوجہ سے آستانہ جات کے متوسلین و مجاورین کیساتھ بیشمار عقیدتمندوں کو رابطۂ مودت و اخلاص اور علاقہ محبت و ہمدردی ہے چنانچہ آج اسی شرف مجاورت اور اعزاز نسبت کیوجہ سے آستانوں کے متوسلین و متعلقین اثر و رسوخ کے اعتبار سے ایک غیر معمولی قوت و طاقت رکھتے ہیں۔ اب اگر اسی قوت و طاقت کا پورا زور اپنے حقیقی عروج و ارتقا کیلئے صرف میں لایا جائے تو نہ صرف متعلقین آستانہ جات کی کامیابی متیقن ہے بلکہ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی یقینی ہے۔

ارباب علم و بصیرت جانتے ہیں کہ تمام اولیائے ملت و صلحائے امت بزرگان دین کا مقصد زندگی خدمت اسلام، الامر بالمعروف، النہی عن المنکر، تبلیغ احکام، اشاعت مذہب کے سوائے اور کچھ نہ تھا چنانچہ ان مقدس افراد کی ساری عمر اس مبارک مقصد کو کامیاب بنانے میں بسر ہوگئی۔ اور آج بھی انکے ذاتی اخلاص و عمل، اخلاق و عادات ہدایت و ارشاد کیوجہ سے اور نیز اسلئے کہ ان حضرات نے اعلائے کلمۃ الحق کیلئے اپنے آپکو وقف کر دیا تھا۔ آج بھی انکے نام نبی نوع انسان کی عقدہ کشائی کرتے ہیں، اور انکی محبت عقیدتمندوں کے قلوب میں ایمان کیطرح جاگزین ہے، اور انکی یاد انکا تذکرہ باقی ہے باقی رہیگا اور بلاشبہ باقی رہیگا۔

ایسی حالت میں اگر متوسلین آستانہ جات کے روبرو انکے پاک اسلاف کرام کے کارنامے دہرائے گئے اور ان حضرات کو یہ بتایا گیا کہ ان کے مقدس بزرگوں کی مبارک ہستیوں سے مذہب اسلام اور پرستاران اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے تو یہ امید ایک کامیاب امید ہے کہ ان کی رگوں میں وہ خون ضرور جوش میں آجائیگا جو انکو اپنے اجداد سے میراث میں ملا ہے۔ اور یہ امر ممکن ہی نہیں بلکہ یقینی نظر آتا ہے کہ انکی توجہات بھی اپنے پاک اسلاف کرام کے مقاصد زندگی کی تکمیل کی جانب مبذول و منعطف ہو جائیں گی۔

علیٰ ہٰذا القیاس تمدنی، اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، اصلاح و ترقی کا حال ہے کہ اگر متعلقین آستانہ جات میں اپنے اسلاف کرام کی اتباع و تقلید اور تکمیل علم و عمل کا شوق پیدا ہوگیا تو وہ اپنی مبارک مساعی میں بہت جلد کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ ان حضرات کی عملی توجہ سے ملک و قوم کے بھی بہت سے کام سدھر سکتے ہیں۔ اور دین و مذہب کی ترقی کے بھی بہت سے اسباب فراہم ہوسکتے ہیں البتہ اس کی ضرورت ہے کہ ان حضرات کے کانوں تک متواتر اور لگاتار آستانہ کی آوازیں پہنچائی جاتی رہیں۔

ہمارے خیال میں اگر ہندوستان کے تمام آستانوں کے متوسل اپنے اسلاف کرام کی اتباع کے خیال سے متفق الخیال ہوکر اپنی اجتماعی قوت اور اتحاد و اتفاق کیساتھ اسلام اور پرستاران اسلام کی خدمت کیلئے کمربستہ ہو جائیں تو پھر حریفان اسلام کی ناکامیابی و نامرادی اور مدنی آستانے کے غلاموں کی ترقی و بہبودی قطعی اور یقینی ہے۔

اخبار آستانہ کا پانچواں مقصد ہندوستان اور ممالک غیر خصوصاً ممالک اسلامیہ کی اہم ترین خبروں کی اشاعت ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کیلئے ہم عنقریب انتظام کرنیوالے ہیں کہ ممالک اسلامیہ کے تمام آستانہ جات کے حالات و واقعات سے بھی مسلمانوں کو مطلع کرتے رہیں اور وہاں کے اخبارات سے ان تمام خبروں کا اقتباس کرکے مسلمانان ہندوستان کے روبرو پیش کریں جنکا تعلق اخبار آستانہ کے اغراض و مقاصد سے ہے۔

اسیطرح اخبار آستانہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے مشہور و مقتدر صوفی علمائے کرام سے تصوف و سلوک پر عمدہ عمدہ مضامین حاصل کرکے ناظرین اخبار آستانہ کی نگاہوں کے سامنے لائے جائیں تاکہ حریفان تصوف کی ناکام کوششوں کا تار و پود بکھر کے رہجائے اور متوسلین آستانہ جات میں تصوف کا صحیح مذاق پیدا ہو اور یہ حضرات اپنے اسلاف کرام کی تقلید کرتے ہوئے علم تصوف کی عملی اشاعت و تبلیغ فرما سکیں۔ نیز دلدادگان تصوف اس سے روحانی و باطنی حظ و لذت حاصل کرسکیں۔

اخبار کا ساتواں مقصد بھی نہایت اہم ہے اور جسقدر اہم ہے اسیقدر اسکی تکمیل ضروری ہے کیونکہ اخبار آستانہ کا سرزمین راجستان کے لاکھوں مسلمانوں کا واحد ترجمان ہونا جسقدر اہمیت رکھتا ہے اسیقدر اسکی نہایت ضرورت بھی ہے! اسواسطے کہ تمام صوبہ راجستان میں مسلمانوں کا کوئی آرگن ایسا نہیں ہے کہ جو مسلمانوں کے جذبات اور انکی ضروریات کی صحیح ترجمانی اور پیامبری کرسکے اور مخالفین اسلام کی ریشہ دوانیوں اور اندرونی سازشوں کا راز طشت ازبام کرسکے۔ اور انکے حملوں کا جواب دیسکے۔ درآنحالیکہ اسلام کی حریف قومیں مسلمانوں کے خلاف اپنے پورے زور و شور کیساتھ نبرد آزما ہیں اور چاہتی ہیں کہ مسلم کے وجود کو ہندوستان سے مٹادیں اور سیدھے سادھے مسلمان اپنی غفلت اور ناواقفی کیوجہ سے لقمۂ تر بنے ہوئے ہیں۔ آئے دن مسلمانوں پر الزامات و بہتانات تراشے جاتے ہیں انکو رسوا اور بدنام کرنے کی کوشش کیجاتی ہے اور ان تمام کارفرمائیوں کا نتیجہ مخالفین کے دل و دماغ میں یہ مرتب ہوچکا ہے کہ مسلمان حکومت وقت کی نگاہ میں مشتبہ ہو جائینگے اور یہ اشتباہ انکی تباہی اور رسوائی کا سبب بنجائیگا۔ حالانکہ یہ خیال اور یہ عزم باطل ہوائے خام سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا ہے۔ ہر قوم کی ترقی و بربادی اگرچہ اسی قوم کے اعمال و افعال پر منحصر ہے لیکن یہ بھی قانون فطرت کے خلاف ہے کہ زردار اور صاحب دولت قومیں ضعیف اور نادار قوموں کو فنا کردیں اسلئے کہ یہ تو اسی ایک جلال و جبروت والے بادشاہ کے اختیار میں ہے جسکے قبضہ میں قوموں کو قوت و طاقت اور ضعف و ناتوانی عطا فرمانا ہے یہ سچ ہے کہ مسلمان کمزور ہیں ضعیف ہیں ناتوان ہیں بے یار و مددگار ہیں مگر ایک ایمانی قوت اگر انہیں موجود ہے تو وہ ہر طاقت کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ اور کامیابی اور فتحمندی انکے قدم چوم سکتی ہے۔

مگر آہ کہ وہ مسلمان جو صاحب استطاعت ہیں انکو عام مسلمانوں کے جذبات و احساسات، اور توقعات و ضروریات سے مطلق سروکار نہیں وہ نہیں جانتے کہ انکے برادران مذہب پر کیا بنی ہوئی ہے اور قدرت کیجانب سے انکا فرض منصبی کیا ہے وہ اپنے عیش و عشرت میں مصروف ہیں۔ البتہ بیچارے نادار اور مفلس مسلمانوں میں احساس ہے مگر وہ اتنی قوت نہیں رکھتے کہ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و صلاح کیلئے کوئی عملی طریقہ اختیار کرسکیں بلکہ بعض اوقات تو انکی ضروریات زندگی انہیں اسقدر مجبور کردیتی ہیں کہ انکو اپنے ضمیر کے خلاف مخالفین اسلام کا ہمزبان ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

ہم اخبار آستانہ کے ذریعہ صاحب ثروت مسلمانوں کو ہمیشہ انکے فرائض منصبی کیجانب توجہ دلائیں گے اور انکو وقتی ضروریات سے مطلع کرتے رہینگے اور ساتھ ہی ساتھ انکی اہمیت بھی بتاتے رہینگے۔ شاید کہ ہماری کوشش مشکور اور ہماری یہ جدوجہد کامیاب ثابت ہو اور ارباب ہمت کی توجہ ادہر بھی کارفرمائی میں مصروف ہوجائے اور مذہبی و قومی بہت سے بگڑے ہوئے کام سدھر جائیں۔

اسیطرح اخبار آستانہ کے ذریعہ مخالفین اسلام اور حریفان مذہب کے ان تمام بے بنیاد اتہامات و الزامات کی تردید بھی کیجائیگی جو بے سر و پا طریقہ پر آئے دن مسلمانوں کے سر تھوپکر اعدائے ملت اپنی کاربرآری کی کوشش کرتے ہیں۔

علیٰ ہٰذا القیاس گورنمنٹ برطانیہ اور حکام مقامی تک مسلمانان چتوڑ کی آواز پہنچانا بھی اخبار آستانہ کا فرض ہے۔ تاکہ حکومت وقت بھی مسلمانوں کی ضروریات اور انکے اصلی حالات سے آگاہ ہوتی رہے اور مخالفین اسلام کی

لمحاتِ فکریہ

ریاست جودھپور

بعض اخبارات کے ذریعہ ریاست جودھپور کے متعلق نہایت تشویش انگیز خبریں مطالعہ میں آرہی ہیں۔ اور جو اطلاعات ہم تک موصول ہوئی ہیں وہ اُن روایات سے بالکل مختلف اور متضاد ہیں جنکی ریاست جودھپور عرصہ ہا سال سے حامل ہے گزشتہ عید الضحیٰ کے بعد سے جو مسلسل واقعات وہاں ظہور پذیر ہو رہے ہیں اور جس برتاؤ مسلمانوں کیساتھ جس قسم کا نامنصفانہ برتاؤ روا رکھا گیا ہے وہ ریاست جودھپور کی تاریخ میں ایک نئے تاریک باب کا اضافہ کرتا ہے جب سے ہندوستان میں شدھی اور سنگھٹن کی تحریکات جاری ہوئی ہیں کئی بار اس حقیقت کا اعادہ ہو چکا ہے کہ سنگھٹنی اصحاب نے اندرونی طور پر ایک مستحکم نظام قائم کیا ہے اور اس نظام کا سب سے زیادہ اثر ہندو ریاستوں نے لیا ہے مگر یہ بھی خیال کیا جا رہا تھا کہ شاید راجپوتانہ کی اکثر ریاستوں کے بیدار مغز رؤسا شدھی اور سنگھٹن کی فتنہ انگیز تحریکات کو اپنی ریاست میں دخل نہیں دینگے یا اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے وہ ان خیالات سے متاثر نہیں ہونگے چنانچہ بعض والیان ریاست کے طرزِ عمل سے اسکی تصدیق بھی ہو چکی ہے۔ لیکن اب زمانہ کی رفتار اور پے درپے واقعات کا ظہور ثابت کرتا چلا جا رہا ہے کہ شاید کچھ دنوں کے بعد یہ خیال بھی غلط ثابت ہوگا ورنہ پھر اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ریاست جودھپور میں جہاں کے رئیسوں نے ہمیشہ ہندو مسلمانوں کو ایک نگاہ سے دیکھا اور جہاں ہندو مسلمان دونوں برابر ریاست کے بہی خواہ ہیں شامل ہیں جہاں کے رئیس اکثر و بیشتر اپنے مسلمان سرداروں و رعایا سے بہت زیادہ مانوس ہیں اسی جودھپور میں آج صرف ایک بکری کی قربانی فتنۂ عظیم کا موجب بنگئی جو گزشتہ عید الضحیٰ کے موقع پر رونما ہوا اور پھر لگاتار واقعات کا وہ طومار جنکے ہر پہلو سے مسلمانوں کے خلاف تعصب نفرت و حقارت ٹپکتی ہے پھیلایا جا رہا ہے۔

(۱) کیا والئی جودھپور ہز ہائینس مہاراجہ عمید سنگھ جی بہادر اس طرف توجہ نہیں کرینگے! (۲) کیا انکو ان واقعات کا علم نہیں ہے؟ (۳) کیا مسلمان انکی رعیت نہیں ہیں یا انکو مسلمان رعیت کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مہاراجہ صاحب جو ایک بیدار مغز تعلیم یافتہ نوجوان رئیس ہیں اپنی ریاست کی سابقہ روایات و عظمت کو برقرار و بحال رکھنے کیلئے ضرور [illegible]

مقالاتِ خصوصیہ

اَفکار

(نتائج قلم مولانا سید الیاس رضوی)

جب میں خوابِ غفلت سے بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میں ایک نئی دنیا میں ہوں، جہاں لذت بھی ہے اور حیرت بھی، فرحت بھی ہے اور مسرت بھی، چڑیاں چہچہا رہی ہیں، درختوں کی شاخیں مصروف رقص ہیں، پھولوں کی مہک اور سبزے کی لہک دماغ کی تر و تازگی کا باعث ہیں، آنکھیں محو نظارہ اور دل مشغول تفریح ہے، یہ روح پرور نظارہ دیکھ تو بے اختیار میری زبان سے نکلا کہ:-

"اے پروردگار! اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو بیشک و بلاشبہ ہر تعریف و ثنا کا مستحق ہے"

جو منظر میری آنکھوں کے روبرو ہے کبھی نہ ہوا تھا۔ جو باتیں آج میرے کان سن رہے ہیں کبھی نہ سنی تھیں، میں نے ہزار مرتبہ اس نظارہ کو دیکھا ہوگا مگر جو صورتِ حال آج پیش آرہی ہے پہلے کبھی نہیں ہوئی، آخر یہ طور و خفا کیا ہے؟ آج سے پہلے میرا احساس کہاں تھا؟ یارب! یہ خاموش چیزیں میری کچھ نہیں سنتیں اب میں اپنا دلی خیال کس کو سناؤں اور کون مجھ تسلی بخش جواب دیگا؟

ہاں! میں ان سے پوچھتا ہوں، وہ جواب دیتے ہیں، لیکن میں نہیں سمجھتا، مگر یا اللہ میں ایسی چیز سے کیسے ناواقف رہوں اور ان سے کیسے قطع نظر کروں جنکا تعلق تجھ سے ہے، جو تیری صفات ہیں، جب پتے خشک ہو کر گر جاتے ہیں تو کونپلیں پھوٹتی ہیں، پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں، لکڑیاں بنتی ہیں اور جل کر راکھ ہو جاتی ہیں میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور میں منتظر تھا کہ شاید کوئی جواب ملیگا جو زخم جگر کا مرہم ہو لیکن سب مبہوت، زمین کیطرف نظر ڈالی وہاں بھی یہی عالم تھا، یا اللہ! کیا میرے سامنے یہی فضا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں؟ وہی دریا ہے جسکا کوئی ساحل نہیں! اس فضا میں کبھی تو تجلیات نور مرکوز ہوتی ہیں اور کبھی حجاب ظلمت، کبھی روشنی پھیل جاتی ہے اور کبھی گھٹا ٹوپ اندھیرا، آخر یہ کیا ہے؟ یہ سب ظاہری اشکال ہیں، ان کے نام بھی ظاہری ہیں، اور ان ظاہری ناموں سے اس مستور حقیقت کا پتہ کب چل سکتا ہے جسکا میں متلاشی ہوں۔ دیکھو! یہ روشنی پھیلی اور نور نمودار ہوا۔ کیوں؟ اسلئے کہ مجھے پہچانے یا اسلئے کہ میں اسکو پہچانوں، یہ تعلق میرے لئے تھا یا اس کے لئے، یا ہم سب اس نور کے لئے تھے یا یہ نور ہم سب کیلئے، مگر خیر کچھ بھی ہو ہم سمجھ گئے کہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم کسی کو نہ پہچانتے، اور ہم نے اب پہچان لیا کہ تو کیا ہے لیکن ابھی یہ نہ پہچان سکے کہ کیونکر پہچانا، دیکھو! زمین و آسمان کی عظمت و وسعت کسقدر ہے، وہ عظیم ہیں اور وسیع ہیں مگر میں نے ان کو ایک ایسے لوح پر نقش کیا ہے کہ میرا دماغ ان کو محسوس بھی نہیں کرتا، دیکھو یہ دریا، یہ سمندر میرے سامنے موجیں مار رہا ہے اور بہت بڑا ہے مگر میرے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں، میں اسکو کچھ نہیں سمجھتا، یہ آفتاب جو ابھی طلوع ہوا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ بہت بڑا ہے، مگر میں اس کو بہت چھوٹا سمجھتا ہوں اسلئے کہ وہ اسی غیر محدود دریا کا ایک قطرہ ہے میں اب سمجھا کہ یہ تمام بڑی بڑی چیزیں اُس غیر محدود شئے سے کوئی نسبت نہیں رکھتیں، اسلئے یہ چیزیں جو میرے دائرہ احساس میں ہیں میری تسلی اور تسکین نہیں کر سکتیں اور نہ میرے درد کا درمان ہو سکتی ہیں، یہ جتنی چیزیں ہمکو پسند ہیں، جن کو دیکھکر ہم خوش ہو جاتے ہیں، جنہوں نے ہمکو موہ لیا ہے وہ خود ہماری ہی مسخر ہیں، لیکن کیا اسقدر چھوٹا سا جسم رکھنے کے باوجود بھی اُن لوگوں سے بڑھکر ہیں؟ نہیں! یہاں پر حیرت نے دامن پکڑ لیا اور میں نے اُن درختوں سے جو نئی دلہنوں

نغمۂ نعت

سایۂ رحمت خدا صلِّ علیٰ محمدٍ	سیدنا حبیبنا صلِّ علیٰ محمدٍ
خسروِ عرش آستاں، گوہرِ تاج کن فکاں	نور نگاہ انبیا صلِّ علیٰ محمدٍ
امّی و اوستاد کل، سید و خاتم رُسُل	ناسخ جملہ نسخہ ہا صلِّ علیٰ محمدٍ
مظہرِ ذات او معجزہ با صفات او	اے زہے شان کبریا صلِّ علیٰ محمدٍ
ہرچہ بگفت و در لسِفت حق ز حق شنید گفت	صاحبِ قربت دنیٰ صلِّ علیٰ محمدٍ
دوش کہ دیدہ کلیم، دید ز جلوۂ قدیم	بود جمالِ مصطفیٰ صلِّ علیٰ محمدٍ
رحمتِ عالم آمدہ، خلق مجسم آمدہ	سید ما شفیع ما صلِّ علیٰ محمدٍ
سرمۂ چشم اصفیا خاکِ دیارِ مصطفیٰ	ورد زبانِ اولیا صلِّ علیٰ محمدٍ

معنیٔ بینوا کجا، نعت حبیب حق کجا
چوں کند از زبانِ ثنا صلِّ علیٰ محمدٍ

معنی
خاک نشین آستانۂ عالیہ

اقتباسات و تراجم

عربوں کا علم طب شام میں اور یورپ کا اس سے استفادہ

(۳)

اسکے بعد موسی الدمشقی الصغیر ہے۔ اسکی ایک کتاب "عقاقیر طبیہ" ہے جسکا لاطینی میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ اس کتاب کے فخر کیلئے یہ کافی ہے کہ صرف سولہویں صدی میں چھبیس مرتبہ اسکی طباعت ہوئی۔ لاطینی کے ترجمہ میں اسکا نام DESIMPLICIBUS رکھا گیا ہے اور درحقیقت آج ہم جسے مادۂ طبیہ (MATERI MEDECA) سے تعبیر کرتے ہیں اسکا اساس یہی تصنیف ہے۔ پھر رشید الدین الصوفی کا تذکرہ کرنا ہی۔ جو "کتاب الادویہ" کا مصنف ہی یہ اپنے علمی سفروں میں جو اکثر شام و لبنان میں ہوتے تھے کسی بہترین مصور کو اپنے ساتھ رکھتا تھا جو نہایت توجہ اور دقت نظر سے ان پودوں کی تصویریں کھینچتا جنکی جستجو میں وہ نکلتا تھا یا وہ جنھیں اپنے سفر میں اکتشاف کرتا تھا اور سب سے آخر میں ہم ابو زکریا اشبیلی کا تذکرہ کرینگے جس نے اس فن میں نہایت نایاب اور بیش بہا کتاب چھوڑی ہی جس سے مختلف پودوں کی تاثیر اور انکے لگانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے ماہرین سے ریوند، جوزبوا، خوشبویات، کافور، اور شعیر ہندی وغیرہ کے استعمال کا طریقہ سیکھا ان چیزوں کے علاوہ اور بھی چیزیں ہیں جنکا تذکرہ ہو چکا ہی۔

شفاخانے

اس قدیم زمانہ میں بھی طب کے نظری و علمی اسباق شفاخانوں میں پڑھائے جاتے تھے اور آج ہی کیطرح ان شفاخانوں سے ایک طرف مریض فائدہ اٹھاتے تھے اور دوسری طرف وہی شفاخانے علم طب کے طلبا کے مدرسہ بھی ہوتے تھے بلکہ اس زمانہ کے طلبا ضخیم کتابوں پر زیادہ اعتماد کرنے کے بجائے مریضوں کے بستروں سے تحصیل علم کرتے تھے لیکن یورپ کے سامنے نقش قدم موجود ہونیکے باوجود وہ سولہویں صدی تک اپنے طلبا کو اس طریقہ پر تعلیم نہ دے سکا۔

عربوں کے تعمیر کردہ شفاخانوں میں متعدد منزلیں ہوتی تھیں اور ہر منزل میں ہر فن کی جداگانہ تعلیم دیجاتی تھی، چنانچہ نور الدین نے دمشق میں جو ہسپتال قائم کیا تھا وہ ایک سال میں دس لاکھ درہم میں تیار ہوا تھا اور اسکے سالانہ اخراجات تقریباً پچاس ہزار مصری پونڈ تھے، یہ اسپتال صرف غربا کے لئے مخصوص نہ تھا، بلکہ اسمیں ہر قسم کا انتظام موجود تھا جس سے ہر طبقہ کے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے اور خصوصاً عورتوں کے علاج کا ایک جداگانہ نظام قائم تھا، اس میں متعدد کمرے مختلف مصرف کے لئے بنائے گئے تھے کسی میں صرف بخار کے مریض رہتے چند کمرے آپریشن کے لئے مخصوص تھے، کسی میں آنکھوں کا علاج کیا جاتا تھا، اسی طرح اور دوسری بیماریوں کے لئے متعدد کمرے علیحدہ تعمیر کئے گئے تھے علاوہ ازیں چند کمرے تعلیم کے لئے مخصوص تھے، چند کمروں میں کمپونڈری کی تعلیم دیجاتی تھی اور چند کمرے صرف ڈسپنسنگ روم (مخزن ادویہ) کے طور پر کام آتے تھے، اسی طرح نسخے لکھنے کیلئے چند کمرے مخصوص تھے جن میں وہ مریض آکر نسخے لیجاتے جو اسپتال میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ اطبا کے لئے کھٹری بنے ہوئے تھے جنمیں وہ اپنے معین اوقات میں مطب کرتے تھے، متعدد حمام علیحدہ قایم تھے اور مریضوں کو عافیت پہنچانے کیلئے بہترین انتظام کے ساتھ باورچی خانہ بھی قایم تھا۔

اسی طرح اس زمانہ میں پاگلوں کے لئے بھی علیحدہ اسپتال کھولے گئے تھے اور جن مقامات پر اسپتال موجود نہ ہوتے اور نہ وہاں کسی بنا پر اسکا قیام ممکن ہوتا تو ایسے مقامات پر اطبا علاج و معالجہ کے کافی سامان کے ساتھ بھیجے جاتے تھے جس طرح آج مصر وغیرہ میں سفری اسپتال ہیں،

سب سے پہلا شفاخانہ ساتویں صدی میں "شفاخانہ بنی امیہ" کے نام سے دمشق میں قایم ہوا۔ منصور خلیفہ عباسی نے بغداد میں ایک شفاخانہ قایم کیا جس میں اندھوں کے علاج کا سامان بھی تھا اسکے بعد ہارون رشید نے ایک عظیم الشان شفاخانہ طبی تعلیم کے مصالح پیش نظر رکھ کر قایم کیا۔ پھر اسکے لڑکے مامون نے ایک طبی اکاڈمی قایم کی اور کثیر رقم علمی کتابوں کی خریداری اور انکے ترجموں کے لئے وقف کردی اسکے بعد شفاخانوں کی تعداد میں یوماً فیوماً اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں میں پھیل گئے اور حقیقت یہ ہی کہ اس زمانہ کے شفاخانے موجودہ اسپتالوں سے آرام و راحت اور صحت کے لحاظ سے بہت بہتر ہوتے تھے کیونکہ ان کی تعمیر اور موقع عمارت میں بہ نسبت آجکل کے اس زمانہ میں اصول حفظان صحت کا بہت زیادہ لحاظ رکھا جاتا تھا کیونکہ عربوں کے نزدیک اصول حفظان صحت کو نہایت اہمیت حاصل تھی انکے بہت سے معالجے دوائیوں کے بجائے اصول حفظان صحت ہی پر مبنی تھے۔ وہ تبدیل آب و ہوا کے اثرات سے واقف تھے اور خصوصاً اُن امراض کیلئے جو خون کو خشک کر دیتے ہیں یا انسان کو لاغر بنا دیتے ہیں تبدیل آب ہوا ضروری سمجھتے تھے اور آج جو ہمارا طرز عمل ہی وہ اسی طرح اپنے مریضوں کو موسم اور دیگر حالات کے تناسب سے کبھی گرم ملکوں میں اور کبھی پہاڑوں پر اور کبھی دریا کے ساحلوں پر بھیجتے تھے کیونکہ انہیں وثوق کامل تھا کہ بعض امراض میں طب کے وسیع تجربے بیکار رہتے ہیں اور صرف اصول حفظان صحت ہی کام آتے ہیں۔

اسی طرح عربوں کے وسیع علم طب کی ایک شاخ "طب الاسنان" یعنی دانتوں کا علاج ہی وہ دانتوں میں کیڑے پڑجانے اور انکے خراب ہو جانے کی صورت میں دانتوں کو گرم لوہوں سے داغتے تھے اسی طرح خراب دانتوں کے سوراخ میں خاص آلات کے ذریعہ گرم تیل ڈالتے تھے۔ ضرورت کے وقت اپنے آلات کے ذریعہ دانتوں پر سونے اور چاندی کے تیر منڈھتے تھے اور دانتوں کے ٹوٹ جانے کی صورت میں اپنے آلات سے سونے اور تاروں کے ذریعہ جانوروں کی ہڈی اور ہاتھی دانت وغیرہ جوڑ دیتے تھے۔ اسی طرح اگر انہیں کوئی دانت اکھاڑنا مقصود ہوتا تو اپنے آلات سے نہایت آسانی کے ساتھ اکھیڑ دیتے تھے اور دانتوں کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے انھوں نے جو آلات وضع کئے تھے وہی آج یورپ کے موجودہ فن طب میں بھی خفیف تغیر کے ساتھ مستعمل ہیں۔

از جناب مولوی سید محمد ایوب صاحب مودودی متخلص بہ ملتفت اجمیری

رونقِ بزمِ اتقا صلِ علیٰ محمدٍ — باعثِ فخرِ انبیا صلِ علیٰ محمدٍ
خاص حبیبِ کبریا صلِ علیٰ محمدٍ — دونوں جہاں کے پیشوا صلِ علیٰ محمدٍ
باعثِ خلقِ ماسوا صلِ علیٰ محمدٍ — مرشدِ ناسبینا صلِ علیٰ محمدٍ
مظہرِ شانِ کبریا صلِ علیٰ محمدٍ — مخزنِ قدرتِ خدا صلِ علیٰ محمدٍ
شیفتہ خود خدا ہوا اپنے قریں بلا لیا — کیا کہا اور کیا سُنا صلِ علیٰ محمدٍ
کیا لکھوں رُخ کی میں ثنا ہی وہ خدا کا آئینہ — شان میں جسکی والضحیٰ صلِ علیٰ محمدٍ
جسم ہے سایۂ خدا اسمیں نہیں ہے شک ذرا — سایہ ہوا ہے کب جدا صلِ علیٰ محمدٍ
دور ہو یاس سے چارہ گر تجکو نہیں ہی کچھ خبر — لاکھ دوا کی ہے دوا صلِ علیٰ محمدٍ

یہ ہے ملتفت کا مدعا یہ ہی منش کی التجا
سب کہیں دل سے برملا صلِ علیٰ محمدٍ

اخبار آستانہ

میں شائع ہونیوالے مضامین وغیرہ اور وہ امور جو متعلق ادارت ہوں انکے متعلق خط و کتابت اڈیٹر آستانہ کے نام اور اسکے علاوہ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ منیجر آستانہ کے نام سے ہونی چاہیئے۔ منیجر

انتخاب مشاعرہ نعت اجمیر القدس

ازجناب نثار الملک فطرت قلم میر احدی اجمیری

رونق بزم انبیا صلِّ علیٰ محمد
سایۂ ذات کبریا صلِّ علیٰ محمد

غم سے نجات مل گئی تازہ حیات مل گئی
شوق سے جس نے پڑھ لیا صلِّ علیٰ محمد

قبر میں جب نظر پڑی مجھ کو شبیہ مصطفیٰ
وجد میں میں پکار اٹھا صلِّ علیٰ محمد

عاشق مبتلا ہوں میں کشتۂ مصطفیٰ ہوں میں
لکھنا کفن پہ جابجا صلِّ علیٰ محمد

صلِ علیٰ محمد نام ہے کیسا لطف زا
نام ہے کیسا لطف زا صلِّ علیٰ محمد

اعلیٰ ہے ہر خیال سے بالا ہے ہر دماغ سے
وصف جناب مصطفیٰ صلِ علیٰ محمد

دوست تو خیر دوست تھے واسطے دشمنوں کے بھی
آپ نے کی سدا دعا صلِ علیٰ محمد

خلق خدا پہ تم فدا راہِ خدا میں تم فنا
شیفتہ تم پہ خود خدا صلِ علیٰ محمد

شانِ خدا تو دیکھئے میر کا خاتمہ ہوا
پڑھتے ہی پڑھتے مرحبا صلِ علیٰ محمد

ازجناب خواجہ اکبر حسین صاحب اکبر اجمیری

نبیوں میں دلبرِ خدا صلِ علیٰ محمد
ایک ہی اپنی شان کا صلِ علیٰ محمد

باعثِ خلق کون تھا؟ صلِ علیٰ محمد
کون ہمارا پیشوا صلِ علیٰ محمد

ماہِ سپہرِ اصطفا نیّرِ برجِ اجتبا
کون وہ شاہِ انبیا صلِ علیٰ محمد

صلِ علیٰ محمد وردِ زباں ہے ابتداء
کسکا نہیں ہے مشغلہ صلِ علیٰ محمد

صلِ علیٰ محمد جلوۂ نورِ ذاتِ حق
حق سے نہیں ذرا جدا صلِ علیٰ محمد

صلِ علیٰ محمد میں ہوں اسی کا شیفتہ
شیفتہ جس پہ ہے خدا صلِ علیٰ محمد

پیش جناب کبریا آئے جو وہ شہِ دنیٰ
اکبرِ زار بول اٹھا صلِ علیٰ محمد

فرش پہ بندۂ خدا صلِ علیٰ محمد
عرشِ بریں پہ جالئے کیا صلِ علیٰ محمد

پیدا ہوئی تجلیاں مٹ گیا کفر کا نشاں	انداز اجمیری	چمکا جو نورِ مصطفٰے صلِ علیٰ محمد
رکتے ہوا اہل قافلہ قصدِ دیارِ مصطفیٰ	؍؍	پڑھتے ہوئے چلو ذرا صلِ علیٰ محمد
سرِ حقیقتِ خدا صلِّ علیٰ محمد	جام اجمیری	مظہرِ ذاتِ کبریا صلِ علیٰ محمد
جسکی زباں پہ آگیا صلِّ علیٰ محمد	؍؍	بگڑی ہوئی بنا گیا صلِّ علیٰ محمد
شمع جمال کبریا صلِّ علیٰ محمد	رازی ٹونکی	رہبر و رہنمائے ما صلِ علیٰ محمد
رونقِ بزم اتقا صلِ علیٰ محمد	زاہد اجمیری	ہادیِ راہِ اصطفا صلِ علیٰ محمد
ہوتا ہے خوب جگمگا شمع مزار بنگیا		داغ فراقِ مصطفٰے صلِ علیٰ محمد
دل کی ہر ایک آرزو پوری ہوئی اسی گھڑی		دل سے کبھی جو پڑھ لیا صلِّ علیٰ محمد
معنیِ مصحفِ خدا شرحِ کلام والضحیٰ	عاصی اجمیری	روئے جناب مصطفیٰ صلِّ علیٰ محمد
آئینہ جمالِ حق گو ہیں اگر خود بجا		روئے خدا نمائے ما صلِ علیٰ محمد
رونقِ بزمِ دوسرا صلِ علیٰ محمد	مولانا بیتاب	زینتِ عرشِ کبریا صلِ علیٰ محمد

ازجناب صاحبزادہ سید سرفراز علی صاحب راز اجمیری

رونقِ بزم انبیا صل علیٰ محمد
زینتِ مسند دنیٰ صل علیٰ محمد

نبیوں میں تاجدار ہیں نبیوں میں ذیوقار ہیں
آئینۂ خدا نما صل علیٰ محمد

مشعلِ نور ہیں نبی جلوۂ طور ہیں نبی
شمع حریم کبریا صل علیٰ محمد

حق نے وہ مرتبہ دیا مالکِ خورد کل کیا
خاتم جملہ انبیا صلِ علیٰ محمد

راز جو تھا وہ کھل گیا پردۂ میم اٹھ گیا
نور میں نور مل گیا صلِ علیٰ محمد

راز کے حالِ زار پر کیجئے لطف کی نظر
دافع رنج صد بلا صلِ علیٰ محمد

ازجناب سید محمد محمود صاحب عرشی

لیس کمثل مصطفےٰ صل علیٰ محمد
یعنی حبیب کبریا صل علیٰ محمد

عشق جناب مصطفےٰ صل علیٰ محمد
دیکھئے دلکا حوصلہ صلِ علیٰ محمد

صدر نشین لامکاں باعثِ خلق دوجہاں
سرورِ خیل انبیا صل علیٰ محمد

جن و بشر الگ الگ شجر و حجر الگ الگ
کہتے ہیں سب جدا جدا صل علیٰ محمد

دیکھکے جلوۂ خدا غش جو کلیم کو ہوا
حالت وجد میں کہا صلِ علیٰ محمد

خوشنماز عشق ہو صرف نیاز عشق ہوں
ورد ہے میرا مرحبا صل علیٰ محمد

عرشی سوختہ جگر نالے ہیں تیرے پر اثر
آئی جگر سے یہ صدا صل علیٰ محمد

ازجناب عبد الحفیظ کاتب اکبرآبادی

نورِ جمال مصطفےٰ صل علیٰ محمد
آیۂ رحمت خدا صل علیٰ محمد

آئینۂ جمالِ حق جلوۂ بے مثال حق
جاہ و جلال مصطفیٰ صلِ علیٰ محمد

جب گئے سوئے آسماں وہ شہ ملک دوجہاں
عرش پہ شور مچ گیا صل علیٰ محمد

باعثِ خلقتِ جہاں فخرِ زمین و آسماں
موردِ لطف کبریا صلِ علیٰ محمد

سرمۂ اہل فرش ہے غازۂ روئے عرش ہے
آپ کی خاکِ کفشِ پا صلِ علیٰ محمد

نزع میں کاتبِ حزیں وردِ زباں رہی یہی
صلِ علیٰ نبینا صلِ علیٰ محمد

نیّرِ برجِ اصطفا صل علیٰ محمد		گوہرِ درجِ اجتبا صل علیٰ محمد
روئے رسول مرحبا صل علیٰ محمد		حسنِ حبیبِ خدا صل علیٰ محمد
صورت و شان مصطفیٰ ہست ز فہم ما سوا	راجی پشاوری	صنعتِ دستِ کبریا صلِ علیٰ محمد
دونوں جہان اگر ملیں رکھوں نہ پاؤں کے تلے		گر نہ ہو آپ کی بقا صل علیٰ محمد
ذکر رسول کبریا صلِ علیٰ محمد	محمود اجمیری	دردِ جگر کی ہے دوا صل علیٰ محمد
مجھ کو جہان کی فکر کیا مجھ کو جہان سے واسطہ		ورد ہے رات دن مرا صلِ علیٰ محمد
صاحبِ بخشش و کرم کون وہ شافع امم	احسن	گوہرِ تاجِ انبیا صلِ علیٰ محمد

تذکرة السلف

محبوب الٰہیؒ

(۳)

تبسم مولینا خواجہ حسن اجمیری

آخر شعبان میں چہار شنبہ کے دن اجودھن میں پہنچ اور سعادت پابوس حاصل فرمائی۔ اسوقت شیخ الاسلام کی زبان حق ترجمان سے جو پہلا شعر نکلا وہ یہ شعر تھا ؎

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے ہر چند چاہا کہ اپنے اشتیاق کا حال عرض کروں لیکن دین و دنیا کے اس بادشاہ کے دربار کا رعب و داب دیکھ کر مجھ پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ صرف اسی قدر عرض کر سکا۔

اشتیاق پابوسی عظیم غالب بود

قدمبوسی کا اشتیاق بہت زیادہ تھا شیخ الاسلام نے جب آثار دہشت میرے چہرے سے ملاحظہ فرمائے تو زبان حق ترجمان سے اسطرح گوہر افشانی فرمائی۔ لکل داخل دھشة۔ ہر آنیوالے کیواسطے ایک خوف ہوا ہی دن شرف بیعت حاصل کیا۔ اور ارادتمندان خدمت کے زمرہ میں داخل ہونیکی سعادت نصیب ہوئی۔

"جماعت خانہ میں قیام"

مرید ہونیکے بعد جماعت خانہ میں قیام کا حکم ہوا اور ملازمان خدمت کو ارشاد ہوا کہ اس مسافر طالب العلم کے لئے جماعت خانہ میں چارپائی بچھائی جائے رات کو شیخ الاسلام کی خدمت سے رخصت ہوکر آرام لینے کے ارادہ سے جب آپنے جماعت خانہ میں قدم رکھا تو دیکھا کہ جماعت خانہ کے تمام لوگ زمین پر سو رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھکر آپ کے دل نے چارپائی پر سونے کی آپ کو اجازت نہیں دی اور آپ بھی فرش خاک پر لیٹ گئے جب یہ خبر مولینا بدرالدین اسحٰق کو پہنچی تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ آپ اپنے دلکا کہا کرنا چاہتے ہیں یا فرمان شیخ کی تعمیل اگر حکم کی بجا آوری مقصود ہے تو چارپائی پر آرام کیجئے آخر آپ نے مجبور ہوکر چارپائی پر آرام کیا۔

مخلوق ہونا

بیعت ہوتے ہی بعد سلطان المشائخ "حلق" یعنی سر منڈوانے کا ارادہ اس خیال سے نہیں رکھتے تھے کہ دہلی واپس جاؤنگا تو طلبا کی جماعت میں بیٹھتے ہوئے شرم آئیگی اور وہ لوگ نہ معلوم کیا کہیں گے۔ لیکن دوسرے ہی روز دو تین آدمی آئے جو بیعت سے مشرف ہوئے۔ مولینا بدرالدین اسحٰق نے انہیں مخلوق کیا اور حلق کے بعد ہی ان نوارادتمندان بارگاہ شیخ الاسلام کے چہرے چمکنے لگے سلطان المشائخ نے جب انکی نورانی صورتیں دیکھیں تو آپ کے دل میں بھی یکایک مخلوق ہونیکا خیال پیدا ہوا اور آپنے مولینا بدرالدین اسحٰق سے اپنے مخلوق ہونے کی خواہش ظاہر کی مولینا نے فوراً یہ عرضداشت شیخ الاسلام کے گوش حق نیوش تک پہنچائی جس پر فوراً حکم صادر ہوا۔ اور آپ بھی مخلوق ہوگئے۔ بعد ازاں سلطان المشائخ نے شیخ الاسلام کے حضور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تحصیل علم کے خیال کو چھوڑکر اوراد و نوافل میں مشغول ہوجاؤں ارشاد ہوا۔

من کسے را از تعلم منع نکنم
آنہم کن اینہم کن تا غالب کہ آید

"ہم طلب علم سے کسی کو نہیں روکتے ہیں وہ بھی کرو یہ بھی کرو اور دیکھو کہ کون غالب آتا ہے"

ایک خاص واقعہ

صاحب سیر الاولیا نے چونکہ اس واقعہ کو اوائل حال کے واقعات میں تحریر کیا ہے اسلئے اغلب خیال یہ ہے کہ یہ واقعہ شہر اجودھن کے پہلے ہی سفر میں بیعت ہونے کے بعد سلطان المشائخ کو پیش آیا اسلئے ہم بھی اس واقعہ کو اسی سفر کے حالات میں تحریر کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں شیخ الاسلام نے کسی وجہ سے کسی مقام پر قیام فرمایا۔ پانی کو عبور کرنے کے لئے کشتی پر سوار ہونا پڑا۔ سلطان المشائخ کے علاوہ بعض خاص خاص ملازمان خدمت بھی رفیقان سفر تھے۔ دوپہر کے وقت شیخ الاسلام نے قیلولہ فرمایا۔ اور جب رفیقان سفر نے شیخ الاسلام کو استراحت فرماتے ہوئے دیکھا۔ تو ایک ایک کرکے اٹھے اور ایک گوشہ میں سب کے سب علیحدہ علیحدہ سو رہے۔ مگر شیخ پیر و مرشد کے صادق الاعتقاد مرید نے خدمت شیخ سے جی نہیں چرایا۔ یعنی سلطان المشائخ اسی طرح بیٹھے ہوئے مروحہ جنبانی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد شیخ الاسلام کی آنکھ کھلی۔ دیکھا کہ مولینا نظام الدین اپنی خدمت میں بدستور مصروف ہیں۔ پوچھا کہ سب لوگ کہاں ہیں۔ عرض کیا، قیلولہ میں مصروف ہیں۔ دریائے رافت و شفقت جوش میں آیا۔ فرمایا آگے آؤ میں تمہیں ایک چیز بتاتا ہوں۔ جس پر ہمیشہ عامل رہنا یاد رکھو روزہ رکھنے سے سلوک و معرفت کا آدھا راستہ طے ہوتا ہے اور دوسرے اعمال و مجاہدات سے نصف راہ طے ہوتی ہے۔

جب یہ سفر ختم ہوگیا اور واپسی عمل میں آئی تو سلطان المشائخ نے اس واقعہ کو اپنے برادر طریقت حضرت مولینا بدرالدین اسحٰق کے سامنے دہرایا انہوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر کی علت غائی صرف آپ ہی کو نعمت بخشنی تھی۔ چنانچہ حضرت محبوب الٰہی نے اپنے شیخ طریقت کے اس ارشاد کی ہمیشہ تعمیل کی اور انوار و برکات حاصل کئے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

دہلی کیجانب واپسی

غرض ایک عرصہ تک سلطان المشائخ پیر و مرشد کی حضوری میں برکات و سعادات سے بہرہ اندوز ہوتے رہے آخر وطن کی جانب واپسی کا زمانہ قریب آیا تو ایک روز شیخ الاسلام نے فرمایا۔ مولینا نظام یہ دعا ہمیشہ پڑھتے رہنا تاکہ تمہیں ہم اپنا جانشین و خلیفہ بنائیں۔

دعا

یا دائم الفضل علی البریہ یا باسط الیدین بالعطیہ ویا صاحب المواہب السنیہ یا دافع البلاء و البلیہ صل علی محمد وعلی آلہ البررة النقیہ و اغفرلنا بالعشاء والعشیہ ربنا توفنا مسلمین و الحقنا بالصالحین وصل علی جمیع الانبیاء و المرسلین وعلی ملائکة المقربین و سلم تسلیماً کثیراً کثیراً برحمتک یا ارحم الراحمین ۝

چنانچہ جب سلطان المشائخ پیر و مرشد کی جناب سے رخصت ہوکر دہلی پہنچے تو اس دعا کو کبھی ناغہ نہیں فرمایا۔ "الباقی سیاتی"

نعت ختم الانبیا

مظہر ذات مطلق سبحان صلی اللہ علیہ وسلم
رحمت خاص حضرت رحمان صلی اللہ علیہ وسلم

وہ رخ روشن مہر درخشاں صلی اللہ علیہ وسلم
وہ لب لعلین لعل بدخشاں صلی اللہ علیہ وسلم

قامت بالا سرو خراماں صلی اللہ علیہ وسلم
زلف مسلسل سنبل پیچاں صلی اللہ علیہ وسلم

ارض و سما کا وارث مطلق کون و مکاں کا ہادی برحق
ناسخ ادیان حامل قرآن صلی اللہ علیہ وسلم

خلق مجسم رحمت عالم صاحب تکریم شاہ معظم
فخر آدم نازش انسان صلی اللہ علیہ وسلم

جوہر فطرت مصدر خلقت مظہر رحمت رہبر امت
روز قیامت شافع عصیاں صلی اللہ علیہ وسلم

محو نظارہ شوق لقا میں مست انا ہیں ذوق ثنا میں
خلد میں حوریں قافلے میں پریاں صلی اللہ علیہ وسلم

شان رسالت آپ پہ نازاں مہر نبوت آپ کے شایاں
سرور عالم سید ذیشاں صلی اللہ علیہ وسلم

اپنا وظیفہ صبح و مسا کر نعت رسول و وصف پیمبر
معنیٰ خوشگو ہمسر سحبان صلی اللہ علیہ وسلم

خاک نشین معنیٰ آستانہ عالیہ

حوادث محلیہ

زائرین کی حاضری

۱۲ اگست ۱۹۲۸ء رات کی گاڑی سے جناب نواب رسول یار جنگ بہادر دام بالاقبال صدر المہام پائیگاہ کے فرزندان ارجمندان جناب عنایت پاشا و جناب غضنفر پاشا صاحبان مع زنانہ وارد اجمیر ہوئے۔ اور انہوں نے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد حنیف صاحب کی ذریعہ مراسم زیارت ادا کئے۔ اور اخبار آستانہ کی اعانت کے سلسلہ میں ہر دو صاحبان نے پندرہ پندرہ روپیہ سالانہ عنایت فرمانیکا مستقل وعدہ فرمایا ہے۔ اور اسکے علاوہ بھی اخبار آستانہ کی اعانت اور اشاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔ نیز ہمراہیان میں سے جناب محمد ہدایت اللہ خان صاحب جاگیردار اور جناب حافظ محمد علی صاحب تحصیلدار نے پانچ پانچ روپیہ اخبار آستانہ کیلئے سالانہ عنایت کرنیکا وعدہ فرمایا ہے۔ ہم ان سب حضرات کے بدل شکر گزار ہیں۔

۱۷ ستمبر ۱۹۲۸ء کو صبح کی گاڑی سے بمبئی کے راستہ سے حیدرآباد کو واپس ہوئے۔

۲ ستمبر ۱۹۲۸ء کو جناب صاحبزادہ سید عبد الجبار صاحب اڈیٹر الرقیق کے یہاں شادی کی تقریبات تہیں۔ عصر و مغرب کے درمیانی وقت میں اجتماع ہوا سب سے پہلے جناب مولینا محمد یونس صاحب منتظم دار العلوم معینیہ عثمانیہ نے اپنے مخصوص انداز تقریر میں ذکر ولادت فرمایا۔ اور درمیانی وقفوں میں جناب صاحبزادہ منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری نے نہایت خوش الحانی کیساتھ نعتیہ غزلیات سنائیں۔ ذکر ولادت کے بعد جناب مولینا محمد یونس صاحب نے صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب صاحبزادہ سید عبد الباقی صاحب ایم۔ ایس سی۔ علیگ صاحبزادہ سید عبد القوی صاحب صاحبزادہ سید عبد القدوس صاحب چاروں نوشاہوں کا خطبہ نکاح پڑھایا۔ اور شیرینی و خرما کی تقسیم عمل میں آئی۔ شرکاء جلسہ میں حضرات اہل قوم کے علاوہ شہر کے معزز حکام اور رؤسا جناب دیوان بہادر کہاندیگر صاحب او جناب صاحبزادہ عبد الواحد خانصاحب سشن جج، جناب دیوان بہادر پونا سکر سابق دیوان ریاست کشنگڈھ۔ جناب ولیعہد صاحب نواب شمس الدین علیخان صاحب رئیس المعظم اجمیر، جناب مسٹر تلوکی ناتھ صاحب سٹی مجسٹریٹ اجمیر، جناب خانصاحب سید رضا حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول و آنریری مجسٹریٹ، جناب مسٹر درگا پرشاد سپرنٹنڈنٹ کمشنر آفس اجمیر، جناب مسٹر جواہر لال ریڈر جوڈیشل کمشنر کورٹ اجمیر، جناب مولینا مرزا عبد القادر بیگ وکیل ہائیکورٹ، جناب خانصاحب عبد الواحد خانصاحب پبلک پراسیکیوٹر و پریسیڈنٹ کمیٹی درگاہ معلیٰ اور اکثر معززین شہر موجود تھے نیز بعض یوروپین لیڈیاں بھی شریک جلسہ تہیں۔ ہم اس تقریب سعید پر جناب صاحبزادہ سید عبد الجبار صاحب اور جناب صاحبزادہ حاجی سید وزیر علی صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اور ہم نہایت خوش ہیں کہ اس تقریب کی انجام دہی میں فضول مراسم اور بیجا اسراف سے کام نہیں لیا گیا۔ بلکہ شرعی اصول و سنت رسول کے مطابق سادگی کے ساتھ تقاریب انجام پائیں جسکی تقلید بالخصوص خانوادہ حضرات

شئون اسلامیہ

موجودہ مصری وزارت کا اہم کارنامہ

پانچ سال کے اندر مصر کے شہروں اور دیہات میں ستر شفاخانوں کے قیام کی تجویز موجودہ وزارت نے پاس کی ہے یعنی مصری عوام خصوصاً دیہات کے کاشتکاروں کے آرام و سہولت کیلئے ستر شفاخانے شہروں اور دیہاتوں میں قائم کئے جائینگے۔ یہ کام پانچ سال میں پورا ہوگا۔ ہر سال میں شفاخانے قائم کئے جائینگے۔ دس شہروں میں اور دس دیہاتوں میں۔ اخراجات کا اندازہ چودہ لاکھ بینتالیس ہزار پونڈ لگایا گیا ہے۔ دستوری پارٹی کے اخبارات میں اس خبر کو بہت اہمیت دیجارہی ہے۔

لاطینی زبان اور غازی پاشا

غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے ایک سرکاری جلسہ میں ترکی زبان کو عربی حروف سے لاطینی حروف میں تبدیل کرنے اور بعض مغربی عادات و خصائل اختیار کرنے کے متعلق ایک تقریر کی۔ یہ تقریر آپ لاطینی حروف میں لکھکر لیگئے تھے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ آیندہ دو سال میں لاطینی حروف رائج ہو جائینگے۔ اب بھی ۹۰ فیصدی ترک عربی حروف سے ناواقف ہیں۔ اسکے بعد آپ نے مغربی عادات و خصائل اختیار کرنے کے متعلق بھی کچھ فرمایا۔

ترکی و روس میں عہدنامے

انگورہ۔ حال میں ترکی اور روس کے درمیان چار عہدنامے ہوئے ہیں جو حدود پر نقل و حمل مواشی کی تجارت اور بعض چھوٹے چھوٹے قانونی تنازعات کے متعلق ہیں۔

شبان المسلمین کی سیاست سے بے تعلقی

جمعیتہ شبان المسلمین نے اس امر کی تردید کی ہے کہ مولانا ظفر علیخاں نے اسمیں کوئی سیاسی تقریر کی جمعیتہ اپنے اس اصول پر سختی سے قائم ہے کہ سیاسی اور جماعتی حالات میں حصہ نہ لینا چاہیئے۔

شرق اردن کی آزادی کا مطالبہ

عمان حسین پاشا طرادانہ کی صدارت میں عمان کی موتمر ختم ہو گئی موتمر میں ملک کے ایک سو عمائدین اور انکے احباب وغیرہ شریک تھے برطانیہ اور شرق اردن کے معاہدہ کی تفصیلات پر بحث کے بعد ذیل کی تجاویز منظور کی گئیں۔

(۱) شرق اردن ایک آزاد اور موروثی مملکت ہے اور امیر عبد اللہ اسکے امیر ہیں۔

(۲) ضروری ہے کہ شرق اردن میں ایک ذمہ دار پارلیمنٹری حکومت قایم کی جائے۔

فلسطین میں زلزلہ

القدس۔ کل فلسطین میں زلزلہ کا خفیف سا جھٹکا محسوس ہوا لیکن اس سے کچھ نقصان نہیں پہونچا۔

برید فرنگ

لارڈ برکنہیڈ کی سیاسیات سے علیحدگی

لندن "ڈیلی میل" رقمطراز ہے کہ لارڈ برکنہیڈ (وزیر ہند) نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ سیاسیات سے بالکل الگ ہوجائیں اور تجارت و مالیات میں ہمہ تن لگ جائیں۔ باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ ماہ نومبر میں وہ مسٹر بالڈون سے درخواست کرینگے کہ وہ انہیں سبکدوش کردیں۔ (رائٹر)

افریقہ اور جرمنی میں معاہدہ

پرٹیوریا۔ یکم ستمبر کو جرمنی اور جنوبی افریقہ کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ ہوگیا ہے جس کی رو سے نقل وطن کرنے والوں اور جرمن باشندوں کے حقوق کا بھی تصفیہ کردیا گیا ہے اور جرمنی کو تجارتی امور میں دیگر ملکوں پر ترجیح دینے کا اقرار کیا گیا ہے۔

شہزادی میری لوئی کو حادثہ

لندن۔ شہزادی میری لوئی جو حضور ملک معظم کی ہمشیرہ ہیں انکو ایک حادثہ میں چوٹ آگئی لیکن خیریت یہ ہوئی کہ چوٹ زیادہ نہیں آئی۔ یہ حادثہ ٹلبری کے قریب موٹروں کے تصادم سے ہوا۔ موٹر میں اور جو لوگ بیٹھے تھے کسی کو چوٹ نہیں آئی۔

شہزادی مذکور شہزادی اور شہزادہ کرسچین آنجہانی کی صاحبزادی ہیں۔

جدید شاہ البانیہ

تیرانا۔ شاہ احمد زوغو نے جدید دستور اساسی کے مطابق حلف وفاداری اٹھایا۔ اس موقع پر ہر ملک کے سیاسی نمایندگان موجود تھے۔

شاہ اٹلی اور شاہ زوغو میں پیامات تہنیت کا تبادلہ ہوا۔

آیندہ پالیسی کیا ہوگی

تخت البانیہ پر احمد زوغو کے متمکن ہونے کے وقت حکومت البانیہ نے حکومت اٹلی کے پاس ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں اس بات کا اعلان کیا ہے کہ البانیہ ہمیشہ اس سے دوستی و اتحاد قایم رکھے گا خصوصاً ان معاملات میں جو ملقان کے متعلق ہونگے۔ اسے امید ہے کہ دوسری حکومتیں بھی اسکی تائید کریں گی۔ حکومت اٹلی نے بھی اس مراسلہ کا اسی قسم کا جواب دیا ہے۔

کریمیا میں زلزلہ کی محشر خیزی

ماسکو۔ جزیرہ نمائے کریمیا میں ایک شدید زلزلہ آیا جس نے سخت نقصان پہونچایا ہے صرف ایک شہر سباستوپول میں سات آدمی ہلاک ہوئے اسکے ساتھ ہی طوفان اور سیلاب بھی آیا اور باغ اور مویشی غرق ہوگئے۔

افکار

(بسلسلہ صفحہ ۴)

بطرح آراستہ تھے یہ سوال کیا، مگر یا تو انہون نے کوئی جواب نہیں دیا، یا انکی پراسرار سرسراہٹ کو میں نہیں سمجھ سکا، پھر میں نے رقص کرنے والے کبوترون اور ادھر اُدھر اُڑتی پھرنے والی چڑیون سے پوچھا، مگر کوئی جواب نہ ملا، یا میرا کلی مرغون اور چون چون کو نہ سمجھ سکا، بہرحال مجھے ان چیزون سے اُنس تھا، الفت تھی، وہ چیزیں میری محبوب و مطلوب تھیں، آخرکار میری محبت ان سرسبز جھومنے والے درختون لانے والے پتون اور چہچہانے والی چڑیون سے اسقدر بڑھی کہ میں نے اُنہی کو متاع حیات سمجھا، اُنکے بےمعنی کلام کی تفسیر سمجھنے لگا تو مجھکو زندگی کے معنی معلوم ہو گئے اور میں حیات کی تہ کو پہونچا، میں اپنے نفس کیطرف رجوع ہوا اور میری اپنی حقیقت میری نظرون میں آئی، در اصل یہی وہ متاع گم شدہ تھی جو خود مجھ میں اور میرے پہلو میں موجود تھی، مجھے اُسکا احساس نہیں تھا، میں اسکی جستجو میں حیران و سرگردان تھا، اس کی تلاش مجھے دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھرالائی، ناکام اجب خود اپنے نفس کیطرف متوجہ ہوا اور اسکی گفتگو پر غور کیا تو آہستہ کہا کہ یقیناً میں اُسی چھوٹے سے ذرہ کا نہایت چھوٹا ذرہ ہوں جو زمین و آسمان کے درمیان متحرک ہے اور اس چھوٹے سے ذرہ مین بھی لاکھون ذرے ایسے موجود ہین جو ذیحیات ہین، ہان البعض ذرے ایسے بھی ہیں کہ اگر اُنکی وضع میں فساد واقع ہو تو تمام ذرون سے حیات زائل ہو جاتی ہے اور انہی ذرون کے مجموعہ سے جسم انسانی کی تکوین ہوتی ہے۔ بس میں سمجھ گیا کہ حیات اُسی ادراک و حرکت کا نام ہے جو ان ذرون کا امتیاز خصوصی ہے۔

اخبار الهند

اسلامی جلسہ دار الیتامی کی تجاویز

لکھنؤ۔ گذشتہ ۷ اگست کی شب کو مسلمانان لکھنؤ کا جو جلسہ خان بہادر سید جعفر حسین صاحب پنشنر انجینیر کی زیر صدارت مسلمانوں کے دار الیتامی میں منعقد ہوا تھا اس میں حافظ ہدایت حسین، مسٹر محمود الحسن اور مسٹر ظہور احمد بیرسٹران ممبران کونسل صوبہ کی بھی تقریرین ہوئی تھین۔ جلسہ میں جو تجاویز بالاتفاق منظور ہوئی تھین۔ اُنمین سے پہلی تجویز میں نہرو کمیٹی کی سفارشون کو مشترکہ حلقہ ہائی انتخاب کی بابت اور اقلیتون کی حفاظت کیلئے کافی تحفظات نہ ہونے کی بنا پر ناپسند کیا گیا اور جداگانہ انتخابی حلقون اور اُن تحفظات کے قیام کی

تائید کی گئی ہے جو مسلمانان ممالک متحدہ یادداشت (برائے سائمن کمیشن) میں مندرج ہین۔

دوسری تجویز امین آباد پارک لکھنؤ کی سالانہ محفل میلاد شریف کی بندش کے متعلق تھی اور گورنمنٹ پر زور دیا گیا تھا کہ وہ مسلمانون کا جائز حق امین آباد پارک مین میلاد شریف منعقد کرنے کی بابت اُنپر بحال کرے جس سے میونسپل بورڈ لکھنؤ نے اُنکو محروم کر دیا ہے۔ اور حافظ ہدایت حسین صاحب نے میلاد شریف کے مسئلہ پر جو عرضداشت گورنمنٹ کو بھیجی ہے اسکی تائید کی گئی تھی۔

ہندوستان میں سگریٹ نوشی کی کثرت

کلکتہ۔ گذشتہ دس سال میں ہندوستان میں سگریٹ نوشی کی کثرت حیرت انگیز اعداد تک پہونچ گئی ہے۔ امپیریل تمباکو کمپنی نے تمباکو کی جو رپورٹ شائع کی ہے اُس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں جنگ سے قبل دس ارب سگریٹ صرف ہوتے تھے اور اب ۶۵ ارب سگریٹ ہندوستان میں صرف ہوتے ہین۔

ساردا بل کی تائید

ایوب محل۔ مقامی ارد واڑی سماج نے دو تجویزین منظور کی ہیں۔ ایک مین ساردا بل کی تائید کی گئی ہے جسکا مقصد شادیون کے لیے عمر کا تعین ہے اور دوسری تجویز مین سیٹھ جمنالال بجاج کو مبارکباد دیگئی ہے کہ اُنہون نے اپنے مندر میں اچھوتون کو بھی درشن کیلئے آنے کی اجازت دیدی۔

وقائع راجستان

ریاست ٹونک کی وزارت مالیات

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر کونسل کیٹی کو جو پہلے حکومت ہند کے محکمہ اطلاعات کے ڈائیرکٹر تھے ریاست ٹونک کی کونسل کی نایب صدارت اور وزارت مالیات کا عہدہ پیش کیا گیا جس کو انہون نے قبول کر لیا ہے۔

"راجہ" کشن کی گرفتاری

معلوم ہوا ہے کہ دہلی پولیس نے "راجہ" کشن سابق چیف آف دی جنرل اسٹاف کو زیر دفعہ ۳۷۶ تعزیرات ہند بھرت پور سے وارنٹ آنے پر راجپور روڈ پر انکی کوٹھی سے کل گرفتار کیا ہے۔ راجہ صاحب عرصہ ایک سال سے ریاست سے نکالے ہوئے ہین۔ اسوقت راجہ صاحب سول لائین مین یوروپین جیل مین ہین۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست بھرت پور سے طلبی کا وارنٹ آیا تھا جس کی بنا پر گرفتاری عمل مین آئی ہے۔

سید زین الکاملین ہاملی پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ مین طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر شریف سے شایع کیا

نطق ترجمان خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجریؒ

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو
(جامیؒ)

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ار

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۲۸ء یوم جمعہ | نمبر ۵

از حضرت مولنا شاہ محمد فاخر صاحب بیخود الہ آبادی

ظہور شانِ خدا از ظہور سرورِ ماست — بہار گلشن توحید از پیمبر ماست

کمال عشق خودم بندہ خودم فرمود — حبیب ذات خدا ے دو کون دلبر ماست

چرا نہ بر سر کبر و غرور پا بہ زنیم — ز فعل اپنے نبی تاج فخر بر سر ماست

ز بادشاہ کرم دست پُری خواہد — بلند ہمتی شوق مرغ بے پر ماست

نہے ست از یم جوش جمال حق خوبی — فروغ روی حسینان ز آب گوہر ماست

فرشتہ در لحد از حال ما چہ می پرسد — فسانۂ دو جہاں نقطۂ ز دفتر ماست

شدہ ست روز قیامت زدید و لیش عید — دم وداع مدینہ چو روز محشر ماست

چہ غم چہ فکر چہ وحشت ز بیم روز تناد — چو کار و بار قیامت بدست داور ماست

زسجدۂ در طیبہ چو مرشد بیخود
جبین داغ غلامی فروغ اختر ماست

از جناب منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری

نزع میں وقت مصطفےٰ صلِ علیٰ محمدٍ — مرنے میں زیست کا مزا صلِ علیٰ محمدٍ

مِل گیا بابِ مصطفےٰ صلِ علیٰ محمدٍ — مرنیکا لطف آگیا صلِ علیٰ محمدٍ

وہ جو ہے سبکا پیشوا صلِ علیٰ محمدٍ — آئینہ درو وا ایخدا صلِ علیٰ محمدٍ

وہ جو گدا نواز ہے بیو نمیں سرفراز ہے — نام ہے جنکا مصطفےٰ صلِ علیٰ محمدٍ

زلفِ دراز شاہ نے موج میں آ کے بکھر یا — خوشبو سے مُنہ نسیم کا صلِ علیٰ محمدٍ

جب شبِ غم چمک اُٹھا داغ فراق مصطفےٰ — رات کو دن بنا دیا صلِ علیٰ محمدٍ

دیکھا جو شہ کا نقش پا سر کو وہیں جھکا دیا — کعبہ اُسے بنا لیا صلِ علیٰ محمدٍ

چاہیے اسکو اور کیا ملگئے جسکو مصطفےٰ — ملگیا اُسی خدا صلِ علیٰ محمدٍ

پردۂ میم اُٹھ گیا راز تمام کھل گیا — بندے کی شکل میں خدا صلِ علیٰ محمدٍ

رحمتیں لیچلیں اُسے دیکھا جسے تباہ حال — پیش جناب مصطفےٰ صلِ علیٰ محمدٍ

کامل خستہ حال کا کامل پر ملال کا — کون ہے آپکے سوا صلِ علیٰ محمدٍ

رشد و ہدایت

حُسْنُ التَّوَدُّدِ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ وَحُسْنُ التَّدْبِیْرِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ
(عن ... بیہقی)

تشریح۔ لوگوں کیساتھ خلوص کی محبت آدھی عقل ہے" کسی خاص مسئلہ میں عمدگی کیساتھ کچھ دریافت کرنا خود آدھا علم ہے" بہتر تدبیر معیشت یعنی گذران کا نصف علم ہے۔

آستانہ

جبہ کو شوق جبہ سائی اُس کے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہئے روز آستانے کیلئے
(معینی مرظلہ)

جلد ۱　روز جمعہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ　نمبر ۵

نہرو کمیٹی کی ایک نہایت اہم فروگذاشت

مُلک کے دستور اساسی سے "اجمیر میرواڑہ" کا اخراج

نمایندگان راجپوتانہ کی غفلت و لاپروائی کی دردناک مثال

لکھنؤ کی آل پارٹیز کانفرنس میں مسلمانوں کے جائز اور واجبی مطالبات کو جس بری طرح پامال کیا گیا ہے اس کے متعلق ہم "آستانہ" کی گذشتہ اشاعت میں بذیل "لمحات فکریہ" مجملاً اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں اور چونکہ ہمارے دوسرے معزز معاصرین "سیاست" اور "الامان" وغیرہ نے مسلمانوں کے واجبی اور جائز مطالبات اور اس مسئلہ میں مسلمانوں کے صحیح نقطۂ نظر کو اہل ملک اور گورنمنٹ دونوں کے سامنے نہایت تفصیل سے پیش کر دیا ہے اور اس معاملہ میں مسلمانان ہند کی صحیح اور سچی نمایندگی اور ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے اسلئے اب ہم اسپر بالتفصیل قلم اُٹھانا غیر ضروری سمجھتے ہیں اور اپنے ان معاصرین کے کلی طور پر ہمخیال و ہم رائے ہیں۔

کانفرنس میں مسلمان مقررین اور انکی پیش کردہ ترمیموں کے ساتھ جو غیر واجب، ناپسندیدہ، ناروا اور شرمناک برتاؤ کیا گیا ہے اس سے جناب صدر کی مسلم کش پالیسی اور ہندو نوازذہنیت کا اچھی طرح پتہ چلتا ہے اور حق یہ ہے کہ (بقول مولانا شوکت علی) کانفرنس کے حقیقی صدر ڈاکٹر انصاری نہیں بلکہ مالوی، نہرو اور لاجپت رائے کا اتحاد ثلٰثہ تھا جس نے ہر پہلو سے جناب صدر کو گھیر رکھا تھا اور ایک عضو معطل بنا رکھا تھا۔

افسوس ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کی جو اُمیدیں اس کانفرنس سے وابستہ تھیں وہ سب موہوم ہوگئیں اور مسلم مطالبات سے مدبرانہ ... کا ... دی بے اطمینانی اور ... عدم قوم مسلمانوں کی ہمنوائی نے ... ڈالدی ... ہو کر ... یک ... انسانی فطرت سے بعید ... باتیں۔

مسلمانان اپنے مطالبات کے حصول میں اور برادران وطن ان کی اس اندیشہ سے کہ کہیں پنجاب و بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت یقینی نہ ہوجائے اور وہ مجالس قانون ساز میں اپنی نشستوں کا تعین نہ کرالیں مسلم ترمیموں کے مسترد کرنے میں کچھ ایسے منہمک ہوئے کہ نہرو کمیٹی کی ایک سب سے بڑی اور اہم فروگذاشت پر کسی کی بھی نظر نہ پڑی اور تمام ملک کا دستور اساسی مرتب کرکے اور بزعم خود ملک کے لئے "حکومت بطرز نوآبادیات" کی تجویز پاس کرکے اور اس طرح بخیال خویش اپنے ایک بڑے قومی فرض سے سبکدوش ہوکے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

سب سے زیادہ تعجب اور افسوس ہیں راجپوتانہ کے ان پرجوش و باعمل قومی لیڈروں پر ہوتا ہے جو اپنے صوبہ کے نمائندہ کی حیثیت سے کانفرنس میں شریک ہوئے اور انہوں نے جوش آزادی اور حب وطن کے ثبوت میں چار قدم اور آگے بڑھکر لیگ آزادی کے بھی ممبر ہوگئے لیکن سخت حیرت اور افسوس ہے کہ وہ اپنے ہی گھر سے بیخبر رہے اور خاص اپنے صوبہ کے متعلق ایک لفظ بھی انکی زبان سے کانفرنس میں نہ نکلا اور نہ پنڈت موتی لال نہرو اور دیگر ارکان سے دریافت کرسکے کہ آخر آپ نے "اجمیر میرواڑہ" کیلئے کیا انتظام کیا ہے اور آپکے مرتب کردہ دستور اساسی میں ہمارے صوبہ کا کیا حشر ہوگا؟ ہر شخص اپنی قوم کے حقوق و مطالبات کیلئے لڑا، ہر نمایندے نے اپنے صوبہ کی ترجمانی و نمایندگی کا فرض ادا کیا لیکن لیلائے آزادی کے بیدل ... اور بادۂ حب وطن کے متوالے اس دو آتشہ آزادی کے خمار میں کچھ ایسے ... ہوئے اور اس نشہ نے ان پر کچھ ایسا

جمود اور بےحسی طاری کی کہ خود اپنے ہی وطن کو اپنے دل و دماغ سے بھلا بیٹھے اور اتنا بھی ہوش نہ رہا کہ رہنمایان ملک نے ہمارے وطن کے ساتھ کیسی دردناک بےاعتنائی برتی ہے اور خود ہم کہاں تک اپنا فرض نمایندگی ادا کر رہے ہیں۔ ...

سرزمین وطن سے لاپروائی، بےاعتنائی اور عدم توجہی کی یہ شرمناک نظیر اور ادائگی فرض سے تغافل کی یہ افسوسناک مثال راجپوتانہ تو کیا غالباً ہندوستان میں بھی شاذ و نادر ہی ملے تو ملے۔ وہ لوگ جو اپنی ذاتی مفاد کے آگے اپنے ملک کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور جنکو اپنے ذاتی منافع و اغراض کی خاطر قوم و وطن کے گلے پر چھری چلانے میں بھی کچھ باک نہیں ہوتا ان سے ایسی حرکت کا سرزد ہوتا تو کچھ زیادہ باعث حسرت و افسوس اور قابل شکوہ و شکایت نہیں ہے کیونکہ انکا تو ابتدا سے نصب العین ہی یہی ہے لیکن سب سے زیادہ حیرت و افسوس تو ان مدعیان حریت و آزادی پر ہوتا ہے اور سب سے زیادہ شکایت بھی انہیں رہنمایان ملک و قوم سے کیجاتی ہے جو بعض اوقات محض اپنی غفلت و لاپروائی کیوجہ سے ایسے قومی و ملکی نقصانات کا باعث ہوجاتے ہیں جنکی تلافی پھر بعد میں ناممکن ہوجاتی ہے اور وقت گذر جاتا ہے۔ پھر سوائے کف افسوس ملنے کے اور کوئی چارۂ کار نہیں رہتا۔

صوبۂ راجپوتانہ کا وہ حصہ جو زیر انتظام گورنمنٹ آف انڈیا ہے "اجمیر میرواڑہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور بدقسمتی سے تمام ہندوستان کے "ان ریگولیٹڈ پراونسز" میں یہ بھی داخل ہے اور صوبۂ سرحدی کی طرح یہاں کا حاکم اعلیٰ بھی چیف کمشنر ہے جو ریاستہائے راجپوتانہ کے تعلقات کی وجہ سے چیف کمشنری کے ساتھ ساتھ "ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل" کے فرائض بھی انجام دیتا ہے۔ ریفارم اسکیم سے جس طرح صوبۂ سرحدی و برٹش بلوچستان کو محروم رکھا گیا افسوس ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی نظر توجہ اس بدنصیب صوبہ پر بھی نہیں پڑی اور لیجسلیٹو اسمبلی میں صرف ایک نشست ملنے کے سوائے یہ صوبہ بھی ریفارم اسکیم کی برکات سے محروم رہا۔

لیکن جب رہنمایان ملک اور پھر خود اپنے ہی گھر والے اس سے بےتوجہی برتیں اور ملک کے دستور اساسی سے اسکو دودھ کی مکھی کی طرح نکال باہر پھینکیں تو پھر اسکے متعلق گورنمنٹ سے شکایت کرنے کا ہم کو کیا حق ہے اور ہم کس منہ سے گورنمنٹ پر بےتوجہی کا الزام لگا سکتے ہیں۔

نہرو کمیٹی کی رپورٹ کو ہمنے از ابتدا تا انتہا بہت غور سے پڑھا لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں اس میں کہیں پر بھی "اجمیر میرواڑہ" کا نام نظر نہ آیا اور نہ ہم یہ معلوم کرسکے کہ ہندوستان میں بطرز نوآبادیات ہونے کی صورت میں اس صوبہ کے لئے آخر کیا انتظام کیا گیا ہے۔ گو اسوقت اجمیر میرواڑہ ان رگولیٹڈ پراونس ہونے کی وجہ سے دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں نہایت ہی ابتری اور کس میرسی کی حالت میں ہے لیکن اس حالت میں بھی کم از کم اتنا تو ہے کہ کمی اور زیادتی اخراجات کی وجہ سے ہر سال گورنمنٹ آف انڈیا اس کمی کو پورا کرتی رہتی ہے جسکی وجہ سے صوبہ کے انتظامات وغیرہ میں کسی قسم کی غیر معمولی رکاوٹ یا بے انتظامی نہیں ہونے پاتی اور اسکی ضروریات

برابر پوری ہوتی رہتی ہیں۔

نہرو کمیٹی کی رپورٹ میں اس صوبہ کا ذکر نہ آنے سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ نوآبادیوں کے طرز حکومت میں بھی اس بدنصیب صوبہ کی قسمت نہ جاگے گی اور یہ بدستور گورنمنٹ آف انڈیا کے زیر انتظام رہیگا۔ لیکن اس صورت میں ہم پنڈت موتی لال نہرو اور دیگر ارکان کمیٹی اور جملہ رہنمایان ملک سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اسوقت گورنمنٹ آف انڈیا اس صوبہ کو ہر سال جو ۱۵ یا ۱۶ لاکھ روپیہ دیتی ہے اسوقت وہ کہاں سے دیگی کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ اسوقت جو رقم گورنمنٹ آف انڈیا سے اس صوبہ کو مل رہی ہے وہ انہی رقوم میں سے دیجاتی ہے جو دوسرے ہر سال گورنمنٹ آف انڈیا کو دیا کرتے ہیں۔ اور نوآبادیوں کے طرز حکومت میں صوبوں کو اندرونی آزادی اور خودمختاری ملجانے پر گورنمنٹ آف انڈیا کی موجودہ حیثیت قائم نہیں رہیگی اور نہ پھر صوبوں سے اُسے وہ رقوم مل سکیں گی جو اسوقت ہر سال اُسے ملا کرتی ہیں ایسی حالت میں وہ اجمیر میرواڑہ کی کمی کو کہاں سے پورا کریگی۔ اور بظاہر یہ امر کہ اس حالت میں جبکہ اور تمام صوبے اندرونی طور پر آزاد اور خودمختار ہوں گے صرف اجمیر میرواڑہ کو ان ریگولیٹڈ پروانس رکھنا حکومت ہند کے دامن پر بہت شرمناک دھبہ ہوگا۔ اور آیندہ طرز حکومت میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔

اب صرف دو صورتیں رہجاتی ہیں۔

(۱) کہ اسکو بھی مثل اور صوبوں کے ایک علیحدہ مستقل صوبہ بنادیا جائے۔

(۲) یا پھر اسکو مثل سابق صوبۂ یوپی یا صوبۂ دہلی میں ملادیا جائے۔

پہلی صورت ہمارے خیال میں اس لئے ناممکن العمل ہے کہ علیحدہ صوبہ بنادئے جانے پر پھر اس کی مالی حالت کا سوال سامنے آجاتا ہے اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت میں اُسکی مالی کمی کو کون پورا کریگا۔ بظاہر اسکے دو جواب ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ علیحدہ مستقل صوبہ ہوجانے پر وہ خود اپنا انتظام کرے یا تو مختلف صورتوں اور طریقوں سے وہ اپنی آمدنی اتنی بڑھالے کہ اُسکے اخراجات کو کافی ہوجائے یا پھر اپنے اخراجات کو کم کرے لیکن بظاہر دونوں صورتیں ناممکن معلوم ہوتی ہیں جب اسوقت تک اسکا کچھ انتظام نہو سکا تو آیندہ کیا ہوسکتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ دوسرے تمام صوبے اجمیر میرواڑہ کی کمی کو ہر سال اپنے اوپر بحصہ رسدی تقسیم کرلیں اور اس طرح ہر سال اس صوبہ کی کمی اس امداد سے پوری ہوجایا کرے۔ یہ دوسرا جواب اور بھی مضحکہ انگیز ہے جب تمام صوبے ایک دوسرے سے الگ ہوئے اور کسی کو کسی کے انتظامی و داخلی معاملات سے کوئی تعلق نہوگا تو پھر دوسرے صوبوں کو کیا غرض پڑی ہے کہ وہ خواہ مخواہ کسی صوبہ کی کمی کو پورا کرتے پھریں۔

اب صرف دوسری صورت رہجاتی ہے اور وہ یہ کہ اسکو صوبۂ یوپی یا صوبۂ دہلی سے ملادیا جائے اور موجودہ حالات میں ہماری رائے میں یہی سب سے بہتر اور انسب صورت ہے اور بظاہر اسکے علاوہ کم از کم ہمیں کوئی اور ایسی صورت نہیں نظر آتی جس سے اس صوبہ کی کچھ اشک شوئی ہوسکے۔ اور ان ریگولیٹڈ پراونس ہونے کی نحوست سے اسکو نجات حاصل ہو۔ لیکن ہماری رائے میں اس صوبہ کا زیادہ فائدہ ہر حیثیت سے اسی میں ہے کہ بجائے صوبۂ دہلی کے صوبۂ یوپی سے کردیا جائے۔ جیساکہ اس سے قبل بھی یہ صوبہ یوپی سے ملحق تھا۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے جملہ معزز معاصرین اس مسئلہ میں ہمارا پورا پورا ساتھ دیں گے اور متفقہ آواز اُٹھاکر جملہ رہنمایان ملک و قوم کو اس پر مجبور کریں گے کہ وہ اس بدنصیب صوبہ کے ساتھ انصاف کریں اور جلد تر اسکے لئے کوئی مناسب اور بہتر حل سوچیں کہ یہ صوبہ بھی ہندوستان کے دیگر صوبوں کے دوش بدوش ہوجائے۔ اور یا پھر ہماری تجویز کے مطابق صوبۂ یوپی یا کسی دوسرے صوبہ سے اسکا الحاق کردیا جائے۔

آیندہ کسی قریبی اشاعت میں انشاء اللہ ہم اعداد شمار کے ساتھ نہایت تفصیلی طور پر اجمیر میرواڑہ کا مسئلہ ملک کے سامنے پیش کرکے اسپر مدلل بحث کریں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ نہرو کمیٹی نے اس معاملہ میں بے اعتنائی برت کر اجمیر میرواڑہ کیساتھ کسقدر ناانصافی اور ظلم کیا ہے۔

لمحات فکریہ

"افغانستان شاہراہ ترقی پر"

اعلیحضرت جلالت مآب ہز مجسٹی شاہ امان اللہ خان خلد اللہ ملکہ کیساتھ عالم اسلام کی جو آرزوئیں اور اُمیدیں وابستہ تھیں خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری ہونا شروع ہوگئیں اور اپنے دورۂ یورپ سے واپسی کے بعد شاہ موصوف نے افغانستان میں جدید اصلاحات کا اجرا شروع کردیا ہے۔ چنانچہ تازہ اخبارات سے افغانستان میں پارلیمنٹ کا قیام، فوجوں کی ازسر نو جدید ترتیب و تنظیم جدید سامان و آلات حرب کی فراہمی اور سب سے زیادہ بادشاہت اور اقتدار پسندی کو تقویت دینے والی رسم یعنی خطابات کی موقوفی اور منسوخی اور اُسکے بجائے حسن خدمات کے صلہ میں جاگیر اور نقدی کے عطیہ کی خبر افغانستان کے روشن اور درخشاں مستقبل کا پتہ دے رہی ہیں۔

افغانستان مشرق قریب کا ایک حصہ ہے اور اسکی ترقی درحقیقت ایشیا کی ترقی ہے اور انشاء اللہ بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے کہ مشرق قریب کی تمام اسلامی حکومتیں نعمت آزادی و خودمختاری اور جدید اصلاحات اور ترقیوں سے آراستہ و پیراستہ ہوکر اور ایشیا کو اپنے حریف یورپ کا ہم پلہ بناکر اسے یورپ کے دوش بدوش لاکر کھڑا کردیں گے۔

"ایک آستانہ کی کرامت"

جدید مغربی تعلیمیافتہ اصحاب اور وہ مسلمان جو بزعم خود اپنی پابندی قرآن و حدیث کے دعوے کئے آگے اور تمام مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اور بیچارے خوش عقیدہ اور راسخ الاعتقاد مسلمانوں کو جاہل بیوقوف اور مشرک و بدعتی کہہ کہکر اُن کا مذاق اُڑایا کرتے ہیں وہ بغداد شریف کی اس تازہ خبر کو پڑھیں جو ہمنے اخبار الفقیہہ امرتسر سے اخذ کی ہے۔ اور پھر اپنے دل میں انصاف کریں کہ اُنکا یہ فعل کہانتک حق و صداقت پر مبنی ہے۔

"کاظمین شریفین" میں ایک بوڑھا مفلس اور نادار سید جو نابینا تھا زیارت کے لئے حاضر ہوا اور اندر جاکر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کو بوسہ دیا اور پھر فوراً ہی چلاتا ہوا باہر نکل آیا کہ میری آنکھیں روشن ہوگئیں باہر لوگوں کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو جوش ارادت و عقیدت میں ایک دم سب اُس پر ٹوٹ پڑے اور بطور تبرک اپنے پاس رکھنے کے لئے اُس کے بدن کے کپڑوں میں سے ایک ایک ٹکڑا پھاڑ نے لگے۔ یہانتک کہ اُس کے سارے کپڑے نوچ ڈالے اور اُس بڈھے کو دوسرے کپڑے پہننے کیلئے دئے گئے سپاہی دریافت ... ایساہی ہوا بعد میں اُس بوڑھے سید سے جب واقعہ دریافت کیا گیا۔ تو اُس نے بیان کیا کہ میں کئی ماہ تک بغداد کے ہسپتال میں پڑا رہا۔ اور جب وہاں سے بالکل جواب دیدیا گیا کہ تمہاری آنکھیں لاعلاج ہوگئی ہیں۔ تو آخر دنیاوی تدابیر سے مایوس ہوکر میں ناامیدی کے عالم میں امداد ربانی کی طرف رجوع ہوا اور یہاں حاضر ہوکر جونہی مزار مبارک کو بوسہ دیا تو دفعتاً ایک ایسا درد اٹھا کہ میری آنکھوں میں چکاچوند سا پیدا ہوگئی اور عین اُسی وقت ایک آواز سنائی دی کہ

"جاؤ تم کو تمہاری آنکھیں دیدی گئیں"

یہ سنتے ہی میں باہر نکل آیا اور میری آنکھیں بالکل اچھی ہوگئیں بعد میں جب اُس کے ہسپتال سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی تصدیق کی کہ واقعی یہ بوڑھا کئی ماہ سے قطعاً نابینا ہوگیا تھا

بزرگوں کی کرامات کو بعید از عقل و قیاس سمجھنے والے جدید تعلیم یافتہ جنٹلمین اور پختہ قبروں اور گنبدوں کو ناجائز اور مزارات بزرگان دین کو اینٹ اور چونے سے تعبیر کرنے والے مولوی آنکھیں کھولکر اس خبر کو پڑھیں اور اگر خدا توفیق دے تو اس سے سبق نیک حاصل کریں۔

اخبار آستانہ کے لئے بڑے بڑے شہروں میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

منیجر

علمی دنیا

اندھے اور عام کتابیں

اسوقت تک اندھوں کو لمس ید کے ذریعہ تعلیم دیجاتی تھی اور انکے لئے ابھرے ہوئے حروف کی کتابیں شائع کیجاتی تھیں، لیکن اب امریکہ کے ایک شخص رابرٹ دی نائیرگ نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ اندھے عام کتابیں بھی پڑھ سکیں گے اس آلہ کی شکل ایک میز کی سی ہے۔ اسکے اوپر کتاب کو کھولکر رکھدیا جاتا ہے اور اسپر ایک خاص قسم کی متحرک برقی روشنی ڈالی جاتی ہے، اس روشنی کے اثر کے ساتھ مختلف حروف والفاظ کی مختلف آواز پیدا ہوتی ہے اور ان آوازوں کو پہچاننے کی تھوڑی سی مشق کے بعد اندھے کتابیں پڑھنے لگیں گے۔

نفسیات قوم

اسوقت تک عام خیال یہ تھا کہ نیند ایک خاص قسم کی کیفیت ہے جو ایک کام کرنیکے بعد انسان پر طاری ہوتی ہے اور چند گھنٹوں کے بعد خود بخود دور ہو جاتی ہے۔ علمار نے بھی اسکی طرف توجہ نہیں کی تھی چنانچہ جن لوگوں نے اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ کی انکی تعداد ایک درجن بھی نہیں ہے، لیکن اب کالگیٹ یونیورسٹی کے استاذ نفسیات ڈاکٹر ڈانلڈ اے لیرڈ نے اس موضوع پر خالص علمی حیثیت سے تحقیقات شروع کی ہے اور انکے شاگرد اپنے کو معمول کے طور پر پیش کر رہے ہیں انکے لئے خاص کمرے تیار کئے گئے ہیں اور ان میں ایسے نازک آلات لگائے گئے ہیں جن سے ایک سکنڈ کے ۱/۱۰ ویں حصہ کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔

تیزاب کی بارش

ابتک ہم نے سنا تھا کہ بعض مقامات پر خون کی بارش ہوئی تھی لیکن اب ڈاکٹر اہی اہی فری نے نیویارک کے اخبار دکیس سائنس میں اسبات کی اطلاع شائع کی ہے کہ علاقہ دلیسووٹس میں ایک خاص قسم کے تیزاب کی بارش ہوئی ہے انکا بیان ہے کہ آج سے ۲۰ سال قبل بھی اسی قسم کی ایک اور بارش ہوئی تھی۔ اسکے اثرات کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ سبزیاں نباتات اور ہر معدنی شئے جسپر یہ پانی پڑا برباد ہوگئیں۔ اگرچہ باشندوں کو کوئی جانی نقصان نہیں پہونچا لیکن انکے باغ، انکی کاشت اور انکے دوسرے اسباب کی تباہی نے انکو سخت ترین مالی نقصان پہونچایا ہے، انکا بیان ہے کہ اس علاقہ کے کوہ آتش فشاں میں یہ تیزاب موجود ہے اور وہیں سے یہ اسکی وادی پر برستا ہے۔

اقتباسات وتراجم

عربوں کا علم طب شام میں

اور

یورپ کا اس سے استفادہ

(۴)

علم طب نے عباسیوں کے دور حکومت میں نمایاں ترقی کی چنانچہ مشہور رئیس الحکما بختیشوع نسطوری نے جو خلیفہ عباسی منصور کا طبیب خاص تھا فارسی اور یونانی زبانوں سے طب کی مشہور کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کیا، پھر اسکے لڑکے جبرئیل نے جو ہارون رشید کا طبیب خاص تھا عربی میں متعدد کتابیں لکھیں، بختیشوع کو یہ خاص فضیلت حاصل ہے کہ اسکے خاندان میں نسلاً بعد نسل تین ایسے اطبا گذرے جو خلفائے عباسیہ کے طبیب خاص ہونے کے ساتھ رئیس الاطبا یا دوسرے لفظوں میں "انسپکٹر جنرل" یا "چیف میڈیکل افسر" کے عہدے پر مامور ہوئے انہی کی نگرانی میں حکومت کے تمام ہسپتال تھے اور وہی مدارس طبیہ یا "میڈیکل کالجوں" کے افسر اعلیٰ بھی ہوتے تھے، اس خاندان کا آخری طبیب جو اس عہدے پر سرفراز رہا جبرئیل بن عبید اللہ ہے اسے تمام اطبا عصر کے درمیان خاص فوقیت حاصل تھی، اسکے متعلق ڈاکٹر براؤن (BRON.) کا مقولہ ہے وہ انمیں سب سے زیادہ مشہور ہے، اسکا ۱۰ اپریل ۱۰۰۶ء میں انتقال ہوا۔

اسی طرح عہد عباسیہ کے یوحنا بن ماسویہ (MATUN) کو فراموش نہ کرنا چاہئے جو مامون کا طبیب خاص تھا، اپنے علم طب، حفظان صحت، مریضوں کو طاقت پہنچانے اور معدہ کی بیماریوں وغیرہ پر نہایت نایاب کتابیں لکھی ہیں۔

عہد عباسیہ میں تحصیل طب کے لئے متعدد قواعد منضبط کئے گئے تھے۔ آج اس دور ترقی میں یہ سنکر متحیرت نہ ہونا چاہئیے کہ عہد عباسیہ جیسے قدیم زمانہ میں کوئی شخص طبابت کا پیشہ اسوقت تک اختیار نہیں کرسکتا تھا جبتک اُسنے طب کا باقاعدہ امتحان دیکر سارٹیفکیٹ نہ حاصل کرلیا ہو، اور یہی قانون کمپونڈری کے پیشہ کے لئے بھی رائج تھا۔

اسی طرح اس زمانہ میں مختلف امراض کے مختلف ماہرین ہوتے تھے، مثلاً کوئی امراض باطنیہ کے علاج میں ماہر SPECIALIST شمار کیا جاتا تھا یا کسی کو آپریشن کرنے میں درک ہوتا کوئی آنکھوں کے علاج کے لئے مخصوص ہوتا، کسیکا خاص فن طب الاسنان یعنی "دانتوں کا علاج" ہوتا، اور کوئی اعصاب کے علاج میں شہرت رکھتا تھا جس طرح آج مختلف امراض کے مختلف ماہر شمار کئے جاتے ہیں۔

ان ماہرین میں سے چند مشہور اطبا یہ ہیں قسطنطین بن لوقا البعلبکی:- یہ مشہور فلسفی، فلک داں، ریاضی داں اور ممتاز طبیب تھے۔ اسکی ان تمام علوم میں نایاب تصانیف ہیں، اصطفن حورانی بن بختیشوع نے اپنی کتابوں میں اسے لایق طبیب شمار کیا ہے نمیی بیت المقدسی اسکو فن معالجۃ امراض (THERAPENTIQUS) میں خاص درک حاصل تھا۔

ثابت بن قرہ امراض قلب کے معالجہ میں ممتاز تھا، اس نے قلب کے حرکات پر ایک نایاب کتاب لکھی ہے، اس تصنیف سے یورپ نے کافی استفادہ کیا ہے۔ ثابت بن ابراہیم بن زہران حورانی۔ دسویں صدی کے اوائل میں گذرا ہے، اسے تشخیص امراض میں یدطولیٰ حاصل تھا، بسا اوقات اسکے معاصرین اسکی تشخیص سے متحیرت رہجاتے تھے ابوالحسن ہبۃ اللہ بن سعد بالمقتفی لامر اللہ کے زمانہ میں گذرا ہے اسکو اپنے عہد میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ اسکے معاصرین اسے جالینوس اور بقراط سے تشبیہ دیتے تھے۔ ابوالفرج غرلیغوریوس فلسفی طبیب تھا، ۱۲۱۶ء میں ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ۱۶۶۳ء میں پاکوک (PACOCAK.) نے اسکی کتابوں کو لاطینی زبان میں ترجمہ کرکے شائع کیا۔ ڈاکٹر رائٹ (WRIGHT.) اسکا بیحد معترف ہے ۱۸۹۴ء میں اس نے اپنی ایک کتاب میں نہایت شاندار الفاظ میں ابوالفرج کا تذکرہ کیا ہے۔ (باقی دارد)

"نظارہ وحدت"

از قلم مولنا عبدالواحد عثمانی بدایونی "علم ادب"

غیر حق اور کی نمود نہیں — میں ہوں لیکن مرا وجود نہیں
اُس کا ہر شئے میں گرو جود نہیں — بزم آرائی شہود نہیں
جانِ فانی جہانِ فانی ہے — کچھ زمانہ کی ہست و بود نہیں
جو نہیں ہے وہی ہے ہر شئے میں — شئے کا خود کوئی بھی وجود نہیں
کبھی پستی میں بھی ترقی تھی — اب ترقی کو بھی صعود نہیں
اُس کے اسرار بزم خلوت کا — کب مرے قلب پر ورود نہیں

چشم وحدت سے دیکھ ای واحد
تو ہے لیکن ترا وجود نہیں

مکاتبات و مراسلات

عنایت نامہ جناب مولینا ظہور احمد وحشی
(اڈیٹر رسالہ تجلی)

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا مرسلہ اخبار آستانہ پہنچا۔ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ کیا باعتبار مضامین و ترتیب کیا بلحاظ طباعت ماشاء اللہ خوب اور بہت خوب ہے آثار کہہ رہے ہیں کہ یہ بہت جلد مسلمانوں کا بہترین اخبار ثابت ہوگا۔ راجپوتانہ کی ریگستانی فضا میں ایسے کوکب تاباں کا طلوع مستحق صد مبارکباد ہے۔ بارک اللہ فی مساعیکم۔

جو پرچہ میرے سامنے ہیں ہر لحاظ سے بہتر ہیں لیکن اکثر یہ حالت مرور ایام سے باقی نہیں رہتی توجہ دائمی کی ضرورت ہے تمام متوسلین آستانہ کو جہاں تک ممکن ہو متوجہ کیجئے صاحب آستانہ کی توجہ درکار ہے پھر کیا دشوار ہے۔

والسلام

مکتوب گرامی از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی (اعظم گڈھ)

والا نامہ معہ آستانہ شرف افزا ہوا کامیابی کی دعا ہے۔ خدا کرے کہ آپ طبیب جسمانی کی طرح طبیب روحانی بھی ثابت ہوں۔ میں نہایت عدیم الفرصت ہوں آپ کو اور نیز میرے اجمیری احباب کو مجھ پر رحم کرنا چاہیئے جو وقت ہے وہ آستانہ کے آستانہ (سیرۃ نبوی) پر صرف ہوتا ہے یہی شب و روز کا مشغلہ ہے اور یہ بھی آپ ہی حضرات کی خدمت ہے اسلئے تحریر مضامین سے معافی کا خواستگار ہوں

مکتوب گرامی حضرت مولینا شاہ محمد فاخر بیخود الہ آبادی

جزاکم اللہ۔ کیا پرچہ نکلا ہے۔
ترا انٹھان ترقی کرے قیامت کی
ترا شباب بڑھے عمر جاوداں کیطرح
ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، لڑکے کے پاؤں پالنے ہی میں معلوم ہوتے ہیں۔
بالائے سرش ز ہوشمندی
مے تافت ستارۂ بلندی
جس کی ابتدا ایسی ہے اس کی انتہا کیسی ہوگی اسی کائنات و آفرنیش کے مسائل پر غور کرنیوالے جان سکتے ہیں۔ ہاں میں بھولا۔ انتہا کیسی عالم ارواح کی ابتدا ہے انتہا نہیں۔ یہ ہمارا رومی آستانہ ابتدا رکھتا ہی انتہا کا ذکر نہیں اچھا تو پھر جس کی پیدایش اس رنگ کی ہوگی۔ اُسکا شباب کیسے رنگ لائیگا میں کیا کہوں۔ آستانوں کے جھگڑے اس سے مٹیں گے، آستانوں کے پرستار اس سے مرکز کمال بنیں گے۔ آستانے اسکی بدولت ذروۂ معراج ہونگے۔ اسی آستانے سے کتنے آستانے رفعت پائیں گے۔

میں غایت ابتہاج سے مسرت و شادمانی کی لذت اٹھاتا ہوا خاموش ہوتا ہوں۔

مکتوب گرامی حضرت مولینا محمد قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی مدظلہٗ

مجھے اخبار آستانہ سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوند تعالے بہ برکت صاحب آستانہ مستقل کامیابی عطا فرمائے۔ اور جو توقعات اخبار مذکور سے وابستہ ہیں انکا انجام بخیر کرے

اخبار آستانہ: ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچتا ہی اسلئے کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں حضرت خواجہ بزرگ کے عقیدتمند موجود ہیں اور یہ اخبار حضرت خواجہ بزرگ کے آستانہ کا ارگن ہے۔ اسلئے اس میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

مینیجر

پیغام عمل

"از جناب سید اختر صاحب نقشبندی الوری"

خمار خواب غفلت توڑ بیداری کی باتیں کر
یہ بہکی بہکی باتیں چھوڑ ہشیاری کی باتیں کر

زبان خلق پر ہیں تفرقہ پردازیاں تیری
زمانہ ہنس رہا ہے دیکھکر غمازیاں تیری

سلف کے کارنامے یاد کر تقلید کر ان کی
جو اوروں دعا دتمند ہے تائید کر ان کی

مساوات و اخوت کا گذشتہ دور دکھلادے
وہ یکرنگی باہم کے طریق و طور دکھلادے

ضرورت ہے کہ تو تنظیم امت کا سبق پھر دے
مسلمانوں کو تبلیغ و شجاعت کا سبق پھر دے

شجاعت انکا شیوہ ہو۔ صداقت ہو شعار انکا
کرم ہو انکی خصلت۔ سیر چشمی افتخار انکا

بسر ہو زندگانی انکی خالق کی عبادت میں
معیشت انکی مضمر ہو تجارت میں ریاضت میں

مسلمانوںکو بتلادے۔ تجارت ہاتھ میں پھر لیں
وہ اپنی ڈھونڈکر گم گشتہ دولت ہاتھ میں پھر لیں

یہ مسلم اقتصادی حالت اپنی جب سنبھالیں گے
حریفوں کے دلوں پر اپنا سکہ پھر جمالیں گے

اُٹھا اے ہند الولی کے نام لیوا کام کر اپنا
مثال خواجہ پھر ہندوستان میں نام کر اپنا

یہ مانا ہمنے دین احمدی کے لاکھ دشمن ہیں
جو جنکا شعلۂ وحدانیت انبار خرمن میں

خدا ایمان والونکو بڑائی دینے والا ہے
جو مومن ہیں زمانہ میں انہیں کا بول بالا ہے

عرس حضرت سیدنا نبی رضا قدس سرہٗ

۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ سے نصیر آباد میں حضرت شاہ پیر عبدالشکور صاحب عم فیضہ کے ہاں صاحب موصوف کے پیر و مرشد حضرت سیدنا قادری نبی رضا قادری جہانگیری ابوالعلائی قدس سرہٗ (جو لکھنؤ میں آسودۂ خاک ہیں) کے عرس مبارک کی تقریبات شروع ہوئیں، اجمیر، علیگڈھ، دہلی، الہ آباد، لکھنو، بریلی، آبو، جاورہ، بیاور، اور دیگر اضلاع سے معتقدین و مریدِ با اخلاص کے علاوہ دیگر متعدد اصحاب بھی شریک عرس ہوئے۔

۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو صبح سات بجے سے ۱۲ بجے تک قرآن خوانی رہی اور ایک بجے سے ۴ بجے تک مجلس سماع میں حال و قال کی گرم بازاری رہی۔ دوسرے دن ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو حسب دستور صبح سے ۱۰ بجے تک تلاوت قرآن مجید کا سلسلہ جاری رہا۔ ۸ بجے شب کو معتقدین و مریدین کی جانب سے متعدد چادریں اپنے لوازمات اور قوالی کے ساتھ صدر بازار کا گشت لگاتی ہوئیں۔ پیرخانہ میں پہنچیں رات کو ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک قوالی ہوتی رہی اور تمام سامعین پر وجد و حال کی ایک مخصوص کیفیت طاری رہی۔

۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ صبح کو بدستور قرآن خوانی ہوئی۔ رات کو ایک قلیل وقفہ کے لئے صحبت مشاعرہ گرم ہوئی خصوصیت کیساتھ جناب خواجہ اکبر حسین صاحب اکبر اجمیری کا وہ قصیدہ قابل ذکر ہے جو اکبر صاحب نے حضرت شاہ پیر عبدالشکور صاحب عم فیضہ کی مدحت میں پڑھا۔ اور کافی خراج تحسین حاصل کیا۔ اور بعدہٗ قوالی ہوئی۔

۲۵ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ صبح کو معمول کے مطابق قرآن خوانی ہوئی اور ختم فاتحہ کے بعد طعام فاتحہ سے تمام مسلمانان نصیر آباد کی ضیافت کی گئی۔

۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ شب کو جناب شاہ ابوالقاسم میر احمد صدیق صاحب نائل لکھنوی اجمیری (جو حضرت شاہ پیر عبدالشکور صاحب عم فیضہ کے خلیفہ مجاز ہیں) کے ہاں عرس شریف کی تقریب میں مجلس سماع منعقد ہوئی۔ اور قبل از انعقاد سماع، کھاری کنواں عیدگاہ، نیز اجمیر کے بعض دوسرے مقامات سے مریدین و معتقدین چادریں لیکر آئے۔ رات بھر حال و قال کی محفل گرم رہی۔ صبح کو طعام فاتحہ سے عام ضیافت کیگئی طعام فاتحہ اس زیادتی کے ساتھ پکوایا گیا تھا کہ بہت سا کھانا بچ رہا۔ جو ایک دور دور تک فقرا اور مساکین کو تقسیم کیا گیا۔

تذکرۃ السلف

محبوب الٰہیؒ

(۴)

(از قلم مولینا خواجہ معشوق حسین اجمیری)

دہلی سے اجودھن

دہلی سے تشریف لانے کے بعد خود محبوب الٰہی کا ارشاد ہے کہ آپ تین مرتبہ پیر و مرشد کی خدمت میں دہلی سے اجودھن حاضر ہوئے ہیں اور برکات و سعادات کا ذخیرہ بہم پہنچا لائے۔

خیال کرو کہ روحانی جذب و کشش اور باطنی محبت و اخلاص کا علاقہ کس قدر قوی ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ سفر میں بیشمار دشواریاں پیش آتی تھیں اور بے حد تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ ایک مرید سعید دیدار شیخ کے ذوق و شوق میں کس طرح اپنا وطن چھوڑکر سفر کی زحمتیں اٹھانے کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ اور پھر ذوق و شوق کا کمال ملاحظہ کرو کہ سفر کی زحمتیں اٹھانے میں بھی اسے لذتیں ہی لذتیں حاصل ہوتی تھیں۔ اور یہ کیوں نہ ہو صرف اسلئے کہ ان تمام زحمتوں کے آغاز کا انجام آخر اسی راحت و آرام جان کا دیدار تھا جس کے اشتیاق دیدار میں یہ بادیہ پیمائی کی جاتی تھی۔

دعائے شیخ

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ سلطان المشائخ جب دہلی سے روانہ ہوکر اجودھن پہونچے اور دیدار شیخ سے فائز ہوکر قدمبوسی سے مشرف ہوتے اور خدمت شیخ میں ملازمت اختیار فرمائی تو ایک دن نماز جمعہ کے بعد پچیسویں جمادی الاولیٰ ۶۶۹ھ کو شیخ الاسلام نے سلطان المشائخ کو طلب فرمایا آپ حاضر ہوئے تو آپ نے دہن مبارک کا لعاب آپ کے منہ میں ڈالا اور قرآن پاک حفظ کرنے کی وصیت فرمائی پھر فرمایا مولینا نظام تمکو دین و دنیا کی دولت عطا کی گئی۔ جاؤ اور ہندوستان پر بادشاہت کرو۔

سبحان اللہ جو شیخ طریقت کی زبان مبارک سے نکلا تھا. دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ کس طرح پورا ہو کر رہا۔ کہ اگر ایک جانب سلطان المشائخ اور محبوب الٰہی ہونیکا مرتبہ حاصل تو دوسری جانب دولت دنیا خانہ زاد کنیز بنکر اس طرح قدموں پر نثار ہوئی کہ اس زمانہ کے دنیا دار صاحب ثروت رئیسوں اور امیروں کو بھی رشک آنے لگا۔ حق یہ ہے کہ دین و دنیا کی بادشاہت اسی کا نام ہے۔

مذکورۂ بالا واقعہ صاحب سیر الاولیا نے سلطان المشائخ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور آخر عبارت میں یہ تحریر کیا ہے کہ غرۂ شعبان ۶۶۹ھ کو محبوب الٰہی اپنے پیر و مرشد سے رخصت ہوگئے۔ مگر نکتہ ہشتم کے تحت میں یہ تحریر ہے کہ اسی سال رمضان کے مہینہ میں آخری رخصت ہوئی لہذا صرف دو صورتیں ہیں ان دونوں عبارتوں کی صحت کا انحصار ہے۔ اول یہ کہ غرۂ شعبان میں رخصت ہونے کے بعد ابتدائے رمضان میں سلطان المشائخ پھر پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یا دونوں واقعات کے سنین میں اختلاف ہے۔

خلافت بہرحال دہلی سے جب تیسری بار روانہ ہوکر حضرت سلطان المشائخ شیخ طریقت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک روز رمضان ۶۶۹ھ کی تیرہویں تاریخ شیخ الاسلام نے آپ کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ مولینا نظام ہم نے جو دعا پڑھنے کے لئے تمہیں بتائی تھی وہ یاد ہے؟ آپ نے عرض کیا جی ہاں ارشاد ہوا کاغذ لاؤ تاکہ اجازت نامہ لکھ دیا جاوے۔ چنانچہ کاغذ لایا گیا اور حسب الارشاد مولینا اسحق دہلوی نے یہ خلافت نامہ تحریر کیا اور آخر شیخ الاسلام نے دستخط مبارک ثبت فرمائے

ترجمہ اجازت نامہ

تمام تعریفیں اسی خدا کے لئے ہیں جس نے اپنا احسان کو اپنی منت پر اور اپنے شکر کو اپنی نعمت پر مقدم فرمایا وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے جس کو وہ بلندی عطا فرمائے اسے کوئی نہیں گرا سکتا اور جسکو وہ پستی عطا فرمائے اسے کوئی بالا نہیں کر سکتا۔ جسے وہ عالم آشکارہ کردے تو اسے کوئی نہیں چھپا سکتا اور جسے وہ پوشیدہ رکھے تو اسے کوئی ظاہر نہیں کر سکتا۔ اسکی ہمیشگی پر کیا آرزوے اعتبار اور کیا آرزوے تقابل نہ اگلوں کے لئے مجال سخن ہے نہ پچھلوں کے واسطے یارائے گفتگو۔

رحمت کاملہ نازل ہو رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی آل پاک اور انکے اصحاب پر۔ امابعد علم اصول حدیث کا سیکھنا اور اس فن میں شروع کرنا۔ دعائے حضوری میں وسعت دیتا ہے بیشک اسکی پر خوف ہے اور انجام کار دشوار ہی ہے. فن اصول میں اعمار کتاب تمہید المہتدی ہے جو ابو شکور بردالله مضجعہ کی لکھی ہوئی ہے یہ کتاب مجھ سے میرے فرزند رشید امام پرہیزگار اور عالم دانا نظام الملۃ والدین محمد ابن احمد نے پڑھی ہے۔ جو علماء امۃ کی زینت ہیں۔ پرہیزگاروں اور بزرگوں کیلئے فخر ہیں اعانہ اللہ علی ابتغاء مرضاتہ و انالہ منتہی رحمتہ و اعلی درجاتہ۔ اور یہ کتاب سبق سبق کرکے شروع سے آخر تک پڑھی ہے اور نہایت ہی غور و فکر اور ہوشیاری و استواری سے پڑھی ہے چنانچہ اپنے حسن استعداد کی وجہ سے اس فن میں وقوف کامل حاصل کرلیا ہے۔ لہذا میں انکو اس کتاب کے پڑھانے کی اجازت دیتا ہوں بشرطیکہ اسے پڑھنے والے تصحیف و تحریف اور اغلاط و سقام (کے استعمال) سے احتراز کرنے والے ہوں۔ واللہ اعلم۔ یہ تحریر ماہ رمضان المبارک میں چہار شنبہ کے دن (حضرت شیخ الاسلام) کے روبرو اسحق ابن علی ابن اسحاق دہلوی نے لکھی۔

اور نیز اجازت دی میں نے انکو (سلطان المشائخ) کو مجھ سے روایت کرنے کی (ان تمام امور میں) جو کچھ انھوں نے مجھ سے حاصل اور جمع کیا ہے اور مجھ سے سنا ہے اور جو کچھ مجھ سے سنکر محفوظ رکھا ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ "سلام اسپر جس نے راہ راست کی پیروی کی"

نیز میں نے انکو (سلطان المشائخ) اجازت دی اس بات کی کہ وہ خلوت نشینی اختیار کریں اس مسجد میں جس میں جماعت قایم کی جاتی ہے مگر اس جماعت سے ان شرائط خلوت میں خلل نہیں واقع ہوتا ہو جن سے ترقی و زیادتی کا حصول مقصود ہے اور اس خلوت کا ترک کردینا برائیوں کی جانب قدم اٹھانے کا مترادف ہے۔ اور وہ شرائط یہ ہیں کہ مقاصد کو بربادیوں اور خرابیوں سے محفوظ رکھنا ہے اور اپنی ہمت کو ایسی چیزوں سے علیحدہ رکھنا ہے جو تکمیل مقاصد سے انسان کو غافل کردیتی ہیں۔ اور اس خلوت کی تشریح یہ ہے کہ (باقی آئندہ)

معارف

از قلم مولینا عارف بدایونی

زیارم دور عمر جاودانی میکشد مارا — کجائی مرگ بنگر زندگانی میکشد مارا
غبار خاکسار ما زمین گیر دورت باشد — اگر صد بار جور آسمانی میکشد مارا
نگاہ سرمگیں چشمے کہ سوز و طور موسیٰ را — بہ ارنی گفتگو داد لن ترانی میکشد مارا
دل اغیار روشن کردی و پروانہ کردی یار — چو شمع تا سحر آتش نشانی میکشد مارا
وداع فصل گل کردیم از دیوانہ گردیدیا — ورق گردانی باد خزانی میکشد مارا
سر ما برفت غارت تاب طاقت صبر و آرامم — پیاپے جلوہ ہائے یار جانی میکشد مارا

بچشم ما نگاہ چشم بیمار کہ ہست عارف
کہ ایں بے طاقتی و ناتوانی میکشد مارا

حوادث محلیہ

زائرین کی حاضری

۶ ستمبر ۱۹۲۸ء کو رات کی گاڑی سے جناب سیٹھ احمد حاجی صدیق کھتری بغرض زیارت حاضر آستانہ ہوئے اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد فضل رسول صاحب کے ذریعہ مشرف بزیارت ہوئے اور ۸ ستمبر کو رات کی گاڑی سے بمبئی واپس ہوئے۔ صاحب موصوف نے اخبار کی خریداری منظور فرماتے ہوئے دس روپیہ سالانہ اعانت کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ اور تیرہ روپیہ کے وی۔پی روانہ کردینے کی اجازت دی ہے۔

۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء کو حضرت مولینا شاہ علی احمد صاحب مد فیضہ ہوشیارپوری، پیران کلیر شریف، دہلی شریف، کے اعراس کی سعادت شرکت سے بہرہ اندوز ہوکر کچھ دن جیپور ٹھیرتے ہوئے رات کی گاڑی سے وارد اجمیر ہوئے۔ اور آستانۂ اقدس میں اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید ولی محمد صاحب کے حجرہ میں قیام پذیر ہیں غالباً کچھ دن تک قیام رہیگا۔

اخبار اتفاق کا اجراء

کچھ دن سے جناب قضائی کی ادارت میں ایک ہفتہ وار اخبار "اتفاق" شائع ہونا شروع ہوا ہے جسکے نگراں پالیسی مولینا مرزا عبدالقادر بیگ مشیر سیاسی پنڈت ارجن لال سیٹھی جی، نگراں ترتیب جناب رفیقی ہیں جہانتک اس اخبار کے اغراض و مقاصد کا تعلق ہے اُس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اخبار کانگریس کی ترجمانی کرے گا۔ امید کی جاسکتی ہے کہ مرزا صاحب کی نگرانی، اور سیٹھی جی کی مشورت کو ساتھ لئے ہوئے یہ اخبار مذکور اپنے اغراض و مقاصد میں کامیاب ثابت ہو۔ نیز عملۂ ادارت سے یہ بھی توقع ہے کہ منافرت انگیز مضامین سے اس اخبار کے دامن کو پاک رکھکر اسم بامسمیٰ بنانے کی کوشش کرینگے۔

آستانہ کے ہموطن اور مقامی اخبار ہونے کی حیثیت سے اس اخبار کے ساتھ ہمکو جو ہمدردی ہونی چاہئیے وہ ہر جسکے اظہار کیلئے رسمی طور پر خیر مقدمانہ الفاظ کے استعمال کی ضرورت نہیں۔ سایز اخبار آستانہ کے سائز کا نصف، صفحات آٹھ۔ لکھائی چھپائی معمولی قیمت سالانہ ؁

مشاعرہ

۲۲ ستمبر ۱۹۲۸ء کو صاحبزادہ سید زین العابدین صاحب زاہد تلمیذ حضرت کامل اجمیری کی جانب سے متصل کتب خانہ انجمن خدام خواجہ بوقت شب مشاعرہ منعقد ہونیوالا ہے مصرع طرح یہ ہے

الفت کا جب مزا ہے کہ شکوا نہ کیجئے

شاعر، پروا، قافیہ نہ کیجئے ردیف

اجمیر کا اساتذہ سخن کی شرکت یقینی ہے اسلئے اجمیر والوں کو مشاعرہ کی

شرکت فرمانی چاہیے۔

شیون اسلامیہ

جامع ازہر کی اصلاح

قاہرہ۔ آج الازہر کا سالانہ میزانیہ منظور ہوگیا اور شیخ مصطفیٰ المراغی کی صدارت میں ایک کمیٹی مرتب ہوگی ہو جو الازہر کی اصلاح کا کام انجام دے گی۔

علی ابراہیم مصری کو پھانسی

بیروت۔ شرق اردن کے مجلس حربی نے معان کے ایک افسر کو قتل کرنے کے جرم میں علی ابراہیم مصری کو پھانسی کی سزا دی ہے۔

ٹرکی میں گرمی کی شدت

آجکل ٹرکی میں اس قدر سخت گرمی پڑ رہی ہے کہ مدرسہ زراعت کا ایک طالب علم اپنے درجہ میں بیہوش ہوگیا اور باوجود فوری تدابیر کے جانبر نہ ہوسکا۔ بہت سی عورتیں گرمی کی شدت سے پاگل ہوگئی ہیں۔

جمہوریہ شام کی صدارت

بیروت۔ جمہوریہ شام کی صدارت کے لئے شیخ تاج اور ابراہیم بک ہنانو کے درمیان سخت کشمکش جاری ہے لیکن قوم پرور جماعت نے یہ مصمم اور قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ جس طرح بھی ابراہیم بک ہنانو کو صدر منتخب کیا جائے۔ مقابلہ بہت سخت ہے۔

افغانستان میدان ترقی میں

۹ ستمبر کو مجلس لویہ افغانیہ کا اجلاس ختم ہوگیا۔

افغانستان کے لئے ایک جدید طرز کا قومی جھنڈا تیار کیا گیا ہے۔ آئندہ سے یہ جھنڈا سرخ اور سیاہ ہوگا جس پر طلوع آفتاب کا نظارہ سنہری کرنوں کے ساتھ دکھلایا جائیگا۔ جس کے سامنے پہاڑ اور میدان ہونگے جس سے افغانستان کی جدید زرعی ترقیوں کا اظہار کرنا مقصود ہے جھنڈے پر بعض آیات قرآنی بھی ہونگی۔ اعلیحضرت نے اعلان کیا کہ اجلاس پانچ سال کے بعد ہوگا۔ لیکن جرگہ کے ڈیڑھ سو ارکان برابر کابل میں موجود رہیں گے سردار محمد ولی خاں وزیر جنگ ابتک قایم مقام حکمراں کی حیثیت سے کام کررہے ہیں کیونکہ اعلیحضرت کو ابتک مشغولیت کار کی وجہ سے اتنی فرصت نہیں ملی کہ سردار موصوف سے چارج لے لیں۔

معلوم ہوا ہے کہ آجکل اعلیحضرت رشوت کے خلاف بھی جہاد کررہے ہیں جو بدقسمتی سے افغانستان کے بعض حصص میں رائج تھی اس الزام میں متعدد افسروں کو معطل اور برخاست کردیا گیا۔ جن میں سے قابل ذکر کابل کی ماتحت عدالت کے قاضی صاحب بھی ہیں۔

برید فرنگ

برطانوی افریقہ

بمبئی۔ مسٹر ایس۔ اے واعظ سکریٹری امپیریل سٹیزن شپ ایسوسی ایشن حکومت ہند کے سکریٹری سے ملنے کے لئے شملہ روانہ ہوگئے تاکہ مشرقی افریقہ اور برطانوی گائنا میں ہندوستانیوں کی حالت اور جنوبی افریقہ سے منتقل ہونے والوں کے مسائل پر مشورہ کریں۔

نئے قسم کی موٹر

لندن۔ جرمنی کے ایک کارخانہ نے ایک نئی قسم کی موٹر ایجاد کی ہے جسکا انجن معمولی قسم کے مٹی کے تیل سے کام دے سکیگا۔ جسکی قیمت چار پانچ آنے فی گیلن سے زیادہ نہوگی۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو اس سے موٹر کی دنیا میں عجیب و غریب انقلاب پیدا ہوجائیگا۔ خیال ہے کہ اس طرح سے جو نیا موٹر تیار ہوگا اسکا چلانا بھی بہت آسان ہوگا نیز خطرہ بھی کم ہوجائیگا کیونکہ یہ تیل آتشگیر نہوگا۔

مسولینی کو قتل کرنے کی سازش میں سزا

روما۔ خاص جنگی عدالت نے منتو لو زمبونی اور اسکی بھاوج درجانیا تیارونی کو اس جرم میں تیس سال کی سزا دی ہے کہ انہوں نے آنتیو زمبونی نامی ایک لڑکے کو مسولینی پر گولی چلانے کی ترغیب دی تھی۔ اس مقدمہ میں مسولینی نے خود بھی شہادت دی تھی۔

مسٹر کیلاگ کی واپسی وطن

نیو یارک۔ مسٹر کیلاگ بخیریت یورپ سے واپس آگئے۔ بندرگاہ پر اخبارات کے نمایندوں نے انکو گھیر لیا اور یہ سوال پر انہیں استفسار زیادہ اذیت ہوئی کہ آیا فرانسیسی و برطانوی مجوزہ معاہدہ میثاق کیلاگ کے قاعدہ کے موافق ہے یا نہیں؟ جسکا جواب انہوں نے یہ دیا کہ میرے خیال میں یہ معاہدہ کا میثاق سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مجوزہ معاہدہ کو معاہدہ کہا بھی نہیں جا سکتا۔ انگلستان نہ جانیکے متعلق مسٹر کیلاگ نے فرمایا کہ چونکہ انہیں ملاقات و بازدید کے لئے صدر کاسگریو کے ساتھ آئرلینڈ جانا تھا۔ جلد وہ انگلستان نہ جا سکے۔

برطانوی فرانسیسی معاہدہ

ٹوکیو۔ حکومت نے غیر سرکاری طور پر بتانیہ کو مطلع کیا ہے کہ جاپان برطانوی فرانسیسی بحری معاہدہ کا مخالف ہے گو اسکا یہ خیال ہے کہ امریکہ شامل کرنا دشوار ہوگا۔

شہزادہ ویلس اور ڈیوک آف گلوسسٹر

اسکندریہ۔ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلس اور ڈیوک آف گلوسسٹر یہاں بخیریت پہنچ گئے۔

اخبار الہند

دربار کشمیر کی امداد

سری نگر۔ دربار کشمیر نے سیلاب زدگان کے لئے پانچ لاکھ روپیہ کی امداد کی منظوری دی ہے۔ نیز گذشتہ فصل ربیع کے بقایا لگان اراضی کے التوا کا بھی حکم دیا ہے۔

سکرٹری کانگریس کمیٹی کو سزا

جالندہر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جالندہر نے گوپال سنگھ قومی پردگنڈا سکرٹری پنجاب کانگریس کمیٹی کو زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) ضابطہ فوجداری دو سال قید سخت اور ایکہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔

اسکولوں اور کالجوں میں تجویز اضافہ فیس

بمبئی۔ حکومت بمبئی رائے عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے اسکولوں اور کالجوں میں اضافہ فیس کی تجویز پر عملدرآمد نہ کرے گی۔

ڈاڑھی پر لڑائی

کلکتہ۔ کلکتہ مدرسہ میں انگریزی و فارسی کے شعبہ دینیات اور عربی کے شعبہ کے طلبا میں اس امر پر اختلاف تھا کہ آیا راسخ العقیدہ مسلمان کے لئے ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے یا نہیں پہلی جماعت ڈاڑھی منڈانے کی حامی تھی اور دوسری ڈاڑھی رکھنے پر اصرار کرتی تھی۔ آخر کل دونوں میں لڑائی ہوگئی۔ معلوم ہوا ہے کہ لڑنیوالوں کی آستینوں میں چھوٹے ڈنڈے بھی چھپے ہوئے تھے۔ یہ جنگ مدرسہ کے حدود کے اندر ہی رہی اور متحاربین کو منتشر کرنا پڑا۔ کچھ زیادہ زخم نہیں آئے اور سرغنوں کو مدرسہ سے خارج کر دیا گیا اور مدرسہ ہفتہ کے باقی ایام کے لئے بند کر دیا گیا۔

ایک غلط خبر کی تردید

بنگلور۔ وزنگاپٹم ریاست میسور سے آنے والے مسافروں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اخبار "ایوننگ میل" میں جو ایک خبر فرقہ وارانہ فساد کی جمعہ کے دن کسی مندر کے قریب ہوجانے کی شائع ہوئی ہے اور جس میں متعدد زخمی اور گرفتار ہوئے ہیں بالکل بے بنیاد ہے اور وہاں کامل امن و امان ہے۔

سرحد پر برطانوی فوج کی نقل و حرکت

نوشہرہ۔ "انقلاب" کو معتبر ذریعہ سے اطلاع ملی ہے کہ چترال کی طرف تو پخانے کو جانے کا حکم صادر ہوگیا ہے۔ آج تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ نوشہرہ کا پل ۴۔۵۔ اور ۶ ستمبر کے تین روز صرف اسلئے بند رہا کہ توپخانہ اور انکا سامان پل پر سے گذر رہا تھا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ افواج چترال کی فوج کو تبدیل کرنے جارہی ہیں یا اسکا مقصد کچھ اور ہے۔

اخبار آستانہ میں شائع ہونے والے مضامین وغیرہ جو متعلق ادارت ہوں اون کی خط و کتابت ایڈیٹر آستانہ کے نام ہونا چاہیئے۔

منیجر

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

بطفیل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن رضی اللہ عنہ چشتی سنجری
(جامیؒ)

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو

آستانہ
ہفتہ وار اخبار
قیمت فی پرچہ ۱ر
زیرادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱	اجمیر القدس ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۲۸ء یوم جمعہ	نمبر ۶

جامع التمش

(از سید اختر صاحب الورتی نقشبندی انچارج دفتر تبلیغ الاسلام اجمیر)

یہ عبادتگاہ ہے یادِ بہارِ شمس دیں — ہے یہ تاریخی عمارت یادگارِ شمس دیں
وہ شہنشاہِ مجاہد۔ تاجدار دیں پناہ — جو غلامِ قطبِ دیں تھا۔ اور مسلمانوں کا شاہ
وہ کہ جسکے عہد میں خواجہ معین الدین تھے — جن کے دسترخوان کے اقطاب ریزہ چین تھے
وہ بہادر تیغ سے لرزاں تھی جسکے مشرکیں — وہ غضنفر جسکے نعرہ سے لرزتی تھی زمیں
وہ مُوحّد بتکدے کو جسنے معبد کردیا — نعرۂ تکبیر سے مندر کو مسجد کردیا
وہ کہ جسکے دم سے تھا تبلیغ کا روشن چراغ — آبریزی سے ہوا سرسبز جسکے دیں کا باغ
اے مسلمانوں پڑھو تم فاتحہ اس شاہ پر — جان فدا کرتا تھا جو سلطانِ دیں کے جاہ پر

ہاں اسی جا پر جناب قطب دیں بختیار — جنکے خواجہ کے خلیفہ پاچکے ہیں افتخار
دی یہاں پر ہی معیںؒ نے اپنی رحلت کی خبر — اور کرایا قطب دیں کو قطبیت کا طے سفر

ہے یہاں پُرشوکتِ دینِ محمدؐ کا نشاں — ہے مسلمانوں کی طاقت اس عمارت سے عیاں
ہاں اسی جا پر بجا تھا کوسِ دینِ احمدی — اسجگہ سے ہی اُٹھی تھی لہرِ صوتِ سرمدی

تم یہاں پر کسلئے آئے ہو کیوں اے دوستو! — کیا ارادہ ہے تمہارا غور دلمیں تو کرو
ہے فقط مقصود خاطر شغل یادِ رفتگاں — یا یہاں ہونا ہے اپنی بیکسی پہ نوحہ خواں
یا گزشتہ دور سے لینا ہے کچھ درسِ عمل — یا ہوا محسوس تم کو اپنی عظمت کا خلل

کچھ گذشتہ شوکت و صولت کی ہو گر آرزو — چاہیے تبلیغ دینِ احمدی ہو، کو بکو،
ہے یہی نکتہ گزشتہ مسلمیں کے جاہ کا، — اُن کے دلمیں خوف رہتا تھا فقط اللہ کا
موت سے ڈرتے نہ تھے دولت کی خواہش کچھ نہ تھی — غیر سے دبتے نہ تھے۔ اپنوں سے کاوش کچھ نہ تھی
تھی انہیں مدِ نظر تبلیغ اسلامی فقط — ملک کو کافی تھا انکا ایک پیغامی فقط

ایک ہم ہیں سینکڑوں لاکھوں کی ہیں تعداد میں — مبتلا بیداد میں۔ مصروف ہیں فریاد میں
کس غضب کی بےحسی ہے شرم تک آتی نہیں — کچھ حمیت بھی تو اپنے دل کو گرماتی نہیں

کام کرنا ہو اگر منظور یا ندہو پھر مگر، — متفق ہو جاؤ پھر تبلیغ حق کی راہ پر
فرقہ بندی چھوڑ دو۔ فتنہ طرازی چھوڑ دو — ہاں خدا جس کام ہو وے نہ راضی چھوڑ دو
بغض و کینہ اب دلوں سے دور کردیں مسلمیں — متحد ہو جائیں حسب حکم ختم المرسلیں
ایک کو غم ہو تو غم سے دوسرا بے چین ہو — درد اسکو ہو تو اسکے لب پہ شکوہ و شین ہو
ہاں اگر حق و صداقت مسلمیں کا ہو شعار — وہ نہیں مغلوب ہو سکتے کسی سے زینہار

بات یہ ہے آج ہم علم و عمل سے دور ہیں — پھر غضب یہ ہے جہاں ہیں آجکل سے دور ہیں
جا بجا اے دیندارو! درسگاہیں کھول دو — کھولدو۔ تبلیغ اسلامی کی راہیں کھول دو

شوکتِ مسلم ہے قدر و قیمتِ تبلیغ میں
اور وہ موجود ہے جمعیتِ تبلیغ میں

رشد و ہدایت

مَنْ تَرَكَ الدُّنْيَا اَحَبَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ تَرَكَ الذُّنُوْبَ اَحَبَّهُ الْمَلَائِكَةُ وَحَسَمَ الطَّمَعَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَحَبَّهُ الْمُسْلِمُوْنَ ط

(عن عثمان ذی النورین رضؓ)

تشریح - جس نے دُنیا کو ترک کر دیا تو اللہ نے دوست رکھا - اور جس نے گناہ چھوڑ دیئے تو فرشتوں نے اُس کو دوست رکھا - اور جس نے مسلمانوں سے کوئی لالچ نہ رکھا وہ مسلمانوں کا محبوب ہوا -

آستانہ

مجھ کو شوقِ جبہ سائی اُسکے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے
(معینی مدظلہ)

جلد ۱ — ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ ہجری - یوم جمعہ — نمبر ۶

آل پارٹیز کانفرنس کی ناکامی

متحدہ ہندوستان نے دستور اساسی کو ہرگز منظور نہیں کیا

ہندوستان کی ۱۶ کروڑ آبادی اس کے خلاف ہے

کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ الہ آباد کی ناقابل برداشت گرمی کو برداشت کرتے ہوئے "آنند بھون" میں بیٹھ کر جس محنت و سرگرمی سے نہرو کمیٹی نے ہندوستان کا دستور اساسی بنایا یہ ضرور ایک حد تک ایثار و نفس کُشی ہے اور پھر جس قابلیت سے اُس دستور اساسی کو مرتب کرکے ایک نہایت خوشنما کتابی صورت میں ملک کے سامنے پیش کیا وہ ضرور قابل تحسین ہے -

لیکن کیا متحدہ ہندوستان اس ایثار نفس کُشی کی قدر کرسکتا ہے اور کیا نہرو کمیٹی کی اس قابلیت و محنت پر اُسے مبارکباد پیش کرسکتا ہے کہ اُس نے بزعم خود ایک ایسا دستور اساسی ملک کے سامنے بنا کر پیش کر دیا جس کو بلا چون و چرا ہندوستان کا ہر طبقہ و ہر فرقہ قبول و منظور کرلیگا!

یہ ایک سوال ہے جو ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں اور چھ کروڑ اچھوتوں کی آبادی کے ایک ایک فرد کے دل میں پیدا ہو رہا ہے -

کیا نہرو کمیٹی اسکا کوئی معقول اور تشفی بخش جواب دے سکتی ہے!

کیا آل پارٹیز کانفرنس کے ہندو نواز صدر اور اس دستور اساسی پر مُہر تصدیق ثبت کرنے والے اور اپنے ہاتھ سے اپنی قوم کے گلے پر چھُری پھیرنے والے نام نہاد مُسلم رہنمایان قوم مُسلمانان ہند کے آگے اپنے اس حق سوز اور بُطلان آمیز فعل کو کسی طرح بھی حق بجانب ثابت کرسکتے ہیں؟

کیا پنڈت موتی لال نہرو، مالوی جی، لاجپت رائے اور دیگر ہندو لیڈران اچھوت اقوام کو اسکا اطمینان دلاسکتے ہیں کہ تمہارے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی اور ظلم نہیں کیا گیا اور وہ کیا انہیں بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے اچھوتوں کے تحفظ حقوق کے کیا ذرائع و طریقے اختیار کئے اور اُن کے واجبی مطالبات کو کس حد تک منظور کیا؟

اگر ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اس کا جواب سوائے "نہیں!" اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا ہے - تو پھر خدا کے لئے ذرا انصاف لگتی کہو - اپنے دلوں پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل و دماغ سے اسپر غور کرو - اور پھر ذرا اپنے گریبانوں میں مُنہ ڈال کر شرماؤ کہ کیا لارڈ برکنہیڈ کے چیلنج کا یہی دندان شکن جواب ہے؟

کہا جاتا ہے کہ آل پارٹیز کانفرنس نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی اور ملک کے جملہ فرقوں نے متفقہ طور پر دستور اساسی کو قبول کرلیا اور پھر اس سفید جھوٹ پر یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمنے لارڈ برکن ہیڈ کے چیلنج کا معقول جواب دے دیا - کیا صدر خلافت اور صدر مسلم لیگ کی ...... ترمیموں کو مسترد کر دینا اور اُن کو ناقابل التفات سمجھ کر کانفرنس میں سرے سے پیش ہی نہ کرنا لارڈ برکن ہیڈ کے چیلنج کا جواب ہے؟

کیا جمعیتہ تبلیغ الاسلام کو مدعو نہ کرنا اور جمعیتہ علماء ہند کے نمایندوں کا باوجود مدعو ہونے کے وہاں سے ناکام اور مخالف واپس آنا آل پارٹیز کانفرنس کی کامیابی کی دلیل ہے؟

کیا بقول مولینا شوکت علی خلافت کمیٹی کی تجاویز کو مضحکہ انگیز طریقہ سے مسترد کر دینا اور پنجاب کے بعض مُسلم نمایندوں پر ذاتی اور شخصی اثر و دباؤ ڈال کر اُن کو اپنے ساتھ متفق ہونے پر مجبور کرنا اور اسطرح تعین نشست وغیرہ مسائل میں مُسلمانوں کے گلے پر چھُری پھیر دینا اِس کا ثبوت ہے کہ ملک نے متحدہ و متفقہ طور پر دستور اساسی کو منظور کرلیا؟

کیا مسٹر شعیب قریشی کے اختلافی نوٹ کو رپورٹ کے ساتھ شامل نہ کرنا اس کی علامت ہے کہ کمیٹی نے نہایت ایمانداری، بے تعصبی، اور غیر جانبداری کے ساتھ ترتیب دستور اساسی کے فرض کو انجام دیا ہے؟

اگر رہنمایان قوم و ملک کی اب یہی ذہنیت رہگئی ہے - اگر ہندوستان کی فضا نے اب ایسا ہی رنگ بدلا ہے اور اگر بھارت ماتا میں اب ایسا ہی ہلاکت آفریں انقلاب ہوگیا ہے، تو بس ملک اور قوم کا خدا ہی حافظ ہے کیا ابھی مل پر کا ڈومنین گورنمنٹ کا مطالبہ ہے کیا اسی بوتہ پر انڈپنیڈنس لیگ قائم کرکے مکمل آزادی اور خود مختاری کا مطالبہ کیا جا رہا ہے؟ کیا ایسی آزاد حکومت کا ملک کی اقلیتوں پر کوئی اعتماد قائم ہوسکتا ہے؟ کیا ایسے فرقہ وارانہ تعصب میں مبتلا رہکر تم حکومت خود اختیاری حاصل کرسکتے ہو؟ اور پھر کیا تم اسکے اہل بھی ہوسکتے ہو؟

آثار و قرائن ہی نہیں بلکہ واقعات یہ بتلا رہے ہیں کہ تم اپنی متعصبانہ حرکتوں اور پولیٹکل چالوں سے خود اپنے پاؤں پر کلھاڑی مار رہے ہو، تم اپنی ان حرکتوں سے حُریت و آزادی کی لازوال نعمت کو خود اپنے سے دُور کر رہے ہو اپنی ان فریب کاریوں سے روز بروز قعر ہلاکت میں گرتے چلے جا رہے ہو اور اپنی ان چالبازیوں سے غلامی کی زنجیروں کو اپنے گرد اور زیادہ مضبوط اور مستحکم کر رہے ہو، ظاہر میں تو تم سائمن کمیشن کا مقاطع کر رہے ہو اور اس کے پروپگنڈے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہو اور غریب سیدھے سادھے مُسلمانوں کو دھوکا دے کر اُن سے بھی کمیشن کا مقاطعہ کرانا چاہتے ہو، لیکن تم خود ہی اپنے ایمان و دھرم سے کہو کہ یہ تمہاری کتنی بڑی چال ہے اور اس طریقہ سے تم نے مُسلمانوں کو فنا کر دینے کا کتنا بڑا داؤ

کھیلا ہی۔ ظاہر میں تو نہرو کمیٹی ملک کا دستور اساسی مرتب کرنیکے لئے بنائی گئی تھی مگر یہ صرف ایک آڑ اور ایک ٹٹی تھی اور در اصل شکار تو دوسرا ہی کھیلنا مقصود تھا۔ لے دیکھے کلہم دو مسلمان تو اس کمیٹی میں لئے گئے اور پھر جب دیکھا کہ ایک کچھ چنیں وچناں کر رہا ہے تو اسکو بھی علیحدہ کر دیا گیا یعنی اسکا اختلافی نوٹ تک رپورٹ میں شامل نہیں کیا گیا۔ اور شامل کیسے کیا جاتا جبکہ اُسکے شمول سے آنکے اصل مقصد کو نقصان پہونچتا تھا۔

در حقیقت یہ تو صرف دکھاوا ہی دکھاوا تھا اور مدعائے اصلی اس پردہ میں ہندو نقطۂ نظر کو سائمن کمیشن کے سامنے پیش کرنا تھا جس میں ہمیں اعتراف ہی کہ وہ کامیاب ہوگئے اور سر جان سائمن نے رپورٹ کی ایک کاپی بغرض ملاحظہ ہندوستان سے طلب فرمائی۔

چونکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ بالفعل کسی قسم کی بھی حکومت خود اختیاری کا ملنا دور از قیاس ہی۔ لہذا برادران وطن نے یہ پولٹیکل چال کھیلی کہ ظاہرا تو مقاطعہ کرتے رہی اور پردہ ہی پردہ میں اپنے مطالبات کمیشن کے سامنے پیش کر دئے کیوں نہو "سیاست" نام ہی اسی کا ہے۔

لیکن ہمیں افسوس تو اُن مسلم رہنمایان ملک و قوم پر آتا ہے جو باوجود دھوکے پر دھوکا اٹھانے کے پھر بھی چالبازیوں میں آجاتے ہیں اور اپنے دعوئے بے تعصبی، حق پسندی ایثار و رواداری کے ثبوت میں مسلمانوں کے گلے پر چھری چلانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے رہنماؤں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور اس کی توفیق دے۔ کہ وہ اپنی قوم کے نفع و نقصان کو سمجھیں اور چالبازیوں اور دم دلاسوں میں آکر خود اپنے ہاتھوں اپنی قوم کو غیر اقوام کا تختۂ مشق نہ بنائیں۔

مسلمانو! خدا کے لئے ہوشیار ہو، برادران وطن اپنا کام کر گئے اور اگر تم یوں ہی خواب غفلت میں پڑے رہے اور اپنے ہندو نواز لیڈروں پر اعتماد کئے بیٹھے رہے تو وہ یقیناً اس معاملہ میں بھی تم سے بازی لے جائینگے۔

سائمن کمیشن پھر اکتوبر میں ہندوستان پہنچ جائیگا اگر تم چاہتے ہو کہ ہندوستان میں تمہارے حقوق کا کامل تحفظ ہو جائے اور کوئی دوسری قوم ناجائز اور غیر واجبی طور پر تمہیں نہ دبا سکے تو اُٹھو اور سائمن کمیشن کے سامنے اپنے جائز اور واجبی مطالبات پیش کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ

اپنی تجارت

کو اگر آپ فروغ دینا چاہتے ہیں تو فوراً اخبار آستانہ میں اپنا اشتہار شائع کرائیے۔ کیونکہ یہ اخبار آستانہ مقدسہ سرکار اجمیر کا آرگن اور نقیب ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں جملہ عقیدتمندان خواجہؒ کے ہاتھوں میں پہونچتا ہے۔ نرخنامہ اشتہارات صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمایئے۔ "منہ آیت ..."

لمحات فکریہ

حیات بعد الممات :-

"آستانہ" کے پہلے نمبر میں بدیں عنوان "عرض مدعا" ہم نے اجراء رسالہ کیف کے متعلق اپنی مایوسی کا اظہار کیا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ "کیف" کے پوسٹروں اور "کیف" کی رسیدوں کی پشت پر اتفاق پرس کے پوسٹر اور رسیدیں چھپوائی گئی تھیں۔ چنانچہ کارکنان "کیف" کی ایک طویل خاموشی کے ساتھ ہی ساتھ کارکنان "کیف" کے اس فعل سے "کیف" کے خاتمہ کا پورا یقین ہوگیا تھا مگر اسکے باوجود بھی ہم نے "کیف" کے عملۂ ادارت کو "کیف" کے دوبارہ اجرا کی جانب توجہ دلائی تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ "کیف" پھر دوبارہ جاری ہوگیا اور ہم کارکنان "کیف" کے مشکور ہیں کہ انھوں نے ہمارے اس ناچیز مشورہ کو جو اونکی خدمت میں پیش کیا گیا تھا قابل التفات سمجھا۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ اب "کیف" برابر پابندی وقت کے ساتھ ہر ماہ شائع ہوتا رہیگا اور غیر معمولی درمیانی وقفوں سے اپنے ناظرین کی زحمت انتظار کا باعث نہ بنے گا۔ نیز اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور اونکو کامیاب بنانے میں اپنی پوری توجہ و کوشش صرف کر کے سرزمین راجستان کو اسی طرح تمام ہندوستان کا ادبی مرکز بنا دے گا جس طرح کہ یہ صوبہ اور خصوصاً اجمیر تشات سو برس سے تمام ہندوستان کا مرکز روحانی ہے۔ ہماری ہمیشہ سے یہ دلی تمنا اور آرزو ہی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اجمیر کو اسکی روحانی مرکزیت کی برکت اور طفیل میں ہر قسم کی مرکزیت عطا فرمائے۔

"کیف" کے تازہ پرچہ میں "آبشار" کا اشتہار بھی ہماری نظر سے گذرا اور جہاں تک ہمیں یاد پڑتا ہے غالباً اس سے قبل "کیف" میں نہ صرف "آبشار" بلکہ "سلطان الہند" کے اجرا کی بھی خوشخبری دیگئی تھی لیکن اس تازہ پرچہ میں "سلطان الہند" کا اشتہار نہ ہونے سے ہمکو یہ اندیشہ پیدا ہوگیا ہے کہ کہیں خدانخواستہ "سلطان الہند" کی تجویز اجراء ملتوی تو نہیں کر دی گئی۔ حالانکہ ہمارے خیال میں "آبشار" سے بہت زیادہ مقدم اور ضروری "سلطان الہند" کا اجرا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ کارکنان "کیف" بھی اسکا ضرور خیال رکھیں گے اور جلد سے جلد "سلطان الہند" اور "آبشار" دونوں رسالے تصوف اور ادب کی خدمت میں سرگرم کار نظر آئیں گے۔ گو ان دونوں رسالوں کے اجرا کی خبریں مہینوں سے ہمارے کانوں تک پہنچ رہی ہیں لیکن "کیف" کی حالت دیکھتے ہوئے ہمیں اب یہ اندیشہ پیدا ہوگیا ہے کہ کہیں ان دونوں کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ نہ کیا جائے اور انکا وجود ان کے اشتہاروں ہی تک محدود نہ رہ جائے اور کارکنان کیف یہ سمجھ کر سکوت اور خاموشی اختیار کرلیں کہ "کیف" کو دوبارہ جاری کر کے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہوگئے۔ حالانکہ حقیقتاً وہ اپنے فرض سے اب اس وقت تک ہرگز سبکدوش نہیں ہو سکتے جب تک کہ "سلطان الہند" اور "آبشار" دونوں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ منظر عام پر آکر اپنے فرائض خدمت نہ انجام دینے لگیں۔

خدا کرے ہماری یہ امید جلد پوری ہو اور یہ سارا جوش و خروش صرف سوڈا واٹر کا اُبال نہ ثابت ہو۔ آمین

آستانہ کی نامہ نگاری۔

خدا کا شکر ہے کہ "آستانہ" روز بروز اپنی ہر دلعزیزی میں اضافہ کر رہا ہے۔ اور مختلف مقامات کے حضرات نے بلا ہماری تحریک کے نامہ نگاری آستانہ کے فرائض انجام دینے شروع کر دیئے ہیں۔ جزاهم الله خیر الجزا۔ آستانہ سے ان حضرات کی سچی محبت و ہمدردی کی قدر اور اس کا اعتراف کرتے ہوئے ہم ان حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ایسی تقاریب اعراس اور جلسوں وغیرہ کی اطلاعیں جو کسی آیندہ تاریخ میں ہونے والے ہوں کم از کم پندرہ روز پیشتر ہمکو ارسال کر دیا کریں تاکہ وہ وقت پر اخبار میں شائع ہو سکیں پانچ چھ روز قبل کوئی اطلاع موصول ہونے سے یہ خرابی ہوتی ہے کہ اخبار چھپنے جا چکتا ہے اور اگر آیندہ اشاعت میں اوسکو درج کیا جائے تو وہ بالکل بیکار ہوتا ہے کیونکہ اوسوقت تک اس جلسہ یا تقریب کی تاریخ گذر چکتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حضرات نامہ نگاران آیندہ سے اسکا ضرور خیال رکھیں گے۔

انوار رزاقیہ

اس نام کی ایک جامع و مبسوط کتاب پیشوای عشاق حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عبد الرزاق صاحب قدس سرہ فرنگی محلی کے مبارک حالات میں جناب مولانا شیخ محمد الطاف الرحمن صاحب قدوائی نے تالیف فرمائی ہی جسکا کچھ ابتدائی حصہ امام الوقت حضرت مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی کے ملاحظہ سے بھی گذر چکا ہی۔ کتاب کی خوبی کیلئے مؤلف کا نام کافی ضمانت ہی کاغذ، کتابت، طباعت بھی اچھی ہی قیمت کتاب پر درج نہیں ہی۔ تمام خوش عقیدہ مسلمانوں اور خصوصاً وابستگان سلسلۂ رزاقیہ کو اسکی ایک جلد [illegible]

رموز ونکات

یہ ایک مشہورِ جہاں اور مسلّم عالم کلیہ ہی کہ آگ و پانی، نور و ظلمت روشنی و تاریکی کا باہمی اجتماع ناممکن اور قاطبتہً محال ہی۔ مگر آگ اور پانی کے اتصال اور نور اور ظلمت کے اجتماع سے زیادہ حیرتناک غالباً یہ واقعہ ہوگا کہ ایک علمبردارِ تبلیغ کے جذبات و خیالات کی ترجمانی کے لئے بعض کار فرمایانِ شدہی و سنگھٹن کا انتخاب عمل میں آیا ہے۔ کیا برطانوی عدالت کے ہال میں تبلیغ و شدہی کی تحریکات باعتبارِ حقیقت اسی طرح ایک ہوجاتی ہیں۔ جس طرح حکومت کی نگاہ میں مسلم وغیر مسلم بلحاظِ رعیت یکساں مراعات کے مستحق ہیں یا ہماری بر خود غلط رہنمائی ملّیت بظاہر مبلّغ اسلام کا لباس پہنکر در پردہ شدہی و سنگھٹن کی تحریک سے ساز باز رکھتے ہیں۔

مگر ہم سمجھے! بھلا جس عالمِ دینِ متین کی نگاہ میں مذاہب عالم کا اصولی و فروعی اختلاف عنب اور انگور کے لفظی اختلاف کا مرادف ہو اور تبلیغ و شدہی کی تحریکات نزاع لفظی کے ہم معنی ہوں ایسے ماہرانِ منطق کی نظر میں تبلیغ و شدہی کا یہ اتحاد اجتماع الضدین کیسے ہوسکتا ہے۔ بہرحال خدا اس سنگم کے مضر اثرات سے اسلام اور اہل اسلام کو محفوظ رکھے۔

عالم کائنات کی اس آفرینش گاہ میں فطرتِ انسانی نے "تعرف الاشیاء باضدادہا" کے جو معنی اب تک سمجھے ہیں وہ یہ ہیں کہ حرارت کی شناخت برودت سے اور نور کی تمیز ظلمت سے کیجاتی ہے مگر اب اتفاق سے ایک ایسی مثال قایم ہوگئی ہے جس سے مذکورہ صدر کلیہ کے مندرجہ بالا معنی کے علاوہ ایک دوسرے معنی ظاہر ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ ظلمت کا نام نور رکھ کر ظلمت سے نور مراد لیا جاتا ہی۔ کیا دنیا اسکے بعد بھی ایسے تشنگانِ تحسین مجددین کی اس جدت طرازی کی داد نہیں دے گی

آستانہ

کی قلمی اور درمی امداد و اعانت کرنا حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ العزیز سے اپنی سچی عقیدتمندی کا ثبوت دینا ہے۔ لہذا آپ فوراً اس کے خریدار بن جایئے اور اپنی قیمتی علمی و ادبی مضامین سے آستانہ کے اغراض و مقاصد کو تقویت پہونچایئے جو مضامین خاص طور پر آستانہ جات و متوسلین آستانجات کی تحفظ حقوق اور انکی ہر قسم کی اصلاح و ترقی کی مفید تجاویز پر مشتمل ہونگی وہ شکریہ کیساتھ درج آستانہ کئے جائینگے۔

تذکرۃ السلف

"محبوب الٰہی" رض

(۶)

گذشتہ سے پیوستہ

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو یا اس شخص کے مانند جو راستہ چل رہا ہو۔ اور اپنے آپکو یہ سمجھو کہ تم اصحاب قبور سے ہو۔ الغرض اسی سے خلوت نشین کے قصد کی صحت ثابت ہوتی ہی اور اسکی ہمت مجتمع اور مختلف ہمتیں ایک ہوجاتی ہیں۔ پس خلوت نشینی اختیار کرنی چاہیئے۔ درانحالیکہ خلوت نشین اپنے نفس کو مغلوب کرنیوالا ہو۔ اور تمام عالم کو فانی سمجھنے والا ہو اور اہل عالم کے عجز و قصور سے بھی واقف ہو۔ نیز دنیا اور خواہشات دنیاوی کو ترک کرنیوالا ہو اور دنیا کی مضرتوں اور خواہشوں کا بھی ہو۔ اور چاہیئے اس خلوت نشین کا مقام خلوت اقسام عبادات سے آباد و معمور ہو۔ اور جب اس خلوت نشین کا نفس عباداتِ اعلیٰ کی برداشت سے عاجز آجائے تو وہ عبادات ادنیٰ کیطرف تنزل کرلے اور اگر اسکا نفس غالب ہی آجاے تو اور زیادہ تنزل کرلینا چاہیئے اور یا تو کسی عمل قلیل میں مصروف ہوجائے یا تھوڑے سے وقفہ کیلئے سو جائے تاکہ نفس کی شورشوں سے محفوظ رہے چاہیئے کہ صاحبِ خلوت بیکاری سی پرہیز کرے (اسلئے کہ) یہ بطالت انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کردیتی ہی۔

خدا ے برتر اس کام میں نظام الحق والدین کی اعانت فرمائے اور انکو اپنے حفظ و امان میں رکھے صلی اللہ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

اور جسوقت کہ نظام الحق کو خلوت سے بہرۂ وافر نصیب ہوجائے اور اوسکی وجہ سے علم و دانائی کے چشمے نکلیں اور انکی خلوت عبادات نافلہ سے پر ہوجائے۔ تو جو شخص کہ ہم تک نہیں پہونچ سکے وہ انکے پاس رہکر نعمت حاصل کرے۔ اسلئے کہ نظام الحق کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کا نائب ہے اور نظام الملۃ ہمارے خلفا میں سے ہیں۔ دین و دنیا کے تمام کاموں میں انکے حکم کی بجا آوری گویا ہمارے حکم کی بجا آوری ہے۔ اللہ رحمت نازل کرے اس شخص پر جسنے تعظیم و تکریم کی نظام الحق کی اور اللہ بزرگی کے ساتھ رکھے اس شخص کو کہ جسنے اسکو بزرگ رکھا۔ اور اللہ ذلیل و خوار کرے اس شخص کو جس نے اسکے حق کو نگاہ نہ رکھا جسکے حق کو میں نے نگاہ رکھا اور جسکا صحیح و ثابت ہی۔ یہ تمام تحریر فقیر مسعود کی جانب سے ہی۔ ثم بعون اللہ و حسن توفیقہٖ واللہ اعلم یہ اجازت نامہ عطا فرماکر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ اجازت نامہ مولٰینا جمال الدین کو ہانسی میں اور قاضی منتخب الدین کو دہلی میں ضرور دکھا دینا۔ پھر شیخ الاسلام نے آپکو یہ دعا دیکر رخصت فرمایا۔

اسعدک اللہ فی الدارین	خدا تم کو دونوں جہاں
ورزقک اللہ علماً نافعاً و	میں سعادتمند بنائے اور علم
عملاً مقبولاً	نافع اور عمل مقبول عطا فرمائے۔

چنانچہ پیر و مرشد کی جناب سے رخصت ہوئے تو سیدھے ہانسی حصار پہنچے اور مولٰینا جمال الدین کو خلافت نامہ دکھایا خود محبوب الٰہی رض سے روایت ہی کہ خلافت نامہ کو دیکھکر مولٰینا جمال الدین بیحد خوش ہوئے اور بے انتہا مہربانی فرمائی اور یہ شعر زبان پر لائے۔

خداے جہاں را ہزاراں سپاس
کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس

حضرت قطب جمال ہانسوی کی اولاد میں سے بعض اصحاب نے اپنی تالیفات میں شعر مذکور کا مصرعۂ ثانی اسطرح تحریر فرمایا ہے ع کہ گوہر سپردم بگوہر شناس

اور اسی واقعہ سے اس امر کا استناد کیا ہی کہ حضرت سلطان المشائخ نے حضرت مولٰینا جمال الدین ہانسوی سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے ہیں اور انہی اصحاب نے اپنے اس خیال میں یہانتک غلو کیا ہے کہ اپنے شجرۂ طریقت میں حضرت محبوب الٰہی کے اسم گرامی کو حضرت مولٰینا جمال الدین قطب ہانسی کے نام نامی کے بعد تحریر فرمایا ہی حالانکہ "گوہر سپردہ" کی صحت کیلئے صرف کتاب سیر الاولیاء کا نام کافی ہی اسکے علاوہ یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ جب گوہر مراد شیخ الاسلام کی جناب سے سلطان المشائخ کو حوالہ کیا جاچکا تھا۔ تو اس سپردگی کے بعد یہ سپردگی کیا معنی رکھتی ہے۔ فرزندانہ عقیدت دوسری چیز ہے لیکن واقعات پر منصفانہ تبصرہ اور شے ہی۔ ہمارا مقصد اس تردید سے خدانخواستہ حضرت قطب ہانسی کی کسرِ شان نہیں ہی، بلکہ یہ مطلب ہے کہ گوہر سپردم کی صحت کو تسلیم کرنیوالوں کے نزدیک قطب ہانسی اور سلطان المشائخ پر علی الترتیب آفتاب و ماہتاب کی مثال صادق آتی ہی۔ گویا ماہتاب نے آفتاب سے ضیا حاصل کی۔ ہمارے خیالمیں یہ دونوں قدسی صفات بزرگ دو آفتاب تھے اور انکو ایک ہی ازلی نور سے روشنی اور ضیا حاصل ہوئی تھی۔ (باقی آئندہ)

اقتباسات و تراجم

قارون

مشرقی دنیا میں قارون اور اُسکا خزانہ ایک ایسی مشہور و معروف چیزیں ہیں جو بچہ بچہ کی زبان پر سنی جاتی ہیں۔ روایت یہ ہی کہ فراعنہ مصر کے زمانہ میں ایک شخص مسمی قارون نہایت دولتمند آدمی تہا۔ جس کو سوائے دولت جمع کرلنے کے اور کسی بات کا شوق نہ تہا اور بخیل اسقدر واقع ہوا تہا کہ دینے کے نام سے کسی کو گالی تک نہ دیتا تہا۔

آج ہم ناظرین کے سامنے پرانے اور نئے "قارونوں" کی ایک مختصر سی فہرست پیش کرتے ہیں۔ جو امید ہے کہ باعث دلچسپی اور ذریعہ ازدیاد معلومات ہوگی۔ ولایت کے مشہور و معروف ملک التجار جمیا کو مال متاع اور جائداد کی مالیت کا حال میں اعلان ہوا تہا۔ کہ وہ بقدر ایک کروڑ پونڈ کے ہی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ولایت بہر میں متمول ترین شخص تھے اب ہم اس دولت کا مقابلہ دیگر ممالک کے زندہ اور مردہ دولتمندوں کے مال و متاع سے کرکے دکہاتے ہیں۔ اُسوقت معلوم ہوگا کہ یہ اتنی بڑی رقم کیا حقیقت رکہتی ہے۔

اگر کسی شخص کی دولت کا اندازہ اسکے زمانہ کے معیار زندگی کے لحاظ سے کیا جائے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ مسٹر ہنری فورڈ جو تاریخ حاضرہ کے بلحاظ ڈالرا دلین پدم پتی ہیں۔ پہلے لوگوں کے سامنے کچھ بہی حقیقت نہیں رکھتے۔

رعمسیس ثالث فرعون مصر

مشہور و معروف مورخین ہیرا دوطوس۔ دیودوروس اور پلوتارخ نے زمانہ قدیم کے چند متمولین کے حالات بیان کئے ہیں ان میں سے پہلا شخص جسکی یاد قدامت کے پردہ میں محو ہوگئی ہے اور جس کی تاریخ پر روایت اساطیر الاولین کی ظلمت نے اپنا اثر ڈال رکہا ہی۔ مصر کا فرعون رعمسیس ثالث تہا جسکی سلطنت کا زمانہ اب سے تین ہزار سال پیشتر گذرا ہی۔ مال و دولت کے لحاظ سے یہ بادشاہ اپنے تمام پیشرو فرمانرواؤں سے سبقت لیگیا تہا۔ اس بادشاہ کو بہی مال جمع کرنیکے سوائے اور کسی بات کا شوق نہیں تہا۔

دیودوروس مورخ نے اس فرعون کی دولت کا اندازہ ۲۴ لاکھ ٹالنٹ کیا ہی جو آجکل کے سکوں میں تقریباً دس کروڑ پونڈ ہوتی ہیں اور اگر اس زمانہ کی گرانی اور اوس زمانہ کا سستے کا لحاظ کیا جائے تو یہ رقم اوسوقت کی رقم سے بیس گنا زیادہ یعنے دو ارب پونڈ تک پہونچتی ہے۔ بالفاظ دیگر یہ فرعون مصر آجکل کے نرخ اشیاء کے لحاظ سے دو ارب پونڈ کا مالک تہا اس رقم کے ہندوستان والے روپئے بنالیں اور پہر اندازہ کریں۔

یہ بہی خیال رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تو بہت دور ہے۔ ابہی سو برس پیشتر ہندوستان میں اشیا کی قیمت کسقدر کم تہی۔ کہ ایک روپیہ کا منوں غلہ اور سیروں گہی آتا تہا۔ ابہی بیس پچیس سال پہلے ایک روپیہ میں اسقدر جنس آتی تہی جتنی آجکل پانچ روپیہ میں آتی تہی۔

اپنی اس لاانتہا دولت کی حفاظت کیلئے رعمسیس ثالث نے قصر شہنشاہی کے متصل ایک نہایت مضبوط اور عالیشان سنگین عمارت تعمیر کرائی تہی۔

ہیرودوطوس مورخ نے لکھا ہے کہ ایک بے ایمان معمار نے یہ شرارت کی کہ اس سنگین عمارت کی تعمیر کے وقت دیوار میں ایک پتہر کا ٹکڑا بے معلوم طریقہ سے بغیر مصالحہ کے بٹھا دیا اس طرح سے کہ جب اوسکو ہٹا دیتے تھے تو ایک آدمی اُس نقب یا سوراخ کے ذریعہ سے فرعون کی دولت بے اندازہ تک جا پہونچتا تہا۔ اس ماہر تعمیرات نے جیتے جی تو یہ راز مخفی رکہا مگر بستر مرگ پر اُسنے اپنے دو بیٹوں کو بلاکر تمام ماجرا بیان کردیا۔ اسکے بعد ان دونوں لڑکوں نے وہاں سے خوب دولت چرائی حتیٰ کہ کچھ دنوں بعد اس چوری کا بہی بہانڈا پہوٹ گیا۔

اب سے چند سال پیشتر دیودوروس اور ہیرادوطوس کے بیانات کو مشرقی مبالغہ خیال کیا جاتا تہا مگر جبسے فرعون مصر توت انخ آمون کا مقبرہ کہولا گیا ہے اور اُسمیں سے لاانتہا دولت برآمد ہوئی ہے اُس دولت سے لوگوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں حالانکہ یہ فرعون بمقابلہ دیگر فراعنۂ مصر کے بہت کم حیثیت رکہتا تہا۔ الغرض ابتک ان فرزندان "رع" یعنی سورج بنسیوں کی دولت کو لوگ جہوٹ یا محض فسانہ سمجھتے تھے مگر اب لوگ اسے واقعہ خیال کرنے لگے ہیں اور اس واقعہ میں بہی لوگوں کو کوئی شک نہیں رہا کہ ان بادشاہوں کا اثاث البیت طلائی تہا اور انکے ظروف طلائی جواہر نگار ہوتے تھے۔

خیوب بانی حرم

اسی سلسلہ میں یہ واقعہ بہی کچھ کم حیرت انگیز نہیں کہ فراعنۂ قدیم کو تعمیرات عظیم الشان کیلئے لیبر کہاں سے ملجاتی تہی اور وہ اُسکو قابو میں کیونکر رکہتے تہے مثلاً خیوب فرعون جو رعمسیس ثالث سے بعد میں گذرا ہے اُس نے ہرم اعظم کی تعمیر شروع کی جس میں بیس برس تک ایک لاکہ آدمی لگاتار کام کرتے رہے تھے۔ علاوہ ازیں قدیم کتبوں اور دیگر آثار قدیمۂ مصر کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مزدوروں اور کاریگروں کی یہ زبردست فوج نہایت باقاعدہ اور سائنٹیفک طریقہ سے کام کرتی تہی اور ان لوگوں کا ڈہنگ قریب قریب ایسا ہی تہا جیسا کہ آجکل کسی عظیم الشان حرفتی کارخانہ میں ہوسکتا ہے اور جب ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مصریوں کی تعداد آبادی ۷۰ لاکہ سے زیادہ نہ تہی تو ہم ہمکو اور بہی تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس اسقدر دولت کہاں سے آجاتی تہی بہرحال ان قدیم مصریوں کو تنظیم قومی کے اصول معلوم تہے وہ ضرورت کے وقت متفق و متحد ہوکر ایک قوم بنجاتے تھے اور اپنے دشمنوں کو مغلوب کرکے اُن سے غلاموں کی طرح کام لیتے تہے۔

قریسوس بادشاہ لیڈیا

ہیرادوطوس کا دوسرا تاریخی ہیرو قریسوس بادشاہ لیڈیا ہے اگرچہ صحیح طور پر یہ بات کسی شخص کو معلوم نہیں کہ یہ بادشاہ کسقدر دولتمند تہا مگر تاریخ میں اُسکا نام مشہور دولتمندوں کی فہرست کے اندر درج ہے اُسکی دولت بے قیاس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہی کہ جب اُسپر شہنشاہ ایران کیخسرو نے فوج کشی کی تو اُسنے ڈلفائی کے مندر میں بت کے سامنے جو نذر گذرانی اسکا انبار ایک عظیم الشان ہرم کیصورت میں تہا۔ اور دعا مانگی کہ دیوتا خوش ہوکر اُسکو ایرانیوں پر فتح دیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس انبار میں ۱۱۷ خشت ہائے طلائی تہیں جنمیں سے ہر ایک کا وزن ۱۰۰ پونڈ یعنی ۵ من ہندوستانی تہا اس تمام انبار کی چوٹی پر ایک شیر طلائی وزنی ۱۰ من رکہا ہوا تہا انکے علاوہ طلائی زیورات، طلائی، نقرئی ظروف اور نقدی بہی تہی۔

اس زمانہ کے معیار کے لحاظ سے اس تمام انبار کی قیمت کا اندازہ بیس لاکہ پونڈ کیا گیا ہے۔ اب اگر اسکو بہی بیس میں ضرب دیں تو پوری رقم چار کروڑ پونڈ ہوتی ہے یہ گویا ایک معمولی سا نذرانہ تہا جو اس بادشاہ نے بت کے سامنے چڑہایا تہا مگر افسوس ہی کہ بڑے بت کی درگاہ میں اُس غریب کی شنوائی نہوئی اور اس بادشاہ کا بہت عبرتناک حشر ہوا۔

دیگر متمولین

حضرت سلیمان کی آمدنی آجکل کے حساب میں ۴۰ لاکہ پونڈ سالانہ تہی وہ گویا مسٹر راک فیلر کے طبقہ میں تھے۔ رومیوں میں سروانا پالوس اور نیرو بیحد متمول تھے بلقیس ملکۂ سبا اور کلیوپٹرا ملکۂ مصر بہی بہت دولتمند تہیں۔ الغرض ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی تونگر گذرا ہے۔

(از ہمدم لکھنو)

مکاتبات و مراسلات

آستانہ

(از جناب نظام الدین صاحب قریشی اڈیٹر اخبار "دین" گجراتی)

احمد آباد

اجمیر شریف سے مولانا حکیم محمد رفیق ابراہیم صاحب لکھنوی نے ہفتہ وار اردو اخبار "آستانہ" کے نام سے جاری کیا ہے جس کا پہلا اور دوسرا پرچہ میرے پاس بھی پہونچا۔ انکو دیکھکر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ اخبار جاری رہیگا تو راجپوتانہ کے مسلمانوں کو ہر طریقہ پر مدد پہونچانے کا بڑا ارگن قرار پائیگا۔ اسکا کاغذ لکھائی چھپائی اور مضمون اور خبریں بہت اچھی ہیں اور اجمیر جیسے مقام کے لئے بہت ضروری تھا۔ ہم اسکی کامیابی کی دعا کرتے ہیں اور اس بات کے ملتجی ہیں کہ بہ برکت درگاہ حضرت خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ یہ ہمیشہ قایم رہے اور امید کرتے ہیں کہ غریب نواز سے جو عقیدت رکھتے ہیں اس پرچہ کے ضرور خریدار بنیں جسکی قیمت معہ محصول سالانہ تین روپیہ ہے اور یہ قیمت دوسرے اخباروں کے مقابلہ میں زیادہ نہیں ہے۔

دیوہ شریف میں عید میلاد

(از جناب محمود احمد صاحب وارثی مینجر آستانہ وارثی)

(دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی)

محب الفقرا۔ سلام مسنون

از یکم ربیع الاول ۱۳۴۷ھ تا دوازدہم ربیع الاول ۱۳۴۷ھ آستانۂ مقدسۂ دیوہ شریف پر برابر محافل میلاد شریف منعقد ہوتی رہیں اور دوازدہم شریف کو صحن آستانۂ اقدس پر نہایت شاندار بارگاہ سجاکر بجلی کی روشنی کیگئی۔ مجمع بھی ہر سال سے زیادہ تھا۔ ضلع بارہ بنکی میں اس شان کے ساتھ عید میلاد کہیں نہیں منائی گئی۔

مولانا حکیم محمود علی صاحب نے فضائل نبوی اور ذکر میلاد مبارک نہایت خوبی سے بیان فرمایا کہ حاضرین میں کوئی شخص محروم برکات نہیں گیا۔ زیادہ والسلام

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے جو آپکے پتہ کی چیٹ پر لکھا رہتا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ **مینجر آستانہ**

نقد و تبصرہ

جناب میر کرامت اللہ صاحب سابق جوائنٹ سکرٹری انجمن رفیق الاسلام نے پانچ چھوٹے چھوٹے رسالے ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجے ہیں جو جناب موصوف نے خاص طور پر مسلمان چھوٹے بچوں کیلئے تحریر فرمائے ہیں اور جنکے نام حسب ذیل ہیں (۱) صبح امید (۲) نئی گنتی (۳) رفیق الصیام (۴) تحفۂ عید (۵) تحفۂ عید قربان۔

صبح عید میں مختلف مسائل کو اور رفیق الصیام تحفۂ عید اور تحفۂ عید قربان میں ماہ رمضان مبارک اور عیدین کے مسائل کو قصہ کے پیرایہ میں نہایت سادہ عبارت اور روزمرہ کی بول چال میں نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ اور "نئی گنتی" میں قصہ ہی کے پیرایہ میں بچوں کو اس عمدہ طریقہ سے گنتی یاد کرانیکی کوشش کیگئی ہے کہ بچوں کو گنتی یاد ہونیکے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کی ضروری معلومات سے بھی پوری واقفیت ہوجاتی ہے۔ مسلمانوں کو اپنے بچوں کیلئے یہ پانچوں رسالے ضرور

مکتوب گرامی

(عالیجناب حضرت شاہ پیر محمد عبد الشکور صاحب قبلہ قادری چشتی ابو العلائی)

(جہانگیری لکھنوی ثم فیضہ از چھاؤنی نصیر آباد)

الحمد للہ کہ آستانۂ عالیہ حضرت خواجہ خواجگان سلطان خاصان رحمان سرتاج عالم عالمیان شہنشاہ ہندوستان حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے ایک اخبار آستانہ تھوڑے عرصہ سے جاری ہوا ہے جسکی راجپوتانہ میں بہت سخت ضرورت تھی۔ اسکے چار نمبر میرے دیکھنے میں آئے واقعی اسکے اغراض و مقاصد نہایت اہم اور ضروری ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک عملۂ ادارت کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے اور جمیع اہل اسلام کو اخبار آستانہ سے فائدہ پہونچائے۔ نیز میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے عز مجدہ کارکنان آستانہ کو نفسانیت اور ضدیت سے بچائے اگر کارکنان آستانہ نے ضدیت و نفسانیت سے پاک رہ کر محض نیک نیتی سے اس خدمت کو انجام دینے کی کوشش کی تو ضرور کامیابی کی امید ہے۔ میں جمیع اہل اسلام کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس کار خیر میں عملۂ ادارت کا ہاتھ بٹائیں اور ہر ممکن امداد پہونچانے میں دریغ نہ کریں خصوصاً میں اپنے مخلص متعلقین سلسلۂ عالیہ جہانگیریہ کے لوگوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں اور میری عین خوشی ہے کہ وہ اس کے خریدار بنیں اور اسکی اشاعت میں بدل و جان کوشاں رہیں۔

حقیر فقیر محمد عبد الشکور قادری چشتی ابو العلائی جہانگیری لکھنوی از نصیر آباد

چھاؤنی۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ

معلومات

سبق آموز برقی قلم

آجتک مکتبوں اور مدرسوں میں طلبا کو تھپڑوں اور بید کے ذریعہ سے سزا دیکر انکی اصلاح کیجاتی تھی۔ بعض بچے جو لکھتے وقت صحیح طور پر قلم نہیں پکڑتے انکی ہتھیلیاں لمبے لمبے واسطی یا کلک کے قلموں سے مار کر سرخ کردی جایا کرتی تھیں مگر اب اس کام کیلئے ایک جدید طریقہ ایجاد کرلیا گیا ہے یعنی ایک ایسا آلہ ہے جو اس لڑکے کی گردن میں چٹکی لیتا ہے جو غلط طریقہ سے قلم پکڑتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ کیمبرج میں ایک اسکول میں یہ بات دیکھی گئی کہ ایک لڑکا اپنا قلم اس سختی کے ساتھ پکڑتا ہے کہ وہ ایک ہی سطر لکھنے کے بعد تھک جاتا ہے۔ لہذا اسکے لئے یہ برقی آلہ ایجاد کیا گیا۔ اس آلہ میں ایک آہنی قلم لگا ہوا ہے جب وہ لڑکا بین السطور لکھنے بیٹھتا اور کسی سطر سے قلم نکلجاتا تو ایک گھنٹی بجکر اسکو متنبہ کردیتی اور جب وہ قلم کو بے طریقہ پکڑتا تو وہ آلہ اوس کی گدی میں ایک کچوکا دیتا۔

"نیویارک ٹائمز"

امریکہ کا مشہور و معروف اخبار "نیویارک ٹائمز" صرف امریکہ ہی میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی ایک بہت بڑا اخبار ہے۔ اسکے دفتر میں اسوقت ۳۳۱۹ آدمی کام کرتے ہیں جنکو ہر ہفتہ ۳۸۰۰۰ پونڈ تنخواہ ملتی ہے۔ اخبار مذکور کی سالانہ بچت کا تخمینہ ۸ کروڑ ۰۱ لاکھ روپیہ ہے۔ اخبار کا مالک مسٹر ایڈولف اوش ہے جو پہلے ایک نہایت غریب اور نادار لڑکا تھا اور بازاروں میں اخبار فروخت کرکے گذارہ کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اوس نے کمپوزیٹری کا کام سیکھ لیا پھر پرنٹر بنگیا اور تدریج اخبار کے تمام شعبوں پر حاوی ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے کسی شخص سے ۶۰ پونڈ قرض لیکر ایک اخبار میں شرکت کی اور چند سال کے عرصہ میں اسکو اعلیٰ پیمانہ پر پہونچا دیا۔ جب اس کے پاس کافی روپیہ جمع ہوگیا تو وہ آج سے ۴۰ سال پیشتر نیویارک پہونچا تاکہ کوئی اچھا سا اخبار خرید کر چلائے۔

اسوقت "نیویارک ٹائمز" کی حالت نہایت ردی اور زبوں تھی۔ اخبار کے مالکوں نے اس کو ۱۰ ہزار پونڈ سالانہ تنخواہ پر مینجر بنانا چاہا مگر یہ کام اس نے منظور نہ کیا۔ اسکے بعد اس نے اپنی تمام جائداد رہن رکھکر "نیویارک ٹائمز" خرید لیا اور آج یہی اخبار دنیا کا ایک بڑا اخبار ہے۔

ہم منگائے جا سکتے ہیں، جو صرف محصول ڈاک کے ٹکٹ بھیجنے پر انجمن معین الاسلام گور گانوہ سے مفت دستیاب ہو سکتے ہیں۔

حوادث محلیہ

"زائرین آستانہ"

یکم ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ رات کی گاڑی سے مولینا عبد العلیم صاحب صدیقی وارد اجمیر ہوئے اپنے وکیل صاحبزادہ مولینا سید غلام علی صاحب کے نشستگاہ واقع آستانہ عالیہ میں قیام فرمایا۔ ۳ ربیع الثانی کو رات کی گاڑی سے بمبئی روانہ ہوئے۔ اخبار آستانہ کے اجرا پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے گرامی قدر مشوروں سے بھی عملہ ادارت کو شکر گذاری کا موقعہ دیا۔

باران رحمت

۴ ربیع الثانی سے مطلع آسمانی ابر آلود ہے۔ کبھی کبھی دامان سحاب سے موتی بکھر کر رنگین پہاڑیوں کے دامان سبز پر آ کر گرتے ہیں، اور یہ باصرہ نواز منظر دل و دماغ کو تازگی بخشتا ہے۔

"ہے موتیوں سے دامن صحرا بھرا ہوا"

۵ ربیع الثانی کو اچھی خاصی بارش ہوئی۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک یا ڈیڑھ انچ بارش ہوئی ہوگی۔

اتفاق کیلئے جلسہ

"اخبار اتفاق" جس کی عمر ابھی تین چار ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے اسی طفل شیر خوار کیلئے سامان حیات فراہم کرنے کی غرض سے ۶ ربیع الثانی کو موتی کٹلہ میں زیر صدارت مولوی معین الدین اجمیری ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ حاضرین سَو ڈیڑھ سَو کی تعداد میں موجود تھے اور اتفاق کے عملۂ ادارت کے لوگوں سے پنڈت ارجن لال سیٹھی جی شریک جلسہ تھے۔ اس جلسہ میں اخبار اتفاق کی اعانت و خریداری کے لئے لوگوں کو توجہ دلائی گئی۔ چنانچہ تین چار آدمیوں نے خریداری کے لئے اپنے نام بھی پیش کئے۔

عرس پیران پیر

زیر اہتمام جناب میر محمود علی صاحب متولی چلہ پیران پیر و جاگیردار، حسب دستور قدیم چلہ پیران پیر پر ۹ - ۱۰ ربیع الثانی کی راتوں کو مجالس سماع منعقد ہوئیں۔ دوسرے دن ۱۱ ربیع الثانی کو دن کے ۲ بجے مجلس سماع کے بعد قل ہوا۔ اور نقار خانہ چلہ شریف پر شادیانے بجائے گئے، توپیں سر کی گئیں، گیارہویں شب اور گیارہویں تاریخ دونوں محفلوں میں مجمع خاصہ تھا۔

تجدید رسم شاگردی

۷ ستمبر کو جناب خاک اجمیری کے ہاں انکے دو شاگردوں کی جو رسم شاگردی ادا کی گئی تھی۔ اطلاع ملی ہے کہ اسی دن سید محمود صاحب عرشی بھی باقاعدہ جناب خاک کے حلقہ تلامذہ میں داخل ہوگئے

شیون اسلامیہ

حدیدہ۔ یمن پر جنگ کے بادل چھائے ہوئے ہیں آبادی پہاڑوں پر منتقل کر دی گئی ہے۔ تمام بازار اور گودام بند پڑے ہیں۔ ہر مقام پر توپیں لگا دی گئی ہیں۔ تاکہ ہوائی جہازوں کا مقابلہ کیا جائے۔

آستانہ۔ ترکی حکومت نے جو جواہرات بغرض فروخت نکالے ہیں انکی قیمت ۳۰ ہزار ڈالر ہے۔

حکومت شرق اردن نے اجازت دیدی ہے کہ نبک کے باغیوں کو حکومت کی نگرانی میں سامان رسد بھیجا جائے

سعد زاغلول پاشا مرحوم کی برسی تمام مالک مصر میں منائی گئی۔ یورپ اور ممالک اسلامیہ سے ام المصریین اور صدر جماعت وفد کے پاس برابر ہمدردی کے تار موصول ہو ہو رہے ہیں

جمعیۃ اتحاد نسائی قسطنطنیہ نے اپنی مجلس عاملہ کا صدر نائب صدر اور جنرل سکرٹری بالترتیب سیدہ نظیفہ، سیدہ افزایش اور سیدہ عفت حلیم کو منتخب کیا ہے۔

بیروت کی جدید وزارت نے اپنے بیان میں جو آئندہ ہفتہ پارلیمنٹ میں پیش کرے گی اس کی بھی تصریح کر دی ہے کہ آئندہ قانون سے اُن دفعات کو نکال دیا جائیگا جنکی رو سے اخبارات کو معطل کیا جا سکتا ہے۔

پیرس میں ایک عام عربی مؤتمر منعقد کیجا رہی ہے جسکا مقصد تمام عربی قوموں کا اتفاق و اتحاد، اونکی تنظیم، اون کی علمی، مذہبی، تمدنی حالت کی اصلاح ترقی اور انپر سے استعماریت کی لعنت کو دور کرنا ہے۔

بروصہ میں حسین حسنی آفندی کو اس جرم میں تین ماہ کی سزا دی گئی ہے کہ انہوں نے باوجود عالم نہونے کے عمامہ اور علما کا لباس پہنکر مسجد میں نماز پڑہائی تھی۔

جنرل محی الدین پاشا وزیر ترکیہ متعینۂ مصر قاہرہ تشریف لائے۔ اسٹیشن پر بہت شاندار استقبال ہوا۔

ترکی میں صامسون ریلوے لائن پر ایک نو تعمیر اسٹیشن وزیلا کی افتتاحی رسم ادا کی گئی جلسہ بہت شاندار تھا اور ارکان پارلیمنٹ، افسران حکومت اور دیگر معززین نے بھی شرکت کی۔

قسطنطنیہ کی میونسپل کمیٹی نے سمندر کے کھلے مقامات پر غسل کرنا ممنوں قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ اخلاق و تہذیب کے خلاف ہے۔

بلدیہ قسطنطنیہ نے بغیر وزارت مال کے مشورہ کے ایک برف کا بہت بڑا کارخانہ قایم کیا تھا۔ وزارت نے اسپر دعویٰ دائر کر دیا اور بلدیہ کو ۸۳۶۰ پونڈ دینے پڑے۔

برید فرنگ

لندن۔ موٹر سائیکلوں کے بین الاقوامی مقابلہ میں انگریزی ٹیم کامیاب ہوگئی۔ اور انعام حاصل کر لیا۔ لیکن عورتوں کے مقابلہ میں یہ ٹیم دوم درجہ پر رہی۔

ہوانا۔ سر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجہ برطانیہ معہ اپنے اہل و عیال کے یہاں پہونچ گئے۔ آپ کی صحت بہت اچھی ہے۔

طہران۔ ایک خاص مجلس نے جو میثاق کیلاگ پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی سفارش کی ہے کہ حکومت ایران اس شرط سے میثاق پر دستخط کر دے کہ دول یورپ نے جو شرائط لگائی ہیں وہ انکی پابند نہوگی۔

لندن۔ شہنشاہیت کی مخالف انجمن کا ایک تازہ جلسہ برلن میں منعقد ہوا جس میں منجملہ اور تجاویز کے اسپر بھی زور دیا گیا کہ انجمن ہندوستان کے لئے کامل آزادی کی بھی تائید کرے گی۔ کیونکہ جب تک ہندوستان غلام ہے دنیا کا امن خطرہ میں رہے گا۔

حضور ملک معظم نے سلطان مسقط کو شرف باریابی عطا فرمایا۔

لندن۔ فرانس نے چالیس لاکھ پونڈ کی رقم جو جنگی قرضہ کی ادائی کی پانچویں قسط ہے برطانیہ کو ادا کر دی ہے۔

لندن۔ ہز اکسلنسی لیڈی اروِن نے اپنے صاحبزادہ کی علالت کی وجہ سے ایک ہفتہ کے لئے اپنی ہندوستان کی روانگی ملتوی کر دی ہے۔

قاہرہ۔ سر جے۔ سی بوس نے ایک جلسہ میں جو زیر صدارت وزیر زراعت منعقد ہوا تھا۔ تقریر کرتے ہوئے اس بات کا ثبوت دیا کہ نباتات میں بھی جان ہوتی ہے مجمع بہت تھا۔

چینی وفد نے جنیوا سے بذریعہ تار برقی حکومت چین سے درخواست کی ہے کہ چونکہ چین کو مجلس میں دوبارہ منتخب نہیں ہونے دیا گیا۔ لہذا حکومت چین بطور احتجاج مجلس اقوام کی ممبری سے کنارہ کش ہو جائے۔

برلن۔ جرمن ہوا باز فان ہوائن فیلڈ جنہوں نے برمین نامی ہوائی جہاز میں گذشتہ اپریل میں بحر ظلمات کو عبور کرنے کے لئے پرواز کی تھی۔ "یوروپیا" نامی جہاز میں ٹوکیو کے لئے روانہ ہوگئے ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ آٹھ دن میں صوفیہ، قسطنطنیہ، بغداد، کراچی، کلکتہ اور نانکن ہوتے ہوئے ٹوکیو پہنچیں گے

اخبار الهند

لکھنؤ۔ مسلم اکاڈمی لکھنؤ کا ایک جلسہ گذشتہ شنبہ کی شام کو ڈاکٹر بذل الرحمن صاحب ڈین اور تمثیل فیکلٹی کے زیر صدارت جناب حکیم محمد عبدالمعید صاحب کے مکان واقعہ جھوائی ٹولہ پر منعقد ہوا۔ حکیم محمد عبداللطیف صاحب انس پرنسپل طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی نے طب یونانی پر ایک اعلیٰ درجہ کا مضمون سنایا۔

مدراس کی آل پارٹیز کانفرنس ۶۔ اکتوبر کو منعقد ہوگی سر تیج بہادر سپرو بھی شرکت کانفرنس کے لئے آمادہ ہوگئے ہیں

کھڑک بہادر سنگھ کی درخواست رحم پر جو بہت جلد ہز اکسلنسی وائسرائے بہادر کی خدمت میں پیش کی جائیگی ساٹھ سے زیادہ اراکین جمعیتہ مقننہ کے دستخط ہو چکے ہیں۔

دتیا چھوڑ ... [illegible] ... کی وجہ سے متعدد جانیں ضایع ہوگئیں۔ کئی آدمیوں نے اپنے بال بچے تک فروخت کر ڈالے۔ حالت بہت نازک ہے۔

مجلس مقننہ مدراس میں ایک تجویز کے ذریعہ حکومت سے درخواست کیجائیگی کہ قاضیون کے تقرر کے موجودہ دستور کو منسوخ کیا جائے اور آئندہ بغیر مسلمانوں کی رائے دریافت کئے قاضی کا تقرر نہ کیا جائے۔

کلکتہ کارپوریشن نے رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی مرحوم کی یادگار میں مرحوم کی ایک قد آدم تصویر ٹاؤن ہال میں آویزان کرنے اور ایک سڑک کا نام امیر علی روڈ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کالیکٹ میں بھی لیگ آزادی ہند کی شاخ قایم ہوگئی ہے۔

مجلس مملکت نے بلا تقسیم آراء سر محمد حبیب اللہ کی اس تجویز کو منظور کر لیا کہ مجلس مذکور کے تین ممبرون کا سائمن کمیشن کیساتھ اشتراک عمل کرنے کے لئے انتخاب کیا جائے۔

چار اشخاص کے ایک وفد نے بسر کردگی مہاراجہ دربھنگہ ہز اکسلنسی وائسرائے کی باریابی حاصل کی تاکہ مسٹر شاردا کے مسودہ قانون شادی کے متعلق قدامت پرست ہندوؤن کی مخالفت ظاہر کر دے۔

مجلس مقننہ صوبجات متحدہ نے بلا اختلاف سائمن کمیشن کے ساتھ اشتراک عمل کی تجویز کو منظور کر لیا۔ سوراجی اور قوم پرور دونون جماعتون نے اس بحث میں کوئی حصہ نہین لیا اور اپنی مخالفت اور سخت ناراضی کا اظہار کر کے اجلاس سے باہر چلی گئین۔

دہلی میونسپل بورڈ نے نہرو کمیٹی کو مبارکباد پیش کرنے اور چیف کمشنر کو ایڈریس دینے کی دونون تجویزین منظور کرلین۔

پنڈت موتی لال نہرو نے پریس کو بیان دیتے ہوئے ممبران مجلس مقننہ بمبئی سے اپیل کی ہے کہ وہ علیحدگی سندھ کی تجویز کی کونسل مین تحریک یا تائید نہ کرین کیونکہ یہ تصفیہ لکھنؤ کی مخالف ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ دفتر اسمبلی کی مستقل طور پر علیحدگی کے متعلق وائسرائے وائسریگل لاج میں ایک کانفرنس منعقد کرنیوالے ہین۔

نرخنامہ اشتہارات اخبار آستانہ اجمیر

تعداد	ایکبار	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایکسال
⅛ صفحہ	۹ر	للعہ ر	لعہ ر	للعہ ر	[illegible]
¼ صفحہ	۶ ر	سے ر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	سے ر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	صہ ر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کے لئے ہر اشاعت میں فی سطر آٹھ آنہ کے حساب سے اجرت لی جائے گی۔

(۲) اجرت اشتہارات ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

(۳) فحش، غیر مہذب اور لاٹری وغیرہ کے اشتہار کسی صورت میں بھی شائع نہیں کئے جائیں گے۔

منیجر۔ اخبار آستانہ اجمیر

آستانوں کے عقیدتمند و نسبی

استدعا

اخبار ”آستانہ“ ہندوستان کے سارے آستانوں کے مرکز عقیدت ”آستانہ“ کا نقیب اور تمام ہندی آستانوں کی تنظیم کا علمبردار ہے۔ اور اسکا سب سے پہلا فرض ہندوستان کے تمام متوسلین آستانہ جات کی مفید خدمت ہے۔

اس لئے

تمام عقیدتمند مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی شہر و نواحی چھوٹی بڑی تمام درگاہوں کے نام اور پتہ سے ہمیں مطلع فرما کر ممنون بنائیں

تاکہ

اخبار ”آستانہ“ کی مندرجہ بالا غرض و غایت کو کامیاب بنانے میں آسانی ہو۔

سید زین الکاملین منیجر اخبار آستانہ

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

ہو الکل

ہو المعین

بظلِ عنایت حضرت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

(جامی)
اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاکِ آستانۂ تو

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ار

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس - ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء - یوم جمعہ | نمبر ۷

نکاتِ معنی

بار نہ پا سکا کوئی اسکے حریمِ ناز میں
عمر تمام ہوگئی رہگذرِ نیاز میں

اے کہ بکائناتِ حسن اوجِ خیال سے بلند
کیوں ہے تو جلوہ ریز یاں آئینۂ مجاز میں

شمع میں تجھ سے روشنی پھول میں تجھ سے تازگی
جلوہ فگن ہے تو ہی تو عالمِ سوز و ساز میں

ہوتے حریفِ روئے یار طور و کلیم کیا مجال
برقِ نظارہ سوز تھی چشمِ بہانہ ساز میں

ہوش بھی بے نیاز یاں ہوش بھی دل گداز یاں
حسنِ فسوں طراز میں عشقِ جنوں نواز میں

بادِ نسیم و عندلیب دونوں ہیں گرمِ جستجو
کسنے یہ نکہت بھری غنچۂ نیم باز میں

مہر و سکون و عقل و دیں کھو گئی معنیِ حزیں
دل کی شکست ہوگئی دورِ نگاہِ ناز میں

معنی خاک نشین آستانہ عالیہ

رموزِ رضوی

مرے جذبِ شوق کی وسعتیں کہ نہاں تھیں نہ تم راز میں
وہ محیطِ جلوۂ منتظر نظر آئیں عالمِ ناز میں

وہی ایک صوتِ کیف ہے جو کہیں ہے شیشہ میں جلوہ گر
کہیں چشمِ یار میں ہے نظر کہیں نغمہ پردۂ ساز میں

دلِ سادہ لوح کا پر گرا ابھی نقشِ حسن ہوا نہ تھا
کہ فریبِ دید سے بن گیا وہ طلسمِ لعبتِ راز میں

اسی مشتِ خاک میں دیکھنا وہ تجلیاں جو کہیں نہ ہوں
کہ ہزار جلوے تڑپ رہے ہیں شعاعِ ذرہ نواز میں

یہی چشمِ نرگسِ مست کا یہی گوشِ گل کا ہے مدعا
تو حقیقتوں سے ہو آشنا اسی رہگذارِ مجاز میں

شبِ تارِ غم میں کیا تو تھا مری آرزو کا کسی نے خوں
وہ شفق سی ہو کے رہا عیاں دمِ صبحِ عالمِ ناز میں

ترا ضبط رضوی باوفا ہے رہینِ شیوۂ عاشقی
ترے دردِ دل کی حکایتیں ہیں نگاہِ فتنہ طراز میں

سید الیاس رضوی

رشد و ہدایت

اِنَّ من نعیم الدنیا یکفیک الاسلام نعمۃً وانّ من الشغل یکفیک الطاعۃ شغلاً وانّ من العبرۃ یکفیک الموت عبرۃً۔

عن اسد اللہ الغالب
علی بن ابی طالب

تشریح: "دنیا کی تمام نعمتوں میں سے تمہارے لئے اسلام کی نعمت کافی ہے"، اور اشغال میں سے تمہارے لئے بندگی حق کی مشغولی بہت ہو۔ اور عبرت حاصل کرنے کے لئے موت باعتبار عبرت کافی ہے۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اُس کے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کیلئے (معینی عفی عنہ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۷

ہمکو ایک متحدہ لائحہ عمل کی ضرورت ہے

نہرو رپورٹ اور لکھنؤ کی آل پارٹیز کے فیصلوں نے نہ صرف عام مسلمانوں کے دلوں میں اپنے برادران وطن سے بے اعتمادی پیدا کر دی ہے بلکہ مسلمان رہنماؤں میں بھی ایک تفرقہ و انتشار کی لہر دوڑا دی ہے جہانتک عام مسلمان پبلک کا سوال ہے ہندو مسلم اتحاد کے خاتمہ کو ایک عرصہ گزر چکا کیونکہ جس روز ہندوستان کی سرزمین پر شدھی اور سنگٹھن کی تحریکات نے جنم لیا وہ مساوی دن حقیقی ہندو مسلم اتحاد کے خاتمہ کا بھی ہے لیکن پھر بھی بعض مسلمان رہنما اور زعما ملت ایسے تھے جنکے قلوب میں محض آزادی وطن کی خاطر اس اتحاد کی حقیقی خواہش جاگزین تھی اور اس باب میں انکے خیالات امید افزا تھے کہ آخر ایک روز یہ عارضی صورت حال ختم ہو کر ملک کے طول و عرض میں پھر حقیقی اتحاد کے جذبات پیدا ہونگے، مگر لکھنؤ کی آل پارٹیز کانفرنس کے بعد اب نہ اتحاد کی کوئی واقعی گنجائش دلوں میں موجود ہے نہ اسکا کوئی امکان ہے۔

اسمیں شک نہیں کہ بعض مسلمان رہنما بھی نہرو رپورٹ اور آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلوں سے متفق نظر آتے ہیں مگر انکا اتفاق محض انفرادی ہے اور جہانتک مسلم قومیت کا سوال ہے مسلمانان ہند کی کوئی باضابطہ اور نمایندہ جماعت نہ نہرو رپورٹ سے مطمئن ہے نہ آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلوں سے متفق، مسلم لیگ، خلافت کمیٹی، جمعیتہ علما اور مجالس قانون ساز کے مسلم اراکین نہرو رپورٹ اور آل پارٹیز کانفرنس سے اختلاف کا اعلان کر چکے اور جمعیتہ تبلیغ الاسلام انبالہ، جمعیتہ تنظیم امرتسر، جمعیتہ خدام الحرمین لکھنؤ، آل انڈیا شیعہ کانفرنس، آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس وغیرہ وغیرہ مقتدر اور مسلمہ اسلامی انجمنوں کو آل پارٹی کانفرنس میں مدعو ہی نہیں کیا گیا،

بہر حال مسلمانان ہند کے لئے اس وقت سب سے بڑا اور اہم سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاہیئے؟ اور انکا آیندہ طریق کار کیا ہوگا؟

یو پی کونسل کے بعض مقتدر مسلمان ممبران کونسل کی جانب سے ایک مراسلہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے جس میں دہلی میں ایک آل مسلم پارٹیز کے انعقاد کی تجویز پیش کی گئی ہے تاکہ ہم خیال و رائے کے مسلمان وہاں جمع ہو کر اپنے آیندہ طریق کار کے متعلق کوئی راہ عمل تجویز کریں، ہم اس تجویز کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں، اور در اصل اس وقت مسلمانوں کے پالیٹکس کا (BURNING POINT.) نقطۂ التہابی یہی ہے کہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں یکجا ہو کر ایک متفقہ راہ عمل تجویز کر لیں، اس صورت میں مسلمان رہنماؤں کی وہ قلیل جماعت بھی جو اس وقت نہرو کمیٹی کی مؤید ہے اس کا بھی فرض ہوگا کہ وہ آل مسلم پارٹیز کے فیصلہ کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دے اسلئے کہ ان کو یہ سمجھ رکھنا چاہیئے کہ قوم کی اکثریت کے مقابلہ میں انکی ذاتی رائے اور ذاتی خیال کوئی چیز نہیں ہے اور اگر وہ قوم کے حقیقی خیر سگال و خیر خواہ ہیں تو ان کو قوم کی خواہش کے مقابلہ میں اپنا خیال اور اپنی رائے ترک کر دینا چاہیئے، اور ان حضرات کی انصاف پسندی سے توقع بھی یہی کی جا سکتی ہے کہ وہ کبھی ہرگز عام مسلم قوم کی خواہش و رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے اور خواہش کو ترجیح نہیں دیں گے بلکہ آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں شریک ہو کر نہرو رپورٹ کی تائید میں اپنے دلائل پیش کریں گے کہ وہ کس اعتبار سے مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے، اگر تمام ہندوستان کے مسلمان نمایندے ان کے دلائل و بیانات سے مطمئن ہو جائیں تو کیا کہنا، اور اگر وہ اپنی قوم کو مطمئن نہ کر سکیں تو پھر ان کو قوم کے متفقہ فیصلے کے سامنے سر جھکا دینے سے عار نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ خود ان کی اپنی شخصیت اور وقار کا انحصار بھی قوم ہی پر ہے،

بہر حال آل مسلم پارٹیز کی تجویز قوم کے سامنے آ چکی اور اس کی ضرورت سے یوں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ لکھنؤ میں آل پارٹیز کے بعد ہی کشمیر سے راس کماری اور سندھ سے برہما تک مسلمانوں میں جو ناراضگی اور ہیجان ان فیصلوں کے خلاف برپا ہوا اور پھر ڈاکٹر انصاری اور مولانا شوکت علی جیسے رہنماؤں تک کا اس امر میں باہمی اختلاف یقیناً ایسے امور ہیں جن کی موجودگی کا سخت ترین اقتضا ہے کہ ہندوستان کے تمام مختلف نقطۂ خیال رکھنے والے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر اپنے لئے ایک متفقہ پلیٹ فارم تجویز کریں کیونکہ موجودہ صورت حال مسلم قومیت کے لئے نہایت نازک ہے اور اسی نزاکت وقت کو دیکھتے ہوئے ضروری ہے کہ مسلمان آل مسلم پارٹیز کانفرنس کو کامیاب بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان اور اُن کی تمام نمایندہ جماعتیں نیز مشہور قائد و رہنما اس کانفرنس میں ضرور شریک ہوں گے اور ہندوستان کی مسلم قوم کی سیاسی موت و حیات کے مسئلہ پر غور کر کے کوئی صحیح اور مفید مشورہ قوم کے سامنے پیش کریں گے۔

بیجا نہ ہوگا اگر ہم اسی سلسلہ میں مجوزین و داعیان آل مسلم پارٹیز کانفرنس سے ایک ضروری استدعا یہ بھی کریں کہ آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں ملک کی مقتدر اور مسلم جماعتوں اور سیاسی قائدین کے علاوہ سر برآوردہ و روشن خیال علما اور مشائخ کو بھی مدعو کیا جائے، اسوقت ہندوستان کی کم از کم ۳/۴ مسلمان آبادی صوفی خیال کی واقع ہوئی ہے اور کسی تجویز کو قوم میں کامیاب اور اُسکو عملی صورت دینے کی اس سے بہتر کوئی صورت نہیں معلوم ہوتی کہ مسلمانوں کے سیاسی قائد قومی مفاد کیلئے ان روحانی و مذہبی پیشواؤں سے بھی اپنی بے نیازی نہ ظاہر کریں بلکہ اُن کے اثرات اور روحانی تسلط و نفوذ کو قوم کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کے کنارے لگانے میں ممد و معاون بنائیں آیندہ اُن کو اپنی رائے اور خیال کا اختیار ہے۔

من نہ گویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن

مہاراجہ جودھپور ولایت کیوں گئے؟

کچھ عرصہ سے بعض دراندازوں نے یہ افواہ پھیلا رکھی ہے کہ ہز ہائینس مہاراجہ سر امید سنگھ جی بہادر والی ریاست جودھپور (مارواڑ) کو ان کی مرضی کے خلاف گورنمنٹ آف انڈیا نے ولایت بھیجدیا ہے ہم نہایت زور کے ساتھ اس غلط خبر کی تردید کرتے ہیں۔

ہم کو نہایت موثق و معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ہز ہائینس محض اپنے مرض پایوریا (دانتوں کا مرض) کے علاج کی غرض سے یورپ تشریف لے گئے ہیں اور چار ماہ کے بعد واپس ہندوستان تشریف لے آئیں گے۔

ہمیں امید ہے کہ باشندگان ہند خصوصاً رعایائے مارواڑ اس تشویش انگیز خبر سے متاثر ہو کر کسی غلط فہمی اور بدگمانی کا شکار نہ بنے گی۔

رموز نکات

جب آپکی گاڑی "فٹن" نہیں بلکہ دو پہیوں کا چھکڑا ہے تو یہ کیا ضرور ہے کہ آپ اسمیں "جوکڑی" ہی جوتیں اور وہ بھی بے میل، مرد خدا کہیں تازی و عراقی کے ساتھ یابو اور خچر بھی جتتے ہیں، اگر ایس سور "اتفاق" سے آپ کی گاڑی نہ چلی تو زمانہ کی کیا شکایت اور پھر یہ خیال کتنا سوہان روح ہے کہ کہیں یابو اور خچروں میں دولتیوں کا پیچ قرار پاگیا تو چھکڑ مع اپنی سواریوں کے اسی طرح معدوم ہوتا نظر آتا ہے جیسے آج زمانہ میں حقیقی "اتفاق" ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا،

فطرت کی یہ ستم ظریفی بھی کتنی دلچسپ ہے کہ اُسنے خواہ مخواہ بالشویکوں کی ہر اسکیم کو ٹھنڈا کرنے اور انکی تمام امیدوں پر پانی پھیرنے کا تہیہ کرلیا ہے، ۱۹ ستمبر کو پبلک جلسہ میں ایک بالشویک کی تقریر کا اعلان ہوتا تھا کہ آسمان پر "سرخ خطرہ" کے مقابلہ میں "سیاہ پوش" فوج کی تیاریاں شروع ہوگئیں، زبان برق نے رعد کی تقریر کا اعلان کردیا، اور بالآخر موسلادھار بارش نے ناممکن کردیا کہ "افق سیاست" پر سرخی نمودار ہوتی اور بالشویک بیچارہ "تاب مقاومت نہ لاکر" بھیگی بلی بنا ہوا گھر میں ہی دُبکا رہا، جب ۱۹ تاریخ کی کامل ہزیمت کے بعد بھی ۲۲ تاریخ کو پھر غنیم نے ڈھٹائی سے سر اٹھانا چاہا تو فطرت کی رنگینیاں پھر رنگ لائیں اور سیاہ گھٹا کی فوج نے آسمان کی بلندیوں سے وہ آب باری کی کہ صفحۂ زمین کی بستیوں میں "سرخ جنرل" کی ہمت پست ہوگئی اور بجائے اسکے کہ "موتی کٹرہ" کی فضا میں کسی سرخ بالشویک کی آواز سنائی دیتی، تمام رات ایک "سیاہ فام" مقرر کی گرج کانوں میں گونجتی رہی۔

دیکھو "سرخی" کی انتہا "سیاہی" پر ختم ہوتی ہے اور "سیاہی" کے مقابلہ میں کوئی رنگ فروغ نہیں پاسکتا فطرت اپنے مقابلہ کرنے والوں سے یونہی برتاؤ کیا کریگی، کیا اس سے عبرت و بصیرت کی آنکھیں سبق نہیں لینگی؟

آپ "دستۂ گل" بدست ہیں، اور دستۂ گل کی کل کائنات چند عاشقان مبتلا کی پارہ ہائے دل کے سوا کچھ نہیں، اگر اعلان معشوقیت کا یہی طریقہ پسند آیا ہے تو کیا آئندہ بھی کسی عاشق مبتلا کی "حکایت دل" کو دستۂ گل میں جگہ ملیگی،

ہندوستان کی آبادی کرۂ زمین پر قدیم ترین مانی گئی ہے اور نہرو صاحب کی یہ ستم ظریفی قابل داد ہے کہ وہ اسکے لئے نوآبادیوں کا طرز حکومت تجویز کرتے ہیں، کیوں صاحب کیا آندھیوں کی نئی روشنی میں نوآبادیوں کیلئے بھی کوئی قدیم دستور اساسی تجویز کیا گیا ہے یا نہیں؟ "دوسں"

اقتباسات و تراجم

ہندو مذہب پر اسلام کا اثر

مسز گرٹروڈ ایمرسن نے انڈین وٹنس میں ایک سلسلۂ مضامین شروع کیا ہے جس میں انہوں نے ہندو مذہب پر اسلام کے اثرات دکھائے ہیں وہ لکھتی ہیں:۔

ہندو مذہب میں اسلام کے ملنے سے بہت زیادہ تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، یہ واقعہ ہے کہ اس اتحاد سے اسلام سے کہیں زیادہ ہندو مذہب کو فائدہ پہونچا ہے، اگرچہ اسلام میں بہت سی چیزوں کو داخل کرلیا گیا ہے لیکن چونکہ انکے متعلق صحیح علم حاصل نہ ہوسکا اسلئے ان سے اسلام کی قوت اور شادابی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، اسلام سے ملنے کیوجہ سے ہندو مذہب کی مذہبی و ذہنی زندگی بہت زیادہ صاف اور خالص ہوگئی ہے اور یہ اسلام کی سب سے زیادہ خدمت ہے جو اس نے دوسرے مذہب کیلئے انجام دی ہے، ہندو مذہب کا اسلام سے ملاپ اسکے دعوئی توحید کا علم، اسکے قادر مطلق کے وجود سے آگاہی، اور حقیقت و صداقت کا خارجی پہلو، وہ چیزیں ہیں جنہوں نے ہندو مذہب میں نہ صرف ایک حرکت پیدا کردی، بلکہ ہندوؤں کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ خود اپنی اصلاح کریں، اگرچہ اسلامی حملوں کے وقت جبکہ ہر طرف قتل و خونریزی، ہلاکت اور تباہی کا دور دورہ تھا ہندو فلسفیوں نے اس سے متاثر ہوکر علمی کاروبار کو بند کردیا تھا، لیکن جوں ہی بابر کے عہد سے ایک عام امن و سکون، طمانیت و استقلال پیدا ہونا شروع ہوا وہ چنگاری جو اندر ہی اندر سلگ رہی تھی علانیہ روشن ہوگئی اور پھر علم و حکمت کے بازار سجنے لگے، چونکہ حقیقی اسلام کی صحیح شکل و صورت شمال مغربی علاقہ ہی میں نظر آتی تھی، اسلئے فطرۃً اسکا سب سے زیادہ اثر پنجاب ہی میں ظاہر ہوا، سیّدوں اور لودیوں کے عہد میں اس اصلاح کا آغاز ہوتا ہے اور اسکے بعد چار سو سال تک مسلسل ہم مصلحین کا جو ہندو مذہب کی اصلاح میں معروف ہیں ایک غیر منقطع سلسلہ پاتے ہیں یہ مصلحین اعلیٰ و ادنیٰ دونوں قوموں سے متعلق تھے لیکن انکی روح اصلاح ایک ہی تھی، ان کی غرض ان چیزوں کو دور کرنا تھا جنپر اسلام سب سے زیادہ معترض تھا، اور وہ شرک (معبودوں کی کثرت) اور ذاتوں کا رواج تھا جیسے اچاریوں اور جنگیروں نے ذات کی خلاف جنگ کا اعلان کردیا، اور رام نوج نے تو یہاں تک کہا کہ اگر رذیل اور غریب قوموں کے لئے نجات کا دروازہ بند ہے تو وہ دوزخ میں جائیگا، کبیر اور نانک نے رام نوج اور رامانند کی پیروی کی۔ ان کی تعلیم کا مقصد حصول نجات کیلئے خارجی ذرائع کے اختیار کرنیکے عقیدہ کو مٹانا تھا روزہ، جاترہ، رہبانیت، اپنے کو جسمانی اور ذہنی تکالیف میں مبتلا کرنا وہ چیزیں تھیں جن کی تحقیر کی گئی، بھگتی کا وعظ کہا گیا اور ریاضت کے ذریعہ ذاتی تجربہ کے حصول پر زور دیا گیا۔ اون کی تعلیمات میں ایک جدید اخلاقی عنصر پیدا ہوگیا گرو نانک ذات کے کایستھ تھے، وہ پنجاب کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اور وہاں مسلمان صوفیوں سے ملے، چونکہ وہ صوفیوں کے ساتھ اپنا زیادہ وقت صرف کرتے تھے اسلئے ان کے والد نے ان کو گھر سے باہر بھیجدیا، لیکن وہ وہاں بھی اپنا وقت فقیروں میں اور صوفیوں ہی کی صحبت میں گذارتے رہے۔ اپنی تصنیف میں وہ اپنے معبود کو عموماً "اللہ" اور کبھی رام اور ہرّی کے نام سے یاد کرتے ہیں، وہ تناسخ کے قائل نہیں ہیں اون کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ "یہاں نہ کوئی ہندو ہے اور نہ مسلمان"

گلبرگہ اور بلگام میں ان بزرگوں کی جنکو حضرت سید حسن گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان کیا اولاد اب تک موجود ہے، لاہور میں شیخ اسمٰعیل مشہور ہیں، فتحپور سیکری کی فلک بوس عمارتیں آج بھی حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اثرات کو ظاہر کررہی ہیں اور اسطرح سینکڑوں ایسے صوفیوں کے نام گنائے جاسکتے ہیں جو صرف تبلیغی روح لیکر ہندوستان آئے اور انہوں نے یہاں کے باشندوں کو بت پرستی سے نجات دلائی۔

یہ پُرسکون تبلیغ مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں کے لئے مفید ہوئی اور جن لوگوں نے ان صاحبوں کے ماتحت تبدیل مذہب کیا وہ اُن سے جو کسی خارجی، دُنیاوی مفاد کیوجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے زیادہ دیرپا ثابت ہوا کہ موخرالذکر صرف ظاہراً اسلام کے پابند تھے لیکن باطناً ہندوں کے بہت سے رسوم کو باقی رکھے ہوئے تھے، اسکے ساتھ ہی ان صوفیوں کی تعلیم نے ہندوؤں کو اپنے کتنے ہی معاشرتی رسوم کی اصلاح پر مجبور کیا۔ (معارف)

علمی دنیا

ایک عجیب جانور

اسوقت تک یہ ایک مسلمہ عقیدہ تھا کہ چونکہ خچر گدھا اور گھوڑی کے ارتباط سے پیدا ہوتا ہے، اسلئے کسی خچر کا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوسکتا، لیکن اب براسکا یونیورسٹی نے ایک ایسا جانور حاصل کیا ہے جو نصف گدھا ہے اور نصف گھوڑا، اور یہ ایک خچر سے پیدا ہوا ہے۔

مکتوب قدوائی

مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاہئے

باشندگان اجمیر و راجپوتانہ مسٹر امیر الدین احمد قدوائی (علیگ) کی ذات سے بخوبی واقف ہونگے اسلئے کہ ترک موالات کی ابتدا میں جب مسٹر قدوائی علیگڈھ کالج چھوڑ کر اجمیر آئے تو باہر کے مسلمانوں میں یہ نان کوآپریشن کے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مخلص و پرجوش داعی تھے جو اجمیر پہونچے اور جنہوں نے راجپوتانہ کی اور راجپوتانہ کے نوجوانوں کی سچی خدمت کی، اس کے بعد مسٹر قدوائی بمبئی میں مولانا شوکت علی کے ساتھ مرکزی خلافت میں کام کرتے رہے مسٹر قدوائی نام و نمود سے بہت دور ہیں مگر ان کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کیلئے سچی تڑپ ہے آل پارٹیز کانفرنس کی متعصب ہندو ذہنیت سے متاثر ہوکر مولانا سید محمد الیاس صاحب رضوی اجمیری کو ایک خط لکھا ہے جو ہم بجنسہ شائع کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

بیا کہ قاعدۂ آسماں بگردانیم
قضا بہ گردش رطل گراں بگردانیم (غالب)

برادرمن، اب آپ آل پارٹیز کانفرنس کی کارروائی سے آگاہ ہو چکے ہونگے اور نہرو کمیٹی کی رپورٹ معہ ترمیمات کے بھی دیکھ لی ہوگی میں اس کے لئے ابتدا سے تیار تھا، بلکہ اگر مسلمانوں نے جلد اپنی خبر نہ لی تو اس سے بھی بدتر دن جو آنیوالا ہے وہ بھی میرے پیش نظر ہے۔

میں اور آپ سب ہندوستان کی آزادی چاہتے ہیں، مگر کیوں ؟ صرف اسلئے کہ مسلمان آرام و اطمینان کیساتھ رہ سکیں نہ اسلئے کہ انکا نام و نشان مٹجائے یا اگر رہے بھی تو محض برائے نام نہرو کمیٹی کی رپورٹ نہ توپ کا گولہ ہے نہ کروپ کی توپ، میں اس سے مطلق پریشان نہیں ہوں، مسلمانوں میں جو ایک غیر متوقع ہیجان اس امر سے پیدا ہوگیا ہے صرف اسی پر توجہ کرنے کی اہمیت کا احساس رکھتا ہوں، جیسا مدت بارہا ہم آپ اتفاق کر چکے ہیں وہ یہ ہے ہم کو زندہ رہنا ہے۔ مسلمانوں کی بقا کا سوال سب سے مقدم ہے، ہماری قوم پروری وطنیت، حریت، سب اسی جذبہ اور خیال کے ماتحت ہیں ہم مسلمان ہیں، مسلمان ہیں، مسلمان ہیں،

بدقسمتی سے آٹھ برس تک مسلمان سر اٹھائے نشتر لیے تیار کیطرح ادہر ادہر بھاگتے رہے، اگر انھوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر واقعی ہندوستان کو آزاد کرنا ہے اور اگر حقیقتاً یہ ملک آزاد ہو سکتا ہے تو اسی وقت جب مسلمان منتظم اور متحد ہوں اور تب ہندوؤں سے اتحاد کریں، کچلو صاحب نے جس طریقہ سے اس بات کو شروع کیا تھا وہ سرے سے غلط تھا، میں نے ابتدائی مدارج میں انکی مدد کی مگر جلد ہی میں نے محسوس کرلیا کہ اس سے محو و ہی بہتر ہے، اسکی بابت زبانی عرض کرونگا۔

اب سوال یہ ہے کہ ہندوؤں کا ہر جگہ جب یہ رویہ ہے اور جو انکی قوم مدرسوں اور کالجوں میں ہے اسکی حالت اس سے بدتر ہے تو ہم کیا کریں ؟

(اسوقت تک میں آپکو گرم آزادی خواہ وطن پرور خیال کرتا ہوں)

اس صورت میں ہم مسلمان نوجوانوں کے فرائض زیادہ اہم ہوجاتے ہیں یعنی وطن کی سچی آزادی کے لئے کوشش کرنیکا سارا کام ہم پر آپڑتا ہے۔

ہندو سوراج کے معنی ہندو راج سمجھتے ہیں، اسلئے کہ اکثریت سے جب باتیں طے ہونگی تو اقلیت کیحالت جو ہوگی ظاہر ہے اسلئے یہ امر ضروری ہے کہ ہماری جگہیں محفوظ رہنے کیساتھ ہی اگر ہماری اکثریت کسی قانون کے خلاف ہو تو وہ پاس نہو سوائے اس قسم کی پابندیوں کے ہندوؤں کی ذہنیت سے ہمکو اپنے لئے خطرات محسوس کرنا قابل اعتراض نہیں ہو سکتا اور مزید براں سیاسیات کو فلسفیانہ ایثار قربانی اور اس قسم کے جذبات سے کوئی تعلق نہیں ہے میں اور آپ اپنے ذاتی مفاد کو قربان کریں مستحق تحسین ہیں مگر قوم کے مفاد کو قربان کریں تو ہم انتہائی بے ایمانی کے مرتکب ہونگے۔

مگر اب ہم کیا کریں، ہم نوجوان مسلمان کیا کریں؟ ہمارا فرض ہے کہ اب ہم اس موقعہ پر اپنے نہایت قدیم اور مستحکم ارادے کو پورا کرنیکی کوشش کریں یعنی "تنظیم مسلمین" اور انکی "معقول تربیت" اگر ہم یک جہت ہو جائیں تو سب کچھ آسان ہو جائیگا، یہ ضرور ہے کہ تمام مسلمان متحد نہ ہونگے مگر جتنے بھی جس حد تک ہو سکیں غنیمت ہے اور میرا تو خیال یہ ہے کہ اتنے عرصہ تک پبلک کاموں میں ذمہ دارانہ حصہ لینے کے بعد ہم ٹھنڈے دل سے اگر صبر کیساتھ کام کریں تو مرنے سے قبل اس دنیا میں ایک مفید انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

اجمیر شریف کی مرکزیت سے ہم لوگ چشم پوشی نہیں کر سکتے اور وہاں رہکر ذرا عقل کو درست رکھا جائے تو زیادہ عرصہ نہ لگیگا کہ یہ خیالات نہایت معقولیت کے ساتھ پھیلنا شروع ہو جائیں گے۔

---

(۱) ہم کو ایک لائحہ عمل کی ضرورت ہے (میں آپکو اسکا مسودہ جلد تر ارسال کرونگا۔

(۲) ہمکو ہر بڑے ضلع میں کام کرنے والوں کیضرورت ہے (جسکا میں پورا انتظام کر چکا ہوں)

(۳) ہمکو روپیہ کی ضرورت ہے (جس سے آپ مطمئن رہ سکتے ہیں)

مولانا شوکت علی ایک عجیب طلسم ہیں، انمیں ایک عجیب کشش ہے اور انکی کچھ عجیب قوت ہے مسلمانوں کو یہ شخص جدہر چاہتا ہے کھینچ لیجاتا ہے اگر انکی سمجھ میں یہ بات آجائے تو ایک بڑا کام بنتا ہے اور میں آپکو مطلع کر سکتا ہوں کہ انکی سمجھ میں آگیا۔

میں گورنمنٹ سے مفید اتحاد عمل کا حامی ہوں، ہم کو اپنی سیاسی پالیسی بالکل جداگانہ رکھنی ہوگی، یعنی سچی معقول تاکہ ہر قسم کے مسلمان اسے قبول کر سکیں اور نرم و گرم سب ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

آپ صاحبزادگان سے اپنے تعلقات اچھے رکھئے ان کے ذریعہ سے ہم اسلام کے لئے جو کچھ کر سکیں گے وہ کسی اور ذریعہ سے ممکن نہیں۔

جہانِ آرزو

(از قلم، منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری)

کبتک کوئی بیان کرے دلکی آرزو
صورت سوال ہے تری سائل کی آرزو

جلاد سان تیرے چڑھائے خدا کرے
لپٹی ہوئی ہے تیغ سے بسمل کی آرزو

اک وار کرکے گھٹ گیا قاتل کا حوصلہ
اک زخم کھاکے بڑھ گئی بسمل کی آرزو

اک بزم شام تمنا ہے میرا دل
اک واردات غم ہے مری دلکی آرزو

چاہے نہ کسطرح ترا چاہا ہوا یہ دل
دلسے لگی ہوئی ہے تری دلکی آرزو

دو دل ہیں یکجا رکھ دو جاند وصل میں
دو حوریں ہم بغل ہیں کہ دو دلکی آرزو

منہ دیکھتا ہے قیس بگولوں کا پاس سے
منہ تک رہی ہے قیس کا محمل کی آرزو

مجنوں ہے آج فرط مسرت سے باغ باغ
کچھ کہہ گئی ہے کان میں محمل کی آرزو

اس عالم فنا میں فنا کے سوا ہے کیا
کامل ہی کچھ ہے ہستی کامل کی آرزو

ہندوستان کے مسلمان عموماً دو قسم کے ہیں (۱) صوفی پرست روحانیت کوش یا (۲) دُنیا پرست مادیت خواہ۔ اول الذکر کا مرکز اجمیر ہے۔ دوم کا علیگڈہ اور ہم کو دونوں کے ہاتھ میں رکھنا ہے چونکہ ہمارا مقصد کوئی خطرناک نہیں ہے اسلئے گورنمنٹ بھی غالباً ہم سے نہ بگڑیے اور اگر ذرا آپ ماڈریٹ ہو گئے ہوں تو میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ (۱) مسلمانوں کی بقاو تنظیم اصل چیز ہے اور (۲) آدمی کو ایک وقت میں ایک کام کرنا چاہیئے اسلئے ہم اگر سیاسیات سے اس اہم مقصد کے باعث الگ رہیں تو خواہ ذرا دیر کے لئے طبعیت کورائے عامہ کا خوف روکے مگر کام کے لئے ضرور مفید ہوگا اور اصلی سیاست بھی یہی ہے۔

میں نے اپنا کام یہاں ختم کر دیا ہے اب جہاز سے کراچی کا قصد ہے وہاں سے دہلی اور پھر علیگڈہ یا وطن،

آپکا قدوائی

جناب رضوی نے اسکا جو جواب دیا ہے وہ آیندہ نمبر میں درج ہوگا جس میں مسلمانان راجپوتانہ کے حقیقی خیالات کا اظہار ہے، (ایڈیٹر)

گمشدہ لڑکی کی تلاش

مسمی حسین بخش معمار (جالی والے) سکنہ ڈگی بازار اجمیر شریف کی لڑکی مسماۃ فاطمہ عمر ۱۶ سال رنگ گندمی، فربہ اندام، میانہ قد مورخہ ۲۰ ماہ حال سے مکان سے لا پتہ اور مفقود الخبر ہے۔

گمان کیا جاتا ہے کہ مسمی غنی نو مسلم عمر ۳۰ سال رنگ گورا دراز قد، لاغر اندام، دراز چہرہ، جو صاحب موصوف کی دوکان پر عرصہ ۳ ماہ سے ملازم تھا لیکر مفرور ہوا ہے،

جن حضرات کو اس صورت اور شباہت کے مرد اور لڑکی معلوم ہونے پر پتہ چل سکے وہ بذریعہ تار جمعیۃ ہذا کو مطلع فرماکر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں، تار وغیرہ کے جو مصارف ہونگے وہ ادا کر دئے جائیں گے؛

انعام

اور جو صاحب لڑکی اور نو مسلم مذکور کا پتہ لگا کر یہاں پہونچا دینگے انکو علاوہ مصارف سفر خرچ کے مبلغ پچاس روپیہ نقد پیش کئے جاوینگے، ان ہر دو کا موجودہ لباس یہ ہے:-

نو مسلم:- کرتہ سفید، صدری سیاہ، ٹوپی سفید دوپلی تہ بند۔

لڑکی:- دوپٹہ سرخ ٹپکی دار، کرتہ نارنجی، پائجامہ فیروزی،

محمد یوسف خاں

سکرٹری جمعیۃ تبلیغ الاسلام اجمیر شریف

تذکرۃ السلف

محبوب الٰہی رضؓ

(از مولینا خواجہ متقی اجمیری)

(۷)

شیخ الاسلام کی کرامت

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب شیخ الاسلام نے مجھے خلافتنامہ عطا فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ مولینا جمال الدین اور قاضی منتخب الدین کو ضرور دکھا دینا تو میرے دل میں فوراً یہ خطرہ گذرا کہ خدا شیخ نجیب الدین کو سلامت رکھے آخر شیخ الاسلام نے انکا نام کیوں نہیں لیا چنانچہ جب ہانسی سے رخصت ہو کر دہلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ رمضان نویں تاریخ شیخ نجیب الدین کا انتقال ہو چکا۔ چنانچہ اسی وقت معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام نے اسیواسطے شیخ موصوف کا نام نہیں لیا تھا

"قیام دہلی"

بیعت و ارادت اور خلافت و اجازت کی تحصیل سعادت سے پہلے ابتدائے حال میں ترک وطن کر کے جب شہر بدایوں سے دہلی میں رونق افروز ہوئے اور والدہ ماجدہ و ہمشیرہ محترمہ ہمراہ تھیں۔ طلب علم کا زمانہ تھا، اور ہمہ تن تحصیل علم کے خیال میں مشغولیت رہتی تھی۔ صاحب سیر الاولیا کے بیان کے مطابق یہی وہ زمانہ تھا جب آپ انجمن آرائیوں سے گھبراتے تھے، ابنائے جنس کے جلسوں میں آپ کی طبیعت نہیں لگتی تھی، چنانچہ بارہا آپ نے اپنی ہمجماعت رفیقوں کے سامنے اپنی اس بیزاری کا اظہار فرمایا، اور کئی مرتبہ آپ نے یہ فرمایا کہ میرا اور تمہارا ساتھ کچھ دن کے لئے ہے۔ تمہارے جلسوں میں چند روز کا مہمان ہوں۔ آخر شیخ الاسلام کی بیعت حاصل ہونے کے بعد دُنیا نے دیکھ لیا کہ پیشین گوئی لفظ بلفظ صادق آئی۔ اور آخر وہی ہوا جو بارہا آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکل چکا تھا۔ اس ابتدائی زمانہ کا حال ہے کہ ذاتی اور زر خرید مکان کے نہ ہونے کی وجہ سے رہنے کیلئے آئے دن انتقال مکانی کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی۔ کئی بار یہ بھی خیال ہوا کہ "دہلی" شہر چھوڑ کر اضلاع و اطراف میں تشریف لے جائیں، اور مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رہکر یاد حق میں زندگی بسر فرمائیں اور گوشۂ عزلت میں بیٹھکر اطمینان خلوت کی لذت حاصل فرمائیں۔

ذیل میں ہم بعض اُن مقامات کا مجملاً ذکر کرتے ہیں جہاں وقتاً فوقتاً حضرت سلطان المشائخ اقامت گزیں رہے ہیں اور جنکا ذکر صاحب سیر الاولیاء نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

ابتدائے حال میں بدایوں سے جب دہلی میں تشریف لائے تو اپنی والدۂ ماجدہ اور ہمشیرہ محترمہ کو سرائے میاں بازار میں ٹھیرایا اور خود بدولت نے اسی سرائے کے سامنے جسکا دوسرا نام سرائے نمک بھی تھا۔ ایک مکان میں قیام فرمایا حسن اتفاق سے اس محلہ میں حضرت امیر خسرو بھی رہتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد منڈہ وپل کے قریب ایک مکان خالی ہوا۔ جس کے مالک رشتہ میں حضرت امیر خسرو کے نانا ہوتے تھے۔ چنانچہ سلطان المشائخ اس مکان میں منتقل ہوئے یہ مکان بہت رفیع الشان تھا۔ برج حصار اس مکان کے حدود میں داخل تھا۔ اس مکان کی تین منزلیں تھیں بالائی منزل مریدین و معتقدین با اخلاص کے لئے وقف تھی وہیں لنگر تقسیم ہوتا تھا۔ درمیانی منزل میں خود بدولت نے رونق افروزی منظور فرمائی، سب سے نیچی منزل صاحب سیر الاولیا کے جد امجد سید محمد کرمانی کی اقامتگاہ تھی۔ تقریباً دو سال اس مکان میں قیام فرمایا، آخر مالک مکان کے فرزندان جو بسلسلہ ملازمت باہر گئے ہوئے تھے وطن کی جانب واپس لوٹے۔ اور حضرت محبوب الٰہی سے مکان خالی کرنیکے لئے کہا۔ ملازمت سرکاری کے زور کو کام میں لائے تقاضائے شدید کیا حتیٰ کہ اسقدر بھی مہلت نہیں دی کہ کسی دوسرے مکان کا انتظام کر کے سامان کو منتقل کیا جاتا مجبوراً سلطان المشائخ نے اس گھر کو چھوڑ کر سراج بقال کے مکان کے سامنے والی مسجد میں قیام فرمایا۔ کتابوں کے سوائے کوئی سرمایہ اور رخت و اسباب نہ تھا، چنانچہ معتقدین با اخلاص نے اپنے سر پر لاد کر کتابوں کو مسجد تک پہونچایا۔ ایک رات اسی مسجد میں جوں توں بسر فرمائی۔ خدا پرستوں کے ساتھ سختی سے پیش آنیوالے کس دن چین سے بیٹھ سکے ہیں جو محبوب الٰہی سے تشدد کیا تھا فی الفور مکان خالی کرانے والے خدائی انتقام سے محفوظ رہجاتے سویرے ہی اطلاع ملی کہ مکان اور اُسکا تمام سامان جلکر خاکستر ہو گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسی آفت سماوی سے سلطان المشائخ اور آپ کے وابستگان دامن کرامت کو مصئون و محفوظ رکھنے بایں عجلت انخلائے مکان کے تقاضہ کی صورت رونما ہوئی ہو۔

علی الصباح اس انتقال مکانی کی اطلاع جب شیخ صدر الدین کے مرید با اخلاص سعد کاغذی کو ملی تو وہ فوراً حاضر خدمت ہوئے اور منت و سماجت کر کے سلطان المشائخ کو اپنے مکان پر لیگئے کامل ایکماہ یہاں قیام فرمایا۔ پھر یہاں سے ادھکڑ پل قبہ کے متصل سرائے رکابدار میں قیام پذیری کی نوبت آئی۔ باقی آئندہ

مکاتبات و مراسلات

از

حضرت مولانا شاہ علی محمد صاحب قبلہ مد فیضہ سجادہ نشین ہوشیارپوری

آستانۂ سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ تمام ہندوستان کا قبلۂ عقیدت ہے۔ اور یہی مسلمانوں کا وہ پہلا روحانی آستانہ ہے جس پر ہندوستان کے سارے مسلمانوں کی گردنیں عقیدت و نیاز سے خم ہو جاتی ہیں۔ بایں لحاظ اس مقدس مقام سے ایک ایسے اخبار کا اجرا نہایت ضروری تھا جو معتقدین آستانہ کے تکمیلِ ذوق کا سامان بہم پہونچاتا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اخبار "آستانہ" نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیلیا ہے۔ دعا ہے کہ خدائے برتر اخبار "آستانہ" کو کامیابی اور ترقی کے مدارج اعلیٰ پر پہونچائے اور اسکے عملہ ادارت کی کوششوں کو مشکور فرمائے۔ آمین

فقیر بالعموم تمام مسلمانوں اور بالخصوص اپنے متعلقین سلسلہ کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ حتی الامکان اخبار "آستانہ" کی پوری امداد و اعانت فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ فقیر بھی اسکی خدمت سے دریغ نہ کریگا اور جب یہ اخبار اپنے معراج کمال پر پہونچ جائیگا تو انشاء اللہ وہ خزانۂ علمی جو فقیر کے پاس اب تک اکثر قلمی کتابوں میں محفوظ ہے اس اخبار کے ذریعہ منظر عام پر لایا جائیگا جس سے خدا کے ہشیار بندے فیوض و برکات حاصل کرینگے۔ خاکسار۔ علی محمد سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوشیارپوری

از

جناب مولانا مولوی محمد عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھ

المنۃ للہ کہ کل شرف حاضری آستانہ سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ سے بہرہ اندوز ہوا سعادت آستانہ بوسی کیساتھ ہی ساتھ زیارت اخبار "آستانہ" بھی میسر ہوئی سرکار اجمیر کے آستانہ بوس دور افتادہ ہمیشہ اس امر کے مشتاق رہا کرتے ہیں کہ کوئی ایسا ظاہری رابطہ بھی میسر آجائے جو اخبار آستانہ سرکار سے انکو آگاہ کرتا رہے۔ الحمد للہ کہ آستانہ کے اس اخبار نے اس بار کو اپنے ذمہ لیا۔ آستانۂ سرکار کے فیوض و برکات عالم آشکار، امید ہے کہ آستانہ کا اخبار اُن تمام خصوصیات کا مظہر ہوگا جو اس مرکزی آستانہ کو حاصل ہیں اور اُن تجلیات نورانی کا مظہر بنکر جنسے کفرستان ہند شریعت و طریقت کے انوار سے منور ہو گیا ایک عالم پر ثابت کر دیگا کہ آستانہ سرکار سے آج بھی نشر دین متین کی بہترین خدمات کا سلسلہ ظاہری طور پر بھی ایسا ہی قایم ہے جیسا کہ باطنی طور پر قایم رہا اور رہیگا، کاش یہ نونہال جسکی عمر ابھی صرف چار ہفتہ کی ہوئی ہے نفاق و شقاق و خانہ جنگی کی باد سموم سے محفوظ و مصئون رہے اور مرکز اجمیر مقدس کی مرکزی شان کے مطابق تمام عالم میں قبول حاصل کرے آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ علیٰ آلہ اجمعین۔ فقیر سر دست اس بہترین خدمت کی اس قدر اعانت کا وعدہ کرتا ہے کہ اوقات فرصت میں بعض مضامین نذر "آستانہ" کرے نیز اپنے جملہ احباب متوسلین سلسلہ سے بالخصوص و جمیع برادران ملت سے علی العموم استدعا کرتا ہے کہ وہ مجاورین آستانہ یعنی ہونہار منتظمین اخبار "آستانہ" کی ہمت افزائی میں دریغ نہ فرمائیں۔

محمد عبد العلیم الصدیقی متوطن میرٹھ نزیل اجمیر مقدس

"غوث اعظم"

(از شاعر الملک میر احمدی اجمیری)

کرتا ہے چرخ بیجد بیداد غوث اعظم رض — فریاد غوث اعظم فریاد غوث اعظم
سُنئے غم و الم کی روداد غوث اعظم رض — بلوایئے خدارا بغداد غوث اعظم رض
یہ میرا قصر ویراں یہ میرے دل کی بستی — ہے عشق سے تمہارے آباد غوث اعظم رض
تا کاہے دشمنوں نے گھیرا ہے مشکلوں نے — امداد غوث اعظم امداد غوث اعظم رض
ہو جائے گر عنایت ہو جائے گر توجہ — ہو جاؤں قید غم سے آزاد غوث اعظم
آجائے میرے دل میں کھنچکر تمہارا روضہ — بنجائے میرا سینہ بغداد غوث اعظم

بے طرح کر رہے ہیں حرص و ہوا کے جھونکے
میر حزیں کی مٹی برباد غوث اعظم رض

از

جناب مولانا مولوی محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلی مدیر "خادم الحرمین" لکھنؤ

برادر معظم و مکرم! تسلیمات

آستانہ بوسی سے برابر مشرف ہو رہا ہوں، مجمل طور پر گذشتہ "خادم الحرمین" میں اظہار خیال کر چکا ہوں، سرکار اجمیر سے کسی اخبار کے جاری ہونیکی سخت ضرورت تھی اور جس طرح کل آقائے اجمیر کی تشریف آوری اجمیر کے وقت دنیائے ہند شرقاً و غرباً ایک ہادی کیلئے مضطرب تھی اسی طرح آج اس دور تغافل ملی اور انتشار قومی میں پھر اجمیر ہی کو حق تھا کہ وہ شمع ہدایت لیکر بڑھے۔ خدا کرے یہ "آستانہ" حسب مراد شمع ہدایت بنے۔ ولیس ذٰلک علی اللہ بعزیز میں بہت غور سے "آستانہ" پڑھتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں کہ ہر نقش ثانی نقش اول سے بہتر ہی ہوتا ہے اندازہ ہوتا ہے کہ آپکے تمام سے اخبار خیالیں خاص ملکہ ہے اور میرے عزیز و محترم بھائی اور میرے پیر و مرشد کے ہمنام اور عزیز شاگرد (مولانا خواجہ متقی اجمیری) تو آج وہ کام کر رہے ہیں جو آستانہ قیامیہ کے کسی متوسل نے نہیں کیا، ادبی، علمی، غرض مختلف حیثیات سے یہ اخبار قابل عزت ہے اور اگر معنوی مدارج کی یونہی ترقی ہوتی رہی تو وہ دن دور نہیں کہ اجمیر شریف کیطرح اجمیر سے نکلنے والا اخبار سب اخبار و نمیں ممتاز ہو جائے۔

میں اور میرا اخبار "آستانہ" کی ہر خدمت کو حاضر ہیں اور میری دلی دعا ہے کہ "آستانہ" ہر طرح رفیع الشان ہو۔ والسلام

شہید انصاری فرنگی محلی

از

جناب مولانا کشفی شاہ صاحب نظامی صدر مجلس تنظیم صوبہ برہما۔ رنگون

محترم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ "آستانہ" کے تین نمبر مل چکے۔ درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز رح سے نکلا ہوا پرچہ امید ہے کہ ہند سے تمام کفر کی آندھیوں کو دور کر دیگا اور جس پیغام کو لیکر خواجہ غریب نواز رح ہند میں آئے تھے اُس کو ہند کے گھر گھر میں پہونچا دے گا۔ خادم کشفی نظامی

معائنہ مدرسہ رام سر انجمن تعلیم دینیات اجمیر القدس

بتاریخ ۱۴ ستمبر ۲۸ء بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں لڑکوں کا دینیات کا امتحان ہوا وہاں میں بھی موجود تھا لڑکوں سے جو سوالات کئے گئے اسکے جواب انھوں نے صحیح دئیے دینیات ان بچوں کو نہایت قاعدہ کے ساتھ پڑھائی گئی ہے، میرا خیال ہے کہ انجمن کے ہر مدرسہ میں دینیات پڑھانیکا یہی طریقہ ہونا چاہئیے یعنی ضروری باتیں نماز روزہ اور دیگر فرائض کے متعلق پہاڑے کی طرح سب لڑکوں کو محلاً یاد کرا دینا چاہئیے بلکہ نماز عملی طور پر یاد کرائی جائے یعنی ایک ہوشیار لڑکے کو پیش امام بنا دیا جاوے اور وہ نماز کے سب ارکان باآواز بلند پڑھے اور دوسرے لڑکے اسکی پیروی کریں ان بچوں کو اردو حساب ہندی پڑھنے کیواسطے سرکاری مدرسہ میں بھیجا جاوے تاکہ م

م انکی تعلیم مکمل ہو جاوے۔ سرکاری مدرسہ کے اوقات میں یہ وہاں حاضر ہیں اور اسکے علاوہ مکتب میں دینیات پڑھیں تاکہ دینی و دنیاوی مقاصد دونوں حاصل ہوں، محمد اسحاق

حوادث محلیہ

موسم

اس ہفتہ بارش بالکل نہیں ہوئی۔ گرمی بدستور ہے۔ مچھروں کی تاخت راتوں کو نیند حرام کردیتی ہے۔ وبائی امراض سے شہر بفضلہ پاک وصاف ہے۔

دفتر تبلیغ الاسلام ڈگی بازار اجمیر شریف سے اطلاع ملی ہے کہ۔ مسٹر ایچ۔ بی شیپرڈ حال وارد اجمیر اور سماۃ جمکو ایک برہمنی بیوہ ساکنہ اجمیر مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسلامی نام بالترتیب شیخ عبدالقادر اور بسم اللہ رکھے گئے۔

---

۲۷ ستمبر کو بوقت شب بمقام موتی کٹلہ زیر صدارت پنڈت ارجن لال صاحب سیٹھی ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد سو ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ تھی اور ایسے جلسہ میں جو بالشویزم کی تائید میں منعقد کیا گیا ہو زیادہ مجمع ہو بھی کیسے سکتا تھا کیونکہ تحریک بالشویزم کی مذاہب عالم کی دشمن اور انکو فنا کردینے والی ہے۔ دیگر مذاہب کے متعلق تو ہم کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتے مگر اسلام کے اکثر وبیشتر اصول سے بالشویزم کے اصول بالکل متضاد اور منافی ہیں ہم تمام باشندگان اجمیر اور خصوصاً مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہرگز اس قسم کی تحریکوں میں شامل نہ ہوں جو سرے سے انکے مذہب ہی کو اڑا دینے کی فکر میں ہیں "آستانہ" کی اسی اشاعت میں جو خبر شیون اسلامیہ حکومت روس کی اوقاف اسلامی کو ضبط کرنے کی بابت شایع ہوئی ہے وہ خود ہمارے اس خیال کی تائید کرتی ہے اور اس سے قبل بھی جانکی پرشاد صاحب کے ہمخیال مسٹر شوکت عثمانی بھی اپنے دوران قیام اجمیر میں ہمارے اکثر اعتراضات کو تسلیم کرچکے ہیں۔

کچھ دن سے جناب سیٹھ ہاشم ایوب صاحب رئیس واساوڑہ کاٹھیاواڑ بغرض زیارت اجمیر شریف میں آئے ہوئے ہیں اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ مولا میاں صاحب کے یہاں مقیم ہیں۔

---

۲۹ ستمبر ۱۹۲۸ء بعد نماز مغرب متصل دہلی دروازہ ایک دکان میں اتفاقیہ آگ لگ گئی ایک آدمی زیادہ جلا اور دو آدمی بھی آتشزدگی کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکے۔

وقائع راجستان

"راجہ" کشن کی سزایابی

اس سے قبل اطلاع دیجاچکی ہے کہ ریاست بھرتپور کے وارنٹ پر "راجہ" کشن کو دہلی سے گرفتار کرکے بھرتپور بھیجا گیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ "راجہ" کشن کو چھ ماہ قید اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دیگئی اور بصورت عدم ادائی جرمانہ دو ماہ قید مزید۔ مم

شیون اسلامیہ

پوسٹ ماسٹر جنرل انگلستان نے اعلان کیا ہے کہ انگلستان سے اسپین تک جو سلسلہ ٹیلیفون کا قائم ہے وہ اب شہر تیوط (اسپینی مراکش) تک بڑھا دیا گیا ہے۔

مراکش کے بورزد کے علاقہ میں کوئلہ کی کان برآمد ہوئی ہے۔

بغداد۔ آئندہ اکتوبر میں سر ہنری ڈابس برطانوی ہائی کمشنر کی میعاد عہدہ ختم ہو جائیگی۔ آپکی جانشینی کے متعلق سر گلبرٹ کلیٹن کا نام عام طور پر زبان زد ہے۔

میاں جعفر شاہ صاحب صوبہ سرحد سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے حبیب کابل سے واپس آکر اینگلو انڈین اخبارات کے نامہ نگار کی بھیجی ہوئی خبروں کا حال سنا تو سخت تعجب ہوا کیونکہ وہ بالکل غلط اور مبالغہ آمیز تھیں گو بعض مواقع پر کوٹ پتلون کا پہننا لازمی تھا لیکن اس سلسلہ میں کسی کی مذہبی آزادی میں کوئی مداخلت نہیں کیگئی۔ اسی طرح یہ بھی بالکل غلط ہے کہ کسی کی ڈاڑھی منڈوائی گئی ہو۔

پیرس۔ ثروت پاشا سابق وزیراعظم مصر کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ط

عربی کے بجائے لاطینی رسم الخط کا رواج جو ترکی میں بہ سرعت ترقی کررہا ہے بہت اہم ہے۔ عربی رسم الخط جو ترکی زبان سے کوئی مناسبت نہ رکھتا تھا ہمیشہ بدنما معلوم ہوتا رہا۔ نیا رسم الخط جدید ترکی کے اس عزم وارادہ کا مظہر ہے کہ وہ مشرق کے بجائے مغرب کو اپنا روحانی گہوارہ بنانا چاہتا ہے، یہ تعلقات ماضیہ سے بہتم بالشان انقطاع کا مرادف ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ ترکی کے ایک نئے اور شاندار دور کا پیش خیمہ ہے اس حیثیت سے مصطفےٰ کمال پاشا جنہوں نے اپنے ہموطنوں کے نظریہ میں کامل تبدیلی کردی ہے محمد فاتح اور عثمان اول کے ساتھ ایک ہی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔

اسکندریہ۔ ڈاکٹر حافظ بے عفیفی وزیر خارجہ نے معاہدہ کی دعوت کے متعلق مصری حکومت کے جواب سے امریکہ کے نمایندہ کو مطلع کردیا ہے۔ جواب میں مصر کی پابندی کا اعلان کیا گیا ہے صرف اسلئے نہیں کہ "امن سے محبت مصریوں کا قومی شعار ہے" بلکہ اسلئے بھی کہ "مصر کی سعی ترقی کیلئے امن بہت ضروری ہے۔ لیکن معاہدہ امن کی مصری پابندی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس نے کل مندرجہ مستثنیات کو بھی تسلیم کرلیا ہے۔

آستانہ۔ پہلی ترکی لغت میں جو نئے لاطینی حروف میں شائع ہوگی ساٹھ ہزار الفاظ ہونگے۔

جدہ۔ حکومت روس کے جہاز پر ایک روسی تجارتی وفد یمن پہونچا ہے۔ دوران قیام یمن میں وفد کے ممبر امام کے مہمان رہینگے اور اپنی اشیا کو فروخت کرنیکے بعد ہی وہ ملک سے چلے جائیں گے۔

انگورہ۔ آج عصمت بک نے وزیر ایران متعینہ انگورہ سے ملاقات کی۔ گفتگو عراق اور ایران کے تعلقات پر ہوئی۔

سودیٹ حکومت روس نے ترکستان کے افسران حکومت کو حکم دیا ہے کہ اسلامی اوقاف بحق حکومت ضبط کرلئے جائیں۔

برید فرنگ

لندن۔ حکومت برطانیہ نے شاہ البانیہ کو بادشاہ تسلیم کرلیا۔

تار کی بین الاقوامی کانفرنس نے اپنے جلسہ میں مخفف الفاظ کی موجودہ شرح میں یوروپ کیلئے دو تہائی اور یوروپ سے باہر کے لئے ایک تہائی کی کمی کی تجویز کو منظور کرلیا۔

لندن۔ لیڈی سائمن، مسز اٹیلی، مسز ہارٹ شارن، اور مسز لین فاکس بھی اپنے شوہروں کے ساتھ ہندوستان آرہی ہیں۔

لندن۔ امسال آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان میں پانچ انگریز اول آئے اور پنجاب کے امیدواروں میں سے بارہ ہندوستانی کامیاب ہوئے

رومہ۔ سینیور مسولینی اور ایم وینیزیلاس کے مابین دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کیلئے ایک معاہدہ پر دستخط ہوگئے۔

لندن۔ سر اتول چندر چٹرجی ہندوستانی ہائی کمشنر برلن اور وارسا بدیں غرض جارہے ہیں کہ مزدوروں کی بین الاقوامی کانفرنس کی مجلس عاملہ میں شریک ہوں۔

جنیوا۔ مجلس اقوام کی نئی عمارت کی تعمیر کے متعلق ہیرن اڈاچی کی صدارت میں پانچ ارکان کی جو کمیٹی مقرر کیگئی ہے اس نے اریانہ پارک میں نئی عمارت بنانے کی سفارش کی ہے اور جمعیۃ اقوام کی مجلس منیزانیہ نے اس سفارش کی تصدیق بھی کردی ہے۔

لندن۔ سر فلپ ساسون وزیر طیران ہوائی جہاز کے ذریعہ شاہی ہوائی دستہ کے اسٹیشن مالٹا کے معائنہ کیلئے روانہ ہونگے اور اسکے بعد مشرق وسطی عراق اور ہندوستان کا دورہ کرینگے۔

لندن۔ عام طور پر یہ خیال ہے کہ لارڈ برکنہیڈ اسوقت تک وزیر ہند رہینگے جبتک کہ موجودہ وزارت کی میعاد ختم نہ ہو جائے۔ بشرطیکہ مسٹر بالڈون اسکی خواہش کریں۔

لندن۔ حکومت برطانیہ نے ثروت پاشا کے انتقال پر حکومت مصر کے پاس ہمدردی کا پیام بھیجا ہے۔

اسٹاکہام۔ شاہ سویڈن کے ولیعہد کو جنکی عمر ابھی صرف سولہ سال کی ہے بغیر لائسنس موٹر چلانے کے جرم میں پانچ سو کرون جرمانہ کی سزا دی گئی۔

مکرانہ میں فساد

مم

مکرانہ (مارواڑ) میں سخت ہندو مسلم فساد ہوگیا جسمیں مکرانہ کے ٹھاکر، پیش امام مسجد اور متعدد ہندو مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ تفصیلات کا انتظار ہے۔

جیپور میں آل انڈیا کرکٹ ٹورنامنٹ

جے پور۔ یکم نومبر ۱۹۲۸ء سے ریاست جیپور میں آل انڈیا کرکٹ ٹورنامنٹ بسرپرستی حکام ریاست شروع ہوگا۔ راجپوتانہ کی جملہ ٹیموں کے علاوہ دیگر مقامات سے بھی ٹیموں کے آنے کی امید ہے۔

اخبار الھند

کلکتہ۔ طلباے بنگال کی کانفرنس میں منجملہ دیگر تجاویز کے کامل آزادی، دیہاتوں میں ابتدائی تعلیم کے مدارس، سائمن کمیشن کے تقرر پر احتجاج، مسودہ قانون کلکتہ یونیورسٹی کی حمایت، اور بنگال آرڈیننس کی مخالفت کی تجویزیں بھی منظور کی گئیں۔

شملہ۔ جمعیۃ مقننہ نے پریسیڈنٹ پٹیل کے فیصلہ کن ووٹ سے مسودہ قانون حفظ عامہ (بالشویکی مسودۂ قانون) کو نامنظور کردیا۔ دونوں جانب کے ووٹ مساوی یعنی ۶۱-۶۱ تھے۔

بمبئی۔ مسٹر شعیب قریشی نے آل پارٹیز کانفرنس کی مجالس اساسی سے استعفیٰ دیدیا۔ آپکا بیان ہے کہ گذشتہ تجربات سے مجھکو اب اسکی جرأت نہیں ہوتی اور نہ اسکی مجھے امید ہے کہ مجلس کے سامنے جو قابل حل اہم مسائل ہیں انکے حل کرنیمیں میری موجودگی سود مند ہوگی۔

نینی تال۔ ہز اکسیلنسی گورنر بہادر نے راجہ جگن ناتھ بخش سنگھ صاحب وزیر تعلیم صوبجات متحدہ کا استعفیٰ منظور کرلیا۔

پٹنہ۔ ہز اکسیلنسی وائسرائے بہادر ۴ر نومبر کو پہلی مرتبہ سرکاری حیثیت سے پٹنہ تشریف لیجائیں گے اور دوران قیام میں سائنس کالج، جنرل شفاخانہ، اور کتب خانہ خدابخش کی عمارتوں کا افتتاح کرینگے۔

اٹاوہ۔ ڈسٹرکٹ بورڈ نے اپنے جلسہ میں یہ طے کیا ہے کہ دفتر پر قومی جھنڈا نصب کیا جائے۔

شملہ۔ ہز اکسیلنسی وائسرائے بہادر نے مرکزی سائمن کمیٹی کے لئے حسب ذیل ممبروں کو نامزد کیا ہے۔ سر سنکران نائر اس کمیٹی کے صدر ہونگے۔ (۱) سردار شب دیو سنگھ اوبرائے (۲) سر ذوالفقار علیخاں (۳) سر ہری سنگھ گور (۴) ڈاکٹر سہروردی (۵) مسٹر کیکا بھائی۔ (۶) راؤ بہادر ایم۔ سی۔ راجہ علاوہ بریں کمیٹی کے دیگر ممبر سر آرتھر فروم اور راجہ نواب علیخاں ہیں۔

کانپور۔ باشندگان ریاستہائے وسط ہند کی کانفرنس ۲۷ر ۲۸ر ستمبر کو جھانسی میں ہونیوالی تھی وہ غیر معین وقت کے لئے ملتوی ہوگئی۔

نینی تال۔ مسٹر وجے پال سنگھ سوراجی کی تحریک پر قحط سے کاشتکاروں کو بچانے کیلئے گورنمنٹ نے مزید دس لاکھ روپیہ کی امداد کا وعدہ کیا ہے۔

نینی تال۔ معلوم ہوا ہے کہ امسال جمعیت تبلیغ الاسلام صوبجات متحدہ کا سالانہ اجلاس ۷۔ ۸۔ اور ۹ نومبر ۱۹۲۸ء کو خورجہ ضلع بلند شہر میں منعقد ہوگا۔ مجلس استقبالیہ نے اپنے اجلاس میں مولانا حسین احمد صاحب مدنی دیوبندی کو صدر جلسہ منتخب کرکے قبول صدارت کی درخواست کی ہے۔

ہز اکسیلنسی گورنر بہادر یو۔ پی۔ ۷ر نومبر کی صبح کو بنارس جائیں گے اور مہاراجہ بنارس سے ملنے کے بعد ایک اسلامی یتیم خانہ کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

نمبر ۸	اجمیر القدس - ۲۷ - ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء - یوم جمعہ	جلد ۱

جواہر پارے

(از شاہ الملک فطرت قلم جناب تمیر احدی اجمیری)

زینت پہ مسلمان مٹے جاتے ہیں ناحق ۔۔۔ چالیس میں اب اہل دول رہ گئے ہیں
رسموں نے گر رکھا ہیں شادی و غمی کی ۔۔۔ چکی کے دو پاٹ انہیں پیس رہے ہیں

دیکھ کر نازک مسلمانوں کا حال ۔۔۔ گر رہی ہے فوج اعدا ٹوٹ کر
دشمنان دین کیا واقف نہیں؟ ۔۔۔ تیز ہو جاتا ہے شیشہ ٹوٹ کر

ادنیٰ بھی سمجھتا ہے ہمکو گری نظر سے ۔۔۔ اب ایسے گر گئے ہم اللہ تیری قدرت
اک جان ناتوان پہ دو طاقتوں کے حملے ۔۔۔ آتش بدل پڑی ہے چین جیسی حکومت

دین و دنیا کا کریں کام مسلماں ملکر ۔۔۔ یہی اسلام کا مقصد ہے یہی ہے تعلیم
ایک اس شکل سے ہو فرقۂ اسلامی ۔۔۔ جسطرح حرفوں سے مربوط ہے لفظ "تنظیم"

رُشد و ہدایت

اَربعۃٌ اشیاءَ قلیلُہا کثیرٌ الوجعُ والفقرُ والنّارُ والعداوۃ

(عن امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ)

تشریح - درد، مفلسی، آگ، اور دشمنی ان چار چیزوں کی کمی بھی زیادتی ہے۔

مجھکو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کیلئے (معینی مدظلہٗ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ - ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۸

فسادات جودھپور

فرقہ وارانہ فسادات کی مسموم ہوا سمجھ میں نہیں آتا کس بُری اور منحوس گھڑی سے ہندوستان میں چلی کہ کسی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی اور بمصداق "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" جسقدر بھی تدبیریں اسکے دفعیہ کی کیجاتی ہیں۔ اُسیقدر یہ روز بروز زور پکڑتی اور پھیلتی جاتی ہے۔ بظاہر اس ناکامی کا سبب اسکے اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا کہ یا تو مرض کی تشخیص غلط ہوئی اور دوا نے اُلٹا اثر کر کے مرض کی جڑیں اور مضبوط کر دیں اور یا حاذق معالجین نے اپنی ذاتی اغراض اور منافع کے لحاظ نسخے میں کچھ ایسے اجزا بھی ملا دیئے جو بظاہر تو نفع بخش معلوم ہوتے ہیں لیکن درحقیقت اس پردہ میں وہ مرض کو اور زیادہ بڑھا کر مریض کو اندر ہی اندر گھلاتے اور قعرِ ہلاکت کی طرف گھیسٹتے لئے چلے جا رہے ہیں۔

اب تک تو یہ وبا صرف ہندوستان کے اُسی حصہ میں محدود تھی جو گورنمنٹ آف انڈیا کے تحت میں ہے لیکن اب اس سے بھی زیادہ تشویش انگیز اور افسوس ناک صورتِ حال جو پیدا ہوگئی ہے وہ یہ کہ کچھ عرصہ سے اسکا اثر ریاستوں میں بھی ہو چلا ہے اور بعض ریاستوں مثلاً بھرت پور وغیرہ میں تو اس کے جراثیم اس کثرت سے پھیلے کہ اُنھوں نے ریاست کی بنیادیں ہی ہلا دی اور اس عبرت انگیز انقلاب نے اُن کی حالت کچھ اس درجہ خراب کر دی ہے کہ بظاہر اُن کے سُدھرنے کی اب کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اس ہلاکت آفرین وبا کی پیدایش کے اسباب اور اس کے دفعیہ کی تدابیر کے متعلق تو ہم انشاء اللہ کسی آیندہ اشاعت میں بالتفصیل بحث کریں گے۔ اس وقت ہم کو خاص طور پر ریاست جودھپور کے فسادات کے متعلق کچھ تحریر کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ یہاں کے فسادات میں بھی حقیقتاً وہی سنگھٹنی ذہنیت کام کر رہی ہے جو عموماً ہندوستان اور بعض دیگر ریاستوں میں پھیلی ہوئی ہے یا اس پردہ میں اپنے ذاتی مفاد کی خاطر کوئی دوسری امن سوز اور منظم جماعت کارفرما ہے۔

ریاستہائے راجپوتانہ میں ریاست جودھپور اپنی رواداری، بے تعصبی اور اپنی رعایا کے ساتھ بلا لحاظ فرقہ و مذہب یکساں منصفانہ برتاؤ کی وجہ سے ہمیشہ مابہ الامتیاز رہی ہے اور اس کو والیان نے بشمول موجودہ مہاراجہ سر امید سنگھ جی بہادر ہمیشہ اپنی ہندو اور مسلم رعایا کو بلا ترجیح ایک نظر سے دیکھا ہے اور اپنی بے تعصبی اور عدل گستری کی وجہ سے وہ ہمیشہ اپنی رعایا میں ہردل عزیز رہے ہیں۔

ایسی صورت میں خاص شہر جودھپور اور پھر اسکے بعد ہی مکرانہ میں دو سخت ہندو مسلم فسادات کا ہو جانا نہ صرف یہ کہ سخت تعجب انگیز اور حیرت خیز اور دیگر بھی خواہان و ہمدردانِ ریاست کیلئے موجب اندوہ و ملال ہے بلکہ ریاست کے دامن پر ایک ایسا نہ مٹنے والا دھبہ ہے جو نہ صرف ریاست کی مذکورہ بالا شاندار روایات کو معرضِ خطر میں ڈالدیگا بلکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ اگر یہی ناگوار صورتِ حال باقی رہی تو ریاست جودھپور کی بھی آگے چل کر کہیں وہی حالت نہ ہو جائے جو بھرت پور وغیرہ کی ہوئی ہے۔

جہانتک ہمکو مؤثق و معتبر ذرائع سے ان فسادات کے حقیقی علل و اسباب کا پتہ چلا ہے وہ یہ ہیں کہ ریاست کے اُن چند سابقہ ملازموں کی ایک غدار اور نمک حرام پارٹی، (جنکے ریاست پر بہت زیادہ حاوی ہو جانے کی وجہ سے ریاست میں سخت بدانتظامی پھیل گئی تھی اور انکے جبر و ظلم، ناجائز دباؤ اور دیگر ذاتی خرابیوں کیوجہ سے رعایائے مارواڑ بھی اُن سے سخت بیزار اور نالاں تھی اور انکی انہیں بدانتظامیوں اور خرابیوں کیوجہ سے ہز ہائینس مہاراجہ بہادر نے یورپ سے واپس آکر انکو ریاست سے علیحدہ کر دیا تھا اور از سرِ نو ریاست کے تمام شعبہ جات کی اصلاح شروع کر دی تھی) نے اپنا انتقام لینے کے لئے ہز ہائینس کے خلاف ایک باقاعدہ ناپاک سازش شروع کر دی ہے اور مہاراجہ کو بدنام اور ریاست کے امن کو خطرہ میں ڈالنے کیلئے اس نے اپنے بدمعاش ایجنٹ ریاست کے ہر ہر مقام پر بھیجدیئے ہیں جو مختلف طریقوں سے وہاں کے باشندوں کو مشتعل کر کے اس قسم کے فرقہ وارانہ فساد پھیلاتے رہتے ہیں چنانچہ انہیں کی ناپاک کوششوں کا دوسرا عملی ظہور جودھپور کے بعد مکرانہ کے موجودہ ہولناک ہندو مسلم فساد کی صورت میں ہوا۔

ضرورت اور سخت ضرورت ہے کہ موجودہ مدار المہام و عہدہ دارانِ کارکنانِ ریاست جلد تر اس ناگوار صورتِ حال پر اپنی توجہ مبذول کریں اور خصوصاً اس صورت میں کہ مہاراجہ بہادر ریاست میں موجود نہیں ہیں انکی فرض شناسی اور نمک حلالی کا یہ اقتضا ہے کہ وہ جلد از جلد اس قسم کے شریر اور بدباطن لوگوں کا پتہ لگا کر انکا ریاست سے استیصال کریں اور فسادات جودھپور و مکرانہ کے حقیقی مجرمونکو (جنکے متعلق بوثوق یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہندو ہیں اور جنہوں نے اپنی کثرت کے زعم اور ریاست کی طرفداری کے خیال سے دل کھول کر مسلمان پر انتہائی ظلم کیا ہے) عبرتناک سزائیں دیکر اپنے عدل و انصاف کیساتھ ساتھ مہاراجہ بہادر کی ہر دلعزیزی و نیکنامی اور ریاست کی شاندار روایات کو بدستور قائم و برقرار رکھیں۔

مہاراجہ بہادر کے موجود نہونے کی وجہ سے چونکہ ہمکو یہ توہی اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ مبادا فسادات کے مقدمونمیں انصاف نہ برتا جائے اور حکام ریاست بھی سنگھٹنی فضا سے متاثر ہو جائیں اس لئے ہم صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر راجپوتانہ کیخدمت میں بھی یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ بھی اس طرف خاص طور پر اپنی پوری توجہ مبذول فرمائیں تاکہ وہ مظلوم اور ناکردہ گناہ مسلمان جو پہلے ہی سے ان فسادوں میں بہت کافی نقصان جان و مال اُٹھا چکے ہیں اب مزید ظلم و ستم اور ناانصافی کے شکار نہ بن سکیں۔

لمحاتِ فکریہ

اجمیر میونسپل بورڈ کی بدانتظامیاں

۱۴ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے اخبار "پاینیر" الہ آباد میں اجمیر میونسپلٹی کی انتظامی کوتاہیوں اور خرابیوں کے متعلق ایک مراسلہ شائع ہوا ہے اس مراسلہ میں نامہ نگار نے میونسپل کی انتظامی خرابیوں کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے ہمکو اس سے بالکل اتفاق ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ممبرانِ میونسپل بورڈ ضرور اس طرف توجہ کریں گے اجمیر میونسپلٹی کے الیکشن کا زمانہ اب بہت قریب ہی اسلئے وہ لوگ جو آیندہ انتخابات میں کسی حلقہ کی ممبری کیلئے اُمیدوار ہوں انکو بھی اپنا نامینیشن داخل کرنے سے پہلے یہ غور کر لینا چاہیئے کہ اگر وہ درحقیقت ان خرابیوں کا انسداد کرنے کی کوشش کرینگے جو آج دنیا کے روبرو یہاں کی میونسپل کی پیشانی کیلئے داغ بدنامی و رسوائی بنے ہوئے ہیں تو انکو انتخاب کیلئے کھڑا ہونا چاہیئے اور اگر انکا مقصد صرف یہ ہے کہ تین سال کی عارضی مدت کیلئے ہر ہفتہ کرسی نشینی کا اعزاز ملجائے تو اس سے یہی بہتر ہوگا کہ وہ حصولِ عزوجاہ کیلئے کوئی اور میدان تلاش کریں۔ دوسرے ہم سبھی ہماری درخواست ہے کہ وہ ہرگز کسیکی شخصیت کی دباؤ یا دوستانہ رعایت یا روپیہ کی

رموز و نکات

مولانا سید برکات احمد صاحب ٹونکی مرحوم کی وفات تاریخ راجستان کا ایک المناک ترین حادثہ تھا، ہمارے صوبہ کے مشہور قومی شاعر نثار الملک تحیر احمدی دنیا کے اکثر اہم واقعات کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں وہ بھلا اسوقت کیوں خاموش رہتے، انہوں نے مولانا کی تاریخ وفات قرآن شریف کی اس آیت سے نکالی "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" جس سے ۱۹۲۸ عیسوی نکلتے ہیں، یہ تاریخ آستانہ میں شائع ہوئی،

مگر ایک ہفتہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ ایک مقامی معاصر نے "تعمیر ٹونک" کی جانب منسوب کر کے مولانا کی تاریخ وفات کے دو مادے شائع کئے منجملہ انکے ایک تو یہی "کل نفس ذائقۃ الموت" تھا اور دوسرا "رحمۃ اللہ و برکاتہ" جس سے ۱۳۴۷ھ نکلنا بیان کیا گیا تھا،

اب نہ معلوم یہ میر صاحب کے مادۂ تاریخ کا اس "نئی روشنی" میں دن دہاڑے ڈاکہ ہی یا توارد مگر چونکہ میر صاحب کی تاریخ پہلے شائع ہو چکی تھی اسلئے یہ تو یقین ہی کہ میر تو ہمارے میر صاحب ہی رہیں گے، مگر شیت کی چیرہ دستی دیکھو کہ دوسرا مادۂ تاریخ بھی صحیح نہیں ہی اسلئے کہ "رحمۃ اللہ و برکاتہ" سے ۱۳۴۷ھ نہیں بلکہ ۱۳۴۸ھ نکلتے ہیں، اگر "تعمیر" صاحب ذرا اور بصیرت سے کام لیتے تو یہ تاریخ یوں ٹھیک ہو جاتی "۔ رحمۃ اللہ و برکتہٗ"

اتنا ضرور ہے کہ اسمیں وہ خوبی باقی نہیں رہتی،

کہاں آپ اور کہاں یہ سیاسیات ملکی کی خشک ٹھوس اور سنگلاخ چٹانیں اور بنجر میدان، ابھی تک آپ نے صرف فرہاد و مجنوں کے قصے دہرائے ہیں یا گل کی ہمزبانی و بلبل کی ترجمانی کی ہی اور آپکی حالت اپنی زبان حال سے کہہ رہی ہے۔ ابھی ہوں تام خدا میں غنچہ نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے۔

اور ادہر آپ نے میدان سیاست میں قدم رکھدیا ذرا سنبھل سنبھل کے پاؤں رکھئے کہیں ڈگمگا نہ جائے، آہستہ آہستہ چلئے کہیں قدم نہ لڑکھڑا جائے کیونکہ یہ مقام سیاست ہے، یہاں بڑے بڑے دنگی پر چلتے ہیں۔ چہ جائیکہ آپ۔ کے آمدی و کے پیر شدی،

یہ بھی آپکی طفلانہ ہٹ ہی کہ ہم تو "موتی لال نہرو" کی رپورٹ کو سمجھتے ہی ہیں، اچھا صاحب ہم نے بھی مانا کہ آپ صرف اسکو سمجھتے ہی نہیں بلکہ اگر چاہیں تو اس سے بھی بہتر رپورٹ تیار کر سکتے ہیں، بھلا ہمکو آپکے علم و فضل سے کب انکار تھا اور ہی بلکہ آپ کہیں تو ہم آپکو باقاعدہ یہ اقرار نامہ رجسٹری کرا دیں کہ آپ آٹھوں گانٹھ کمیت ہیں یعنی اردو، فارسی، عربی، ترکی، تو آپکی کنیزیں ہی ہیں اور اسکے علاوہ انگریزی، جرمن، فرنچ، لاٹین، گریک، سنسکرت، پراکرت، بھاشا، مرہٹی، گجراتی، بنگلہ وغیرہ وغیرہ سب آپکی خانہ زاد ہیں یعنی آپ کی مادری زبانیں ہیں۔

مگر ذرا یہ تو بتلا دیجئے کہ نہرو رپورٹ میں جس (ADULT SUFFRAGE) کا ذکر ہی یہ کس چڑیا کا نام ہی اور کہاں کے عجائب خانہ سے دستیاب ہوگی، مگر اپنی لغت دانی کے بھروسہ پر جواب دیجئے، "ڈائرکٹر آف پالیسی" یا "مشیر سیاسی" سے پوچھنے گچھنے کی شرط نہیں بدی ہی، "س"

مقالات خصوصیہ

سائنس کے آستانہ پر روشنی کا نذرانہ

(از سید الیاس رضوی اجمیری)

اپنی محیر العقول قوتِ رفتار کی وجہ سے روشنی انسان کیلئے بہت کارآمد ثابت ہوئی ہی اور ماہرین سائنس نے اسکو کام میں لانے اور اسکی رفتار سے استفادہ حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، اوقات کا تمامتر انحصار محض روشنی پر ہے کیونکہ رصدگاہوں میں جب دوربینوں سے اجرام فلکی کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اسوقت جو روشنیاں نظر آتی ہیں انہیں سے دنیا کی گھڑیوں کا وقت ملایا جاتا ہی، اگر آج دنیا سے روشنی معدوم ہو جائے تو صرف اسی بات کا اندیشہ نہیں ہی کہ ہماری دنیا سر تا سر ظلمت کدہ بنجائے گی بلکہ اور بیشمار عجیب و غریب تغیرات پیش آنے اور اہم ترین حادثات واقع ہونیکا بھی خطرہ ہی، اگر ابھی روشنی کافور ہو جائے تو چند ہی لمحات نہ گذرینگے کہ دنیا سرد ہونی شروع ہو جائیگی اور ایک ہفتہ کے اندر ہی اندر برودت اس حد پر پہونچ جائیگی کہ کرۂ زمین کی ہر چیز منجمد اور ٹھٹھری ہوئی ملیگی، موٹروں کی نقل و حرکت قطعی بند ہو جائیگی کیونکہ سائنٹفک تحقیقات کا ماحصل یہ ہی کہ جب تک روشنی کی چند شعاعیں سلنڈر میں داخل نہوں اور گیسولین کی گیسوں پر اثرانداز نہوں اس وقت تک انجن کام نہیں کر سکتا، ایسی حالت میں ریڈیو سیٹ بھی بیکار رہیں کیونکہ دراصل ریڈیو بھی بذات خود ایک قسم کی روشنی ہی ہی، اس نظریہ کے متعلق ڈاکٹر آرنسٹ فاکس نکوس نے عملی تجربات کئے، اس نے روشنی ناپنے کے آلوں سے ریڈیو کی لہروں کو ناپا تو یہ دریافت ہوا کہ ریڈیو کے آلات میں بھی روشنی کی شعاعیں ہیں اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ روشنی اور ریڈیو ایک ہی ہیں، ریڈیو کی لہروں اور نظر آنیوالی روشنی کی شعاعوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ سمندر کی لہروں اور کسی برتن میں بھرے ہوئے پانی کے بلبلوں میں، ریڈیو کی لہریں روشنی کی لہروں سے طوالت میں زیادہ ہوتی ہیں، مرئی روشنی کی شعاعیں اسقدر چھوٹی ہوتی ہیں کہ تیس چالیس ہزار ملکر ایک انچ ہوتی ہیں انکے اور ریڈیو کی مختصر ترین لہروں کے مابین گرمی اور جنرل فری کی "تاریک روشنی" یعنی غیر مرئی روشنی کی لہریں ہوتی ہیں "تاریک روشنی" میں ایک خاص قسم کی شعاعیں ارغوانی شعاعیں کہلاتی ہیں اور عام طور پر بعض امراض کا انسے علاج بھی کیا جاتا ہی اور ان ہی شعاعوں کے ذریعہ سے ایک عرق بھی تیار کیا جاتا ہی کہ اسکو چہرہ پر ملنے کے بعد آفتاب کی حدت قطعاً اثر نہیں کرتی، شعاعوں میں طوالت کے لحاظ سے سب سے زیادہ مختصر لہریں "ایکس ریز" کی ہوتی ہیں جنکے ذریعہ سے آجکل عام طور پر ڈاکٹر جسم انسان کے اندرونی حصہ کا معائنہ کرتے ہیں،

سائنس کی جدید دریافتوں نے یہ حقیقت واضح کر دی ہی کہ دنیا میں بعض ایسی روشنیاں بھی موجود ہیں جنکو انسان کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ جنگ عظیم کے دوران میں امریکن بیورو آف اسٹنڈرڈس کے ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو کولنٹز نے ایک "سیاہ روشنی" دریافت کی تھی کچھ عرصہ ہوا مشہور فرنچ ماہر سائنس جنرل گستاؤ فری نے جو جمہوریہ فرانس کے محکمہ ریڈیو کے افسر اعلیٰ تھے یہ دریافت کیا کہ غیر مرئی روشنیوں کی شعاعیں ایک مقام سے دوسرے مقام کو روانہ کیجا سکتی ہیں اور معمولی سرچ لائٹ کی طرح ان تاریک شعاعوں کے ذریعہ بھی بذریعہ سگنل نامہ و پیام ممکن ہی۔ مرئی شعاعوں میں ایک نقص یہ بھی ہی کہ بعض اوقات دشمن کی جماعت اسکے اشارے معلوم کر کے راز سے واقف ہو سکتی ہی لیکن اس "تاریک روشنی" کی غیر مرئی شعاعیں دشمن کو نظر نہیں آسکتیں اسلئے انسے اس قسم کا خطرہ نہیں پیدا ہو سکتا کہ دشمن راز معلوم کر لیگا، یورپ امریکہ کے بڑے بڑے ماہرین سائنس ان تاریک روشنیوں کے متعلق برابر عملی تجربات میں مصروف ہیں اور انکو کامیابیاں ہو رہی ہیں، جان ہاپکنس یونیورسٹی (ریاستہائے متحدہ امریکہ) میں علم طبیعیات کے پروفیسر آر۔ ڈی وڈ نے ایک رات اپنے تمام احباب کو چند جدید سائنٹفک تحقیقاتوں کے نتائج کا مشاہدہ کرنے کیلئے اپنے دار التجربہ (لیبوریٹری) میں مدعو کیا۔ دار التجربہ کا کمرہ بالکل اندھیرا تھا، پروفیسر کی میز پر صرف ایک لیمپ رکھا ہوا تھا، یہ لیمپ روشن تھا مگر اسکی روشنی کسی جانب بھی منعکس نہیں ہوتی تھی، دوران گفتگو میں پروفیسر موصوف نے اس لیمپ کا رخ اپنے ایک دوست کی جانب پھیر دیا تو اس شخص کے دانتوں میں نہایت ہلکے سبز رنگ کی ایک تیز چمک پیدا ہو گئی، حالانکہ لیمپ سے کوئی شعاع باہر نکلتی ہوئی معلوم نہیں ہوتی تھی، یہ سب انہی تاریک شعاعوں کا کرشمہ تھا، ابھی کچھ دنوں پہلے نیویارک (امریکہ) کی ایک سڑک میں تاریک شعاعوں سے موٹر شماری کا کام لیا گیا تھا "فوٹو الیکٹرک سل" کے ذریعہ روشنی بجلی کی صورت میں تبدیل ہو سکتی ہے پہلے جنرل فری کی تازہ تحقیقات کے مطابق سڑک کے کنارے غیر مرئی روشنی کی شعاع دوڑائی گئی جس نے فوٹو الیکٹرک سل میں داخل ہو کر بجلی کی شکل اختیار کر لی، اس سڑک پر سے ہر ایک گذرنیوالی موٹر روشنی کی شعاع سے ٹکراتی تھی، اس ٹکر سے بجلی کی لہروں میں حرکت پیدا ہوتی تھی اور بیٹری کے قریب آلہ لگا ہوا موٹر شمار کرتا جاتا تھا۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

مکاتبات و مراسلات

(ایڈیٹروں کا نامہ نگاروں سے متفق الرائے ہونا ضروری نہیں)

مکرمی اڈیٹر صاحب اخبار آستانہ اجمیر السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہٗ
برائے نوازش کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق اپنی رای کا اظہار
فرمائیں کہ یہ کیا سنت الجماعت کے لئے قابل عمل ہوسکتی ہے
یا نہیں امید ہے کہ جلد از جلد اپنی رائے آستانہ میں شائع فرماکر
مشکور فرماویں کیونکہ مالوہ اور خاصکر اجین میں مسلمانوں میں اس
کتاب کی وجہ سے بہت کچھ جھگڑے ہو رہے ہیں - ایک گروہ
کہتا ہی کہ کتاب مذکور قابل عمل نہیں ہے دوسرا گروہ کہتا ہی
کہ کتاب قابل عمل ہی مولانا محمود احمد نانوتوی اور انکا گروہ
کتاب مذکور کو مسلمانوں کے لئے واجب العمل سمجھتا ہے - اور
مفتی مقبول حسین صاحب گوالیاری اور مولانا عبد الکریم
صاحب چتوڑی اور محمد الیاس صاحب سرحدی کتاب مذکور کو
مسلمانوں کے لئے سم قاتل بتاتے ہیں - اسلئے جناب سے استدعا ہی
کہ اپنی رائے ظاہر فرماکر اس جھگڑے کو ختم کردیں -

سید یاد علی بقلم خود مقیم اجین

جناب اڈیٹر صاحب - تسلیم - مضمون مندرجہ ذیل اپنے اخبار
گوہر بار میں درج فرماکر ممنون فرمایئے -

طفل تسلی

دنیا کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہی

اخبار اتفاق مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۸ء میں جو مضمون آل پارٹیز
کانفرنس لکھنؤ کے سلسلہ میں جناب پنڈت ارجن لال صاحب سیٹھی
نے مسلمانوں کے حق میں ہنود کو انتخاب رکنیت اسمبلی کے مسئلہ
میں ایثار سے کام لینے کی نسبت مرہون قلم کیا ہی جسکی چند سطور
ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہیں کہ اسمبلی میں ایک ہی نمایندگی ہمکو ملی ہی
اور گذشتہ دو سالوں میں ہندو مسلم جو برتاؤ کر رہا ہے ہنود کی
اکثریت نے مسلمانوں کی پسند و خواہش کا قطعی خیال نہ رکھا
جس سے مسلمانوں میں کافی ناراضگی پھیلی ہوئی ہے جس کی
تلافی جناب موصوف اسطرح فرماتے ہیں کہ ہندو مسلمان باری
باری انتخاب میں اپنی پسند کا نمایندہ بھیجنے کا سمجھوتہ کرلیں جناب
موصوف کے اس اخلاص و ہمدردی کا مشکور ہونا بیجا نہوگا مگر
کیا خوب تلافی ہے ؎

ستم سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

یعنی مسلمان بہ لحاظ اقلیت اسمبلی میں منتخب ہونے سے
قاصر ہیں اور انکا انتخاب صرف ہنود کے رحم و استرضا پر
موقوف ہی ورنہ ہر نہج سے بلا استمداد ہنود انتخاب اسمبلی سے
محرومی ہی - ایسی حالت میں مسلمانوں کو اپنے اس سابقہ خیال
پکار بند ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں کی ایک مخصوص نشست ہو
اگر ایسا نہیں ہے اور ایک مخصوص نشست کی گنجائش مشکل ہو
تو اب از سر نو حکومت سے خواہش کرنا چاہئے کہ مسلمانوں کی
لئے ایک وقت کا تعین ہوجائے - تاکہ بلا استمداد و اجازت
ہنود مسلمانوں کا نمایندہ اسمبلی میں منتخب ہوسکے -

میں نہیں کہہ سکتا کہ جناب سیٹھی صاحب نے کس اعتماد و
اطمینان پر اس (سمجھوتہ) کا اظہار فرمایا جبکہ انتشار ناراضگی کا
اعتراف ہے اور کیا یہ صورت ممکن العمل ہو کر آیندہ مسلم حقوق
کی حفاظت کی ضمانت ہوسکتی ہی یا صرف سیاست ہی سیاست
ہے جہانتک خیال کیا جاتا ہے یہ خوش کن منظر محض واہمہ
اور خلاف تجربہ ہے یہ مشکل ہی کہ جناب موصوف کی اس غیر
مستقل رائے و خیال آرائی پر ہنود کاربند ہوں بقول مرزا صاحب

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

میرے نزدیک سیٹھی صاحب کی یہ رائے غالباً اسلئے ہو کہ نہرو رپورٹ
کو مسلمان قابل تحسین و عمل سمجھیں کہ جسمیں سراسر مسلم حقوق
کی پائمالی کیگئی ہے یا یہ وجہ ہو کہ اجمیر کی نمایندگی کے صلہ میں
حسن کارگذاری کا سرٹیفکٹ حاصل کرنا چاہتے ہوں - بہرحال
جناب موصوف آل پارٹیز کانفرنس لکھنؤ کے سلسلۂ بیان میں
جمعیۃ العلمائے ہند کا صرف نصب العین بیان فرماکر ساکت
ہوگئے حالانکہ جمعیۃ العلما کا پورا مقصد ادا کرنا چاہیئے تھا تاکہ
مسلمان اس دام فریب سے محفوظ رہتے یہ واقعہ ہے کہ جمعیۃ العلمائے
ہند نے آل پارٹیز کانفرنس لکھنؤ کو جو اطلاع بھیجی وہ بالکل
صاف و صریح ہی جس سے رپورٹ کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی
ہے ملاحظہ ہوں تجاویز جلسہ جمعیۃ العلمائے ہند بمقام فرنگی
محل لکھنؤ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۲۸ء جو زیر صدارت جناب مولانا
کفایت اللہ صاحب منظور ہوئیں - چند بطور بنا بر آگاہی تحریر
کی جاتی ہیں جس سے رپورٹ کے متعلق مجلس عاملہ جمعیۃ
علمائے ہند کی رائے کا اندازہ ہوسکتا ہی -

الفاظ تجویز (۱) بریکیٹ میں - (جمعیۃ العلمائے ہند کی
مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اس امر پر اظہار افسوس کرتا ہے کہ
آل پارٹیز کانفرنس کی رپورٹ کا کوئی نسخہ جمعیۃ العلمائے ہند
کو نہیں بھیجا اور نہ جمعیۃ العلمائے ہند کو آل پارٹیز کانفرنس
کی شرکت کے لئے دعوت دی اخبارات میں مکمل رپورٹ
شائع نہیں ہوئی اور نہ آل پارٹیز کمیٹی نے ہندوستانی زبان
میں اسکا ترجمہ شائع کیا) جمعیۃ العلمائے ہند نے بعد چند تجاویز
یعنی (شخصی استبداد صوبجاتی خود مختاری مسئلہ ہندو مسلم پنجاب
اور بنگال کی اکثر تعین مذہبی معاملات) وغیرہ کے بعد آل پارٹیز
کے (فیصلے کی حیثیت) اسطرح ظاہر کیا ہے (کہ ان مجمل اشارات
کے ساتھ اس جلسے کی قطعی رائے ہی کہ ان حالات میں کہ ۱۵ ار
اگست ۱۹۲۸ء کو رپورٹ شائع ہوئی اور آج ۲۷ ر اگست تک
بھی کسی ہندوستانی زبان میں اسکا مکمل ترجمہ شائع نہیں ہوا اور
ملک کی غالب اکثریت اسکے مضامین سے قطعاً ناواقف ہی
آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں اسپر کافی غور نہوسکے گا
اور نہ اس کانفرنس کا کوئی فیصلہ ہندوستان کی اکثریت کا فیصلہ
ہوگا -)

ہمکو جہاں تک معلوم ہوا مجلس خلافت و مسلم لیگ و نیز دیگر
مدبرین کشور ہند اس رپورٹ سے متفق معلوم نہیں ہوتے
ہیں لہذا مسلمانوں کو اپنے حقوق و مطالبات پر خود غور کرنا و
سمجھنا چاہیئے چنانچہ بموجب تجویز مسلمانان اجمیر جلسہ منعقدہ
۵ ر اگست ۱۹۲۸ء اجمیر میرواڑہ میں بھی سائمن کمیشن کمیٹی
کا تقرر ہوگیا ہے اس کمیٹی کے اراکین کا انتخاب ہو رہا ہے
تاکہ وہ اپنے مطالبات و حقوق سائمن کمیشن کے سامنے پیش
کرسکے - فقط (سید نور الحسن) اجمیر شریف

(بقیہ مضمون صفحہ ۳ ملاحظہ ہو)

روشنی کی حیرت خیز قوت رفتار کے متعلق شکاگو یونیورسٹی کے پروفیسر
ای مجلسن نے کیلیفورنیا میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر مسلسل تین سال تک
اپنا سلسلۂ تحقیقات جاری رکھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ روشنی ایک
سکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار تین سو میل کی مسافت طے کرسکتی ہے
یعنی جتنی دیر میں انسان اپنی پلک جھپکاتے اتنے دقفہ میں روشنی دو
یا تین مرتبہ تمام دنیا کا طواف کرسکتی ہی - اس نتیجہ حساب تک پہونچنے
کیلئے پروفیسر موصوف نے دو پہاڑوں کو تجویز کیا جنکا درمیانی فاصلہ بائیس
میل تھا، ایک پہاڑ پر پروفیسر مجلسن نے اپنا کیمپ نصب کیا، انکے
ساتھ ایک ہشت پہلو لٹو کی طرح گھومنے والا آئینہ تھا، اور ایک
بہت طاقت دار برقی لیمپ، دوسرے پہاڑ پر اس قسم کا ایک
دوسرا آئینہ نصب کیا گیا لیکن وہ متحرک نہیں تھا - گھومنے والے
آئینہ سے روشنی کی ایک شعاع مقابل پہاڑ کی جانب روانہ
کیگئی وہاں وہ دوسرے آئینہ سے ٹکرائی جس نے اسے معاً واپس
کردیا، پروفیسر مجلسن نے اس واپس لوٹنے والی شعاع کو اپنے
ہشت پہلو آئینہ پر لیا اسکے بعد انہوں نے یہ اندازہ کیا کہ جتنی
دیر میں شعاع آئینہ سے روانہ ہوکر پھر واپس آئی اتنے عرصہ میں
ہشت پہلو آئینہ نے کسقدر حرکت کی، آئینہ کی یہ رفتار معلوم
کرنیکے بعد انہوں نے سکنڈ کا وہ حصہ معلوم کیا جسمیں چوالیس
میل کی مسافت (آمد و رفت) طے کی تھی تو یہ نتیجہ برآمد ہوا
کہ ایک سکنڈ میں روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار تین سو میل
کی مسافت طے کرلیتی ہی - (سید الیاس رضوی)

تذکرۃ الاسلاف

محبوب الٰہی رض

(از مولینا خواجہ حسنی اجمیری)

(۸)

شیخ الاسلام کی کرامت

اورجب یہاں سے منتقل ہونیکی ضرورت لاحق ہوئی تو شادی گلابی کے مکان میں رونق افروزی فرمائی۔ ایک عرصہ بعد فرزندان شمس الدین شراب دار جو سلسلۂ غلامی میں منسلک ہو چکے تھے حاضر خدمت ہوئے اور عرض معروض کر کر بہ تعظیم تمام اپنے مکان میں لیگئے چنانچہ اس گھر کو سالہاسال تک اقامتگاہ ہونیکا شرف حاصل رہا اجودھن سے آنیوالے برادران طریقت خدمت میں آتے تھے تو اس دولت خانہ میں آتے تھے۔ اور یہیں قیام کرتے تھے۔

برکات شیخ الاسلام

یہ حقیقت تو پہلے آشکار ہو چکی ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے جب اپنے پیر و مرشد سے خصت اجازت حاصل کر کے دہلی میں قیام اختیار فرمایا تو دہلی سے تین مرتبہ اجودھن میں حاضر ہو کر سعادت پابوسی سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ تیسری بار شرف پابوسی حاصل کر کے جب سلطان المشائخ دہلی واپس ہوئے تو کچھ عرصہ کے بعد شیخ الاسلام کا مزاج ہمایوں ناساز ہوا۔ اور مرض روز بروز ترقی کرتا گیا یہانتک کہ اعزا و اقربا اور مریدین و معتقدین کو یقین کامل ہو گیا کہ عنقریب شیخ الاسلام اس عالم فانی سے رحلت فرمانے والے ہیں۔ اسی اثنا میں صاحب سیدالاولیا کے جد امجد سید محمد کرمانی دہلی سے اجودھن پہنچے۔ شیخ الاسلام کے دولتخانہ پر حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ حجرے کے اندر چارپائی پر شیخ الاسلام آرام فرما ہیں فرزندان ارجمند، اور مریدان با اخلاص چارپائی کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں، سید موصوف نے اشتیاق پابوسی کیلئے حجرہ میں داخل ہونا چاہا۔ شیخ الاسلام کے فرزندان رشید نے کہا کہ مزاج ہمایونی زیادہ ناساز ہے اسلئے باہر ہی بیٹھو۔ سید محمد کرمانی نے چند ہی صبر کیا۔ مگر ایک با خلاص مرید کا دل شیخ طریقت کی یہ حالت دیکھکر کیسے قابو میں رہ سکتا تھا۔ اٹھے اور حجرہ میں داخل پیرو مرشد کے قدموں سے لپٹ گئے شیخ الاسلام نے آنکھیں کھولدیں پوچھا کب آئے، کیسے ہو، سید موصوف دست بستہ عرض پرداز ہوئے کہ حضور کی دعا سے اچھا ہوں اور ابھی حاضر ہوا ہوں

سید محمد کرمانی یہ عرض کرنیکے بعد چاہتے تھے کہ محبوب الٰہی کی بندگی اور قدمبوسی عرض کردیں مگر اس خیال سے باز رہے مبادا میرا یہ فعل فرزندان شیخ کو ناگوار گزرے۔ اسلئے سلطان المشائخ کے ذکر کے بعد شیخ الاسلام کی جانب سے اُن کے حق میں نوازشہائے بے پایاں کا ہونا لازمی ہے۔ چنانچہ دہلی کے دوسرے مشائخ اور علما کی جانب سے سلام عرض کرنے کے بعد مزاج پرسی شروع کردی۔ اس اثنا میں خود شیخ الاسلام نے پوچھا کہ ہمارے مولینا نظام الدین اچھے ہیں، سید موصوف نے عرض کیا کہ خیریت سے ہیں۔ وہ ذات شیخ الاسلام کی یاد میں بسر کرتے ہیں انہوں نے قدمبوسی عرض کی ہے، ارشاد فرمایا کہ یہ جامہ، عصا، مصلیٰ ہمارے بعد مولینا نظام الدین کو دیدیا جائے یعنی ہمارے بعد ہمارے جانشین ہمارے وارث حقیقی مولینا نظام الدین ہیں۔ وذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

ایں دوست سر بہ ہمہ کس را ندہند۔

چونکہ فرزندان رشید بھی ہر طرح سے اپنے شیخ طریقت اور پدر بزرگوار کے قدم بقدم تھے اور اعمال و افعال میں شیخ الاسلام کی اتباع کرتے تھے اسلئے طبیعت انسانی کے مطابق اُن حضرات پر یہ امر کسی قدر گراں گذرا۔

ارادۃ اللہ غالب اللہ کی مشیت الٰہی کے آگے انسانی ارادے اور عزائم کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ خود شیخ الاسلام ابتدائی زمانہ میں دلسے یہ چاہتے تھے کہ اپنے بعد اپنا جانشین اور وارث اپنے چھوٹے فرزند ارجمند مولینا نظام الدین کو بنائیں۔ کاتب قدرت نے یہ نعمت سلطان المشائخ کے نصیب میں لکھدی تھی۔ اسلئے شیخ الاسلام نے بھی مرضی الٰہی کی موافقت کی۔ سلطان المشائخ کو اپنا خلیفہ مجاز بنایا۔

سلطان المشائخ کا سفر اجودھن

آخرہ محرم ۶۶۴ھ میں شیخ الاسلام نے وصال فرمایا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر سلطان المشائخ کو دہلی میں ملی۔ آپ نے بقصد زیارت فوراً اجودھن کا سفر فرمایا بمنزل مقصود پر پہنچے پیر و مرشد کے مزار پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی۔ پھر شیخ الاسلام کے دولت خانہ پر آئے۔ برادران طریقت سے ملاقات کی۔ مولینا بدرالدین اسحٰق نے حسب الارشاد شیخ الاسلام۔ جامہ، مصلیٰ، عصا، سلطان المشائخ کے حوالہ کردیا۔ سلطان المشائخ نے ایک ایک تبرک کو آنکھوں سے لگایا۔ اور اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہونے پر خدائے برتر کا شکر ادا کیا۔ کچھ دنوں تک شیخ الاسلام کی خدمت میں رہے۔ اور پھر واپس دہلی میں آکر سجادۂ طریقت کو زینت بخشی۔

مستقل قیام دہلی

اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد جب سجادۂ چشت پر جلوہ افروزی فرمائی۔ تو ایک عالم کو اپنا حلقہ بگوش غلام بنایا۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اپنے فیض عام سے ہدایت و ارشاد کے چشمے جاری فرما دئے۔ اگر ایک جانب دولتخانہ عالی فقرا و مساکین کا ملجا و ماویٰ تھا۔ تو دوسری جانب وابستگان مسند ولایت امرا، روسا، اور والیان ملک تھے۔ لنگر خانہ میں صبح سے لیکر شام تک ہزارہا فقرا کو کھانا تقسیم ہوجاتا۔ اور دنیا کو یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کہاں سے آیا اور کیسے خرچ ہوا۔ طالبان حق سعادت ملازمت حاصل کرنیکے لئے دور و دراز مقامات سے آتے تھے اور صرف ایک نظر کیمیا اثر سے سلوک کے تمام مدارج طے کرلیتے تھے۔ غرض دین و دنیا کے اس بادشاہ عالم پناہ کے در دولت پر اگر ایک جانب دنیا تقسیم ہوتی تھی تو دوسری جانب طالبان کمال کے لئے سامان آخرت بھی فراہم کیا جاتا تھا۔

حق یہ ہے کہ خانوادۂ چشت میں سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی ذات اقدس ایک ایسی ذات اقدس ہے کہ اصحاب سلسلۂ چشت جس قدر ناز کریں کم ہے۔

ما شئت قل فیہ فانت مصدق
والفضل یقضی والمحاسن تشھد

"معارف"

(از مولانا طفیل احمد صاحب عارف بدایونی)

خنجر بدست یار و مرا دل سپردہ اند — کارم بہ ہمت کف قاتل سپردہ اند
صد سالہ راہ را بہ دمے میروی شتاب — تا بے و طاقتے چہ بہ شاغل سپردہ اند
خوش طلعتاں بہ کاکل افشاندہ تا کمر — ہر بند عاشقاں بہ سلاسل سپردہ اند
طوفان زن ست گریۂ بیدل بزیر خاک — بنیاد غم بر آب تہ گل سپردہ اند
بے راہ بر بہ منزل مقصود کے رسد — ایں کار را بہ جذبۂ کامل سپردہ اند
معشوق را بدیدۂ عشاق بنگرید — حسن گلاں بچشم عنادل سپردہ اند
ساقی بہمت کہ فروشندہ کان مے — پرساختہ قرابہ بہ سائل سپردہ اند
ما ئیم و خاک پائے کسے در غم جنوں — کان پئے بہ پئے زرادہ بہ منزل سپردہ اند
شور جنون و عشق بتاں و غم معاش
عارف ہمہ معاملہ مشکل سپردہ اند

"ادبیات"

افسانہ

اندھوں کی بستی

(خاص "آستانہ" کے لئے)

ازجناب قیسی رامپوری

جہاں فہم کی تمام ذکاوتیں معذور اور ادراک کے تمام احساسات عاجز ہیں جس کے لئے لاتدرکہ الابصار دھو یدرک الابصار کہا گیا ہے جس کا مسکن تخیل کی بلند پروازی سے بھی بلند تر ہے۔ اس کو عقل کی پہنائیوں میں لانے کے لئے انسان کی ضعیف بشریت سے بھی اُسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے اُس فوق الکل ہستی کے وجود سے بہت سے ناسمجھ دماغ صریح انکار کرنے کی جرأت کر بیٹھے۔ زمانے نے ہزاروں فلاسفر پیدا کئے اور پھر جذب کر لئے مگر باریتعالیٰ کی ہستی کے ادراک میں کسیکا مقالہ رہبری نہ کرسکا۔

ذیل کا فسانہ کور باطن لوگوں کی حالت کا آئینہ ہے

(۱)

پچھلی دس صدی میں جبکہ تمدنی ضروریات و اقتصادی زندگی نام تھا حیات کے اُس آسان دور کا جس میں انسان تقلید کے خوش آیند استبداد اور حریصانہ ریس سے آزاد تھا، جزائر شمالی میں ایک نہایت دلکش خطہ جسکا پہلا نام ہمن اور بعد کو "اندھوں کی بستی" مشہور ہوا قدرتی مناظر۔ آب و ہوا کے حیات پرور اثر، اور تندرستی کے ہمہ اسباب کا قابض ہونے کے باعث وہ خطہ جسپر قدرت اتمام اکرام کرچکی ہو خیال کیا جاتا تھا۔

اس کی جغرافی شکل اسقدر معقول تھی کہ اگر آدم کی تمام ناخلف اولاد اپنی ہنگامی زندگی سے اس محفوظ جزیرہ کو ملوث کرنے کی کوشش کرتی تو قدرتی پاسبان (پہاڑ) اس کے منحوس قدموں کو کسی درہ کی راہ سے گزرنے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ بیرونی دنیا سے یہ بالکل ایک علیحدہ جزیرہ تھا جس کو جنوبی سمت سے صرف ایک خاکنائے ہماری دنیا سے ملاتا تھا۔ جس سے اسکی شکل جزیرہ نما کی سی بنگئی تھی۔

چند بار تحقیق پسند لوگ اس چشم خلائق سے پوشیدہ جزیرہ کا اندرونی راز معلوم کرنے کے درپے ہوئے مگر انکی متفقہ کوشش صرف بیکار ہی نہیں گئی بلکہ اور عازمانِ تحقیق کے لئے بھی پست ہمتی کا باعث ہوئی۔ سر بفلک کوہستانی حصار ایک امن پسند مخلوق کو مدت مدید سے اپنے دامن عاطفت میں سلئے بیرونی حملہ آوروں سے اسکی حفاظت کر رہا تھا۔ اس سنگین دیوار کا جسم اسقدر دبیز اور بلندی اسقدر غیر پیمانہ تھی کہ اُسکی پناہ گزین آبادی بلا خوف آلات پرواز جن کا اسوقت وجود بھی نہ تھا۔ قطعی مامون و مصئون تھی۔ مگر قدرت اپنے راز سربستہ کا اظہار حریص انسان کے لئے اگر باعث عبرت سمجھتی ہے تو ظاہر کرنے میں دریغ نہیں کرتی۔ چنانچہ جس طرح افضل البشر سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلعم کو انسان کی تمدنی، ارتقائی۔ مذہبی اور روحانی زندگی کا معلم اوّل بناکر مبعوث فرمایا گیا تھا اسی طرح ایک نیک نفس ہستی کو اس نے اپنے اس خدائی اسرار سے آگاہ کرنے کو چن لیا اس کا نام قارن تھا اور وہ اس عجیب غریب سلسلۂ کوہ سے جس کا راز اقوام عالم کے لئے بند کتاب تھا ملی ہوئی ایک بستی میں رہتا تھا۔

قارن ورزشی آدمی تھا۔ علاوہ تندرست و توانا ہونے کے اُس کی فولادی ٹانگیں پہاڑی بلندی پر اس قدر سرعت سے چڑھنے کی عادی تھیں کہ اس کو کسی دشوار گذار پہاڑی پر چڑھتے ہوئے دیکھ کر متعجب نگاہیں انسان کے علاوہ اور کچھ تصور کرنے لگتی تھیں۔

جذبات پرست!۔۔۔۔۔ اگر جذبات کو اطبا کے خیال کے موافق عصبی ہیجان و جوشش خون کا نتیجہ سمجھا جائے تو اس کو بوجہ اپنی تندرستی کاملہ کے سب سے زیادہ ذی حس و جذبات پرست سمجھنا چاہئے۔ وہ فطرتاً مناظر قدرت کا دلدادہ اور لطیف اشیا کا جویا تھا۔

ایک شام کو جبکہ اُس کے مختصر قریہ پر گھنگھور گھٹا نے وہ خوشگوار فضا پیدا کردی تھی جس کی سحر کاریاں جذبات بزنائی میں قیامت خیز تلاطم پیدا کردیتی ہیں۔ وہ اپنی بھیڑوں کو ایک اور لڑکے کے سپرد کرکے اس عجیب غریب پہاڑ کی انتہائی چوٹی پر پہنچنے کا عازم ہوگیا۔ ابھی اُس نے آدھی راہ سے بھی کم فاصلہ طے کیا ہوگا کہ چوطرف شب کی تاریکی کا تسلط ہوگیا، اندھیرے میں ایک نہ معلوم بلندی پر بے تکان کسی موہوم امید پر چڑھتا ہوا چلا جارہا تھا کئی بار اونچ نشیب فراز سے گر بھی پڑا مگر اپنے اشتیاق اور دھن کو مجروح نہیں ہونے دیا۔

تین گھنٹے متواتر بلندی کیجانب چڑھنا تھکا دینے کو بہت کافی تھا مگر وہ پھر بھی تیز گامی سے رواں چلا جارہا تھا۔ تاریک درے۔ بھیانک چٹانیں اس کے چوطرف تھیں جنکی اوٹ میں سے آسمان پر ایک دو ستارے جھلملاتے نظر آجاتے تھے تو اُن کو دیکھکر اُس کو تقویت ہوجاتی کہ وہ ابھی کرۂ ارض پر ہی ہے ورنہ بلندی کے اعتبار سے تو اُسکو گمان ہوتا تھا کہ وہ کسی دوسری دُنیا میں ہے۔ آخر ایک بار اس کو پہاڑ ہی ناہموار میدان کھلا ہوا نظر آیا جہاں سے اسنے پچھلی شب کی نکلی ہوئی ہلکی چاندنی میں اپنی ابتک کی طے کی ہوئی مسافت پر نظر ڈالی۔ نگاہ کی وسعت جہانتک اجازت دے سکتی تھی بجز کوہستانی سلسلے کے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ میلوں کے فاصلہ پر آبی دنیا کا دامن آفق کے کونے سے ملا ہوا نظر آرہا تھا جس کو نہ چاند کی میلی روشنی اچھی طرح نمایاں کرسکتی تھی نہ انسانی آنکھ اس طویل فاصلہ کو طے کرسکتی تھی۔ قارن نے یہاں ذرا اطمینان کا سانس لیا۔ اب صرف ایک بلند چوٹی اور باقی تھی۔ اس کے بعد اُس کی آنکھیں کسی ایسے بعید از قیاس و غائب از تخیل نظارہ کو دیکھنے والی تھیں جس کے اظہار میں قوت گویائی عاجز تھی۔

ایک ہموار پتھر پر لیٹ گیا اور آسمان کے اُس اَتھا فاصلہ پر نظر ڈالی جو اب بھی اسی قدر غیر پیما تھا جس قدر وہ اُسکو اپنی زمین پر سے دیکھتا تھا۔ چند منٹ آرام لینے کے بعد پھر کمر ہمت باندھی اور ایک بار پھر اس مقام پر رواں ہوگیا۔ جہاں پیشتر کسی انسان کے نقش قدم آجتک نہیں بنے تھے۔

ڈیڑھ گھنٹے کی سخت مسافت نے آخر اسکو منزل مقصود پر پہنچا دیا۔ جونہی اُسکا سر چوٹی کی انتہائی بلندی پر بلند ہوا اُسنے وہاں وہ سماں دیکھا جسکا وہ ہماری دُنیا سے ہرگز کوئی تعلق تسلیم نہیں کرسکتا تھا۔ سب سے عجیب بات جو اس نے اپنے جسم میں محسوس کی وہ غیر معمولی چستی تھی اس کی وجہ شاید ایک تو یہ ہوسکتی ہے کہ وہ مرکز کشش (GRAVITY.) سے دور آگیا تھا یا ممکن ہے یہاں کی فضا کا اثر ہوگا۔

گو اب چاند کی شفاف روشنی تمام چیزوں کو نمایاں کر رہی تھی مگر تمام فضا ایک مہین سے دھوئیں سے پُر معلوم دیتی تھی جس سے قارن کے تنفس میں غیر معمولی سرعت بڑھ گئی۔ خلا کا لامحدود دامن ایتھر (ETHER) سے پُر تھا جسکا جسم لطیف سائنس کے اصول سے تمام اشیا کا مبدا خیال کیا جاتا ہے۔

(باقی آیندہ)

اثر خامۂ مولانا خواجہ معنی اجمیری

چیست اے دل مضطر جوش بیقرار یہا　　شد بعالم افسانہ جملہ راز داریہا

راہِ مرگ می بینم گشت انتظار آخر　　صرف شد ہمہ عمرم در نفس شماریہا

تیغ غمزہ اش ہر دم جانِ تازہ می بخشد　　ذوقِ لطف می یابم در جفا شعاریہا

در حریم حسنِ او شمع ہمچو پروانہ　　وقفِ جانگدازیہا صرفِ اشکباریہا

حسن راہمی زیبد عشق راہمی شاید　　اوجِ سرفرازیہا عجزِ انکساریہا

دین و دل ربود از من جنبش دو ابرویش　　دورِ چشم مست او بردہ ہوشیاریہا

گشت عالم اے معنی ہمچو یار بیگانہ

دردِ او مگر با من کرد غمگساریہا

حوادث محلیہ

زائرین کی حاضری

۲۸ ستمبر ۱۹۲۸ء کو جناب خان بہادر میاں حاجی کریم بخش صاحب رئیس اعظم پشاور بغرض حاضری آستانہ وارد اجمیر ہوئے اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید فرزند علی صاحب کے ذریعہ مراسم زیارت ادا کرکے ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۸ء شام کی گاڑی سے واپس ہوئے۔ موصوف نے اخبار آستانہ کی خریداری قبول کرتے ہوئے ایک سال کی رقم اعانت مبلغ پانچروپیہ عنایت فرمائے۔

۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو جناب خان بہادر محمد پناہ صاحب سب جج اور جناب خان بہادر شاہ نواز خاں صاحب وارد اجمیر ہوئے اور جناب صاحبزادہ سید نذر محمد صاحب اور جناب صاحبزادہ سید محمد اسمٰعیل صاحب کو وکیل سند دیا نے اپنے وکلا کے ذریعہ دونوں صاحب مشرف بزیارت ہوکر ۳ اکتوبر کی صبح کی ٹرین سے واپس ہوئے۔

مہاراجہ یمین السلطنت دام اقبال کو مبارک باد

اطلاع موصول ہوئی ہوکہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ کو عالیجناب ہز اکسلینسی یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر دام بالاقبال صدر اعظم مملکت آصفیہ کی صاحبزادی صاحبہ کا عقد عالی جناب نواب ولی الدولہ بہادر کے صاحبزادہ صاحب سے ہونیوالا ہے۔

مہاراجہ بہادر کو آستانۂ اجمیر شریف سے جو تعلق عقیدت وارادت اور نسبت عشق و محبت ہے وہ عالم آشکارا ہے اسلئے ہم بھی عالیجناب مہاراجہ بہادر دام بالاقبال کیخدمت میں ہدیۂ تہنیت و مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

موسم

بارش بالکل نہیں ہے۔ البتہ مطلع آسمانی ابرآلود ہے ۴ اکتوبر کو شہر میں ہلکی سی پھوار پڑی اور شہر سے باہر موسلا دھار پانی برسا۔ موسم کی حالت ویسے ٹھیک ہے۔ رات کو خنکی دن کو گرمی رہتی ہے۔ شب کو مچھروں کی شکایت بدستور ہوتی ہے جس کی وجہ سے شہر میں ملیریا کا اثر ہنوز باقی ہے۔

مولانا امجد علی صاحب کی علالت

کچھ دن سے جناب مولانا امجد علی صاحب صدر المدرسین دار العلوم معینیہ عثمانیہ کا مزاج ناساز ہے۔ پرسوں تشویشناک کیفیت رونما ہوگئی تھی مگر اب بفضلہ مزاج رو بصحت ہے۔ خدا صحت و تندرستی عطا فرمائے۔

شئون اسلامیہ

شاہ ایران رضا خان پہلوی نے حکم دیا ہے کہ تمام ایرانی بجائے مختلف النوع لباس پہننے کے آیندہ سے کوٹ پتلون اور ایک نئی ساخت کی ایرانی ٹوپی استعمال کیا کریں پارلیمنٹ حال ہی میں ایک قانون منظور کرنے والی ہو جس کی رو سے خواتین بغیر نقاب ڈالے آزادی سے باہر نکل سکیں گی لیکن قدامت پرستوں اور نقاب ڈالنے والی عورتوں کو اسپر مجبور نہ کیا جائیگا کہ وہ بھی نقاب الٹ دیں۔

آستانہ کی خبر ہے کہ ترکی کے مشہور شاعر قاسم بک نے اپنے دماغ کا فوٹو بغرض تنقید بھیجا ہے۔ اس فوٹو اور طبی سارٹیفکٹوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاعر کے دماغ کی نشوونما غیر معمولی طور پر ہوئی ہے۔

بیروت۔ یوم استقلال کی سالانہ یادگار کے جلسہ میں لبنانی خواتین نے ایک مطالبہ حسب تکم لبنان کے چند رمہ کے افسران کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

بیروت۔ سابق صدر وزارت لبنان نے طے کرلیا ہے کہ اب وہ پھر اپنی قانونی پریکٹس شروع کردینگے۔

بیروت۔ جنرل فالیہ فوج کی حالت کا معائنہ کرنیکی غرض سے شمالی شام تشریف لے گئے ہیں۔

قاہرہ۔ سرجگدیش چندر بوس آیندہ چہارشنبہ کو "قیصر ہند" جہاز پر مصر تشریف لانیوالے ہیں۔ آپ کی موجودگی ہی میں اُن مصری طلبا کا بھی انتخاب کیا جائیگا جو آپ کے علمی معہد (کلکتہ) میں تعلیم حاصل کریں گے۔

قاہرہ۔ پرنس آف ویلز بہادر مصر پہونچ گئے ہیں پنجشنبہ کو مصری متحف اور جمعہ کو اہرام مصری کا معائنہ فرمائینگے۔

حکومت افغانستان کے وزیر حرب نے اعلان کیا ہے کہ عنقریب ۸۰ فوجی افسر مزید تعلیم کے لئے روس، اٹلی فرانس اور جرمنی بھیجے جائیں گے۔

جلالۃ الملک شاہ امان اللہ خاں والی افغانستان نے فرانس کو پچاس ہزار بندوقوں کا آرڈر دیا ہے۔

قسطنطنیہ۔ ایکہزار نوجوان فیسٹی جن میں سینٹیو سولینی کے دو لڑکے بھی ہیں قسطنطنیہ کی سیر کو آئے ہوئے ہیں آج انہوں نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے مجسمہ پر پھول چڑھائے۔

قسطنطنیہ۔ پرانی کرنسی کی تبدیلی میں جو میعاد باقی تھی وہ کل ختم ہوگئی اسوقت تک اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کو دو کرور ترکی پونڈ کی بچت ہوئی ہے۔

برید فرنگ

لنڈن۔ خاص خاص والیان ریاست جنکا بٹلر کمیٹی کے سامنے بیان پیش کرنے سے تعلق ہے ہفتہ عشرہ کے اندر اندر لنڈن میں جمع ہوجائینگے اس اثنا میں انکے مشیر قانون نے تمام کاغذات اور شکایات وغیرہ دیکھکر مقدمہ تیار کرلیا ہے۔ خیال ہے کہ نوّے فیصدی شکایات بالکل درست ہیں۔

لنڈن۔ خیال ہے کہ جسوقت سلطان مسقط اپنے وطن واپس پہونچیں گے تو ان کا نہایت شاندار استقبال کیا جائیگا۔

کولون۔ کل منچن، گلیڈباچ، ریہڈٹ اور واسن کمپنی کے کپڑے کے کارخانوں میں کام کرنے والے جن کی تعداد چالیس ہزار کے قریب ہوتی ہے کام سے الگ کردیئے جائیں گے کیونکہ انکا مطالبہ ہے کہ انکی مزدوری میں ۱/۲ ۱۵ فیصدی کا اضافہ کیا جائے۔

لنڈن۔ ایم وینیزیلاس یونانی وزیر اعظم آج شب کو پیرس سے یہاں آجائیں گے انکے آنے کی غرض صرف یہ ہے کہ وہ لارڈ کشنڈن سے ملکر واقعی طور پر یونانی اطالوی معاہدہ کی تشریح اور صفائی کردیں۔ اسی غرض سے وہ بلقان کی بعض ریاستوں کے صدر مقامات پر بھی جانیوالے ہیں۔

میڈرڈ۔ جاٹین کے صوبہ میں ایک ایکسپریس ٹرین اور ایک معمولی پسنجر میں تصادم ہوگیا۔ شروع کی دو اول درجہ کی گاڑیاں پاش پاش ہوگئیں۔ اور یہ قطعی طور پر معلوم ہوگیا ہے کہ اس حادثہ میں صرف ۱۲ آدمی مرے ہیں اور ۲۳ زخمی ہوئے ہیں دونوں گاڑیوں کے انجن ایک دوسرے پر چڑھ گئے۔

لنڈن۔ سر کمینگٹن اشٹڈ لنڈن کارپوریشن کے صدر منتخب ہوگئے۔

برلن گمیسل ناخت میں میونسپلٹی کے انتخابات اسوجہ سے ملتوی ہوگئے کہ اشتراکئین نے جمہوریین کی مدد سے پولنگ اسٹیشنوں پر حملہ کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شخص مارا گیا اور پندرہ زخمی ہوئے۔

شنگھائی۔ ڈاکخانہ کے ملازمین نے مضحکہ خیز مطالبات کی ایک طویل فہرست پیش کرکے کام بند کردیا۔ حالانکہ انکو تمام محکموں سے زیادہ تنخواہیں ملتی ہیں۔ لیکن اسپر بھی وہ ۱/۲ ۳۲ فیصدی اضافہ کا مطالبہ کررہے ہیں پولیس نے ڈاکخانہ پر قبضہ کرلیا ہے اور کسی نکسی طرح کام چلایا جارہا ہے۔

اخبار الہند

نہرو کمیٹی کے ایک سربستہ راز کا افشا

بمبئی۔ ۱۴ اکتوبر "انڈین ڈیلی ہیرلڈ" کے نمایندہ سے دوران ملاقات میں مسٹر سی۔ ایس رنگا آئر نے کہا کہ نہرو رپورٹ کمیشن کے فائدہ کی غرض سے تیار کی گئی ہے۔ اسکا مقصد یہ تہا کہ کمیشن سے اشتراک عمل کیا جائے۔ اس زنجیر کی درمیانی کڑی سر سنکرن نائر تہے۔ مسٹر رنگا آئر نے یہ بہی کہا کہ شملہ میں کچہ کانگریسی سر سنکرن نائر سے ملے اور ان سے خواہش کی کہ سنکرن نائر کمیٹی کے عہدہ سکرٹری پر ایک سربرآوردہ کانگریسی کے بہائی کو جو ملازمت میں ہے لیں مگر سر سنکرن نائر بجائے انکے سرکاری ملازم بہائی کے خود ان سربرآوردہ کانگریسی کو چاہتے تہے لیکن اب یہ عہدہ ایک انگریز کو دیدیا گیا ہے۔ اپنے اصلی نقطۂ خیال پر زور دیکر مسٹر رنگا آئر نے کہا:۔

"جس قدر راؤنڈ ٹیبل کانفرنسیں پنڈت موتی لال نہرو چاہیں گے سر سنکرن نائر انکے انعقاد کا انتظام کرسکینگے۔

لاہور۔ گذشتہ شب بمبئی میل میں سات سے پندرہ سال عمر تک کے نوتے افغانی لڑکے لاہور سے گذرے۔ یہ جماعت فوجی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کیلئے قسطنطنیہ جارہی ہے اور دس سال تک وہاں قیام کریگی۔

لکھنؤ۔ مسلم لیگ صوبہ متحدہ کا سالانہ جلسہ ۱۲ اور ۱۳ نومبر کو لکھنؤ میں منعقد ہوگا۔

بنارس۔ آگرہ۔ پراونشل ہندو کانفرنس کے اجلاس ۲۷ ۲۸ اور ۲۹۔ اکتوبر کو اٹاوہ میں منعقد ہونگے۔

عدالت عالیہ کلکتہ کے چیف جسٹس سر لارنس جنکنس کی وفات پر کلکتہ کارپوریشن نے تعزیت کی قرارداد منظور کی۔

دہلی۔ آج صبح پشاور میل سے آٹھ افغان خواتین تعلیم حاصل کرنے کے لئے یورپ جاتے ہوئے دہلی اسٹیشن سے گذریں۔ اسٹیشن پر تماشائیوں کا کافی ہجوم تہا۔ ان خواتین کے بال انگریزی فیشن کے ترشے ہوئے تھے۔

دہلی۔ سترہویں شریف کا سالانہ میلہ جو حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ کے درگاہ پر ہوتا ہے گذشتہ شب کو ختم ہوگیا۔ امسال بہت زیادہ لوگ شرکت کے لئے آئے تہے۔

شملہ معلوم ہوا ہے کہ بعض معاملات میں محکمۂ خارجہ سے مشورہ کرنے کے لئے سر ڈنیز برے سکرٹری امور خارجہ تقریباً ایک ماہ میں براہ خلیج فارس انگلستان جائیں گے۔

سرینگر کشمیر میں برطانوی ریذیڈنسی کی عمارت میں آگ لگ گئی لیکن اب تک اسکی سرکاری طور پر تصدیق نہیں ہوئی ہے۔

گورنر بہادر بہار و اڑیسہ نے کل رانچی کے کلب میں ایس پی جی مشن کی عمارت کا افتتاح کیا۔

نرخنامہ اشتہارات اخبار آستانہ اجمیر

تعداد	ایکبار	ایکماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایکسال
۱/۴ صفحہ	۱۲؍	لاعہ؍	لعہ؍	للعہ؍	سعہ؍
۱/۲ صفحہ	۶؍	سے؍	صعہ؍	عسہ؍	للعہ؍
نصف صفحہ	سے؍	عہ؍	رعہ؍	للعہ؍	سہ؍
پورا صفحہ	صہ؍	صعہ؍	صسہ؍	صسہ؍	لعہ؍

(۱) ۱/۸ صفحہ سے کم کیلئے ہر اشاعت میں فی سطر آٹھ آنہ کے حساب سے اجرت لی جائے گی۔

(۲) اجرت اشتہارات ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

(۳) فحش، غیر مہذب اور لاٹری وغیرہ کے اشتہار کسی صورت میں بہی شائع نہیں کئے جائیں گے۔

منیجر۔ اخبار آستانہ اجمیر

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کراکر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ان ۴۱۲

۷۸۶

بطل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو
(جامی رح)

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ۱؍

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس، ۴ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء، یوم جمعہ | نمبر ۹

جواہر پارے

(آستانہ کے لئے خاص)

مولینا گرامی مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

مولینا گرامی مرحوم کی ذات اور شاعری آج علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے "آستانہ" کی منجملہ بے شمار کامیابیوں کے ہم اسکو بھی ایک فال نیک تصور کرتے ہیں کہ مولانائے مرحوم کی غیر مطبوعہ رباعیات کی ایک بیاض حضرت مولانا شاہ علی محمد صاحب سجادہ نشین ہوشیارپوری نے "آستانہ" کیلئے مرحمت فرمائی ہے جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہینگی۔ بسر دست ہم چار رباعیاں پیش کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

خود را بہ چنیں پاسبانی کردیم
پیچیدہ بہ زنجیر گرانی کردیم
تا ہم (?) و ابیات درد زنجیرم
در ... مرگ زندگانی کردیم

دلبستگی فسوں طرازی دگر است
دلگرمی ذوق دلنوازی دگر است
این بازی عشق ہست بازیچہ مسنج
بازی دگر است عشق بازی دگر است

دیباچہ اسرار نہانی مائیم
درخورد جواب لن ترانی مائیم
چوں آنکہ ما خط وجود و عدم است
بازیچہ مرگ و زندگانی مائیم

رشد و ہدایت

مَنْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ سُنَّۃُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ وَ سُنَّۃُ اَوْلِیَائِہٖ فَلَیْسَ فِیْ یَدِہٖ شَیْءٌ

(من امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ)

تشریح - جو شخص شریعتِ حق، سُنتِ نبوی اور طریقۂ اولیا کا پابند اور ان پر عامل نہیں ہے وہ درحقیقت تہی دست ہے

مُجھ کو شوقِ جبہ سائی اُسکے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے
(معینی مدظلہٗ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ - ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ | نمبر ۹

ہمارا اوّلین فرض کیا ہے

ایک مشہور مقولہ ہے کہ "مسلمانوں کی حالت بالکل بھیڑوں کے مثل ہے جسطرف ایک بھیڑ چلی سب مونھ اُٹھائے بلا سوچے سمجھے اُس کے ساتھ ہو لیتی ہیں اور اگر وہ بھیڑ آگے جاکر اتفاقاً کسی کوئیں میں گر جائے تو بقیہ بھیڑیں بھی بلا کسی تأمل کے کوئیں میں جا گرتی ہیں"۔ یہ مقولہ خواہ کسی دوسرے ملک پر صادق آئے یا نہ آئے مگر سچ یہ ہے کہ ہندوستانیوں اور خصوصاً مسلمانوں پر تو ایسا منطبق ہوا ہے گویا خاص اُنہیں کیلئے کہا گیا تھا۔

یوں تو آج سے آٹھ دس سال پہلے بھی مسلمانوں کی تعلیمی و اقتصادی حالت کونسی ایسی درست تھی کہ اب اُسکے زوال و فقدان کا ماتم کیا جائے لیکن ترکِ موالات کی تحریک کے شروع ہوتے ہی پوری قوم کی قوم کچھ ایسی اس برباد کُن اور غارتگر سیلاب میں بہی کہ اپنے سر پیر کا بھی ہوش نہ رہا۔ اس اندھا دھند رفتار اور بے سوچے سمجھے تقلید کا جو نتیجہ ہونا تھا وہ ہو کر رہا کہ اس سے قبل مسلمانوں کی تعلیمی اور اقتصادی لائنوں کیطرف جو تھوڑی بہت توجہ تھی وہ اس تحریک کے نذر ہو گئی اور پھر خواہ اس تحریک کی ناکامی کیوجہ سے مسلمانوں کا جو کچھ بھی سیاسی بھرم اسوقت تک قائم تھا اور جو دہاک مسلمانوں کی غیر اقوام کے قلوب پر جمی ہوئی تھی وہ بھی اب رفتہ رفتہ زائل ہو رہی ہے اور اگر چندے یہی حالت رہی تو پھر غالباً مسلمانوں کی من حیث القوم ہندوستان میں کوئی ہستی نہ رہیگی۔

عام طور پر یہ کہا جا رہا ہے اور جسطرف بھی دیکھو اُدھر سے یہی آوازیں کانوں میں آتی ہیں کہ مسلمان اپنی سیاسی حالت درست کریں اور ملک کی دوسری قوموں سے حقیقی اتفاق و اتحاد قائم کر کے ملک کو آزادی دلائیں۔ کیونکہ جبتک ہندوستان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا رہے گا خصوصاً مسلمان تو کسی حالت میں بھی ترقی نہیں کر سکتے۔

ہم خود اسے تسلیم کرتے ہیں کہ اتفاق و اتحاد سے بہتر کوئی دوسری چیز نہیں۔ ہم کو اسکا بھی اعتراف ہے کہ بلا غلامی کی زنجیروں کو توڑے ہوئے اور نعمتِ آزادی حاصل کئے ہوئے بدنصیب ہندوستان کبھی بھی حقیقی طور پر فارغ البالی اور خوشحالی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ دونوں چیزیں کیسے حاصل کیجائیں ؟۔

کیا بغیر تعلیم حاصل کئے ہم ان چیزوں کو حاصل کر سکتے ہیں اور ہماری موجودہ جہالت ہم میں حقیقی اتحاد کا کوئی جذبہ یا ہمارے دماغ میں اسکے مفید اور خوشگوار نتایج کا کوئی خیال پیدا کر سکتی ہے ؟ کیا اپنی اقتصادی حالت درست کئے بغیر ہم ملک میں کوئی حقیقی فارغ البالی اور خوشحالی پیدا کر سکتے ہیں ؟ کیا ان دونوں چیزوں کے فقدان کی صورت میں ہم اپنے ملک کو آزاد بھی کرا سکتے ہیں ؟ اور پھر سب سے بڑھکر یہ کہ ایسی حالت میں کیا ہم خود اپنے ملک کا بلا امداد غیرے نہایت اطمینان بخش طریقہ پر انتظام بھی کر سکتے ہیں ؟

پس ایسی صورت میں کہ بلا ان دونوں چیزوں کے موجود ہوئے ہمارے سارے ارادے اور اسکیمیں خواب و خیال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں ہمکو سب سے پہلے اس کی ضرورت ہے کہ اپنی تعلیمی حالت کو ٹھیک کریں، اپنی اقتصادی خرابیوں کو دور کریں، اپنے مذہب کے عملی طور پر پابند ہو کر سچے اور حقیقی مسلمان بنجائیں اور موجودہ ہندوستانی سیاست میں پڑکر (جو بازیچۂ طفلاں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی) مفت میں اپنی زندگی نہ گنوائیں۔

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر آج مسلمان اپنی حالت درست کرلیں اور تعلیمی، مذہبی اور اقتصادی تینوں حیثیتوں سے وہ کسی دوسری قوم سے کم نہ ہوں تو پھر تو اُنہیں کسی کی خوشامد اور کسی کے قدموں پر سرِ تسلیم خم کرنا پڑے گا اور نہ اتحاد و اتفاق کی خاطر خواہ مخواہ کسی کے ناجائز دباؤ اُٹھانے اور غیر واجبی مطالبات پورے کرنے پڑیں گے بلکہ خود آزادی اُن کے قدموں پر لوٹے گی اور دوسری قومیں اپنی آزادی کے لئے خود مسلمانوں کی محتاجِ امداد و اعانت، ہوں گی۔

کیا ہمارے ہمدردِ قوم اور بہی خواہِ ملک و وطن رہنما اور لیڈر اس طرف بھی کچھ توجہ فرمائیں گے۔

لمحاتِ فکریہ

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس اجمیر

امسال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس پہلی بار بماہ دسمبر ۱۹۲۸ء اجمیر شریف میں منعقد ہوگا۔ چالیس سال کی طویل مدت کے بعد یکایک راجپوتانہ اور خصوصاً اجمیر کی یاد آجانے پر اربابِ کانفرنس کے متعلق غالب مرحوم کا یہ شعر غالباً کچھ ناموزوں تو نہ ہوگا کہ

اُسکو بھولا نہ چاہیئے کہنا
صبح جو جائے اور آئے شام

گو زیادہ مناسب، ضروری اور اچھا تو یہی تھا کہ جو روپیہ اسوقت کانفرنس کی مہمانداری وغیرہ پر صرف کیا جائے گا وہ مسلمانانِ راجپوتانہ اور اجمیر کے تعلیمی کاموں پر صرف کیا جاتا مگر اب جبکہ خود اربابِ کانفرنس امسال راجپوتانہ میں انعقادِ اجلاس کے خواہشمند ہیں اور انکی اس خواہش پر کانفرنس کو دعوت بھی دیدی گئی ہے تو ایسی حالت میں یہ اسراف کچھ زیادہ بُرا نہیں ہے بشرطیکہ اس سے کچھ مفید اور عملی نتایج بھی برآمد ہوں اور اجلاس کانفرنس میں صرف "نشستند و گفتند و برخاستند" پر حسب معمول قدیم عمل نہ کیا جائے۔

معزز معاصرین سے ایک عرض

ہمکو نہایت تعجب اور افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ بعض معاصرین اپنی اخباری ذمہ داریوں کا مطلق لحاظ نہیں فرماتے اور "آستانہ" کے اکثر مضامین بلا "آستانہ" کا حوالہ دئیے ہوئے درج اخبار فرما دیتے ہیں جو نہ صرف بعید از اخلاق بلکہ سرتاسر اصولِ صحافت کے بھی خلاف ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ صرف "آستانہ" ہی نہیں بلکہ اکثر دوسرے اخبارات و رسائل کے ساتھ بھی اس قسم کی ناروا حرکات کیجاتی ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہماری اس تحریر پر ضرور توجہ کیجائے گی اور آیندہ سے کسی اخبار یا رسالہ کا کوئی مضمون بلا اُس کے حوالہ کے کسی اخبار یا رسالہ میں شائع نہیں کیا جائیگا۔

خط و کتابت میں نمبر خریداری کا ضرور حوالہ دیجئے جو پتہ کی چٹ پر لکھا رہتا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیے۔
(مینیجر)

اقتباسات وتراجم

بالشویت اسلام کی خلاف ہے

"مشرق ایک ایسی یونیورسٹی ہے جہاں سے کسی شخص کو دستار فضیلت حاصل نہیں ہوتی" یہ وہ الفاظ ہیں جو کسی زمانہ میں لارڈ کرزن آنجہانی کی زبان سے نکلے تھے۔ حالانکہ وہ خود بھی اسی یونیورسٹی کے ایک ممتاز طالبعلم تھے، اور بقول مسٹر ایس ایچ عسکری جنھوں نے یہ مضمون ولایت کے جریدہ "اسکاٹسمین" میں لکھا ہے، لارڈ کرزن نے اس سے زیادہ سچی بات نہیں کہی ہوگی۔

تمام جدید خیالات جو آجکل یورپ والوں کے اذہان میں پائے جاتے ہیں اُن سب کی اصل اور ابتدا ممالک مشرق میں ہوئی تھی۔ اشتراکیت، بالشویت اور اجتماعیت یہ تمام چیزیں ممالک مشرق میں پیدا ہو کر بحالت ابتدائی پرورش پا چکی ہیں۔ اب یہ بات معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بالشویت کی زبردست تحریک جو آجکل متمدن اور مہذب دنیا کیلئے خطرہ عظیم بتائی جاتی ہے اسکا حشر ممالک مشرق میں کیا ہوا تھا۔

بالشویت کا گہوارہ ابتدائی

چھٹی صدی میلادی کے قریب زمین ایران میں ایک بڑے زبردست حکیم و فلسفی مسمی مزدک نے بام شہرت و قبولیت پر قدم رکھا، اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ثنویت کی تعلیم دینے لگا۔ اسکا عقیدہ تھا کہ خدا دو ہیں، ایک مالک النور جسکا نام یزدان ہے اور دوسرا مالک الظلمت جسکا نام اہرمن ہے۔ ان دونوں میں ازلی ابدی عداوت ہے، یزدان دنیا میں امن و امان اور فارغ البالی و خوشحالی چاہتا ہے مگر دوسرے خدا یعنی اہرمن کو قتل و خونریزی اور تباہ کاری پسند ہے، مزدک یزدان مالک النور کا بھگت اور اہرمن کا حریف تھا لہٰذا اول الذکر کو خوش کرنے اور مؤخر الذکر کو ہزیمت دینے کیلئے اُسنے ایک تدبیر سوچی جو بظاہر تو ایسی نظر آتی تھی کہ اُسکی وجہ سے دنیا کے تمام جھگڑے اور فساد و فتنے نابود ہو جائینگے مگر فی الحقیقت یہی تدبیر ازدیاد نزاعات کا باعث بن گئی۔

مزدک کی تعلیم یہ تھی کہ دنیا بھر میں جسقدر فسادات ہوتے ہیں انکے فساد و علل میں بالواسطہ یا بلاواسطہ زن، زر، زمین کا دخل ضرور ہوتا ہے لہٰذا اگر ان چیزوں پر دعوی کرنے سے تمام آدمی دست بردار ہو جائیں تو دنیا سے تمام جھگڑے فسادات اُٹھ جائیں۔ الغرض اُسنے تمام شخصی املاک کو قومی ملکیت قرار دیدیا اور تمام عورتوں کو شادی بیاہ کی زنجیروں سے آزاد کر دیا یعنی کوئی عورت کسی کی بیوی نہ رہی ہر شخص کی جورو بنگئی۔ اس قسم کی آزادی مفت خوروں اور عیاش طبع لوگوں کیلئے گویا ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ لہٰذا جوق جوق اُسکے مرید ہونے لگے اور کچھ دنوں میں لکھوکھا آدمی اُسکا پیرو بنگیا۔ اُس زمانہ میں کیقباد ایران کا بادشاہ تھا وہ بھی مزدک کے پھندے میں پھنس گیا۔

جب اس جدید مذہب کو شاہی تائید و حمایت حاصل ہوگئی تو پھر اسکے ایران کا قومی مذہب بننے میں کیا دیر لگتی۔ اب شاذ و نادر ہی کوئی شخص ایسا باقی رہگیا ہوگا جو اس جدید مذہب کے خلاف آواز بلند کر سکے مگر یہ خیالی جنت چند روز کے بعد دوزخ بنگئی۔ ہر طرف قتل و غارت اور ابتری کا دور دورہ ہوگیا۔

مخالفت عامہ

اس ابتری و بدنظمی سے لوگ بہت جلد اُکتا گئے اور ہر شخص اسد ان کیلئے تڑپتا تھا... بیٹا... ملیت اور اہلی زندگی کا دور دورہ تھا۔ کوئی... اور... احب عزت و عصمت خاتون منہ کھول کر بازار میں نکلنا پسند نہیں کرتی تھی حتی کہ لوگوں... بادشاہ کی... بھی کوئی عزت و منزلت نہیں رکھتی تھیں۔

اتفاق کی بات ایک روز مزدک کی نظر کیقباد کی... ترین... پر پڑی... جسکے... مزدک... کر دیا۔ بالآخر مزدک نے دلیری کرکے بادشاہ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کیقباد چونکہ خود اُسکا مرید تھا اسلئے انکار نہ کرسکا مگر شہزادہ نوشیرواں سے جو کیقباد کا بیٹا تھا یہ بات برداشت نہ ہوسکی وہ بیچارہ تڑپکر مزدک کے قدموں پر گر گیا اور منت سماجت کیساتھ التجا کی کہ اُسکی ماں کو ایسی بیعزتی سے معاف رکھا جائے۔ نوجوان شہزادہ کی منت... جسنے پورا اثر کیا اور مزدک کو عیش پرستی... دل پسیج گیا اور وہ ملکہ کے وصل سے دست بردار ہوگیا۔

جب کیقباد کا انتقال ہوگیا اور نوشیرواں تخت نشین ہوا تو اُسنے ایکدن ملک بھر کے علما و فضلا کو ایک جلسہ میں طلب کیا اور مزدک کو حکم دیا کہ وہ ان سے دین کے بارے میں مناظرہ کرے اس مناظرہ میں مزدک کو شکست ہوئی اور بادشاہ نے اُسکے لئے سزائے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ کہتے ہیں کہ اسوقت نوشیرواں نے یہ کہا کہ:-

"آجتک میرے دماغ سے اُس سخت بدبو کی خلش رفع نہیں ہوئی جو میری ناک میں اُس روز چڑھی جب میں نے تیرے کثیف و غلیظ موزوں پر سر رکھکر اپنی ماں کی آبرو بچائی تھی۔"

معتبر کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ ایک روز میں ۷۰ ہزار پیروان مزدک کے سر قلم کئے گئے اسطرح گویا زبردست تحریک اشتراکیت کا مشرق میں خاتمہ ہوا۔ جب ملک سے یہ نحوست دفع ہوگئی تو ملک نے دن دونی رات چوگنی ترقی کی اور چند روز میں اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ حکومت کے ایک فرمان کے ذریعہ سے لوگوں کے املاک اُنکے پرانے مالکوں کو واپس کردئیے گئے۔ رعایا نے نوشیرواں کو دعائیں دیں اور اُسکو "عادل" کا خطاب دیا اور وہ آجتک "نوشیروان عادل" کہلا رہا ہے۔

پیدائش محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بھی نوشیروان عادل کے زمانہ میں ہوئی تھی اور حضور نے فخر کیا کہ وہ ایسے بادشاہ عالیجاہ کے عہد معدلت مہد میں پیدا ہوئے۔ اسجگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا ذکر کرنا غالباً خلاف موقع نہوگا۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ:-

"ظالم بادشاہ کی حکومت کی بنیاد ریت پر قائم ہے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہو اور عادل بادشاہ کی حکومت کی بنیاد ہمیشہ قائم رہیگی خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔"

ہر وہ مسلمان جسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ایمان ہے بجز اسکے اور کوئی اعتقاد نہیں رکھ سکتا کہ بالشویک حکومت خواہ اُسکے ارباب حل و عقد مسلمان ہوں یا عیسائی یا یہودی لازمی طور پر تباہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقعہ پر زبردست... کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا اور اسکے دوران میں دریافت فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون مہینہ ہے؟ کون سا ملک ہے؟ اور کون دن ہے؟" حاضرین نے جواب دیا "ہاں یہ ماہ مقدس ہے سرزمین پاک ہے اور یہ حج کا مبارک دن ہے۔" اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

اسی طرح پروردگار عالم نے تم سب کی جان و مال کو مقدس و متبرک بنایا ہے اور یہ بات اسوقت تک قائم رہیگی جبتک تم لوگ حشر کے دن خدا کے سامنے حاضر ہو۔ جو شخص یہاں موجود ہے وہ اس شخص سے جو غیر حاضر ہے یہ بات جاکر کہدے اور وہ جس شخص سے یہ بات کہی جائیگی سُننے والے سے زیادہ اُسکو یاد رہے گا۔"

اسلامی بیت المال

بعض خود غرض لوگوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ بالشویت ہرگز عقاید اسلام کے خلاف نہیں ہے کیونکہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ خلفائے راشدین میں بیت المال کا سرمایہ حکومت کی نگرانی میں ہوتا تھا مگر جو لوگ تاریخ اسلام سے بخوبی واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ بیت المال میں صرف مال غنیمت، زکوٰۃ اور خمس جمع ہوتا تھا اُسکو کسیکی ذاتی ملکیت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اُخوۃ اسلامی قطعی دوسری چیز ہے۔ اشتراکیت اور اجتماعیت اور اُخوۃ اسلامی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

الغرض بالشویت کی ممالک اسلامیہ میں ناکامی ایک معنی خیز بات ہے جس سے یہ امر بلا شائبہ ریب ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کیجگہ ابھی تک مسلمانوں کے دلوں میں استوار ہے۔

(سہام)

"ادبیات"

(افسانہ)

اندھوں کی بستی

(خاص آستانے کے لئے)

(از جناب قیسی رامپوری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

فازن کا خیال تھا کہ اگر اس فلک بوس چوٹی پر سے وہ اپنی پہلی انسانی آواز بلند کرے تو بہت ممکن ہے فلک کے نیلگوں پردے کو پھاڑ آسمانی روحیں سر نکالکر اسکو اس کو دیکھنے لگیں۔

(۲)

دھندلی فضا میں وہ اپنی زمین کے کرہ کو دیکھ رہا تھا۔ اب اسنے اس کوہستانی حصار کی چوٹی پر سے اسکی دوسری جانب نظر ڈالی جس کا اس طرف کا حصہ اہل دنیا کے لئے قدرت کا ایک راز تھا۔ فازن نے دیکھا کہ یہ چوٹی دوسری جانب سے بہت زیادہ بلند نہیں ہے نہ اسقدر دشوار گذار ہے بلکہ اس کے دامن میں ایک سیاہی مائل وسعت سنسان پڑی ہوئی نظر آئی۔ یہی وہ راز تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس پر خود بخود نیند کا غلبہ سا طاری ہونے لگا اور وہ اس منوم فضا کے لطیف اثرات محسوس کرتا ہوا کسی بہتر انکشاف کی توقع میں ایک چٹان سے لپٹی ہوئی ملائم برف پر سو گیا۔ چند گھنٹے سونے کے بعد اس کو محسوس ہوا کہ وہ نہایت سرعت سے چوٹی کی دوسری جانب یعنی اپنی دنیا سے بالکل علیحدہ اس سنسان وسعت کی سمت لڑکتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ اس وحشت ناک خواب نے اس کی آنکھیں کھولدیں مگر یہ خواب حقیقت کا بہت سا پہلو لئے ہوئے تھا۔ شہاب ثاقب کی طرح وہ تیزی سے برف کی تہ میں لپٹا ہوا بڑے بڑے پتھروں کنکروں کے ساتھ چوٹی پر سے نیچے کی طرف لڑکتا ہوا جا رہا تھا۔ خوف سے اسکی آنکھیں بند ہو گئیں۔ سانس رک گیا اور وہ بے ہوش ہو کر اپنے ماحول سے غافل ہو گیا۔

ایک گھنٹہ دو گھنٹہ معلوم کب تک بے ہوش رہا جب آنکھ کھلی تو وہ بہ مشکل یقین کر سکا کہ زندہ ہے۔ برف کی دبیز چادر اس کے گرد لپٹی ہوئی تھی۔ جوتے اور عمامہ کا پتہ نہ تھا ہاتھ پیر بالکل بے حس تھے۔ مگر کوئی عضو نہیں ٹوٹا تھا۔ حواس خمسہ اس صدمے سے برائے چندے معطل ہو گئے تھے۔ بہت دیر تک وہ ساکت پڑا ہوا اپنے اعضاء کی سلامتی کا یقین کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ جب اس نے اپنے جسم میں بجز ۱۲ گھنٹہ تک غذا نہ ملنے سے پیدا ہو جانیوالے ضعف کے اور کسی قسم کی اعضا شکنی محسوس نہیں کی تو آہستہ آہستہ برف کے پردہ کی تہ میں سے نکلا۔ اسکا حلیہ اسوقت غول بیابانی سے بہت ملتا جلتا تھا۔ تمام کپڑے پھٹے ہوئے تھے چہرہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ فرط گرسنگی سے بات نہیں کیجاتی تھیں۔ مگر آخر وہ اٹھا آس پاس نظر ڈالی اس مقام کو اپنی دنیا سے بالکل عجیب قسم کی سرزمین پائی۔ فضاء آسمانی میں شفق کا سا گہرا زرد و سرخ رنگ لہریں لے رہا تھا جس سے اس خطہ کی تمام اشیاء اس کے عکس رنگین سے نہایت دلکش نظر آ رہی تھیں۔

اس پہاڑی دیوار کے مخالف سمت میں سطح زمین کی ہمواری ثابت کر رہی تھی کہ اس دلکش خطۂ زمین کی ضرور کوئی مخلوق ثابت ہوگی۔ کچھ دور چلنے کے بعد اس نے وہاں کی نباتات کو اپنی دنیا سے بالکل مختلف پایا۔ اسکی وسعت نگاہ میں یہ تمام سرزمین ایک ایسی مخلوق کی حامل ثابت ہوتی تھی جسکو نہ کسی خار دار جھاڑی سے گزند پہنچنے کا خطرہ تھا نہ کسی اونچے نیچے ٹیلے سے ٹکرانے کا اندیشہ؛ تمام سطح زمین ایک عریض و طویل ہموار میدان کی شکل میں تھی جہاں لمبی لمبی گھاس کی مانند وسیع مرغزار میں غذا کی پودے کھڑے تھے۔ فازن بھوکا تو تھا ہی چند بالیں توڑلیں اور ان میں سے دانے نکالکر کھائے۔ اس کو کسقدر مسرت و اطمینان ہوا جبکہ ان مزیدار دانوں میں اس نے وہ لذت محسوس کی جو اپنی دنیا کے دانۂ گندم میں بھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔

دفعتہً اس کی نظر سامنے کے میدان پر جا پڑی جہاں کچھ بستی کے آثار معلوم دیتے تھے۔ جھونپڑی اور اُن نیچے مکانوں کی شکل کو دیکھ کر ایک شخص بہ مشکل کہہ سکتا تھا کہ اس کے اندر انسان رہتے ہونگے۔ کوئی کھڑکی یا دروازہ نظر نہیں آتا تھا۔ مکانات کیا تھے غار تھے جن کے دہانے پر بارش سے بچنے کو چھپر ڈالدیے تھے۔ ابھی وہ حیرانی کی اس حد تک ہی پہنچا تھا کہ سامنے سے تین انسانی شکلیں نظر آئیں۔ فازن کا خیال تھا کہ یہاں کوئی نہایت کریہ منظر وحشی قوم رہتی ہوگی مگر ان شکلوں کو دیکھ کر اس کے اس شبہ کی تردید ہو گئی۔ اُن کے چہرہ کا شگفتہ رنگ لباس جو کھال اور لمبے بالوں کا بنا ہوا تھا ثابت کرنے کو کافی تھے کہ یہ کوئی امن پسند و مہذب مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں۔

فازن نے شکستہ عبرانی زبان میں ان کو آواز دی اس غیر متوقع صوت غیبی کو سن کر وہ لوگ سخت خائف ہوئے۔ فازن ان کی اس حالت سے متاثر ہوا اور قریب آ کر ان کو غور سے دیکھا۔ اسکی حیرت کی انتہا نہ تھی جبکہ ان کے تر و تازہ چہروں پر آنکھوں کے مقام پر اس نے صرف ایک ہلکی سی سیاہ لکیر دیکھی وہ پیدائشی اندھے تھے! مادر زاد نہیں بلکہ قدرتی۔ آخر ان میں سے ایک معمر شخص نے اپنے دوسرے ساتھی سے آہستہ سے کہا "بھیا نعمان یہ تو کوئی ابن الجبال معلوم ہوتا ہے۔ دیکھتے نہیں ہو اس کی آواز کیسی کرخت ہے۔ ان لوگوں کے لہجہ خوشگوار اور آواز ملائم تھی۔

نعمان (خوف سے) "تو کیا یہ ہم کو کھانے آیا ہے؟ ہا! نریمان اب کیا کریں؟" فازن عبرانی سمجھ لیتا تھا مگر اچھی طرح بول نہیں سکتا تھا۔ آخر اس نے شکستہ زبان میں کہا "گھبراؤ نہیں میں انسان ہوں! بالکل تم جیسا انسان"

نعمان "اچھا تو ذرا ہمارے قریب آؤ ہم تم کو محسوس کریں۔ کیسے انسان ہو؟"

فازن "تم مجھے کیا دیکھ سکتے ہو تمہارے آنکھیں تو ہیں ہی نہیں"

نریمان۔ (اسکی بات کا مطلب نہ سمجھ کر) "میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ ابن الجبال ہے۔ ہماری بولی بولتا ہے مگر ہم اسکی ایک اصطلاح نہیں سمجھتے۔ اس نے ابھی نہ معلوم کیا لفظ کہا تھا ...... آنکھیں! یہ کیا بلا ہے؟"

فازن "مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے۔ کیا تم لوگ اپنی بستی میں لیجا کر مجھے کچھ کھلا سکتے ہو؟"

نعمان "لو نریمان یہ تو ہم سے کھانے کو کہہ رہا ہے۔ یہ معلوم کتنا کھاتا ہوگا۔ اچھا آؤ ہم پہلے اسکو محسوس کرلیں"

یہ کہکر تینوں نے بے تحاشا فازن کی جانب ہاتھ پھیلائے مگر وہ چھلانگ مار کر علیحدہ جا کھڑا ہوا اور وہ ٹٹولتے ہوئے ہاتھ مارتے رہ گئے۔

فازن "میں تم لوگوں کو دیکھ سکتا ہوں۔ تم مجھے نہیں، پکڑ سکتے"

نعمان "تم نے سنا نریمان؟ یہ دیکھنا۔ دیکھنا کیا بکتا ہے؟ تمہاری سمجھ میں اس کی کوئی بات بھی آتی ہے؟"

نریمان "اگر تم کچھ کھانا چاہتے تھے ادھر آؤ ہم تم کو محسوس کر کے اپنے ہمراہ مکان پر لیچلیں" فازن انکے قریب آ گیا تینوں اس سے لپٹ گئے اور ٹٹول ٹٹول کر اس کو حیرت و تعجب سے سر سے پیر تک چھوا۔ کئی بار فازن کی آنکھ میں ان کی انگلیاں لگنے سے بچیں۔ آخر نریمان اسکی آنکھ پر ہاتھ رکھکر خوف سے چیخ اٹھا "او ہو نعمان! اس ابن الجبال کے چہرے پر یہ معلوم کیا ہے یہاں اسکی کھال کیسی جلد جلد حرکت کر رہی ہے (یہ پپوٹوں کے متعلق ریمارک تھا) ارے! اس شخص کے یہ دو غدود سے کیا ہیں؟ .... نہیں نہیں تم انسان ہرگز نہیں ہو سکتے"

نعمان "چلو نریمان اسکو اپنے بزرگ کے پاس لے چلیں وہ اسکو محسوس کر کے شاید پہچان سکے کہ یہ کون ہے؟"

یہ کہکر تینوں نے اسے مضبوط پکڑ لیا اور بستی کی جانب روانہ ہوئے۔

(باقی آئندہ)

تذکرۃ السلف

محبوب الٰہی

۸

رجوع مخلوق وفتوحات یہ بالکل سچ ہے کہ خانوادۂ چشت کے بے تخت و تاج تمام بادشاہوں میں دنیا جس طرح سلطان المشائخ کے گھر کی لونڈی بنکر رہی ہے اور نعمت دینی کے ساتھ ہی ساتھ جس طرح دولت دنیا اس بادشاہ دین و دنیا کے دروازے سے تقسیم ہوئی ہے۔ حق یہ ہے کہ متقدمین ومتاخرین مشائخ سلسلہ کے واقعات حیات میں اسکی مثال نہیں ملتی۔ خوب فرمایا ہے شاعر عارف وکامل حضرت امیر خسرو نے۔

درحجرۂ فقر بادشاہے   درعالم دل جہاں پناہے
شاہنشہ بے سرر وبے تاج   شاہانش بخاکپائے محتاج

اور یہ سب کچھ دعائے شیخ کا اثر ونتیجہ تھا۔ خود فرماتے ہیں۔ کہ جب شیخ الاسلام نے مجھے رخصت فرمایا تو ایک غیاثی (اس زمانہ کا سکہ) زادراہ کے لئے مجھے عنایت فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا کہ آج یہیں رہو کل روانہ ہوجانا اسدن شیخ الاسلام کے افطار صوم کیلئے دولت خانہ میں کچھ نہیں تھا میں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو جو روپیہ مجھے عنایت فرمایا گیا اسی کو خرچ کرکے کچھ کھانا لے آؤں۔ اسپر شیخ الاسلام نے خوشنودی کا اظہار فرمایا دعا دی اور فرمایا کہ مولینا نظام ہم نے تمہارے لئے پروردگار عالم سے کچھ دنیا بھی طلب کی ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ یہ سنکر میں لرزہ براندام ہوگیا۔ اور میرے دل میں خیال آیا کہ اس کمبخت دنیا نے مردان خدا کو اکثر پریشان کیا ہے اور سینکڑوں فتنے برپا کئے ہیں آخر میرا کیا حال ہوگا۔ چنانچہ اس خطرۂ قلبی پر شیخ الاسلام کو فوراً آگاہی ہوگئی۔ فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو تمہارے حق میں یہ فتنہ نہوگی۔

واقعہ یہ ہے کہ ابتدا سے حال ہی سے دولت دنیا آپکے دولت خانہ میں کنیز بنکر رہنے کے لئے بیچین وبیقرار تھی۔ چنانچہ شہر بدایوں میں جب آپ مولینا علاء الدین اصولی سے پڑھا کرتے تھے اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دن مسجد کے گوشہ میں بیٹھے ہوئے سبق کے مطالعہ میں مصروف تھے اور کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ اسی اثنا میں آپ نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بہت سے چمکدار چمکدار سانپ فوں فاں کرتے ہوئے زور وشور کے ساتھ ایکطرف سے دوسری طرف جارہے ہیں۔ اور سب سے آخر میں سب سے چھوٹا ایک سانپ ہے۔

آپ نے دل میں خیال کیا کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے تحقیق حال کرنی چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی دستار اوتار کر اس پیچھے والے سب سے چھوٹے سانپ پر ڈالدی۔ تھوڑی دیر کے بعد سب سانپ غائب ہوگئے اور دستار اٹھا کر دیکھا تو بجائے سانپ کے اشرفیوں کا ڈھیر لگا ہوا نظر آیا ہے۔ آپ نے ان اشرفیوں کو وہیں چھوڑدیا۔

اسی طرح اس واقعہ کے ایک عرصہ بعد کا ایک واقعہ ہے کہ آپ نے رات کے پچھلے پہر خواب میں دیکھا کہ جماعت خانہ کی صحن میں ایک عورت جھاڑو دے رہی ہے آپ نے عورت سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہنے لگی میرا نام دنیا ہے اور میں مخدوم کے دولت خانہ کی خدمت جاروب کشی انجام دے رہی ہوں آپ نے فرمایا اے فحبہ تیرا یہاں کیا کام ہے میرے مکان سے باہر ہوجا۔ چنانچہ آپ نے اونگلی اسکی گدی پر رکھکر اسکے اشارے سے اسکو گھر سے باہر نکالدیا۔

مگر جو دنیا کنیز بنکر رہنے کی آرزو میں مدت مدید سے مضطرب بیقرار تھی دروازہ سے باہر نکالے جانے کے بعد بھی دروازے کی چوکھٹ ہی پر پڑی رہی اور آستانہ سے جدا نہیں ہوئی۔

چنانچہ فتوحات و نذورات کا یہ حال تھا کہ صبح سے لیکر شام تک اسقدر ہوتی کہ جسکا اندازہ وحساب دشوار ہے۔ بادشاہوں اور شہزادوں، امیروں، اور رئیسوں کی یہ حالت تھی کہ آستانہ بوسی کے لئے آتے تھے اور اگر قدمبوسی میسر آجاتی تھی تو اپنی قسمت پر ناز کرتے تھے۔ ادہر خود بدولت کی کیفیت کہ جسقدر فتوحات زیادہ ہوتی اسی قدر آپ زیادہ گریہ زاری فرماتے۔ اور کوشش فرماتے تھے کہ جس قدر جلد ہو سکے آئی ہوئی تمام رقم اصحاب حاجت فقرا اور درویشوں پر تقسیم کردی جاسکے۔ چنانچہ ہمیشہ کا یہ معمول تھا کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے دولت خانہ میں اسباب دنیا سے ایک تنکا بھی باقی نہیں رہنے پاتا تھا۔ اور سب بحکم تمام نقد وجنس درویشوں پر تقسیم کردیا جاتا تھا۔ اور مکان میں جھاڑو دیدی جاتی تھی۔ اس کے بعد نماز کے لئے تشریف لیجاتے تھے۔

اسی طرح جب بادشاہ یا بادشاہزادوں کی آمد آمد کا غلغلہ گوش مبارک تک پہنچتا تھا تو آپ ہمیشہ ایک آہ سرد بھر کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ کہاں آرہے ہیں خواہ مخواہ ایک درویش گوشہ نشین کا وقت ضائع کرینگے۔

مگر مخلوق کا یہ حال تھا کہ ہر وقت غریب امیر سب لوگ آتے تھے اور قدمبوسی کو اپنے لئے سرمایۂ نجات و فلاح سمجھتے تھے۔ سچ یہ ہے۔

طُوبیٰ لِاَعْیُنِ قَوْمٍ اَنْتَ بَیْنَهُمْ
فَهُنَّ مِنْ نِعْمَةٍ مِنْ حُسْنِ وَجْهِكَ اَلْحَسَنِ

حاسدین کی ریشہ دوانیاں اور سلطان المشائخ کا استغنا سلطان علاء الدین خلجی کا دور حکومت تھا۔ صاحب تاریخ فرشتہ کا بیان ہے۔ کہ اس زمانہ میں شیخ الاسلام نظام الدین اولیا قدس سرہٗ سجادہ ارشاد پر متمکن تھے اور شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ کے عرس کی تقریب میں حضرت سلطان المشائخ کی خانقاہ میں دور دور سے خلق خدا آتی تھی۔

اور یہی وہ زمانہ تھا جب سلطان المشائخ کے نیر اعظم کرامت نے قبولیت عام کے آسمان پر طلوع فرمایا تھا، کیا بادشاہ و بادشاہ زادگان، اور کیا عمائدین سلطنت، کیا امراو روسار اور کیا غربا و فقرا سب کے سب اسی ایک بادشاہ دین و دنیا کے حلقہ بگوش غلام تھے۔ دن رات صبح وشام یہ حال تھا کہ دولت خانہ پر معتقدین و مریدین باخلاص کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور ہر ایک وابستۂ دامان کرامت صرف ایک نگاہ لطف کا امیدوار اور آرزومند تھا۔

مگر واقعات عالم شاہد ہیں کہ بعض بدباطن ایسے بھی ہوا کرتے ہیں کہ اہل اللہ او صلحائے امت کے بڑھتے ہوئے اقتدار و وقار کو اُن کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ کوئی شیخ طریقت قبولیت عام حاصل کررہا ہے تو انکے سینے رشک وحسد کی آگ سے پھکنے لگتے ہیں، انکے قلوب آتش بغض وعناد سے کباب ہوجاتے ہیں اور اونکی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس مقبول حق کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو صدمہ پہنچائیں اور اس محبوب پروردگار کی قبولیت کو مجروح کردیں۔ درآنحالیکہ واللہ حافظھم ناصرھم ومؤیدھم۔

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تراست

آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود اپنی آگ میں آپ جل بجھ کر خاک ہوجاتے ہیں، اور خدا اپنے مظہر صفات برگزیدہ بندے کے نورانی پرتو سے ایک عالم کو روشن اور معمور کرکے رہتا ہے۔

واللہ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ -

پس یہ لازمی امر تھا کہ سلطان المشائخ کے خدا داد اثر و قبول کی دن دونی اور رات چوگنی بڑھتی ہوئی طاقت و قوت کو دیکھکر اس زمانے کے حاسدین چپ نہ بیٹھتے، چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ منکرین آفتاب ولایت یعنی مخالفین حضرت سلطان المشائخ نے بادشاہ وقت علاء الدین خلجی کو سلطان المشائخ کی مخالفت پر ابھارنا چاہا۔ اسلئے بعض درانداز وں نے بادشاہ کے حضور میں عرض کیا کہ عمائدین سلطنت اور رعیت کی لوگوں میں سے بہت کم لوگ ایسے ہونگے جنکے قلوب میں مولینا نظام الدین کی عقیدت و ارادت راسخ نہیں ہوئی ہے۔ (باقی دارد)

مکاتبات و مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں سے متفق الرائے ہونا ضروری نہیں)

"آستانہ" پر ایک نظر

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اخبار آستانہ کے متعدد پرچے میری نگاہ سے گذرے اس اخبار کا ظاہری اٹھان اور اسکے مضامین کی نوعیت بتلا رہی ہے کہ اگر وہ یہ ہندوستان کے مایۂ ناز اخبارات میں ہوگا۔ کتابت و طباعت کی دلفریبی اور مضامین کے دلآویزی کے علاوہ آستانۂ سلطان الہند غریب نواز کی نسبت نے اسکو نورٌ علیٰ نور بنادیا ہے مجھے امید ہے کہ عملۂ ادارت کے سرگرم ارکان اس کی ترقی میں کوشاں رہیں گے امید کہ مسلمان اور متوصلین آستانہ خواجہ خواجگان حضور غریب نواز اس کی ترقی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے۔

حقیر فقیر سید محمد عاشق قادری چشتی نقشبندی ہنگامی فتحپوری ہمشیرزادہ حضرت شمس العلما مولنا شاہ سید عبدالحق محدث کانپوری رح

معائنہ مدرسہ نسوانیہ برکات سلطانیہ اجمیر شریف

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب "آستانہ" اجمیر شریف

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

جناب مولانا خواجہ سید عبدالباری صاحب معنی اجمیری نے مدرسہ نسوانیہ "برکات سلطانیہ" کا معائنہ فرمانے کے بعد مدرسہ ہذا کے متعلق جو رائے ظاہر فرمائی ہے وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے، میں توقع کرتا ہوں کہ آپ اس کو اپنے ہردلعزیز مقبول اخبار میں شائع فرماکر شکریہ کا موقع دینگے۔

خاکسار غلام محمد معین الدینخاں غفرلہٗ
آنریری سکرٹری مدرسہ ہذا

هو المعین

آج میں نے مدرسہ نسوانیہ برکات سلطانیہ کا معائنہ کیا۔
اس مدرسہ کی عالمگیر شہرت میرے کانوں تک پہلے ہی پہنچ چکی تھی اور برابر شوق دامنگیر تھا کہ اس مدرسہ کا معائنہ کروں خدا کا شکر ہے کہ آج امید برآئی اور جناب غلام محمد معین الدین صاحب آنرری سکرٹری مدرسہ نسوانیہ کی فرمائش پر دفتر مدرسہ میں حاضری کا اتفاق ہوا۔

مدرسہ کی موجودہ حالت تعلیم تربیت صنعت حرفت غرض ان تمام مقاصد کے لحاظ سے جن کی تکمیل کیلئے اس مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے بہت عمدہ ہے اور یہ تمامتر خوبیاں اور محاسن اس مدرسہ میں صرف اسلئے نظر آتے ہیں کہ اس مدرسہ کی موسسہ بہترین اسلامی اخلاق و اعمال کا مجسم نمونہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جس تحریک کو خلوص و ہمت والے افراد ملک و قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں وہ بالآخر محض اپنی خلوص و ہمت کی وجہ سے ایک نہ ایک دن اپنی اسی تحریک کو کامیابی کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر دیکھتے ہیں۔ جد و جہد سعی و کوشش ہر تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے محرکین کے لئے فریضۂ لازمی ہے اور عام مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ ہر تحریک خیر کی ہر امکانی کوشش کیساتھ تائید کریں پس جد و جہد کے تمام اور مراحل کارکنان مدرسۂ نسوانیہ طے کرچکے اور کررہے ہیں اب ضرورت ہے عام و خاص کی توجہ اور اعانت کی۔ اسلئے کہ سرمایہ کا سوال ایسا سوال ہے کہ ہر وقت پیدا ہوتا ہے اور بغیر سرمایہ کوئی تحریک خاطر خواہ ترقی حاصل نہیں کرسکتی۔

حضرات صاحبزادگان کا خانوادہ جس کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی پوری کوشش کرنا چاہیئے ان سے خصوصیت کے ساتھ میری درخواست ہے کہ اس مدرسہ کی جانب پوری توجہ فرمائیں اور اگر وہ اپنی اولاد کو آئندہ دور میں فضل و کمال کا مخزن اور علوم و فنون کا جامع دیکھنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اونہیں اپنی لڑکیوں کی تعلیم کا پورا انتظام کرنا چاہیئے اسلئے کہ یہی لڑکیاں کسی وقت مائیں کہلائیں گی۔ اور ماں کا آغوش انسان کا سب سے پہلا گہوارۂ تربیت ہے پس اُسیوقت انکی یہ آرزو اور تمنا بھی پوری ہوسکتی ہے کہ اونکے لڑکے دین و دنیا میں بہترین لوگوں سے تعبیر کئے جائیں۔ میں اس مدرسہ کو بالعموم اہل اجمیر کے لئے اور خصوصیت کے ساتھ متوسلین آستانہ اقدس کے لئے ایک عطیۂ غیبی نعمت غیر مترقبہ سمجھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم ہندوستان کے اوس سب سے بڑے اور سب سے پہلے مبلغ اسلام اور مجاہد ملت کے طفیل میں جسکو دنیا آج سلطان الہند غریب نواز کہہ کر پکارتی ہے اس چشمۂ فیض کے حلقۂ اثر کو اسقدر وسعت عطا فرمائے کہ آئندہ جب کبھی اسکا معائنہ لکھنے بیٹھوں تو اسے دریائے فیضان سے تعبیر کروں۔ اور علم و فضل کے پیاسونکو اس سے اسطرح سیراب فرماکہ اس چشمۂ فیض سے سیکڑوں نہریں نکلیں اور وہ نہریں ہر گہر کو باغ جنت بنادیں۔

معنی خاک نشین آستانہ عالیہ اجمیر شریف

اجمیر شریف میں مسلمانان ہندوستان کے اجتماع کی تجویز

دور سے امید نے کچھ جھلک دکھلائی ہے
ایک کشتی ڈوبتے بیڑے کو لینے آئی ہے

ہمیں یہ معلوم ہوکر بیحد مسرت ہوئی کہ اس سال آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس بمقام اجمیر شریف منعقد ہوگا۔ کارکنان کانفرنس کیطرف سے اس کانفرنس کو کامیاب بنانیکی ہر امکانی کوشش کیجارہی ہے۔ امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اجمیر شریف کا اجلاس کانفرنس کی تاریخ میں ایک خاص امتیاز رکھے گا۔

اسمیں شک نہیں کہ اب اس قسم کا زمانہ آگیا ہے کہ ہمکو اپنی آواز صرف اُمرا اور رؤسا کے تعلیم یافتہ طبقہ تک محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اس امر کی کوشش کرنا ضروری ہے کہ ہم اُن غریب اور نادار مسلمانوں میں اپنی تعلیمی پروپگنڈا کو وسعت دیں جو ایسے مقامات پر ہیں جہاں مسلمانوں کے حقوق آپس کی کشمکش کی وجہ سے معرض خطر میں پڑ رہے ہیں۔

خوش قسمتی سے اجمیر شریف ہی ایک ایسا مقام ہے جو راجپوتانہ کی چھوٹی اور بڑی ریاستوں کی وجہ سے مرکز کہلائے جانیکا مستحق ہے۔ اگر کارکنان مقامی کمیٹی اجمیر شریف نے اپنے گرد و نواح کی چھوٹی چھوٹی بستیوں میں پروپگنڈا کے ذریعے سے مسلمانونکو اس سالانہ اجلاس میں شامل ہونیکی کوشش میں کامیابی حاصل کرلی تو ہم سمجھیں گے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کامیاب ثابت ہوئی۔

ہمارا خیال ہے کہ اگر اجمیر شریف کے قرب جوار کی ریاستونکی مسلمان پبلک شریک اجلاس کانفرنس ہوئی اور کانفرنس کے واقعات اور حالات پر آگاہی پاکر اسنے اپنے مقام پر اغراض و مقاصد کانفرنس کی تبلیغ و اشاعت پر توجہ بھی کی تو کیا عجب ہے کہ مسلمانانِ راجپوتانہ کی تعلیمی ترقیوں کا سہرا عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر اور فخر قوم مولانا سید طفیل احمد صاحب جوائنٹ سکرٹری کے سر رہے۔

اجلاس کی تاریخوں کے متعلق ہنوز ہم وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ کیا طے پایا ہے۔ زیادہ اچھا ہوتا کہ کانفرنس کا انعقاد عرس شریف ہی کے زمانہ میں ہوتا۔ تاکہ وہ مسلمان جنٹری (GENTRY.) جو عرس کی شرکت کی غرض سے اجمیر شریف تشریف لاتے اجلاس کانفرنس کی بھی شرکت کرسکتے۔ بہرحال اس مسئلہ کو اجمیر شریف کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی اپنے مقامی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جیسا کچھ مناسب سمجھی گی طے کریگی کارکنان آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کو اس جانب توجہ کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ بی۔ بی۔ اینڈ سی۔ آئی۔ ریلوے (B.B.C.I. RY.) سے اسی موقع خاص کے لئے رعایت خاص (concession) کا بندوبست کرالیا جاے۔ (بقیہ مضمون صفحہ ۷ پر دیکھو)

حوادث محلیہ

زائرین کی حاضری

۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۸ء کی شب کو مولوی محمد یعقوب صاحب ایم، ایل، اے ڈپٹی پریسیڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی وارد اجمیر ہوئے، حافظ منزل میں قیام فرمایا۔

۱۳ر اکتوبر کی صبح کو زیارت آستانہ کا شرف حاصل کیا اور ۱۴ر اکتوبر کے میل سے احمد آباد روانہ ہو گئے۔

۱۴ر اکتوبر کی صبح کو میل سے جناب شہاب الدین صاحب (خلف خان بہادر مولوی خدا بخش خاں مرحوم بانی پٹنہ لائبریری) سپرنٹنڈنٹ پولیس، مسٹر عبد العزیز بیرسٹر ایٹ لا پٹنہ، ڈاکٹر ولی احمد صاحب پٹنہ بغرض زیارت آستانہ عالیہ وارد اجمیر ہوئے اور اپنے وکلاء صاحبزادہ سید محمد شفیع صاحب کی معرفت شرف حاضری آستانہ سے بہرہ اندوز ہوئے۔

ایجوکیشنل کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا کا دورہ

مسٹر لشل ہیل سپرنٹنڈنٹ تعلیمات دہلی و اجمیر و میرواڑہ ایجوکیشنل کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا بھی اسی عرصہ میں وارد اجمیر ہوئے، میو کالج اجمیر میں قیام فرمایا اور تین روز قیام کے بعد دہلی واپس تشریف لے گئے۔

شادی۔ بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی بعد نماز عشا جناب صاحبزادہ مولانا سید غلام علی صاحب خادم خواجہ بزرگ (سند یافتہ دار العلوم معینیہ عثمانیہ و مدرس دار العلوم موصوف) کی شادی جناب صاحبزادہ مولوی سید عبد القدوس صاحب ایم۔ اے۔ ایل، ایل، بی علیگ خادم خواجہ صاحبؒ کی صاحبزادی سے ہوئی، اور دوسرے روز ۲۶ ربیع الثانی کو درمیان عصر و مغرب جناب صاحبزادہ سید عبد الرؤف صاحب بی، اے (خلف جناب مولوی سید عبد القدوس صاحب ایم۔ اے۔ ایل، ایل بی) کا عقد صاحبزادہ سید ولی محمد صاحب کی صاحبزادی سے حافظ منزل میں ہوا۔ شہر کے اکثر معززین اس تقریب میں شریک تھے، ہم اس تقریب سعید پر ہر دو حضرات کی خدمت میں ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔

جلسہ عام۔ ۲۶ر ربیع الثانی جمعرات کی شب کو بعد نماز عشا جامع مسجد میں ایک جلسہ ہوا، مولوی معین الدین اجمیری نے مذہبی تقریر کی، بعد اختتام جلسہ بغیر فاتحہ دئیے ہوئے مٹھائی تقسیم کی گئی تو اسکے متعلق لوگوں میں اچھی خاصی چہ میگوئیاں ہوئیں اور بعض لوگوں نے اسی وقت مٹھائی واپس کر دی۔

حادثہ

۲۷ر ربیع الثانی کو شمس الدین صاحب جمعدار کشنری اجمیر کا چار سالہ لڑکا کوٹھے سے گر کر فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شیون اسلامیہ

بغداد۔ عراق کی وزارت دفاع نے طے کیا ہے کہ چھ طلبا فن پرواز کی تعلیم کیلئے انگلستان بھیجے جائیں۔ علاوہ بریں طلبا کی دوسری مہم برطانوی مدرسہ ارکان حرب میں بھیجی جائے گی۔

بغداد۔ حکومت عراق کی جانب سے رشید بک لجوحہ قاہرہ میں قونصل جنرل متعین ہوئے ہیں اور یوسف بک جسید قنصل خانہ کے سیکرٹری۔

بغداد۔ پارلیمنٹ میں میزانیہ پر بحث ختم ہو گئی۔ اس ماہ کے وسط میں آیندہ سیشن کے لئے پارلیمنٹ کے اجلاس ختم ہو جائیں گے۔ آیندہ سیشن میں نہایت اہم تجاویز پیش ہونگی جنمیں جبریہ فوجی بھرتی، بجٹ اور عراقی و برطانوی معاہدہ مالی و فوجی کی تجاویز بھی داخل ہیں۔

انگورہ۔ کچھ عرصہ سے طلعت بک قنا نمایندہ ترکی متعینہ عراق اور وزارت خارجہ ترکیہ میں کچھ اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اب یہ اختلافات رفع ہو گئے ہیں اور نمایندہ مذکور دوبارہ اپنے منصب پر بغداد واپس آ رہے ہیں۔

موصل۔ سرحد کی خبریں مظہر ہیں کہ ترک قبائل نے کردوں کے علاقہ میں چھاپہ مارا بہت سامال و اسباب و مویشی لوٹ لیگئے اور دو گاؤں بُری طرح برباد ہو گئے۔ ایک گاؤں کے سردار حاجی راشو کو بھی قتل کر دیا۔

بغداد۔ محمود فواد بک اناطہ ماہر زراعت کی صدارت میں مصر سے ایک زرعی مہم عراق کے باغات خصوصاً کھجور کی کاشت کا معائنہ کرنے یہاں آئی ہوئی ہے۔

بغداد۔ جدہ کا ایک تار مظہر ہے کہ حکومت حجاز نے ان تمام لوگوں کی جائداد یں ضبط کر لی ہیں جنہوں نے شہدائے طائف کی یادگار نہ تعمیر ہونے دیا تھا

برید فرنگ

پیرس۔ اخبار "پتی پاریزیان" کے نمایندہ مقیم ترکی کو شرف ملاقات بخشنے کے بعد غازی پاشا صدر جمہوریہ ترکیہ نے احمد زوغو شاہ البانیہ کے اعلان بادشاہت پر اظہار ناراضگی کیا اور کہا کہ "جمہوریہ ترکیہ احمد زوغو کو کسی طرح شاہ البانیہ تسلیم نہیں کر سکتی"

لندن۔ حضور ملک معظم نے برگیڈیر جنرل سر گلبرٹ کلیٹن کو عراق کی ہائی کمشنری پر مقرر کرنیکی منظوری دیدی ہے۔

لندن۔ مسٹر رامزے میکڈانلڈ جو برطانوی پارلیمنٹ میں مزدور پیشہ جماعت کے رہنما ہیں۔ وائنا۔ پریگ اور برلن کے لئے آج روانہ ہو جائینگے۔

نانکن۔ قوم پرور حکومت چین نے تین کروڑ ڈالر کے قرضہ کا انتظام کیا ہے۔ اس قرضہ کا انتظام انسپکٹر جنرل محاصل بحری کے ہاتھ میں ہوگا۔

لندن۔ فلسطین کے مذہبی حلقوں میں مصطفیٰ کمال پاشا اور شاہ افغانستان کی ان کوششوں کو سخت ناپسند کیا جا رہا ہے جو ان اسلامی بادشاہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں معاشرتی اصلاح کے متعلق شروع کی ہیں تاکہ وہ مغربی ملکوں کی صف میں آ سکیں۔ القدس کے علما ان اصلاحات کے سخت خلاف ہیں اور انکے انسداد کیلئے اپنی اختیارات کام میں لا رہے ہیں۔ چنانچہ حرم کے مسلمان افسروں اور القدس کے شریف نے بذریعہ ایک خاص حکم عورتوں کو بلا نقاب ڈالے اور بغیر بازو اور ٹانگوں کے ڈھانکے ہوئے حرم میں آنے کی اور مردوں کو مغربی طرز کی ٹوپیاں پہنکر مسجدوں میں داخل ہونیکی سخت ممانعت کر دی ہے۔

لندن۔ "العراق" رقمطراز ہے کہ حکومت برطانیہ نے بغیر کسی معاوضہ کے آٹھ سو میل زمین حکومت عراق کو واپس دیدی۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ ملاحظہ ہو)

تاکہ کم اخراجات کو دیکھتے ہوئے ہر مسلمان اس جلسہ میں شریک ہو سکے۔

کانفرنس کے اجلاس کے زمانہ میں اگر ہماری دیگر قومی انجمنیں مثلاً مسلم لیگ۔ آل انڈیا تبلیغ کانفرنس۔ تنظیم کانفرنس۔ یا اور اسی قسم کی دیگر کانفرنسیں اگر اپنے اپنے سالانہ یا خصوصی اجلاس اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اجمیر شریف ہی کے مقام پر منعقد کرنیکا بندوبست کر سکیں تو ہماری آیندہ کامیابیوں کے لئے ایک خاص لائحہ عمل تیار ہو سکتا ہے جسکی کہ مسلمانوں کو از حد ضرورت ہے۔

مجھ کو توقع ہے کہ میرے ناچیز خیالات پر کل کانفرنس مجالس مذکورہ بالا کافی غور و خوض فرمانے کے بعد جلد سے جلد اس امر پر اتفاق کر لیں گے کہ مسلمانوں کی جملہ کانفرنسوں کا انعقاد اس مرتبہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کے زمانہ میں اجمیر شریف جیسے متبرک مقام پر ہو تاکہ اثرات باطنی سے متاثر ہو کر مسلمانان ہندوستان اپنی کھوئی ہوئی علمیت۔ فضیلت۔ اور اقتدار کے از سر نو قایم کرنے کے قابل ہو کر اپنی قوم کو نفع پہنچا سکیں۔

قوم کا خادم

شیخ محمد آل حسن (علیگ) وارثی آنریری سیکرٹری
لوکل کمیٹی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس
(قنوج۔ ضلع فرخ آباد)

اخبار الہند

پونہ۔ ۱۲ اکتوبر کے لئے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کی کمیٹی نے شہر میں مکمل ہڑتال کا انتظام کیا ہے۔ ہر جگہ سیاہ جھنڈے نصب کئے جائیں گے اور سہ پہر کو ماتمی جھنڈوں کا جلوس بھی نکلے گا۔

(کامیابی ناممکن۔ آں قدح بشکست وآں ساقی نماند آستانہ)

جموں۔ آج رعایائے جموں نے بڑی دھوم دھام سے مہاراجہ کشمیر ہز ہائینس سر ہری سنگھ بہادر کی سالگرہ منائی غربا کو خیرات اور مدرسوں کے طلبا کو شیرینی تقسیم کی گئی۔

حیدرآباد دکن۔ نظام ریلوے کی ہڑتال پُرامن طریقہ پر ختم ہو گئی۔

نینی تال۔ راجہ جگناتھ بخش سنگھ مستعفی وزیر کی جگہ ہز اکسلنسی گورنر بہادر نے راجہ خوشحال پال سنگھ کو عہدۂ وزارت پر مقرر فرمایا ہے۔

مدراس۔ مجلس متقننہ مدراس اور جمعیۃ متقننہ کے مسلم ارکان کا ایک مشترکہ جلسہ ہوا جسمیں نہرو رپورٹ بالخصوص نوعیت انتخاب کے مسئلہ پر بحث ہوئی اور بالآخر کثرت رائے سے جداگانہ انتخاب کی تجویز منظور ہوئی ایک تجویز یہ بھی منظور کی گئی کہ بندرگاہ مدراس حاجیوں کے لئے کھول دی جائے۔

پشاور۔ افغانستان کے بیشمار علما جو ملک میں جدید اصلاحات کے نفاذ کے خلاف تھے گرفتار کر لئے گئے ہیں اور اسی سلسلہ میں سردار عثمان خاں سابق گورنر قندھار کو گرفتار کر کے کابل بھیجا گیا ہے وہاں انپر مقدمہ چلایا جائیگا۔

مئو چھاؤنی۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء۔ آج صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و سشن جج ریلوے کی عدالت سے مسٹر جوزف (کرسچین) کو پانچ سال قید سخت اور تیس ضرب بید کی سزا دی گئی۔ ملزم چلتی گاڑی میں ایک نو سالہ عیسائی لڑکی سے زنا بالجبر کا مرتکب ہوا تھا۔

اندور۔ ۱۰ اکتوبر۔ آج منشی مدن گوپال صاحب ریلوے مجسٹریٹ اجمیر کے اجلاس اندور میں ایک رامپوری بیس سالہ لڑکا صابر نامی ناجائز طور پر پانچ سیر چرس اور ڈھائی تولہ کوکین لانے کے جرم میں گرفتار کر کے پیش کیا گیا۔ مقدمہ شروع ہو گیا ہے فیصلہ کسی آئندہ تاریخ پر سنایا جائیگا۔

نیمچ چھاؤنی۔ مولوی امیر احمد صاحب علوی بی۔ اے جوڈیشیل آفیسر چھاؤنی نیمچ دو سال کی رخصت پر بغرض ادائگی فریضۂ حج اپنے وطن کاکوری تشریف لیگئے ہیں اور وہاں سے حج کو تشریف لیجائینگے نیمچ سے کاکوری جاتے ہوئے درمیان میں اجمیر شریف بھی ایکروز کیلئے ٹھہرے تھے۔

نرخنامہ اشتہارات اخبار آستانہ اجمیر

تعداد	ایکبار	ایکماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایکسال
⅛ صفحہ	عہ	للعہ	لعہ	للعہ	ععہ
¼ صفحہ	۶	سے	صعہ	ععہ	معلعہ
نصف صفحہ	سے	عہ	صعہ	للعہ	۵
پورا صفحہ	صہ	صعہ	صہ	صہ	لسہ

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کیلئے ہر اشاعت میں فی سطر آٹھ آنہ کے حساب سے اُجرت لیجائے گی۔

(۲) اُجرت اشتہارات ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

(۳) فحش، غیر مہذب اور لاٹری وغیرہ کے اشتہار کسی صورت میں بھی شائع نہیں کئے جائیں گے۔

مینیجر۔ اخبار آستانہ اجمیر

مسلمان بیگمات کے پڑھنے کی کتابیں

شوہر کی نصیحتیں ۴؍ - رسول عربی ۶؍ - امت کی مائیں ۶؍ - عقیلہ بیگم ۳؍

گھر اور گھر والی ۳؍ - باورچیخانہ ۵؍ - صنعت خانہ ۴؍ - اصلاح الرسوم ۳؍

اسرار صنعت - صنعت و حرفت اور تجارت میں اس کتاب سے بہتر آجتک کوئی کتاب نہیں چھپی ہے - تمام باتیں تجربہ شدہ لکھی ہیں قیمت ایکروپیہ

انقلاب ٹرکی - سلطنت عثمانیہ کے انقلاب کی مفصل اور جامع تاریخ - قریب ڈھائی درجن کے رنگین تصاویر جلد بندھی ہوئی قیمت فی جلد عہ علاوہ محصول۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر عزیزی پریس بک ڈپو آگرہ

حضور نظام کی بلند پایہ شخصیت کا ایک ادنیٰ کرشمہ

صداقت کا عثمان نمبر غربا کو مفت دیا جائیگا

چونکہ حضرت بندگان عالی متعالی سرکار عالیجاہ حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ مع شہزادگان بلند اقبال اکتوبر کے آخیر ہفتہ میں دار السلطنت دہلی میں نزول اجلال فرما کر ہمارے اجڑے دیار کو رشک گلزار بنانے والے ہیں اسلیئے اس جانفزا تقریب میں "صداقت" کے ادارہ اہتمام نے عثمان نمبر شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جو تعداد کثیر شائع ہوگا اور قیمت برائے نام صرف دو آنہ (۲؍) ہوگی بلکہ اعلیٰ حضرت سے عقیدت رکھنے والے غربا کو (درخواست کرنے پر) مفت دیا جائیگا۔

یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ سلطنت آصفیہ کی دلچسپ تاریخ۔ تاجدار دکن کی خصوصیات اور اعلیحضرت کی اہم علمی۔ مذہبی اور انتظامی خصوصیات و ترقیات کے متعلق اعلیٰ درجہ کے مضامین (نظم و نثر) بھیجنے والے کو ایک بیش قیمت تمغہ انعام دیا جائیگا امید کہ اہل قلم طبع آزمائی فرمائیں گے۔ مضامین ۲۰ اکتوبر تک دفتر صداقت میں پہونچ جانے چاہئیں۔

نوٹ:- صداقت کے مستقل خریداران کو عثمان نمبر مفت دیا جائیگا۔ جو لوگ مستقل خریدار نہیں ہیں وہ ۳؍ کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر اپنا نام درج کرالیں، یا کم استطاعت ہونے کے سبب مفت طلب کریں ورنہ ۲۵ اکتوبر کے بعد دستیاب نہو سکیگا۔ اور اس عظیم الشان نمبر میں اشتہار دینے والوں کے ساتھ بھی انتہا درجہ کی رعایت ہوگی۔ رعایتی نرخنامہ طلب کرنے پر مفت روانہ ہوگا۔

مینیجر صداقت میرٹھ

(سید زین الکاملین کامل پرنٹر و مینیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا)

هوالكل

رجسٹرڈ نمبر ان ۴۱۲

هوالمعین

۵۸۶

بطفیل حمایت خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رض

بدل اشتراک بیرونجات سالانہ [illegible] ششماہی [illegible] سہ ماہی [illegible]

بدل اشتراک اجمیر سالانہ [illegible] ششماہی [illegible] سہ ماہی [illegible]

اسے دل ودیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاکِ آستانۂ تو

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ
ار

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس - ۱۱ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۶ - اکتوبر ۱۹۲۸ء - یوم جمعہ | نمبر ۱۰

معارف

(اثر، مولانا طفیل احمد صاحب عارف بدایونی)

ما بگزارم برہش سنگ نمیدانم چیست — از سر منزل فرسنگ نمیدانم چیست
عشق وحسنِ رُخ دلدار بہم می غلطد — وسعت آباد دل تنگ نمیدانم چیست
محو جادو نگہے با دل وجاں میگردم — خرد و دانش و فرہنگ نمیدانم چیست
دل گرفتار شدت ہم تو گرفتار شدی — میپرد نامہ برت رنگ نمیدانم چیست
ننگ داری تو چرا از سر نامم ظالم — نام نگزاشتہ ام ننگ نمیدانم چیست
جنگ دارم بدگر صلح کنم بے غم تو — باد گر صلح و من جنگ نمیدانم چیست
چشمِ مخمور کسے بیخودیم تازہ کند — مستیٔ مے نشۂ بنگ نمیدانم چیست
وجد بے پردہ چناں ساخت جمالِ مطرب — نغمۂ پردہ و آہنگ نمیدانم چیست

راز بے پردہ بروں افگند آں یار بجود
عارف ایں سرزنش و جنگ نمیدانم چیست

کمالات

(اثر، منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری)

داغ پہ داغ کا ہر داغ تماشا ہوگا — غنچہ غنچہ میں گلستاں کا سراپا ہوگا
ٹھر و ٹھر و طپش دل کا تماشا ہوگا — دیکھ لو! دیکھ لو! یہ کھیل نہ دیکھا ہوگا
دام گیسو سے کہاں بچ کے نکلنا ہوگا — اسکی ہر ایک گرہ موت کا پھندا ہوگا
عرصۂ حشر ہو آنگن نہیں گھر کا تیرے — اتبو بے پردہ تجھے سامنے آنا ہوگا
بے اجل ہجر میں جاں جائے تو جائے لیکن — بے تری دید کے جینا کوئی جینا ہوگا
قتل کا حکم لکھا، تیغ سنبھالی بولے — ہم جو لکھدیں گے وہ تقدیر کا لکھا ہوگا
بجلیاں میرے نشیمن پہ نہ گرتیں ہرگز — فلک پیر سے کچھ ربط تمہارا ہوگا
یہ نہوگا کہ میں منت کش اغیار بنوں — ہو رہیگا مری قسمت کا جو ہونا ہوگا

کوئی جامہ نہیں عریانی سے بہتر کامل
یہ وہ جامہ ہے جو تا حشر نہ میلا ہوگا

رشد وہدایت

مَنْ لَّا اَدَبَ لَهٗ لَا عِلْمَ لَهٗ وَمَنْ لَّا صَبْرَ لَهٗ لَا دِيْنَ لَهٗ وَمَنْ لَّا وَرَعَ لَهٗ لَا زُلْفٰى لَهٗ

(عن الحسن البصری رضؓ)

تشریح! جس کو ادب نہیں اُس کو علم نہیں اور جسکو صبر نہیں اُس کو دین نہیں۔ جو پرہیزگار نہیں وہ خدا کا مقرب نہیں ہوسکتا!

مجھکو شوق جبہہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہئے روز آستانے کیلئے
(معینی مدظلہ)

آستانہ

جلد۱ | جمعہ ۱۱ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ | نمبر۱۰

مذہب اور وطن

منجملہ اُن مابہ النزاع مسائل کے جو اسوقت ملک میں زیر بحث اور مسلمانانِ ہند میں اختلافات باہمی کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں ایک مسئلہ یہ بھی خاص طور سے قابل غور اور تصفیہ طلب ہی کہ مذہب اور وطن ان دونوں چیزوں میں سے کونسی چیز انسان کے لئے زیادہ ضروری، زیادہ مقدم، زیادہ کار آمد اور زیادہ مفید ہے اور ضرورت کے وقت ہمیں ان دونوں میں سے کس چیز کو دوسری پر قربان کر دینا چاہئے۔ دوسرے مذاہب والے تو اپنے اپنے مذہب کے اصول پر بطور خود اس کا بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں، نہ اُن کو اس معاملہ میں ہمارے مشورہ کی ضرورت ہے اور نہ ہمیں اُن کے مذہبی معاملات میں دخل دینے کا حق، ہم جو کچھ بھی اسوقت لکھیں گے وہ اپنے مذہبی اصول پر اور جو بھی اسکے متعلق ہمارا مشورہ ہوگا وہ مسلمانوں کے لئے، کیونکہ اسوقت ہمارا تخاطب صرف اپنے ہی بھائیوں سے ہے۔

مسلمانانِ ہند میں اس مسئلہ کے متعلق اسوقت دو پارٹیاں ہیں، ایک گروہ کہتا ہے کہ ہم "اول ہندوستانی ہیں پھر مسلمان"، اور دوسری جماعت کا مقولہ ہے کہ "ہم پہلے مسلمان ہیں پھر ہندوستانی"، ظاہر ہے کہ دونوں صحیح نہیں ہوسکتے پس ایسی حالت میں ضروری ہے کہ جلد اسکا فیصلہ کیا جائے کہ حق وصداقت پر کون جماعت ہے اور غلط راستہ پر کونسا گروہ گامزن ہے اور پھر گمراہ جماعت کو اور دیگر مسائل کیطرح اس مسئلہ میں بھی صحیح راستہ پر لانیکی کوشش اور رفع اختلافات باہمی کی سعی ہو۔ افرض ہے کہ بغیر اسکے سیاسیات ملکی کے اس نازک دور میں مسلمانوں کے کامیابی موہوم اور ان کی ہر اسکیم ناممکن العمل ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اسلام ہم کو ہمدردی، رحم، اخوت، مساوات اور غیر مذاہب کے ساتھ بے تعصبی، رواداری اور عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے اور وطن کی محبت کو جزو ایمان بتاتا ہی پس اس صورت میں اہل وطن کے ساتھ اتحاد، محبت اور رواداری اور وطن کی آزادی اور خوشحالی کی سعی وکوشش ہمارا فرض ہی اور یہ ہمارے لئے ہر چیز سے زیادہ مقدم اور ضروری ہے۔

ہم خود اسے مانتے ہیں کہ غیر اقوام کے ساتھ بے تعصبی و رواداری اور بلا تفریق مذہب وملت ہر انسان کے ساتھ ہمدردی رحم اور عدل وانصاف وغیرہ ہمارے مذہب کی ایک ضروری ولازمی تعلیم ہے اور درحقیقت یہی چیز ہے جس نے اسلام کو جملہ مذاہب عالم میں ایک امتیازی درجہ دیکر اسکو تمام مذہبوں سے ارفع واعلیٰ بنا دیا ہے، اور اسکے تسلیم کرنے میں بھی ہمیں کوئی تامل نہیں ہے کہ اپنے وطن کی محبت اور اسکی آزادی، فارغ البالی اور خوشحالی کی ہر ممکن العمل تدبیر ہر مسلمان پر فرض ہے، لیکن اسکے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کاٹ ڈالی جائے اور ان چیزوں کے حصول کی کوشش میں سرے سے مذہب ہی کو خیرباد کہدیا جائے۔ اسلام اگر ہمیں ایک طرف یہ تعلیم دیتا ہے تو دوسری طرف ہمارے اس فرض سے بھی ہم کو آگاہ کرتا ہے اور نہ صرف آگاہ بلکہ حکم دیتا ہے کہ اگر کہیں اپنے مذہب کو ذلیل ہوتے یا خدانخواستہ اسکو کہیں خطرہ میں پڑتے ہوئے دیکھو تو اس کے انسداد اور دفعیہ کے لئے وطن تو کجا اپنے دوست احباب عزیز واقارب جاہ و حشم، مال ومنال، اہل وعیال حتیٰ کہ اپنی عزیز سی چیز اور اپنی جان تک اسلام پر قربان کر دو۔

اب ذرا تعصب اور ہٹ دھرمی کی آنکھیں بند کرکے ٹھنڈے دل سے سوچیں اور غور کریں کہ انکا یہ کہنا کہ "ہم اول ہندوستانی ہیں پھر مسلمان"، کہاں تک صداقت آمیز اور حق بجانب ہے، کیا اسلام کی مذکورہ بالا سچی تعلیمات اور ان احکام کے ہوتے ہوئے یہ لوگ اب بھی اپنی اسی غلط اصول پر قائم رہیں گے اور اتحاد، وطن پرستی اور قوم پروری کی دُھن میں مذہبی احکام کو برابر ٹھکراتے رہیں گے؟ کیا اپنی اس مذموم اور قابل نفرت طرز عمل سے یہ اپنے ملک قوم کی کوئی سچی خدمت کر سکتے ہیں؟ کیا اس طرح یہ اپنی قوم کو نکبت وادبار کے غار سے نکال کر ترقی کے مدارج اعلیٰ پر پہونچا سکتے ہیں اور پھر یہ کہ کیا ایسی حالت میں وہ خود سچے مسلمان بھی رہ سکتے ہیں؟ افسوس کہ ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے اور ایسے لوگ کسی حالت میں بھی اُس احسان فراموش، خود غرض، بیوقوف اور جاہل مریض سے کسی طرح کم نہیں ہیں جو کسی حاذق طبیب یا وید کے علاج سے صحتیاب ہو جائے اور پھر معالج کی بتائی ہوئی تدابیر اور دواؤں سے جو خود اسکے لئے اکسیر ثابت ہوئی تھیں اُس معالج کو درمیان سے اُڑا کر خود دوسرے مریضوں کا علاج شروع کر دے اور اپنی جہالت کیوجہ سے اُن مریضوں کے لئے بجائے مسیحا کے ملک الموت ثابت ہو ایسے ہی نام نہاد مسلمان درحقیقت اللہ تعالیٰ کے احسان فراموش اور ناشکرے، سرکار رسالت مآب کے نافرمان اور اپنی قوم کے غدار ہیں اور انہیں کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

واقعہ یہ ہے کہ تقلید یورپ اور مغرب پرستی کی ہوا نے جو بدقسمتی سے ہندوستان سے نکل کر اب ممالک اسلامیہ میں بھی رفتہ رفتہ پھیلتی جارہی ہے ان لوگوں کے دل ودماغ پر اپنا پورا اثر وتسلط جما لیا ہے اور یہ کسی نہ کسی آڑ میں اپنے عیوب ونقائص پر پردہ ڈالنے کے لئے اسکو ہندوستان کے مسلمانوں میں پھیلانا چاہتے ہیں اور اس خود غرضی کا برا ہو کہ اپنے ساتھ اپنی پوری قوم کو قعر نکبت وادبار میں گرا کر تباہ وبرباد کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمان اپنے ہر کام میں اسی وقت کامیاب ہوسکتے ہیں اور انکی ہر اسکیم جب ہی اُن کے حسب منشا پوری ہوسکتی ہے کہ وہ "اِعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا"، پر کاربند ہو کر اللہ کی رسی یعنی "اسلام" کو مضبوطی سے پکڑے رہیں اور ایسے نادان وگمراہ کن رہنماؤں اور لیڈروں سے بچیں۔

حُبّ وطن، اتحاد، رواداری اور بے تعصبی وغیرہ کے دعوے سب اُسی وقت صحیح ودرست ہوسکتے ہیں جب تک کہ تم مسلمان ہو، ورنہ بغیر اس کے تمہارے سب دعوے جھوٹے، تمام باتیں غلط اور تمہاری اسکیمیں نقش بر آب ہیں۔

لمحات فکریہ

"الہلال" کے اجرا میں کاوٹ

معزز معاصر "الامان" دہلی سے یہ معلوم ہو کر ہمیں سخت افسوس اور رنج ہوا کہ دہلی سے "الہلال"، کی خبر اجرا کو سنکر بعض بدباطن اور شریروں نے مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے ڈیکلریشن داخل کرنے سے قبل "الہلال" اور "البلاغ" دونوں ناموں سے دو پرچوں کا ڈیکلریشن داخل کر دیا اور اس طرح اپنے زعم باطل میں مولانا کو شکست دینے کی اس ناکام کوشش میں پورے طور پر کامیاب ہوگئے۔ مخالفت کا یہ ذلیل اور شریرانہ طریقہ اختیار کرکے ان لوگوں نے اپنی جس بزدلی اور کمینہ پن کا ثبوت دیا ہے اس پر ہر شریف اور مہذب انسان اظہار نفرت وملامت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر مخالفوں میں اسقدر اخلاقی دلیری، ہمت اور جرأت نہ تھی کہ وہ مرد میدان بنکر شریفانہ طور پر مخالفت کرتے تو انکو مخالفت کا ناپاک اور گندا خیال ہی اپنے دل سے نکال ڈالنا چاہئے تھا۔ لیکن یہ طریقہ جو انہوں نے اختیار کیا ہے کسی طرح بھی قابل تحسین وستائش نہیں ہوسکتا۔ ہمیں امید ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد اس قسم کے

خرافات سے ہرگز بد دل ہونگے اور اجرائے "الہلال" کے متعلق اپنی کوششیں برابر جاری رکھیں گے اور اگر قانونی طور پر انہیں ان دونوں میں سے کسی کی بھی اجازت نہ ملے تو وہ فوراً کسی نئے نام سے ڈیکلریشن داخل کرکے اخبار فوراً جاری کردیں گے۔

"الہلال" اور "البلاغ" کی وقعت اور ہر دلعزیزی پبلک کے دلوں میں اُن کے ناموں کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اسکی اصلی وجہ خود مولانائے موصوف کی ذات ہے جو انشاء اللہ نئے اخبار کے ساتھ بھی اسی طرح وابستہ رہیگی جیسی کہ "الہلال" اور "البلاغ" کے ساتھ تھی۔

"کتاب تقویۃ الایمان"

ہمارے پاس اُجّین (ریاست گوالیار) سے دو مراسلے پہونچے ہیں ایک یاد علی صاحب کا جو "آستانہ" نمبر ۸ میں شائع ہوچکا ہے اور دوسرا مراسلہ مظفر الدین خاں صاحب کا جو "آستانہ" نمبر ۱ میں شائع ہوا۔ ان دونوں مراسلوں میں اُجّین میں وہابیوں کی ریشہ دوانیوں کا ذکر کرکے "تقویۃ الایمان" کے متعلق ہماری رائے دریافت کی گئی ہے اور یہ پوچھا گیا ہے کہ یہ کتاب اہل سنت والجماعت کے لئے واجب العمل ہے یا نہیں؟۔

چونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ اس کتاب کے جملہ اختلافی مسائل پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی جائے اور کسی مسئلہ کو تشنہ نہ رکھا جائے اس وجہ سے اس میں کچھ تاخیر ہونا لازمی ہے لیکن ہم ان دونوں حضرات کو اس کا اطمینان دلاتے ہیں کہ کام شروع کردیا گیا ہے اور ہم انشاء اللہ اسکے متعلق جلد "آستانہ" میں بالتفصیل اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

آستانہ کی ترتیب

"آستانہ" کو دلچسپ اور کارآمد بنانے میں ابتداہی سے کوشش کیجارہی ہے اور اس کی موجودہ ترتیب کو ناظرین نے بیحد پسند بھی فرمایا ہے لیکن باوجود اسکے ہم اس کو مزید دلچسپ بنانے کی تدابیر سے غافل نہیں ہیں اور اسکی کوشش کررہے ہیں کہ "آستانہ" ملک کے ہر طبقہ میں دلچسپ، ہر دلعزیز اور مقبول عام ہو چنانچہ اسی سلسلہ میں ہم جلد چند نئے عنوانات مستقل طور پر "آستانہ" میں اور بڑھانے والے ہیں اور چھوٹے چھوٹے دلچسپ فسانوں کا سلسلہ بھی شروع کرنے والے ہیں۔ جس کمی کو "آستانہ" میں ہم خود ابتدا سے محسوس کررہے ہیں وہ راجپوتانہ کی خبریں ہیں لیکن ہم ناظرین "آستانہ" کو اطمینان دلاتے ہیں کہ اب ہم نے اس کا خاص طور سے انتظام کرلیا ہے اور انشاء اللہ عنقریب راجپوتانہ کی اہم اور تازہ خبریں ہم ہر ہفتے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرسکیں گے اور اسی سلسلہ میں "راجپوتانہ گورنمنٹ گزٹ" اور دوسری سرکاری خبریں بھی مستقل طور پر شائع کیجایا کریں گی۔

علمی دُنیا

مصنوعی اٹلی

صقلیہ میں اسلامی حکومت کی بربادی کے بعد بھی اسکے آثار باقی رہے تھے اور اسکے فرنگی فرمانرواؤں کے دربار میں مسلمان عُلما اور ماہرین فن کا جمگھٹ لگا رہتا تھا چنانچہ انہیں ماہرین میں ادریسی جغرافیہ داں بھی تھا جس نے گیارہویں صدی عیسوی میں چاندی کے ایک عظیم الشان سانچے پر دُنیا کے تمام شہر، پہاڑ، دریا، وادیاں اور دیگر نشیب فراز کی تصویر صقلیہ میں بیٹھ کر اتاری تھی اور عجب تاریخی اتفاق ہے کہ اب بیسویں صدی میں اسی سرزمین اٹلی سے اسی قسم کی ایک تحریک اُٹھی ہے کہ ساٹھ میٹر کا ایک مصنوعی سمندر بنایا جائے اور اسکے وسط میں جزیرہ نمائے اٹلی کے کوہ آلسپ سے صقلیہ کے راس پسارڈ تک کا ایک مجسمہ اُتارا جائے جسمیں پہاڑ، دریا، نشیب فراز اور ذرائع آمد ورفت کو واضح دکھایا جائے۔ یہ تحریک اٹلی کے ایک ممتاز انجنیر پیو فرانکی کی طرف سے موسیولینی کے سامنے پیش ہوئی ہے جسکو انہوں نے منظور کرلیا ہے اور بہت جلد اسکی عملی ابتدا ہوجائیگی یہ مصنوعی اٹلی سلاادبرتومین رکھا جائیگا اور مدارس کے طلبا اس سے مستفید ہوا کریں گے۔

بعض جدید طبی انکشافات

گذشتہ سہ ماہی میں طبی انکشافات میں نمایاں کامیابی ہوئی ہے چنانچہ انسان کے خون کے متعلق جدید طبی مباحث سے ثابت ہوا ہے کہ انسان کے جسم میں اسکے وزن کے تناسب سے ۹ رہم فیصدی خون ہوتا ہے، یا یوں سمجھنا چاہئے کہ مثلاً اگر کسی کا وزن ۱۶۰ پونڈ ہے تو اسکے جسم میں ۹ پونڈ خون موجود ہوگا۔

اسی طرح ٹولین یونیورسٹی کے ڈاکٹر شارل ڈدفال پتھری کے جراثیم خارج کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور انہوں نے یقین دلایا ہے کہ نفس مرض کے ازالہ کے متعلق بھی بہت جلد بعض اور مفید انکشافات شائع کرنے والے ہیں۔

اسی طرح جرمنی کی خبر ہے کہ ڈاکٹر کارل ربل نے ایک ایسا طریقہ دریافت کرلیا ہے جس سے وہ بچوں کی خلقی طور پر ٹیڑھی ہڈیوں کو سیدھا کرسکیں گے جس میں پہلے انہیں نرم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے پھر بچوں کی غذا کا ایک خاص نظام مقرر کیا جاتا ہے اسکے بعد انکو برقی روشنی کے سامنے رکھکر کجی دور کردیجاتی ہے۔

ڈاکٹر ولیم ہنٹر نے جو ماہر اعصاب سمجھے جاتے ہیں چند طبی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ انسان کے سڑے ہوئے دانت بھی بسا اوقات جنون پیدا کردیتے ہیں اور ڈاکٹر ولیم کے ۴۴

ریلوے ٹکٹ فروخت کرنے کی مشین

لندن کی زمین دوز ریلوں کے اسٹیشنوں پر حال میں ایک نو ایجاد مشین رکھی گئی ہے۔ جو صرف ریلوے کے ٹکٹوں پر نمبر و تاریخ وغیرہ ہی نہیں چھاپتی بلکہ حقیقی معنوں میں ٹکٹ فروخت کرتی ہے جس شخص کو لندن کے کسی حصہ میں جانا ہوتا ہے وہ اس کا کرایہ مشین کے اندر ڈالدیتا ہے۔ چند سکنڈ کے بعد اس مقام کا ٹکٹ جس کے لئے کرایہ ادا کیا گیا ہے مشین سے باہر نکل آتا ہے اور مشین ہی ریزگاری وغیرہ واپس کرتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کو کسی مقام تک جانے کے لئے دس آنہ کا ٹکٹ خریدنا ہے اس نے اپنی جیب سے ایک روپیہ مشین کے اندر ڈال دیا تو مشین سے ٹکٹ کے ساتھ ہی چھ آنے کے پیسے بھی باہر آجائیں گے۔

(بقیہ مراسلات صفحہ ۶)

انجمن تعلیم دیہات اجمیر

کا سالانہ انتخاب بروز سنیچر بتاریخ ۲۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ء بمقام اکبری مسجد درگاہ معلّی بعد نماز عشا (۸ بجے) عمل میں آئے گا جس میں ہر مستقل معاونِ انجمن کو حق رائے دہندگی ہوگا لہٰذا تمام معاونین سے استدعا ہے کہ ضرور بالضرور شرکت فرمائیں۔

طریقۂ انتخاب۔ جن اصحاب کو انتخاب کرانا چاہیں انکی نامزدگی کی تحریری اطلاع ایک مستقل معاون کی تجویز اور دوسرے کی تائید سے دفترِ انجمن میں تاریخ انتخاب سے ایک روز قبل دن کے دو بجے تک پہونچ جانی چاہیئے انتخاب کے وقت صرف نامزد شدہ حضرات میں سے انتخاب ہوسکیگا۔ اولاً ۲۵ ممبران کا مجلس منتظمہ کیلیئے انتخاب ہوگا اور ان پچیس منتخب شدہ میں سے ایک صدر، دو نائبین صدر، ایک مشیر تعلیمی، ایک سکریٹری ایک جوائنٹ سکریٹری، ایک نائب سکریٹری، ایک امین اور ایک محاسب کا انتخاب عمل میں آئیگا۔ چونکہ رزولیوشن منظور کردہ مجلس منتظمہ مورخہ ۲۵ رمئی سنہ ۱۹۲۷ء کے مطابق اگر انتخاب کے موقعہ پر کسی ممبر کے ذمہ بلا عذر معقول تین ماہ کا چندہ واجب الادا ہوگا تو اُس کو رائے دینے کا حق نہ ہوگا۔ لہٰذا جن حضرات کے ذمہ چندہ باقی ہو وہ براہ کرم تاریخ انتخاب سے ایک روز قبل شام کے ۶ بجے تک حساب بیباق فرماکر انتخابات میں شرکت فرمائیں۔

نیاز مند۔ محمد فیاض اسسٹنٹ سکریٹری
انجمن تعلیم دیہات۔

---

۴۴ اس نظریہ کی مزید تائید امریکہ کے ڈاکٹر گولڈ برگ کے اس نظریہ سے بھی ہوگئی جو ابھی حال میں شائع ہوا ہے کہ دانتوں کی جڑ میں جو فاسد مادے پیدا ہوجاتے ہیں وہ عام نظام عصبی پر مضر اثر ڈالتے ہیں۔

”ادبیات“

(افسانہ)

اندھوں کی بستی

خاص آستانہ کے لئے

(از جناب قیسی رامپوری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳)

قریہ کے قریب پہنچکر ان لوگوں نے زور سے پکار کر آواز دی ”ہم ابن الجبل کو لائے ہیں۔ دوڑو لوگو!“ ایکدم جوان، بوڑھے مرد، عورت اپنے اپنے غاروں میں سے نکلکر فارن کے گرد جمع ہوگئے ہر شخص آکر ٹٹول ٹٹولکر اسپر ہاتھ پھیرنے لگا گویا وہ کوئی عجوبہ شے تھی۔ فارن نے خدا کے ان مقہور بندوں کو دیکھا جو قدرتاً معدوم البصر تھے۔ انکے اور تمام اعضا موزوں و سالم تھے مگر آنکھوں کی جگہ صرف ایک سیاہ لکیر تھی۔ عورتیں اگر بلا چشم فسوں ساز کے بھی حسین خیال کیجا سکتی ہیں تو یہ نازک ہستیاں بھی اپنے تر و تازہ چہروں، سیاہ بالوں اور دلکش آواز کے لحاظ سے نسائیت کی دل آویز مرقع تھیں۔ نوعمر لڑکیاں عنفوان شباب کی قیامت نوازی، جوش نمو کی دلربائی سے خالی نہ تھیں صرف فرق تھا تو اسقدر کہ ہماری دنیا کے دل پھینک نوجوان، تیغ نظر و تیر مژگاں کے گھائل ہونے کے عادی وہاں ان جگر دوز اسلاح سے زخمی ہونیکے بجائے شہید برق تبسم و پامالِ خرام ناز ہو سکتے تھے۔ بہرحال انکے لئے موت کے سامان وہاں بھی کافی موجود تھے۔

جب سریلے قہقہے اور دلکش آوازیں فارن کو کافی پریشان کر چکیں تو اُسنے ایکبار اپنی ان بلائیں لینے والوں سے رہائی پانیکی کوشش کی جس سے عورتیں چیخکر اور بچے ڈر کر بھاگ گئے۔ نعمان و زرمیان فارن کو لیکر ایک گہرے غار میں داخل ہوئے یہاں آکر فارن بھی اندھا ہوگیا۔ اسکی بصارت جواب دیگئی چوطرف سخت تاریکی تھی۔ آخر اندھیرے میں ایک اونچے سے مقام پر فارن نے ایک معمر شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جسکے گرد چند اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اُسکو اندھیرے میں کچھ نظر تو آنہیں رہا تھا ایک شخص سے ٹھوکر کھائی اور باوجود سنبھلنے کی کوشش کرنیکے دہم سے نابینا بزرگ پر جاگرا۔ ایک خوف کی چیخ! تمام مجمع منتشر ہوگیا۔ بڈھے نے چیخکر کہا ”یہ ارض مقدس کے کس گنہگار بندے کو پکڑ لائے ہو؟ بڑا شریر ہے“!

زرمیان (ادب سے) بزرگ! ہم نے آج ابن الجبال کو پکڑ لیا آپ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ اسکو اچھی طرح محسوس کرکے ہمکو یقین دلا دیں کہ یہ ارض مقدس کا کوئی باغی بندہ نہیں ہے۔ یہ کہکر وہ لوگ فارن کو بڈھے کے قریب لیگئے۔ بڈھے نے اپنے مرتعش ہاتھوں سے اسکو خوب ٹٹولا اور ذرا تامل کے بعد بولا ”نہیں یہ خطرناک ہستی نہیں ہے۔ اسکو کچھ کھلاؤ پلاؤ (فارن سے)“ تم کون ہو“؟

فارن ”میں ایک دُنیا کا رہنے والا ہوں جو اس پہاڑی حصار کے دوسری جانب آباد ہے۔ جہاں دلکش باغ، سمندر کے پر لطف نظارے، چاند، سورج، ستارے ہم لوگ دیکھتے ہیں۔“

بڈھا (اسکی ایک بات نہ سمجھکر) ”ہاں یہ ابن الجبل ہے۔ دُنیا؟ کیسی دُنیا؟ کیا ہماری ارض مقدس جو ہمارا معبود ہے اور جس کے دامن میں ہم لوگ پرورش پاتے ہیں اسکے علاوہ کوئی اور بھی مقام ہو سکتا ہے جہاں کا یہ شخص اپنے کو رہنے والا ظاہر کر رہا ہے؟“ یہ غریب اندھے بالکل ناواقف تھے کہ اس سرزمین کے علاوہ جس کو وہ اپنا خدا کہتے تھے اور بھی کوئی زمین ہو سکتی ہے۔ دُنیا انکے ذہن میں صرف اُنکی زمین کا ہی نام تھا۔ وہ سُنا کرتے تھے کہ اُنکی اس سرزمین سے ملا ہوا کوئی پہاڑ ہے جس کو وہ اپنی ارض مقدس کے ہاتھ پیر اور سر تصور کرتے تھے۔ فارن کے آنے سے وہ یہ سمجھے کہ ارض مقدس نے اپنے بازؤں میں سے اس شخص کو نکالکر اُنکی بستی میں پہنچا دیا ہے۔

(۴)

فارن کو چند لوگ ایک تاریک کونے میں لیگئے اور وہاں اسکے سامنے دودھ اور آٹے کا ایک قسم کا لڈو سا لائے۔ یہ لوگ آگ کو بھی نہیں جانتے تھے تمام روشن اشیا ان کے لئے ایک موہوم شے کا نام تھا جس طرح ہم پریوں وغیرہ کے فسانے سنا کرتے ہیں۔ اسی طرح اس بستی کے بوڑھے ہماری دُنیا کے متعلق فسانے کہا کرتے تھے۔

فارن کو یہاں آئے تین ماہ سے زیادہ گزر گئے۔ اس عرصہ میں اس نے کئی بار ان لوگوں کو سمجھانا چاہا کہ بینائی کس نعمت کا نام ہے اور وہ کسقدر بدنصیب ہیں کہ چمکدار ستاروں کو، شام و صبح کے دلکش مناظر کو، اپنے ہم جنسوں کی صورتوں کو دیکھنے سے محروم ہیں مگر وہ ”دیکھنا“ ”بینائی“ ”نظر آنا“ وغیرہ اصطلاحات کو مطلق نہ سمجھتے تھے۔ کئی بار اس نے مجمع میں کھڑے ہوکر عبرانی زبان میں بینائی اور خدا واحد کی تبلیغ کرنی چاہی۔ وہ حیرت سے سُنتے ضرور تھے مگر تخیل کی ناکامی انکو سمجھا لینے سے قاصر تھی۔ Imagination (تخیل) کی بلا مدد کے انسان کس طرح کسی شے کو کما حقہٗ سمجھ سکتا ہے۔

ایک روز اسنے ان قابل رحم معدوم البصر لوگوں کے سربرآوردہ اشخاص کو جمع کیا۔ جن میں نعمان، زرمیان وغیرہ بھی شامل تھے۔ اور یہ تقریر شروع کی۔

”دیکھو ! “ابھی وہ یہی کہنے پایا تھا کہ مجمع چیخ اُٹھا۔ ”وہ لفظ نہ بولو جو ہمارے ادراک سے باہر ہے“۔

فارن ”اچھا سنو! تم لوگوں میں جو سب سے زیادہ عقلمند آدمی ہو اسکو آمادہ کرکے میرے سامنے کھڑا کر دو تاکہ وہ تمہاری اچھی طرح نیابت و ترجمانی کر سکے۔ اسکے اور میرے درمیان جو باتیں ہوں انکو تم لوگ غور سے سنو“۔ اندھے حکما، نابینا فلاسفر سب سے علیحدہ ایک قطار میں بیٹھے تھے۔ قوم نے ایک متوسط العمر شخص کو جو فلاسفر و حکیم مشہور تھا اور ان میں سب سے زیادہ تیز طبع و زیرک خیال کیا جاتا تھا۔ فارن کے سامنے کھڑا کر دیا۔ عورتیں اور بچے اس دلکش نظارہ! (توبہ! اُنکے لئے یہ نظارہ کہاں ثابت ہوتا تھا) اس فرمدارانہ مکالمہ کو سُننے کیلئے جمع ہوگئے۔ فلاسفر کی نوعمر لڑکی جو اس بستی میں سب سے زیادہ حسین خیال کی جاتی تھی۔ فارن کے قریب آ بیٹھی تاکہ اسکی گفتگو کو اچھی طرح سُن سکے۔ یہ لوگ اپنے اندر جذبات لطیف بھی رکھتے تھے۔ انکے اندر عشق و محبت کا بھی دَور دورا تھا۔ مگر یہ نہیں معلوم کہ حُسن کی مسخر کُن قوت کی کمی بیشی سے یہ لوگ کسطرح اپنی محسوسات کو متاثر کرتے تھے۔ اس حسین لڑکی سے گاؤں کے نوجوان نفرت کرتے تھے کیونکہ اسکا زیرک دماغ اُنکی بہت سی توہمات سے مطابقت نہیں کرتا تھا۔ اُسکے دلکش، صبر شکن، بیضوی چہرہ پر علاوہ لمبی خمدار ابرو کے شنگرفی لبوں کے، آنکھوں کی جگہ وہ خفیف سی سیاہ لکیر نمایاں نہ تھی بلکہ پردۂ مژگاں یہ فریب دیتا تھا کہ اسکی حفاظت میں وہ برق پاش آنکھیں سو رہی ہیں جنکی ادنیٰ گردش ارض و سما میں گردش پیدا کر سکتی ہے۔ مگر افسوس یہ صرف خیال ہی خیال تھا۔ اسکی روح کی کھڑکیاں بالکل بند تھیں۔ فارن بھی اس لڑکی کو بنظر استحسان دیکھتا تھا۔ چند منٹ بعد اسنے اندھے فلاسفر سے سوال کیا ”تم کون ہو؟“

فلاسفر ”انسان“۔

فارن۔ ”یہ تم کو کس طرح معلوم ہوا“۔

فلاسفر۔ ”جسطرح تمکو معلوم ہوا کہ تم انسان ہو“۔

فارن ”مگر میرا طریقہ اس امر میں تمہارے سے بالکل مختلف ہے۔

فلاسفر ”چونکہ اختلاف کا سوال پیدا کرنیوالے تم ہو۔ لہذا میں اسکو ثابت کرنیکے لئے مکلف نہیں۔ یہ تم ثابت کرو“۔

فارن ”ذرا ٹھیرو۔ (بائیں جانب کھسک کر) ”بتاؤ میں کہاں ہوں؟“

فلاسفر ”میری بائیں جانب“۔

فارن۔ (بیٹھ کر) اسوقت میں کس حالت میں ہوں“۔

(باقی دارد)

تذکرۃ السلف

محبوب الٰہی

(۹)

(از قلم مولانا خواجہ متقی اجمیری)

گذشتہ سے پیوستہ

ظاہر ہے کہ اجسام پر حکومت کرنیوالوں کے مقابلہ میں دلوں پر تسلط رکھنے والے زیادہ قوی اور طاقتور ہوتے ہیں۔ اسلئے ہم فدویان دربار خسروی کو یہ خوف ہے کہ کہیں مولانا نظام الدین کا یہ اثر و رسوخ جہاں پناہ کے خلاف کبھی کار فرما ہونے لگے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو سلطنت کی خیر نہیں ہے اسواسطے کہ تاریخ عالم گواہ ہے کہ ایسے ہی بوریہ نشیں فقرا نے اپنی اسی قوت و طاقت کے زور اور مدد سے بار ہا سلطنتوں کے تخت اوندھے اور تاج پامال کردئے ہیں۔ لہذا بتقاضائے احتیاط یہ ہے کہ حفظ ماتقدم کے طور پر اسکا سد باب کردیا جائے گویا مخالفین کا یہ مقصد تھا کہ یا بادشاہ سلطان المشائخ کو خارج البلد ہونیکا حکم دیدے یا اپنے تمام امراء رؤسا کو انکی خدمت میں جانیسے باز رہنے کا فرمان نافذ کردے یہ ایک ایسا نکتہ تھا، اور طرز بیان اسقدر متاثر کن کہ بادشاہ کے دل پر اچانک غیر معمولی اثر ہوا لیکن سمجھدار اور مدبر بادشاہ نے اپنے قلب کے اس فوری تاثر سے مجبور ہو کر بغیر سوچے سمجھے کوئی رائے قایم نہیں کی بلکہ اسنے کئی راتیں اسی سوچ میں سیاہ کردیں کہ آخر اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اسواسطے کہ ایک طرف اُسے اپنی بادشاہت کے تحفظ کا خیال تھا، تو دوسری طرف وہ سلطان المشائخ کو بھی آزردہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ آخر کئی دن کے سوچ بچار کے بعد اُسے یہ خیال آیا کہ سب سے پہلے تو اس امر کی تصدیق ضروری ہے کہ آیا سلطان المشائخ کی جانب سے مجھے یہ خدشہ ہونا بھی چاہیئے یا نہیں۔ چنانچہ اُسنے ایک تجویز سوچی اور عمائدین سلطنت میں سے کسی ایک شخص کو بھی اپنی اس تجویز سے مطلع نہیں کیا۔ دوسرے دن سویرے ہی اُسنے ایک رقعہ لکھا جسکا یہ مضمون تھا۔

مخدوم عالم و عالمیان کا آستانۂ فیض کاشانہ دینی اور دنیاوی تمام امور میں اہل حاجت کا مرکز ہے اور فدوی کی بارگاہ کو خداوند عالم نے چونکہ دنیاوی حکومت تفویض فرمائی ہے اسلئے اس نیازمند کا یہ فرض ہے کہ امور سلطنت میں ہمیشہ قبلۂ عالم سے مشورہ لیتا رہے، اور ہمیشہ قبلۂ عالم کی رائے پر عمل پیرا ہے تاکہ رعیت شاد اور ملک آباد رہے اور فدوی بارگاہ بھی قبلۂ عالم کے صدقہ میں اپنے فرائض کو کماحقہٗ انجام دیسکے۔ لہذا قبلۂ عالم کے کرم سے امیدوار ہوں کہ ملک اور اہل ملک کی فلاح و صلاح کے متعلق جو صورتیں ہوسکتی ہیں اس عریضہ کے تحت میں اپنے قلم مبارک سے ثبت فرمادینگے۔ تاکہ یہ نیازمند اُنکو بجالائے اور گوہر مقصود ہاتھ آئے۔

وارہی الامور المشکلات تمزقت

ظلماتہا عن رایہ المستوقد

بادشاہ نے یہ عریضہ لکھکر اپنے محبوب ترین بیٹے اور سلطان المشائخ کے مرید سعید خضر خاں کو دیا اور کہا کہ اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں جاؤ اور یہ عریضہ پیش کرکے جواب لاؤ۔ اور صورت واقعہ سے بیٹے کو آگاہ نہ کیا۔

ادہر خضر خاں روانہ ہوئے اور ادہر بادشاہ نے دلمیں سوچا کہ سلطان المشائخ ایک خداپرست درویش ہیں اور یہی ایک بڑا سبب ہے کہ دُنیا انکے قدموں پر نثار ہوتی ہے۔ ورنہ خود اُنکو نہ اسکی آرزو ہے نہ تمنا۔ پس اگر میرے اس عریضہ کے جواب میں اُنکی جانب سے امور سلطنت کے متعلق کوئی مشورہ آیا تو یقیناً انکو بادشاہی سے دلچسپی ہے اور حکمرانی کا خیال ہے اور اگر جواب میں انکی جانب سے معذرت کا اظہار کیا گیا تو یقیناً کہنے والے جھوٹے ہیں اور انکو بادشاہ اور بادشاہ کی بادشاہت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

خضر خاں سلطان المشائخ کی بارگاہ کرامت پایگاہ میں حاضر ہوئے اور قدمبوس ہوکر عریضہ پیش کردیا سلطان المشائخ نے لفافہ لیکر اسیطرح پاس رکھ لیا۔ اور مطالعہ فرمائے بغیر حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ فاتحہ پڑہو چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی۔ فاتحہ پڑہنے کے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا۔

درویشاں را با کار بادشاہان چہ کار من درویشم از شہر
گوشہ گرفتہ ام و بدعا گوئی بادشاہ و مسلمانان مشغولم
اگر بسبب این معنی بادشاہ بعد ازیں چیزے مرا گوید
من ازینجا ہم بروم۔ ارض اللہ واسعۃ

یعنی بادشاہوں سے درویشوں کو کیا کام۔ میں ایک درویش ہوں شہر سے کنارہ کرکے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا بادشاہ اور رعیت کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں اگر بادشاہ کو یہ بھی برا معلوم ہوتا ہے تو میں یہاں سے بھی چلا جاؤنگا۔ خدا کی زمین بہت بڑی ہوئی ہے۔

خضر خاں جب یہ جواب لیکر بادشاہ کے حضور میں پہونچے اور بادشاہ کو جواب سے مطلع کیا تو بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہا مجھے یقین تھا کہ کہنے والوں نے جو کچھ سلطان المشائخ کے متعلق مجھسے کہا ہے ایک رائی کے دانہ کے برابر اُسمیں سچائی اور صداقت نہیں ہے اب سمجھا شاید دشمنوں نے میرے زوال دولت کی یہ ایک تدبیر نکالی تھی کہ سلطان المشائخ کے خلاف مجھسے کوئی کام کراکے سلطان المشائخ کو مجھ سے آزردہ کرادیں۔ جو میری اور میری رعایا کی حقیقی خرابی کا سبب ہو خدا کا شکر ہے کہ میں نے اُنکی رائے پر عمل نہیں کیا چنانچہ اسکے بعد بادشاہ نے سلطان المشائخ کی جناب میں پھر ایک معذرت نامہ لکھکر بھیجا۔ اور لجاجت سے اپنی اس جرأت و جسارت کی معافی چاہی اور ساتھ ہی ساتھ دولت پابوسی حاصل کرنے کی آرزو ظاہر کی سلطان المشائخ نے فرمایا۔

آمدن حاجت نیست من بدعائے غیبت
مشغولم و دعائے غیبت را اثر ہا ست

یعنی آپکی ضرورت نہیں ہے۔ میں غیبت ہی میں بادشاہ کیلئے دعا کرتا ہوں اور غائب کیلئے دعا زیادہ پر تاثیر ہوتی ہے۔

مگر بادشاہ قدمبوسی کیلئے بہت بیچین تھا۔ چنانچہ پھر نہایت نیازمندی کے ساتھ قدمبوسی کی اجازت چاہی، فرمایا۔

خانہ ایں ضعیف دو در دارد
اگر از یک در در آید من از درِ دیگر بیروں روم

یعنی فقیر کے مکان کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ ایک دروازہ سے داخل ہوگا تو فقیر دوسرے دروازے سے باہر نکل جائیگا آخر بادشاہ مجبور رہا۔

ایک اور واقعہ

اس قبیل کا ایک اور واقعہ ہے کہ سلطان جلال الدین نے اپنی عہد سلطنت میں کئی بار سلطان المشائخ کے حضور میں حاضر ہونیکا اشتیاق ظاہر کیا تھا مگر سلطان المشائخ ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ بادشاہوں نے درویشوں کو کیا کام ہے یہانتک کہ بادشاہ موصوف نے سلطان المشائخ کے سب سے زیادہ محبوب مرید حضرت امیر خسرو کو اپنا وسیلہ بنایا اور حضرت امیر خسرو سے کہا میرا خیال یہ ہے کہ کل چپ چاپ بغیر اطلاع مخدوم عالم کے دولتکدہ پر حاضر ہوکر قدمبوسی کی سعادت حاصل کروں حضرت امیر خسرو نے جب یہ سُنا تو آپکے دلمیں فوراً یہ خیال آیا کہ اگر بادشاہ بلا اطلاع پیرو مرشد کے حضور میں حاضر ہوگیا تو اس نیازمند سے پیرو مرشد کی ناراضگی یقینی ہے۔ قبلۂ عالم ضرور یہ فرمائینگے کہ تجھے یہ صورت حال ضرور معلوم ہوگئی ہوگی۔ پھر تو نے ہمسے کیوں نہیں کہا۔ یہ سوچکر اسیوقت حاضر خدمت ہوئے اور پورا واقعہ عرض کردیا۔ کہ کل بادشاہ خدمت اقدس میں حاضر ہونیکا ارادہ رکھتا ہے۔ جیسے ہی سلطان المشائخ نے یہ سُنا آپ اسیوقت اجودہن کے ارادہ سے روانہ ہوگئے۔ جب بادشاہ کو اس عزیمت کا حال معلوم ہوا تو وہ حضرت امیر خسرو سے رنجیدہ ہوا اور اُسنے شکایت کی۔ کہ شاید آپنے راز فاش کردیا۔ ورنہ میں سعادت پابوسی سے محروم نہیں رہتا۔ حضرت امیر خسرو نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت آپکی رنجیدگی سے مجھے صرف جان کا خوف تھا لیکن مجھ

دین و دنیا کر اش بادشاہ کی ناراضگی سے ایمان جانیکا اندیشہ تھا اسلئے میں نے خوف جان پر خوف ایمان کو مقدم رکھا۔ بادشاہ عقلمند تھا یہ سنکر خاموش ہوگیا۔

مکاتبات و مراسلات

واپسی مرتدین ضلع گورکھپور

مولوی محمد عبد الحی صاحب ناظم اعزازی جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ آگرہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ:۔
ضلع گورکھپور میں گدی قوم کے جن مندرجہ ذیل مسلمانوں کو آریوں نے مرتد بنادیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور جمعیۃ تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ کی کوششوں سے پھر دوبارہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

نام موضع	نام ضلع	مجموعی تعداد
بلوا پرسوتی	گورکھپور	۸۴
مرون	"	۲۵
شیوسیرہ	"	۷۸
راجہ پاکڈ	"	۱۱۰
مادھوپور	"	۲۶
اہلیہ ٹولہ	"	۴۳
گھگوا	"	۷۵
کھلواپٹی	"	۳۸

مراسلہ اوجین

کرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مولانا معین الدین صاحب اجمیری کے ایک شاگرد رشید عرصہ پانچ سال سے اوجین میں قیام فرما ہیں بنام مولوی محمود احمد نانوتوی۔ اوجین کے مسلمانوں کو دو گروہ کردیا ہے اور نفاق کی ایسی آگ بھڑکائی ہے کہ جسکا فرو ہونا سخت مشکل ہے۔ سنا ہے کہ یہ صاحب اجمیر میں بھی تحریک خلافت۔ کے زمانہ میں رہ چکے ہیں۔ یہاں پر وہابی عقاید کی تبلیغ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو آپسمیں لڑاتے رہتے ہیں اور میلاد کے قیام کو حرام بتاتے ہیں۔ سرکار مدینہ کیلئے کہتے ہیں کہ انکا مرتبہ بڑے بھائی سے زیادہ نہیں ہے جس طرح تمام لوگ مرکر مٹی میں مل جاتے ہیں اسیطرح حضور بھی مٹی میں ملگئے جس طرح ہر شخص مرنے کے بعد زندہ کو کوئی نفع نہیں پہونچا سکتا اسی طرح حضور سرکار مدینہ بھی مجبور ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) یہ مولانا معین الدین صاحب۔ کے ایک عجیب و غریب شاگرد صاحب کی حرکات ہیں براہ نوازش انکی متعلق جو کچھ معلومات آپکو ہوں انسے بذریعہ اخبار آستانہ یہانکے مسلمانوں کو مطلع فرمائیں اور کتاب "تقویۃ الایمان" جسکی یہاں تبلیغ ہو رہی ہے اسکے متعلق بھی اظہار خیال فرمائیں اور جس پرچہ میں اسکے متعلق تحریر فرمائیں اسکی پچاس کاپیاں بذریعہ وی۔ پی حسب ذیل پتہ پر روانہ فرمادیں۔

آپکا خادم۔ مظفر الدین خان۔ از اوجین

ایک اہم اور قابل توجہ مراسلہ

استاذنا المعظم والمحترم امام الوقت حضرت مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز فرنگی محلی کی ترتیب و تدوین سیرت مقدسہ کے متعلق ایک نہایت ضروری اور اہم مراسلہ برادرم مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری زاد عنایتہ نے ہم کو بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ (اڈیٹر)

۷۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

جناب مکرم۔ السلام علیکم:۔

حضرت قبلہ و کعبہ امام الوقت بحر العلوم جناب مولانا عبد الباری قدس سرہ کی وفات کے بعد ہی سے آپکے متوسلین و مخلصین کے حلقوں میں اسکی ضرورت بڑی شدت کیساتھ محسوس ہونے لگی تھی کہ اس قبلۂ انام کی جو بیک وقت شریعت و طریقت، سیاست و معرفت، علم و فضل، زہد و ورع کا مخزن تھا ایک مفصل سیرت مرتب کیجائے جس سے اس محسن ملک و ملت کی یاد نہ صرف دلوں میں تازہ رہے بلکہ موجودہ اور آئندہ نسلوں میں اس مرشد عالم کی حیات مقدس اسوۂ حسنہ کا کام دیسکے چنانچہ اسی وقت مختلف جماعتوں میں اسکے متعلق چرچے ہونے لگے اور ہزہائینس نواب سر حامد علیخاں صاحب فرمانروائے ریاست رامپور نے سب سے پہلے حضرت کی یاد کو قائم کرنیکی طرف توجہ فرمائی اور ایک گرانقدر عطیہ سے اسکی ابتدا کی اور دوسرے فیاضوں خصوصاً عالیجناب راجہ صاحب جہانگیرآباد۔ عالیجناب راجہ صاحب نانپارہ عالیجناب نواب سالارجنگ صاحب بہادر کے عطیات سے ایک شاندار مطبع قائم کردیا گیا جسکا مقصد اصلی حضرت کی تصانیف کی نشر و اشاعت تھا لیکن سیرت کی تکمیل جو یقیناً اسیطرح ضروری تھی بہ معرض تعویق میں رہی اب یہ محسوس کرکے کہ امتداد زمانہ سے کہیں واقعات فراموش نہ ہو جائیں یا جو لوگ بعض اہم واقعات پر خاص روشنی ڈال سکتے ہیں انکا چراغ زندگی خدانخواستہ گل نہو جائے۔ یہ طے کیا گیا ہے کہ اس خدمت شریف کیلئے ایکبار کمر ہمت باندھ لیجائے چنانچہ ۹ ربیع الثانی مطابق ۲۳ ستمبر یکشنبہ کو حضور کے بعض تلامذہ و مخلصین یعنی حضرت مولانا قطب الدین عبد الوالی صاحب جناب فاضل محترم سید جالب صاحب ایڈیٹر ہمدم جناب مولانا عنایت اللہ صاحب افسر مدرس مدرسہ عالیہ نظامیہ جناب حکیم خواجہ صاحب شمس الدین صاحب جناب مولانا شیخ الطاف الرحمن صاحب رئیس بڑاگاؤں اور خاکسار راقم الحروف نے حضرت اقدس ہی کے آستانہ فیض پر جمع ہوکر اس خدمت شریف کیلئے ایک مختصر اسکیم مرتب کی ہے جو آپکے ملاحظہ و رائے زنی کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اسکیم کے بڑے بڑے پہلو یہ ہیں کہ حضرت والا امام الوقت کی سیرت شریف دو حصوں میں تقسیم کی جائے حصہ اول میں دیباچہ ولادت خاندان بچپن۔ تعلیم و تربیت۔ ابتدائے شباب اساتذہ و شیوخ و بقایا زندگی کے حالات عام و اخلاق و عادات درس و افتاد۔ علمی تجرد و کمالات اور وفات وغیرہ کا بیان ہو۔ حصۂ دوم میں مذہبی و سیاسی خدمات۔ تصانیف تلامذہ۔ مریدین فضائل۔ کرامات ارشادات و نصائح اور اوراد و وظائف معمولہ اسفار، مکاتیب، تعلقات عالم اسلامی، رفقار جانشین اور دیگر ضروری عنوانات قایم کرکے انکا ذکر کیا جائے۔

(۲) حضرت مولانا قطب الدین محمد عبد الوالی صاحب مدظلہ (جانشین حضرتؒ) جناب مولانا شیخ الطاف الرحمن صاحب، جناب مولانا محمد عنایت اللہ صاحب (فرنگی محلی) جناب مولانا خواجہ عبد الباری صاحب معنی اجمیری۔ جناب محترم سید جالب صاحب دہلوی۔ جناب مولانا حکیم خواجہ شمس الدین صاحب۔ جناب مولانا حکیم سید ابو یوسف صاحب اصفہانی (بمبئی) اور خاکسار شہید انصاری کی فی الحال ایک کمیٹی مقرر کیجائے جسمیں آیندہ حسب ضرورت اضافہ ہوسکے گا۔ اور حصہ اول سے ابتدا کرکے ہر صاحب کو ایک یا ایک سے زائد عنوان سپرد کردیئے جائیں اور جب حصہ اول پورا ہو جائے۔ تو حصہ دوم شروع کیا جائے لیکن اگر اس جماعت میں سے کوئی صاحب ایسے ہوں۔ جو حصہ دوم ہی کے عنوان میں سے کسی کو اپنے لئے منتخب کریں۔ تو انکو انمیں سے کوئی عنوان لکھنے کیواسطے دیدیا جائے۔ (۳) حضرت مرحوم کے وہ تمام تصانیف رسائل و مضامین اور مکاتیب اور کاغذات و تحریرات یا انکے نام دوسروں کے ضروری خطوط اور مراسلات اور ہر قسم کا ایسا رکارڈ جو عنوانات مذکورۂ بالا میں سے کسی کیلئے ضروری ہو ایک جگہ جمع کردیا جائے۔ اور فی الحال فرنگی محل میں کسی مناسب مقام پر اسکا دفتر باقاعدہ کھولدیا جائے جس کا نگراں اور منتظم خاکسار (صبغت اللہ شہید انصاری) کو مقرر کیا جائے۔ (۴) چونکہ زیادہ سے زیادہ ۱۵ شعبان ۱۳۴۸ھ تک پوری سیرت مکمل کرلینی ہے۔ اسلئے اخبارات کے ذریعہ سے جلد حضور اقدس کے تلامذہ و متوسلین اور احباب سے استدعا کی جائے کہ جن بزرگ کے پاس حضرت کا کوئی مکتوب یا زندگی مبارک کا کوئی اہم واقعہ یا اسکے متعلق کچھ خاص واقفیت ہو وہ جلد از جلد اپنی معلومات سے مدد فرمائیں"

اس اسکیم کے مطابق انشاءاللہ یکم جمادی الاول ۱۳۴۷ھ سے تکمیل سیرت کیلئے باقاعدہ دفتر فرنگی محل میں کھولدیا جائیگا۔ اور باقاعدہ کام شروع ہو جائیگا۔ اور سب سے پہلے فاضل محترم سید جالب صاحب نے اسکا وعدہ کیا ہے کہ وہ حضور کی سیاسی زندگی کے متعلق جو قریب قریب انکے پیش نظر رہی ہے۔ قریب ترین فرصت میں معلومات یکجا کرنی شروع کردینگے اور خود راقم الحروف کے پاس حضرت کی زندگی مبارک کا ابتدائی حصہ قلمبند موجود ہے جسکو حضرت مغفور ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۷ پر ملاحظہ ہو)

حوادث محلیہ

زائرین کی حاضری

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو جناب منشی محمد اشفاق صاحب سپرنٹنڈنٹ آبکاری ریاست جے پور بذریعہ موٹر حاضری آستانہ عالیہ کی غرض سے تشریف لائے اور اپنے وکیل صاحبزادہ سید عبدالغفور صاحب کی وساطت سے شرف زیارت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ موصوف نے "آستانہ" کی معاونت بھی قبول فرمائی اور مبلغ صہ مرکادی۔ بی روانہ کرنے کی اجازت دی۔

عرس حضرت بابا احمد علیشاہ صاحب رح

۴ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ یوم جمعہ پانچ بجے شام کو حضرت بابا احمد علیشاہ صاحب کی چادر کا جلوس نہایت شان و شوکت سے آستانہ عالیہ حضرت سلطان الہند سے روانہ ہوا اور درگاہ بازار ہوتا ہوا مزار حضرت بابا صاحب واقعہ حضرت چلہ حضرت خواجہ بزرگ سلطان الہند پر پہونچا۔ تمام راستہ قوالی ہوتی رہی۔ چلہ شریف پر پہنچکر جلوس ختم ہوا اور بعد فاتحہ شیرینی تقسیم کی گئی۔ رات کو تمام چلہ پر چراغاں ہوا دور سے یہ تمام منظر ایک بقعہ نور معلوم ہوتا تھا اور ایک عجیب دلچسپ سماں معلوم ہوتا تھا روشنی کی تنوع اور موسم کی خوشگواری نے اسوقت ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی تھی تمام پہاڑی جگمگا رہی تھی ادہر مزار کی چھپر کھٹ کی تزئین آرائش اور پیر صاحب مزار کا تصرف تھا کہ خاص انوار و برکات کی بارش ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہوئی۔ رات کو بھی مجمع اچھا خاصہ تھا اور بہت دوکاندار بھی وہاں پہونچ گئے تھے جنسے رونق اور زیادہ ہوگئی تھی سب سے پہلے شب کو دس بجے مجلس میلاد منعقد ہوئی اسکے اختتام پر قوالی شروع ہوئی اور ایک بجے رات تک محفل حال و قال گرم رہی محفل سماع ختم ہونے پر فاتحہ ہوا اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ دوسرے روز صبح سے بارہ بجے

تتمہ مضمون صفحہ ۶ ملاحظہ ہو

لیکن ظاہر ہے کہ یہ کام ایک کمیٹی یا چند افراد کا نہیں ہے حضور کے تعلقات علمی و سیاسی و روحانی ہندوستان کے ہزاروں آدمیوں بلکہ بیرون ہند بھی تھے ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ہمارے ملک میں ایسے خوش نصیب ہزاروں ہونگے جنکو حضور سے تعلق تلمذ و بیعت ہوگا۔ اور اسطرح ان حضرات کی بھی تعداد کثیر ہے جنکے پاس حضور کے خطوط یا سیرت شریف کا کوئی خاص واقعہ ضرور محفوظ ہوگا۔ اسلئے اس عریضہ کے ذریعہ سے ایسے تمام مخلصین اور متوسلین سے خصوصیت سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی معلومات اور اپنے محفوظ خطوط سے ہماری امداد فرمائیں۔ ایسے تمام اشخاص کو جنکے پاس حضرت کے مراسلات یا علمی مسودات ہیں یہ اطمینان کامل دلایا جاتا ہے کہ اگر وہ دفتر میں اصل تحریرات کو بھیجدینگے۔ تو وہ سب تحریریں انسے کام لینے کے بعد کمال احتیاط سے واپس کر دی جائینگی حضرت اقدس نے اپنے مجاہدات سیاسی کے سلسلہ میں ہندوستان کے تمام اہم مقامات کا دورہ فرمایا ہے۔ اور مختلف تقریریں کی ہیں۔ جو ظاہر ہے کہ خود ان حضرات کی امداد کے بغیر جو ایسے اجتماعات میں شریک تھے مجتمع نہیں کیجا سکتیں کمیٹی ان حضرات سے خصوصیت کے ساتھ امیدوار اعانت ہے جنہوں نے وہ تقریریں سنی ہیں اور ان جلسوں میں شریک ہوئے ہیں حضرت کے تلامذہ جو مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ چکے ہیں انکے علاوہ بھی بکثرت ہیں جنکے اسماء محفوظ نہیں ہیں کہ ان سے براہ راست مراسلت کیجائے اسلئے انسے بھی توقع ہے کہ وہ اپنے زمانہ تلمذ اور خاص حالات استفادہ سے ہمکو مطلع فرمائیں۔ بعینہ یہی حال آپکے مریدین اور وابستگان دامن عقیدت کا ہے اور یقیناً ہر مرید کیساتھ مرشد کا جداگانہ تعلق ہوتا ہے۔ ہر ایک کے سامنے خاص کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ہر شخص کو بقدر ظرف جداگانہ تعلیم ہوتی ہے اسلئے آپکے ہر ہر مرید سے توقع کامل ہے کہ وہ اس مقدس خدمت میں ہماری اسطرح مدد کریں کہ حضرت کے کرامات ارشادات اور نصائح میں جو کچھ انکو یاد ہو اس سے جلد از جلد دفتر کو مطلع فرمائیں۔ آخر میں آپسے بحیثیت حضرت اقدس کے مخلص کے درخواست ہے کہ اس اسکیم کے متعلق اپنے مناسب مشوروں اور سیرت شریف کے انداز ترتیب کے متعلق اپنی رایوں سے ہمکو مطلع فرمائیں۔ تاکہ یہ مبارک کام خوبی اور عجلت کے ساتھ سرانجام پا سکے۔ والسلام

خاکسار۔ شہید انصاری مدیر "خادم الحرمین"

"فرنگی محل لکھنؤ"

شیون اسلامیہ

بصرہ۔ زبارہ اور قطعہ کے حادثات کی وجہ سے عراق و ایران میں ابتک اختلاف موجود ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وزارت خارجہ ایران نے موجودہ سفیر ایران متعینہ بصرہ کی علیحدگی کا حکم صادر کیا ہے، عراقی حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا جارہا ہے کہ اس سے دونوں حکومتوں کے درمیان ایک بہت بڑی رکاوٹ دور ہو جائیگی۔

بغداد۔ آج جرمنی ہوا باز انگورہ سے بغداد پہونچگیا اور سوئیزرلینڈ کے ہوا باز سے ملاقات کی اور پھر بوشہر روانہ ہوگیا۔

بصرہ۔ مصر کی زرعی مہم اپنا کام پورا کر چکی۔ آج وہ بصرہ سے بغداد اور بغداد سے مصر روانہ ہو جائیگی۔

بغداد۔ حکومت عراق نے اخبار "الزمان" کو جو جماعت حزب الوطن کا ترجمان تھا پھر بند کر دیا۔

بغداد۔ جامعہ سنفا سیا کی مہم مسٹر دولی کی صدارت و نگرانی میں علاقہ دوز میں عنقریب آثار قدیمہ کی کھدائی کا کام شروع کرنیوالی ہے۔

بصرہ۔ "اوقات العراق" رقمطراز ہے کہ ایران میں عام فوجی بھرتی شروع ہوگئی ہے۔

بولکل۔ حکومت افغانستان نے حکومت مصر سے درخواست کی ہے کہ ایک افغانی طالب علم کو گنونگی کاشت نیز شکر سازی کے کارخانوں میں تجربہ حاصل کرنیکا موقع دیا جائے۔

برید فرنگ

لندن۔ رائیٹر کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ لارڈ برکنہیڈ نے سیاسیات کو چھوڑ دینیکا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ انکا ارادہ ہے کہ شہر میں کوئی کاروباری ملازمت کرلینگے۔ استعفا اسی وقت سے سمجھا جائیگا جبکہ حضور ملک معظم اسے قبول کرلیں گے۔ اس اثنا میں جبتک کہ کسی اور کا تقرر نہ ہو جائے ارل ونٹرٹن قائمقام وزیر ہند کی حیثیت سے کام کرینگے۔

لندن۔ مسز سروجنی نائیڈو کے اعزاز میں انڈین نیشنل کانگریس کی شاخ انگلستان نے آج ایک ریسٹوران میں دعوت دی۔

لندن۔ کل شب جو درباری سرکلر شائع ہوا اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ حضور ملک معظم نے نہایت رنج و ملال کیساتھ یہ خبر سنی کہ شنبہ کے روز انکی خالہ شہنشاہ بیگم میری (سابق ملکہ روس) کا کوپن ہیگن میں انتقال ہوگیا۔ دربار انگلستان میں ایک ہفتہ تک کامل اور ایک ہفتہ نصف سوگ منایا جائیگا۔

لندن۔ اخبارات لارڈ برکنہیڈ کی سیاست سے علیحدگی کے موقعہ پر انکی اعلیٰ خدمات کا اعتراف کر رہے ہیں خیال ہے کہ انکی جگہ لارڈ پیل کا تقرر ہوگا۔

کولون۔ قیصر جرمنی نے قیصر سیرن برگ جو سرحد کے قریب ہے خرید لیا ہے یہ ایمرخ اور رائن سے بھی قریب ہے۔ اس سے پہلے اسمیں ایک کپڑے کا کارخانہ تھا۔ اس قصر کی تعمیر تیرہویں صدی میں کاونٹس اور برگ کے مقابلہ کی غرض سے ہوئی تھی۔

لندن۔ سلطان مسقط معہ اپنے ایڈیکانگ کے کل یہاں سے فرانس روانہ ہوگئے۔

نانکن۔ چین میں آج دستور اساسی کا نفاذ ہوگیا۔ ملک کی مرکزی سیاسی مجلس نے رسمی طور پر ایک قانون ساز مجلس ہونیکا اعلان کر دیا، نیز عمال حکومت کے فرائض کی بھی تشریح کر دی ہے اس قانون کی رو سے دس وزرا مقرر کئے جائینگے جنکے پاس مندرجہ ذیل شعبہ جات ہونگے۔

شعبہ خارجہ، شعبہ مالیات، شعبہ حیران، شعبہ زراعت، شعبہ معدنیات، شعبہ تعلیمات، شعبہ ریلوے، شعبہ مواصلات شعبہ داخلہ اور شعبہ حفظان صحت۔

اسکے علاوہ تبت کے معاملات، ماورائے بحر کے معاملات رقبوں کے معاملات کے متعلق الگ کمیٹیاں بنا دیگئی ہیں آخری کمیٹی مجلس مملکت یا جمعیۃ مقننہ کے فیصلہ کے بعد فوراً توڑ دی جا سکے گی۔

تقریب کتخدائی۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو مابین عصر و مغرب صاحبزادہ سید زین العابدین صاحب برادر خورد جناب صاحبزادہ منشی سید زین الکاملین صاحب منیجر اخبار "آستانہ" کی تقریب نکاح بہت دھوم دھام سے انجام پائی کل دعوت

اخبار الہند

———— ‹۰✻۰› ————

مدراس۔ جنوبی ہند کی اینگلو انڈین اور ساؤنٹ پذیر یورپینوں کی ایسوسی ایشن کے جلسہ میں صدر ایسوسی ایشن نے آگاہ کیا کہ انہوں نے سرجان سائمن کو پیام خیر مقدم بھیجا ہے۔

ہز ایکسیلنسی لیڈی ارون نے سلسلہ تحریک تعلیم نسوان ہند میں مہارانی ریجنٹ ٹریونڈرم نے چار ہزار روپیہ کا مزید عطیہ دیا ہے۔

لاہور۔ لاہور ہائیکورٹ کے جسٹس جے لال اور جسٹس بھیڈمی نے مشہور ڈاکو ملنگی اور اسکے سوتیلے بھائی سوداگر کی اپیل کا فیصلہ سنا دیا فاضل ججوں نے ملنگی کی سزائے موت کو بحال رکھا اور اسکے بھائی سوداگر کی اپیل منظور کرکے اسے بری کر دیا۔

بمبئی۔ مسٹر آر۔ آر۔ باکھلے ممبر انجمن خدام ہند جو آجنک یوروپ میں مختلف حزب العالوں کے جلسوں میں شرکت کر رہے ہیں روسی پارچہ بافی کی انجمن کی دعوت پر وہاں گئے تھے اور پندرہ دن کے دورہ کے بعد ۱۶۔ اکتوبر کو لندن واپس آگئے اور دوسری نومبر کو ہندوستان روانہ ہونگے۔

بمبئی۔ میونسپلٹی کے ریزولیوشن سے اظہار ناراضی میں آج غلہ کے بازار بند ہوگئے کیونکہ میونسپلٹی نے یہ طے کیا ہے کہ اسکے اسکولوں میں داخلہ نشست اور طلباء کیلئے پانی کے انتظامات میں ذات پات کا کوئی امتیاز نہ ہونا چاہیے۔

مدراس۔ گورنر مدراس کے پرائیوٹ سکریٹری مسٹر کونراسمتہ رخصت سے واپس آکر کل سے مدراس کارپوریشن کی کمشنری کے فرائض انجام دینگے۔

لاہور۔ ہز ایکسیلنسی گورنر جب ٹاؤن ہال سے گورنمنٹ ہاؤس جا رہے تھے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا یعنی ایک پچاس سالہ ضعیفہ دوڑتی ہوئی آئی اور بیچ سڑک پر موٹر کے سامنے لیٹ گئی۔ ڈرائیور فوراً موٹر ایک طرف موڑ کر نکال لیگیا اور اس طرح ایک سخت حادثہ وقوع پذیر ہونے سے رک گیا ضعیفہ کو پولیس تھانہ میں لیگئی جہاں اس نے اقرار کیا کہ وہ گورنر کے پاس اسوجہ سے گئی تھی کہ یا تو اسکا لڑکا سزائے پھانسی سے بچا دیا جائے یا وہ خود جان دیدے۔ ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد رائے دی کہ ضعیفہ دیوانگی کے عارضہ دورہ میں مبتلا ہے۔ پولیس نے تنبیہہ کرکے اسے چھوڑ دیا۔

پونہ۔ سائمن کانفرنس کے ہر سہ فریق نے آج مشترکہ نشست سے آرام کیا مگر کمیشن کے انگریز ممبروں نے یہ وقت مواضعات کے دیکھنے میں صرف کیا۔

سرجان سائمن لیڈی سائمن اور کمیشن کے کچھ انگریز ممبروں نے معیت افسران ضلع موٹر کے ذریعہ سے ضلع کی سیر کی اور تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر کوریگاؤں کا معائنہ کیا تاکہ وہ ملک کے اس حصہ کی دیہاتی زندگی بھی دیکھ سکیں جسے انہوں نے اپنی ابتدائی دورہ میں

نرخنامہ اشتہارات اخبار آستانہ اجمیر

ایکسال	چھ ماہ	تین ماہ	ایک ماہ	ایکبار	تعداد
عسہ	للعہ ر	لعہ ر	للعہ	۸ر	¼ صفحہ
معللعہ	عسہ ر	دعہ	سے ر	[illegible]	½ صفحہ
۶۰	للعہ ر	[illegible]	[illegible]	سے ر	نصف صفحہ
۹۰	صہ ر	دسہ	[illegible]	صہ ر	پورا صفحہ

(۱) ¼ صفحہ سے کم کے لئے ہر اشاعت میں فی سطر آٹھ آنہ کے حساب سے اجرت لی جائے گی۔

(۲) اجرت اشتہارات بہالت میں پیشگی لی جائیگی۔

(۳) فحش غیر مہذب اور لاٹری وغیرہ کے اشتہار کسی صورت میں بھی شائع نہیں کئے جائیں گے۔

منیجر اخبار آستانہ اجمیر

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

هو الکل ۴۸۶ ہو المعین

رجسٹرڈ نمبر ظل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری (رح) اِن ۴۱۲

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سرِ من خاک آستانۂ تو

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ۱؍

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس - ۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۲۸ء - یوم جمعہ | نمبر ۱۱

بیمار کی دعا

جناب نثار الملک میر احدی قریباً ایک ہفتہ سے علیل ہیں، یہ قطعات اُنھوں نے اپنی بیماری میں لکھے ہیں، اور خود ہی عنوان اُنھوں نے تجویز کیا ہے اس لئے ہم ان قطعات کو اسی عنوان سے شائع کرتے ہیں اور جناب باری میں میر صاحب کی صحت کامل کے لئے دست بدعا۔

اے شافی مطلق تری رحمت کیلئے
اُس ختم رُسل شاہِ رسالت کیلئے
اک بے سرو ساماں پہ کرم فرما دے
بندہ ترا بے چین ہو صحت کیلئے

اللہ اسیروں کی رہائی فرما
اللہ پریشانوں کو راحت ہو عطا
بیمار ہوں جتنے اُنھیں اچھا کر دے
اور اُن کی بدولت مجھے صحت ہو عطا

یارب مری مقبول تمنا کر دے
یعنی دل بیمار کو اچھا کر دے
مصروف رہوں خلق کی خدمت میں مدام
طاقت وہ مرے جسم میں پیدا کر دے

سُن پایا کہ میر احدی ہے بیمار
آتے ہیں چلے لوگ عیادت کے لئے
لازم ہے کہ سارے مرے احباب کریں
خالق سے دُعائیں مری صحت کے لئے

میر احدی ۲۳، اکتوبر ۱۹۲۸ء

رشد و ہدایت

اِنَّمَا ہَلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ بِثَلٰثِ خِصَالٍ فُضُولِ الْكَلَامِ وَفُضُولِ الطَّعَامِ وَفُضُولِ الْمَنَامِ

(عن ابراہیم النخعی رضی اللہ عنہ)

تشریح ! زیادہ گفتگو، زیادہ کھانا اور زیادہ سونا، یہی تین عادتیں تھیں جنکی وجہ سے تمہارے پہلے والے بھی ہلاک ہوئے۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشما
اک نیا سر چاہئے روز آستانہ کے لئے
(معینی مد ظلہ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ - ۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۱

سیرت امام الوقت

حکایت از قدِ آں یار دلنواز کنند
باین فسانہ مگر عمرِ خود دراز کنند

اُستاذنا المعظم والمحترم حضرت امام الوقت علامہ قیام الدین محمد عبدالباری فرنگی محلی قدس سرہ کی ذاتِ اقدس و گرامی جو نہ صرف دنیائے علم و تصوف کی خورشید درخشاں بلکہ ہندوستان کے آسمانِ سیاست پر آفتاب نصف النہار کی طرح ضوفشاں رہی، وہ پیکرِ قدسی صفات اور سہ

وہ قیام الدین عبدالباری عالی مقام　　جامع علم و عمل علامۂ شیخ الانام
رو کش مہر درخشاں غیرتِ ماہِ تمام　　جس سے روشن تھا جہانِ نامِ اسلامِ کرام

کوکبِ چرخ فضیلت دُرِ درج اصطفا
گوہرِ کانِ مشیخت شمع بزم اتقا

وہ کہ جو بزم جہاں میں قبلۂ جمہور تھا　　وہ کہ جسکا پیکرِ قدسی سراپا نور تھا
وہ کہ جو الامر بالمعروف پر مامور تھا　　وہ کہ جو جامِ مے توحید سے مخمور تھا

وہ کہ جو اسلامیوں کا خادم و مخدوم تھا
وہ کہ جو روحِ روانِ اُمت مرحوم تھا

جانتا تھا جو ہر آک غاز کے انجام کو　　پختگی دی جسکے فیض چشم نے ہر خام کو
جسکا مقصد زندہ رکھنا تھا خدا نام کو　　جسنے دی عوت عمل کی عوتِ اسلام کو

وہ مجاہد جسنے ہو کر سر بکف بیخوف و بیم
دی صدائے نحن انصار الی اللہ العظیم

جسنے بخشی آفتاب علم کو تابندگی　　اصلِ بنیادِ عمل کو جسنے دی پائندگی
جسنے دنیا کو سکھائی طرز خوش آئندگی　　کی عطا اخلاقِ انسانی کو جسنے زندگی

وہ مسیحا دم جہاں سے آج رخصت ہوگیا
ہائے وہ سردار وہ سرتاج رخصت ہوگیا
(معینی مد ظلہ)

بہرحال علمائے ہند کا یہ سرتاج، صوفیائے ملت کا یہ پیشوائے اعظم، آسمانِ سیاستِ ملک کا یہ اخترِ تابندہ اور دنیائے قیادت و رہبری کا یہ گوہرِ درخشندہ آج تین سال ہوئے کہ ہم سے جدا کرلیا گیا اور اب دنیا اسکی جدائی سے سوگوار اور حزین ہے اور نہ معلوم حزن و سوگواری کے یہ اثرات کبتک رہیں گے اور کبتک ہمارے دل و دماغ اس حادثۂ جانکاہ کے تاثرات سے معطل و بیکار بنے رہینگے، اس نازک دور میں جبکہ اسلام اور اسلامیوں کے خلاف سرزمینِ ہند کا ایک ایک چپہ اور یہاں کی خاک کا ایک ایک ذرہ دشمنِ جان بنا ہوا ہے ایسے مخلص اور باعمل قائدین کا ہم سے جدا کرلیا جانا یقیناً ہماری پریشانی اور بدحواسی کا موجب ہوسکتا ہے مگر اس کس مپرسی اور بیکسی کے عالم میں بھی مسلمانوں کیلئے ایک سہارا ہے، اس تاریک دور میں بھی جب مسلمانوں کی تمام دنیا ناکامیوں اور مایوسیوں کے اندھیرے سے پٹی ہوئی ہے امید و کامیابی کا ایک چراغ دور سے نظر آرہا ہے، سرگشتگی اور بے راہ روی کی اس سنگلاخ اور پہاڑی وادی میں بھی جہاں کسی طرف رہائی کیلئے راستہ کا پتہ نہیں ملتا ایک دھندلے نقشِ قدم کا نشان باقی ہے جو اس وادی سے نکال لینے اور منزلِ مقصود تک پہنچا دینے میں قوم کی رہنمائی کرسکتا ہے اور بیکس مسلمانوں کا یہ سہارا تاریکی میں پھنسی ہوئی قوم کیلئے یہ چراغِ ہدایت، سرگشتہ افراد کی رہنمائی کے لئے یہ نقشِ قدم خود اس پیکرِ قدسی صفات کا "اسوۂ حسنہ" ہے جو اس نے ہمارے لئے چھوڑا، اس جانباز رہبرِ ملت کا "وہ دستورِ جمہوریت" ہے جو اس نے قوم کو بتلایا، ملک و ملت کے اس حقیقی غمگسار کی "وہ عملی زندگی" ہے جو آج بھی ہم میں موجود ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں جو عظیم الشان ہستیاں اجل کا زبردست ہاتھ ہم سے چھین لیتا ہے پھر اُسکا نعم البدل تو کہاں بدل بھی ہمکو نہیں ملتا مگر اتنا ضرور ہے کہ اُنکی زندگی اور کارنامے ہم میں موجود رہتے ہیں اور اگر ہمکو اس ہستی کے چھن جانے کا کچھ بھی احساس ہو تو اُسکی تلافی یوں ہوسکتی ہے کہ اُنکی زندگی اور اُنکی زندگی کے کارناموں کو اپنا رہبر بنائیں اور اُنکو پیشِ نظر رکھیں۔ یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان میں بہت سے باکمال پیدا ہوئے اور یہیں کی سرزمین میں پیوندِ خاک بھی ہوگئے اور آج اُنکی زندگی و کارناموں کا کوئی نشان تک ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہی لوگ اگر یورپ میں پیدا ہوئے ہوتے تو اُنکی حقیقی زندگی اُنکی شہرت و قدردانی کے اعتبار سے اُن کے مرنے کے بعد شروع ہوتی، اُنکی علمی و عملی زندگی کی قدردانیوں پر نہ معلوم کتنی سلطنتوں کا خراج صرف کردیا جاتا اور کتنے دل و دماغ صرف اسی کام کیلئے وقف ہوتے۔ خیر

حدیث دیگر و افسانہ از افسانہ می خیزد
دگر از سر گرفتم قصۂ زلفِ پریشان را

کہنا یہ ہے کہ مسلمانانِ ہند کے پاس اگر مولانا کا وجودِ گرامی نہیں تو مولانا کی علمی یادگاریں اور اُنکے عملی کارنامے ضرور موجود ہیں جو اس سرزمین کے ہر متنفس سے اپنے بقا اور پائداری کیلئے مجسم تقاضا ہیں۔ ہم "آستانہ" کے گذشتہ نمبر میں مولانا شہید انصاری فرنگی محلی کا ایک مراسلہ شائع کرچکے ہیں کہ مولانائے مرحوم کی سیرت ترتیب دینے کیلئے ہندوستان کے مشاہیر اہل قلم کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے یہ کمیٹی بہت جلد مولانا کی سیرت ملک میں پیش کردے گی۔ امید ہے کہ عام مسلمانانِ ہند اور خصوصاً مولانا کے تلامذہ، معتقدین اور متوسلین اس کی قدردانی کریں گے اور اسکو ہاتھوں ہاتھ لیں گے ورنہ پھر یہ تو نہ صرف ہندوستانی بلکہ ممالکِ اسلامیہ کا ایک ایک ذرہ بھی مولانا کے علمی و عملی کارناموں کا معترف اور مدح سرا ہے اور اُنکی سیرت کو اپنی آنکھوں میں جگہ دینے کے لئے تیار ہے ؎

نہ من برآں گلِ عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار استند

لمحاتِ فکریہ

کیا لوکل گورنمنٹ کو مکرانہ کے فساد کا علم ہے؟

غالباً جناب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر راجپوتانہ کو اسکا علم تو ضرور ہوگا کہ ابھی ریواڑی کے جلوس کے موقعہ پر مکرانہ (مارواڑ) میں ایک سخت ہندو مسلم فساد ہوگیا تھا جسکے نتیازہ میں سینکڑوں ناکردہ گناہ مسلمانوں کو گرفتار کرلیا گیا حتیٰ کہ بچے اور بوڑھے بھی اس جذبۂ ستمرانی سے محفوظ نہ رہے اور اب امن و قانون کے نام سے غریب بیکس مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم اور زیادتیاں ہو رہی ہیں، ہمکو مکرانہ سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامی حکام جو سب ہندو ہیں ان فسادات کی تحقیقات میں ہندو سنگٹھن کی خوب داد دے رہے ہیں اور ہر طرح مارواڑ کی بیگناہ مسلمان رعایا کو کچل دینے کے درپے ہیں گورنمنٹ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہز ہائنس مہاراجہ جودھپور اس وقت ریاست سے بہت دور انگلستان میں بسلسلۂ علاج مقیم ہیں، اگر وہ اپنی ریاست میں موجود ہوتے تو بہت ممکن تھا کہ مسلمان رعایائے مارواڑ کو داد انصاف کی توقع ہوتی مگر والیٔ ریاست کی غیر موجودگی میں حکام ریاست کی ہندو ذہنیت اور سنگٹھنی اثرات کی روزافزوں ترقی نے انصاف سے مایوس ہی نہیں کیا اسلئے بے شمار بے گناہ مسلمانوں کی جان و مال خطرہ میں ہے، اسلئے لوکل گورنمنٹ کو بہت جلد اس طرف توجہ کرنا چاہئے اور آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل بہادر راجپوتانہ کو یہ معاملات اپنے ہاتھ میں لیکر فسادات کی تحقیقات کے لئے ایک غیر جانبدار کمیشن مقرر کرنا چاہئے۔

اجمیر میں شردھانند ثانی؟؟؟

ایک مقامی معاصر اس خبر کی اشاعت کا ذمہ دار ہے کہ اسلامیہ ہائی اسکول اجمیر کے ہندو ہیڈ ماسٹر مسٹر نارلیکر نے

اسکول کے ایک طالبعلم کو جو خورد سال ہے ماسٹر اونکار ناتھ کی شکایت پر بید سے بے انتہا زدو کوب کیا جس سے لڑکے کا کان پھٹ گیا اور بید کی ضرب سے جسم کی کھال اُدھڑ گئی ماسٹر اونکار ناتھ کی شکایت یہ تھی کہ لڑکا مسلمانوں جیسی باتیں کرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ پہلے تو ایک ہی کافر تھا اب دو کافر اسلامیہ اسکول میں آ گئے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر نے لڑکے سے کہا کہ کیا تو یہاں اسلام پھیلانے آیا ہے۔ تلوار لا کر میرا گلا کاٹ دے میں شردھانند ثانی ہوں اور لڑکے کو بہت مارا،

اگر یہ خبر صحیح ہے تو سب سے پہلے تو ہم اسلامیہ ہائی اسکول کی مسلمان ایڈوائزری کمیٹی سے پوچھتے ہیں کہ اس نے اس قسم کی واقعات کا انسداد کرنے میں کیا کوشش کی اور اس معاملہ میں کیا کیا، ہم کو اسی معاصر سے معلوم ہوا کہ معاملہ کی نوبت رفت و گزشت پر ختم کر دی گئی، آخر ایسا کیا جانے کی وجہ کیا تھی، اور آخر ایڈوائزری کمیٹی کیوں اسقدر کمزوری سے کام لیتی ہے، دوسرے ہم لوکل گورنمنٹ کو بھی اسطرف توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس قسم کی حرکات کا انسداد کرے اس قسم کی ہندو ذہنیت اور فرقہ وارانہ جذبات کا اساتذۂ مدارس میں پایا جانا سخت خطرناک ہے، یہ ہماری آینوالی نسلوں کے لئے یقیناً فتنۂ عظیم ہے اسلئے کہ جب اساتذہ کی ذہنیتیں اسقدر خراب ہونگی تو پھر طلبا کا کیا حال ہوگا ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملّا
کار طفلاں تمام خواہد شد

مدرسوں میں ایسی ذہنیتوں کا موجود ہونا بہت زیادہ خطرہ کا باعث ہے، اگر گورنمنٹ نے اس کے انسداد کی کوشش نہ کی تو آیندہ اس سے سخت مراحل پیش آنیکا خطرہ ہے ؎

سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پر شد نشاید گرفتن بہ پیل

کیا عرس کے زمانہ میں اجمیر کا کرایہ کم ہوگا؟

حضرت خواجۂ بزرگ سلطان الہند غریب نواز کے عرس کا زمانہ اب قریب آ رہا ہے، حضرت خواجۂ بزرگ کی ذات گرامی ہندوستان کے کروڑوں ہندوؤں، مسلمانوں، پارسیوں اور دیگر اقوام کی عقیدت و محبت کا ملجا و ماوا ہے، ایام عرس میں قریباً ایک لاکھ زائر ہر سال آستانۂ سلطان الہند پر اپنی عقیدت و نیازمندی کے اظہار اور شرف زیارت سے بہرہ اندوز ہونے کیلئے حاضر ہوتے ہیں، اس موقعہ پر ریلوے کا فرض ہے کہ وہ اجمیر آنیوالوں کیلئے ہر قسم کی رعایت اور آسایش و سہولت بہم پہونچائے، اسلئے ہم ابھی سے بی، بی، اینڈ سی، آئی ریلوے کے ایجنٹ و دیگر حکام کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ایام عرس کیلئے کرایہ ریل میں تخفیف و رعایت کریں، اس تخفیف سے ریلوے کمپنی کو کسی قسم کا نقصان بھی ہونے کا اندیشہ نہ ہونا چاہئے کیونکہ جب ریلوے تخفیف کرایہ کا اعلان کریگی تو مسافروں کی تعداد میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہوگا، اور ریلوے کمپنی کا اُلٹا فائدہ رہیگا۔ پھر جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ آجکل ریلوے کمپنیاں ہر بڑے تہوار پر کرایہ میں تخفیف و رعایت کا اعلان کرتی ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندوستان کے اس زبردست اور مشہور اجتماع کیلئے کرایہ ریل میں تخفیف نہو، ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے معزز مسلم معاصرین بھی اس باب میں ہمارے ہمنوا ہونگے اور ہندوستان کا مسلم پریس اسکے لئے ایک متفقہ آواز بلند کریگا تا کہ بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کے ایجنٹ کو اسطرف توجہ دلائی جائے۔

"ریاستہائے راجپوتانہ میں مسلمان رعایا بھی ہے یا نہیں؟"

مسٹر رام نراین چودھری کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ امسال میلۂ پشکر کے موقعہ پر ریاستہائے راجپوتانہ کی رعایا کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی، پشکر ہندوؤں کا بہت بڑا تیرتھ ہے اور اسکے سالانہ میلہ میں ہزارہا ہندو جاتری یہاں آتے ہیں اس لحاظ سے اگر ہندوؤں کا کوئی خاص مذہبی یا قومی اجتماع اس موقعہ پر وہاں منعقد کیا جائے تو چنداں قابل اعتراض نہیں بلکہ بہت موزوں اور مناسب ہو، مگر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آخر ریاستہائے راجپوتانہ کے رعایا کی کانفرنس جو ایک خالص سیاسی اور ملکی اجتماع ہے اور جس میں نہ صرف ہندو بلکہ مسلمان ریاستوں میں رہنے والی ہر مذہب و ملت کی رعایا شرکت کی مستحق ہے اور انکا شریک ہونا اسمیں ضروری ہے، ایسے اجتماع کیلئے پشکر کا میلہ کوئی مناسب موقع نہیں معلوم ہوتا بلکہ یہ صرف ایک دھوکے کی ٹٹی ہے اور پشکر میں اس کے انعقاد کا مقصد اسکے سوا کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ مسلمانوں کو عملاً اس سے علیحدہ رکھا جائے یہ صرف ایک طلسم فریب ہے کہ نام تو ہو ریاستوں کی رعایا کا جسمیں ہندو مسلمان سب شریک سمجھے جائیں مگر عملاً مسلمانوں کو اس سے کوئی تعلق نہو اور اس پردہ میں صرف ہندو جو چاہیں وہ کرلیں مسلمانوں کو ہر طرح نقصان پہنچائیں، اُن کو بدنام کریں اُن کے خلاف سازشیں کریں اور بیچارے مسلمانوں کو خبر تک نہو کہ کیا ہوا اور کب ہوا اور اس کا خمیازہ انھی کو بھگتنا پڑے، ہم اپنے دوست راجستان سیوا سنگھ کے قابل صدر مسٹر بی، ایس پتھک اور سکرٹری مسٹر رام نراین چودھری سے سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ اس باب میں مسلمانان راجپوتانہ کو مطمئن کر سکتے ہیں کہ یہ کانفرنس صرف ہندو رعایا کا اجتماع ہے یا بلا تخصیص مذہب و ملت ریاستوں میں رہنے والی تمام رعایا اس میں شریک ہو سکتی ہے، اگر آخر الذکر امر کا جواب اثبات میں ہے تو پھر کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ پشکر کا میلہ اس انعقاد کیلئے کیوں تجویز کیا گیا؟

یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

نہرو رپورٹ کے متعلق جو اختلاف برپا ہے وہ اظہر من الشمس ہے، نہرو رپورٹ سے صرف مسلمانوں اور بعض دیگر فرقوں ہی کو اختلاف نہیں بلکہ ملک کے سیاسی قائدین کی ایک جماعت میں بھی اس سے م برہمی اور ناراضگی پھیلی ہوئی ہے اور وہ اسکی "غلامانہ ذہنیت" سے بیزار ہیں، اسی کشمکش اور مباحث کے دوران میں جس چیز کو ہمنے بہت حیرت و استعجاب سے محسوس کیا وہ موافقین و مؤیدین نہرو رپورٹ کی بوکھلاہٹ اور اُن کے دلائل کا فقدان ہے، ہمیں بہت تعجب ہوا کہ جب پنڈت موتی لال نہرو مسٹر سی۔ ایس، رنگا آئر کو انکے معقول، مدلل اور مسکت اعتراضات کا جواب نہ دے سکے تو مسٹر رنگا آئر کو گالیاں دینی شروع کر دیں، اسی طرح ہز ہائنس سر آغا خان نے جو خیالات نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے خلاف ظاہر کئے اسکے جواب میں ڈاکٹر انصاری صدر کانگریس نے بھی سر آغا خاں پر ذاتی حملے کئے، پنڈت موتی لال نہرو اور ڈاکٹر انصاری کی سنجیدگی اور متانت ہندوستان میں مانی ہوئی ہے مگر اسکے باوجود یہ کسقدر عبرتناک منظر ہے کہ لاجوابی اور بوکھلاہٹ نے ان ہر دو حضرات کو اسقدر آپے سے باہر کر دیا ہے کہ وہ کسی معقول اعتراض کا معقول جواب دینے کے بجائے اپنے معترض کو گالیاں دینے لگے اور فوراً ذاتیات پر اُتر آئے، فیا للعجب یا للعار، رہبران ملت اور قائدین ملک کا یہ طرز عمل خود انکی اپنی پیشانیوں کیلئے ہی ایک بدنما داغ نہیں قوم کیلئے بھی سبب ننگ و عار ہے، کیا پنڈت موتی لال نہرو اور ڈاکٹر انصاری اپنے اس انداز گفتگو پر ایک منصفانہ نظر ڈالکر پشیمان ہونگے؟ اور کیا یہ انکی شکست کا کھلا ہوا اعتراف نہیں ہے؟

رموز و نکات

طبیعت انسانی کا یہ بھی ایک خاصہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی معترض کے معقول اور مدلل اعتراض کا جواب نہیں دیسکتا تو وہ اپنے فریق مقابل کو گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے لگتا ہے، وہ اپنے ذہن میں سمجھتا ہے کہ اس طرح حریف کو خاموش کر دینے میں کامیابی ہوگی مگر واقعتاً بحث و مباحثہ کا یہی اسٹیج ارباب نظر کیلئے نہایت دلچسپ ہے، اسی منزل پر پہنچکر سنجیدگی مباحثہ کے اختتام کا اعلان کر دیتی ہے اور فہم و ادراک رکھنے والے سمجھ لیتے ہیں کہ گالیاں دینے والا فریق ناکام ہوا، اسکی شکست ہو گئی، حالانکہ خود شکست خوردہ اپنے آپے سے اسقدر باہر ہوتا ہے کہ اسکو اپنی شکست کا تصور بھی نہیں ہوتا، وہ بزعم خود گالیاں دیکر اپنی کامیابی پر نازاں ہوتا ہے، ادھر گالیاں کھانے والا فریق بھی اسی منزل پر ڈگمگا جاتا ہے، اگر وہ سنجیدہ ہے تو اپنے معقول اعتراضات جاری رکھتا ہے اور ذاتیات میں نہیں پڑتا اور اگر اسکے تجربہ میں کچھ خامی ہوتی ہے تو پھر وہ بھی کلہ بکلہ تیار نظر آتا ہے، اور اس طرح وہ اپنی کامیابی پر پانی پھیر دیتا ہے، تاریخ نے ایسے بے شمار واقعات پیش کئے ہیں، مگر سیاسیات ہند کی تاریخ میں بھی ایک اسی قبیل کا واقعہ ہمیشہ ہمیشہ یادگار رہیگا۔ جب "آنند بھون" کی ساکن اور پر امن فضاؤں میں پہلا دن تھا کہ غیظ و غضب کی آوازوں نے سابق صدر کانگرس اور لیڈر سوراجیہ پارٹی کے شکست و ناکامی کا اعلان عجیب رنگا رنگ طریقہ سے

کیا اور پھر ابھی کچھ دن نہ گذرے تھے کہ جمنا کے کنارے ہندوستان کے پایہ تخت میں "دریا گنج" کی زمین بھی غصہ کے جذبات سے مغلوب نظر آئی، بلاشبہ یہ انقلابات بھی دیدنی ہیں

شاعری کے معنی اگر آپ نے یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو کچھ دل میں آئے وہ خواہ گفتنی ہو یا ناگفتنی مُنہ سے بک دیا جائے تو آپ شاعری کے معنی خاک بھی نہ سمجھے اور پھر اس دورِ تہذیب، شائستگی اور ترقی میں تو اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے یہ ادب اُردو کی خدمت ہے یا اسکا قتلِ عام کہ اسکے ادب میں نہایت ذلیل و رکیک خیالات داخل کئے جائیں

ایک معاصر جو نہ صرف بزعم خود ادب اُردو کا علمبردار بلکہ نہرو کی تصنیف جدید حکومت نوآبادیات کا سرگرم حامی ہے حالانکہ اسکے معنی نہیں سمجھتا اسکے سرورق پر ایک غزل کا یہ شعر ایک عجیب سوء اتفاق ہے" ؎

نہیں اچھا بُرا کچھ سوجھتا ہے اسمیں انسان کو
جوانی میں تو بڑھیا بھی جوان معلوم ہوتی ہے

مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ "نگراں ترتیب" کی نظر سے کیونکر بچ نکلا یہ ہو سکتا ہے کہ اسکو شاید "اخبار کی پالیسی" کے خلاف نہ سمجھا گیا ہو یا کوئی "سیاسی مصلحت" ہی اسکی اشاعت میں پوشیدہ ہو، بعض ستم ظریف یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ شاعر نے نہرو صاحب کی رپورٹ کا خلاصہ کیا ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ چار چار سخت ترین منزلیں طے کر کے بھی وہ سلامت نکل آیا، مگر دہاں تو الٹا حساب ہے۔ "آنند بھون" کا ساٹھ سالہ بوڑھا "نوآبادیات" کی نئی نویلی دلہن کا خواستگار ہے، یہ تک تو نہیں ملی اور کوئی تاویل کیجئے۔ "س"

نئی نئی باتیں

کیا انسان پرندوں کی طرح اڑ سکتا ہے

ایک یورپین موجد کپتان ڈوسی کا خیال ہے کہ انسان کو پرواز کیلئے ہوائی جہاز کی ضرورت نہیں بلکہ وہ صرف مصنوعی پروں کی امداد سے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑ سکتا ہے چنانچہ آپ نے اس مقصد کیلئے ایک مختصر مشین ایجاد کی ہے جو پہاڑی عقاب کے پروں کی طرح ہے عنقریب اسکی آزمایش ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہونیوالی ہے۔

گراموفون ریکارڈ بنانے کا ہندوستانی کارخانہ

گراموفون کے ریکارڈ تیار کرنیکا کام ابتک یورپین کمپنیوں کے ہاتھ میں تھا لیکن اب بمبئی میں ویلوفون کمپنی لمیٹڈ کے نام سے ایک ہندوستانی فرم قایم ہوئی ہے جو نہایت کامیابی کیساتھ ہندوستانی گجراتی انگریزی گانوں کے رکارڈ تیار کرتی ہے معلوم ہوا ہے کہ اس کمپنی کے رکارڈ مضبوطی اور خوش نوائی کے لحاظ سے کسی انگریزی کمپنی سے کم نہیں۔

حقایق و معارف

تسبیح زمرد
یا
سچے صوفیوں کا جہادِ لسانی

(نوشتۂ مولوی سید محمد الیاس صاحب رضوی اجمیری)

(۱)

ایں سطرِ جادہ ہا کہ بصحرا نوشتہ اند
یارانِ رفتہ از قلمِ پا نوشتہ اند

راستی، صداقت اور حق گوئی دنیا میں ایک اعلیٰ ترین صفت مانی گئی ہے لیکن اس کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب اس صفت کا اظہار کسی صاحب جاہ و جلال بادشاہ، سلطان یا امیر کے تعلی الزعم ہو، اس لئے کہ سچائی اور حق گوئی جس طرح ایک اعتبار سے بہترین صفت ہے اسی طرح ایک لحاظ سے تلخ اور کڑوی بھی ہے، چونکہ بادشاہوں کے کان ہمیشہ خوشامدانہ اور مبالغہ آمیز قصائد سننے کے عادی ہوتے ہیں اسلئے ان کے روبرو سچی بات سم قاتل سے کم نہیں ہوتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جابر

جو شخص کسی بادشاہ کے روبرو سچی بات کہدیتا ہے وہ درحقیقت اپنی مردانگی کا ثبوت دیتا ہے یعنی وہ عملی طور پر دو بہت بڑی باتوں میں کامل کہلانے کا مستحق ہے۔

(۱) وہ مرنے سے نہیں ڈرتا

(۲) اسکو کسی چیز کا لالچ نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ جس آدمی کو یہ خوف و طمع نہ ہو وہی انسان کامل ہے اور وہی "ولی" کہلانے کا درحقیقت مستحق ہے۔ حضور نبی کریم صلعم نے جو اس جہاد کو افضل قرار دیا ہے، اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ تلوار کا جہاد کرنیوالا تو یہ جانتا ہے کہ اگر اس نے اپنے حریف کو مار لیا، تو وہ "غازی" کے معزز لقب سے یاد کیا جائیگا، اور اگر اُسکے ہاتھ سے مارا گیا تو "شہید" ہونے میں کیا شک ہے، لیکن زبان سے جہاد کرنیوالے مجاہد کے لئے بظاہر کوئی ترغیب موجود نہیں اور صبر آزما تکالیف ضرور سامنے ہوتی ہیں۔ اسی لئے اس جہاد کو افضل قرار دیا گیا ہے اس کے علاوہ اسکی افضلیت کے تین پہلو یہ بھی ہیں:-

۱۔ مذہبی پہلو تو ظاہر ہے کہ جو شخص یہ جہاد کرتا ہے وہ گویا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا داعی اور اس اہم ترین فریضہ کو ادا کرتا ہے، وہ دنیا سے بُرے لوگوں کو مٹانا نہیں چاہتا بلکہ خود مٹ کر انکی اصلاح کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پہلو کتنا بہتر ہے

(۲) سیاسی پہلو یہ ہے کہ کسی باجبروت بادشاہ کے غلط افعال پر نکتہ چینی کرنا اور اسکے مُنہ در مُنہ اس کی غلطی پر متنبہ کرنا گویا حریت کی نیو جمانا اور استبداد کی جڑوں کو کاٹنا ہے، ایسا مجاہد قوم کے سامنے حریت کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے اور اسکے اس کریکٹر کی بدولت قوم کی حریت و آزادی کی روح پیدا ہوجاتی ہے اور طلسم استبداد و شخصیت ٹوٹ جاتا ہے۔

(۳) اخلاقی پہلو یہ ہے کہ ایسا مجاہد اپنے اخلاق کی پختگی اور اپنی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتا ہے۔ یعنی اسکا اخلاق اس قدر پختہ ہوتا ہے کہ کوئی خوف حتیٰ کہ جان کا خطرہ اور نہ کوئی طمع، حتیٰ کہ دُنیا کی بادشاہت کو بھی وہ خاطر میں نہیں لاتا اور اپنا کام عزم و استقلال سے کئے جاتا ہے۔

اسلام کے اکابر علما و صوفیا جنکے دم سے دُنیا میں یہ نور پھیلا اون کی سیرتوں میں یہی بات خاص طور سے نمایاں ہے۔ اگر ان کی زندگیوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا انہوں نے اپنی حیات دنیوی کا کوئی لمحہ امر بالمعروف و نہی منکر کی دعوت سے خالی نہیں چھوڑا ہے، ہم ان کے مسلک سے بہت دُور جا پڑے ہیں، صوفیائے اسلام نے اس شعار کی بدولت بڑی بڑی کٹھن اور مشکل گھڑیاں گذاری ہیں اور آج یہی شعار ان کی زندگی کا مایہ الامتیاز کیرکٹر ہے۔ مدعیانِ تصوف آج بھی ہیں لیکن انہیں راستی و حق گوئی کی ہوا بھی نہیں چھو گئی، ان کے تصوف کا دار و مدار ہی تملق، مصلحت بینی، اور مُنہ دیکھی باتیں کرنے پر ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

۱۔ ضبتہ بن محص عزی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے حاکم تھے۔ ان کا دستور تھا کہ جب خطبہ پڑھتے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے اور آنحضرت صلعم پر درود پڑھ کر حضرت عمر فاروق کے لئے دعا کرتے۔ حضرت ضبتہ کو ان کا یہ فعل بُرا معلوم ہوا۔ ایک دفعہ خطبہ سنتے سنتے کھڑے ہو گئے اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کو حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کا خیال نہیں، تم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اُنپر فضیلت دیتے ہو۔ وہ سُنی اَن سنی کر گئے۔ اور یہ ہر جمعہ انہیں ٹوکتے رہے آخر اونہوں نے بارگاہِ خلافت میں ان کی شکایت لکھ بھیجی۔ کہ ضبتہ اثناء خطبہ میں میرے مزاحم ہوتے ہیں (باقی دارد)

"ادبیات"

(افسانہ)

اندہوں کی بستی

خاص آستانے کے لئے

(از جناب قیسی رامپوری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴)

فلاسفر "بیٹھے ہوئے ہو" ان لوگوں کی قوت سامعہ اور قوت لامسہ خوفناک حد تک تیز تھی۔ ہوا کے ذراسے پھیلاؤ اور تموّج سے وہ محسوس کرسکتے تھے کہ فلاں شے ان سے کس قدر دور ہے؟ کس حالت میں ہے؟

فارن اپنے استعجاب پر قابو پاکر بولا "تمکو نہیں معلوم تمہاری اس کم بخت قوت احساس سے بہی زیادہ قیمتی قابل قدر ایک قوت انسان کو قدرت نے اور عطا فرمائی ہے۔ اسکو بینائی کہتے ہیں کیا تم بتا سکتے ہو کہ اسوقت آسمان پر تارے ہیں یا ماہتاب ہے؟"

فلاسفر "پہلے بینائی کی تشریح کرو۔ یہ کس بلا کا نام ہے۔ اور قدرت کون ہے؟

فارن "قدرت وہ ہے جس نے ارض وسما بنایا تم کو پیدا کیا۔ تمہارے فائدہ کے لئے سینکڑوں انواع اقسام کی اشیاء پیدا کیں۔ پہاڑ، دریا، سمندر، بنائے تاکہ زمین نہ بالکل خشک ہوجائے نہ زلزلہ سے اثر پذیر ہو۔ یہ جس قدر اشیاء تم اپنے محسوسات میں لاسکتے ہو سب خداوند تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ تم خیال کرتے ہو کہ یہ سب زمین مقدس نے تمہارے لئے فراہم کی ہیں میں تم سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ زمین مقدس میں ایسی بیش بہا اشیاء پیدا کرنے کی قدرت کسنے بخشی؟

تمہاری زمین مقدس نے ایکبار بہی تم میں سے سب سے عقلمند یا نیک شخص سے آجتک کوئی کلمہ تسکین نہ کہا ہوگا کہ تم اسکے بندے ہو، وہ تم سے خوش ہے، تم کو سزا نہیں دیگی، بیمار نہیں ڈالیگی، نہ تم کو آجتک معلوم ہوا ہوگا کہ وہ تمہارے فلاں اعمال سے ناراض ہوجاتی ہے، پیداوار بند کرلیتی ہے، اور پہر فلاں سے خوش ہوکر تمہارے لئے غلہ پہل وغیرہ پیدا کرنے لگتی ہے۔ تمہارے آباء واجداد میں سے بہی کسی پر یہ انکشاف نہوا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ وہ دراصل تمہاری حقیقی معبود نہیں۔ اور تم کو عبودیت کے معنی سمجھانے سے قاصر ہے ——"

فلاسفر "خدا کو بولنے کی کیا ضرورت ہے، یہ اسکی کسر شان ہے۔ یہ انسان خود معلوم کرسکتا ہے کہ کونسا فعل زبوں ہے۔ اور کونسا احسن۔ خدا کے بتانے کی حاجت نہیں۔ کیا تمہارا خدا بولتا ہے؟"

فارن "ہاں میرے خدا نے یہ تمام باتیں میری قوم کو بتا دی ہیں۔ ہم میں سے ایک زبردست فلاسفر سب سے نیک ہستی، پاک باطن، شریف النسل اور عظیم المرتبت شخص سے ہمارا خدا ہمکلام ہوا تہا، اس نے اسکو (روحی فداہ) اپنی قدرت کاملہ کے تمام راز بتا دئے۔ ان تمام باتوں سے اسکو آگاہ کردیا جس سے انسان فلاح دارین حاصل کرسکتا ہے۔ اور انکو ترک کرکے اسفل السافلین میں پہنچ سکتا ہے امر بالمعروف کی تمام تعلیم اور نہی عن المنکر کی پوری ہدایت اسنے ہمارے سردار سے بیان کردیں۔ اس تمام خدائی تعلیم کو ایک کتاب کی شکل میں لے آیا گیا ہے تاکہ نسلاً بعد نسلاً وہ تعلیم ہمارے حافظوں سے محو نہ ہوجائے۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص غلط راہ پر گامزن ہونے لگتا ہے تو ہماری قوم کے اکابر اس کتاب کی تعلیم سے جو عرصے سے محفوظ چلی آرہی ہے اور چلی جائیگی اس شخص کو پہر راہ مستقیم پر لے آتے ہیں۔ اب تم خود خیال کرلو کہ ہمارا مذہبی نظام کس قدر منظم ہے۔ نہ ہم اس امر کو معلوم کرنے کے لئے کہ ہمارا کونسا زبوں فعل ہمکو مستوجب سزا اور کون سا قابل جزا بنا دیتا ہے عرصہ تک گوناگوں عذاب و تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں نہ ہمارے خدا کو بار بار ہدایت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اپنی مقدس کتاب کو اس نے حیات انسانی کی تمام ارتقائی منازل کیلئے شمع رشد و ہدایت بنا دیا۔ ہم اب کسی تعلیم کے محتاج نہیں، ہماری مذہبی اور روحانی تعلیم کامل و مکمل ہوچکی، اسکے خلاف تمہارا مذہبی نظام قطعی منتشر ہے۔ اب اگر میں تم سے سوال کروں کہ تمہاری ارض مقدس تمہاری کونسی بات سے ناخوش ہوکر "تمکو اناج وغلہ وغیرہ سے محروم کردیتی ہے" تو تم اسکا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ بتاؤ تمہارے پاس اسکا کیا جواب ہے۔؟

فلاسفر (ذرا سوچکر) "—— تمہارا خدا کیا کبہی تم سے ناراض بہی ہوجاتا ہے؟ آخر کس بات سے؟"

فارن۔ اسکے قانون امر بالمعروف کی جسمیں حقوق العباد، عبادت، خدا ترسی، رحمدلی، دیانت داری، اور پاکبازی وغیرہ ہیں۔ خلاف ورزی کرنے سے وہ ناراض ہوجاتا ہے انکے خلاف تمام باتیں منہیات میں شامل ہیں"

فلاسفر۔ (وقفہ کے بعد) "یہ اچہی تعلیم ہے۔ میں اسکو تسلیم کرتا ہوں" مگر وہ ابہی صرف اسی قدر کہنے پایا تہا کہ تمام اندہے اس روشن ضمیر فلاسفر پر ٹوٹ پڑے لیکن قبل اسکے کہ اسکو کوئی صدمہ پہنچے فارن نے فلاسفر کو اٹھا لیا۔ اور مجمع کو لات گھونسوں سے ہٹاتا ہوا لے بہاگا۔ آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے اندہوں کی فوج ہاتھ پہیلاتی ہوئی ٹٹولتی ہوئی اسکے پیچھے بہاگی۔

(۵)

اندہا فلاسفر ایمان لے آیا۔ تین شبانہ روز یہ لوگ خوفناک اندہوں کی بستی کے باہر پڑے رہے۔ بہوک کے مارے ناک میں دم آرہا تہا۔ آخر تیسرے روز اندہا سردار آیا اور فارن سے پکار کر کہا "تم لوگ اب گاؤں میں آجاؤ۔ ہم ارض مقدس کی قسم کہا کر کہتے ہیں کہ تم کو نہیں ستائیں گے" فلاسفر نے فارن کو اطمینان دلادیا کہ قسم کہانے کے بعد یہ لوگ اسکی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔ آخر یہ لوگ پہر قصبہ میں پہنچے فلاسفر اور فارن کو فلاسفر کی لڑکی نے آرام سے کہال کے فرش پر بٹہایا۔ اور دودھ اور آٹا لیکر آئی۔ تینوں نے شامل بیٹھ کر اپنا پیٹ بہرا۔

فلاسفر کی اسی وقت پنچایت میں طلبی ہوئی تاکہ اسکے خیالات معلوم کئے جائیں۔ فارن کو اس روز تیز بخار تہا وہ وہیں پڑا رہا۔ نازک اندام لڑکی اس کی بڑی توجہ سے خورد برداخت کرتی رہی۔ اور اسی کی اعجاز آفرینی و کرشمہ مسیحائی تہا کہ فارن شام تک اچہا ہوگیا۔ فارن کے دل میں اس نابینا حسینہ کا ایک خاص قسم کا خیال پیدا ہوگیا تہا جب اس نے اس نازنین کی سکرائی نازنیں سے اپنی محبت کا اظہار کیا تو اس نے مسرت کی خاموشی سے اسکا جواب دیا۔

فارن نے شام کو اپنے مافی الضمیر سے فلاسفر کو بہی آگاہ کیا اس نے بہی اس کی اس تمنا کا نہر مندم خوشنودی کے ساتھ کیا مگر نابینا بزرگوں کی بلا رضامندی وہ کچہ نہیں کرسکتا تہا۔ چنانچہ اسی وقت وہ اس امر کے تصفیہ کے لئے پہر پنچایت میں گیا اور وہاں اسکا ذکر کیا۔

فلاسفر "میں اپنی لڑکی کا عقد اس معزز ابن السبیل سے کرنا چاہتا ہوں"

ایک حکیم "شوق سے کرو۔ مگر مجہے پہلے اسکے دماغ کا علاج کرلینے دو۔ وہ ہے تو زیرک انسان مگر اسکو ایک ایسی بیماری ہے جسکا اظہار اسنے شاید تم سے بہی کیا ہوگا۔ تم نے اسکے منہ سے اکثر "بینائی" "دیکہنا" وغیرہ سنا ہوگا۔ یہ دراصل ایک خطرناک مرض ہے"

ایک بزرگ "اچہا اسکو طلب کرو" فلاسفر اسی وقت جاکر فارن کو لے آیا۔ ان لوگوں نے اس سے دریافت کیا "تم فلاسفر کی بیٹی سے عقد کرنا چاہتے ہو؟"

فارن "ہاں میں اسپر عاشق ہوں"

حکیم۔ (فارن کی آنکہوں کو ٹٹولکر اور اسکے ہونٹوں کو پکڑکر) "فلاسفر! اسکا وہ مرض یہاں سے شروع ہوتا ہے اسکی یہاں کی اس علۂ اور ان دونوں غدودوں (آنکہ) کا آپریشن ہوجانیکے بعد یہ بالکل ہماری طرح تندرست ہوجائیگا۔

(باقی دارد)

معلومات

اخبار نویسوں کے کام کی چیز

رسائل و اخبارات کے کٹنگ کاٹنے کیلئے امریکہ میں ایک اوزار تیار کیا گیا ہے جو چاقو اور قینچی سے بہت زیادہ تیز اور کارآمد ہے اسکی شکل پرکار کی سی ہے ہر دو پیروں کے درمیان اسپرنگ لگا ہوا ہے اور پیروں کے زیرین حصوں میں تیز چاقو کسے ہوئے ہیں۔ جب کسی کٹنگ کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو کاغذ سے وابستہ کر دیا جاتا ہے۔ آناً فاناً میں کاغذ کاٹ لیا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ایک پیچ بھی لگا ہوا ہے جس سے پرکار کی گنجائی بڑھائی جا سکتی ہے۔

ایک جدید لیمپ

رات کے وقت کتاب پڑھنے کے لئے ایک چھوٹا سا لیمپ ایجاد ہوا ہے۔ اس لیمپ کا وزن تین اونس سے زیادہ نہیں ہے۔ اسکو بجلی کے کرنٹ سے متعلق کر دیا جاتا ہے۔ اسکی روشنی صرف کتاب کے صفحات پر پڑتی ہے اور نہایت خوشگوار ہوتی ہے۔

ایک نو ایجاد کھونٹی

امریکہ میں کپڑوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک کھونٹی ایجاد ہوئی ہے۔ کھونٹی لوہے یا پیتل کی ایک کھوکھلی سلاخ کی بنی ہوئی ہے جس میں جا بجا سوراخ ہیں۔ سلاخ کے ایک سرے سے اسکے اندر فنائل کی گولیاں ڈالدی جاتی ہیں جنکی بو سلاخ کے سوراخوں سے باہر نکلتی رہتی ہے جب اس کھونٹی پر کپڑے ڈالدئے جاتے ہیں تو کیڑے گولیوں کی بو کی وجہ سے کپڑے کے پاس نہیں آسکتے۔ اس کھونٹی میں اوپر کی جانب ایک ہک لگا ہوا ہے جو میخ وغیرہ میں لٹکا دیا جاتا ہے۔

آوازیں فضا میں کہاں تک پہونچتی ہیں

تازہ تجربات شاہد ہیں کہ مرغ کی بانگ، گرجے کا گھنٹہ اور بعض حالات میں انسان کی چلاہٹ ہوا میں ایک میل کی بلندی تک سُنی جا سکتی ہیں۔ مینڈک کی آواز تین ہزار فٹ کی بلندی تک پہونچتی ہے۔ جانوروں میں کتے کی آواز سب سے زیادہ بلندی پر سنی جاتی ہے۔ اسکے متعلق بعض ماہرین پرواز کا بیان ہے کہ یہ ۵۹۰۰ فٹ کی بلندی پر سُنی گئی اتنی ہی بلندی پر بندوق کی آواز بھی سُنی جا سکتی ہے اور انجن کی سیٹی کی آواز دو میل کی بلندی تک پہونچتی ہے۔

براہ کرم

خط و کتابت میں اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے جو آپکے پتہ کی چٹ پر لکھا رہتا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

منیجر

علمی دُنیا

سونے والوں کی حرکات کا انضباط

امریکہ کے ڈاکٹر جانسن نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس سے نیند میں انسان سے جو حرکات و سکنات سرزد ہوتے ہیں وہ سب ایک مدوّر کاغذ پر ثبت ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر جانسن اپنے اس آلہ سے ۱۲ طلبا پر کامل ایک سال تک آزمائش کرتے رہے، اب انکا بیان شائع ہو گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نیند دراصل دس دس اور پندرہ پندرہ منٹ کے ایک ایک گہرے اونگھ سے مرکب ہے اسلئے ضروری ہے کہ انسان میں ہر دس پندرہ منٹ کے بعد محسوس یا غیر محسوس قسم کی ایک بیداری پیدا ہو اور پھر فوراً ہی غفلت طاری ہو جائے، انکے تجربے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان کی تردد و پریشانی کی حالت میں اس اونگھ کی مدت میں اور کمی آجاتی ہے کیونکہ اسکی باطنی عقل اسکو تھوڑی تھوڑی دیر میں اکسایا کرتی ہے اور یہی پریشانی جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو آدمی مرض کابوس میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر جانسن نے ان ۲۱ طلبا میں سے ۲۰ کو اس اصول کے ماتحت پایا کہ وہ دن کے آخری حصہ میں بہ نسبت اسکے پہلے حصہ کے زیادہ چاق و چست رہے ہیں کیونکہ نیند سے اُٹھنے کے بعد انکی حقیقی بیداری صحیح طور پر جاگنے نہیں پاتی ہے۔

ڈاکٹر

آجکل ڈاکٹر کا لقب متعدد علوم و فنون کے ماہروں کو یونیورسٹیاں دیتی ہیں مگر اس لفظ کے ابتدائی معنی اسقدر عام نہیں ہیں۔ ڈاکٹر لاطینی زبان کا ایک لفظ ہے جسکے اصلی معنی معلّم اور استاد کے ہیں۔ قرون وسطیٰ میں یہ لقب دینیات اور منطق کے معلموں کے لئے مخصوص تھا جو اس زمانہ میں لاطینی زبان میں ان دونوں علوم کی تعلیم دیا کرتے تھے اور پھر جب لاطینی ہی زبان میں طب کی بھی تعلیم شروع ہوئی تو طبیبوں کو بھی ڈاکٹر کہنے لگے۔ قانون کے کامیاب علما کو ڈاکٹر کا لقب سب سے پہلے ۱۱۳۰ء میں بولونی (فرانس) میں دیا گیا۔ پھر اس لفظ نے یہاں تک وسعت اختیار کی کہ اب فلسفہ، زبان، تاریخ، موسیقی اور دوسرے علمی شعبوں کے ماہروں کو بھی یہ لقب دیا جانے لگا۔

ہلوں کی قوت میں اضافہ

ہمنے تو ابھی زراعت میں بیلوں کی جگہ بھی سی نجات نہیں پائی ہے لیکن امریکہ میں بیل اور گھوڑے اس کام سے تقریباً آزاد ہو چکے ہیں اور آجکل اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ کوئی ایسا ہل ایجاد کیا جائے جس سے ایکدن میں ایکہزار ایکڑ زمین جوتی جا سکے۔

مچھلی کا تیل

مچھلی کا تیل ابتک تقویت کے لئے انسانوں کے کھانے میں آتا تھا، اب اس سے جلانے کے کام کا بھی تجربہ کیا جا رہا ہے چنانچہ اس تجربہ میں کامیابی ہوئی ہے۔ اس تیل میں جو بدبو ہے وہ جلنے کے وقت محسوس بھی نہیں ہوتی اور ہوا میں نہیں پھیلتی اس بنا پر قیاس کیا جا رہا ہے کہ شاید آیندہ پانی کی یہ مخلوقات خشکی پر آگ پیدا کرنے کے کام میں آسکے۔

کمی خون کی دوائے غذائی

طبی تجربوں سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کمی خون کے علاج کیلئے بہترین غذائی دوا جانوروں کے جگر اور گردے ہیں بلکہ جگر کا فائدہ گردوں سے بھی زیادہ ہے کیونکہ جگر میں خون کے زندہ کرنے اور خون کے سُرخ ذرات کی تولید کی قوت زیادہ ہے، گو گردوں میں لوہے کا جُز جگر سے تین گنا ہے لیکن لوہے کی حسب ضرورت مقدار جسم دوسری معمولی غذاؤں سے حاصل کر لیتا ہے۔

فولاد کاٹنے والا ہیرا

دُنیا میں سب سے زیادہ سخت چیز آہنی فولاد ہے لیکن ایسی چیز بھی ہے جو فولاد کو بھی دو ٹکڑے کر دیتی ہے اور یہ سیاہ ہیرا ہے۔ اسلئے لوہے کے کارخانہ سیاہ ہیرے کے لئے جو نہایت نادر الوجود ہے زیادہ سے زیادہ قیمت خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ سیاہ ہیرا لوہے کو اس طرح کاٹ دیتا ہے جس طرح چھری پنیر کو، سیاہ ہیرے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا آرہ کی نوک پر ایکطرف لگا دیا جاتا ہے، آرہ کا آلہ چکری کی طرح گھومتا ہے اور میلوں تک پھیلے ہوئے سرد لوہے کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور باوجود اس کے ہیرے کا یہ ٹکڑا ذرا بھی نہیں گھستا۔

زندگی کا اصلی راز اب تک حل نہو سکا

شکاگو یونیورسٹی نے ایک کتاب شائع کی ہے جسکو اسکے تئیس پروفیسروں نے ملکر تصنیف کیا ہے اور جسمیں علوم و فنون کی ترقیوں کی تفصیل کی ہے اس کتاب میں ایک فقرہ یہ ہے "ہم پر فرض ہے کہ ہم نہایت صراحت کے ساتھ یہ کہدیں کہ زندگی کا اصلی راز ابتک لاینحل ہے اسکے حل کرنیکے لئے بہتر سے بہتر جو طریقہ ہمارے پاس ہے وہ ہنوز ابتدائی مفروضات ہیں، زندگی کی ابتدا اور آغاز کی حقیقت کی گرہ ابتک ناخن عقل سے کھل نہیں سکی ہے اور جمادات اور زندہ مخلوقات کے درمیان جو ناقابلِ عبور خلیج حائل تھی وہ ابتک اُسی طرح ہے"۔

دُنیا کے پانچ بڑے شہر

دُنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے پانچ شہر ہیں۔ دُنیا کا سب سے بڑا شہر لندن ہے جسکی آبادی ۷۲۵۴۰۰۰ ہے، اسکے بعد نیویارک ہے جسمیں ۵۶۲۰۰۰۰ کی تعداد انسانوں کی آباد ہے، تیسرا درجہ برلن کا ہے جسکی آبادی ۴۰ لاکھ ہے، اسکے بعد پیرس کا نمبر ہے جسکے رہنے والوں کی تعداد ۲۸۵۴۰۰۰ ہے اور سب سے آخری بڑا شہر شکاگو ہے جسکے باشندے ۲۵۴۷۰۰۰ ہیں۔

حوادث محلیہ

زائرین کی حاضری

۲۴ راکتوبر ۲۸ء کو صبح کی ٹرین سے براہ دہلی نواب محمد عالم خاں صاحب جناب نواب صاحب ڈیرہ (سرحد) وارد اجمیر شریف ہوئے اور اسی روز موسمی بخار میں مبتلا ہوگئے۔ دوسرے دن اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد شفیع صاحب کے ذریعہ زیارت آستانۂ مقدس سے مشرف ہوکر مراجعت فرمائے وطن ہوئے۔

۲۴ راکتوبر کی صبح کو کلکتہ سے جناب سیٹھ عبدالرزاق صاحب حاجی عبدالستار صاحب ایم۔ ایل۔ سی وارد اجمیر ہوئے اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ حاجی سید وزیر علی صاحب کے ذریعہ شرف زیارت حاصل کیا۔ اس کے بعد کتب خانہ میں مبلغ پانچ روپیہ اور "آستانہ" کو مبلغ دس روپیہ سالانہ بمد اعانت عطا فرمائے اور اسی روز رات کی گاڑی سے کاٹھیاواڑ تشریف لیگئے۔

کچھ روز سے جناب احسن الدین احمد صاحب انسپکٹر پولیس کلکتہ بغرض زیارت اجمیر شریف آئے ہوئے ہیں۔ اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید حسین بخش صاحب کے ذریعہ زیارت آستانہ سے مشرف ہوئے۔ ۲۶ راکتوبر ۱۹۲۸ء کو دفتر "آستانہ" میں بھی تشریف لائے۔ دارالاشاعت معینیہ فخریہ کی کتابیں خریدیں اور اخبار "آستانہ" کی معاونت قبول فرماتے ہوئے مبلغ پانچ روپیہ سالانہ کا وی۔ پی ارسال کرنے کی اجازت دی۔

نثار الملک میر اصدی کی علالت

تقریباً دو ہفتہ سے اجمیر کے مشہور قومی شاعر اور علماء ادارت آستانہ کے رکن خصوصی نثار الملک میر اصدی علیل ہیں۔ حکیم عبدالاعظم خانصاحب طبیب درگاہ معلی خاص توجہ سے علاج کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ بہ نسبت پہلے کے اب طبیعت رو بہ اصلاح ہے۔ ناظرین آستانہ سے درخواست ہے کہ موصوف کی صحت کلی کیلئے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں۔

موسم

چار پانچ روز سے آسمان پر ابر غلیظ محیط ہے اور بارش کا سلسلہ بھی برابر جاری ہے۔ جس سے موسم سرما کی آمد کا بھی اعلان ہوگیا ہے۔ البتہ اس بے وقت کی بارش سے ملیریا وغیرہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور یہ بارش باران رحمت ہی رہے۔

اخبار الہند

مدراس۔ صوبہ کے شمالی اضلاع میں شدید بارش کی وجہ سے ریلوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے ایک اطلاع مظہر ہے کہ ایک اسپیشل ٹرین جس میں ڈسٹرکٹ انجنیئر ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ وغیرہ سوار تھے ۱۵ میل کے فاصلہ پر ایک اسٹیشن سے گذر رہی تھی تو اسکا انجن جیسے ہی ایک پل سے گذرا پل گر پڑا اور پوری ٹرین پانی میں چلی گئی۔ ٹرین اور مسافروں کا اب تک کچھ پتہ نہیں ہے۔ مزید تفصیلات کا انتظار ہے۔

لاہور۔ جبکہ ہندوؤں کا مجمع کثیر دسہرہ کے جشن سے شام کو واپس ہو رہا تھا تو حضوری باغ اور قلعہ کے درمیان کی سڑک پر ایک بم پھٹا جس سے اکیس اشخاص مجروح ہوئے۔ جن میں سے پانچ اسی جگہ مرگئے متوفیوں میں ایک عورت اور ایک بچہ بھی ہے۔ یہ واقعہ اسی جگہ ہوا جہاں ۱۹۲۶ء میں حادثہ بمب وقوع پذیر ہوا تھا۔ مجروحین اسپتال بھیجے جارہے ہیں۔ ابھی کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔

آخری تازہ ترین فہرست کے مطابق اس حادثہ سے ۸ آدمی ہلاک اور تقریباً ۷۰ مجروح ہوئے ہیں۔ مرنیوالوں میں پانچ ہندو دو مسلمان اور ایک سکھ ہیں۔

اعلیحضرت امیر المومنین حضور فرمانروائے دکن خلداللہ ملکہ ۲۹ راکتوبر کو بعزم دہلی حیدرآباد سے روانہ ہوجائینگے۔

دہلی۔ شمالی ہند کے متعدد مقامات سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ دسہرہ امن و امان سے گذر گیا۔

اعلیحضرت امیر المومنین شاہ دکن کی حاضری آستانہ

بعض خاص ذرائع سے ہم کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اعلیحضرت امیر المومنین فرمانروائے دکن خلداللہ ملکہ و سلطنتہ دہلی سے مراجعت کیوقت اجمیر شریف تشریف لاکر زیارت آستانہ مقدسہ حضرت خواجۂ بزرگ رضؓ سے بہرہ اندوز سعادت ہوں گے۔

اے آمدنت باعث آبادی ما — ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما

(آستانہ)

شئون اسلامیہ

پیرس۔ "سنڈے کرانیکل" رقمطراز ہے کہ سعدی محمد بن یوسف سلطان مراکش جو حال میں اپنے باپ کے جانشین ہوئے ہیں انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنی قوم کو جس میں تقریباً ۵۰ عورتیں موجود ہیں موقوف کر کے اسکے بجائے ایک سرکس قائم کریں۔ پیرس میں چھٹی کے روز انہوں نے کہا کہ جب میں اپنے وطن واپس جاؤنگا تو اپنے حرم کی جگہ ظریف لوگ، ناچنے، کودنے والے کتے، بندر رسوں پر چلنے والے لوگ اور شعبدہ باز رکھونگا۔

شیراز کے کیتھولک عیسائی شہر میں ایک کیتھولک گرجا تعمیر کرنیکا انتظام کر رہے ہیں۔ اب ایرانیوں میں بھی کیتھولک مذہب پھیل رہا ہے۔

لندن۔ مشہور پتھر کو بوسہ دینے کے ارادہ سے کل سلطان سقط "قلعہ بلارنے" کو دیکھنے تشریف لیگئے لیکن پتھر کے بالمقابل پہنچکر وہ چیخ کر علیحدہ ہٹ گئے اور پتھر کو ایک نئی ترکیب سے بوسہ دیکر حاضرین کو محظوظ کیا۔

بغداد۔ حزب التقدم نے وزیر دفاع، وزیر مواصلات اور وزیر اشغال کے استعفوں پر غور کیا جو اصفر کمپنی کے ٹھیکہ کے معاملہ میں تھے لیکن متفقہ طور پر یہ طے ہوا ہے کہ ان استعفوں کو واپس کردیا جائے۔

بغداد۔ اعلیٰ سرکاری حلقوں میں طے ہوگیا ہے کہ وزارت عسکری کے اتہامات کا مسئلہ ختم کردیا جائے جیسا کہ اس سے پیشتر ہاشمی پاشا کے متعلق ہوچکا ہے یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ تحقیقاتی کمیٹی اس ہفتہ ایک تجویز پیش کرے گی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس معاملہ میں وزارت پر کوئی الزام عاید نہیں ہوتا۔

بغداد۔ ایک شاہی فرمان صادر ہوا ہے جس کی رو سے پارلیمنٹ کے اجتماعات مزید دس یوم تک جاری رہیں گے اسلئے کہ بعض اہم تجاویز کو طے کرنا ہے خصوصاً بغداد کے لئے بجلی، ٹرام کے ٹھیکوں کا مسئلہ اور جدید بغداد کی تعمیر کی تجویز۔

بغداد۔ ابتدا میں جبریہ فوجی بھرتی کی شیعہ جماعت سخت مخالف تھی لیکن اب جبکہ اسے بھی ملکی خطرہ کا پورے طور پر احساس ہوگیا ہے انہوں نے بھی اپنی مخالفت ترک کردی ہے۔

قسطنطنیہ۔ ایم۔ ڈی مربون نئے فرانسیسی قونصل متعینہ ترکی نے اپنے کاغذات تقرری صدر جمہوریہ ترکی کی خدمت میں پیش کئے قونصل مذکور اور غازی پاشا نے بہت دوستانہ طریقہ سے تبادلۂ خیال کیا۔

بیروت۔ افسران متعینۂ دمشق نے ایک اہم مجلس مشاورت منعقد کی تاکہ وہ غور کریں کہ شامی فوج کی ترتیب کیبعد انکی حیثیت کیا ہوگی۔

برید فرنگ

لندن۔ لارڈ برکنہیڈ اپنے عہدہ سے الگ ہوگئے اور وزارت ہند کے ملازمین سے آج رخصت ہوئے۔

بلولیو ے یو۔ مسٹر سری نواس شاستری جنوبی افریقہ میں حکومت ہند کے ایجنٹ جنرل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اہو دیسیہ کے ہندوستانیوں کے مرتبہ کے متعلق تحقیقات کرنے کا کوئی وعدہ نہیں کیا کیونکہ وہ ایسا کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

جمیل آفندی انسپکٹر خفیہ پولیس بصرہ نے ایک زبردست گرفتاری کی ہے چہارشنبہ کو انسپکٹر موصوف نے منظر بن احمد کو ضلع قرنا میں گرفتار کیا۔ ملزم مذکور عبیدہ زہرہ کو مدینہ منورہ میں قتل کرکے چند ہفتوں سے مفرور تھا۔

مینچسٹر۔ گذشتہ شب مینچسٹر سلفرڈ اور ڈسٹرکٹ ملک ڈیلرز ایسوسی ایشن نے اپنے جلسہ میں طے کیا کہ شمالی مغربی علاقہ کے کاشتکاروں نے جو شرائط دودھ کی قیمت وغیرہ طے کرنے کے متعلق تجویز کی ہیں۔ انکو منظور کرلیا جائے۔

اتنہ۔ یونانی وزیر مال نے کنوارے لڑکوں پر ٹیکس لگانے کی تجویز کی ہے۔

روما۔ عدس ابیبا کا پیام مظہر ہے کہ شاہزادہ راس طفری کی آج صبح چھ بجے بطور شہنشاہ ابی سینیا تاجپوشی ہوئی۔

لندن۔ ڈاکٹر جیمس کزنس معہ اپنی اہلیہ کے ارادہ کررہی ہیں کہ ۱۹۲۹ء کے اوائل میں امریکہ کا دورہ کریں تاکہ انہیں بتلائیں کہ ہندوستان میں کس دورے کا آغاز ہورہا ہے اور وہ کیونکر دنیا کے لئے مفید ہے۔

سنگھائی۔ نانکن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مسٹر وانگ قائم مقام وزیر خارجہ نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ دولت چین نے ان دول سے جن کے ساتھ اسکے تعلقات از روئے معاہدات قائم ہیں یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوراً اپنے حقوق خارج از مملکت سے دست بردار ہو جائیں۔

لندن۔ سینڈرنگھم میں حضور ملک معظم نے لارڈ برکنہیڈ کو شرف باریابی بخشا اور دیر تک گفتگو کی۔ لارڈ برکنہیڈ نے اپنی عہدہ کی مہریں حضور ملک معظم کی خدمت میں پیش کیں اور دست مبارک کو بوسہ دیا جسکے بعد حضور ملک معظم نے انکو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا تمغہ عنایت فرمایا۔ لارڈ برکنہیڈ نے حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ کیساتھ ڈنر بھی کھایا اور شب میں وہیں مقیم رہے۔

لندن۔ دیوان بہادر راجندر راؤ یہاں آگئے اور دیسی ریاستوں کا وفد اب مکمل ہوگیا۔ وفد نے اپنا کام شروع کردیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ بٹلر کمیٹی نے وفد سے گفتگو کرنے سے انکار کردیا ہے۔

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کراکر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

ہوالکل — ہوالمعین

رجسٹرڈ نمبر ال ۱۲۱۴

بطل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

(جامیؒ)

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو

ہفتہ وار اخبار

آستانہ

قیمت فی پرچہ ا ر

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱	اجمیر القدس - ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۲۸ء یوم جمعہ	نمبر ۱۲

جواہر پارے

مولانا گرامی مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

ما ہم بصورت و بمعنی تنگیم
آں دوست بصلح ما بجنگ و ما در جنگیم
در عقل بہانہ بیچ احول بودیم
در عقل سلیم تنگ نظر یک رنگیم

شیخیم معتقد ہم غازی ماییم
از زادہ نشینان حجازی ماییم
بے پردہ بکعبہ سجہ گرداں بودیم
در پردہ امام مہرہ بازی ماییم

رشد و ہدایت

طُوبٰی لِمَن تَرَکَ الدُّنیَا قَبلَ اَن تَترُکَہٗ وَ بَنٰی قَبرَہٗ قَبلَ اَن یَدخُلَہٗ وَاَرضٰی رَبَّہٗ قَبلَ اَن یَلقَاہُ ؕ (عن یحیٰی بن معاذ الرازی)

تشریح :- مبارک ہو وہ شخص جس نے دنیا کو چھوڑ دیا اس سے پہلے کہ دنیا نے اسکو چھوڑا۔ اچھا ہو وہ شخص جس نے اپنی قبر بنا لی پہلے اس سے کہ وہ قبر میں داخل ہو۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے رب کو راضی کر لیا اس سے پیشتر کہ وہ اپنے رب سے ملاقی ہو۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کیلئے (متعینی مدظلہ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ | نمبر ۲۱

آستانہ

اور

مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی

یادش بخیر مولوی عبدالرزاق صاحب ندوی ملیح آبادی نے "نہرو رپورٹ اور لکھنؤ کانفرنس" ہی کے عنوان سے انکی تائید میں ایک طویل مضمون "ہمدم" میں ۱۶ / قلم کیا ہے۔ مولوی عبدالرزاق صاحب کے ادیب ہونے میں ہم کو کوئی شبہ نہیں مگر یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر ادیب مہمات ملکی اور مسائل سیاسی کو بھی سمجھتا ہو۔ ہم کو اس سے انکار نہیں کہ مولوی عبدالرزاق صاحب نے علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی اکثر و بیشتر کتابوں کا بہترین ترجمہ ملک میں پیش کیا اور اس میں بھی کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ مولوی صاحب ہی ہندوستان میں علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی مذہبی مشن کی ترویج و اشاعت کے علمبردار ہیں مگر یہ کیا ضرور ہے کہ نہرو رپورٹ اور لکھنؤ کانفرنس کے متعلق ان کی خامہ فرسائیاں بھی قابل اعتنا ہوں۔ بہرحال مولوی صاحب نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی ترجمانی کرتے کرتے اب پنڈت نہرو کی وکالت بھی شروع کر دی ہے اور اس مضمون میں انہوں نے متنازعہ امور کے متعلق ایک معقول و سنجیدہ بحث پیش کرنے کے بجائے شروع سے آخر تک اپنا پورا زور قلم صرف مخالفین نہرو رپورٹ کو کوسنے اور انکی تضحیک میں صرف کیا ہے اور باوجودیکہ مولوی عبدالرزاق جیسے متین اور سنجیدہ ادیب کی زبان قلم سے اس قسم کے عامیانہ اور رکیک لٹریچر کی توقع نہیں ہو سکتی تھی مگر یہ سب کچھ ہندو پرستی کی کرشمہ سازیاں ہیں اور اس لئے قابل تعجب بھی نہیں۔

عشق از بس بسیار کردست و کند
سبحہ را زنار کردست و کند

اس مضمون میں مولوی عبدالرزاق صاحب نے "آستانہ" کے متعلق بھی اپنے قلم کو کچھ جنبش دی ہے اور سب سے اول مدیر "آستانہ" کی ہستی سے ناواقفیت کا اظہار کیا گیا ہے۔ گو مدیر "آستانہ" نے کبھی اپنی ہستی کو اس قابل نہیں سمجھا اور خدا کا شکر ہے کہ کبھی اس نے اس کی بھی کوشش نہیں کی کہ وہ ملک کی ممتاز ہستیوں اور لیڈروں میں شامل ہو کر اپنا نام بھی "پانچویں سوار" میں داخل کرا دے اور خواہ مخواہ "کس نشنود یا نشنود من گفتگو سے میکنم" کے مطابق دوسروں کی طرح اپنی عزوجاہ اور اپنے نام و نمود کی خاطر اپنی لیڈری کا اعلان کر دے تاہم مولوی صاحب اس گمنام ہستی سے بوطنیت کے اعتبار سے شاید ان سے کچھ زیادہ ہی ہے اور جس کے وطن کو انکے وطن کی سرپرستی حاصل ہے اگر واقفیت حاصل کرنا چاہتے تو شاید علامہ ابوالکلام آزاد نہایت آسانی کے ساتھ اس معاملے میں انکے خضر راہ بن سکتے تھے اور اگر ان سے بھی آگے پورب کی طرف بڑھنا چاہتے تو علامہ سید سلیمان ندوی اور مولوی مسعود علی صاحب ندوی اس باب میں ان کی پوری تسلی و تسکین فرما دیتے اور اگر ایشیٔ وطن ہی کی شہادت کی ضرورت تھی تو نواب محمد علی خانصاحب تعلقدار ملیح آباد اور لکھنؤ میں شمس العلماء نواب حسام الملک صفی الدولہ محمد علی حسن خانصاحب ناظم ندوۃ العلما انکو نہ صرف مدیر آستانہ بلکہ اسکے پورے خاندان سے بالتفصیل آگاہ کر دیتے۔

بہرحال "آستانہ" کی ۲۸ / اکتوبر کی اشاعت میں "آل پارٹیز کانفرنس کی ناکامی" کے تحت میں جو مقالہ افتتاحیہ لکھا گیا تھا وہ بالکل حقائق پر مبنی تھا۔ مگر چشم بد دور مولوی صاحب اس کو غلط بیانیوں کا مجموعہ قرار دیتے ہیں۔ کیوں جناب کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی کلکتہ مسلم لیگ کے صدر تھے اور کیا یہ حقیقت آپکی باریک بین نگاہوں سے اب تک پوشیدہ ہے کہ مولوی محمد یعقوب صاحب اصالتاً لکھنؤ کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے مگر انہوں نے کچھ تجاویز لکھنؤ کانفرنس کے صدر کو بھیجی تھیں جو ردی کی ٹوکری ہی میں ڈالدی گئیں۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ صدر خلافت مولوی محمد شفیع داؤدی صاحب نے نہرو رپورٹ میں کچھ ترمیمیں پیش کی تھیں جو ہماری زبان میں مسترد کر دی گئیں اور آپ کی زبان میں "آوٹ آف آرڈر" قرار دی گئیں اور پھر اسپر آپ ذرا خود اپنی دماغی حالت کا اندازہ کریں کہ اس مضمون میں ایک جگہ تو آپ یہ لکھتے ہیں کہ مولوی شفیع صاحب نے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ "پنجاب کے لئے دس سال تک نشستوں کا تعین کر دیا جائے" اور پھر یہاں آپ لکھتے ہیں کہ ان ترمیموں میں کسی کا تعلق مسلم مفاد سے نہیں ہے۔ کیا ان کی یہ ترمیم جو خود آپ کے قلم سے نکلی مسلم مفاد سے متعلق نہیں ہے؟ یہ ہو سکتا ہے کہ نہرو اور چند آپ کے ہمخیال نہرو دوست اور نہرو پرست اس کو مسلم مفاد کے لئے مضر سمجھیں مگر یہ دیکھئے کہ ملک کے عام مسلمان اور قوم کے لاکھوں افراد اس ترمیم کو کیا سمجھتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب کو معلوم ہے کہ اول تو جمعیۃ علماء ہند کو نہرو رپورٹ کی کاپی ہی نہیں بھیجی گئی تھی اور اگر مجبوری جمعیۃ علماء کو محض دکھاوے کے لئے کانفرنس میں شریک بھی کر لیا گیا تو کیا وہ مطمئن کر سکتے ہیں کہ جمعیۃ علما کے خیالات اور مشورہ پر لکھنؤ کانفرنس میں سنجیدگی سے کوئی غور کیا گیا؟ کیا ہمارے ندوی فاضل اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ لکھنؤ کانفرنس نے جمعیۃ علماء کی سفارشات اور ترمیمات کو کوئی وزنی رائے سمجھ کر اس سے بے اعتنائی نہیں کی؟ کیا امام ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم کے ترجمان نے مولانا شوکت علی جیسے مخلص اور قوم پرست کا بیان پڑھا ہے جس سے لکھنؤ کانفرنس کی حقیقی ذہنیت اور وہاں جو کچھ اور جیسا کچھ برتاؤ مسلمان قائدین، مسلم جماعتوں اور پھر یہ کہ خلافت کمیٹی جیسی قوم پرست اسلامی جماعت کے ساتھ کیا گیا اس کا پورا کچا چٹھا معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے مضمون میں یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ جمعیۃ تبلیغ الاسلام کو بھی لکھنؤ کانفرنس میں دعوت نہیں دی گئی۔ اس پر ہمارے ملیح آبادی علامہ نے خوب تضحیک کی ہے اور تمام ہندو اور عیسائی مشنوں کے نام نہایت فصاحت و بلاغت سے گنائے ہیں مگر اسکا لہجہ کم از کم ایک ایسے شخص کی گفتگو میں بہت زیادہ ناموزوں ہے جس کو چوبیس گھنٹے حضرت امام الہند کی سعادت صحبت نصیب ہے اور جو ایک ایسے شخص کے ساتھ اپنی زندگی کے لمحات صرف کر رہا ہے جو شاید ہندوستان میں سب سے بڑا امر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہے اور جسکی گفتگو اور تحریر کا کوئی فقرہ دعوت، عزیمت دعوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے شاندار الفاظ کے تکیہ کلام سے خالی نہیں ہوتا ہے۔

بہرحال ہم اس بحث کو اب طویل نہیں بنانا چاہتے ہندوستان کے اخبار بیں حضرات اور واقف حال افراد پر سب کچھ روشن ہے۔ اب وہی اس کا فیصلہ کرینگے کہ آیا ہمارا بیان "غلط بیانیوں کا مجموعہ" ہے یا مولوی عبدالرزاق کا طویل مضمون "آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان ثابت کرنے کے لئے گمراہ کن منطق کی ایک داستان" ہے۔

لمحات فکریہ

"مبلغ" کا دور جدید

کچھ عرصہ سے اخبار "مبلغ" دہلی کی اشاعت اسکے سرفروش مالک ہمارے دوست مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب کی علالت اور مالی مشکلات کی وجہ سے مجبوراً معرض التوا میں آگئی تھی اور متواتر چہ سال تک اسلام اور مسلمانوں کی جو اصلاحی اور تبلیغی خدمات اس نے سرگرمی کے ساتھ انجام دی تھیں اون کو دیکھتے ہوئے عام طور پر مسلمانوں میں اس عارضی التوا کو خاص طور پر محسوس کیا جا رہا تھا اور ہر شخص اسکیلئے بیچین اور منتظر تھا کہ جلد سے جلد یہ ناگوار زمانہ تعویق ختم ہو اور "مبلغ" پھر حسب سابق خدمت اسلام میں مصروف و منہمک نظر آنے لگے۔

خدا کا شکر ہے کہ ہماری یہ تمنا پوری ہوئی اور یکم نومبر ۱۹۲۸ء سے "مبلغ" پھر اپنی انھیں ان بان کے ساتھ میدان صحافت میں اُتر آیا۔ ہمیں امید ہے کہ "نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول" کے مطابق "مبلغ" کا یہ دور جدید انشاء اللہ ہر حالت اور کیفیت میں پہلے سے زیادہ مفید زیادہ دلچسپ زیادہ کارآمد اور زیادہ بہتر ہوگا۔

اسی کے ساتھ غالباً یہ خبر بھی عام مسلمانوں اور خصوصاً ناظرین مبلغ کے لئے کچھ کم امید افزا اور مسرت انگیز نہ ہوگی کہ اجمیر کے مشہور انشاء پرداز ہمارے دوست مولانا سید محمد الیاس صاحب رضوی نے "مبلغ" کا ڈائرکٹر آف پالیسی ہونا قبول کر لیا ہے جس کی وجہ سے بہت زیادہ خوش آیند آرزوئیں اور امیدیں اسکے ساتھ بجا طور پر قایم ہوگئی ہیں، ہم "مبلغ" کی کامیابی کے دل سے آرزومند ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے اغراض و مقاصد میں پوری کامیابی عطا فرمائے اور اس جدید تعلق کی وجہ سے یہ آسمان ادب و سیاست پر آفتاب بنکر چمکے،

"آستانہ" انگریزی میں:۔

جس طرح "آستانہ" سلطان الہند نور اللہ مرقدہٗ ہندوستان کے لاکھوں مسلمانوں اور اکثر غیر مسلم اقوام کا مرکز عقیدت ہے اور جس طرح حضور سلطان الہند غریب نوازؒ کے جان نثار اس ملک کے ہر صوبہ میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں اسی طرح اخبار آستانہ جو حضور خواجہ بزرگ کی بارگاہ کا نقیب و ترجمان ہے ہندوستان کے ہر صوبہ کے لوگ اسکو بھی اسی محبت سے دیکھتے ہیں،

اس عرصہ میں بنگال، آسام، برما، سیلون، مدراس، اور جنوبی افریقہ کے اکثر و بیشتر معاونین نے ہمکو بار بار اسطرف توجہ دلائی ہے کہ ان مقامات میں خواجہ بزرگؒ کے بے شمار عقیدتمند ایسے بھی ہیں جو اُردو سے بالکل ناآشنا ہیں مگر وہ آستانہ کے حالات معلوم کرنے اور وہاں سے شائع ہونیوالا اخبار کو پڑھنے کے بھی بے حد متمنی ہیں اسلئے "آستانہ" کے ساتھ اسکا ایک انگریزی زبان کا ضمیمہ بھی شائع کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو اُردو سے ناآشنا ہیں انگریزی ضمیمہ سے آستانہ کے حالات خبریں اور ضروری مضامین معلوم کر لیا کریں، ان مقامات پر انگریزی بہت زیادہ رائج بھی ہے اسلئے ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ "آستانہ" کے مستقل خریداروں میں اضافہ ہونے کے بعد فوراً انگریزی ضمیمہ جاری کر دیا جائے، ہم نے اسکے انتظامات بھی شروع کر دئے ہیں، امید کہ قارئین کرام "آستانہ" کے خریداروں کے اضافہ میں مدد دیکر اس باب میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ خواجہ بزرگ کے اور عقیدتمند بھی آستانہ کے فیوض سے محروم نہ رہیں۔

"ادبیات"

(افسانہ)

اندھوںکی بستی

(خاص آستانہ کے لئے)

(از جناب قیسی رامپوری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۵)

فلاسفر (فارن سے) "کیوں بیٹا تم اپنی علاج کیلئے تیار ہو؟"

غریب فلاسفر خدا پر تو ایمان لے آیا تھا مگر "بینائی" اور "آنکھوں" کا قصہ ابتک اسکی سمجھ میں بھی نہیں آیا تھا۔ اسکو کیا معلوم تھا کہ آنکھیں کیسی پیاری چیز ہیں۔

فارن "میں اسکا جواب کل دونگا" یہ کہہ کر فارن فلاسفر کے مکان پر آگیا۔ وہ لڑکی اس سے مخاطب ہوئی "میرے فارن مجھے امید ہے کہ تم اپنے علاج کیلئے تیار ہوگئے ہوگے؟"

فارن "نہیں خاتون! یہ شب ہماری جدائی کی ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں بیحد محبت! مگر اس عطیہ خدائی کو ان ظالموں کے ہاتھوں پامال نہیں کرا سکتا"

لڑکی "آہ فارن! کیا تمہاری تمام تر محبت اسقدر کمزور ہے کہ ذرا سی صعوبت اسکے اثر کو تمہاری روح پر سے زائل کر سکتی ہے۔ محبت ہا آہ کاش تم سمجھ سکتے کہ یہ نام ہے کس لطیف جذبہ کا نہیں .... محبت! یہ وہ فخر جبیں آستانہ ہے جسکی سجدہ ریزی میں کشتگان الفت اپنی نجات سمجھتے ہیں کیونکہ انکی اصطلاح میں محبت اور خدا ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں"

فارن "حسینہ! تیرے کلمات سحر مجھ پر تیری محبت بنا دینے کو کافی ہیں مگر کیا میں اپنی آنکھوں کو جو مجھے تمہارے قد رعنا پر نثار کرنی چاہئیں خدا کے ان مغضوب بندوں کے ہاتھ پامال کرا ڈالوں۔ آہ اندھا ہو کر میں پھر تمہاری ناز آفرینی محشر نواز دلربائی اور حسن بلا خیز کے نظارہ سے محروم ہو جاؤنگا تمہاری محبت میں میں چاہ آتشیں کے اندر کود سکتا ہوں مگر خدا کے ان مقہور بندوں کی فہرست میں اپنا نام نہیں دیکھنا چاہتا"

لڑکی "فارن! میں تمکو نہیں جانے دونگی میں بھی تمہارے ساتھ چلونگی ہمارا خدا ہماری مدد کریگا"

فارن "نہیں تم فقط میری محبت کی قابل ہو میں تمکو اپنی بدقسمتی کا شریک کرنا نہیں چاہتا۔ لاؤ میں ایکدفعہ تمکو خوب جی بھر کر دیکھ لوں۔ یہ شکل قدرت نے صرف اسلئے بنائی ہے کہ فارن اسکو فقط دیکھکر خوش ہو لے جب میرا حرماں نصیب دل اس مردم آزار بستی سے کافی پریشان ہو جاتا ہے تو بہجت کے تمام سامان اور مسرت کے تمام جاں بخش اثرات جو تمہاری قیامت نواز حسن کی ایک ادنی جلوہ ریزی کا نام ہے میرے لئے باعث تسکین ہو جاتی ہیں۔ میری زرسودہ آلام طبیعت تمہاری روح پرور محبت سے کبھی سیر نہیں ہو سکتی۔ اچھا... ... اب الوداع۔ ... !"

لڑکی اسکے سامنے آکھڑی ہوئی اور ملتجی لہجہ میں بولی "ذرا رک جاؤ! والد کو آ جانے دو۔ فارن! تم میری دوشیزگی کی محبت کا ایسی بیرحمی سے خاتمہ نہیں کر سکتے تم میری حیات کے ہیرو ہو۔ تمہارا یہ ستم زاروتو یہ میری خستہ روح میں ہمیشہ نیش زنی کرتا رہیگا۔ للہ ذرا دیر اور تھم جاؤ! مجھے یہ تو یقین دلا دینے دو کہ محبت فی الحقیقت کوئی شے ہے اور اسکا دوسرا نام ناکامی نہیں ہے ... "

فلاسفر اندر داخل ہوا۔ وہ بہت جلد آگاہ ہو گیا کہ اسوقت دونوں نوجوان دلوں پر کیا عالم طاری ہے۔ آخر اس نے فارن سے کہا۔ "عزیز فارن! اس بستی سے زندگی سیر ہو گئی۔ اگر کوئی صورت تمہارے خدا تک پہنچنے کی ممکن ہو تو بتاؤ۔ میں اب اس ظلمتکدہ میں نہیں رہنا چاہتا۔ اب ان لوگوں سے اب میری نہیں نبھ سکتی"

لڑکی "والد! یہ تو جانیکو تیار ہیں۔ نہ معلوم کہاں جا رہے ہیں"

فارن "میں عازم سفر ہو چکا ہوں۔ اپنی دنیا میں تو شاید اب پہنچنا ناممکن ہے مگر اس جہان میں پہنچ سکتا ہوں جسکی تمنا ہر صاحب ایمان مسلمان کو رہتی ہے"

فلاسفر "تو پھر میں بھی تمہارا ہم سفر ہوں۔ مجھے بھی وہی جہان مرغوب ہے" یہ کہکر اس نے اپنی لڑکی کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیا اور ربط ظاہری کے رشتہ کو مضبوط کر دیا۔ پچھلی شب کے بعد تینوں اس بستی سے نکلکر بھاگے۔

برفانی پہاڑ کے اوگھٹ راستے پر جب انکی انسانی قوت جواب دیگئی تو تینوں ایک چٹان پر لیٹ گئے ——— معصومانہ تبسم انکے لبوں پر تھا۔ آسمانی روحیں انپر برکتیں نازل کر رہی تھیں اور خدا نے انکو اپنی آغوش رحمت میں لے لیا

[illegible] (اردو)

حقایق و معارف

تسبیح زمرد

یا

سچے صوفیوں کا جہادِ لسانی

(نوشتۂ مولوی سید محمد الیاس صاحب صفوی اجمیری)

(۲)

جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا کہ ضبۃ کو بارگاہِ خلافت میں حاضر کیا جائے۔ چنانچہ یہ مدینہ منورہ روانہ ہوئے، وہاں پہنچکر بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوئے، حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم کون ہو تو بولے کہ میں ضبۃ بن محض عنزی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تیرے لئے نہ مرحبا ہے نہ اہل۔

ضبۃ۔ مرحبا تو خدا کی طرف سے ہی، اب رہا اہل و مال سو میں دونوں نہیں رکھتا۔ مگر یہ فرمایئے کہ آپ نے مجھکو بغیر کسی خطا اور تقصیر کے میرے شہر سے یہاں بلوایا۔ یہ کیونکر جائز ہی؟

حضرت عمرؓ۔ اچھا یہ بتلاؤ کہ تم میں اور ہمارے عامل میں کیا جھگڑا ہے؟

ضبۃ۔ میں اسکا مفصل حال کہہ دیتا ہوں، واقعہ یہ ہے کہ جب وہ خطبہ پڑھتے ہیں، تو حمد و ثنا کے بعد درود پڑھکر آپ کے لئے دعا مانگتے ہیں، مجھے اُن کی یہ حرکت ناگوار ہوئی۔ چنانچہ اب میں دوران خطبہ میں ہی کھڑا ہوکر انکو کہہ دیا کرتا ہوں کہ تم صدیق اکبرؓ کا خیال نہیں کرتے اور حضرت عمرؓ کو اُنپر فضیلت دیتے ہو کچھ دنوں تو وہ سنکر خاموش ہو رہے اور آخر میں اپنی روش بدلنے کے بجائے اُنہوں نے آپ کو میری شکایت لکھ بھیجی۔

حضرت عمرؓ نے جب یہ حال سُنا تو رو پڑے اور انکو رخصت کردیا۔ ابو موسیٰ اشعری کو تنبیہ کی کہ آیندہ ایسا نہ کریں۔

۲۔ ابوذر غفاریؓ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو تمام اصحاب آپ کی خدمت میں آئے مگر یہ باوجود دوستی سابقہ کے بھی شامل نہ ہوئے اور بہت عرصہ کے بعد گئے۔ حضرت عثمانؓ نے اُن سے شکایت کی تو آپنے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلعم کو فرماتے سُنا ہے کہ جب آدمی کسی حکومت کا والی کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے دُور ہو جاتا ہے۔

بنو اُمیہ کے زمانہ میں ایک روز یہ حجرۂ وسطی کے قریب لوگوں کے ایک بڑے ہجوم میں وعظ کہہ رہے تھے اور احادیث سنا رہے تھے تو ایک سرکاری سپاہی نے آپ کو روکا لیکن آپنے اُسکی پرواہ نہ کی۔ آخر جب اُس نے نہایت درشت لہجہ میں آپ کو باز رکھنا چاہا تو آپ نے اُس سے کہا۔

لو وضعتم الصمصامۃ علیٰ ہذا واشار الیٰ قفاہ ثم ظننت انی انفذ کلمۃ سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل آن تجیزوا علی الانفذ تہا۔

اگر تم میری گردن پر تلوار بھی رکھ دو اور مجھے یہ خیال ہو کہ اس سے پہلے کہ تم میری گردن اُتارو میں ایک لفظ جو رسول اللہ سے سنا ہے سنا سکوں گا تو سُنا ڈالوں گا اور مجھے کوئی چیز مانع نہ ہوگی۔

۳۔ ابوبکرہؓ ایک بار امیر معاویہ کے پاس تشریف لیگئے اور اُنسے کہا کہ اے معاویہ خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور سمجھ لو کہ جو دن گذرتا ہے اور رات آتی ہی اُتنا ہی تم دُنیا سے دُور اور آخرت سے قریب ہوتے جاتے ہو اور تمہارے پیچھے جو طالب ہے تم اس سے بچ نہیں سکتے، تمہارے لئے ایک حد مقرر ہے جس سے آگے نہیں بڑھ سکتے نہ اُس سے نکل سکتے ہو، اب تم بہت جلد اُس تک پہنچا چاہتے ہو اور عنقریب وہ طالب تمکو پکڑ لیگا، جان لو کہ ہم اور ہمارے حالات سب فانی ہیں اور جس کے روبرو ہم پیش ہونے والے ہیں وہ باقی ہے۔ اگر ہمارے اعمال اچھے ہوں گے تو جزا بھی اچھی ہوگی اور اگر بُرے ہیں تو جزا بھی بُری ہوگی۔

۴۔ جاریہ بن قدامہؓ ایک بار امیر معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے اُن سے کہا کہ تم حضرت علیؓ کی موافقت میں کوشش کرتے پھرتے ہو اور ایک ایسی آگ بھڑکا رہے ہو جس سے ڈر ہے کہ عرب کی تمام آبادیوں کو جلاکر خاک کر ڈالیگی، اور تمام ملک میں خون کی ندیاں بہ جائیں گی۔ جاریہ نے جواب دیا کہ اے معاویہ تم حضرت علی کا پیچھا چھوڑ دو، میں نے جس وقت سے اون سے محبت کی ہے کبھی تم انکو ناخوش نہیں کیا اور جب کبھی ان کی خیرخواہی کے لئے نصیحت کی ہو تو کبھی انکو دھوکا نہیں دیا نہ اُن سے فریب کیا۔ حضرت معاویہ نے کہا کہ جاریہ مجھے تم پر سخت افسوس ہے، معلوم ہوتا ہی کہ تم اپنے خاندان پر بھی بھاری تھے جو انہوں نے تمہارا نام جاریہ (لونڈی یا باندی) رکھ دیا، آپ نے فرمایا کہ اے معاویہ تو بھی شاید اپنے خاندان پر بھاری تھا جو انہوں نے تیرا نام معاویہ (بھونکنے والا) رکھا ہے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ کیا تجھ کو تیری ماں نے جنا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہمکو تو ہماری ماں نے ایسا جنا ہے کہ تجھ کو ہماری تلواروں کی وہ باڑھیں اب تک بھی یاد ہوں گی جو تجھے جنگ صفین میں دکھلائی تھیں معاویہ کہنے لگے کہ شاید تم مجھ کو دھمکانا چاہتے ہو، تو آپنے جواب دیا کہ تم نے ہمکو تلوار کے زور سے زیر نہیں کیا نہ لڑائی میں فتح کیا۔ ہاں عہد و میثاق سے ملک تیرے حوالہ کیا تھا۔ اگر تو نے اپنا عہد پورا کیا تو ہم بھی تیرے ہیں اور تجھ سے وفا کریں گے اور اگر تو نے بدعہدی کی تو ہم ضرور خلاف ورزی کرینگے۔ ابھی ہمارے ساتھ بہت مددگار ہیں جن کی زرہیں نہایت مضبوط اور جن کی باتیں لوہے سے زیادہ پختہ اور مستحکم ہیں اگر تو نے ہماری طرف غداری سے ہاتھ بڑھایا تو پھر ہم بھی بغاوت کرکے تجھے مزہ چکھا دینگے۔

۵۔ ابوسعید خدری ایکبار عید کے روز مروان گورنر مدینہ نماز عید سے قبل خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر چڑھا، چونکہ یہ سنت رسول اللہ صلعم کے صریح خلاف تھا، اس لئے کہ عیدین کا خطبہ بعد نماز ہوتا ہی لہذا جب حضرت ابوسعید خدری نے یہ بدعت دیکھی تو آگے بڑھے اور مروان گورنر مدینہ کا ہاتھ کھینچ کر اُس کو منبر سے نیچے اتار دیا۔ مروان نے جھٹک کر اپنا ہاتھ چھڑایا اور پھر منبر پر چڑھ گیا۔ جب آپ نے دیکھا اُس پر آپ کی تنبیہ نے کوئی اثر نہیں کیا تو آپ نے تین بار پکار کر کہا کہ خدائے پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جو سنت میرے پاس ہی اور جو میں جانتا ہوں اُس سے بہتر چیز تم نہیں پیش کر سکتے، اور پھر نماز کے بعد آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم تم لوگوں نے شریعت کو بدلدیا۔

ایک بار جمعہ کے روز جب آپ مسجد میں پہونچے تو مروان خطبہ پڑھ رہا تھا، آپ دو رکعت نماز سنت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ مروان کے سپاہیوں نے آکر چاہا کہ آپکو بٹھا دیں مگر آپ نہ بیٹھے، انھوں نے آپ کو دھکے دئے مگر آپ سنبھلے رہے، حتیٰ کہ آپ نے دو رکعت نماز پوری کرلی۔ نماز کے بعد جب دوستوں نے کہا کہ یہ آخر آپنے کیا کیا، بہت ممکن تھا کہ سپاہی آپکو زد و کوب کرتے، تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو کچھ بھی نہ تھا اگر اس سے بھی سخت تکلیف و مصیبت آتی تو میں رسول اللہ کی سنت کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

۶۔ سعید ابن المسیب آپ تابعی تھے، جب خلافت مروان میں ظلم و زیادتیاں حد سے بڑھ گئیں تو آپ نے بنو مروان کے ظلم و زیادتی کی تشہیر ہر مجمع اور بازار میں علی الاعلان شروع کردی۔ ابن المساب کا بیان ہے کہ ایک روز میں اور حضرت سعید بازار میں بیٹھے تھے کہ خلیفہ کا برید (قاصد) ادہر سے نکلا حضرت سعید نے اُس سے پوچھا:۔

سعید۔ تم دولت بنی مروان کے برید ہو؟

برید۔ جی ہاں۔

سعید۔ انکو کس حال میں چھوڑا۔ (باقی دارد)

مکاتبات و مراسلات

"معائنہ"

آج مین نے کتب خانہ انجمن خدام خواجہؒ کا معائنہ کیا - اس کتب خانہ کا قیام و انتظام بہت ہی نیک فال ہے اور حضرات صاحبزادگان کے علمی ذوق کا پتہ دیتا ہے - فی الحال اِس کتب خانہ مین تاریخ و سیر کا ذخیرہ ہے اور اِس کے علاوہ ناولون کی تعداد بھی کافی ہے شعبۂ دینیات ونیز سیر و تواریخ اور ادب مین ترقی کی بہت گنجائش ہے مجھے حضرات صاحبزادگان و منتظمینِ کتب خانہ کے علمی ذوق سے پوری پوری اُمید ہے کہ وہ بہت جلد اس کتب خانہ کو اِس معیار تک پہنچا دین گے کہ خود اُنکی قوم کے شایانِ شان اور شہر کے لیئے باعث فخر ہو - آمین

نیاز مند مرزا عبدالقادر بیگ عفا اللہ عنہٗ

ایم اے ایل ایل بی "علیگ"

۲ مارچ ۱۹۲۶ء

جلسہ عام

بغرض تقرر سائمن کمیشن کمیٹی

۲۶ راکتوبر ۱۹۲۸ء یوم جمعہ کو بعد نماز جمعہ بمقام جامع مسجد اندرون آستانۂ عالیہ مسلمانان اجمیر کا ایک عظیم الشان جلسہ خواجہ ظہور الدین احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا - تعداد حاضرین تقریباً ڈہائی تین ہزار تھی مختلف تقاریر کے بعد حسب ذیل تین تجاویز بالاتفاق منظور کیگئین (۱) ایک سائمن کمیشن کمیٹی بنائی گئی جسکا نام "سائمن کمیشن کمیٹی اجمیر میرواڑہ" رکھا گیا - جس کے اراکین حسب ذیل ۱۳ اصحاب منتخب کیئے گئے اور صدر اور دو سکرٹریون کے انتخاب کا انہین کو اختیار دیا گیا -

سید عبدالقدوس صاحب وکیل - ڈاکٹر عبدالحق صاحب آنریری مجسٹریٹ بابو کفایت اللہ صاحب محمد غنی خانصاحب آنریری مجسٹریٹ سید ظہور الحسن صاحب عرف مولا میان - سید عنایت علی صاحب عنایتی حکیم محمد رفیق ابراہیم صاحب لکھنوی مُدیر آستانہ - قاضی امام الدین صاحب - سید عبدالمجید صاحب - حکیم حبیب اللہ خان صاحب مسٹر لیین نوری بیرسٹر ایٹ لا - مسٹر اے ان ڈیو ڈریونڈ جاج کریم اللہ پادری - مسٹر ریمبل - مسٹر غلام معین الدین صاحب وکیل بیاور وغیرہ وغیرہ -

(۲) کمیٹی مذکورہ اپنے اراکین مین سے ۷ اراکین کی ایک کمیٹی قایم کرے جو مسلم وعیسائی حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے سائمن کمیشن کے سامنے مطالبات پیش کرنے کے لئے بمشورہ جنرل کمیٹی ایک یادداشت تیار کرے -

(۳) کارروائی جلسہ ہذا کی اطلاع سرجان سائمن صدر کمیشن کی خدمت مین بھیجی جائے -

سید نور الحسن (جاگیردار)

اجمیر شریف

تنظیم

اُٹھو! وگرنہ حشر نہین ہوگا پہر کبھی
دوڑو! زمانہ چال قیامت کی چلگیا (ہمایون)

ہم پرستارانِ توحید و رسالت اوسی نبی اُمی کی اُمت مین ہین جس نے کہ تمام کفار و مشرکین عرب کے خلاف وحدانیت کا نعرہ بلند کیا تھا - اور اسی نبی شفیعؐ کی بدولت ہم پر خدائے کریم کا پیغام نجات یعنی قرآنِ مجید و فرقان حمید جیسی عظیم الشان ولا ریب، لاجواب، لاثانی کتاب نازل ہوئی -

اسی کتاب مقدس کے پابند ہونیکی بدولت جو کہ اسوقت ہم مین بھی موجود ہے قرون اُولیٰ کے مسلمانون نے زائد از نصف دنیا پر اسلامی پرچم لھرا دیا تہا - اور قیصر و کسریٰ جیسے عظیم الشان بادشاہون کے محلات کی اینٹ سے اینٹ سے بجادی تھی -

ہم وہی مسلمان ہین جنہون نے کہ قلب یورپ میں اسلام کا جھنڈا نصب کردیا تہا - اور افریقہ جیسے برّ اعظم کے ناقابلِ گذر ریتیلے تپتے ہوئے صحراؤنکو "اللہ اکبر" کے زلزلہ خیز نعرون سے گونجا دیا تہا ؎

دی اذانین کبھی یورپ کے کلیساؤن مین
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤن مین (اقبال)

ایک زمانہ ہم پر ایسا بھی گذرا کہ ہم دنیا کی تہذیب و تمدن کے علمبردار تھے، علم و ہنر کے موجد تھے اور عالم میں علم پاشی کر رہے تھے - چند صدیون سے زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ ہم یورپ کے اُستاد تھے اور وہ ہمارا شاگرد تہا اور یورپ کو ہمارا احسان ماننا چاہئے کہ ہم ہی نے اوسکے خواب غفلت سے سرشار باشندونکو بیدار کیا تہا - اور تحصیل علم و ہنر کا چسکا لگایا تہا ؎

ہے زمانے کو یہ حقیقت یاد
کہ تہا مسلم جہان کا اُستاد
پر آہ مسلم! نہین یہ بات تیری
کہ معلم تہی کبھی یہ ذات تیری

مختصر یہ کہ جب ہم خدائے قدوس کے سچے پرستار تھے تو ہم تمام دنیا کے استاد تھے اور تمام عالم سے اپنا لوہا منوالیا تہا اور بڑے بڑے شان و شوکت والے بادشاہ و شہنشاہ ہم سے کانپتے اور خوف کہاتے تھے مگر جب ہم نے رب العلمین کے پراز حکم احکام سے غفلت برتنی شروع کی تو ہمارا یہ اقبال بے مثال زوال پرملال سے بدل گیا ؎

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ط

یہ چند جملے ہین جو کہ اسلام کے عظیم الشان بیمثال ماضی کے متعلق رشتۂ تحریر مین لائے گئے اسلام کے شاندار کارنامون سے تو صدہا ضخیم سے ضخیم کتب تواریخ بہری پڑی ہین مگر اب اپنے ماضی پر صرف فخر کرنیسے کچھ حاصل نہیں ؎

فضل و ہنر بڑونکے گر تم میں ہوتو جانیں
گر یہ نہیں تو بابا! وہ سب کہانیاں ہیں (حالی)

اور نہ ماضی کے غم میں بجز آہ و زاری کرنے ہی سے کچھ ہو سکتا ہے ؎

گئی گذری ہوئی فتوح کا اب یاد کیا کرنا
غم ماضی میں اپنے حال کو برباد کیا کرنا

اور نہ اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ٹھنڈی سانس لینے سے کچھ ہو سکتا ہے حکم حق ہے ؎

ولیس للانسان
لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ

اور نہ دُھوان دھار تقاریر کرنے سے کچھ ہوگا اور نہ نمود کی بڑی بڑی انجمنین بنانے سے کچھ ہوگا - اب تو وقت نہایت نازک و پلٹتا ہوا ہے اور عمل کا ہے، ضرورت ہے کہ مسلمانون کا بچہ بچہ میدانِ عمل مین نکل آئے کیونکہ فنا و بقا کا سوال درپیش ہے ورنہ ربّ العلمین کا فرمان ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

یعنی

خدا نے آجتک اوس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

اگر ہم نے اب بھی غفلت کی اور لاپرواہی سے کام لیا تو آپ یقین جانئے کہ بہت جلد ہم پر ایک نہایت اندوہ و مصیبتناک وقت آئیگا جسکے تصور ہی سے تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ابھی میں نے خدائی قوانین کی ایکدفعہ بیان کی ہے جو کہ ہمیشہ کے لئے اٹل ہے - انگریز کا قانون بدل سکتا ہے، امریکہ اپنے آئین کو تبدیل کر سکتا ہے لیکن آپ ذہن نشین کر لیجئے کہ باریتعالیٰ کے قانون میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تبدیلی ناممکن ہے خواہ نظام عالم درہم برہم ہو جائے ؎

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ (باقی دارد)

اقتباسات وتراجم

سچی باتیں

عن ابی امامۃ ان رجلاً قال یا رسول اللہ ما حق الوالدین علی ولدہما قال ہما جنتک ونارک (ابن ماجہ)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے دریافت کیا کہ والدین کا حق اپنی اولاد پر کس حد تک ہے؟ آپ نے فرمایا کہ والدین ہی اسکے لئے جنت اور دوزخ ہیں۔

عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ کی خوشی میں پروردگار کی خوشی اور باپ کی ناخوشی میں پروردگار کی ناخوشی ہے۔

عن معاویہ بن جاہمہؓ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اردت ان اغزو وقد جئت استشیرک فقال ہل لک من ام قال نعم قال فالزمہا فان الجنۃ عند رجلہا۔ (نسائی)

حضرت معاویہ بن جاہمہؓ سے روایت ہے کہ جاہمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی کہ میری خواہش جہاد کرنے کی ہے اور میں حضور سے مشورہ کرنے آیا ہوں آپ نے فرمایا تمہاری ماں ہیں؟ کہا ہاں! فرمایا بس تم انہیں کی خدمت میں لگے رہو کہ جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے۔

یہ اسلام کی تعلیم تھی، آج مسلموں کا عمل کیا ہے؟ جو اولاد نالائق نکل جاتی ہے اسکا ذکر نہیں، جو صاحبزادہ سعید وصالح سمجھے جاتے ہیں، سوال انکی بابت ہے، نافرمانوں کو چھوڑیئے، فرمانبرداروں کے کارنامے کیا ہیں؟

حکم یہ ملا تھا کہ غزاو جہاد جیسے اہم ومقدس فریضہ تک کو ماں کی خدمت کے مقابلہ میں ہیچ سمجھو، آج کتنے سعادتمند فرزند اپنے کھیل کود، سیر وتفریح کلب اور پارک کے معمولات کو والدہ کی خدمت گزاری کی خاطر ترک کر دینے پر آمادہ ہیں؟ ارشاد یہ ہوا تھا کہ جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے، آج کتنے سعادتمندوں کے نزدیک ماں کی اتنی بھی وقعت ہے جتنی کسی ساتھ کے پڑھے یا ساتھ کے کھیلے ہوے دوست کی ہوتی ہے؟ فرمایا یہ گیا تھا کہ باپ کی خوشی پروردگار کی خوشی اور باپ کی ناخوشی پروردگار کی ناخوشی ہے۔ آج حاکم کی خوشی، افسر کی خوشی، دوستون کی خوشی، بیوی کی خوشی، محلہ والوں کی خوشی، قوم کی خوشی، اپنے نفس کی خوشی، اولاد کی خوشی غرضکہ ہر خوشی باپ کی خوشی سے افضل اور مقدم ہے! ہدایت یہ کی گئی تھی کہ اولاد کی جنت اور دوزخ دونوں والدین ہی کے ہاتھ میں ہے، یہاں عمل یہ ہے کہ اور سب کی ناخوشی کا خیال رہے گا اور بے پروائی صرف والدین ہی کی ناخوشی اور ناگواری کیطرف سے رہے گی۔

عالم الغیب والشہادۃ کے رازداں کی نگاہ کشفی نے اسوقت کو بھی دیکھہ لیا تھا کہ۔

اطاع الرجل امراتہ وعق امہ وادنی صدیقہ واقصیٰ اباہ (ترمذی)

مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری کریگا اور اپنی ماں کی نافرمانی کریگا۔ اپنے دوست کے قریب ہوگا اور اپنے والد سے دور ہوگا۔

آج بیوی کی اطاعت کرنا کمال تہذیب اور عین روشن خیالی، لیکن ماں کی اطاعت؟ اس تخیل ہی میں کتنی کہنگی، کتنی فرسودگی اور کتنی دقیانوسیت ہے۔! دوستوں کی رفاقت عین جوانمردی وکمال شرافت، لیکن باپ کی خدمت؟ خودداری کے منافی، عزت نفس کی دشمن، توہین وکسر شان کے مترادف! دوستو اور عزیزو! اس سے کس کو انکار! کہ جس اسکول یا کالج کے آپ پڑہے ہوئے ہیں اُسکا آپ پر حق ہے، جس کمیٹی یا جس کلب کے آپ ممبر ہیں اُسکا بھی حق مسلّم، شہر ووطن کے حق میں بھی مطلق شبہ نہیں، لیکن یہ سارے حقوق کیا ملکر والدین کے حق، ماں کے حق، اور باپ کے حق کے پاسنگ برابر بھی ہوتے ہیں؟ قوم کی خاطر آپ بڑی سی بڑی سختیاں جھیل لیتے ہیں، وطن کے نام پر آپ جیلخانہ کی ہتکڑیاں پہننے کو آمادہ کانگریس، خلافت، تنظیم وتبلیغ کے والنٹیر بنکر آپ ہر ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت کے حریص، ندوہ اور جامعہ اور علیگڈہ کے لئے گھر گھر بھیک مانگنا آپ کے لئے باعث فخر۔ لیکن ارشاد ہو اور اخبار کے صفحہ پر نہیں، جلسہ کے پلیٹ فارم پر نہیں، دل کے کونے میں ارشاد ہو کہ ضعیف باپ اور ضعیفہ ماں کی خاطر ان قربانیوں کا کوئی حصہ بھی پیش کرنے کا اجتک اتفاق ہوا ہے؟

عمر کے ہر سال، سال کے ہر روز اور ہر روز بھی ایک مرتبہ نہیں پانچ پانچ مرتبہ آپ سنتے رہتے ہیں کہ اونچی اونچی مسجدوں سے پکار پکار کر کہا جا رہا ہے کہ "حی علی الفلاح" "دوڑو فلاح کی طرف"، فلاح کے معنی کامیابی اور بہبود کے ہیں۔ کامیابی ومقصد دری، بہبود واصلاح حال کی یہ دعوت آپ کو کبھی کبھار نہیں، بلا ناغہ ہر روز بھی پانچ پانچ بار چوری چھپے نہیں، ہانک پکار کے ساتھ پہونچ رہی ہے، اپنی ابلائی اور بہتری کے لئے ہر شخص بیتاب نظر آتا ہے، پہر آپ نے اس دعوت فلاح پر کتنی بار لبیک کہا ہے؟ آپ کے دوستوں اور عزیزوں نے کتنی بار موذن کی اس آواز کو توجہ والتفات کے کانوں سے سُنا ہے؟ آپ کے برادری والے اور محلہ والے کتنی مرتبہ اس پکار کو سنکر مسجد کیطرف لپکے ہیں؟ آپ کے شہر کے بیرسٹر صاحب اور ڈاکٹر صاحب، وکیل صاحب اور انسپکٹر صاحب، ڈپٹی صاحب، اور سب جج صاحب، خان بہادر صاحب اور انجنیر صاحب نے اس پیام رحمت کو سنکر کتنی بار اپنے کاروبار کو اپنی کچہریوں اور اپنے دفتروں کی مصروفیتوں کو، اپنی سیر وتفریح کو، اپنے دوستوں کی گپ شپ کو، اپنے لکھنے پڑھنے کو، اپنے کھیل کود کو، چند منٹ کے لئے بھی ملتوی کیا ہے؟

فلاح کے معنی ہر قسم کی بہتری اور بھلائی کے ہیں، اس کے مفہوم میں محض نجات آخرت ہی داخل نہیں بلکہ دنیوی کامیابی ومقصد وری بھی پوری طرح شامل ہے۔ عربی کے مشہور لغت تاج العروس میں ہے کہ

لیس فی کلام العرب کلۃ اجمع من لفظۃ الفلاح لخیری الدنیا والآخرۃ کما قالہ ائمۃ اللسان

کلام عرب میں دنیا وآخرت دونوں کی بھلائیوں کے لئے "فلاح" سے بڑہکر کوئی دوسرا جامع لفظ نہیں، جیسا کہ زبان عربی کے ماہرین کا بیان ہے۔ پس "حی علی الفلاح" کے معنی یہ ٹھہرے کہ آپ کو اس چیز کیطرف جس میں تمہارے دین کی بھی بھلائی ہے اور دنیا کی بھی۔ جو تمہاری نجات اُخروی کی بھی ضامن ہے اور کامیابی دنیوی کی بھی۔ جو تمہیں وہاں بھی بامراد رکھے گی اور یہاں بھی شادکام آپ بار بار یہ صدا سنتے ہیں اور پہر بھی آپ کے قدم جب اُٹھتے ہیں، کچہریوں، اور دفتروں، دوکانوں اور کارخانوں، بنگلوں اور کوٹھیوں، اسکولوں اور کالجوں، جلسوں اور کانفرنسوں کی ہی جانب اُٹھتے ہیں، مسجدوں کی جانب نہیں اُٹھتے! دلی عقیدہ اور پختہ یقین کے ساتھ نہ سہی، کم سے کم تجربہ اور آزمائش ہی کی غرض سے سہی!

اپنی ترقی وکامرانی، اپنی بھلائی اور بہتری پر تو شاید ہر شخص حریص ہوتا ہے اور تعلیم وروشن خیالی کے ساتھ یہ حرص بھی کچھ بڑہتی ہی جاتی ہے۔ اسی فلاح وبہبود کی خاطر آپ کی قوم کتنی پریشانیاں اٹھا چکی ہے۔ کتنی کمیٹیاں قایم ہو چکیں ہیں، کتنی انجمنیں بن چکی ہیں، کتنی کانفرنسیں ہو چکی ہیں کتنے رزولیشن پاس ہو چکے ہیں، کتنی تقریریں ہو چکی ہیں، کتنے معرکۃ الآرا اور بصیرت افروز خطبات صدارت پڑہے جا چکے ہیں کتنے اخبارات ورسائل نکل چکے ہیں، کتنے عہد اور حلف لئے جا چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو بقیہ مضمون صفحہ ۷ پر)

حوادث محلّیہ

زائرین کی حاضری

۲۶ راکتوبر ۱۹۲۸ء ۔ شب کو جناب انعام الرحیم صاحب آئی۔ سی۔ ایس انڈر سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا اجمیر شریف تشریف لائے۔ حافظ منزل میں قیام فرمایا اور شرف زیارت سے بہرہ اندوز ہونے کے بعد دوسرے دن شب کی گاڑی سے واپس تشریف لیگئے۔

چند روز سے جناب سیٹھ محمد احمد صاحب ڈیلی بغرض زیارت اجمیر آئے ہوئے ہیں اور اپنے وکیل صاحبزادہ حاجی سید وزیر علی صاحب کے یہاں مقیم ہیں۔ موصوف نے بلا کسی تحریک کے "آستانہ" کی خریداری فرمائی۔

۲۸ ۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء بروز یکشنبہ رات کی گاڑی سے جناب سیٹھ ابراہیم داؤد قاضی صاحب وارد اجمیر ہوئے اور اسٹیشن کے بالائی ویٹنگ روم میں قیام فرمایا۔ جناب سیٹھ صاحب موصوف کے وکیل جناب صاحبزادہ حاجی سید وزیر علی صاحب نے نہایت معقول انتظام کرادیا تھا۔ دوسرے دن صبح کو اپنے وکیل صاحب کے ساتھ حاضر آستانہ ہوکر مشرف بزیارت ہوئے اور "آستانہ" کی خریداری منظور کرتے ہوئے بہ اعانت پانچسال کی رقم پیشگی مبلغ پندرہ روپیہ کا وی۔ پی روانہ کرنیکی اجازت دی۔ دوسرے دن رات کی ٹرین سے واپس تشریف لیگئے۔

کچھ روز سے جناب محمد اثر علی صاحب ساکن سلہٹ (آسام) بغرض زیارت تشریف لائے ہوئے ہیں اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید ظہور الحسین صاحب عرف مولا میاں کے مکان پر مقیم ہیں۔ آپ نے باوجود اردو نہ جاننے کے بھی "آستانہ" کی خریداری منظور فرمائی اور "آستانہ" کا انگریزی ضمیمہ شائع ہونیکی صورت میں ایک معقول تعداد خریداروں کی مہیا کرنیکا وعدہ فرمایا۔

۲۹ راکتوبر ۱۹۲۸ء کو محمد امیر الدین صاحب پلیڈر پٹنہ اور جناب محمد مبین صاحب رئیس تابر ضلع پٹنہ وارد اجمیر ہوئے اور اپنے وکیل صاحبزادہ سید محمد شفیع صاحب کے ذریعہ زیارت سے مشرف ہوئے ہر دو حضرات نے "آستانہ" کی خریداری بھی قبول فرمائی۔

عرس حضرت شاہ مدارؒ

۱۸ رجمادی الاول ۱۳۴۷ھ یوم جمعہ کو حسب معمول حضرت شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ کا عرس "چلہ مدار صاحب" پر منعقد ہوا جو اجمیر سے متصل ایک بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ شب کو چلہ پر چراغاں بھی ہوا۔ دن کو مجمع اچھا خاصہ تھا۔

شیون اسلامیہ

قسطنطنیہ ۔ پچاس کے قریب افغانی افسران جنہوں نے ترکی اکاڈمی حربیہ میں تکمیل فن کرلی ہے۔ کابل واپس آگئے ہیں۔ ان میں سے اکثر نے ترکی عورتوں سے شادی کرلی ہے۔

کابل ۔ آجکل افغانی غیر مصافی طیران میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ چنانچہ مختلف صوبوں کے نمایندوں نے وزیر دربار کابل کے ساتھ طیارخانہ کی سیر کی۔

کابل ۔ چونکہ افغانستان کی خبریں صحیح طور پر بیرونی دنیا کو نہیں پہونچتیں اسلئے اب حکومت افغانستان نے اپنے یہاں ایک انفارمیشن بورد (محکمۂ خبر رسانی) قایم کردیا ہے جو افغانستان کی صحیح خبریں سرکاری طور پر تمام دنیا میں بذریعہ آلات نشر صوت شائع کیا کریگا۔

قسطنطنیہ ۔ عنقریب مجلس عالیہ ملیہ میں ایک تجویز پیش ہونی والی ہے کہ ہفتہ بھر میں آرام و تعطیل کا دن بجائے جمعہ کے اتوار رکھا جائے۔

قسطنطنیہ ۔ انجمن اتحاد خواتین ترکیہ نے چارشف (برقعہ) کی موقوفی کے لئے پروپگنڈا کرنا شروع کردیا ہے۔

کابل ۔ سید محمد قاسم خان صاحب سفیر اعظم ہندوستان کو روما میں افغانی سفیر بناکر بھیجا گیا ہے۔ مولوی محمد عثمان صاحب سفیر متعینہ بمبئی ان کی جگہ سفارت عظمیٰ پر مامور کئے جاینگے۔

بیت المقدس ۔ جامع الاقصار میں سے اتفاقی طور پر چند قدیم تاریخی خطوط دستیاب ہوئے ہیں جو صلیبی جنگوں کے زمانہ کے ہیں ان تحریرات میں کونٹ بالڈ فرڈ اور ٹیمپلر ڈی ڈینڈم کے خطوط شامل ہیں جن میں ایک مشتبہ جنگجو سردار کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کو داڈی قائر میں گرفتار کیا گیا تھا اور قلعہ لافیولی میں جس کو آجکل آفولے کہتے ہیں قید کیا گیا تھا۔

برلن ۔ ڈورازو سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ البانیہ میں شاہ احمد زوغو کے خلاف ایک سازش کا سراغ لگا ہے اور مجرمین گرفتار کرلئے گئے ہیں گیارہ ملزمین کو فوجی عدالت سے موت کی سزا دیگئی ہے۔

قاہرہ ۔ جماعت وفد نے طے کیا ہے کہ ۱۹ راکتوبر کو مرحوم سعد زاغلول پاشا کے سالانہ اظہار غم کا جلسہ کیا جائے۔

قاہرہ ۔ مجلس وزراء نے ایک قرارداد کے ذریعہ چار ہفتہ وار اخبارات کو بند کرنیکا حکم صادر کیا ہے۔ یہ چاروں اخبارات گویا "البلاغ" کی قایم مقامی کررہے تھے اور "البلاغ" کی تعطل کے اثر کو باطل کرنا چاہتے تھے۔

قاہرہ ۔ پچھلے ہفتہ سے علامہ احمد زکی پاشا کے مکان میں عرب کے آثار اور مغرب میں انکی فتوحات کے متعلق تقریروں کا ایک سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ہر بدھ کی شام کو تقریریں ہونگی۔

برید فرنگ

پیکن ۔ فیچو کا ایک مراسلہ مظہر ہے کہ وہاں اسقدر شدت سے طاعون پھیلا ہوا ہے کہ اسوقت تک دو ہزار آدمی مرچکے ہیں انسداد وبا کی جسقدر بھی تدابیر کی گئیں سب بیکار ثابت ہوئیں۔

نانکن ۔ سابق تجارتی معاہدۂ چین و جاپان پر نظر ثانی اور جاپانی مطالبات دربارۂ حادثۂ نانکن وغیرہ کے متعلق بالآخر سمجھوتہ ہوگیا۔

نانکن ۔ آج شام کو انتظامی محکمہ کے صدر تان ین کائی اور ان کے دس ماتحت وزراء نے حلف اطاعت و وفاداری اٹھایا۔ صدر جمہوریہ چین چیانگ کائی شیک نے جدید وزراء کو سمجھایا کہ وہ الفاظ پیوستگی، احتیاط، محنت، انضباط، اور نگرانی کو ازبر کرلیں۔ انتظامی ایوان میں مسٹر سی۔ ٹی وانگ وزیر خارجہ اور مسٹر ٹنگ ہوسانگ وزیر جنگ بھی داخل ہیں۔

سین فرانسسکو ۔ سر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجہ برطانیہ کیوبک سے لندن روانہ ہوگئے انکی صحت اب بالکل ٹھیک ہے۔

بقیہ مضمون صفحہ ۶ ملاحظہ ہو

کتنے فنڈ کھل چکے ہیں، کتنے چندے جمع ہوچکے ہیں، کتنے دورے کئے جاچکے ہیں، کتنی درسگاہیں اور تربیت گاہیں قایم ہوچکی ہیں، کتنی اسکیمیں شائع ہوچکی ہیں لیکن خود سوچئے۔ اور بتایئے کہ فلاح کی منزل سے کتنے نزدیک آپ ابتک ہوسکے ہیں؟ خوشحالی و کامرانی کی راہ کا کتنا فاصلہ طے ہوسکا ہے؟ بشری عقل کی نارسائیوں اور انسانی تدبیروں کی ناکامیوں کے اتنے مسلسل و متواتر تجربے بھی کیا ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں؟ صحابہ کرامؓ نے "حی علی الفلاح" کے پیام کو گوش دل سے سُنا، مسجدوں کی طرف سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جھپٹے اور نماز جماعت کو میدان جنگ تک میں، اس حالت میں بھی کہ سر اور جسم تیروں کا نشانہ بن رہے تھے ناغہ نہ ہونے دیا، دُنیا نے دیکھا۔ دُنیا والوں نے دیکھا، بصیرت باطنی کے نور رکھنے والوں ہی نے نہیں، ابصار ظاہری کی روشنی رکھنے والوں نے بھی دیکھا کہ کمزوروں کی جماعت زور و قوت والوں پر غالب آگئی، ناداروں نے زرداروں کو پچھاڑ دیا، اور مفلسوں نے امیروں کی حکومت پر قبضہ کرلئے۔ مدینہ اپنا ہوگیا۔ مکہ فتح ہوگیا۔ سارے حجاز نے ہتھیار ڈالدیئے، نجد و یمن مسخر ہوگئے۔ عراق و شام نے اطاعت قبول کرلی، مصر و فلسطین کو اطاعت کے بغیر چارہ نہ رہا اور نماز جماعت کے پابند عرب کے بادیہ نشین اپنے زمانہ کی سب سے بڑی قوت سلطنتوں ...

ہ روما و ایران کے مالک ہوگئے۔ یہ تو کوئی عقیدہ کا سوال نہیں، تاریخ کی کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ (رپ)

مقامی خریداروں کو بھی آیندہ سے آستانہ بذریعہ پوسٹ روانہ کیاجائے گا اور اب انشاء اللہ وہ شکایتیں باقی نہ رہیں گی جو مقامی خریداروں کو بعض اوقات وقت پر پرچہ نہ پہونچنے کی وجہ سے پیدا ہوجایا کرتی تھیں۔

اخبار الہند

بمبئی - نہرو رپورٹ پرغور و خوض کرنے کیلئے ماہ دسمبر میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کا جو اجلاس زیر صدارت ہز ہائینس سر آغا خان منعقد ہونیوالا ہے اسکے سکریٹری مسٹر فضل ابراہیم رحمت اللہ جملہ مسلمان رہنماؤں کے نام دعوت نامے بھیج رہے ہیں - آپ نے لکھا ہے کہ تاریخ اسلام کے اس نازک ترین موقعہ پر ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ان امور کے متعلق جو قومی مفاد پر ہولناک اثر ڈال رہے ہیں کسی تصفیہ پر پہنچنے میں ہماری مدد کرے -

دہلی - عنقریب رؤسائے دہلی ایک استقبالیہ کمیٹی سائمن کمیشن کے استقبال کی غرض سے بنانیوالے ہیں -

بمبئی - افغانی سفیر متعینہ پیرس نے فرانس جاتے ہوئے ایک بیان دیا کہ ایک زن بازاری یوروپین لباس پہنکر باہر نکلی تو پولیس نے اُسے متنبہ کیا کہ آئندہ اس قسم کی حرکت سے باز آئے اور ایسا لباس زیب تن کرے جسمیں شرعی پردہ کا پورا احترام رہ سکے - چنانچہ پولیس نے ایک اعلان شائع کر دیا ہے کہ اگر آئندہ کوئی عورت اس قسم کا لباس پہنکر باہر نکلی تو وہ سزائے قید کی مستوجب ہوگی - اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان نے بھی ایک اعلان بدین مضمون جاری فرمایا ہے کہ تمام اصلاحات شریعت کے مطابق عمل میں لائی جائینگی تاکہ ملک راہ مستقیم پر گامزن ہو کر مضبوط اور طاقتور بنجائے -

لکھنؤ - پراونشل مسلم لیگ صوبجات متحدہ کا سالانہ جلسہ جو ۱۱-۱۲- نومبر کو لکھنؤ میں منعقد ہونیوالا تھا غیر معین تاریخ تک کیلئے ملتوی کر دیا گیا -

مدراس - مسٹر سی - ایس رنگا آیر رکن آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے ایک تجویز کا نوٹس دیا ہے جس کو وہ دہلی کے جلسہ میں پیش کرینگے کہ نہرو رپورٹ مسترد کر دی جائے کیونکہ یہ رپورٹ ایک حیثیت سے سائمن کمیشن کا خیر مقدم کرتی ہے -

اُجین - ہر ہائینس بڑی مہارانی صاحبہ گوالیار نے ہیرا ملز کا سنگ بنیاد رکھا اس مل کا مالک سر حکم چند ہیں -

اُمید کیجاتی ہے کہ آئندہ سالانہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر مولانا مظہر الحق صاحب بانکی پور ہونگے -

لاہور - سائمن کمیشن کے مقاطعہ و ہڑتال وغیرہ کے سلسلہ میں ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا - جسکو پولیس نے بجبر منتشر کر دیا - پولیس کے تشدد سے اکثر لیڈروں مثلاً لالہ لاجپت رائے وغیرہ کی سخت ہتک ہوئی کیونکہ پولیس نے بلا کسی تامل کے ان پر بھی ڈنڈے برسائے جس کیوجہ سے انکے بھی چوٹین آئیں -

نرخنامہ اشتہارات اخبار آستانہ اجمیر

تعداد	ایکبار	ایکماہ	تین ماہ	چھ ماہ	یکسال
¼ صفحہ	۸ر	للعہ ر	لعہ ر	للعہ ر	عہ ر
¼ صفحہ	۶ر	ے ر	عہ ر	عہ ر	لعہ ر
نصف صفحہ	ے ر	عہ ر	عہ ر	للعہ ر	سہ ر
پورا صفحہ	صہ ر	عہ ر	صہ ر	صہ ر	لعہ ر

(۱) ¼ صفحہ سے کم کے لئے ہر اشاعت میں فی سطر آٹھ آنہ کے حساب سے اُجرت لیجائے گی -

(۲) اُجرت اشتہارات ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی -

(۳) فحش، غیر مہذب اور لاٹری وغیرہ کے اشتہار کسی صورت میں بھی شائع نہیں کئے جائیں گے -

مینیجر - اخبار آستانہ اجمیر

سینڈیکیٹ الکاملین کامل پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ طبع کراکر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

ہو الکل — ۶۸۶ — ہو المعین

رجسٹرڈ نمبر اِل ۱۲۹۴ بظل حمایت خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

(جامیؒ)
اے دلِ و دیدہ ہردو خانۂ تو
سرِ من خاک آستانۂ تو

آستانہ
ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ۱؍

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس - ۳؍ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۶؍ نومبر ۱۹۲۸ء - یوم جمعہ | نمبر ۱۳

زمزمۂ کامل

(از منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری)

ہر دلکو وہ جب اپنا کاشانہ سمجھتے ہیں — پھر کیوں دلِ شیدا کو بیگانہ سمجھتے ہیں
ہاں کیوں نہ جلائیں وہ میرے دلِ سوزانکو — اپنے رخِ روشن کا پروانہ سمجھتے ہیں
کیا خاک کہیں اُنسے روداد شبِ ہجراں — سُنتے تو ہیں سب لیکن افسانہ سمجھتے ہیں
سو داغِ تمنا ہیں میرے دلِ مضطر میں — آپ ایسے بھرے گھر کو ویرانہ سمجھتے ہیں
کعبے میں بھی اک بت کے جلوے نظر آتے ہیں — کعبے کو بھی ہم واعظ بتخانہ سمجھتے ہیں
ہر شے میں عیاں ہے وہ پھر اُسپہ یہ طرّہ ہے — مخلوق سے اپنے کو بیگانہ سمجھتے ہیں

کچھ کہتے ہیں ناقص ہے کچھ کہتے ہیں کامل ہے
کامل مجھے خواجہ کا مستانہ سمجھتے ہیں

دُعائے متین

(از مولوی عبد المتین صاحب دار العلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلی اجمیر)

ایکہ صد ہا بخششیں تیری محیطِ عام ہیں — ایکہ گلہائے سمن بھی تجھ سے سیم اندام ہیں
اے چمن پیرائے عالم اے ضیا بخش نظر — ایکہ جلووں سے ترے معمور سقف و بام ہیں
ایکہ تیری صنعت ترصیع ہیں رنگین ورق — ایکہ تیرے درک سے عاجز ذوی الافہام ہیں
اے کماندار خدنگ عشق تیری فیض سے — رو کش باغ جناں دلہائے خوں آشام ہیں
میں کہ ہوں لذت کش درد و غم و فرقت نصیب — میں کہ مجھپر ہر طرف آلام ہی آلام ہیں
میں کہ بدبختی پہ میری تیرہ بختی خندہ زن — میں کہ میری بیکسی پر خونفشاں اقوام ہیں
گوشۂ چشمِ عنایت گر تری مجھپر پڑے — خود بخود بکھر جائیں جتنی گردش ایام ہیں
اک نظر سے تیری غمہائے فراواں سربسر — دور ہو جائیں جو زیر چرخ نیلی فام ہیں
اُس سی ایک جرعہ مجھے بھی او تجلی پاش روح — بادۂ عرفاں کی جو تیرے چھلکتے جام ہیں
تجھپہ صدقے مجھکو گرداب حوادث سی بچا — دشمنانِ دین کہ ہر سمت پھیلے دام ہیں
ایکہ زینت بخش گلشن ہے ترا ادنی سا لطف — اے کہ تیری رحمتیں ساری جہان پر عام ہیں
دیدۂ حق بیں عطا کر طبع وحدت آشنا — قلب مومن سے مٹیں جتنے نقوش خام ہیں
دے مسلمانوں کو باطل سوز قوت پھر وہی — آجتک جس سی نشانِ دہر یکسر رام ہیں

رُشد و ہدایت

مَا عَصَی اللّٰہَ کَرِیْمٌ وَمَا اٰثَرَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ حَکِیْمٌ ؏ (عن یحیٰی بن معاذ)

تشریح۔ کوئی بزرگ آدمی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا اور کوئی عالم شریعت کبھی دین کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار نہیں کرتا۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیے روز آستانہ کے لئے
(معینی مدظلہ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۳

اجمیر کا میونیسپل الیکشن

(از مولانا سید محمد الیاس صاحب رضوی)

اجمیر میونسپل بورڈ کے انتخابات کے متعلق حسب ذیل مضمون مرقومۂ مولانا سید محمد الیاس صاحب رضوی چونکہ مقامی اعتبار سے بہت زیادہ اہم ہے اور ضرورت ہے کہ حضرات ووٹران اس کو نہایت غور اور توجہ کے ساتھ پڑہیں۔ نیز ہمیں بھی چونکہ اس مضمون سے کامل اتفاق ہے اور اس کی اہمیت کے اعتبار سے ہم اسکو رای دہندگان کے لئے مفید اور قابل عمل سمجھتے ہیں اسوجہ سے ہم نے اسکو بذیل ایڈیٹوریل شائع کرنا مناسب اور ضروری سمجھا۔

مدیر

اجمیر میونسپل کمیٹی کے جدید انتخاب کا زمانہ اب بہت قریب آگیا ہے، امیدواروں کی جد و جہد لگاتار جاری ہے اور جوں جوں انتخاب کا دن قریب آتا جارہا ہے انکی سرگرمی اور مستعدی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، گو ابھی امیدوار ممبروں کی نامزدگی نہیں ہوئی ہے لیکن شہر کے مختلف حلقوں میں جو لوگ مصروف سعی نظر آتے ہیں انہیں کی نامزدگی یقینی ہے۔

اجمیر میونسپل کمیٹی کے ایک ووٹر کی حیثیت سے میں نے ضروری سمجھا کہ اس انتخابی کش مکش کے متعلق چند حقایق اور واجبی و ضروری امور کا اظہار کردوں، یہ بالکل واقعہ ہے اور اس کی تصدیق کسی ثبوت و شہادت کی محتاج بھی نہیں اسلئے کہ خود شہر اجمیر کی موجودہ حالت، سڑکوں اور گلیوں کی گندگی و غلاظت اور بیشمار واقعات اسکا کھلا ہوا ثبوت ہیں کہ اجمیر میونسپلٹی کی انتظامی حالت نہایت ردّی اور بہت خراب ہے اور اگر میونسپلٹی کے تمام متعلقہ شعبہ جات اور ذمہ داریوں پر ایک منصفانہ احتساب کیا جاے تو شاید بد انتظامی، غفلت اور لاپرواہی میں اجمیر میونسپلٹی کا جواب دُور دُور نہیں ملیگا۔

ابھی کچھ دن گذرے کہ "پایونیر" الہ آباد میں بھی اجمیر میونسپل کی انتظامی خرابیوں کے متعلق ایک مراسلہ شائع ہوا تھا اور بہت ممکن ہے کہ موجودہ ممبران میونسپل اور آیندہ امیدواروں کی نظر سے وہ ضرور گذرا ہوگا۔

بہرحال اب کہ میونسپل کا انتخاب قریب ہے اور ہر امیدوار اپنی اپنی کامیابی کے لئے تمام اسباب و وسائل کے حصول کی فکر میں ہے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ موجودہ ممبران یا آیندہ امیدواران نے کبھی ٹھنڈے دل سے اسپر بھی غور فرمایا ہے کہ شہر اجمیر میں ابتدائی تعلیم، محکمۂ حفظان صحت آب رسانی، روشنی، اور صفائی وغیرہ وغیرہ امور کے انتظامات کس درجہ خراب ہیں اور آیندہ انتخاب میں کامیاب ہو کر انکا سب سے پہلا فرض کیا ہوگا۔ میونسپل کمیٹی اسلئے قایم کی گئی ہے کہ اس محکمہ کے ذریعہ سے باشندگانِ شہر خود اپنے آرام اور آسائش کا انتظام کریں، میونسپلٹی ایک پبلک محکمہ ہے اور پبلک ہی کی رفاہ و آسائش اسکے قیام کا مقصد ہے، میونسپلٹی باشندگان کو آرام پہونچانے اور انکی خدمت کرنے کے لئے ہے ان پر حکومت کرنے کے لئے نہیں ہے، اسلئے وہ بزرگ جو پہلے سے ممبر ہیں یا آیندہ امیدوار ہونے والے ہیں ان معاملات کو خوب سوچ سمجھ لیں کہ اگر وہ آیندہ میونسپل کمیٹی کے ممبر بنکر تندہی، خلوص اور ایمانداری سے شہر کے انتظامات کو درست کرنے اور پبلک کی رفاہ و آسائش میں سعی کرنے اور موجودہ نقائص و خرابیوں کے انسداد کا ارادہ رکھتے ہوں اور اس خدمت کے لئے انکے پاس وقت بھی ہو تو وہ انتخاب کے لئے کھڑے ہوں اور اگر انکا مطمح نظر یہ ہے کہ وہ صرف "میونسپل کمشنر" بن جائیں اور صرف اپنے ذاتی اغراض و مفاد کے لئے اس اعزازی ڈگری کو کفیل بنانا چاہتے ہوں تو وہ قابل سے قابل ہی کیوں نہ ہوں اہل شہر کے درد کا مداوہ نہیں ہو سکتے اور انکا ہونا نہ ہونا بیکار ہے۔ ؏

برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر

اسلئے ووٹروں کے لئے بھی ضروری ہے کہ اب وہ سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرلیں کہ ابتک کونسا امیدوار انکے لئے بہتر ثابت ہوا ہے اور آیندہ کس سے اچھی توقعات قایم کی جاسکتی ہیں، اسپر غور کرنے کے بعد انکو بغیر کسی دباؤ، لالچ یا خوشامد کے ووٹ دیدینا چاہیئے اگر شہر کے ووٹروں نے اس بار اس اصول پر عمل کرلیا تو یقیناً میونسپل کی خرابیوں کا بہت جلد انسداد ہو جائیگا، ورنہ پھر "آستانہ" میں میونسپل کی پوری بدانتظامیوں اور کوتاہیوں پر تفصیل سے بحث کی جائے گی اور دیکھیں گے کہ ممبران میونسپل بورڈ کو اس میں کیا عذر ہوتا ہے ؎

آج واں تیغ و کفن باندہے ہوئے جاتا ہوں میں
عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاینگے کیا

لمحات فکریہ

اجین کا ایک ناگوار تنازعہ

اجین کے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیاں چند مسائل کے بارے میں ہنگامۂ اختلاف برپا ہے، دلائل و براہین سے دونوں جانب حاملان لوائے شریعت اور وارثانِ علم نبوت اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے اپنی اپنی علمی قوتوں کو صرف کر رہے ہیں۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت کے گروہ میں سے ایک صاحب مظفر الدین خانصاحب نے ہمارے پاس بھی ایک مراسلہ لغرض اشاعت بھیجا تھا جو "آستانہ" عنا میں شائع ہو چکا ہے اس میں کتاب "تقویۃ الایمان" کے متعلق یہ دریافت کیا گیا ہے کہ اس کتاب کے مسائل مسلک حنفی کے مطابق ہیں یا نہیں چنانچہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے علما کا ایک متفقہ فتویٰ اس کے متعلق "آستانہ" کی اسی اشاعت میں شائع بھی کیا جارہا ہے۔ حضرات اہل سنت والجماعت کو اسپر عمل کرنا چاہیئے۔ لیکن ایک اخبار کے ایک مضمون سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اُجین کے دونوں معرکہ آرا فرقوں کے مولویوں کو اجمیر کے مولوی صاحب سے نسبت شاگردی حاصل ہے اس لئے ہمارے خیال میں مولوی صاحب کو اپنے دونوں شاگردوں کے درمیان پڑکر فیصلہ کردینا چاہیئے۔ اور ان دونوں جماعتوں میں سے جس جماعت کے عقائد سے مولوی اجمیری کو اتفاق ہے دوسری جماعت کے مولوی کو جو مولوی صاحب اجمیری کے شاگرد ہیں اپنی اُستادانہ شفقت سے سمجھا دینا چاہیئے۔ اس فیصلے سے ایک دوسرا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ خود مولوی صاحب اجمیری کے عقاید بھی معلوم ہو جائیں گے اور انکے عقاید کے متعلق بھی جو اختلافات ہیں وہ بھی رفع ہو جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

براہ کرم

خط و کتابت میں اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے جو آپکے پتہ کی چٹ پر لکھا رہتا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

منیجر

نقد و تبصرہ

"پیشوا" دہلی:۔

"پیشوا" دہلی کا ایک مشہور شگفتہ رسالہ ہی جس کے ایڈیٹر ہمارے عزیز دوست اور ہندوستان کے مشہور انشاء پرداز حافظ سید عزیز حسن بقائی ہیں، "پیشوا" شروع سے پندرہ روزہ رسالہ تھا اور گذشتہ عید میلاد کے موقعہ پر "پیشوا" نے جو میلاد نمبر شائع کیا وہ بقائی صاحب کے خلوص سرگرمی اور انتھک کوششوں سے نہایت کامیاب ہوا اور یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان کے کسی اخبار و رسالہ کا میلاد نمبر اپنے مضامین کے تنوع، ترتیب، اچھوتے پن کے لحاظ سے "پیشوا" سے ٹکر نہیں کھا سکتا، اور اس باب میں یقیناً پیشوا ہی سب اخبارات و رسائل میں پیشوا مانا گیا ہے، لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ قوم نے بقائی صاحب کی اس مخلصانہ کوشش اور یادگار کارنامہ کی خاطر خواہ قدر دانی نہیں کی اور "پیشوا" جو پہلے ہی سے مقروض تھا اوس پر اور زیادہ قرض پڑ گیا تو بقائی صاحب نے مجبوراً اب "پیشوا" کو پندرہ روز کے بجائے ماہانہ شائع کرنا شروع کیا ہی، بقائی صاحب کے لئے "پیشوا" کی مالی حالت کی خرابی کی وجہ سے ایسا کرنا ناگزیر تھا مگر پھر بھی انہوں نے اس کمی کو بہت حد تک اس طرح پورا کر دیا ہے کہ پیشوا میں ہر مہینہ چار صفحے کی تصاویر بڑھا دی ہیں سرورق آرٹ پیپر پر نہایت خوبصورت بلاک سے چھپتا ہے جس پر مدینہ منورہ کے گنبد مبارک خضرا کا بلاک بھی ہے، اسی طرح مضامین کی ترتیب میں بھی خاص طور پر ترقی اور اصلاح کر دی گئی ہے، ہم دعا کرتے ہیں کہ پیشوا اپنے مقاصد میں کامیاب ہو اور اس کی مالی مشکلات بہت جلد رفع ہوں۔

چشتیہ شعاع:۔

اس نام سے ہمارے دوست سید عزیز حسن بقائی نے ہز ہولنیس جناب سید مناع الدین عرف پیر موٹا میاں صاحب چشتی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مانگرول کی زندگی کی مختصر حالات ترتیب دئے ہیں، شروع میں خواجہ حسن نظامی صاحب کا دیباچہ ہے، پیر موٹا میاں کی ذات آج محتاج تعارف نہیں، نہ انکے اسلامی کارنامے تفصیل و تذکرہ کے حاجتمند ہیں، گجرات و کاٹھیاواڑ اور صوبہ بمبئی میں پیر صاحب کے لاکھوں مرید ہیں اور آپ کی شخصیت وہاں بہت زیادہ بارسوخ و ذی اثر مانی گئی ہے مگر اسکے باوجود پیر صاحب نہایت سیدھے سادے ہیں اور بالکل اسلامی طریقہ سے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر وقت اسلامی کاموں میں مصروف رہتے ہیں شدھی اور سنگھٹن کے فتنہ انگیز اور شر ربار دور دورہ میں انسداد ارتداد کے بارہ میں پیر صاحب نے نہایت گراں بہا خدمات انجام دی ہیں اگر ہندوستان کے تمام بڑے بڑے سجادہ نشین اور صاحب خانقاہ بزرگ اسی طرح اسلام کی خدمت پر کمربستہ اور مستعد ہو جائیں تو ہمارے بہت سے بگڑے کام آج سدھر سکتے ہیں، پیر موٹا میاں ایک اعلیٰ تعلیمیافتہ، روشن خیال بزرگ ہیں اور انکے اسلامی ورد اور ایثار و قربانی کا اندازہ صرف اسی ایک بات سے ہو سکتا ہے کہ ریاست سچین کی وزارت چھوڑ کر انہوں نے متوکلانہ طریقہ پر اپنی خانقاہ میں بوریہ نشینی اختیار کی اور یہ صرف اس لئے کہ آپ آزاد ہو کر اسلامی خدمت انجام دے سکیں۔

پیر موٹا میاں کا سلسلۂ نسب حضرت بابا فرید الدین گنجشکر تک پہونچتا ہے، اور حضرت بابا صاحب مسلمہ طور پر فاروقی تھے کیونکہ یہ ہندوستان کے تمام تذکروں تاریخوں اور سیرتوں کا متفقہ بیان ہے اسلئے آپ بھی فاروقی ہیں۔ شاید بقائی صاحب کو اسمیں مغالطہ ہو گیا ہے جو انہوں نے حضرت بابا صاحب کو سید لکھا ہے، بقائی صاحب کتب تاریخ و انساب سے اسکا اطمینان کر سکتے ہیں،

مسلمانوں کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ دفتر رسالہ گردسیوک دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

رسالہ "توحید" اجمیر

ایک وقت تھا کہ اجمیر شریف سے کوئی باقاعدہ اور معقول اخبار تو کیا کوئی علمی ادبی رسالہ بھی نہیں نکلتا تھا اور نہ یہاں کی پبلک میں اخبار بینی یا رسالوں کے مطالعہ کا کوئی مذاق تھا، مگر جس طرح زمانہ کے دوسری حالات متواتر انقلابات ظہور پذیر ہو رہے ہیں اسی طرح ان حالات میں بھی بیّن فرق معلوم ہوتا ہی اب یہاں سے بھی رسائل و اخبارات نکلنے شروع ہو گئے ہیں اور اگر صحافت کی ذمہ داریاں فراموش نہ کر دیجائیں تو یہ ایک فال نیک ہی، اسی سلسلہ میں ہم نے نہایت مسرت سے یہ خبر سُنی ہے کہ عنقریب یہاں سے ایک ماہوار صوفیانہ رسالہ "توحید" جاری ہونیوالا ہی جس کے اڈیٹر ہمارے دوست اور دہلی کے مشہور اخبار نویس اور صوفی بزرگ مولانا سید محمد ناصر جلالی ہونگے، جہاں تک ہمکو معلوم ہوا ہی اس رسالہ کا مقصد مذہب، اخلاق، اور تصوف کی خدمت ہی، ہم بانیان رسالہ کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے "توحید" کی ادارت کیلئے مولانا ناصر جیسا قابل ادیب اور صوفی حال م م

رموز و نکات

لیڈری اور مولویت و فضیلت ہی نہیں بلکہ تقدس پارسائی کے ظاہری ادعا کے ساتھہ خانگی زندگی کا یہ پہلو کس قدر دلچسپیاں اور بوالعجبیاں رکھتا ہے کہ آپ کے زنانہ میں مصروف سرود و موسیقی رہیں اور ایک آپ سے بڑی پوزیشن، حیثیت اور اسلامی درد رکھنے والے ملاقاتی کو ٹکا سا جواب دیدیا جائے کہ ابھی وہ مکان میں نہیں ہیں، خوب! اسلامی ہمدردی اور قومی لیڈری کا یہ مظاہرہ بھی نہایت شاندار و حیرت انگیز ہے، شاید ایسے ہی لوگوں نے لکھنؤ میں آل پارٹیز کانفرنس میں مسلمانوں کی لٹیا ڈبو دی، کیوں جناب! آپ کی یہ "پالیسی" اتفاقیہ عمل میں آئی یا کسی "سیاسی" مصلحت کی بنا پر ایسا ہوا۔ مگر فطرت کا کرشمہ دیکھو کہ ابھی اس واقعہ کو ۴ منٹ بھی نہ گذرے ہوں گے کہ حقیقت کے چہرہ سے نقاب اُٹھا۔ جبکہ درشن کی ایک کھڑکی نے انکے وہیں موجود ہونے کا راز طشت از بام کر دیا، آپ ضرور جھینپے، کھسیانے ہوئے اور وہ لمحہ آپ پر بہت گراں گذرا ہوگا جب غیر متوقع طور پر یہ معلوم ہوا کہ انکار ہوتے پر بھی وہ صاحب نیچے موجود ہیں اور ایک حریف نے بھی یہ سب راز بھانپ لیا، آپ کی عجلت نے کام خراب کیا۔ اور مشیت کا تو یہی نوشتہ تھا جو شاید کسی طرح نہ ٹلتا۔

اپنی بیماری کے اعلان اور دور و دراز کے دوستوں اور ملاقاتیوں سے زبردستی عیادت کرانیکے لئے اشتہار (ADVERTISEMENT) کا یہ طریقہ خوب ہی کہ بیمار کی دعا اخبار میں چھپ جائے یعنی آپ کی شاعری یہاں بھی موجود، خیر بیماری کے اشتہار میں شاعری برتنے میں تو کچھ ہرج نہیں مگر مرد خدا کہیں تمہارے علاج و پرہیز کو شاعری کی ہوا نہ لگ جائے، ورنہ پھر احباب کی شاعرانہ دعائیں بھی مقبول نہ ہونگی اور آپ نثار ملک ہی ہو کر رہیں گے،

مگر جہاں تک ہمنے آپکی شاعرانہ بیماری کے اسباب و علل پر ایک شاعرانہ نظر سے استقصا کیا ہمیں معلوم ہوا کہ دراصل آپ کے مرض کی شدت میں شاعری اسلئے ہوئی کہ آپ پسلیاں سکواتے رہے حالانکہ آپکا پیٹنٹ علاج ہمیشہ سے آنکھیں سینکنا رہا ہے، اور وہ بھی کثیف سطح ارض کی آتشیں مادوں سے نہیں بلکہ لطیف فضائے آسمانی کے زہرہ تمثال اجسام نورانی سے۔ خیر اب بھی سینکیئے اور اپنے جسم کی زکوٰۃ دیجئے، مگر پھر یہ بھی مشکل ہے کہ ایک نادار شاعر جسکا سرمایہ زندگی سخن کے جواہر پاروں کے سوا کچھ نہو کیا زکوٰۃ دے، ایک بزرگ نے خوب کہا ہے م

"ادبیات"

افسانہ

شاعر کا دل

شاعر کا دل

(از جناب سید الیاس رضوی اجمیری)

راہیست کہ در دل فتد از خوں رود از دل

ناید بزباں شکوہ و بیروں رود از دل

قرون متوسطہ میں جب تمام یورپ پر جہالت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی، ایک علاقہ کا امیر کارنل نام تھا جس کو عام طور پر لوگ پرنس کارنل کہتے تھے، یہ امیر نہایت شجاع و فرزانہ، جری و دلاور تھا، نبرد آزمائی میں طاق اور حریفوں کو نیچا دکھانے میں شہرۂ آفاق اسکے خدم و حشم کثیر تعداد میں تھے اور جنگ آزمودہ غلام اسکے پاس بے شمار تھے، اسکا یہ معمول ہوگیا تھا کہ راتوں کو لوٹ مار کیلئے باہر نکل جاتا تھا اور نہ صرف قرب و جوار کے باشندے بلکہ دُور دور کے رہنے والے اس سے ہمیشہ خائف رہتے تھے اور اسکے نام سے تھراتے تھے، اس کی سفاکی اور بیباکی کی ایک دھوم تھی اور کوئی نہ تھا جو اس سے کانپتا نہ ہو، اس کی عمر اگرچہ ساٹھ برس کے قریب پہونچ چکی تھی۔ لیکن اس کے قویٰ اس قدر مضبوط تھے کہ اس سن و سال پر بھی کوئی اسکو بوڑھا نہ کہہ سکتا تھا،

پرنس کارنل کا قصر بلند ایک پُرفضا پہاڑی پر واقع تھا جس کے نیچے عالم فریب آبشار اور چشمے رواں تھے، محل کے گرد سنگلاخ دیواریں اور رفیع الشان بُرج تھے جو کسی غنیم یا حملہ آور کی مزاحمت کی نوبت تو کجا، گرم و تند ہوا کو بھی خانۂ باغ میں داخل ہونے سے مانع تھے،

پرنس کا دستور تھا کہ جب کبھی کسی مہم سے واپس لوٹتا تو تکان سفر اور کسل رفع کرنے کے لئے اسی چمن میں آتا اور کسی روش پر درختوں کے گھنے سایہ میں بیٹھ کر اپنا جی بہلاتا، اس کے دل سے لشکر کشی اور معرکہ آرائی کی تکلیفات اور انتقام و جنگجوئی کے خیالات کی الجھنیں اسی جگہ دُور ہوتی تھیں، سرو قامت، پری چہرہ حوریں حاضر ہوتیں اور یکے بعد دیگرے راگ و رنگ سے اسکو محظوظ کرنے کی کوششیں کرتیں، یہ وہ بدنصیب ناز پروردہ خواتین تھیں جو اس ظالم کے دام ستم میں شکار یا کسی شبخون میں گرفتار ہو کر آئی تھیں،

یہ سب کچھ تھا مگر اس سنگدل اور بدمزاج انسان پر انکی رضاجوئی کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا، نہ ان اجناس لطیفہ کی رضا طلبیاں ذرا کبھی اس ستمگر کے سنگین دل میں مہر و محبت یا لطف و کرم کی کوئی گرمی یا گداز پیدا کر دینے میں کامیاب ہوئیں۔

اور اگر اتفاقیہ کسی بات پر وہ خوش بھی ہوا تو وہ خوشی اور مسرت چند لمحوں سے زیادہ قائم نہیں رہی، وہ بھی بالکل عارضی اور وقتی ہوتی تھی، اس شاہزادہ کے یہاں ایک جادوگر بھی رہتا تھا اور ذاتی معاملات میں وہ ہمیشہ اسی جادوگر سے رجوع کرتا اسی کے صلاح و مشورہ پر کاربند ہوتا۔ اور اکثر مستقبل کے متعلق بھی اسی سے حالات دریافت کرتا رہتا تھا، جب کبھی کوئی فکر و تشویش لاحق ہوتی یا دل پر ملال و تکدر ہوتا تو اسی سے سوال کرتا کہ

ع دل میں کیوں درد اٹھا آنکھوں میں آنسو کیوں آگئے۔

جادوگر اکثر ایسے سوالات کے جواب میں کہہ دیا کرتا تھا کہ "ابھی آپکا گوشۂ دل خالی اور فارغ ہے، جب اسمیں بوئے محبت پیدا ہوگی تو غم خود بخود دُور ہو جائیگا۔

مگر کارنل کے بس میں کیا رکھا تھا کہ وہ اپنے دل میں عشق و محبت پیدا کر سکتا، وہ محبت سے کوسوں دور تھا،

گویا کارنل اور محبت دو نقطے تھے متنفر الملاقات، دو خطوط تھے متوازی، جن کے یکجا ہونے کا بظاہر کوئی امکان ہی نہ تھا جو حور نژاد اور پریجمال خواتین اسکے پنجے میں گرفتار اور اس کی قید ستم میں اسیر تھیں یہ انکو اپنی خانہ زاد کنیزیں سمجھتا تھا پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ اسکے قلب میں ان کی جانب سے التفات و کشش پیدا ہو یا اسکا دل ان کی محبت کو جذبات محسوس کرے، ایک زمانہ تک یہی حالت رہی، مگر قدرت کو کچھ دکھلانا ہی منظور تھا اور آخر ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے کارنل کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا، اوس کے دل و دماغ کی کیفیتیں یک لخت پلٹیں، اس کی ذہنیتوں میں یکسر دوسرا رنگ جھلکنے لگا۔

اور کارنل کی اگلی سی حالت میں ایک عجیب غریب تغیر پیدا ہوگیا۔

ایک روز اس نے اپنے تمام سرداروں اور جانباز ہمراہیوں کو جمع کیا، اور صلاح و مشورہ کر کے سب کو ساتھ لیکر اپنے علاقہ کے سرحد پر ایک متمول رئیس پر حملہ آور ہوا، وہ بیچارہ بے خبر تھا۔ اسکو کب معلوم تھا کہ یہ بلائے ناگہانی اچانک دھاوا بولے گی، مجبوراً وہ قلعہ بند ہوگیا۔ اور اطمینان سے مزاحمت و مقابلہ کے لئے تیار ہوا، اور خوب داد دلاوری و مردانگی دی، بہت کشت و خون ہوا جس میں دونوں فریق کا نقصان ہوا، اس نے مدافعت اور مقابلہ میں کوئی بات نہیں چھوڑی مگر غریب نوشتۂ تقدیر کو کیا کرتا امکانی تدبیر وہ کر چکا مگر تقدیر کی برگشتگی اسکے حیطۂ سعی و امکان سے باہر تھی اسکو آخر شکست ہوئی اور فتحمند کارنل .... اپنے دیو ہیکل گھوڑے پر سوار برہنہ شمشیر براں ہاتھ میں لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا، اس کے ہمراہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی جا بجا آگ لگا دی، آفت رسیدہ خانہ برباد دلوں کی بلند بانگ فریادیں اور جلتے ہوئے مکانوں کے آتشیں شعلے آسمان کی خبر لینے لگے، اللہ کی مخلوق عفو و رحم کی خواہاں اور جاں بخشی کی طلبگار پریشان پھرتی پرنس کے حضور میں بھی پہونچی مگر وہ نگاہ قہر و غضب کب پھرنے والی اور وہ سنگین دل کب موم ہونے والا تھا، شہر خوب لٹا اور صرف چند گھنٹوں میں ہر طرف لٹے اور جلے ہوئے مکانات کے ڈھیر اور تڑپتی ہوئی لاشیں ہی آنکھوں کے سامنے نظر آتی تھیں۔

آخر کار جب پرنس خود بھی تعب اور تکان سے چکنا چور ہوگیا تو اس نے ایک شاندار مکان میں عزم اقامت کیا رات کا وقت اور پھر اس پر تکان کی شدت، آرام کیضرورت ہی نہیں بلکہ سخت تقاضا تھا، پرنس نے اپنے سب رفقاء کو رخصت کیا اور وہ خود تنہا وہیں رہ گیا، اب اسکے ہمراہی بھی آزادانہ اپنے مشاغل میں مصروف ہوگئے، پرنس کارنل کو خلوت و تنہائی میں ابھی کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ وہ ایک چیخ سنکر بیتاب ہوگیا، اس نے دریچہ سے سر نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ فجر کا اول وقت ہے، چاند سمت غربی سے ہو کر خط افق پر پہونچ چکا تھا۔ روشنی مدہم ہو چکی تھی، بادلوں کے گھر آنے سے آسمان پر اور بھی تاریکی چھا رہی تھی، شہر میں چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا، ہاں کبھی کبھی قریب ہی سے ایک باریک آواز آجاتی تھی، نگاہ کے سامنے لٹا ہوا شہر تھا جس کی ویرانی و بربادی نہایت دل دکھانے والی تھی صحنوں میں نعشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، گلی کوچوں میں دریائے خوں رواں تھا، اب اسنے اس طرف توجہ کی جدھر سے وہ دردانگیز آواز آرہی تھی، اس نے دیکھا کہ اسی کے بعض لشکری نشہ میں بیخود اور شراب میں سرشار ہیں، ایک نوخیز فتنہ پیکر کو اپنے سامنے کھینچ رہے ہیں، اس کی عمر مشکل سے کوئی سولہ سال کی ہوگی۔ نہایت نازک اندام، حسن و جمال میں یکتا، مشکیں زلفیں دوش پر پریشاں ادائے دلربائی دکھا رہی تھیں، چہرۂ گلگوں کا رنگ اڑ کر کافوری ہوگیا تھا، لباس ماتمی زیب بر تھا، اسکے انداز و رنج سے پتہ چلتا تھا اس کے دل پر کسقدر خوف و ہراس طاری ہے اسکا نام مارگرٹ تھا (باقی دارد)

حقائق و معارف

تسبیح زمرد

یا
سچے صوفیوں کا جہادِ لسانی

(افادۂ سید الیاس رضوی اجمیری)

(۴)

گذشتہ سے پیوستہ

یزید۔ بخیر و عافیت۔

سعید۔ ظالم کے لئے خیر و عافیت کہاں ہے، وہ آدمیوں کو بھوکا مارتے ہیں اور کتوں کا پیٹ بھرتے ہیں، مخلوق خدا پر ظلم کرتے ہیں اور خالق کے قہر سے بیخبر ہیں۔ قانون ایسے نافذ کرتے ہیں، جو آئین خداوندی کے سراسر خلاف اور رعایا کو پریشان کرنے والے ہوتے ہیں، جس سے ملک کی خوشحالی اور فارغ البالی برباد ہوتی ہے۔ اسکا نتیجہ عنقریب ان کی بربادی کی صورت میں نکلے گا۔ اور وہ شرِ عظیم میں مبتلا کئے جائیں گے سنتِ الٰہی یہی ہے۔ اے یزید جب تو اُن سے (خلیفہ) ملے تو میرا یہ پیام کہہ دینا۔

بادشاہی قاصد یہ باتیں سنکر آگ بگولا ہو گیا، غیظ و غضب میں اسکی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور نظروں سے پیکانِ آتشین کی بارش کر دی ابن السائب کا بیان ہے کہ میں نے یہ رنگ دیکھا تو کھڑا ہو گیا، مجھپر وحشت و خوف سے لرزہ طاری ہو گیا مگر حضرت سعید اسی متانت اور استقلال سے بیٹھے رہے اور برابر قاصد کو تاکید کرتے رہے کہ انکا پیامِ نصیحت و اصلاح خلیفہ کے کانوں تک پہونچا دیا جائے۔

بالآخر صداقت اور حق گوئی کی طاقت غالب آئی اور وہ قاصد بھی اس استقلال صداقت اور عزم سے مرعوب و مبہوت ہو کر چلا گیا۔ ابن السائب نے حضرت سعید سے کہا کہ خدا آپکا بھلا کرے کیوں اپنی جان کے لاگو ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا فرض منصبی ہے جس کو ادا کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب تک میں خلوص و صداقت کا دامن پکڑے رہونگا کوئی دنیاوی طاقت مجھے مغلوب نہیں کر سکتی، اور انجام کار مخلوق کی اصلاح اور مملکت کی فلاح کا اہم کام پورا ہوگا۔

۷۔ ابن ابی شمیلہ رح جب آپ عبدالملک بن مروان کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے کہا کہ کچھ فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"قیامت کے دن" قیامت کے غصوں اور تلخیوں سے وہ ہی لوگ بچیں گے اور وہاں کی تباہیوں سے وہی لوگ محفوظ رہیں گے جنہوں نے اپنے نفس کو ناراض کر کے خدائے تعالیٰ کو راضی کیا ہو" عبدالملک یہ سنکر رو پڑا اور کہنے لگا کہ جب تک میں زندہ رہوں گا اس جملہ کو اپنا حرزِ جاں بنائے رہوں گا۔

۸۔ عطا بن ابی رباح رض جب عبدالملک بن مروان حج کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوا، تو ایک روز اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور ہر قبیلہ کے اشراف اسکے گرد جمع تھے اتفاقیہ یہ بھی اُدھر جا نکلے۔ عبدالملک آپ کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور آپ کو اپنے پاس تخت پر بٹھلایا خود آپ کے سامنے مودب بیٹھا اور عرض کیا کہ آپ نے کس طرح قدم رنجہ فرمایا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ اے امیر المومنین خدا تعالیٰ کے حرم اور اس کے رسول کے حرم کے باب میں خدا سے ڈرتے رہنا اور اون کی آبادی کی خبرگیری رکھنا، مہاجرین و انصار کی اولاد کے باب میں خدا سے ڈرنا کہ تمہیں ان ہی کے طفیل میں تخت نصیب ہوا ہے، جو سلمان دار السلام کی حدود پر کفار کے روکنے کے لئے متعین ہیں انکا خیال رکھنا اور مسلمانوں کے حالات کا جویا رہنا کہ ان کی بازپرس خاص تم سے ہوگی۔ جو لوگ تمہارے دروازہ پر آئیں اُن کے باب میں خوفِ خدا رکھنا اور اون کے حال سے غافل نہ ہونا، ان پر اپنا دروازہ بند نکرنا کہ وہ نہ آنے پائیں، خلیفہ نے عرض کیا کہ بہتر ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ آپ اٹھ کر چلنے لگے تو خلیفہ نے پکڑ لیا اور کہا کہ اے ابو محمد یہ آپ نے دوسروں کے فائدہ کی بات کہی اور میں نے اقرار کیا کہ اسپر عمل کروں گا، اب آپ اپنی حاجت بیان فرمائیں کہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھکو مخلوق سے کوئی حاجت نہیں اتنا کہا اور رخصت ہو گئے۔

ایک روز ولید بن عبدالملک نے اپنے دربان کو حکم دیا کہ دروازہ پر جا کر کھڑے ہو اور جب کوئی شخص ادھر سے گذرے تو اسکو میرے پاس بلا لانا تاکہ میں اس سے کچھ باتیں کروں دربان دروازہ پر گیا کہ اتنے میں حضرت عطا بن ابی رباح ادہر سے گذرے۔ دربان آپ سے واقف نہیں تھا، آپ سے کہا کہ امیر المومنین نے یہ حکم دیا ہے آپ تشریف لے چلئے آپ گئے تو کہا السلام علیکم یا ولید۔ اسپر خلیفہ بہت برہم ہوا اور دربان سے کہا کہ کمبخت میں نے تجھ سے کہا تھا کہ ایسے شخص کو لانا جو قصے کہانیاں کہکر میرا دل بہلائے، اور تو ایسے شخص کو بلا لایا جس کو یہ بھی گوارا نہیں ہے کہ جو نام اللہ نے میرے لئے پسند فرمایا ہے اُس نام سے مجھے پکارے دربان نے کہا کہ ان کے سوا کوئی ادہر سے نہیں گذرا۔ آخر خلیفہ نے آپ سے بیٹھنے کے لئے درخواست کی آپ بیٹھ گئے اور گفتگو کرتے لگے۔ دوران گفتگو میں آپ نے ایک روایت بیان کی کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ہبہب ہے اور وہ صرف اُن حاکموں کے لئے ہے جو اپنے حکم میں ظلم کرتے ہیں۔ یہ سنکر ولید نے چیخ ماری اور بیہوش ہو گیا۔

۹۔ خواجہ حسن بصریؒ حجاج بن یوسف نے کوفہ اور بصرہ کے تمام علما و فقہا کو اپنے دربار میں طلب کیا تو آپ سب کے بعد تشریف لے گئے۔ حجاج بہت عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور آپ کے لئے ایک کرسی منگوا کر اپنے تخت کے پاس رکھی، اُس پر آپ کو بٹھایا، ادہر اُدہر کی باتیں ہوتی رہیں۔ باتوں ہی باتوں میں حضرت علی رض کا ذکر آ گیا، تو حجاج نے آپ کی بہت برائی کی۔ سب لوگ اُس کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور خوف کے مارے سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ خواجہ حسن بصری دانتوں میں اُنگلی دبائے خاموش بیٹھے رہے۔ حجاج نے پوچھا کہ آخر آپ خاموش کیوں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اُس نے کہا کہ آپ حضرت علی رض کے متعلق اپنی رائے بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے سُنا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیه وان کانت لکبیرة الا علی الذین هدی الله وما کان الله لیضیع ایمانکم ان الله بالناس لرؤف الرحیم۔

یہ ظاہر ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ اُن ایماندار لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو میری رائے اونکے باب میں یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کے برادر عمزاد، آپ کے داماد اور آپ کے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انکے لئے انکو اکثر معاملات میں سبقت عطا فرمائی ہے۔ تم یا کوئی اور شخص اُن کی بزرگیوں پر پانی نہیں پھیر سکتا نہ یہ تمہارے قبضے کی بات ہے۔ اگر اُن سے کوئی غلطی بھی ہوئی ہوگی تو اللہ ہی ان سے حساب لینے والا ہے، حجاج نے آپ کی تقریر سُنی تو ناک بھوں چڑھائی، رنگ رو متغیر ہو گیا اور فرط غضب میں تخت سے اُٹھکر ایک حجرے میں چلا گیا سب لوگ باہر نکل آئے۔ یہاں عامر شعبی نے حضرت حسن بصریؒ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے ابو سعید آج تم نے حجاج کو خفا کر دیا اور اُس کے سینہ میں کینہ پیدا کر دیا۔ تو آپ نے عامر شعبی کو جھڑک دیا۔ اور کہا کہ لوگ تمہیں کوفہ کا عالم سمجھتے ہیں۔ (باقی دارد)

مکاتیب و مراسلات

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب ۔ اسلام علیکم

براہ کرم حسب ذیل استفتا و معہ جواب اخبار آستانہ میں درج فرما کر مشکور فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

هوالمعین

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ

اس مسئلہ میں کہ کتاب تقویۃ الایمان طبعزاد مولوی محمد اسمٰعیل آیا مذہب اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ کے موافق ہے یا نہیں، اور اہل سنت والجماعت اصحاب پر اسکا مطالعہ جائز ہے یا نہیں، اور انکے لئے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہے یا نہیں براہ کرم جواب شافی مرحمت فرما کر شکر گزار فرمایا جائے۔

سید محمد امین

خواجہ منزل ۔ اجمیر شریف

الجواب ہو المعین

کتاب مذکور کے مندرجہ مسائل و عقائد قرآن مجید و حدیث شریف اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کے اکثر مخالف اور مذہب اہل بدعت فرقہ وہابیہ کے موافق ہیں، علمائے اہل سنت کثرہم اللہ کیجانب سے اس کتاب کے گمراہ کن غلط اور جہالت آمیز مضامین کی تردید چند مرتبہ مفصل و مدلل طور پر ہو چکی ہے، اور فرقہ وہابی اس کتاب ضلالت مآب کی اشاعت و تشہیر میں رات دن ساعی و کوشاں ہے، چنانچہ معتبر اخبارات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی فرقہ وہابیہ حامیان ابن سعود نجدی ظالم نے اس کتاب کو ایک لاکھ نسخے طبع کرا کر مفت تقسیم کئے ہیں، پس علوم شرعیہ سے ناواقف اور ایسے برادران اسلام کے لئے جو اپنی قوت علمی سے عقائد حقہ و باطلہ میں کما حقہ تمیز نہیں کر سکتے اس کتاب کا پڑھنا پڑھانا اسوجہ سے جائز نہیں کہ اس سے ان کے شبہات میں مبتلا ہو جانے اور ایمان میں ضعف و نقصان آ جانے کا غالب اور قوی اندیشہ ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین ۔ واللہ و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

العاصی المجیب

ابوالاعجاز امتیاز احمد انصاری مدرس و مفتی دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف بیشک کتاب تقویت الایمان کفریہ عقائد کیطرف لیجانیوالی ہے لہذا اسکا پڑھنا پڑھانا جائز نہیں۔ محمد عبد المجید مستجیب

الجواب صواب عبد الحی عفی عنہ

بلاشبہ اس کتاب کے اکثر مسائل مقتضی الی الکفر والضلالۃ ہیں جسکے پڑھنے سے بجائے فائدہ کے ضرر کا زیادہ اندیشہ ہے اسوجہ سے پڑھنا پڑھانا جائز نہیں فقط واللہ اعلم فقیر محمد حامد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدرسۂ معینیہ اسلامیہ تعلیم النسوان اجمیر شریف کا معائنہ

میں نے منشی غلام رسول صاحب سکریٹری مدرسہ معینیہ اسلامیہ تعلیم النسوان اجمیر کی درخواست پر مدرسہ موصوفہ کا معائنہ کیا۔ پڑھنے والی بچیوں کو کثیر تعداد میں دیکھکر خوش ہوا درجہ سوم کی چند بچیوں کا تعلیمی امتحان بھی لیا جس سے معلوم ہوا کہ معلمہ کافی محنت اور دلچسپی کے ساتھ اپنی خدمت تعلیم کو انجام دیتی ہیں۔ اسوقت مدرسہ میں ۱۰۹ بچیاں پڑھتی ہیں یہ لڑکیاں تین درجوں میں منقسم ہیں جنکو تین استانیاں پڑھاتی ہیں تعلیم قابل اطمینان ہے ۔ اسوقت تک دستکاری کی کوئی تعلیم نہیں دیجاتی ہے اسکا سبب کمی سرمایہ و قلت آمدنی ہے موجودہ آمدنی ۔ موجودہ مصارف سے بہت کم ہے۔

سکریٹری صاحب و دیگر ارکان بطور مبادلہ وغیرہ اس کمی کو پورا کرتے ہیں ۔ ماہ ستمبر کا آمد خرچ دیکھا آمدنی کل للعہ تھی اور صرف للعہ ۱۴۱ ہوا ۔ پہلے سے سلک میں کچھ نہ تھا کمی کو قرض سے پورا کیا گیا تعلیم نسوان کا مسئلہ بالکل واضح ہو چکا ہے۔ محتاج بیان نہیں ضرورت ہے کہ ہمدردان قوم مدرسہ کی مالی امداد کریں تاکہ اسکی موجودہ صورت بھی باقی رہ سکے اور دستکاری وغیرہ کا بھی انتظام ہو سکے ۔ خدائے تعالیٰ کارکنان مدرسہ کی ہمتوں میں ترقی عطا فرمائے اور اس مدرسہ کو قائم رکھے اور اسکے ذریعہ اجمیر شریف کی مسلمان بچیوں کو آیندہ نسلوں کی قابل مائیں بنائے آمین ۔ بحرمت سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ وعلی آلہ وصحبہ صلوات رب العلمین ۔

محمد نور الدین اجمیری عفا عنہا الباری ۲ رجمادی الثانی ۱۳۵۳ھ

تنظیم

(گذشتہ سے پیوستہ)

دراصل حالات یاس انگیز و الم ناک ہیں مگر بہائی! اسلام میں ناامیدی بھی کفر ہے

اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

مگر پھر بھی ہم مایوس ہی کیوں ہوں؟ اللہ تو مسلمانوں کیسا تھ ہے سه

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور رب السموات والارض تو خود اسلام کی حفاظت کریگا کیونکہ یہ اوسیکا منتخب کردہ پسندیدہ و مکمل دین ہے جیساکہ ارشاد ہے سه

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝

ایک اور دوسری جگہ ارشاد ہے سه وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

یعنی

نہ ہمت ہارو اور نہ رنجیدہ ہو اگر تم سچے مسلمان ہو تو (آخر کار) تمہارا ہی بول بالا ہو ہے۔

صفی نے کیا خوب کہا ہے سه

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اوتنا ہی یہ اوبھرے گا جتنا کہ دبا دینگے

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اب ہمکو کیا کرنا چاہئے، وہی کرنا چاہئے جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے کیا تہا یعنی قرآن مجید و فرقان حمید کا سچا و پکا عامل بنا چاہئے کیونکہ وہ اسی قرآن مقدس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بدولت اگر ایک طرف خدائے قدوس کے سچے پرستار رہتے تو دوسری جانب دنیا کے شہنشاہ تھے جیساکہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جب اہل روم سے جنگ و جہاد جاری تہا تو اونکے ایک جاسوس نے اپنی قوم سے کہا تہا۔

"بِالَّيْلِ رُهْبَانٌ وَبِالنَّهَارِ فُرْسَانٌ" یعنی یہ لوگ رات کے وقت راہب ہوتے ہیں اور دن کیوقت سپاہی بنجاتے ہیں" یہ مقولہ اوس زمانہ میں عام اہل اسلام کے لئے غیر اقوام میں پوری طور پر مشہور رتہا ۔ قرآن کی تعلیمات تو ہماری زندگی کی مسلک ہی ہوں، اور انپر سختی کیساتھ عمل کرنا ضروری ہی ہوا مگر اس ہی کے اجزا کچھ اور ضروری امور تشریح طلب ہیں اور وہ چودہ اصول ہیں جو میں آپسے بیان کرونگا اور جن کے پابند ہونے کے لئے اکثر زعماء اسلام نے زور دیا ہے ۔ اگرچہ پریذیڈنٹ ولسن آف امریکہ اپنی مشہور زمانہ چودہ اصول میں سیاسی دنیا میں کامیاب نہو سکا مگر میں یہ نہایت زور کیساتھ عرض کرونگا کہ اگر آپ نے ان چودہ اسلامی اصول پر کلی طور پر عمل کیا اور پابند رہے تو آپ اپنے مقصد حیات میں ضروری کامیاب ہونگے وہ چودہ اسلامی اصول حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اپنے ایمان کو راسخ اور کامل کرنا۔

(۲) اوامر و نواہی اسلام کی سختی کیساتھ پابندی کرنا خصوصاً صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ، اور سچ کو اختیار کرنا اور جھوٹ سے پرہیز کرنا۔

(۳) اپنی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر خاص اور پوری توجہ رکھنا

(۴) اپنے لڑکوں کو آوارگی سے بچانا اور اونکو بچپن ہی سے اسلامی اخلاق سکہانا اور اونکو ایسی تعلیم دینا جو دین و دنیا دونوں میں کارآمد و مفید ثابت ہو اور اسی غرض سے مدارس قائم کرنا۔

(۵) فضول خرچی سے پرہیز کرنا اور کفایت شعاری کو اختیار

حوادث محلیہ

زائرین کی حاضری آستانہ

کچھ دنوں سے ہمارے دوست ہندوستان کے مشہور انشاپرداز مولانا سید محمد صاحب ناصر جلالی دہلوی خلف و سجادہ نشین حضرت مولانا شاہ سید حمزہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی بغرض حاضری آستانہ اجمیر آئے ہوئے ہیں اور ہنوز یہیں مقیم ہیں،

مولانا کے زیرادارت اجمیر شریف سے عنقریب ایک ماہوار رسالہ "توحید" بھی جاری ہونے والا ہے، اس رسالہ کا مقصد تصوف، مذہب اور اخلاق ہے اور اس میں بھی ادب ہر طرح ملحوظ رہیگا، ہم اس رسالہ کی کامیابی کے لیئے دست بدعا ہیں۔

۶ر نومبر ۱۹۲۸ء کو صبح دس بجے کی ٹرین سے نورنگ آباد ضلع سیتاپور کی رانی صاحبہ بغرض زیارت وارد اجمیر شریف ہوئیں، دو روز یہاں قیام فرمایا، اپنے وکیل کی معرفت زیارت کی اور بتاریخ ۸ر نومبر ۱۹۲۸ء کو شام کے ۵ بجے کی ٹرین سے واپس تشریف لیگئیں، جناب صاحبزادہ مولوی سید عبدالمجید صاحب کے یہاں قیام فرمایا۔

۶ر نومبر ۱۹۲۸ء کو صبح ۱۰ بجے کی ٹرین سے جناب مرزا اشتاق علی صاحب تعلقدار ریاست سعادت نگرادہ بغرض زیارت آستانہ عالیہ اجمیر شریف ہوئے، ایڈورڈ میموریل میں قیام فرمایا اور اپنے وکیل صاحبزادہ سید سرفراز علیصاحب جاگیردار نانڈلہ کے ذریعہ شرف حاضری آستانہ سے بہرہ اندوز ہوئے۔

۷ر نومبر ۱۹۲۸ء کو صبح میل ٹرین سے جلپائی گوڑی بنگال کی بیگم صاحبہ اپنے ہر دو داماد جناب غلام کبریا صاحب چودہری اور چودہری غلام جبار صاحب کے ہمراہ بغرض حاضری آستانہ وارد اجمیر ہوئیں، اور انکے ہمراہ جناب ولی الرحمن صاحب وکیل جلپائی گوڑی بھی ہیں، ان سب حضرات نے اپنے اپنے وکلا کے ذریعہ شرف حاضری آستانہ حاصل کیا۔

قبول اسلام ۹ر نومبر بروز جمعہ بعد نماز جمعہ جامع مسجد شاہجہانی درگاہ معلی میں کشور سنگھ ولد موتی سنگھ قوم ٹھاکر عمرہ ۲۰ سال ساکن ضلع ناگپور نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا، اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا، اللہ استقامت بخشے۔

حادثہ ۷ر نومبر کو توپخانہ کے کچھ انگریز سولجر نہانے اور تفریح کرنے کی غرض سے موضع راجوسی کے تالاب پر گئے، یہ لوگ قریباً ۲۰، ۲۵ تھے، نہاتے ہوئے ایک سولجر جو شاید تیرنے میں زیادہ مشاق نہ تھا غرق ہوگیا، لاش اسی وقت تالاب سے باہر نکال لیگئی۔

اخبار الھند

سندھ خلافت کانفرنس منعقدہ سکھر نے جو بصدارت مولانا حسین احمد صاحب ۲۷-۲۸ اور ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو منعقد ہوئی تھی نہرو رپورٹ کو چند ضروری ترمیموں کیساتھ جو خاص طور پر مسلم مفاد و حقوق سے تعلق رکھتی ہیں مشروط طور پر منظور کرلیا ہے۔

بمبئی۔ انجمن اقتصادیات ہند کا بارہوان سالانہ جلسہ میسور یونیورسٹی کے زیراہتمام ۲-۳ اور ۴ جنوری ۱۹۲۹ء میسور میں منعقد ہوگا۔

لاہور۔ آج سائمن کانفرنس نے غیر سرکاری شہادت کی سماعت کی جس میں کمیشن کی تحقیقات پنجاب کے سب سے زیادہ اہم مسئلہ کا آغاز ہوا۔ ہندوؤں کے وفد نے صبحکو شہادت پیش کی اور مسلمانوں کے وفد نے دوپہر کے بعد۔

لاہور۔ سائمن کمیشن اور ہندوستانی مرکزی کمیٹی ۱۷ر نومبر کو پشاور پہنچینگے تاکہ صوبہ سرحد کے متعلق غیر سرکاری خیالات سے بھی کمیشن کو آگاہی ہوجائے۔ صدر کمیشن نے سر سنکرن نائر سے مشورہ کرنے کے بعد نواب سر عبدالقیوم خان میجر احمد اکبر خان نواب احمد نواز خان اور پشاور کے رائے بہادر کرم چند کو مدعو کیا ہے تاکہ وہ کمیشن کے اجلاس پشاور میں شریک ہوکر حصہ لیں۔

شئون اسلامیہ

مصر۔ حکومت نے وفد پارٹی کے اخبار "البلاغ" کو ۱۵ ستمبر سے چار مہینے کے لئے بند کردیا ہے۔ عبدالقادر حمزہ ایڈیٹر "البلاغ" نے ایک نئی ترکیب یہ سوچی ہے کہ اس عرصہ میں چھ ہفتہ وار اخبار ہر روز ایک ایک شائع کریں تاکہ "البلاغ" کی بندش کی تلافی ہوجائے علاوہ ازیں "کوکب الشرق" بھی وفد پارٹی کی حمایت کررہا ہے۔

موتمر نے وفد پارٹی اور محترم لیڈر مصطفی کمال پاشا پر اپنے کامل وثوق و اعتماد کا اظہار کیا۔ کانفرنس نے ان تجاویز کی ایک ایک نقل نحاس پاشا، ام المصریین اور مسٹر مکڈانلڈ کے پاس بذریعہ تار بھیجیں اور مکڈانلڈ کے خط میں انگلستان کی مصر کے متعلق موجودہ سیاست پر احتجاج کیا گیا۔

انگورہ کے ڈائرکٹر جنرل شعبہ مواصلات نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۸ء تک وزن اٹھانے کے لئے برقی مشینوں کو مہیا کرنے کے لیئے ٹنڈر طلب کئے ہیں۔ جو کارخانے ٹنڈر داخل کرنا چاہیں وہ ماورائے بحر کے تجارتی شعبہ کے پاس ۳۵ اولڈ کوئین اسٹریٹ لندن کے پتہ سے مفصل معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔

براہ کرم خط و کتابت میں اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے جو آپکے پتہ کی چٹ پر لکھا رہتا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ مینیجر

(بقیہ مضمون صفحہ ۶)

کرنا اور سودی لین دین سے اپنے آپ کو بچانا کیونکہ یہ دونوں اسلام میں حرام، و ایک درجہ میں ہیں۔

(۶) اپنے قوائے بدنیہ کو ترقی دینا اور تندرستی کو قایم رکھنا۔ فنون سپاہ گری کو سیکھنا تاکہ عندالضرورت اپنی اور اسلام و مسلمین کی حفاظت و مدافعت کے قابل ہوسکیں۔

(۷) پیشہ کو برا نہ سمجھنا تجارت صنعت۔ و حرفت اور کاشت کو اختیار کرنا۔

(۸) اپنی اوس سب سے زیادہ قیمتی دولت جو کہ گھٹتی ہی بڑھتی نہیں یعنی وقت کو ضائع نہ کرنا بلکہ اوسکا صد درجہ پابند ہونا۔ اور جب کبھی فرصت ملے بھولکر بھی بیکار نہ بیٹھنا بلکہ کچھ نہ کچھ کرتی رہنا۔

(۹) آپس میں اتحاد و اتفاق رکھنا خواہ اسلام کے کسی فرقہ کے ہوں اور خواہ کسی خیال کے ہوں سوائے کسی بڑے اختلافی مسئلے کے اگر جب کوئی مشترکہ معاملہ پیش آجائے تو آپس میں اتفاق کرنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا لازمی اور فرض سمجھنا کیونکہ جب ہمارا خدا واحد، رسول واحد، پیغام نجات واحد تو ہم مسلمان بھی کیوں نہ واحد ہوجائیں۔

(۱۰) زکوۃ کا پیسہ سوائے یتیموں بیواؤں اور اپاہجوں اور جو مستحق ہوں کسی کو نہ دینا اور پیشہ ور توانا گداگروں کو محنت و مزدوری کیجانب نرمی سے سمجھا کر رغبت دلانا۔

(۱۱) جہانتک ممکن ہو تقوی اختیار کرنا کیونکہ متقیوں اور پرہیزگاروں کو ہدایت منجانب اللہ ہوتی ہے اور اونکی ادعیہ قبول ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسکی تشریح کلام ربانی کی اکثر آیات سے ہوتی ہے۔

(۱۲) مسلمانوں کی اصلاح و تنظیم کے لئے محلہ بہ محلہ علی انجمنیں قایم کرنا اور اونکا تمام کام حساب کتاب باقاعدہ و باضابطہ رکھنا اور کام کرنے والوں کی ہمت بڑھانا اور ایسی بات نہ کرنا جس سے وہ پست ہمت ہوں البتہ اگر اون سے کوئی غلطی سہواً یا عمداً سرزد ہوجائے تو فوراً اسکو معاف کرنا یا تنبیہ کرنا۔

(۱۳) حتی الامکان اہل قبلہ کی تکفیر سے اجتناب کرنا۔

(۱۴) اسلام کی تبلیغ کرنا کیونکہ رب السموات والارض نے مسلمانوں کو اسلام کا داعی بناکر بھیجا ہے جیسا کہ آیت قرآنی سے

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ؕ الخ۔ باقی

نوشتہ

غلام محمد معین الدین خاں

آنریری سیکرٹری مدرسہ نسوانیہ برکات سلطانیہ اجمیر شریف

مورخہ ۸ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ نبوی

نام عبدالرحمن رکھا گیا۔ اللہ تعالی استقامت عطا فرمائے۔ موصوف تعلیمیافتہ اور میٹرک کامیاب ہیں۔

برید فرنگ

لندن - سرولیم جوائینسن ہکس وزیر داخلہ نے آولمپیا مین سائیکل اور موٹر سائیکل کی نمائش کا افتتاح کیا - اپنی تقریر مین انہون نے اس صنعت وحرفت کو برطانیہ کی ایک اہم صنعت سے تعبیر کیا - نمائش میں سب سے زیادہ قیمتی موٹر سائیکل دو سو پونڈ کی ہے اور دوسری صرف ایکسو ۲ پونڈ کی -

شنگہائی - جس مقام پر پہلے روسی ایشیائی بنک تہا وہین اب چین کا سنٹرل بنک قائم ہوا ہے جسکا افتتاح نہایت شان وشوکت کیساتھ عمل مین آیا - پریسیڈنٹ چیانگ کائی شیک اور جماعت سفر کے ارکان اس تقریب مین موجود تہے - بنک مذکور کے گورنر مسٹر ٹی وی سونگ نے جو چین کے وزیر مالیات بہی ہیں اپنی تقریر مین فرمایا کہ اس بنک کا انتظام اور نگرانی براہ راست حکومت احیار سے متعلق ہوگی - یہ کوئی تجارتی ادارہ نہین ہے بلکہ ایک قومی ادارہ ہے -

نانکن - مسز چیانگ کائی شیک جو پریزیڈنٹ چین کی بیوی اور مسز سن یاٹ سین کی بہن ہین محکمہ قانون کی کونسل مین ممبر مقرر کردی گئین -

ٹوکیو - آج کیوٹو مین شہنشاہ جاپان کی تخت نشینی کی مراسم ادا کئے جائینگے - سڑکون اور دوکانون کو خوب سجایا جارہا ہے مختلف قسم کے مراسم اس سلسلہ مین ادا کیئے جائینگے - خیال ہے کہ اسپر کل پچاس لاکھ پونڈ حکومت کو صرف ان مراسم پر صرف کرنے پڑینگے - شاہ جاپان ٹوکیو سے کیوٹو روانہ ہوگئے جہان تاجپوشی کے مراسم ادا کیئے جائینگے -

ایک ہزار سال سے زیادہ کا اخبار

حال ہی مین انکشاف ہوا ہے کہ چین مین دنیا کا سب سے پرانا اخبار موجود ہے جسکا نام "پیکن گزٹ" ہے اور جسکو جاری ہوئے ایک ہزار سال سے زیادہ ہوگئے ہیں - اس اخبار کی صرف عمر ہی زیادہ نہیں ہے بلکہ اسکی اشاعت کے دوران میں اس کو پندرہ سو کے قریب کے ایڈیٹر اپنے مخالفون کے ہاتہون قتل کرانے پڑے ہیں اب قارئین خود ہی اندازہ لگائین کہ اسکے کتنے رپورٹر ذبح کیئے گئے ہونگے -

دہلی - ۵ نومبر ۱۹۲۸ء - اعلیحضرات امیر المومنین شاہ دکن کو ہز اکسلنسی وائسرائے بہادر نے لنچ پر مدعو فرمایا - اور ۶ - نومبر کو اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ نے ہز اکسلنسی وائسرائے بہادر کو چائے پر مدعو فرمایا

دائمی نرخنامہ اشتہارات اخبار "آستانہ"

تعداد	ایکبار	ایکماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۲ بار)	چھہ ماہ (۲۴ بار)	ایکسال (۴۸ بار)
⅛ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کیلئے فی سطر ۸ر کے حساب سے اجرت لیجائیگی

منیجر اخبار آستانہ اجمیر

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ طبع کراکر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ... ان ۴۱۲

بطفیل حضرت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نوازؒ از حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاکِ آستانۂ تو

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ۱ر

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس - ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء - یوم جمعہ | نمبر ۱۴

نوائے خلیل

از امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ سر محمد ابراہیم علی خاں بہادر صولت جنگ
والیٔ ٹونک (جی سی، ایس، آئی - جی سی، آئی، ای)

کس لطف کس مزے کی ہے طرز بیانِ دل
سنئیے تو یا حضور کبھی داستانِ دل

جنت پسند کرتا ہے یا کوئے مصطفےٰؐ
اے شیخ لیکے دیکھ کبھی امتحانِ دل

کیا بن رہی ہے دل پہ فراقِ رسولؐ میں
کسکو سناؤں کس سے کہوں داستانِ دل

ذکرِ رسولؐ دل کو بہت ہی پسند ہے
دل کی سی جو کہی ہے وہی مہربانِ دل

رہتی ہے اسمیں الفتِ سردارِ انبیاؐ
اسواسطے پسند ہے حق کو مکانِ دل

پہلو سے آرہی ہے صدا یا رسولؐ کی
گویا ہوئی ہے عشقِ نبیؐ میں زبانِ دل

مردہ ہے دل وہ جسمیں نہیں یادِ مصطفےٰؐ
ہمتو خلیل اسکو سمجھتے ہیں جانِ دل

(غیر مطبوعہ)

وارداتِ مغنی

(از جناب مولانا خواجہ مغنی اجمیری)

(غیر مطبوعہ)

محسوساتِ ضوی

(غیر مطبوعہ)

رشد وہدایت

اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَسْتَاْنِسَ بِاللّٰہِ فَاسْتَوْحِشْ مِنْ نَفْسِکَ وَقَالَ لَوْ ذُقْتُمْ حَلَاوَۃَ الْوُصْلَۃِ لَعَرَفْتُمْ مَرَارَۃَ الْقَطِیْعَۃِ

(عن الشبلی رضی اللہ عنہ)

تشریح۔ اللہ سے محبت کا دعویٰ جبھی کرسکتا ہے کہ تو پہلے اپنی خودی کو مٹا دے۔ اور فرمایا کہ تلخیٔ فراق کی شدت اور ناگواری اسوقت تک محسوس نہیں ہوسکتی جب تک کہ تم حلاوتِ وصال کا مزہ نہ لے لو

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیے روز آستانے کے لئے (معینی مدظلہٗ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۴

سیٹھی جی سے ایک سوال

(سید الیاس رضوی کے قلم سے)

ایک مقامی ہفتہ وار اخبار نے جس کے سرورق پر پنڈت ارجن لال صاحب سیٹھی سیکرٹری پراونشل کانگرس کمیٹی و پریسیڈنٹ راجپوتانہ انڈیپنڈنس لیگ کا نام نامی بحیثیت "مشیر سیاسی" مزین ہے اپنے ۳ نومبر کے منتخب ایڈیشن میں میونسپل الیکشن کے سلسلہ میں ایک حلقہ کے ممبر کے متعلق چند واقعات کا اظہار کرتے ہوئے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ "کلکتہ سے ۱۶ سولہ سو روپیہ کانگرس کمیٹی اجمیر کے لئے آیا تھا، یہ روپیہ پنڈت ارجن لال سیٹھی جی سکرٹری پراونشل کانگرس کمیٹی نے ویدک نیترالہ پرس کمیٹی میں جمع کرا دیا تھا، وہ میونسپل ممبر صاحب بھی ویدک نیترالہ پرس کمیٹی کے ایک رکن خصوصی ہیں، چونکہ سیٹھی جی نے ہنگامۂ اجمیر میں مسلمانوں کے خلاف شہادت نہیں دی تو وہ لوگ کانگرس کا سولہ سو روپیہ دبا کر بیٹھ گئے، حالانکہ سیٹھی جی کے پاس جو خطوط و کاغذات کلکتہ سے آئے ہیں ان سے ثابت ہے کہ وہ روپیہ کانگرس کا ہے"

بہرحال یہ تمام واقعہ بیان کرکے اخبار مذکور نے اس حلقہ کے مسلمان ووٹروں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ انکو ہرگز ووٹ نہ دیں اس لئے کہ ان ممبر صاحب نے مسلمانوں کے خلاف یہ یہ حرکات کی ہیں، اور چونکہ پنڈت ارجن لال جی سیٹھی اس اخبار کے مشیر سیاسی ہیں اور اس کے علاوہ ان ممبر صاحب سے ناراض بھی ہیں اس لئے یہ تو یقینی ہے کہ یہ انکشاف خود سیٹھی صاحب ہی کی اطلاع دہی اور ایما پر ہوا ہے، سردست ہمکو اس مسئلہ پر بحث نہیں کرنا ہے گو ہم عنقریب اس حلقہ کی ممبری کے متعلق بھی اپنی رائے ظاہر کرینگے مگر اس واقعہ کے پبلک میں آجانے کے بعد ہمارے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ ہم سیٹھی جی سے ایک سوال کریں، اور ہم امید کرتے ہیں کہ سیٹھی صاحب ٹھنڈے دل سے ہم کو اسکا جواب مرحمت فرما کر ہمارے ان شبہات کا ازالہ کردیں گے جو اس اطلاع کے بعد ان کی جانب سے شہر کے اکثر مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوچکے ہیں۔

سیٹھی جی سے ہمارا سوال یہ ہے کہ جب وہ روپیہ کلکتہ سے صرف کانگرس کے لئے بھیجا گیا تھا تو پھر وہ کانگرس کے خزانچی کے پاس کیوں جمع نہیں کرایا گیا اور کانگرس کے رجسٹر آمد و خرچ میں اس رقم کا اندراج کیوں نہیں ہوا، اس سے دو باتوں پر روشنی پڑتی ہے یا تو سیٹھی صاحب نے کانگرس کے خزانچی کو متدین اور معتبر نہیں سمجھا اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر سیٹھی جی کی اپنی پوزیشن مشکوک ٹھہرتی ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ، اس وقت سیٹھی جی کی بھی آریہ سماج پارٹی سے گاڑھی چھنتی تھی مگر شاید باہمی امور کا خاطر خواہ تصفیہ نہ ہونے کی صورت میں آج پانچ سال کے بعد سیٹھی جی نے یہ راز فاش کیا، اول تو کانگرس کے روپیہ کو "ویدک نیترالہ پرس کمیٹی" کے حوالہ کرنا ہی انتہائی بے قاعدگی اور بہت زیادہ قابل گرفت اور موجب اعتراض بات ہے جس کی کم از کم سیٹھی جی جیسے ذمہ دار شخص سے توقع نہیں ہوسکتی تھی اور اگر یہ بھی تھا تو پھر سیٹھی جی نے اس سے پہلے اس معاملہ کو پبلک میں کیوں نہ پیش کیا؟

اگر سیٹھی جی اس معاملہ میں کوئی تشفی بخش جواب نہ دے سکیں اور پبلک کو مطمئن نہ کرسکیں تو پھر کانگرس کے روپیہ کو شدہی میں صرف کرانے کا پورا ذمہ دار خود سیٹھی جی کو کیوں نہ سمجھا جائے؟

عربوں میں صنعت شیشہ گری

آج سے ۵ سال پہلے بیت المقدس کی ایک امریکن دوکان میں شیشہ کا ایک پیالہ تھا جسکی سطح کے اندر اس صنعت سے چھوٹی چھوٹی مچھلیاں بنائی گئی تھیں کہ دیکھنے والوں کو پانی میں تیرتی نظر آتی تھیں، اس میں یہ صنعت تھی کہ مچھلیاں نہ اوپر کندہ تھیں اور نہ ابھری تھیں بلکہ ڈھالتے وقت شیشہ کی تہ کے اندر بنا دی گئی تھیں، اس پیالہ کے ایک حصہ پر "برسم سنجر شاہ" لکھا تھا، یہ سلطان سنجر پانچویں پشت میں سلطان سلجوق بادشاہ بغداد کا پوتا ہے اور سلطان سنجر نے ۵۵۲ھ م ۱۱۰۷ء میں وفات پائی، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیالہ چھٹی صدی ہجری کی بغدادی صنعت کا نمونہ ہے

لمحات فکریہ

میونسپل بورڈ اجمیر کی روئداد

کچھ عرصہ سے مقامی معزز معاصر "صلح کل" اس امر کی تحریک کر رہا ہے کہ میونسپل کمیٹی اجمیر کی روئداد اردو زبان میں بھی شائع ہونا چاہیئے، ہم بھی اپنے معاصر کی اس مفید تحریک کی تائید کرتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ میونسپل کی ماہانہ کمیٹیوں کے اجلاس کی روئداد کا شائع ہونا نہایت ضروری ہے اس لئے کہ میونسپل ایک پبلک جماعت ہے اور صرف پبلک کے رفاہ و آسائش کے لئے ہی اور اسی لئے گورنمنٹ نے اسکا نظم و نسق پبلک ہی کے ہاتھوں میں دیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی کارروائیاں بھی پبلک میں شائع ہوں، ہم تمام ممبران میونسپل بورڈ اور صاحب کمشنر بہادر اجمیر میرواڑہ کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ وہ میونسپل کی روئداد اردو زبان میں شائع کرنیکا انتظام کریں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت

مولانا شفیع داؤدی ایم۔ ایل۔ اے صدر خلافت مرکزیہ اور سید الاحرار مولانا حسرت موہانی نے مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کی صدارت کے متعلق ایسوشی ایٹیڈ پریس کے ذریعہ ایک اعلان شائع کیا ہے اور مولانا محمد علی صاحب کا نام آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے لئے پیش کیا ہے، آل پارٹیز کانفرنس اور نہرو رپورٹ کے بعد مسلمانانِ ہند کی قومی اور سیاسی زندگی کے لئے ایک نہایت نازک دور شروع ہوگیا ہے اسلئے ضروری ہے کہ مسلم لیگ کی صدارت اور قیادت کے لئے بھی کوئی ایسا شخص انتخاب کیا جائے جو وقت کی تمام نزاکتوں اور ذمہ داریوں کا لحاظ کرتے ہوئے نہایت مخلصانہ طریقہ پر مسلمانوں کی رہبری کرسکے۔

ان تمام امور پر نظر کرتے ہوئے موجودہ نازک صورت حال میں ہم مولانا شفیع داؤدی اور مولانا حسرت موہانی کی اس تحریک کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں اور لیگ کی صدارت کے لئے مولانا محمد علی کے انتخاب کو نہایت بہتر، موزوں اور ضروری سمجھتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مسلم لیگ کونسل کے ارکان اور مسلمانانِ ہند بھی اس مناسب تجویز پر ضرور لبیک کہیں گے۔

یہ ظلم ہے یا انصاف؟

خاص اطلاعات سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ فسادات کرانہ کے سلسلہ میں انتیس ۲۹ مسلمانوں کو سخت سزائیں دی جاچکی ہیں اور گیارہ مسلمانوں کے متعلق سفارش کی گئی ہے کہ انکو سیشن سپرد کردیا جائے۔

اگر وہ مسلمان دراصل مجرم ہیں، انہوں نے قصور کیا ہے، وہ قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہیں، ان کی وجہ سے ریاست کے امن و اطمینان میں فرق پڑا ہے تو ہم کہتے ہیں ان کو سزا ملنی چاہئے تھی اور ریاست مارواڑ کے حکام اُن کو سزا دینے میں حق بجانب ہیں، لیکن اگر واقعات اسکے برعکس ہیں اور مسلمان مجرم نہیں، ان کا ان فسادات کی تہ میں کوئی ہاتھ نہیں، انہوں نے پہلے سے فساد کی تیاریاں نہیں کیں، وہ لڑنے پر آمادہ نہیں تھے، وہ قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ انکے معبد کی توہین کی گئی، ان کو اشتعال دلایا گیا، عوام ہندؤں کو ان کے خلاف اُکسایا گیا، ان پر ظلم اور زیادتیاں کی گئیں تو پھر آج دُنیا کا کونسا قانون ہے جو اُلٹا انہیں کو مجرم بنا کر ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالے اور انکو جیلخانہ بھیجدے؟

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قانون و انصاف کے پردہ میں مارواڑ کے متعصب ہندو حکام وہ سب کچھ کر رہے ہیں جسکی نظیر اس زمانہ میں مشکل سے ملیگی۔

کیا گورنمنٹ برطانیہ قانون و انصاف کے اس قتل عام کو خاموشی سے دیکھتی رہے گی؟ اور ان روایات کو صدمہ پہونچائے گی جو اسکے انصاف، معدلت پروری کے متعلق عام طور پر بیان کی جاتی ہیں اور جس کے لمبے چوڑے دعوے کئے جاتے ہیں؟

شوکت اور مونجے!

کانپور میں مسلم کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے مولانا شوکت علی صاحب نے جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا وہ مسلمانان ہند کے جذبات کی صحیح ترجمانی تھی، ناگپور کے مشہور ڈنڈے باز مونجے مولانا شوکت کی اس دلیرانہ گرج سے بہت چراغ پا ہوئے اور انہوں نے مولانا شوکت علی کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کر دی ہے، مسلمانوں نے ہمیشہ ایسے یاوہ گو، بیہودہ اور متعصب افراد کے حال و قال سے بے اعتنائی برتی ہے اور کبھی ان کے اقوال و افعال کو اپنے مخالف ایک پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دی، مونجے اور ان کی تمام برادری اسی طرح بکے جائے مسلمان وہی کرینگے جو انکو کرنا ہے،

ہمارے مقامی ایجنٹ

اہل اجمیر کی آسانی اور آرام کی خاطر ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شہر کے مختلف مقامات پر "آستانہ" کی ایجنسیاں قایم کر دی جائیں۔ چنانچہ ایک ایجنسی "درگاہ بازار" میں قایم بھی ہو گئی ہے۔ لہذا جن صاحب کو ضرورت ہو وہ علاوہ دفتر آستانہ کی حسب ذیل ایجنسی سے بھی "آستانہ" خرید سکتے ہیں۔

محمد حسین محمد قاسم ایجنٹ اخبارات
درگاہ بازار۔ روبروی پھاٹک موتی کٹلہ اجمیر شریف

نقد و تبصرہ

"تازیانہ" کا نظام نمبر

کچھ عرصہ سے لاہور سے ایک نیا ہفتہ وار اخبار "تازیانہ" جناب حکیم محمد یوسف حسن صاحب مدیر "نیرنگ خیال" نے جاری کیا ہے "تازیانہ" نے حکیم صاحب موصوف کی تجربہ کار اور قابلانہ ادارت کے باعث بہت جلد ترقی کی اور اسکا شمار پنجاب کے ممتاز اخبارات میں ہونے لگا ہے۔ ابھی دہلی میں ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ کی تشریف آوری دہلی کے موقعہ پر "تازیانہ" نے "نظام نمبر" شایع کیا ہے جو اپنی تمام خصوصیات کے اعتبار سے قابل دید ہے اور اس میں بہت سے عمدہ اور قابل قدر مضامین درج ہیں۔ آرٹ پیپر کے ایک صفحہ پر اعلیحضرت شہریار دکن کی نہایت خوبصورت تصویر اور ریاست حیدرآباد دکن کا نقشہ بھی ہے قیمت فی پرچہ ۳/

پتہ۔ "دفتر تازیانہ" لاہور

"صداقت" کا عثمان نمبر

اعلیحضرت شہریار دکن کے ورود دہلی پر میرٹھ کے اخبار "صداقت" نے بھی اپنا عثمان نمبر شایع کیا ہے جس میں ریاست حیدرآباد دکن کے متعلق قیمتی تاریخی مضامین درج کئے گئے ہیں۔

پتہ:۔ دفتر "صداقت" میرٹھ

"ہلال" لاہور

لاہور سے مرزا کیف صاحب کی زیر ادارت ایک نیا ہفتہ وار اخبار "ہلال" جاری ہوا ہے۔ مضامین اچھے اور ہر مذاق کے ہوتے ہیں۔ کتابت و طباعت بھی عمدہ ہے۔ چندہ سالانہ سے/

پتہ منیجر صاحب "ہلال" لاہور

"مجاہد" راولپنڈی

ایک اور نیا ہفتہ وار اخبار "مجاہد" بھی راولپنڈی سے شایع ہونا شروع ہوا ہے۔ ابھی پہلا ہی نمبر نکلا ہے۔ کتابت و طباعت نیز مضامین وغیرہ کے اعتبار سے اُمید کی جاتی ہے کہ انشاءاللہ ترقی کریگا۔ چندہ سالانہ للعہ/

"الجامعہ" مونگیر

جامع علم و عمل حضرت مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں جامعہ رحمانی مونگیر سے ایک ماہوار رسالہ "الجامعہ" جاری ہوا ہے۔ مولوی عبدالصمد صاحب رحمانی اسکے ایڈیٹر ہیں، مضامین زیادہ تر مذہبی و تاریخی ہوتے ہیں، کتابت و طباعت خوب ہے۔ چندہ سالانہ سے/ پتہ دفتر جامعہ رحمانی مونگیر

"اسلام" امرتسر

یہ ماہوار رسالہ امرتسر سے نکلتا ہے۔ اسکا رسول نمبر بعض نہایت قیمتی اور ضروری مضامین سے مزین ہے۔ ہم اس رسالہ کی کامیابی کی دعا کرتے ہیں کتابت و طباعت غنیمت کاغذ معمولی چندہ سالانہ عہ/

پتہ۔ منیجر رسالہ اسلام امرتسر

رموز و نکات

اجتماع ضدین اگرچہ محال ہے لیکن بعض اوقات اجتماع کی نوعیت کچھ ایسی خاص صورتیں اختیار کر لیتی ہے کہ یہ محال بھی ممکن معلوم ہوتا ہے منجملہ ان خاص نوعیتوں کے ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی "کثیف" شے کو "لطیف" نام سے شہرت دیجائے یا کسی اچھی چیز کو برے نام سے پکارا جائے، سوء "اتفاق" سے اسی قسم کا ایک مرحلہ ہمارے سامنے بھی درپیش ہے اور عنقریب ماہرین لغات و ادب کا ایک کمیشن اس باب میں متعلق افراد کی شہادتیں قلمبند کریگا، صورت حال یہ ہے کہ ایک صاحب نے بزعم خود "عرفان" کی منازل طے کر کے خود اپنا ایک نام تجویز کیا جو بے انکا عرف عام ہے، یہ نام گو بادی النظر میں ہوائی سہی مگر ایک لطیف شئی پر دلالت کرتا ہے، پورے نام میں صرف دو حرف منقوط ہیں، ان میں دو نقطے ہیں اور یہ نقطے بالائی ہیں، ان نقطوں میں ایک خاص صفت یہ ہے کہ اگر دونوں کو یکجا کر کے اس نام کے پہلے حرف پر پڑھے جائیں تو اس سے جو لفظ بنتا ہے اسمیں اور پہلے لفظ کے معنی میں بالکل ضد واقع ہو جاتی ہے یعنی جو معنی دونوں نقطوں کے انفصال سے پیدا ہوتے ہیں اتصال سے اسکے معنی بالکل پلٹ کے ضد ہو جاتے ہیں، لوگوں نے اسکی لمبی تاویلیں کی ہیں کوئی کہتا ہے کہ ان حضرات نے اس نام میں یہ صفت رکھی ہے کہ صرف دو نقطوں کے ہیر پھیر اور اتصال و انفصال سے انکا ظاہر و باطن معلوم ہو جاتا ہے، کسی کا خیال ہے کہ نقطوں کی انفصالی صورت انکا نام بتاتی ہے اور اتصالی صورت انکی توم اور پیشہ پر روشنی ڈالتی ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ نام "موٹے اور درشن کہوتے" کی مصداق ہے اور خود مسمی کی حالت کا آئینہ ہے کہ دور سے نام دیکھو تو تماشا اور اتصال... معلوم ہوتا ہے، اگر کبھی زیارت و درشن کی سعادت ملی تو سبحان قدرت کی ستم ظریفی کے مناظر آنکھوں کے سامنے ہونگے اور صرف نام کر شکل و حلیہ کیسے جو توقعات اور حسن ظن قایم ہو چکے ہیں، درشن ہوتے ہی کند چھری سے حلال ہو جاتے ہیں، بہتر یہی ہے اب ہم کسے رموز و نکات پر غور کرنے کے بجائے خود مسمی کو اس معمہ کے حل کی دعوت دیجائے، کیا مسمی سالمن صاحب روبرو اس مسئلہ پر اپنی شہادت پیش کریگا۔

"ڈاکٹر سر جی۔ سی۔ بوس، کی منجملہ منجملہ اکتشافات علمیہ کے جو چیز ہندوستان کے لئے بھی باعث فخر ہے وہ یہ ہے کہ نباتات میں روح ہے، ذی روح اجسام کی طرح انکی نمو ہوتی ہے اور ان میں بھی نر و مادہ کے امتیازی مراتب موجود ہیں، مگر اس عرصہ میں بوس کی لیبوریٹری کے بجائے ایک معمولی اخبار کے ادارہ نے جدید انکشاف پیش کیا ہے کہ نباتاتی اشیاء سے تیار ہونیوالی ایک چیز نے سب سے پہلا اپنے سن بلوغ کا اعلان ایک سرخ رنگ ماہوار سے کیا، پھر نہ معلوم یہ بلوغ کتنی بے چینیوں اور بے صبریوں کا حامل تھا کہ فوراً ایک معزز معاصر سے

م الجھ گیا اور آویزش کے بعد بھی ابھی "ہنی مون" کا خوشگوار زمانہ بھی ختم نہونے پایا تھا کہ یکدم تین تین نومولود کی امیدواری بھی نظر آئی جنہیں دو ماہوار اور ایک ہفتہ... تھا پہلی دو امیدواریاں تو اب ساقط ہو چکی ہیں اور تیسری کا دیکھئے کیا حشر ہو، اس بار ماہوار کو رنگ میں بھی بہت وقت ہو گیا، در مقررہ وقت میں بہت تاخیر ہو گئی، کیا ماہران طبعیات اس عقدہ کو حل کرینگے، خاص طور سے ہمارے مدیر آستانہ جو طب یونانی کے ایک ماہر فن ہیں اسکی کوئی علت بیان فرما سکتے ہیں کہ آخر یہ تمام مراحل جو شاید اور کہیں برسوں میں پورے ہوتے یہاں صرف دو مہینہ میں کیا کیا گل کھلے؟" س"

اقتباسات و تراجم

انسانیت موت کے دروازہ پر
مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

عمرو بن العاص

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شجاعت، تدبر، فتوحات سے تاریخ کے صفحات لبریز ہیں۔ مصر کی فتح سراسر انہیں کے تدبر و قیادت کا نتیجہ تھی۔ خلافت اموی کے قیام میں انہیں کی سیاست کارفرما تھی اپنے عہد کی سیاست میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مورخین نے اتفاق کیا ہے کہ عرب کی سیاست تین سروں میں جمع ہو گئی تھی، عمرو بن العاصؓ، معاویہ ابن ابی سفیانؓ، اور زیاد بن ابیہ۔ اتفاق سے یہ تینوں سر ملکر ایک ہو گئے، انہوں نے سیاسی حکمت عملیوں سے اسلامی سیاست کا دھارا اسطرف پھیر دیا جدھر وہ پھیرنا چاہتے تھے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور خلافت راشدہ کے نظام کو صرف امیر معاویہؓ کی سیاست نے شکست نہیں دی تھی اس میں سب سے زیادہ کارفرما دماغ عمرو بن العاصؓ کا تھا۔ ایک ایسے سیاسی مدبر نے موت کا کس طرح خیر مقدم کیا تھا؟

ذیل کی سطروں میں اسکی تفصیل ملیگی :۔

ایک عجیب سوال

جب بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی اور عرب کے اس دانشمند کو زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اُسنے اپنی فوج خاصہ کے افسر اور سپاہی طلب کئے۔ لیٹے لیٹے اُن سے سوال کیا "میں تمہارا کیسا ساتھی تھا؟" "سبحان اللہ آپ نہایت ہی مہربان آقا تھے، دل کھولکر دیتے تھے، ہمیں خوش رکھتے تھے، یہ کرتے تھے، وہ کرتے تھے، ... ..."

وہ بڑی سرگرمی اور جوش سے جواب دینے لگے۔

ابن عاصؓ نے یہ سنکر سنجیدگی سے کہا "میں یہ سب کچھ صرف اسلئے کرتا تھا کہ تم مجھے موت سے بچاؤ گے کیونکہ تم سپاہی تھے اور میدان جنگ میں اپنے سردار کے لئے سپر تھے لیکن یہ دیکھو! موت سامنے کھڑی ہے اور میرا کام تمام کر دینا چاہتی ہے۔ آگے بڑھو اور اسے مجھسے دور کر دو! سب ایکدوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے، پریشان تھے کہ کیا جواب دیں۔

"اے ابو عبداللہ!" دیر کے بعد اُنہوں نے کہا "واللہ ہم آپ کی زبان سے ایسی فضول بات سُننے کے ہرگز متوقع نہ تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ موت کے مقابلہ میں ہم آپ کے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔"

اُنہوں نے آہ سرد بھری "واللہ میں یہ حقیقت خوب جانتا ہوں"

انہوں نے حسرت سے کہا "واقعی تم مجھے موت سے ہرگز نہیں بچا سکتے لیکن اے کاش! یہ بات پہلے سے سوچ لیتا! اے کاش میں نے تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی اپنی حفاظت کیلئے نہ رکھا ہوتا۔ ابن ابی طالب (حضرت علیؓ) کیا ہی خوب کہہ گیا ہے: "آدمی کی سب سے بڑی محافظ خود اُسکی اپنی موت ہے۔"

دیوار کیطرف منہ کر کے رونے لگے

راوی کہتا ہے ہم عمرو بن العاص کی عیادت کو حاضر ہوئے وہ موت کی سختیوں میں مبتلا تھے، اچانک دیوار کی طرف مُنہ پھیر لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، انکے بیٹے عبداللہ نے کہا "آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یہ بشارتیں نہیں دے چکے ہیں؟" اُنہوں نے بشارتیں سُنائیں، لیکن ابن عاصؓ روتے ہوئے سر سے اشارہ کیا۔ پھر ہماری طرف مُنہ پھیرا اور کہنے لگے :۔

زندگی کے تین دور

"میرے پاس سب سے افضل دولت "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت ہے۔ مجھپر تین حالتیں گذری ہیں، ایک وقت وہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کی اپنے دل میں دشمنی نہیں رکھتا تھا، میری سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ کسیطرح قابو پاکر آپکو قتل کر ڈالوں، اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو یقیناً جہنمی مرتا۔ پھر ایک وقت آیا جب خدا نے میرے دل میں اسلام ڈالدیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا یا رسول اللہ! ہاتھ بڑھائیے میں بیعت کرتا ہوں، آپ نے دست مبارک دراز کیا مگر پھر میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، فرمایا "عمرو! تجھے کیا ہوا؟" میں نے کہا ایک شرط چاہتا ہوں، فرمایا "کونسی شرط ہے؟" میں نے عرض کیا "یہ شرط کہ میری بخشش ہو جائے" اسپر ارشاد ہوا "اے عمرو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے؟ ہجرت بھی مٹا دیتی ہے؟ حج بھی مٹا دیتا ہے؟" اسوقت میں نے اپنا یہ حال دیکھا کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کی عزت میری نگاہ میں تھی، میں سچ کہتا ہوں اگر کوئی مجھ سے آپکا حلیہ پوچھے تو میں بتا نہیں سکتا کیونکہ انتہائی عظمت و ہیبت کی وجہ سے میں آپ کو نظر بھر کر دیکھ ہی نہیں سکتا تھا اگر اس حالت میں مرجاتا تو میرے جنتی ہونے کی پوری امید تھی، پھر ایک زمانہ آیا جسمیں ہم نے بہت سے اونچ نیچ کام کئے، میں نہیں جانتا اب میرا کیا حال ہوگا؟

مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا

جب میں مروں تو میرے ساتھ رونے والیاں نہ جائیں، نہ آگ جائے۔ دفن کیوقت مجھپر مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا۔ میری قبر سے فارغ ہو کر اسوقت تک مجھ سے قریب رہنا جبتک جانور ذبح کر کے اُنکا گوشت تقسیم نہ ہو جائے کیونکہ تمہاری موجودگی سے مجھے اُنس حاصل ہوگا پھر میں جان لونگا کہ اپنے پروردگار کے قاصدوں کو کیا جواب دوں؟

بگڑتا زیادہ ہوں، بنتا کم ہوں!

ہوش و حواس آخر تک قایم تھے۔ معاویہ بن خدیجؓ عیادت کو گئے تو دیکھا نزاع کی حالت ہے۔ پوچھا کیا حال ہے؟ آپ نے جواب دیا پگھل رہا ہوں، بگڑتا زیادہ ہوں، بنتا کم ہوں، اس صورت میں بوڑھے کا بچنا کیونکر ممکن ہے؟

حضرت ابن عباسؓ سے سوال جواب

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ عیادت کو آئے، سلام کیا، طبیعت پوچھی، کہنے لگے "میں نے اپنی دُنیا کم بنائی مگر اپنا دین زیادہ بگاڑ لیا۔ اگر میں نے اُسے بگاڑا ہوتا جسے سنوارا ہے اور اُسے سنوارا ہوتا جسے بگاڑا تو یقیناً بازی جیتا ہوتا۔ اگر مجھے اختیار ملے تو فوراً اسی کی آرزو کروں۔ اگر بھاگنے سے بچ سکوں تو ضرور بھاگ جاؤں۔ اسوقت تو میں منجنیق کی طرح آسمان و زمین کے درمیان معلق ہو رہا ہوں، نہ اپنے ہاتھوں کے زور سے اوپر چڑھ سکتا ہوں نہ اپنے پیروں کی قوت سے نیچے اُتر سکتا ہوں، اے میرے بھتیجے! مجھے کوئی ایسی نصیحت کر جس سے فائدہ اُٹھاؤں۔"

ابن عباسؓ نے جواب دیا "آہ اے ابو عبداللہ! اب نصیحت کا وقت کہاں؟ آپکا بھتیجا تو خود بوڑھا ہو کر آپکا بھائی بنگیا ہے، اگر آپ رونے کیلئے کہیں تو میں رونے کو حاضر ہوں، جو مقیم ہے وہ سفر کا کیونکر یقین کر سکتا ہے؟"

عمرو بن العاصؓ یہ جواب سنکر بہت افسردہ ہوئے اور کہنے لگے "اُف! کیسی سخت گھڑی ہے! کچھ اوپر اسّی برس کا سن! اے ابن عباس تو مجھے پروردگار کی رحمت سے مایوس کرتا ہے؟ الٰہی! یہ ابن عباس ہے جو مجھے تیری رحمت سے نا امید کر رہا ہے، الٰہی! مجھے خوب تکلیف دے یہاں تک کہ تیرا غصہ دور ہو جائے اور تیری رضامندی لوٹ آئے۔"

ابن عباسؓ نے کہا "ہیہات! ابو عبداللہ! آپ نے جو چیز لی تھی وہ تو نئی تھی اور اب دے رہے ہیں وہ چیز جو پُرانی ہے! یہ کیسے ممکن ہے؟"

اسپر وہ آزردہ خاطر ہو گئے "ابن عباس! مجھے کیوں پریشان کرتا ہے؟ جو بات کہتا ہوں اُسی کو کاٹ دیتا ہے۔"

موت کی کیفیت

عمرو بن العاصؓ زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے "مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہے جنکے موت کیوقت حواس درست ہوتے ہیں مگر موت کی حقیقت نہیں بیان کرتے" لوگوں کو یہ بات یاد تھی، جب وہ خود اس منزل میں پہونچے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہ مقولہ یاد دلایا (ایک روایت میں ہے کہ خود انکے بیٹے نے سوال کیا تھا) عمرو بن العاصؓ نے ٹھنڈی سانس لی "جان من!" اُنہوں نے جواب دیا "موت کی صفت بیان نہیں ہو سکتی (بقیہ صفحہ ۷ پر)

حوادث محلیہ

دفتر آستانہ میں مصری ادیب

۱۲ ارنومبر کو۔ السید محمد فہمی مدیر جریدہ الندیم ہفتہ وار و الحقایق السیاسیہ روزانہ و الفکاہی التاہیہ ماہوار جو قاہرہ مصر سے شائع ہوتے ہیں دفتر آستانہ میں تشریف لائے، بہت دیر تک یہاں مختلف معاملات پر گفتگو کرتے رہے، صرف عربی اور فرانسیسی زبان جانتے ہیں اور کچھ انگریزی سے بھی واقف ہیں، اسی صحبت میں انہوں نے اس اجتماع کے متعلق ایک قطعہ فی البدیہ لکھا جو درج ذیل ہے:—

یَا سَادَةً شَرَّفُوا اَهلًا بِمُجتَمعٍ
اَبْدَیتُمُوا الآنَ مَا لِیْنتُم مِنَ الاَرَبِ
هٰذا ابنُ مِصرَ بِاَجمیرٍ یَقُولُ لَکُم
قَولًا جَمِیلًا اَتیٰ عَن شَاعِرِ العَرَبِ
لَیسَ الجَمَالُ بِاَثوَابٍ تُزَیِّنُنَا
اِنَّ الجَمَالَ جَمَالُ العِلمِ وَالاَدَبِ

زائرین کی حاضری

۱۲ ارنومبر کو سیٹھ حاجی عثمان عبد الغنی صاحب سوداگر رنگون بغرض حاضری آستانہ وارد اجمیر ہوئے، مولوی سید غلام علی صاحب کے حجرہ پر قیام فرمایا۔ ان ہی کے ذریعہ شرف زیارت سے بہرہ اندوز ہوئے اور ۱۳ ارنومبر کی صبح کو کاٹھیاواڑ روانہ ہو گئے۔

کچھ عرصہ سے جناب حکیم محمد واجد علی بیگ صاحب حیدر آبادی بغرض زیارت روضۂ منورہ اجمیر میں قیام فرما ہیں۔ اور جناب صاحبزادہ حاجی وزیر علی صاحب کے مہمان ہیں، زیارت اپنے وکلا صاحبزادہ سید قطب الدین صاحب و سید محمد حسین صاحب کے ذریعہ حاصل کی، حکیم صاحب کا فیض یہاں بھی جاری ہے اکثر مریضوں نے آپ سے رجوع کیا اور انکو فائدہ پہونچا، حکیم صاحب موصوف نے اخبار آستانہ کی خریداری بھی منظور فرمائی اور اپنے دواخانہ کا اشتہار بھی آستانہ میں شائع ہونیکے لئے دیا اور اخبار کی معقول اشاعت کا بھی وعدہ فرمایا۔

اسی عرصہ میں مسٹر عزیز الحسن صاحب بدایونی سکرٹری جاورہ اسٹیٹ کونسل جاورہ جاتے ہوئے کچھ دنوں تک بغرض حاضری آستانہ اجمیر میں مقیم رہے، ڈاک بنگلہ میں قیام فرمایا اور اپنے وکیل صاحبزادہ سید فرزند علی صاحب کے توسط سے شرف زیارت آستانہ حاصل کیا،

۱۶ ارنومبر کو اڈیٹر صاحب اخبار "رہبر دکن" حیدر آباد، دہلی سے واپسی پر حاضر اجمیر ہوئے بعد حصول زیارت آستانہ شام کی گاڑی سے حیدر آباد روانہ ہو گئے

۱۷ ارنومبر کو نواب مہدی یار جنگ پولیٹکل سکرٹری گورنمنٹ نظام جو اعلیحضرت امیر المومنین سلطان دکن کے ہمراہ دہلی آئے تھے بغرض حاضری آستانہ حضور سلطان الہند وارد اجمیر ہوئے، مولوی سید غلام علی صاحب کے ذریعہ شرف زیارت سے مشرف ہوئے اور رات کی گاڑی سے حیدر آباد روانہ ہو گئے۔

نوابصاحب موصوف نے اخبار کے آستانہ اپنے نام جاری کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اسکے علاوہ بیش از بیش امداد کا وعدہ فرمایا ہے جو اخبار آستانہ کے مستقبل کے متعلق نہایت خوشگوار توقعات کا حامل ہے، موصوف نے اخبار آستانہ کی ترتیب اور اسکے مضامین کو بہت پسند فرمایا ہے۔

۱۹ ارنومبر کو صبح میل سے مولوی سید کاظم حسین صاحب معتمد نواب سر آمین جنگ بہادر صدر المہام پیشی خداوندی اعلیحضرت امیر المومنین شاہ دکن بغرض حاضری آستانہ سلطان الہند اجمیر حاضر ہوئے، صاحبزادہ حاجی سید نذیر علی صاحب کے توسط سے شرف حاضری آستانہ سے بہرہ اندوز ہوئے، اخبار آستانہ کی اعانت بھی آپ نے منظور فرمائی اور بیش قرار امداد کا وعدہ فرمایا۔

خواجہ اللہ بخش صاحب کا عرس

۱۲ ارنومبر کو بوقت شب آستانۂ عالیہ غریب نواز میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہوا، آپ کے اجمیر ہی میں نہیں ہندوستان کے اکثر مقامات پر بے شمار مریدین ہیں، اجمیر کے عرس کا انتظام بھی انہی مریدین اور وابستگان سلسلہ نے کیا تھا، تمام آستانہ بجلی کے قمقموں سے جگمگا رہا تھا، رات کو دو بجے تک محفل سماع برپا اور حال و قال کا بازار گرم رہا، ۱۳ ارنومبر کے دن کو بھی محفل سماع کے بعد فاتحہ و قل ہوا، بہت کافی لوگ شریک تھے۔

بنارس ۱۲ ارنومبر، سورج گرہن کے موقعہ پر گنگا میں اشنان کرنے کیلئے قریباً ایک لاکھ جاتری جمع ہوئے تھے۔

اخبار الہند

بمبئی ۱۲ ارنومبر، گذشتہ ۸ ر اکتوبر کو منماڑ میں جو بمب ریل گاڑی کے اندر پھٹا تھا اسکے متعلق صوبجات متحدہ کی اسپیشل پولس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ دراصل کچھ لوگوں کا ارادہ تھا کہ وہ سائمن کمیشن کی بمبئی میں آمد کے موقعہ پر بمب پھینکیں یہ بمب بنارس سے بمبئی جا رہے تھے مگر اتفاقیہ راستہ میں خود بخود پھٹ گئے، مشکوک افراد زیر حراست ہیں

لکھنؤ ۱۲ ارنومبر، گنگا پرشاد ورما میموریل ہال میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا جلسہ ہوا، مسٹر محمد علی جناح صدر تھے، جب کلکتہ میں منعقد ہونے والی آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کا معاملہ پیش ہوا تو مہاراجہ محمود آباد کے حق میں ۴۴ اور مولانا محمد علی کے حق میں ۱۷ رائیں ہوئیں، کثرت رائے سے مہاراجہ محمود آباد صدر منتخب ہوئے۔

کلکتہ ۱۳ ارنومبر، ہائی ڈے پارک میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بنگال کی آل پارٹیز کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز منظور ہوئی، سر عبد الرحیم سے صدارت کی درخواست کیگئی ہے، یہ کانفرنس نہرو رپورٹ کو مسلمانان بنگال کے نقطۂ نگاہ سے غور کرے گی۔

امراؤتی، ۱۳ ارنومبر۔ ۱۲ ارنومبر کو اچھوت اقوام کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا جلسہ نے بالاتفاق نہرو رپورٹ پر اظہار نفرت و ملامت کیا

نوہاٹ میں ہوائی جہازوں کا مستقر تعمیر کرنے کے لئے جگہ تجویز ہو چکی ہے اس سے قبل سرحد میں کئی جگہ ہوائی جہازوں کے مستقر تیار ہو چکے ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تمام واقعات ایک ہولناک جنگ کا پیش خیمہ ہیں۔

لاہور ۱۴ ارنومبر، حکومت ہند کے ممبر قانون کے متعلق اخبارات میں جو اطلاع سر شادی لال چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کے متعلق شائع کی تھی ایسوسی ایٹڈ پریس نے اسکی تردید کی ہے کہ یہ خبر بے بنیاد ہے،

(بقیہ مضمون صفحہ ۶)

موت ناقابل بیان ہے لیکن میں اسوقت صرف ایک اشارہ کر سکتا ہوں، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آسمان، زمین پر ٹوٹ پڑا اور میں دونوں کے درمیان میں آگیا ہوں، گویا میری گردن پر رضوی پہاڑ رکھا ہے، گویا میرے پیٹ میں کھجور کے کانٹے بھر گئے ہیں گویا میری سانس سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے!"

دولت سے بیزاری

اسی حال میں انہوں نے ایک صندوق کیطرف اشارہ کرکے اپنے بیٹے عبد اللہ رضؓ سے کہا "اسے لیلے" آپکے بیٹے عبد اللہ کا زہد مشہور ہے انہوں نے کہا "مجھے اسکی ضرورت نہیں" عمروؓ نے کہا "اسمیں دولت ہے" عبد اللہ نے پھر انکار کیا، اسپر ہاتھ ملکر کہنے لگے "کاش اسمیں سونے کے بجائے مینگنیاں ہوتیں۔"

دعا

جب بالکل آخری وقت آگیا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھونکو آسمان کیطرف اٹھایا، مٹھیاں کس لیں اور دعا کے یہ کلمات زبان پر تھے۔ الٰہی! تو نے حکم دیا اور ہم نے عدول حکمی کی، الٰہی! تو نے منع کیا اور ہم نے نافرمانی کی، الٰہی! میں بے قصور نہیں ہوں کہ معذرت کروں طاقتور نہیں ہوں کہ غالب آ جاؤں، اگر تیری رحمت شامل حال نہوگی تو ہلاک ہو جاؤں گا اسکے بعد تین مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ" کہا اور جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ (الہلال)

بریدِ فرنگ

پیرس ۱۱ رنومبر، جمہوریہ فرانس کی ترتیب وزارت میں جو مشکلات پیش آ رہی تھیں وہ اب رفع ہو گئیں، اب وزارت کی ترتیب میں کامیابی ہو گئی ہے، موسیو پونکارے کی جگہ موسیو شیرون نے وزارت مالیات کا عہدہ قبول کر لیا ہے۔

اسٹاکہام ۱۲ رنومبر، ادب کا نوبل انعام امسال ایک فرانسیسی مصنف فلسفی آنری برگسان کو دیا گیا ۱۹۲۸ء کا انعام ناروے کی ایک خاتون کو ملا ہے۔

برطانوی ریلوے کے حکام نے سگنل کا ایک نہایت صحیح سلسلہ قایم کرنے کا ارادہ کیا ہے، یہ موجودہ زمانہ کی بہترین ایجاد بیان کی جاتی ہے، یہ سلسلہ کیا ہی ایک غیر مرئی شعاع نکلتی ہے جو خود بخود سگنل کا کام کرتی ہے، یہ شعاع کہر اور برف کو چیر کر نکلتی ہے اسلئے یہ سلسلہ ہر موسم میں کام کر سکتا ہی۔

لندن ۱۲ رنومبر، کل شام کو لندن کے انڈین سوشل کلب نے سیسل ہوٹل میں ایک ضیافت کا انتظام کر کے دیوالی کا جشن منایا گیا، متعدد ہندوستانی اس میں شریک تھے۔ مہاراجہ بڑودا مہارانی کوچ بہار، سر منو بہائی، اور لیڈی مہتا، وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، سر ایم بہاؤ نگری نے صدارت کی۔

کشلینیا ۱۲ رنومبر، کو داٹنیا کی آتش فشانی سے تنگ آ کر تقریباً پانچہزار پناہ گزیں گیاری اور ایرسٹو میں آ گئے ہیں۔ انکے پاس نہ تو پانی ہے اور نہ کھانے کے لئے کوئی چیز، ریل اور کشتی کے ذریعہ سامان لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

لندن ۱۴ رنومبر، "نیوریلیا" نامی جہاز سے مصر، فلسطین اور ہندوستان کی فوجون کے لئے ایک سو دس افسر اور ۱۰۷۹ سپاہی ساؤتھ ایمپٹن روانہ ہو گئے۔

لندن ۱۳ رنومبر، بٹلر کمیٹی نے اپنی پندرہویں نشست میں دوسرا دور بھی ختم کر دیا، کمیٹی کا اجلاس ۲۳ نومبر کیلئے ملتوی ہو گیا ہے، ۲۳ رنومبر کو سر لسلی اسکاٹ بحث کرینگے۔

لندن ۱۳ رنومبر، لندن ٹائمس نے ایک مقالۂ افتتاحیہ میں نہرو رپورٹ کے متعلق لکھا ہی کہ اس باب میں مسلمان ہندؤں سے متفق نہیں ہیں اور صرف ایک مسئلہ ایسا ہی جسمیں ان کو شعبہ غیر منتقلہ کرنے کی تجویز ہی صرف وہی متفق علیہ ہی اسکے علاوہ نہرو رپورٹ کو تمام جماعتوں کی تائید حاصل نہیں ہے۔

پاؤنیر کو معلوم ہوا ہی کہ کابل میں راجہ مہندر پرتاب کے زیر انتظام اتحاد ایشیا کی جو کانفرنس ہونیوالی ہی اسکی ابھی تصدیق نہیں ہوئی، راجہ موصوف ابھی ماسکو میں ہیں، مگر اخبار ہمدرد کا بیان ہی کہ اب راجہ موصوف کابل پہونچ گئے ہونگے کیونکہ وہ ستمبر تک بکرولاڈی واسٹک میں تھے اور وہاں سے اوائل اکتوبر میں کابل کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔

(سید زین الکاملین کامل پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا)

جلد ۱ | اجمیر القدس - ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۲۸ء - یوم جمعہ | نمبر ۱۵

"آستانہ" میں ایک التجا

(از حضرت مولانا شاہ سید محمد صاحب ناصر جلالی دہلوی)

(آستانہ کے لئے)

مجھے ستم زدہ، بیکس، غریب کہتے ہیں ۔۔۔ رہینِ غم ہوں مجھے غم نصیب کہتے ہیں

خرابِ عشق رہا مستِ دلفگار رہا ۔۔۔ وہ درد ہے کہ ہمیشہ میں بیقرار رہا

جہاں سے تنگ ہوں، اہلِ جہاں سے بددل ہوں ۔۔۔ جو سہل ہو نہ سکے ہیں وہ امرِ مشکل ہوں

شرابِ عشق سے دل میں سرور و مستی ہے ۔۔۔ مری یہ روح کسی کے لئے ترستی ہے

جہاں میں ناصرِ مونس کہیں نہیں میرا ۔۔۔ مٹا رہا ہی مجھے یہ دلِ حزیں میرا

غریب و بیکس و مسکیں و بے نوا ہوں میں ۔۔۔ یہ فخر ہے ترے دربار کا گدا ہوں میں

منم کہ دیدہ بہ دیدارِ دوست کردم باز

چہ شکر گویمت اے کارسازِ بندہ نواز

مرے نشان بلندی میں شان پستی ہے ۔۔۔ مرا وجود حقیقت میں ننگِ ہستی ہے

مرے کمال سے پیدا زوال کی صورت ۔۔۔ میری خوشی سے ہویدا ملال کی صورت

مرا زمیں پہ نہیں کوئی پوچھنے والا ۔۔۔ کہاں فلک نے مجھے آہ آہ لا ڈالا

یہ عرضِ حال ہے مجھکو کسی سے بیر نہیں ۔۔۔ کہ یار یار نہیں اور غیر غیر نہیں

تلاشِ دوست میں ہر سو رواں دواں ہوں میں ۔۔۔ مگر مسافرِ گم کردہ کارواں ہوں میں

مجھے حضور بھلاتے ہیں یاد کر کر کے ۔۔۔ میں "آستانہ" میں آیا ہوں آج مر مر کے

ہزار شکر کہ دیدم بکامِ خویشت باز

ترا بکامِ خود و با تو خویش را دمساز

قفس میں بند گلو سے جدا وطن سے دور ۔۔۔ میں عندلیب ہوں بیشک مگر چمن سے دور

دلِ شکستہ کی ایجان آرزو تو ہے ۔۔۔ یہ آبرو ہے غریبوں کی آبرو تو ہے

ترے فروغ سے ظاہر فروغِ ہستی ہے ۔۔۔ تری ہی یاد سے آباد دل کی بستی ہے

ترا ہی نام ہی قدرت کی کارسازی میں ۔۔۔ ترا ہی ذکر ہے شانِ گدا نوازی میں

یہ آرزو ہے کہ ناکام آرزو نہ رہوں ۔۔۔ فریب خوردۂ تلوین رنگ و بو نہ رہوں

فروغِ بخت پہ نازش ہو خوش نصیبوں کو ۔۔۔ ترے نثار تجلی دکھا غریبوں کو

منم غریب دیار و توئی غریب نواز

دمے بحالِ غریب دیارِ خود پرداز

(فقیر ناصر جلالی دہلوی)

رشد و ہدایت

اَصْلُ کُلِّ خَیْرٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَلْخَوْفُ مِنَ اللّٰہِ وَمِفْتَاحُ الدُّنْیَا اَلشِّبَعُ وَمِفْتَاحُ الْاٰخِرَۃِ اَلْجُوْعُ (عن ابن سلیمان الدارانی)

تشریح - خدا کا خوف دین اور دنیا کی ہر نیکی کی جڑ ہے اور دنیا کی کنجی پیٹ بھرنا اور دین کی کنجی بھوکا رہنا ہے۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے (متینی)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۲۱؍ جمادی الثانیہ ۱۳۴۶ھ | نمبر ۱۵

سائمن چلے جاؤ یا سائمن چلے آؤ

(سید الیاس رضوی کے قلم سے)

سرجان سائمن اور ان کے رفقا کو ہندوستان کے ایک ایسے طبقہ سے بھی سابقہ پڑا جس نے "سائمن واپس جاؤ" یا "سائمن چلے جاؤ" کے فلک بوس نعروں اور ماتمی سیاہ جھنڈیوں سے ان کا استقبال کیا، اور ایسے لوگ بھی ملے جنہوں نے علانیہ سائمن کمیشن کا خیر مقدم کیا، اس سے تعاون کیا، اور اس کے روبرو شہادت پیش کی۔ سائمن کمیشن کے مقاطعہ کی تحریک سرتاسر ہمارے برادران وطن کی جانب سے ہوئی، وہی اس میں پیش پیش نظر آئے اور وہی اس کی کامیابی اور تکمیل کے لئے بہت زیادہ سرگرم اور مستعد بھی ثابت ہوئے مگر اسکا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہندو قوم کی اکثریت سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کر رہی ہے اور باوجود اس کے کہ وہ بظاہر سائمن کمیشن کی اعانت کو قوم پرستی کے خلاف ایک ناقابل معافی جرم بتلا رہی ہے مگر سائمن کمیشن کے روبرو اپنی قوم کا مطالبہ اور نقطۂ نگاہ پیش کرنے میں اوس نے دریغ نہیں کیا، اگر سر فضل حسین، سر محمد شفیع، سر محمد حبیب اللہ، سر عبد الرحیم، سر عبد القادر اور سر ابراہیم ہارون جعفر نے مسلمانوں کے حقوق اور ان کا زاویۂ نگاہ نہایت آزادی سے کھلے بندوں، بغیر کسی واسطہ اور وسیلہ کے خود اپنی زبان سے کمیشن کے روبرو پیش کر دیا، تو سر تیج بہادر سپرو، پنڈت نہرو، لاجپت رائے، بھائی پرمانند، پنڈت مالوی، ڈاکٹر مونجے وغیرہ نے بھی "نہرو رپورٹ" کو واسطہ بنا کر اس ٹٹی کی آڑ میں ہندوستان کی تمام اقوام کے ایک "متفقہ فیصلہ" کی صورت میں سرجان سائمن کے حضور اپنا قومی مطالبہ پیش کر دیا، اور یہ بھی جہاں تک کہ سائمن کمیشن کی مقاطعہ اور تعاون کا سوال ہے، بالکل ایسا ہی تعاون ہے جیسا کہ سر ذو الفقار علی، سر اقبال، اور سر فضل حسین کا، جب یہ ہے تو کیا نہرو رپوٹ کے رئیس التحریر محترم خصوصی موتی لال نہرو اسکا جواب دیں گے؟ بلکہ ہمارا سوال سائمن کمیشن کو بائیکاٹ کرنے والی پوری ہندو قوم سے ہے؟ اور ہر مسلمانان ہند میں نہرو رپورٹ کو وحی آسمانی اور الہام ربانی کی طرح نشر و اشاعت کرنے والی ملیح آبادی علامہ سے سوال ہے، پنجاب کے ان تمام مسلمان اخبار نویسوں سے بھی جو "نہرو رپورٹ" مسلمانان ہند کے لئے "کلید جنت" ثابت کر کے نہرو کے حوارئین کی صف میں داخل ہو چکے ہیں کہ جب نہرو رپورٹ کی ٹٹی کی آڑ میں سرجان سائمن کے روبرو "ہدیۂ شہادت" پیش کیا جا چکا تو پھر اب "سائمن چلے جاؤ" کے نعرے کہاں تک بجا و درست ہو سکتے ہیں "سائمن چلے جاؤ" کہنے کے مستحق تو وہ اسی وقت ہو سکتے تھے جب وہ کمیشن کا حقیقی بائیکاٹ کرتے، اور کمیشن کو ہندوستان میں صرف ایک ہی آواز سنائی پڑتی کہ "ہندوستان غیر قوم کی حکومت نہیں چاہتا" جس طرح مصر میں ملنر کمیشن ناکام رہا اور اسکا مکمل بائیکاٹ کیا گیا، اس لئے حامیان نہرو رپورٹ کی جانب سے "سائمن چلے جاؤ" کے جو بلند بانگ نعرے سننے جا رہے ہیں یہ دراصل "سائمن چلے آؤ" کے نعرے ہیں آج پنڈت موتی لال نہرو، مدن موہن مالوی، بھائی پرمانند، ڈاکٹر مونجے وغیرہ ہندوؤں کے چوٹی کے لیڈر، سائمن کے بائیکاٹ میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں، آل پارٹیز کانفرنس کا ڈھونگ تیار کرتے ہیں لیکن وہ واقعات کی اصلیت پر غور کریں اور خود اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں تو ان کو معلوم ہو کہ اب صرف "سائمن چلے جاؤ" کے زبانی نعرے ان کی قوم پرستی کے شاہد نہیں ہو سکتے جبکہ خود انکا طرز عمل "سائمن چلے آؤ" کا نعرہ لگا چکا ہے اور ان ہی کے پیدا کئے ہوئے فرقہ دارانہ جذبات نے سائمن صاحب کو ہندوستان میں کامیاب کیا اور مسلمانان اون سے تعاون کرنے پر مجبور ہوئے۔ سائمن کمیشن ہندوستان آتا ہے تو مالوی صاحب کی قوم پرستی کی رگ حمیت بھی پھڑک اٹھتی ہے، "شیر پنجاب" لالہ لاجپت رائے بھی گرجتے ہوئے آزادی و حریت کے میدان وغا میں اتر آتے ہیں، پنڈت موتی لال نہرو کے لمحات عزیز بھی ہندوستانی قوم کے لئے وقف ہو جاتے ہیں، مگر مالوی صاحب کی قوم پرستی اس وقت کہاں تھی جب ڈاکٹر مونجے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے ڈنڈے کے کرتب دکھا کر ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسا رہا تھا، کہاں تھے شیر پنجاب لالہ لاجپت رائے اور سوراجیہ پارٹی کے "الغا و امیگا" پنڈت نہرو جب ہندوستان میں "رنگیلا رسول" اور اسی قبیل کا بیشمار لٹریچر محض مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے شائع ہوا تھا، اوس وقت پنڈتان نہرو اور مالوی کی قوم پرستی کی رگ حمیت میں جوش نہیں آیا، اسوقت مالوی صاحب اور نہرو صاحب نے کوئی آل پارٹیز کانفرنس نہیں بلائی، اس وقت علامہ ابن تیمیہ و ابن قیم کے ترجمان کے قلم کو جنبش نہیں ہوئی، اس وقت سر مہاراجہ محمود آباد اور سر علی امام کو اسلامی ہمدردی کا خیال نہیں آیا اور اسلامیان ہند کی کشتی کی ناخدائی کے لئے وہ اس وقت آگے نہیں بڑھے، اسوقت مولانا ظفر علیخاں اور مولانا ابو الکلام آزاد نے اپنے فصیح و بلیغ لکچروں اور خطبوں سے کام نہیں لیا، الغرض اس وقت جوش ملی کہاں تھا؟ غیرت قومی کو کیا ہوا تھا؟ اور جب اس وقت کچھ نہ ہوا تو پھر کیا ضرورت ہے کہ آج صرف "نہرو رپورٹ" کی داستان امیر حمزہ کو مسلمانوں کے سر منڈھنے کے لئے تحریر و تقریر کے کمالات دکھائے جائیں اور فصاحت و بلاغت کی تمام قوتیں اس کے لئے صرف کر دی جائیں یہ سمجھ لینا چاہیئے اور پنڈت مالوی، موتی لال نہرو، ڈاکٹر مونجے، بھائی پرمانند وغیرہ سب کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ان کا دل آزار رویہ مسلمانوں کو قلبی اذیت نہ پہونچاتا، اگر شدھی و سنگھٹن کی نفرت انگیز تحریکات مسلمانوں کے خرمن امن و اطمینان پر بجلیاں نہ گراتیں اگر ہندو مسلم اتحاد کا گلا نہ گھونٹا جاتا اور اگر ملک میں فرقہ دارانہ جذبات پیدا نہ کئے جاتے تو آج نہ کوئی سائمن کمیشن کا خیر مقدم کرتا نہ کوئی اسکے روبرو شہادت دیتا اور اسکو اسی کامل و اکمل مقاطعہ سے سابقہ پڑتا جو ہندوستان میں ڈیوک آف کناٹ اور پرنس آف ویلز کے ورود کے موقعہ پر ہوا تھا، مگر اب اسکا وقت نکل چکا، اور اسکی پوری ذمہ داری انہی پر ہے، مالوی مونجے، لاجپت رائے، اور بھائی پرمانند پر ہے جنہوں نے بے موقعہ سنگھٹن کا راگ الاپا، سوامی شردھانند اور تمام آریوں پر جو بے محل شدھی کا تفرقہ انگیز علم لیکر کھڑے ہوئے اور تمام ملک کے طول و عرض میں یکسر فرقہ دارانہ جذبات پیدا کر دئے،

اس لئے اب جو کچھ ہو رہا ہے سب ان کے اپنے کرموں کا پھل ہے جو اونہیں بھوگنا چاہیئے، اگر مسلمان سائمن کمیشن سے تعاون کریں تو اسکے ذمہ دار بھی وہی ہیں اور وہی سائمن کمیشن کے نامکمل مقاطعہ کا باعث ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے "سائمن چلے جاؤ" کے نعرے دراصل "سائمن چلے آؤ" کی صدائیں ہیں۔

لمحات فکریہ

حضور علیا بیگم صاحبہ بھوپال ریاست بھوپال کی اسلامی روایات بہت قدیم ہیں اور ہندوستان کی مسلمان ریاستوں میں حیدرآباد کے بعد کوئی دوسری ریاست اس قدر معارف پرور اور ہمدرد اسلام نہیں ثابت ہوئی جتنی کہ بھوپال، حضور علیا بیگم صاحبہ بھوپال کا عہد ایسی بیشمار خصوصیات کا حامل ہے کہ آئندہ تاریخ میں یہ زرین کارنامے حضور علیا کے نام نامی کو قیامت تک روشن رکھینگے حضور علیا کو فطرت نے اسلام اور مسلمانوں کیلئے ایک مخلص دردمند اور ہمدرد دل عطا فرمایا ہے اور مسلمانان ہند کا کوئی مشہور انسٹیٹیوشن کوئی مدرسہ، کوئی انجمن، کوئی سوسائٹی ایسی نہیں ملیگی جو حضور علیا کی مالی امداد اور گرانبہا توجہات کی رہین نہ ہو۔

اجمیر شریف میں ایک زمانہ سے یتیم خانہ معینیہ سعیدیہ و دار المعرفت حمیدیہ قایم ہے، مولوی حکیم محمد امیر الدین صاحب نعیماری اس کے سکرٹیری ہیں، یہ مدرسہ دار المعرفت اور یتیم خانہ جہاں تک مقامی اعلیٰ حکام کے معائنوں سے پتہ چلتا ہے خوب کام کر رہا ہے چنانچہ اجمیر ایگزیبیشن کے موقع پر اس مدرسہ کو صنعت و حرفت کے متعلق بعض مصنوعات پر انعام بھی ملا، بہرحال مختلف قرائن و آثار دلالت کرتے ہیں کہ یہ یتیم خانہ اور مدرسہ دار المعرفت اچھا کام کر رہا ہے، ہمکو معلوم ہوا تہا کہ یہ یتیم خانہ کچھ عرصہ سے مالی مشکلات میں مبتلا تہا مگر حضور علیا بیگم صاحبہ نے اس کی امداد کی جانب اپنا دست کرم بڑھایا اور اپنی ڈیوڑہی خاص سے اس یتیم خانہ اور دار المعرفت کیلئے پچاس روپیہ ماہوار کی امداد مقرر فرمائی ہے، ہم اس بروقت امداد پر علیا حضرت بیگم صاحبہ دام بالاقبال کے مشکور ہیں کہ انہوں نے سر زمین اجمیر کے ایک یتیم خانہ کی مالی امداد فرما کر اسکی زندگی و قیام کا سامان کر دیا ورنہ ممکن تہا کہ مالی حالت کی نزاکت اوس کی زندگی ہی کو ختم کر دیتی۔

حضور علیا کی اس بروقت امداد سے آپ کی اسلامی ہمدردی اور آپ کے مخلصانہ دلی جذبات کا پتہ چلتا ہے، ہم حضور علیا کے مشکور ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ حضور علیا کو اپنے مقاصد دینی و دنیوی میں کامیاب فرمائے، آمین،

نیز ہم امید کرتے ہیں آئندہ اس یتیم خانہ اور مدرسہ دار المعرفت کی مستقل امداد خزانہ ریاست سے بھی کیجائیگی جس کے متعلق خارجا معلوم ہوا ہے کہ کارروائی زیر غور ہے ؎

بر کریماں کارہا دشوار نیست

امسال کردوکمشیر کے میلہ پر وبائے ہیضہ شروع ہوگئی جس سے کئی جانوں کا نقصان ہوا۔

نقد و تبصرہ

ناموس ملت جناب خادم علیخاں صاحب آخضر اکبرآبادی نے پردہ کے متعلق اس کی تائید میں، ۳۰ صفحات کا ایک رسالہ اس عنوان سے لکہا ہے اور بغرض ریویو ہمارے سامنے ہی، آجکل پردہ کے متعلق جو بحث ممالک اسلامیہ میں مختلف اخبارات میں چہڑی ہوئی ہے وہ اخباربین حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے، پردہ کے حامی اور اسکے مخالف دونوں اپنے اثبات مدعا میں زور قلم صرف کر رہے ہیں، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ مرض دوسری اقوام کی دیکھا دیکھی ہوا ہے، اخضر صاحب نے اس بارے میں، پردہ کی تائید و تاکید اور مخالفین پردہ کے دلائل کی تردید میں جو کوشش دکہائی ہے وہ مستحق مبارکباد ہے، ہماری دعا ہے کہ خدا اخضر صاحب کو ان کی مساعی میں کامیاب کرے اور مسلمانوں کی آنکھوں پر تہذیب مغربی کی چکاچوند نے پردہ کے خلاف جو پردہ ڈالدیا ہے وہ رفع ہوجائے، اور انکو اپنی ناموس کی حفاظت کا خیال ہو، پردہ کے متعلق قطعی رائے قایم کرنے کے لیے مسلمانوں کو "ناموس ملت" کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے،

مصنف۔ احمدیہ بک ڈپو مدرسہ اجمیر، آگرہ سے مفت ملتی ہے۔

رسول عربی۔ اس نام سے منشی عبد الرؤف خانصاحب ہاتف اکبرآبادی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی نہایت سلیس زبان میں لکھے ہیں جو بغرض ریویو دفتر "آستانہ" میں موصول ہوئے ہیں، کتاب میں ۱۶۰ صفحات ہیں کتابت و طباعت عمدہ اور کاغذ بھی اچھا ہے۔

یہ کتاب بچوں اور عورتوں کے مطالعہ کے قابل ہی، اس کے مضامین کی ترتیب اور زبان کی سلاست اسکی مقبولیت کی ضامن ہی، عورتوں اور بچوں کے لئے ابتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حالات زندگی میں جسقدر کتابیں لکھی گئی ہیں یہ ان سب میں بہتر ہی اور ضروری ہے کہ یہ کتاب تمام زنانہ مدارس میں داخل نصاب کیجائے، ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے زنانہ لٹریچر میں اس کتاب سے ایک مفید اضافہ ہوا ہی کتاب کا انداز بیان بھی اس قدر دلچسپ ہے کہ اگر فضول قصے کہانیوں کے بجائے عورتیں اور بچے اسکو پڑہیں تو فائدہ، ثواب اور دلچسپی تمام باتیں اس میں موجود ہیں قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ۔ عزیزی پریس آگرہ

گجرات (پنجاب) میں مخلوطیوں کی کوشش کے باوجود مخالفین نہرو رپورٹ کا جلسہ ہوا۔ مسلمانان گجرات نے متفقہ طور پر اس رپورٹ کے خلاف اظہار نفرت کیا۔

رموز و نکات

شام کا سہانا وقت تہا آفتاب مغرب کی وادیوں میں روپوش ہونے والا ہی تہا کہ بعض لوگوں کی نگاہ ایک عجیب و غریب منظر پر پڑی جو دولت باغ کے کنج عافیت میں، حمام شاہی کے یادگار اسٹیج پر جلوہ فرما تہا،

دیکھتے ہیں کہ جناب شیخ .... تشریف فرما ہیں مگر تنہا نہیں! اپنی زندگی کی دلچسپیوں کے پورے سامان کے ساتھ ہیں، سامنے مٹھائی کی ٹوکری اور پانی کا بدہنا بھی موجود ہے، کسی نے سمجھا کہ شاید ایرانی تہذیب و تمدن کے مطابق "ژند و پاژند" کے صفحات روشن کے مطالعہ کے بعد غروب آفتاب کی پرستش ہوگی اور پھر مٹھائی تقسیم ہوگی، کسی نے خیال کیا کہ شام کی "سندھیا" کا وقت آگیا ہے تالاب کے کنارے حمام کے چبوترے پر "رگوید دیجر وید" کے بہاشن کے بعد "اگنی کنڈ" میں ہون ہوگا اور ڈوبتے سورج کو سجدہ تعظیمی ہوگا،

مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ جب ویدوں نے مورتی پوجا کا کھنڈن کیا ہے تو پہر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ شیخ .... ی بولتی مورت ہی کو سہی اس طرح علانیہ اپنے پہلو میں لیکر بیٹھیے آخر یہ عقدہ حل ہوگیا، معلوم ہوا کہ نہ تو آفتاب کی پرستش مقصود ہے نہ "سندھیا" کی نیت، یہاں صرف "یونانی علم الاصنام" کا مذاکرہ علمی ایرانی زبان میں ہو رہا ہے اور "کیوپڈ" اپنے پورے آلات سے مصلح مصروف عمل، اس لئے کہ مٹھائی کسی کو منانے کے لئے ہے اور یہ کسی آفتاب رو کی بہیٹ ہوگی، دیکھو "کیوپڈ" کے ہونٹوں پر خفیف مسکراہٹ اور مٹھائی کھا لینے کیلئے اصرار و التجا اپنی زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ ع

من جائیے خدا کے لئے مان جائیے

"کیوپڈ پرستی" کے اس اصول کی تعمیل کہ "حسن" کے آثار قدیم کی قدر کرو کس خوبی سے شاہان مغلیہ کی قدیم یادگاروں میں ایک "حمام" اس کا موقعہ و محل بن گیا، یقینا اس میں دونوں، یکڑوں کو حمام سے بھی کچھ تعلق ہوگا،

بہرحال وہ منے ہوں یا نہ منے ہوں مگر قابل تعجب یہ واقعہ ہے کہ ابھی یہ ایکٹ اپنی جانے وقوع پر ختم بھی نہ ہوا تہا کہ اس بوالعجب ڈرامہ کا تذکرہ شہر میں کئی زبانوں پر تہا، حالانکہ وہاں صرف تماشہ ہی تماشہ تہا، اور کوئی تماشائی نہ تہا، پہر آخر وہ کون خفیہ رپورٹر تاک میں تہا جس نے یہ راز فاش کر کے پردہ ہی پردہ میں شیخ کو رسوا کر دیا ؎

قابل رحم ہے اوس شیخ کی رسوائی بھی
پردہ پردہ ہی میں کمبخت جو رسوا ہو جائے

پہر جب شیخ نے اس رسوائی کا قصہ معلوم کیا ہوگا تو وہ بھی حیران ہوگا کہ جب وہاں ہم ہی ہم تہے، تو پہر اس سرگذشت خلوت کو کس کمبخت نے حکایت بازار بنایا۔ ع

شوم را بہ مدرسہ کہ برد

"س"

حقایق و معارف

تسبیح زمرّد

سچے صوفیوں کا جہادِ لسانی

(افادہ مولانا سید الیاس رضوی اجمیری)

(۶۱)

خلیفہ منصور اور حرہ خاتون (منصور کی بیوی) میں کچھ شکر رنجی ہوگئی تھی، خاتون کو یہ شکایت تھی کہ خلیفہ انصاف وعدل سے کام نہیں لیتا، منصور نے کہا کہ کسی کو حکم یا منصف قرار دیدو اور وہ جو فیصلہ کردے اوسکو ہم دونوں مانیں، خاتون نے امام صاحب کو تجویز کیا، خلیفہ بھی رضامند ہوگیا، اوسی وقت امام صاحب کے پاس طلبی کا فرمان پہونچا، خاتون بھی پردہ کے قریب بیٹھی کہ امام صاحب جو فیصلہ کریں اوسکو خود اپنے کانوں سے سنے، منصور نے امام صاحب سے پوچھا کہ شرع کی رو سے مرد کتنے نکاح کرسکتا ہے امام صاحب نے کہا چار، منصور نے پردہ کیطرف مخاطب ہوکر کہا، سنتی ہو! پردہ سے آواز آئی کہ ہاں سنا، پھر امام صاحب نے کہا کہ یہ اجازت اوس شخص کیلئے ہے جو عدل پر قادر ہو، ورنہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اچھا نہیں، خدا خود فرماتا ہے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً، منصور یہ سنکر چپ ہوگیا، جب امام صاحب گھر پہونچے تو ایک خادم پچاس ہزار درہم کے توڑے لئے ہوئے حاضر ہوا کہ خاتون نے نذر بھیجی ہے اور کہا ہے کہ "آپ کی کنیز آپ کو سلام کہتی ہے اور آپ کی حق گوئی کی نہایت مشکور ہے" امام صاحب نے روپیہ واپس کردئے اور خادم سے فرمایا کہ جاکر خاتون سے کہنا کہ میں نے جو کچھ کہا کسی غرض سے نہیں کہا، بلکہ میرا فرض منصبی یہی تھا۔

۱۲۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری

امام بخاری رح گو بخارا میں پیدا ہوئے تھے مگر انکی زندگی کا قریب قریب تمام ابتدائی حصہ نیشاپور میں بسر ہوا لیکن بعد میں وہ پھر اپنے وطن بخارا میں آکر سکونت پذیر ہوگئے تھے، اونکی طبیعت سخت درجہ غیور اور خوددار واقع ہوئی تھی، ایک بار امیر بخارا نے خواہش کی کہ امام صاحب اوس کے دربار میں حاضر ہوکر صحیح بخاری اور تاریخ کبیر سنائیں۔ امام صاحب نے اس خواہش کو رد کردیا اور کہا کہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا کہ سلاطین کے آستانہ پر لیجاکر پیشکش کروں اگر امیر کو ایسا ہی شوق ہے تو میری مجلس میں آکر شریک ہو! امیر بخارا نے درخواست کی کہ محل میں آکر شہزادوں کو تعلیم دیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے یہاں امراء کے لڑکوں کے لئے کوئی خصوصیت نہیں ہے میری مجلس عام ہے، جس کا جی چاہے آکر شریک ہو، بہرحال انہوں نے علم کی عظمت کے آگے ایک دنیادار کی عزت کا لحاظ نہیں کیا امیر بخارا کو امام صاحب کا یہ استغنا بہت ناگوار ہوا اور اس نے حکم دیدیا کہ میرے شہر سے نکل جاؤ چنانچہ امام صاحب نے اپنے وطن سے نکلنا منظور کرلیا مگر علم کی ذلت گوارا نہ کی۔

۱۳۔ عمرو بن عبیدؒ

عبدالسلام بن حرب کا بیان ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے ایک روز حضرت عمرو بن عبید کو بلا بھیجا جب وہ تشریف لائے تو ان کے سامنے کچھ مال پیش کیا اونہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کردیا، منصور نے کہا واللہ آپ کو قبول کرنا پڑیگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ میں ہرگز قبول نکرونگا، مہدی نے آپ سے کہا کہ چونکہ امیرالمومنین نے قسم کھالی ہے اس لئے اب آپ کو قبول کرلینا چاہئیے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ امیرالمومنین کو میری نسبت کفارہ ادا کرنا سہل ہے، منصور نے پھر کہا کہ اچھا آپ اپنی کوئی حاجت بیان فرمائیں، تو آپ نے کہا کہ بس میں یہی چاہتا ہوں کہ جب تک میں خود نہ آؤں مجھے بلوایا نہ جائے اور جبتک میں خود طلب نکروں مجھے کچھ دیا نہ جائے، منصور نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے مہدی کو ولیعہد کردیا ہے، آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں موت آجائیگی تو تم دوسری ہی باتوں میں مشغول ہوگے اور تمہیں یہ خیال بھی نہیں آئیگا۔

۱۴۔ مبارک بن فضالہؒ

یہ ایک روز منصور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس دوران میں ایک مجرم آیا تو خلیفہ منصور نے اس کے قتل کا حکم دیدیا، مبارک بن فضالہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں نے حضرت حسنؓ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کیطرف سے ایک منادی ندا کریگا کہ جن لوگوں کا اجر خدائے تعالیٰ کے ذمہ ہو وہ کھڑا ہوجائے، اوسوقت کوئی کھڑا نہ ہوگا، مگر وہ جس نے کسی کو معاف کیا ہو، منصور نے یہ سنا تو اوس مجرم کو چھوڑ دیا۔

۱۵۔ قاضی سوار بن عبداللہؒ

یہ بصرہ کے قاضی تھے، ایک بار منصور نے ان کو لکھا کہ آپ کی عدالت میں ایک سائیس اور سوداگر میں زمین کے متعلق جو مقدمہ پیش ہے اس کا فیصلہ سائیس کے موافق کیجئے، قاضی صاحب نے منصور کو لکھا کہ میرے یہاں جو گواہ گذرے ہیں وہ تاجر کے حق میں ہیں اور میرے لئے یہ قطعی ناممکن ہے کہ میں صریح شہادت کے خلاف فیصلہ دوں، منصور نے لکھا کہ واللہ آپ کو سائیس کے حق میں فیصلہ دینا ہوگا تو آپ نے لکھا کہ واللہ میں فیصلہ سوداگر کے حق میں دونگا۔

۱۶۔ ابن سماکؒ

یہ ایک روز ہارون رشید کے پاس گئے، ہارون رشید کو جو پیاس لگی تو پانی منگوایا جب خدمتگار نے لاکر پانی دیا۔ تو ابن سماک نے کہا کہ ذرا ٹھہر جئیے۔ آپ سے ایک بات دریافت کرتا ہوں کہ اگر آپ کو شدت کی پیاس لگی ہو اور پانی نہیں دستیاب نہ ہو تو اوسوقت آپ پانی کا ایک پیالہ کس قیمت پر خرید سکتے ہیں ہارون رشید نے جواب دیا کہ نصف سلطنت میں، ابن سماک نے کہا کہ اچھا اب پانی پی لیجئے جب ہارون رشید پانی پی چکا تو ابن سماک نے پھر پوچھا کہ اگر یہ پانی جو آپ نے ابھی پیا ہے پیٹ ہی میں رہ جائے۔ اور آپ کو تکلیف دہ ہو تو اس کے خارج کرنے میں آپ کیا صرف کرسکتے ہیں تو ہارون نے کہا باقی تمام سلطنت دیدوں۔ ابن سماک نے کہا کہ بس اب یاد رکھیئے کہ آپ کی تمام بادشاہت ایک پیالہ پانی اور پیشاب کی قیمت رکھتی ہے ایک لائق اور سمجھدار شخص کیلئے اس کی طرف رغبت کرنا محض حماقت ہے۔

۱۷۔ شیبان راعیؒ

ہارون رشید نے ایک بار آپ سے دریافت کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ تمہارا وہ مصاحب جو تمہیں خوف دلاتا رہے اور اس خوف کا انجام امن ہو تو اوس مصاحب سے بہتر ہے جو تجھے بالکل نڈر اور بیخوف کردے اور اس نڈرپن کا انجام تیرے حق میں برا ہو۔ ہارون نے کہا کہ ذرا اور وضاحت سے بیان فرمائیے۔ تو آپ نے کہا کہ جو شخص تم سے یہ کہے کہ کل قیامت میں تم سے رعیت کے متعلق سوال ہوگا اس لئے خدا سے ڈرتے رہو اور عدل وانصاف کرو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو تم سے کہے کہ تم اہلبیت ہو تمہارے گناہ معاف ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہارون یہ سنکر بہت رویا۔

۱۸۔ سعید ابن جبیرؒ

جب حجاج کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو آپ نے شہر بشہر سفر کیا اور لوگوں میں اس کا ذکر وچرچا کیا، ایک موقع پر حاکم مکہ نے ان کو گرفتار کرکے حجاج کے پاس بھیجدیا، جب آپ پہونچے تو اول تو حجاج نے بہت دیر تک آپ سے مذاق وتمسخر کیا، پھر آپ کا نام پوچھا، آپ نے فرمایا کہ مجھے سعید ابن جبیر کہتے ہیں،

حجاج ۔ (طیش میں آکر) انت شقی ابن کسیر ۔

سعید ۔ میری ماں میرا نام تجھ سے بہتر جانتی ہے ۔

حجاج ۔ (برافروختہ ہوکر) تیری ماں بھی شقی وبدبخت اور تو بھی ۔

سعید ۔ غیب کا جاننا تیرا کام نہیں غیب داں تو کوئی اور ذات ہی ہے

حجاج ۔ اچھا دیکھو میں تم کو اس شعلہ بار آگ میں پھنکوائے دیتا ہوں۔

سعید ۔ اگر میں جانتا کہ اس میں تیرا اختیار ہے تو میں تجھکو اپنا معبود بنالیتا۔

اس کے بعد حجاج نے سیاسی پہلو لئے ہوئے کچھ مذہبی سوالات کئے اور آپ کے قتل کرنے کے لئے بہانہ تلاش کیا مگر اس کوشش میں ناکام رہا اور حضرت سعید برابر نہایت حق گوئی سے جواب دیتے رہے آخرکار حجاج نے کھسیانا ہوکر کہا،

حجاج ۔ اے سعید یہ بتاؤ کہ میں تمکو کسطرح قتل کروں،

سعید ۔ اے حجاج تو خود ہی پسند کرلے مگر خدا کی قسم یاد رکھ تو جس طرح مجکو قتل کریگا اسی طرح خدا تجکو قتل کریگا، ۔ (باقی دارد)

"ادبیات"

افسانہ

شاعر کا دل

(از سید الیاس رضوی اجمیری)

گذشتہ سے پیوستہ

جب پرنس کارنل سفر سے لوٹا تو اس نے اپنی محبوبہ سے ملاقات میں بہت عجلت اور اضطراب سے کام لیا۔ اور نہایت تپاک سے ملا مگر یہاں اس نے حالت ہی دوسری پائی، اب ایک نیا انقلاب درپیش تھا اور ایک نئے دور کی ابتدا ہو چکی تھی اوس نے محسوس کیا اور اس پر اوس کو سخت حیرت ہوئی کہ مارگٹ کو اس سے جو معمولی الفت پیدا ہو چلی تھی وہ بالکل غائب ہے بلکہ اس نے اس میں کچھ بیزاری اور گریز کے انداز پائے، کارنل قلوب انسانی کی مختلف کیفیتوں کا تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ نہ اس کو علم النفس میں کچھ ادراک تھا مگر اس کے باوجود وہ اس طرز عمل سے متاثر ہوا اور اس کے دل نے گواہی دی کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے، اور میری غیر موجودگی میں یقیناً کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے یہ تغیر اور انقلاب برپا ہوا، وہ سمجھ گیا کہ ضرور ع

معشوق عاشق ہوا غیر پہ

اس کے دل پر کسی اور ہی نے قبضہ جمایا ہے اور یہ کسی اور کیطرف مائل ہے، مگر اس کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آخر وہ خانہ برانداز کون ہے؟

کارنل کو اب یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اس شخص کو معلوم کیا چاہیئے جس نے میری غیر موجودگی میں میرے متاع خوشکامی و مسرت پر ڈاکہ ڈالا۔ اور میری دنیائے آرزو برباد کر دی، مارگٹ بھی اب ہر وقت مشوش و فکرمند رہنے لگی اور کارنل بھی رات دن اسی الجھن میں گرفتار رہتا تھا مگر عقل سے کچھ کام نہیں کرتا تھا۔ اور قیاس و فہم بھی اوس نامعلوم ڈاکو کو معلوم کرنے سے عاجز تھے نہ ذہن ہی کسی طرف منتقل ہوتا تھا۔

آخرکار جب وہ اپنی عقل کی نارسائی اور فہم و ادراک کے عجز سے تنگ آ گیا تو کارنل اسی ساحر کیطرف متوجہ ہوا جسکو اس نے اپنے قصر کے سب سے بلند برج میں ٹہرا رکھا تھا،

جادوگر نے پرنس کو آتے دیکھا تو تعظیماً کھڑا ہو گیا اور یوں سلسلۂ گفتگو شروع کیا۔

جادوگر :- حضور کی تشریف آوری کیوجہ مجکو معلوم ہو چکی ہے شاید یہی دریافت کرنا منظور خاطر عالی ہے کہ جناب کی محبوبہ کیحالت میں یہ تغیر عظیم کیوں ہو گیا؟ اب آپ کے ساتھ اگلی سی توجہ اور التفات کیوں باقی نہ رہا اور برتاؤ میں کیوں فرق آ گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اب وہ اور کسی سے محبت کرنے لگی ہے، یہ حضور کی سی دنیاوی اور رعونت مندانہ عشقبازی نہیں ہے، بلکہ سچی اور پاک محبت ہے ؎

آلودہ دامنی نیست درمشربے کہ مائیم
ساغر بکف چو تصویر اندے و پاکبازیم

پرنس :- (ایک زہرخند تبسم کے ساتھ) معاف کیجئے، میرا گمان تو اس کے خلاف ہے، وہ محبت نہیں ہے جو آپ فرماتے ہیں، وہ ناز جام ضرور کسی اور کو چاہتی ہے، اس بیوفا نے مجھ سے خیانت کی، اس پیمان شکن نے کفران نعمت کیا ہے، خدا کیلئے بتا دیجئے کہ وہ میرا دشمن کون ہے اور کس ظالم نے میری کشت امید کو جلا کر خاک کیا ہے؟

جادوگر :- حضور کا بداندیش کوئی نہیں، رہا وہ شخص جس نے آپ کی محبوبہ کے دل میں یہ نازک کیفیت پیدا کر دی ہے، بھلا اس کی کیا جرات ہو سکتی تھی کہ جو آپ کی حمایت و سرپرستی ہو اوسکو نگاہ بد سے دیکھے، بلکہ وہ تمکو کارتو اوس کو خداشناسی، عفو نیکی اور صلاحیت کی باتیں بتاتا رہا ہے اور سریع الزوال دنیوی امور کی حقیقت و ماہیت سے آگاہ کرتا رہا ہے غرض ؎

بلاگرداں روم قربان شوم گردش گردم
ندارد آخریں "الا ترا" رسمے کمال آو

پرنس کو ساحر کی ان باتوں پر سخت غصہ آیا اور وہ نہایت خشمگیں لہجہ میں بولا کہ آپ بالکل جھوٹ کہتے ہیں میرے قصر میں جو کچھ ہو رہا ہے آپ اس سے بے خبر نہیں ہیں، آپ کو سب حالات معلوم ہیں، بس اب آپ سب حالات بلا کم و کاست بیان کر دیجئے، ورنہ آپ کی جان کی خیر نہیں ہے۔

کارنل نے خنجر براں کمر سے کھینچ لیا، ہاتھ میں تا کر جادوگر کیطرف جھپٹا مگر دیرینہ سال ہوشمند ساحر اپنی جگہ ساکت و صامت بیٹھا رہا اور کارنل کے اس خشمناک طرز عمل سے ذرا نہ جھجکا نہ اوس پر خوف کے آثار معلوم ہوئے اس نے پرنس کو کچھ جواب نہ دیا البتہ اوس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہگئیں گویا وہ اپنے زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے مجھے مار ڈالا تو پھر آئندہ تمکو حالات کون بتلائیگا اور یہ تمام راز ہائے سربستہ میرے ساتھ ہی خاک میں ملجائیں گے۔

یہ حالت شہزادہ پر اثر انداز ہوئی اوس نے خنجر ہاتھ سے رکھدیا تو ساحر آگے بڑھا اور کارنل کا ہاتھ پکڑ کے ایک جانب لیچلا جہاں سے تمام باغیچہ کٹوری کیطرح نظر آتا تھا۔ رات ہو چکی تھی، چاندکی روپہلی شعاعیں چاروں طرف پھیل رہی تھیں اور تمام سطح زمین پر نور کی ایک چادر بچھی ہوئی معلوم ہوتی تھی شفاف اور ستہری روشنی ایک عجیب بہار دے رہی تھی، تمام عالم پر سکون اور سناٹا طاری تھا البتہ اسی پہاڑی کے آبشار کا سناٹا کبھی کبھی ہوا کے ساتھ سنائی دیجاتا تھا، بہرحال یہ تمام منظر ایسا تھا جس سے کارنل کے ہیجان و تفکر میں اور بھی اضافہ ہو گیا، مارگٹ ایک خیمہ میں بیٹھی ہوئی تھی جس کے ہر سمت گلاب اور یاسمن کھلے ہوئے تھے ایک جانب شاعر اپنا چنگ بجا رہا تھا، خاموش فضا میں اوس کی نازک آواز خوب گونج رہی تھی اور دلکش نغمے دور دور تک سن پڑتے تھے۔

یہ تمام منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تو پرنس کارنل کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی دفعتاً گانا بند ہو گیا اور شاعر و مارگٹ میں کچھ گفتگو شروع ہوئی جو فاصلہ کیوجہ سے کارنل نہ سمجھا۔ شاعر نے اپنی اونگلی آسمان کیطرف اٹھائی اور کچھ اشارہ کیا، اس کا چہرہ نہایت نورانی تھا جس سے طمانیت، صلاحیت اور تقوی برستا تھا، وہ ادب و احترام سے زاہد فریب مارگٹ کیطرف بڑھا اور اس کا دست رنگین اپنے لب ہائے زعفرانی پر رکھدیا۔ مارگٹ اسی شان و تمکنت سے بیٹھی تو رہی مگر شاعر کیطرف جھک گئی اور اپنے گرم گرم ہونٹ اس کے لبوں سے ملا دئے ؎

محرم حسن ازل نظارہ بیگانہ نیست
رنگ می گردد بگرد شمع ما پروانہ نیست

اوپر برج کی بلندی سے کارنل یہ تمام ماجرا دیکھ رہا تھا اس کے دل میں رشک و غیرت کا ایک طوفان اور آتش غیظ و غضب بھڑکی ہوئی تھی، اور پھر یہ اتفاق بھی کسقدر عبرت انگیز تھا کہ جسوقت اس اجنبی اور غیر معروف شاعر کے ہاتھ میں سیم بر مارگٹ کا دست نازک و نازنین تھا۔ ٹھیک اسی وقت اس علاقہ کے حشمت و جلال رکھنے والے شہزادہ کے ہاتھ میں برج کی سنگلاخ دیوار کا فقط ایک پتھر تھا۔

جب کچھ سکون ہوا تو شہزادہ نے پھر ایک گہری نظر ڈالی تو دیکھا کہ خیمہ میں تنہا مارگٹ ہے مگر اوس کی نگاہیں برابر شاعر کیطرف لگی ہوئی تھیں گویا وہ جانبواز رفیق کی مشایعت کر رہی تھیں ؎

تا نہ پنداری کہ تنہا میروی
دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست

سرود دلنشین کی جو آواز ہنوز فضا میں باقی تھی رفتہ رفتہ اب کم ہو رہی تھی شاہزادہ کا غصہ حد سے بڑھ چکا تھا، خشمگیں کارنل نے ساحر کو اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور زینہ و شاہ سے جا ملا۔

رات گذر گئی، دن نکلا اور چھپ بھی گیا، تاریکی چھا گئی اور تمام کرۂ ارض پر اندھیرا پھیل گیا، شہزادہ اسپ مشکیں فام پر سوار قلعہ میں واپس آیا، پھاٹک پر پہونچکر پشت زین سے اترا، رفیق و فا شعار سائیس کے حوالے کیا، مگر شاہزادہ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسکو وہ اپنے دامن میں لپیٹے رہا، اور پہلو میں شمشیر دودم تازہ خون سے رنگی ہوئی تھی وہ اسی حالت سے سیدھا مارگٹ کے کمرہ میں پہونچا یہ اس کھڑکی کے قریب بیٹھی ہوئی تھی جس کے نیچے صحن گلشن تھا، شہزادہ کو دیکھکر وہ اوس کے تیور پہچان گئی کارنل نے دامن اٹھایا، ایک جام بلورین میں کسی انسان کا دل تھا جس میں تڑپ بھی باقی تھی اور خون بھی رواں تھا، مارگٹ اوسکو دیکھکر سہم گئی، اور کارنل نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے کل شب میں خود تجکو اس اجل گرفتہ اور بدنصیب شاعر کے ساتھ خلوت میں دیکھ لیا ہے، تو نے مجھ سے خیانت کی، میرے انعامات کو بھلا دیا اور میرے احسانات کو فراموش کر دیا، اب تو جلد کیفر کردار کو پہونچیگی، تو پارہ نان کیلئے بھی تنگدست و محتاج تھی یہ میں ہی تھا جس نے تجھے بے نیاز کیا اور ذی مقدور و خوشحال بنایا، تاہم تو نے مجھ سے فریب کیا، اعراض کیا، میرے سوا دوسرے سے لگاوٹ اختیار کی، دیکھ لینا تجھے کتے کی موت مارونگا، بھوکی پیاسی تڑپ تڑپ کر اکیلی مریگی، اب نہ وہ عیش و عشرت کے نغمے سننے ملیں گے نہ وہ چشم فسونساز کے کرشمے دیکھنے پائیگی جن سے تیرے عقل و ہوش گم ہو جائیں اور تو مجھ سے بیزار ہوا اے کافر نعمت ؎

از کفر ہیچ چیز بتر نیست در جہاں
کفران نعمت است کہ بدتر ز کافری

(باقی دارد)

اقتباسات و تراجم

انسانیت موت کے دروازہ پر

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

"حجاج بن یوسف الثقفی"

خلافت امویہ کے حکام میں حجاج بن یوسف سے زیادہ کسی شخص کو شہرت حاصل نہیں ہوئی، مگر یہ شہرت عدل وفیض رسانی کی نہیں تھی، سیاست وقہر کی تھی۔ تاریخ اسلام میں حجاج کا قہر ضرب المثل ہو گیا ہے۔ یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد اموی سلطنت کی بنیادیں ہل گئی تھیں وہ حجاج ہی تھا جس نے اپنی بے پناہ تلوار اور بے روک سفاکی سے از سر نو اس کی گرتی ہوئی عمارت مستحکم کر دی۔

بنی امیہ کیلئے سب سے بڑا خطرہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے تھا، اون کی حکومت کا مرکز مکہ میں تھا اور اس کا دائرہ شام کی سرحدوں تک پہونچ گیا تھا، حجاج ابن یوسف نے یہ خطرہ ہمیشہ کیلئے دور کر دیا، مکہ کا محاصرہ کیا، کعبہ پر منجنیقیں لگا دیں اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کو نہایت سفاکی کیساتھ قتل کر ڈالا۔ عراق شروع سے شورش پسند قبائل کا مرکز تھا، یہاں کی سیاسی بے چینی کسی طرح ختم نہ ہوتی تھی، والیوں پر والی آتے تھے اور بے بس ہوا ہو کر لوٹ جاتے تھے۔ لیکن حجاج بن یوسف کی تلوار نے اپنی ایک ہی ضرب میں عراق کی ساری شورہ پشتی ختم کر ڈالی، خود اوس عہد کے لوگوں کو اس پر تعجب تھا، قاسم بن سلام کہا کرتے تھے "کوفہ کی خودداری اور نخوت اب کیا ہو گئی؟ اونہوں نے امیر المومنین علیؓ کو قتل کیا، حسینؓ بن رسول کا سر کاٹا، مختار جیسا صاحب جبروت ہلاک کر دیا گیا، مگر اس بدصورت ملعون (حجاج) کے سامنے بالکل ذلیل ہو کر رہ گئے! کوفہ میں ایک لاکھ عرب موجود ہیں مگر یہ خبیث ۱۲ سوار لیکر آیا اور سب کو غلام بنا ڈالا!"

حجاج کا عراق میں اولین خطبہ ادب عربی کی اتنی مشہور چیز ہے کہ صرف اشارہ کر دینا کافی ہوگا۔ اما واللہ انی لاحمل الشر محملہ، واحذوہ بنعلہ واجزیہ بمثلہ، وانی لاری ابصاراً طامحۃ، واعناقاً متطاولۃ، ورؤساً قد اینعت وحان قطافہا، وکانی انظر الی الدماء بین العمائم واللحی تترقرق!!

حجاج کی تلوار جس درجہ سفاک تھی اتنی ہی اوس کی زبان بھی بلیغ تھی اس کا یہ خطبہ خطیبانہ بلاغت کا بے نظیر نمونہ ہے "میں دیکھتا ہوں کہ نظریں اٹھی ہوئی ہیں، گردنیں اونچی ہو رہی ہیں، سروں کی فصل پک چکی ہیں اور کٹائی کا وقت آ گیا ہے! میری نظریں وہ خون دیکھ رہی ہیں جو پگڑیوں اور داڑھیوں کے درمیان بہہ رہا ہے! حجاج نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کر دکھایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جنگوں کے علاوہ حالت امن میں اس نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی قتل کئے تھے (عقد الفرید، البیان والتبیین وغیرہ)

بڑے بڑے اخیار و ابرار مثلاً سعید بن جبیر وغیرہ کی گردنیں اڑا دیں۔ مدینہ میں بیشمار صحابہ کے ہاتھوں پر سیسے کی مہریں لگوا دیں حضرت عبداللہ بن عمر جیسے جلیل القدر صحابیوں کو قتل کیا، موجودہ زمانہ کی استعماری سیاست کیطرح اس کا بھی اصول یہ تھا "حکومت کے قیام کیلئے ہر بات جائز ہے" اور "حکومتیں رحم وعدل سے نہیں بلکہ قہر و تعزیر سے قائم ہوتی ہیں"!

اس عہد کے عرفا وصلحاء حجاج کو خدا کا قہر وغضب خیال کرتے تھے، حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے "حجاج اللہ کا غضب ہے، اسے اپنے ہاتھوں سے دور کرنے کی کوشش نہ کرو، بلکہ خدا سے تضرع وزاری کرو کیونکہ اوس نے فرمایا ہے ولقد اخذناھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون"

یہی سبب ہے کہ جیوں ہی اوس کی موت کی خبر سنی گئی حضرت حسن اور حضرت عمر بن عبدالعزیز سجدے میں گر پڑے اور بے اختیار اون کی زبانوں سے نکل گیا "اس امت کا فرعون مر گیا"!

اب دیکھنا چاہیئے اس جابر و قہرمان انسان نے موت کا مقابلہ کیونکر کیا؟ جس گھاٹ ہزاروں مخلوق کو اپنے ہاتھوں اتار چکا تھا، خود اس میں کیسے اترا۔۔؟

بیماری

عراق پر بیس برس حکومت کرنے کے بعد ۵۴ سال کی عمر میں حجاج بیمار ہوا۔ اس کے معدے میں بیشمار کیڑے پیدا ہو گئے اور جسم کو ایسی سخت سردی لگ گئی کہ آگ کی بہت سی انگیٹھیاں بدن سے لگا کر رکھدی جاتی تھیں پھر بھی سردی میں کوئی کمی نہیں ہوتی تھی!

موت پر خطبہ

جب زندگی سے ناامیدی ہو گئی تو حجاج نے گھر والوں سے کہا۔ "مجھے بٹھا دو اور لوگوں کو جمع کرو"۔ لوگ آئے تو اس نے حسب عادت ایک بلیغ تقریر کی، موت اور اس کی سختیوں کا ذکر کیا، قبر اور اس کی تنہائی کا بیان کیا، دنیا اور اس کی بے ثباتی یاد کی، آخرت اور اس کے ہولناکیوں کی تشریح کی۔ اپنے گناہوں اور ظلموں کا اعتراف کیا پھر یہ شعر اوس کی زبان پر جاری ہو گئے:۔

ان ذنبی وزن السموات والارض
وظنی بخالقی ان یحابی

میرے گناہ آسمان وزمین کے برابر بھاری ہیں، مگر مجھے اپنے خالق سے امید ہے کہ رعایت کریگا،

فلئن من بالرضاء فھو ظنی ؛ ولئن مر بالکتاب عذابی

اگر وہ اپنی رضامندی کا احسان مجھے دے تو یہی میری امید ہے لیکن اگر وہ عدل کر کے میرے عذاب کا حکم دے۔

لم یکن ذالک منہ ظلماً ؛ وھل یظلم رب یرجی لحسن مآب

تو یہ اوس کی طرف سے ہرگز ظلم نہیں ہوگا، کیا یہ ممکن ہے کہ اب وہ ظلم کرے جس سے صرف بھلائی ہی کی توقع کیجاتی ہے؟

پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ موقعہ اس قدر عبرت انگیز تھا کہ مجلس میں کوئی بھی اپنے آنسو نہ روک سکا!

خلیفہ کے نام خط

اس کے بعد اس نے اپنا کاتب طلب کیا اور خلیفہ ولید بن عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھوایا۔

"اما بعد، میں تمہاری بکریاں چراتا تھا۔ ایک خیرخواہ گلہ بان کیطرح اپنے آقا کے گلے کی حفاظت کرتا تھا، اچانک شیر آیا، گلہ بان کو طمانچہ مارا اور چراگاہ خراب کر ڈالی۔ آج تیرے غلام پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے جو ایوب صابر پر نازل ہوئی تھی مجھے امید ہے کہ جبار و قہار اس طرح اپنے بندے کی خطائیں بخشنا اور گناہ دھونا چاہتا ہے،

پھر خط کے آخر میں یہ شعر لکھنے کا حکم دیا۔

اذا ما لقیت اللہ عنی راضیاً ؛ فان شفاء النفس فیما ھنالک

اگر میں نے خدا کو اپنے سے راضی پایا تو بس میری مراد پوری ہو گئی،

فحسبی بقاء اللہ من کل میت ؛ وحسبی حیاۃ اللہ من کل ھالک

سب مر جائیں مگر خدا کا باقی رہنا میرے لئے کافی ہے، سب ہلاک ہو جائیں مگر خدا کی زندگی میرے لئے کافی ہے۔

لقد ذاق ھذا الموت من کان قبلنا ؛ ونحن نذوق الموت من بعد ذالک

ہم سے پہلے یہ موت چکھ چکے ہیں، ہم بھی ان کے بعد موت چکھیں گے!

فان مت فاذکرنی بذکر محبۃ ؛ فقد کان جمانی رضائک مسالکی

اگر میں مر جاؤں تو مجھے محبت سے یاد رکھنا، کیونکہ تمہاری خوشنودی کیلئے میری راہیں پیشہ رہتیں۔

والا ففی دبر الصلوٰۃ بدعوۃ ؛ یلقی بہا المسجون فی نار مالک

یہ نہیں کر کم سے کم ہر نماز کے بعد دعا میں یاد رکھنا کہ جس سے جہنم کے قیدی کو کچھ نفع پہونچے۔

علیک سلام اللہ حیاً ومیتاً ؛ ومن بعد ما تحیا عتیقاً لمالک

تجھ پر ہر حال میں اللہ کی سلامتی ہو، جیتے جی، میرے پیچھے اور جب دوبارہ زندہ کئے جاؤ!

سکرات موت کے شدائد

حضرت حسنؓ بصری عیادت کو آئے تو حجاج نے ان سے اپنی تکلیفوں کا شکوہ کیا حسنؓ نے فرمایا "میں تجھے منع نہیں کرتا تھا کہ نیکوکاروں کو نہ ستا، مگر تو نے نہیں سنا"۔ حجاج نے خفا ہو کر جواب دیا "میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ اس مصیبت کے دور ہونے کی دعا کر، میں تجھ سے یہ دعا چاہتا ہوں کہ خدا جلد میری روح قبض کر لے اور اب زیادہ عذاب نہ دے! اسی اثنا میں ابو منذر یعلیٰ بن مخلد مزاج پرسی کو پہونچے۔ انہوں نے سوال کیا "حجاج! موت کے سکرات اور سختیوں میں تیرا کیا حال ہے" حجاج نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا "اے یعلیٰ! کیا پوچھتے ہو شدید مصیبت! سخت تکلیف! ناقابل بیان الم! ناقابل برداشت درد! سفر دراز! توشہ قلیل! آہ! میری ہلاکت! آہ! میری ہلاکت! اگر اس جبار و قہار نے مجھ پر رحم نہ کھایا! (باقی صفحہ ۷ پر)

حوادث محلّیہ

زائرین کی حاضری

۱۷ ر نومبر کو صبح کی ڈاک سے خان بہادر محمد آعظم صاحب رئیس ڈھاکہ بغرض زیارت آستانہ عالیہ وارد اجمیر ہوئے، اپنے وکیل جناب صاحبزادے سید غلام محمد نبی صاحب کے ذریعہ شرف حاضری آستانہ سے بہرہ اندوز ہوئے، اور بتاریخ ۱۰ ر نومبر ۵ بجے شام کی گاڑی سے ڈھاکہ واپس ہوئے،

۱۵- نومبر ۱۹۲۸ء کو لفٹنٹ نظام علی بیگ بنیرہ نواب لشکر الدولہ افسر الملک افسر جنگ بہادر سپہ سالار افواج ظفر موج نظام رکن دہلی سے وارد اجمیر ہوئے اسٹیشن ہی پر مقیم رہے اور اپنے وکیل کے ذریعہ حاضر آستانہ ہوئے، موصوف نے اخبار آستانہ کی اعانت بھی قبول فرمائی اور مبلغ صہ کا وی پی ارسال کرنے کی اجازت دی،

اس دوران میں جناب سیٹھ عمر حاجی آدم صاحب سوداگر بمبئی بغرض زیارت تشریف لائے جو بحیثیت ٹرسٹی حاجی ذکریا حاجی احمد مرحوم پٹیل ساکن بمبئی ان کے بال بچوں کے ہمراہ آئے اور اپنے قدیم وکیل جناب صاحبزادہ حاجی ظہور حسین ولد سید راجد علی صاحب کے مکان نو تعمیر موسومہ "ثروت منزل" میں قیام فرمایا اور انہیں کے توسط سے شرف حاضری آستانہ سے بہرہ اندوز ہوئے۔

سیٹھ عمر حاجی آدم صاحب نے بحیثیت ٹرسٹی فرم حاجی ذکریا حاجی احمد پٹیل مرحوم مبلغ ۲۵ روپیہ بمد اعانت اخبار آستانہ اور سے ر بمد چندہ سالانہ نقد مرحمت فرمائے،

جناب عبدالرحمن صاحب عرف جانی بابو، ساکن کلکتہ بھی اسی عرصہ میں حاضر آستانہ ہوئے اپنے وکیل سید منظور احمد صاحب کے ذریعہ زیارت کی اور مبلغ صہ بمد اعانت اخبار آستانہ مرحمت فرمائے،

قبول اسلام

۱۶- نومبر کو رام جی ولد سری رام جی قوم برہمن عمر ۲۵ سال ساکن سلہٹ ضلع ڈھاکہ مشرف بہ اسلام ہوئے، آستانہ سلطان الہند میں قاضی منیرالدین صاحب خطیب جامع مسجد نے مسلمان کیا، اسلامی نام عبدالرحمن رکھا گیا، اللہ توفیق استقامت عطا فرمائے۔

۲۲- نومبر کو رام پال سنگھ ولد منو سنگھ قوم راجپوت سکنہ الہ آباد چوک گنگا داس بعد نماز عصر درگاہ معلیٰ خواجہ غریب نواز میں اسلام لایا، اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا اللہ استقامت بخشے،

حادثہ

۱۹- نومبر کی شب کو اسٹیشن اجمیر کے بیرونی احاطہ میں ایک موٹر تانگہ سے ٹکرا گئی، گھوڑا مر گیا پولیس نے موٹر اور اس کے شوفر کو زیر حراست لے لیا ہے، شوفر ضمانت پر رہا ہے،

پنشن و تبادلہ

۲۳- سالہ سروس کے بعد مسٹر ڈی جی ویرہم سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس پنشن پر ریٹائر ہوئے اور ۱۸- نومبر کی شام کو ۵ بجے کی گاڑی سے اجمیر سے رخصت ہوئے، اسٹیشن پر اجمیر کے پولیس حکام اور دیگر معززین آپ سے رخصت ہونے کیلئے موجود تھے، ان کی جگہ مسٹر ڈی جی کلارک ضلع سے ریلوے میں تبدیل ہوئے اور ضلع پولیس میں مسٹر سی پی لک سپرنٹنڈنٹ ہو کر ضلع بجنور سے آرہے ہیں۔

باشندگان ریاستہائے راجپوتانہ کی کانفرنس

۲۳- نومبر کو مسٹر امرت لال ڈی سیٹھ ایڈیٹر سوراشٹر و ممبر لیجسلیٹیو کونسل صوبہ بمبئی بحیثیت صدر کانفرنس باشندگان ریاستہائے راجپوتانہ وارد اجمیر ہوئے، اور شہر کے اکثر بازاروں میں ان کا جلوس نکالا گیا سو بجے سہ پہر سے اجلاس کانفرنس شروع ہوا، حاضرین خاصی تعداد میں موجود تھے، بعض ریاستوں کے نمائندے بھی شرکت اجلاس کیغرض سے آئے تھے، ڈائس پر جناب صدر کے علاوہ، رائے صاحب مٹھن لال بھارگو ایڈووکیٹ چیرمین استقبالیہ کمیٹی، مسٹر منی لال کوٹھاری مسٹر ارجن لال سیٹھی، مسٹر بی اے پیٹھک، مسٹر گوری شنکر بھارگو، مولانا سید الیاس رضوی، سوامی نرسنگھ دیو سرسوتی، سوامی کمار انند، مسٹر سری لال اگروال وکیل وغیرہ معززین تھے،

سب سے پہلے رائے صاحب مٹھن لال بھارگو چیرمین استقبالیہ کمیٹی نے اپنا مختصر مگر پر معنی خطبہ مطبوعہ پڑھا، اس کے بعد جناب صدر نے اپنی صدارتی تقریر ارشاد فرمائی جو چھپی ہوئی تقسیم کی گئی جناب صدر نے موثر الفاظ میں اپیل کی کہ والیان ریاست اور باشندوں کو حقیقت حال رفتار واقعات اور ترقی پسند جماعت کے خیالات سے چشم پوشی نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ادن واقعات کو سوچنا اور سمجھنا چاہیئے۔ تاکہ سب کے لئے خوشگوار صورت حال پیدا ہو سکے، صدر کی تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور رات کو مجلس مضامین قرار دیگئی، بہت کافی بحث و تمحیص کے بعد اس کانفرنس کے قیام دائمی اور بعض ریاستوں کی بدانتظامیوں اور ظلم و بیجا کارروائیوں کے متعلق چند تجاویز منظور کیگئیں، جو تجاویز مجلس مضامین میں رات کو منظور ہوئیں وہ ۲۴- نومبر کو صبح کانفرنس کے اجلاس عام میں پیش ہوئیں۔ مختلف ریاستوں کے باشندوں نے انکی تحریک و تائید کرتے ہوئے تقریریں کی، ۲۴- نومبر کو کانفرنس کا اجلاس عام صبح ۹ بجے شروع ہوا اور دن کو ایک بجے ختم ہوا، ۳ بجے سے پھر مجلس مضامین کی کارروائی شروع ہوئی منجملہ اور ریزولیشنوں کے دو نہایت اہم تھے۔ پہلا ریزولیشن مولانا سید الیاس رضوی نے فسادات مکرانہ، جودھپور ریاست کے متعلق غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کا مطالبہ کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ حکیم محمد رفیق ابراہیم صاحب مدیر آستانہ نے اس کی تائید کی جو بالاتفاق منظور ہوا اور بجانب صدارت اجلاس عام میں پیش ہوا، دوسرا ریزولیشن مسٹر جانکی پرشاد بگرٹہ نے پیش کیا تھا جس میں مہاراجہ صاحب الور کی تمام انتظامی خرابیاں ظلم، اسراف، عیاشی، وغیرہ وغیرہ واقعات کی تفصیلات کا حوالہ دیکر گورنمنٹ سے ان کے تخت سے اتار دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا، مگر عام رجحان اس کے خلاف معلوم ہوتا تھا کہ گورنمنٹ سے اس کا کوئی مطالبہ کیا جائے۔ بالآخر مسٹر منی لال کوٹھاری اور مسٹر جانکی پرشاد نے باہمی مشورت کے بعد اس تجویز کا مسودہ طیار کیا جس کا منشاء یہ تھا کہ گورنمنٹ سے مطالبہ نہ کیا جائے بلکہ خود مہاراجہ سے پرزور مطالبہ کیا جائے کہ چونکہ وہ ایک قابل حکمراں ثابت نہیں ہوئے اس لئے انکو تخت سے دست بردار ہو جانا چاہیئے یہ تجویز نہایت جوش و خروش سے منظور ہوئی، ۲۴- نومبر کی رات کو پھر کانفرنس کا اجلاس عام ہوا۔ مجلس مضامین کے منظور کردہ ریزولیشن پیش ہوئے

بقیہ صفحہ ۶

ابو منذر کی بے لاگ تقریر

ابو منذر نے کہا "اے حجاج! خدا اپنے انہیں بندوں پر رحم کھاتا ہے جو رحم دل اور نیک نفس ہوتے ہیں، اس کی مخلوق سے بھلائی کرتے ہیں محبت کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو فرعون اور ہامان کا ساتھی تھا، کیونکہ تیری سیرت بگڑی ہوئی تھی، تو نے اپنی ملت ترک کر دی تھی، راہ حق سے کٹ گیا تھا صالحین کے طور و طریقہ سے دور ہو گیا تھا تو نے نیک انسان قتل کر کے اُن کی جماعت فنا کر ڈالی، تابعین کی جڑیں کاٹ کر ان کا پاک درخت اکھاڑ پھینکا، افسوس تو نے خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کی، تو نے خون کی ندیاں بہا دیں جانیں لیں، آبروئیں برباد کیں، کبر و جبر کی روش اختیار کی، تو نے اپنا دین ہی بچایا، نہ دنیا ہی پائی، تو نے خاندان مروان کو عزت دی مگر اپنا نفس ذلیل کیا، ان کا گھر آباد کیا مگر اپنا گھر ویران کر لیا، آج تیرے لئے نہ نجات ہے نہ داد فریاد۔ کیونکہ تو آج کے دن اور اس کے بعد سے غافل تھا، تو اس امت کیلئے مصیبت و قہر تھا اللہ کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے تیری موت سے امت کو راحت بخشی اور تجھے مغلوب کر کے اس کی آرزو پوری کر دی!"

حجاج کی عجیب رحمت طلبی

راوی کہتا ہے۔ حجاج یہ سنکر مبہوت ہو گیا، دیر تک سناٹے میں رہا پھر اس نے ٹھنڈی سانس لی، آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے، اور آسمان کیطرف نظر اوٹھا کر کہا:-

الٰہی! مجھے بخش دے کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشیگا پھر یہ شعر پڑھا۔ رب ان العباد قد ایأسونی ؛ ورجای لک الغداة عظیم الٰہی! بندوں نے مجھے ناامید کر ڈالا حالانکہ میں تجھ سے بڑی امید رکھتا ہوں۔ یہ کہکر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

اس میں شک نہیں کہ رحمت الٰہی کی بے کنار وسعت دیکھتے ہوئے اس کا یہ انداز طلب ایک عجیب تاثیر رکھتا ہے اور اس باب میں بےنظیر معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت حسن بصری سے حجاج کا یہ قول بیان کیا گیا تو وہ پہلے تو متعجب ہوئے کہ کیا واقعی اس نے یہ کہا؟ کہا گیا: ہاں اس نے ایسا ہی کہا ہے، فرمایا۔ تو شاید! (یعنی شاید اب بخشش ہو جائے)

(الہلال)

برید فرنگ

شہزادۂ عراق بغداد یونیورسٹی میں۔ ولیعہد عراق، ایک فوجی مدرسہ بغداد میں بغرض تعلیم داخل کئے گئے ہیں، شاہزادہ کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ ہوگا جیسا کہ دوسرے طلبا کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ شاہ عراق نے مہتمم مدرسہ کو یہی ہدایت کی ہے، شہزادہ کو لباس، کھانے پینے، رہنے سہنے، کھیل کود وغیرہ میں کسی قسم کا امتیاز نہ رکھا جائے۔

برطانیہ اور عراق۔ جریدۂ العراق کا بیان ہے کہ عراق اور برطانیہ کے درمیان مراسلات جاری ہیں، اس خط و کتابت کا مقصد یہ ہے کہ باہمی تعلقات دوستانہ خوشگوار ہو جائیں، توقع کیجاتی ہے کہ دو ہفتوں کے اندر عراق و برطانیہ کا اہم ترین مسئلہ حسن و خوبی کے ساتھ طے ہو جائیگا۔

امیر المومنین شاہ دکن کی مراجعت۔ اعلیحضرت امیر المومنین شاہ دکن ۲۳ رنومبر کو دن کے ایک بجے بخیر و عافیت حیدرآباد پہونچے، اسٹیشن پر ریاست کے تمام اعلیٰ عہدیدار افسر امرا اور جاگیردار حاضر تھے۔ قصر شاہی تک فوج دو طرفہ کھڑی تھی، رات کو تمام بلدۂ حیدرآباد میں چراغاں ہوا اور تمام مکانات آراستہ کئے گئے اعلیحضرت نے ایک موٹر میں شہر کا گشت کیا۔ وہ بہت خوش نظر آتے تھے ۲۴ رکو ٹاؤن ہال میں رعایائے مملکت اور باشندگان حیدرآباد کیطرف سے اعلیحضرت کو خیر مقدم کا ایڈریس پیش کیا گیا۔

شاہ جارج پنجم کی علالت۔ ملک معظم شاہ جارج پنجم کے طبی مشیروں نے جو بلیٹن شائع کیا ہے وہ مظہر ہے کہ بخار کیوجہ سے ملک معظم نے سارا دن بے چینی میں گذارا۔ تازہ اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ کرب اور بے چینی بہت ہے، بخار ۱۰۱ ڈگری تک تھا، سینہ میں بھی کچھ خرابی ہے، شہزادہ ویلس اور ڈیوک آف گلاسٹر کو برابر بذریعہ تار انکے پدر بزرگوار کی علالت کی خبریں ارسال ہو رہی ہیں۔

مسلمان برطانوی ایجنٹ کی خودکشی۔ کراچی ۲۱ رنومبر، یہاں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ مسٹر لال خاں برطانوی ایجنٹ مقیم گوادر بلوچستان نے خودکشی کر لی، خودکشی کا باعث جنون ہے جو کام کی زیادتی اور مسلسل مصروفیت سے ہوا۔

جینیوں کے دیوتا کا تاج۔ احمدآباد میں ۲۱ رنومبر کی شام کو معزز جینیوں کیطرف سے ہز ہائینس ٹھاکر صاحب پالیتانہ کے اعزاز میں ایک گارڈن پارٹی دیگئی تھی اس پارٹی میں ایک جواہر نگار تاج جسکی مالیت تقریباً ۸ لاکھ روپیہ ہے نمایاں جگہ پر رکھا گیا، یہ تاج اشور بھگوان کیلئے جو جینیوں کا دیوتا ہے اور جسکا مندر پالیتانہ میں ہے تیار کیا گیا تھا، اس تاج کو آنندجی کلیان جی فرم نے ان جواہرات سے تیار کیا تھا جو متمول جینیوں نے تحفۃً پیش کئے تھے، اس کی تیاری میں دس سال صرف ہوئے۔ یہ تاج اب پالیتانہ جائیگا۔

عرس حضرت خواجہ باقی باللہ۔ بتاریخ ۲۴ رجمادی الثانی دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ کا عرس ہوگا، اول روز بعد نماز مغرب فاتحہ اور دوسرے دن بعد نماز صبح قرآن خوانی اور فاتحہ ہوگا۔

نرخنامہ اشتہارات ”اخبار آستانہ“

تعداد	ایکبار	ایکماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۲ بار)	چھ ماہ (۲۴ بار)	ایکسال (۴۸ بار)
⅛ صفحہ	۸؍	سے؍	عہ؍	عسہ؍	للعہ؍
¼ صفحہ	۸؍	ہے؍	عہ؍	صہ؍	سہ؍
نصف صفحہ	صہ	للعہ؍	سہ؍	صہ؍	لعہ؍
پورا صفحہ	معہ؍	عسہ؍	صللعہ؍	صسہ؍	ماصہ؍

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کیلئے فی سطر ۸ کے حساب سے اُجرت لیجائیگی۔

منیجر اخبار آستانہ اجمیر

(سید زین الکاملین کامل پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا)

جلد ۱ اجمیر القدس، ۲۳ رجادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء، یوم جمعہ، نمبر ۱۶

عہد اکبری کا ایک ناکام شاعر

ملیجان ترابی ہروی ایک مشہور فارسی گو شاعر تھا جو شہنشاہ اکبر اعظم کے عہد میں ہرات سے ہندوستان آیا اور یہاں بہت عرصہ تک مقیم رہا، ترابی کی پوری زندگی اس کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناکامیوں، نامرادیوں اور مایوسیوں سے بھری ہوئی تھی، وہ تنگ دستی اور مصائب سے پریشان ہوکر ہندوستان آیا تھا مگر یہاں بھی اسکو خاطر خواہ فراغت اور اطمینان نصیب نہیں ہوا، اسلئے وہ پھر اپنے وطن کو واپس ہوگیا، اسکا پورا کلام سرتاپا درد اور سوز و گداز، حرمان و یاس کا مرقع ہے، ہم انشاء اللہ عنقریب ترابی ہروی کے دلچسپ حالات زندگی تفصیل کیساتھ "آستانہ" میں پیش کریں گے، سردست ہم اسکا کلام پیش کرتے ہیں جو ابتک غیر مطبوعہ ہے، ترابی ہروی کا دیوان جو خود اُس نے اپنے ہاتھ سے کابل میں ۱۰۰۰ھ میں بطور بیاض لکھا ہمارے دوست مولانا سید محمد الیاس صاحب رضوی کی لائبریری میں موجود ہے جس پر خود ترابی ہروی کے دستخط اور اسکی مہر ہے۔ ترابی کا یہ کلام ہمنے موصوف کی اجازت سے اُسی قلمی بیاض سے لیا ہے۔ (ایڈیٹر)

رخصت بیداد دہ غمزۂ غماز را — سر بر فتنہ کن چشم فسون‌ساز را
تیغ ز مژگان بکش بر سر ارباب زہد — تا ہمہ گردن نہند قاعدۂ ناز را
تا دو جہاں را بہم بر زند از خواب ناز — باز کن آں نرگس خانہ برانداز را
از لب جاں بخش دہ روح بدل مردگان — تا بگذارد مسیح دعوی اعجاز را
طفل سرشکم کہ بود راز مرا پردہ در — از نظر افگندہ ما پردہ در راز را
در نظرش باختم نقد حیات و ہنوز — حسرت دیدار اوست جان نظرباز را

یافت ترابی بہ ہر لذت آزادگی
تا کہ ز جاں بندہ گشت آں بت طناز را

در خانۂ جاں غیر از جانانہ نمی گنجد — وز شوق رخش جاں ہم در خانہ نمی گنجد
ہر دم بفسوں ناصح از عشق مدہ پندم — در گوش من مجنوں افسانہ نمی گنجد
از مجلس اہل زہد دل می رمدم آرے — در حلقۂ ہشیاراں دیوانہ نمی گنجد
مشاطہ بکش دیگر دست از سر زلف او — کز کثرت دل زلفش در شانہ نمی گنجد
ہر جا کہ برافروزد آں شمع دل‌ما محفل — در محفل او غیر از پروانہ نمی گنجد
درد و غم عشق و دل دارند بہم خویشی — شادی! تو برو کانجا بیگانہ نمی گنجد

در دیدہ ترابی را جا کن کہ بود چشمش
بحرے کہ در و غیر از دُر دانہ نمی گنجد

رشد و ہدایت

از حضرت حاتم اصم قدس سرہٗ

اَرْبَعَۃُ اَشْیَاءَ لَا یَعْرِفُ قَدْرَھَا اِلَّا اَرْبَعَۃٌ اَلشَّبَابُ لَا یَعْرِفُ قَدْرَہٗ اِلَّا الشُّیُوْخُ وَالْعَافِیَۃُ لَا یَعْرِفُ قَدْرَھَا اِلَّا اَھْلُ الْبَلَاءِ وَالصِّحَّۃُ لَا یَعْرِفُ قَدْرَھَا اِلَّا الْمَرْضٰی وَالْحَیٰوۃُ لَا یَعْرِفُ قَدْرَھَا اِلَّا الْمَوْتٰی۔

تشریح۔ چار چیزوں کی قدر و قیمت ان چار آدمیوں کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ جوانی کی قدر بڈھے، عافیت کی قدر مصیبت زدہ تندرستی کی قدر بیمار۔ زندگانی کی قدر مردے ہی خوب جانتے ہیں۔

مجکو شوق جبہ سائی اسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کیلئے (معتنی مدظلہ)

آستانہ

جلد ۱۳۴۷ھ | جمعہ ۲۳ جمادی الثانی | نمبر ۱۶

”انسان“ کا ماتم یا ”انسانیت“ کا ماتم

(سید الیاس رضوی کے قلم سے)

آج ایک دنیا ماتم گسار ہے کہ ہندوستان کا ایک بڑا ”انسان“ لالہ لاجپت رائے موت کا شکار ہوگیا، ایک زمانہ میں آہ و بکا ہے کہ اس سرزمین کا ایک محب وطن، خیرخواہ قوم ہم سے جدا ہوگیا، کوئی سوگوار ہے کہ بھارت ماتا کا ایک فرزند پیوند خاک ہوگیا، کسی کو یہ غم ہے کہ ہمدردی، اخلاق اور شرافت کا ایک مجسمہ دنیا سے اٹھ گیا، ہندوستان کے ہندو، مسلمان، پارسی، عیسائی، غرض کوئی قوم نہیں ہے جس کے ممتاز افراد نے سرزمین ہند کے اس مشہور ”انسان“ کی موت پر جو عمر طبیعی پر پہونچکر ہوئی اپنے حزن و ملال اور غم و الم کا اظہار نہ کیا ہوگا نیشنلسٹ، سوراجسٹ، انڈپنڈنٹ، ماڈریٹ، اکسٹرمیسٹ، حکام پرست غرض کوئی سیاسی طبقہ نہیں ہے جس نے اس حادثہ کو ایک عظیم الشان ملکی و قومی حادثہ اور ملک و قوم کے ایک نقصان عظیم سے تعبیر نہ کیا ہوگا، یہ ایک انسان کا ماتم ہے، صرف ایک انسان کا اور اس انسان کا جو اپنی عمر طبیعی کو پہونچ چکا تھا، مگر ان ماتم گساروں کو یہ بھی معلوم ہے کہ ٹھیک اسوقت جب وہ اس ماتم و عزا میں مصروف تھے سرزمین ہند پر ایک اور سانحۂ عظیم بھی ہوا ہے، وہ کسی انسان کی موت نہیں ہے بلکہ وہ ”انسانیت“ کا قتل عام ہے وہ کسی محب وطن، یا خیرخواہ قوم کی دائمی جدائی نہیں ہے بلکہ ”حب وطن“ اور ”قومی خیرخواہی“ کا خاتمہ ہے، وہ بھارت ماتا کے صرف ایک فرزند کا پیوند خاک ہونا نہیں ہے بلکہ کئی مظلوم بےگناہ بیکس اور معصوم عورتوں اور بچوں کا خاک و خوں میں تڑپنا ہے، وہ کسی ہمدرد، خلیق یا شریف آدمی کا انتقال نہیں بلکہ ”ہمدردی“ اخلاق اور شرافت کی غارتگری ہے اور یہ سب کچھ بہیڑہ ضلع امروہہ میں ہوا ہے اور ان سنگھٹنی سورماؤں کے ہاتھوں سے ہوا ہے جو پراچین بھارت تہذیب و تمدن کے مدعی ہیں جو شرافت و اخلاق کے دنیا میں سب سے بڑی علمبردار ہیں، پھر آج ہندوستان میں کتنے لوگ ہیں جنہوں نے ”انسانیت“ کے قتل عام پر، ”حب وطن“ کے اس ناوقت خاتمہ پر، ”شرافت، تہذیب اور اخلاق“ کی اس عام غارتگری پر ماتم کیا ہے؟ کتنے لوگ ہیں جو اس پر سوگوار نظر آئے ہیں اور کسقدر خیرخواہان ملک و قوم ہیں جنکو اس حادثۂ کبریٰ اور سانحۂ عظیم یعنی ”انسانیت“ کی اس قتل و غارتگری پر اپنے گوشۂ قلب میں اس حزن و ملال کا ایک عشر عشیر بھی محسوس ہوا جو انکو ایک انسان لالہ لاجپت رائے کی موت پر ہوا تھا، ہندو مسلم سوال کو چھوڑو، میں پوچھتا ہوں کہ بہیڑہ ضلع امروہہ میں جو کچھ ہوا وہ بےشک مسلمانوں کے ساتھ ہوا، مگر ان مسلمانوں کے ساتھ ہوا جو انسان تھے اور کسی کو ان کے انسان ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا، اور یہ بھی سچ ہے، کہ جو کچھ ہوا وہ انسانیت کے خلاف، شرافت سے بعید اور تہذیب سے کوسوں دور تھا، اسلئے تھوڑی دیر کیلئے یہ خیال دماغ سے نکالکر کہ مسلمانوں پر مظالم توڑے گئے۔ اور وحشیانہ بدسلوکی برتی گئی یہ دیکھو کہ چند انسانوں کے ساتھ وہ برتاؤ کیا گیا جو ننگ انسانیت تھا وہ سلوک روا رکھا گیا جو بدنام کنندۂ تہذیب و شرافت تھا یعنی وہ تمام واقعات جو وہاں رونما ہوئے ”انسانیت، شرافت، تہذیب، حب وطن اور قومی خیرخواہی“ کا علانیہ قتل عام تھے اور اب اپنے سینوں پر ہاتھ رکھکر ٹھنڈے دل سے غور کرو کہ صرف ایک ”انسان“ کا ماتم زیادہ ضروری ہے یا ”انسانیت“ کا پھر بتلاؤ کہ ”انسانیت“ کے اس قتل و غارتگری پر ماتم گساری اور عزاداری کے وہ مظاہرے کیا ہوئے جو تم نے صرف ایک انسان کی موت پر کئے تھے، تم نے ایک انسان کی موت پر ”یوم تعزیت“ منانیکا تہیہ کر لیا مگر انسانیت کی موت پر تعزیت و ماتم کیلئے کتنے لمحے صرف کئے گئے۔

ایک انسان کی موت کو تم نے قوم و ملک کا ایک خسران عظیم سے تعبیر کیا مگر انسانیت کے خاتمہ کو ایک دانۂ خردل کے ضیاع و اتلاف کے برابر بھی اہمیت نہ دی، ایک انسان کی موت نے تمہارے دلوں پر غم و الم کے پہاڑ توڑ دئے مگر انسانیت کی موت نے تمہارے قلوب پر ایک ذرہ بھی حزن و ملال پیدا نہونے دیا اور پھر ایک انسان کی موت پر تمہاری چیخ و پکار نے زمین و آسمان کو ایک کر دیا مگر انسانیت کی موت پر تمہاری زبان کو اتنی بھی جنبش نہوئی کہ صرف افسوس ظاہر کر دیا جاتا، پھر دیکھو کہ تم کہانتک بجا طور پر انسان کہلائے جانیکے مستحق ہو اور تمہارے لئے محب وطن اور خیرخواہ قوم کا معزز لقب کس حدتک موزوں ہوگا، اے وہ ہندوستانیو! جنہوں نے ایک انسان لالہ لاجپت رائے کی موت پر اپنی غمگساری اور سوگواری کا پورا ثبوت دیا اور اپنے انتہائی حزن و ملال کا اظہار کیا ہے، ادہر آؤ! کہ آج بہیڑہ ضلع امروہہ میں ”انسانیت“ کا جنازہ بھی تمہاری غمگساری و سوگواری کا منتظر ہے،

اے وہ قوم پرستو! جنہوں نے لالہ لاجپت رائے کی موت کو ہندوستان کیلئے ایک ملکی و قومی نقصان عظیم سے تعبیر کیا ہے دیکھو کہ آج بھارت ماتا کا ایک اس سے بڑا، اس سے اہم اس سے زیادہ خطرناک اور اس سے زیادہ ناقابل تلافی نقصان جو ملک و قوم ہی کا نہیں، ملک و قوم کے اخلاق و شرافت کا نقصان ہے، تہذیب و شائستگی کا نقصان ہے آج تمہارے احساس ملی و ملکی کا طلبگار ہے!

اے وہ مسلمانو! جنہوں نے لالہ لاجپت رائے کی موت پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کر کے اپنی ملکی ہمدردی اور قومی خلوص کا امتحان دیا ہے، اب ہوشیار ہو جاؤ کہ اسی ملکی ہمدردی اور قومی خلوص کی عام غارتگری و پامالی بھی آج تمہارے دلی رنج و افسوس کی متلاشی ہے۔

. . . . . پھر کوئی ہندوستانی ہے، جو اس غمگساری و سوگواری کی دعوت کو قبول کرے؟

. . . . کوئی قوم پرست ہے جو شرافت و اخلاق اور ہمدردی و مروت کی اس غارتگری پر آنسوؤں کے دو قطرے بہائے؟ اور پھر کوئی مسلمان ہے! جو بیکس اور معصوم عورتوں اور بچوں کی اس فریاد پر مخلصانہ ہمدردی کر کے اپنی اہمیت دینی کا ثبوت دے گا؟ ہ

اے جرس تا بکے از نالہ گلو پارہ کنی
کس دریں قافلہ دیدی کہ بفریاد رسید

لمحات فکریہ

رعایائے ریاستہائے راجپوتانہ کی کانفرنس:۔

(سید الیاس رضوی کے قلم سے)

ریاستہائے راجپوتانہ کی رعایا کی کانفرنس ختم ہو چکی اور اب میں نے ضروری سمجھا ہے کہ اس صحبت میں اس کانفرنس کے متعلق اپنے دلی تاثرات ظاہر کروں۔ جسوقت مجھے اس کانفرنس کے انعقاد کی اطلاع ملی تھی اور اسکی مجلس استقبالیہ کی بعض

کارکن ہستیاں میرے علم میں آئی تھیں مجھے اُسی وقت یہ خطرہ محسوس ہوا تھا کہ اس کانفرنس کی تہ میں فرقہ دارانہ جذبات کام کر رہے ہیں۔ اس بنا پر مجھے اس کانفرنس سے شدید اختلاف تھا اور میں سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کو اس سے کوئی سروکار نہ رکھنا چاہئے لیکن بالآخر پنڈت ارجن لال جی سیٹھی کے اصرار پر میں نے اس کانفرنس کی شرکت کا فیصلہ کیا، اور اجمیر کے اکثر مسلمان بھی سیٹھی جی کی ترغیب سے اسمیں شریک ہوئے۔ مسٹر رام نرائن چودھری سکرٹری استقبالیہ کمیٹی نے مجھے نہ صرف اعزازی ٹکٹ بلکہ کانفرنس میں پیش ہونیوالے رزولیشنوں کی ایک کاپی بھی بھیجی، بہرحال اجمیر کے مسلمان اچھی خاصی تعداد میں شریک کانفرنس ہوئے مگر اس کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہونیکے بعد جن چند خاص باتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا یا اپنی قلب کی گہرائیوں میں تکلیف دہ محسوس کیا وہ اس کانفرنس کی کارروائیوں کی شروع سے آخر تک فرقہ دارانہ ذہنیت اور سنگھٹنی جذبات کا عجیب و غریب مظاہرہ تھا، وہ واقعات یہ ہیں۔

۱۔ کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی میں کارکنان و داعیان کانفرنس نے نہ کسی ایک مسلمان کو، جتو کیا نہ ممبر بنایا۔

۲۔ انعقاد کانفرنس سے قبل استقبالیہ کمیٹی نے تمام ریاستوں میں مندوب بنانے کیلئے جو آدمی روانہ کئے انہوں نے کسی ریاست کے مسلمان باشندوں کو نہ شرکت کانفرنس پر آمادہ کیا، نہ انکو مندوب بنایا نہ کوئی مسلمان باشندہ ریاست اس کانفرنس میں شریک ہوا۔

۳۔ صدر کانفرنس کی نشست کے اوپر سوامی دیانند بانی آریہ سماج کی ایک بڑی تصویر آویزاں تھی، اسکے علاوہ پنڈال میں جو تصاویر آویزاں تھیں انمیں کوئی ایک مسلمان لیڈر نہ تھا۔

۴۔ کانفرنس کے اجلاس میں مقامی آریہ سماج کی جیالال پارٹی کے لٹھ بند سورما خاص تعداد میں موجود تھے۔

۵۔ جو مقامی مسلمان کانفرنس کے ڈلیگیٹ بنچکے تھے انکو بھی کانفرنس کے اجلاس میں داخل ہونے سے روکا گیا اور بہت سے مسلمانوں کو باوجود فیس ادا کر نیکے ڈلیگیٹ ٹکٹ نہیں دئے گئے، حالانکہ آریہ سماجیوں کو دھڑا دھڑ ٹکٹ دئے جارہے تھے۔

غرض یہ تمام امور ایسے تھے جنسے نہ صرف مجھے بلکہ ہر مخلص قوم پرست کو بھی صدمہ ہونا چاہئے، اور کانفرنس کی فرقہ وارانہ ذہنیت کا یہی سب سے بڑا ثبوت ہیں، کہ اس کانفرنس پر شروع سے آخر تک آریہ سماجی چتر سایہ افگن تھا، اسلئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلمانان اجمیر و راجپوتانہ کی جانب سے اس امر کا اعلان کر دوں کہ مسلمانوں کو اس کانفرنس سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کانفرنس صرف ہندوؤں کی ایک کانفرنس ہے۔

ایک ضروری اور اہم اصلاح

صاحبزادہ سید غلام محمد نبی صاحب خادم درگاہ حضرت خواجہ بزرگ کا ایک مراسلہ بدیں مضمون موصول ہوا ہے کہ ایک مقامی اخبار نے جو درگاہ بازار سے زنان بازاری کے اخراج کیلئے آواز بلند کی ہے وہ نہایت مناسب و موزوں ہے، مسلمانان اجمیر خاصکر درگاہ بازار کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ میونسپل کمیٹی اجمیر کو اس جانب توجہ دلائیں اور اسکو مجبور کریں کہ شہر کے اس حصہ سے جو حضرت خواجہ بزرگ کے مزار مقدس کے قریب واقع ہے اس ناخوشگوار طبقہ کو نکالکر جوار حضرت سلطان الہند کو لغویات سے پاک کر دیا جائے۔

ہمکو صاحبزادہ صاحب موصوف اور مقامی معاصر کی اس رائے سے بالکل اتفاق ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ میونسپل کمیٹی اسپر غور کرے گی، مسلمانان اجمیر و درگاہ بازار بھی اسپر ایکشن لیں گے اور نہ صرف درگاہ بازار بلکہ شہر کی آبادی سے ہی اخلاق کے ان جراثیم کو علیحدہ کر دیا جائیگا اور زنان بازاری کی رہائش ممنوع قرار دیجائیگی جیسا کہ ہندوستان کے اکثر مقامات پر عمل میں آرہا ہے (اڈیٹر)

مولانا خواجہ معینی اجمیری مدظلہ

خانوادہ خدام عالیمقام حضرت خواجہ بزرگ کے معزز رکن مولینا خواجہ سید عبد المعبود صاحب معینی مدظلہ کی گرامی ذات کسی تعارف و تعریف کی محتاج نہیں ہے۔ آج سے ستائیس سال قبل کا واقعہ ہے کہ آپ نے دار العلوم معین الاسلام سے فراغت پاکر اجمیر شریف سے ایک ہفتہ وار اخبار المعین جاری فرمایا کامل چار سال تک اسکی ادارت فرماکر ملکی اور قومی خدمات انجام دیں اور پھر بسلسلہ ملازمت حیدرآباد دکن آپکے مستقل قیام ہو جانیکی وجہ سے اخبار کے اجراء میں رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

مولینا معینی اگر ایک جانب شرف خدمت حضرت خواجہ بزرگ سے مشرف و ممتاز ہیں تو دوسری جانب اپنے ذاتی جوہر قابلیت اور علم و فضل کے اعتبار سے اپنے اقران و امثال میں سرفراز، چنانچہ یہ آپ کی قابلیت و فضیلت ہی کا نتیجہ ہے کہ بار ہا خسرو دکن خلد اللہ ملکہٗ کی بارگاہ میں باریاب ہو چکے ہیں۔ اور خسرو دکن ہی کے خاص الطاف و نوازشات کی بنا پر فرمان خسروی کے بموجب تقریباً چار سال سے گرداوری کے عہدہ مہتممی پر فائز ہیں۔

اب یہ معلوم کر کے نہایت مسرت ہوئی ہے کہ آپکی تنخواہ میں مبلغ ۔۔۔ روپیہ ماہوار کا اضافہ کیا گیا ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم ہمیشہ جوہر شناس اور قدردان اہل کمال بادشاہ دکن کو سلامت باکرامت رکھے جسکے عہد میمنت مہد میں شرفا اور فضلا اپنے علم و فضل کا صلہ پاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج سرزمین دکن ہندوستان کے ممتاز اہل قلم اور اہل علم کا مرکز بنی ہوئی ہے۔

اسکے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آجکل مولینا معینی تنظیم کمیٹی کی شرکت کیلئے مدعو ہوکر اپنے مقام مستقر راجورہ سے حیدرآباد دکن تشریف لیگئے ہیں اس کمیٹی میں محکمہ گرداوری کے آیندہ نظم و نسق پر غور کیا جائیگا اور موجودہ اصول آئین میں حسب ضرورت ترمیم و تنسیخ کی جائیگی۔ غالباً ایک ہفتہ کے بعد مولینا معینی مدظلہ اپنے مستقر پر واپس ہونگے۔

رموز و نکات

کانگرس کی انتہائی کوشش اور ترغیب کے باوجود ”خودساختہ“ اور ”خانہ ساز“ کھدر نے ملک میں عام رواج نہیں پایا مگر بعض نقالوں کو یہ ”خودساختہ“ اور ”خانہ ساز“ کا نسخہ اتنا سہل اور ”پیارا“ معلوم ہوا کہ اب یہی نسخہ ایک مرض لاعلاج اور متعدی بن چکا ہے، اپنی شخصیت اور وقار کا اظہار مطلوب ہوا تو فوراً کسی جماعت، یا وفد کے خودساختہ اور خانہ ساز صدر بن بیٹھے، چندے کی ضرورت پیش آئی اور یہ خودساختہ اور خانہ ساز لیڈر کی جون میں اسٹیج پر جلوہ گر ہو گئے، دعوت کا پیام آیا اور یہ خودساختہ و خانہ ساز مولوی کے جامہ میں نظر آئے۔ ذرا کاروبار سست ہوا اور انہوں نے ایک خودساختہ و خانہ ساز انجمن کا اعلان کرکے دوکانداری شروع کر دی، اور پھر لطف یہ کہ ان میں ہر بات کے ماتحت امور متعلقہ بھی خودساختہ اور خانہ ساز ہوتے ہیں، چونکہ اس زمانہ میں شخصیت اور نمود کا ایک معیار یہ بھی ہے کہ کسی ”حادثہ فاجعہ“ اور ”واقعہ ہائلہ“ کے متعلق کسی اخبار کے نمایندہ سے ملاقات کی جائے اور اگر کسی وقیع اخبار اور موقر یا باقاعدہ خبر رساں کمپنی کا کوئی نمایندہ یا ایجنٹ آپ کو شرف ملاقات نہ بخشے اور آپ کی ”گٹروں گوں“ کو اپنے وقیع اخبار کے قیمتی کالموں میں جگہ نہ دے تو پھر اپنی عادت مستمرہ کے مطابق یہ طریقہ بھی خوب ہے کہ کسی ناتجربہ کار لڑکے کو اس مطلب کیلئے گانٹھ لیا جائے کہ وہ ایک خودساختہ اور خانہ ساز ملیٹی بیرو کے خودساختہ اور خانہ ساز ڈائرکٹر کی خودساختہ اور خانہ ساز حیثیت میں آپ سے ایک ”حادثہ فاجعہ اور واقعہ ہائلہ“ کے متعلق خودساختہ اور خانہ ساز انٹرویو بھی کرلے اور جب اس ”ملاقات“ کے نتیجہ کو دنیا کے کسی تیز رو سے تیز رو اخبار میں بھی جگہ نہ ملے تو پھر ایک خودساختہ اور خانہ ساز اخبار ہی اس کی اشاعت کا تختہ مشق بھی بنایا جائے، اب رہا یہ کہ وہ انٹرویو کیا ہے؟ وہی مثل بنئے کی کہ سر پر چپت کھاکر پگڑی سنبھالی اور فرمانے لگے کہ دیکھوں اب تو مار، مگر بات یہ ہے کہ اگر کوئی گدھا یا گیدڑ شیر کی کھال اوڑھ کر چلا آئے تو وہ بظاہر شیر نظر آئیگا لیکن اسکے بولتے ہی سب پول کھلکر رہ جاتی ہے، اسی طرح انٹرویو کی کھال اوڑھ کر لیڈر کا بھیس تو بنا لیا مگر بات نہیں بن سکی ع

بیلادہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

”س“

حقائق و معارف

تسبیح زمرد

سچے صوفیوں کا جہاد لسانی

(افادہ مولانا سید الیاس رضوی اجمیری)

(۷)

حجاج۔ کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ میں مرعوب ہو کر تمکو معاف کر دوں

سعید۔ معاف تو خدا ہی کر سکتا ہے تجھ میں نہ بری کرنیکی طاقت ہے نہ قتل کرنیکی۔

اب تو حجاج کو تاب نہ رہی اسنے فوراً جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ انکو قتل کر دیا جائے۔ حضرت سعید قصر امارۃ سے مقتل کی جانب لیجائے گئے اور جب قصر سے باہر ہونے تو آپ ہنسنے لگے۔ حجاج کو خبر ہوئی تو پھر آپ کو بلوایا اور پوچھا کہ آخر اس ہنسی کے کیا معنی تم تو قتل کے لئے جا رہے ہو۔

سعید۔ میری ہنسی کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمکو خدا کے مقابلہ میں تیری جرأت پر اور تیرے بابت خداوند جل وعلا کے حلم پر تعجب ہوا اور ہنسی آگئی،

حجاج۔ (طیش میں آکر) اچھا تو ان کو ہمارے سامنے ہی قتل کر دو

سعید۔ یہ سنتے ہی اپنا منہ قبلہ کی جانب کیا اور پڑھا:۔

وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین،

حجاج۔ انکا رخ قبلہ سے پھیر دو۔

سعید۔ اینما تولو فثم وجه الله (جدھر رخ کرو اسی طرف قدرت ہے)

حجاج۔ انکو الٹا ڈالدو۔

سعید۔ منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ (ہم نے زمین ہی سے پیدا کیا، اور اسی میں واپس لوٹادینگے اور اسی سے پھر نکالینگے)۔

حجاج۔ (نہایت برہم ہوکر) اچھا اب دیر نہ کرو۔

جلاد نے ہاتھ تولا، تلوار کھینچی، پینترا بدلا اور پھر تلوار کو جنبش دیکر چاہتا تھا کہ بھر پور وار کرے کہ حضرت سعید نے جلاد کو روکا اور فرمایا۔

سعید ذرا ٹھہرو۔ اے جلاد تو اور تیرا آقا اور تمام اسکے مصاحب اور اہل دربار اس بات کے گواہ رہیں کہ سعید دنیا سے خدا کی توحید کا اقرار کرتا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرتا ہوا جاتا ہے، اور اسنے تمہارے سب کے روبرو امر بالمعروف کا فریضہ بھی نہایت دیانت واستقلال سے ادا کیا، بس اسے

جلاد تو اپنا کام کر مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا اور اب جو کچھ کہنا ہے وہ اس ظالم کے سامنے نہیں بلکہ بطش شدید والے منتقم حقیقی کے روبرو اس کے بعد جو لمحہ تھا اسنے دنیا میں اعلان کر دیا کہ ایک صداقت کا پرستار جام شہادت سے سیراب ہوا اور اپنا اسوۂ حسنہ دنیا کے لئے چھوڑ گیا۔

۱۹۔ فضل بن ربیع فضل بن ربیع عہد وزارت برامکہ میں حاجب کے عہدہ پر مامور تھے، اور پھر ہارون الرشید نے اپنی وزارت کا عہدہ بھی عطا کیا تھا۔ ایک بار ہارون الرشید نے انکو صاحب محمل (قافلہ سالار) بنا کر بغداد سے حج بیت اللہ کے لئے بھیجا، وہ حج سے واپسی پر دربار اور سلطنت کے تمام کاروبار اور تعلقات چھوڑ کر خانہ نشین ہوگئے۔ ہارون نے بہت کوشش کی مگر انہوں نے حجرۂ خلوت سے ایوان وزارت کا رخ نہیں کیا ایک دن خود خلیفہ ہی قصر سلطنت سے گوشۂ درویشی کی طرف چلا اور وہاں یہ دیکھکر خلیفہ نے فضل سے پوچھا۔

خلیفہ تمنے وزارت کیوں ترک کر دی۔

فضل۔ میں پہلے کے بہ نسبت اب اچھا ہوں اور نفس کو تیار کر رہا ہوں کہ گذشتہ عہدے سے بھی زیادہ اہم اور سخت خدمات انجام دیسکے پہلے میری دس خدمتوں کا صلہ ایک ملتا تھا اور اب میں اسکی خدمت کرتا ہوں جو ایک خدمت کے عوض دس اجر عطا کرتا ہے۔

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا ۔ پہلے دربار خلافت میں عرض و معروض کے لئے موقع و محل، درستی مزاج وخوشنودی طبع کا خیال ہوتا تھا، اور آج جو کچھ بھی میرے دل میں ہوتا ہے وہ میرا آقا جانتا ہے ان الله عليم بذات الصدور پہلے جب میں حاجب تھا تو جب بادشاہ وخلیفہ کے سونے کا وقت ہوتا تھا تو مجھے جاگنا پڑتا تھا اور اب یہ حال ہے کہ میں بے خبر سوتا ہوں اور میری حفاظت کیجاتی ہے لا تاخذہ سنة ولا نوم پہلے میں سمجھتا تھا کہ میرا رزق خلیفہ کے ہاتھ میں ہے اور اب معلوم ہوا کہ میرا اور خلیفہ کا رزق سب سے بڑے سلطان کے قبضۂ قدرت میں ہے

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِي الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا۔

ہارون الرشید یہ سنکر رونے لگا۔

۲۰۔ ذوالنون مصری:۔ آپ کے مخالفین نے آپ پر زندقہ کا الزام لگایا اور مصر کے اکثر علما بھی اس سے متفق ہوگئے۔ خلیفہ متوکل کے دربار میں شکایت ہوئی تو خلیفہ نے آپ کو پکڑ بلوایا اور اپنے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا، جب آپ بغداد لائے گئے تو بیڑیاں آپ کے پیر میں پہنا دی گئیں اور خلیفہ کے دربار میں حاضر کیا گیا اسوقت ایک بڑھیا عورت آپکے پاس آئی اور آپ سے کہا کہ خبردار اس سے خوف نہ کھانا اس لئے کہ تیری طرح خدا کا ایک بندہ ہے اور جب تک خدا نہ چاہے اسوقت تک بندہ کچھ نہیں کر سکتا آپنے فرمایا کہ راستہ میں مجھے ایک سقہ نہایت آراستہ وپیراستہ ملا تھا اسنے مجھے پانی پلایا۔ میں نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک کو اشارہ کیا کہ اسکو ایک دینار دیدے مگر اسنے قبول نہیں کیا اور کہا کہ تو خود ہی گرفتار ہے تجھسے کوئی چیز لینا مروت کے خلاف ہے، خلیفہ نے اسکے بعد حکم دیدیا کہ انکو جیل لیجاؤ آپ چالیس روز تک قیدخانہ میں رہے، حضرت بشر حافی رح کی بہن روزانہ آپ کو قیدخانہ میں ایک روٹی دے آیا کرتی تھیں جس روز آپ کو جیل سے نکالا وہ چالیسوں روٹیاں ایک جگہ رکھی ہوئی تھیں، اب پھر آپ کو خلیفہ کے روبرو لیگئے اور بعض باتوں کے متعلق آپ سے جواب طلب کیا گیا تو آپ نے نہایت دلیری اور جرأت سے حق بات کہی، حتی کہ خود خلیفہ متوکل اور اس کے درباری بہت دیر تک روتے رہے،

۲۱۔ خالد بن مغوان رح:۔ یہ ایک روز خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے پاس مہمان تھے، ہشام سے آپ نے کہا کہ کوئی قصہ سنائے تو آپنے فرمایا کہ ایک ذی علم و اقبال بادشاہ ایک بار سیر کے لئے نکلا، راستہ میں اسنے اپنے ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ قصر کس کا ہے تو ہمراہیوں نے کہا کہ یہ قصر شاہی ہے پھر اسنے پوچھا کہ اچھا جس قدر مال و متاع میرے پاس ہے اتنا کبھی کسی بادشاہ کے پاس ہوا ہے؟ ایک پرانے زمانہ کا بوڑھا آدمی بھی ساتھ تھا اسنے کہا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں جواب دوں، بادشاہ نے کہا کہو، اسنے کہا یہ بتلائے کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے اسمیں کبھی کمی نہیں آئیگی اور کیا یہ مال و متاع آپ کے پاس میراث میں نہیں پہونچا، اور پھر کیا اب آپکے جانشین کو میراث میں نہیں پہونچیگا، بادشاہ نے کہا تینوں باتیں ہونگی تو بوڑھے نے کہا کہ پھر سخت تعجب ہے کہ آپ ایک چیز پر مغرور ہیں جو کم ہونیوالی ہے اور جس کا زیادہ حصہ آپ کے پاس سے دوسرے کے پاس جانیوالا ہے اور اسمیں سے جو کچھ آپ نے خرچ کیا ہے اسکا حساب ہونیوالا ہے، بادشاہ یہ سنکر کانپ اٹھا اور کہا کہ کہاں جاؤں کہ جہاں مجھے مطلب کی بات ملے تو بوڑھے نے کہا کہ اگر بادشاہی کی ہوس اور آرزومندی ہے تو ظاہر و باطن میں اللہ تبارک و تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوشش کرو ورنہ پھر تاج و تخت ترک کر کے گدڑی پہن لو اور اپنے رب کی عبادت کرو، ہشام نے یہ قصہ سنا تو بہت رویا اور سلطنت کا تمام کاروبار اپنے دونوں بیٹوں کے سپرد کر کے گوشہ نشین ہوگیا۔

باقی دارد

"ادبیات"

افسانہ

شاعر کا دل

(از سید الیاس رضوی اجمیری)

گذشتہ سے پیوستہ

غمزدہ مارگٹ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے نہایت دردناک آواز سے آہستہ آہستہ بولی کہ میں نے تو حضور کا کوئی قصور نہیں کیا نہ کوئی خیانت کی، نہ حضور کے عہد کو توڑا - ہاں مجھے قتل کر دینے کا آپکو بہرحال اختیار ہے اور آپ ہر وقت اسکے مجاز ہیں مجھے اسمیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا ؎

نا کردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

کارنل نے بڑے ضبط و استقلال سے کہا کہ "میں اس شاعر کو جو تیرا محبوب تھا قتل کر چکا اور اسکا دل بھی نکال لایا ہوں، مجھے امید ہے کہ بوڑھا ساحر اسمیں پھر جان ڈالدیگا اور میں اس سے انہیں نغمات دلکش اور ولولہ انگیز کی پھر فرمائش کرونگا جو اُسنے تجھے دم رخصت سنائے تھے - اگر اُسنے تیری برأت ظاہر ہوگئی تو خیر، ورگذر کرونگا، لیکن ابھی تو مجھے کامل یقین ہے کہ تو جھوٹی ہے تیرا دعوی پارسائی غلط ہے . کیا وہ بات جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو غلط ہو سکتی ہے ، میں نے بچشم خود دیکھا کہ تو نے اپنے لب اسکے رخسار لگا دیئے تھے" ؎

صحبت میں غیر کے نہ پڑی ہو کہیں یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کئے

اتنا کہا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا، اُسنے مارگٹ کو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ اپنی بیگناہی اور پاکدامنی کے بارہ میں کچھ کہتی ، اسکو اسی طرح فرش پر از خود رفتہ چھوڑ کر وہاں سے چلدیا ، اور چلتے وقت اس کمرہ کا دروازہ بھی باہر سے بند کرتا گیا ،

شہزادہ کارنل اپنے ہاتھ میں وہی ظرف پرخون لئے چلا جاتا تھا جس میں شاعر کا دل رکھا ہوا تھا ، ایوان خاص سے گذر کر وہ ایک وسیع کمرے میں داخل ہوا جو چاروں سمت سے بلند احاطہ سے محفوظ تھا ، اس ہال کے وسط میں آگ رکھی ہوئی تھی جسمیں کبھی کبھی خود بخود خفیف چمک ہو جاتی تھی ، اس کے آس پاس کرسیاں، چوکیاں، تخت اور مصلے بچھے ہوئے تھے - جا بجا نقرئی شمعدان ، جادو کا سامان اور متفرق چیزیں تھیں ، اِدھر اُدھر کچھ پریشان ورق پڑے تھے ایک گوشہ میں اگلے زمانہ کی پرانی کتابیں پڑی ہوئی تھیں جنکے سامنے کھوپریوں اور بوسیدہ ہڈیوں کا ڈھیر تھا، آگ کے قریب ایک برتن میں کئی قسم کے بخورات خوشبو اور کچھ جڑی بوٹیاں رکھی تھیں، دیواروں پر قدیم وضع اور ساخت کے اسلحہ بد سلیقگی کے ساتھ آویزاں تھے جن پر پرچے لگے ہوئے تھے ، مگر ان کی تحریرات مبہم اور ناشناسائے خطوط بھی عجیب و مختلف تھی ، ظاہر ہے کہ یہ شیرازۂ پریشان محض جادو کا دفتر یا طلسمی کارخانہ تھا، آگ کے ایک جانب وہی بزرگ دیرینہ سال چار زانو بیٹھا ہوا تھا، عبائے مبارک کاندھوں پر پڑی ہوئی اور ہاتھ میں لوہے کی ایک پتلی سی چھڑی تھی جس کا ایک کنارہ آتشدان میں تھا، پیر مرد اسی سے آگ کو چھیڑتا جاتا تھا ، آگ سے سبز رنگ کی روشنی پیدا ہوتی تھی اور نہایت لطیف و فرح بخش خوشبوئیں نکل رہی تھیں ،

جب ان بزرگوار کی نظر پرنس کارنل پر پڑی تو بیساختہ اس ظرف خون آلود کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ "آپ نے یہ کیا کیا ؟ میں نے آپسے نہیں کہدیا تھا کہ یہ غریب شاعر بیگناہ ہے ، افسوس، محض آپ کے شک نے یہ سب تصورات باطل قائم اور خیالات فاسد ذہن نشین کر کے آپ کو اس ناروا حرکت کا مرتکب قرار دیا - جو کچھ ہوا بہت برا ہوا اب آپ ہوشیار رہیئے قوات عظیمہ سے آپ کو اس فعل بد کی پاداش ضرور ملیگی ، لیکن اب اگر یہ دریافت کرنا ملحوظ خاطر ہے کہ اس نیک نفس نے آپکی محبوبہ سے کیا کہا تھا تو میں تھوڑی دیر کے لئے اسکو زندہ کر سکتا ہوں اور جو جو نغمات و ترنم اسنے ہنگام رخصت مارگٹ کو سنائے تھے وہی اسوقت پھر کہہ سنائیگا ، اسی دل کی باتیں تھیں اور اسی دل سے پھر نکلینگی ، مگر میں آپکے لئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ ایسا نکروں ورنہ آپ کو بڑی آفتوں کا سامنا ہوگا"

پرنس بولا کہ "میری خواہش تو یہی ہے کہ حقیقت حال سے آگاہ ہو جاؤں، خیال فرمائیے ، اب اس سے زیادہ کونسی آفت ہے جو آئیگی اور اس سے بڑی کیا مصیبت ہوگی کہ میری اسیر دام نے خود مجھسے کورنمکی کی ، بس آپ تو مہربانی فرما کر اس قلب میں جان ڈالدیجئے تاکہ میں اصل معاملہ تو معلوم کر لوں ؎

شوق را عربدہ با حسن خود آرا باقی است ــ دشمن صد پارہ دل بر صف مژگاں زدہ

ساحر اول تو کچھ دیر خاموش رہا اور پھر اسنے تلا تلا کر زیر لب کچھ پڑھنا شروع کیا اور اسی حالت میں کارنل کے ہاتھ سے وہ شیشہ لے لیا جسمیں مظلوم شاعر کا دل تھا اور آگ میں اسکو لوٹ دیا ، شاعر کا دل بھی نذر آتش ہوگیا ، دل کے آگ میں گرتے ہی بڑے زور سے ایک آواز ہوئی جیسے بادل تڑپ کر گرجتا ہے ، آگ پر سیدھا سیدھا دھوئیں کا ایک ستون سا کھڑا ہو گیا ، دھواں اب تمام کمرے میں بھر گیا تھا ،

ساحر نے اب بہت زیادہ عجلت سے کام لیا ، ہاتھ میں جو آہنی جریب تھی اُس سے حلقہ کھینچا اور خود معہ پرنس اسکے اندر کھڑا ہو گیا جادوگر برابر منتر پڑہتا رہا ، اس طرف سے جو دھواں اٹھ رہا تھا وہ رفتہ رفتہ سبزی مائل ہونے لگا اور پھر اوپر تک پہونچکر ٹھہر گیا اور پھر اُسنے سایہ کی صورت اختیار کی اور کچھ دفعہ کے بعد اچھے خاصے انسان کی ہیئت بنگئی، رفتہ رفتہ یہ شکل اس دائرہ کے پاس آگئی جسمیں جادوگر اور کارنل پناہ گزیں تھے ، اب پرنس کے روبرو یہ کالبد کھڑا ہو گیا اور اسنے خشمگیں نگاہیں ڈالنے لگا جو پرنس پر تیر و تبر سے بھی زیادہ کام کرتی تھیں ، پرنس بھی اس کالبد کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہی شاعر ہے جو میرے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور بعینہ اسی حالت میں جو قتل سے بیشتر اسکی تھی حسب معمول قبا و رباب دوش پر تھے ، فرق صرف اسقدر تھا کہ آنکھوں میں وہ نور و جمال باقی نہ تھا ، انکا منظر نہایت مہیب اور خوفناک تھا ، چہرہ سے سختی اور پریشانی ترشح اور آثار درد و الم نمایاں تھے ساحر جو منتر پڑھ رہا تھا اسکے اثر سے وہ کالبد پیچ و تاب کھا کر رک گیا - کچھ توقف کے بعد رباب کندھے سے اتارا اور چھیڑنے کیلئے آمادہ ہوا ، اب ساحر نے پرنس کیطرف مڑ کر کہا "فرمائیے اب آپ کیا سننا چاہتے ہیں ؟"

اسنے جواب دیا "وہی ترانے جو مارگٹ کی رخصت پر گائے گئے تھے ، جس پر وہ اسکی طرف جھک گئی تھی اور اسکا بوسہ لے لیا تھا"

شاعر پھر تو تلا کر پڑھنے لگا ، کالبد کی یہ حالت ہوگئی جیسے کوئی نیند سے چونک پڑتا ہے ، چنگ پر انگلیاں تیز چلانے اور اپنی دھن میں وہی گانے لگا جو مارگٹ کے روبرو آخر وقت گایا تھا ، شہزادہ پر اسکا بیحد و بے انتہا اثر ہوا ، بدنصیب وہ آخری کلمے بھی نہ سن سکا جو اس کالبد نے سنائے تھے ، وہ کالبد پکڑنے کو جھپٹا ، مگر کالبد آن کی آن میں نگاہ سے غائب تھا، دھواں سارے کمرے میں بھر گیا تھا - کچھ دیر میں کمرے کی حالت بھی معمولی ہوگئی ، کارنل نے آگ کی طرف نگاہ ڈالی تو سوائے راکھ کے اسمیں کچھ نہ تھا ؎

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

یہاں سے نکل کر پرنس نے اسی اضطراب و بیتابی کی حالت میں مارگٹ کے محلسرا کا قصد کیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو کوئی جواب نہ ملا زنجیر در ہلانی بیکار ہوا ، دروازہ کھولنے کی کوشش ناکام رہی ، ناچار دروازہ تڑوا کر اندر داخل ہوا تو مارگٹ غائب ہیں یہ مارگٹ کو کیا ہوا ، چاروں طرف ڈھونڈا کچھ پتہ نہ چلا ، کوئی سراغ بھی معلوم نہوا ، البتہ ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اسمیں ایک پرنم رومال پڑا ہوا تھا، جسکے متعلق یقین تھا کہ آنسوؤں سے تر ہے ، کارنل نے رومال اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگا یا - اور غش کھا کر گر پڑا ، خدام دوڑے ، آقا کو دیکھا تو اٹھایا ، ایک جسد بے حرکت اور جسم بے جان تھا ،

اس کمرہ کی کھڑکیوں کے نیچے پانی کے شفاف چشمے بہتے تھے، پانی کے جھلکوروں کی آواز دور سے سنی پڑتی تھی ، موجوں کی تیزی اور روانی بتا رہی تھی کہ آج کسی نیک نہاد و پاکیزہ قربانی کے چڑھنے کی مسرت و شکر گذاری ہے -

دوسرے دن اس آبشار نے محل کے ایک جانب ایک نعش باہر نکال کر ڈالدی جو کارنل کی پیاری مارگٹ کی تھی اور اس طرح ہمیشہ کیلئے یہ قصہ ختم ہوا ، افسوس ؎

بیداد عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسد
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

(سید الیاس رضوی)

مکاتبات و مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس اجمیر شریف میں

ہم خرما و ہم ثواب

(از مولانا سید طفیل احمد صاحب، ایم، ایل، سی، آنریری جائنٹ سکرٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ)

ہندوستان کا قومی ہفتہ قریب آرہا ہے۔ ملک میں ہر طرف سرگرمی کے آثار نمایاں ہیں اور ہر شخص اپنے ذوق و حالات کے مطابق اس ہفتہ کو کامیاب بنانیکے لئے مصروف سعی ہے۔ چونکہ ملک کا زیادہ تر رجحان سیاسیات کی جانب ہے اسلئے سب کی نگاہیں کلکتہ کی طرف اٹھ رہی ہیں جو مدت سے سیاسی تحریکات کا سرچشمہ ہے اور امسال وہاں نیشنل کانگریس اور مسلم لیگ کے اجلاس منعقد ہوں گے۔

لیکن اس موقع پر ہم کو یہ سوچنا چاہئیے کہ یہ سیاسی ہل چل اور بیداری ہندوستان میں کس طرح پیدا ہوئی اور وہ کونسی قوت تھی جس نے اہل ہند کے جذبہ حب وطن کو برانگیختہ کیا؟ ظاہر ہے کہ یہ نتیجہ جدید تعلیم کا ہے جس نے ہندوستانیوں کو یہ بتایا کہ تم کون ہو اور تمہارے کیا حقوق ہیں۔

جب تک ملک میں انگریزی تعلیم نہیں پھیلی تھی ہندو مسلمان اپنی حالت پر قانع تھے لیکن یورپ کی آزاد قوموں کی تاریخ اور لٹریچر نے ملک میں بیداری پیدا کی اور اب ہندو مسلمان نیشنل کانگریس، مسلم لیگ اور دوسری سیاسی جماعتوں کے ذریعہ سے اپنے پولیٹکل حقوق حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔

لیکن یہ کسقدر افسوسناک امر ہے کہ جیسے جیسے سیاسی رجحان بڑھتا جاتا ہے مسلمان تعلیمی تحریک سے غافل ہوتے جاتے ہیں۔ ہم اپنے ملک کے نظم و نسق میں حصہ طلب کرتے ہیں لیکن اپنی قوم کو اس لائق بنانے کی کوشش نہیں کرتے کہ وہ ہندوستان کی دوسری قوموں کے دوش بدوش انتظام حکومت میں حصہ لے سکے۔ اگر موجودہ حالت میں ہم کو کچھ حقوق حاصل ہو بھی گئے تو ہم اپنی ناقابلیت کی وجہ سے اُن سے پورے طور پر مستفید نہ ہو سکیں گے۔

قوم میں جدید تعلیم پھیلانا ہر مسلمان کا اخلاقی فرض ہے خصوصاً وہ اصحاب جو سرکاری ملازمت کی قید و بند میں مبتلا ہیں اور اس بنا پر ملک کی کوئی سیاسی خدمت نہیں کر سکتے اُن کے لئے بہترین قومی خدمت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اشاعت تعلیم اور اصلاح معاشرت کی خدمت انجام دیں۔ اس وقت یوں تو عام طور پر مسلمان تعلیم میں پس ماندہ ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ ملک کے بعض حصوں میں تو جہالت ایسی عام ہے کہ وہاں کی حالت ناقابل بیان ہے وہ ملک کیسے ترقی کر سکتا ہے جس کے بڑے بڑے علاقے علم کی روشنی سے محروم ہوں۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کو زیر صدارت عالیجناب جسٹس شاہ سلیمان صاحب اجمیر شریف میں منعقد ہوگا۔ یہ علاقہ بھی تعلیم کے لحاظ سے پسماندہ ہے۔ مسلمان لیڈروں نے کبھی اسکی طرف توجہ نہیں کی۔ اجمیر شریف کی مذہبی عظمت جو دلوں میں ہے وہ اسکو مقتضی ہے کہ وہاں کے پسماندہ بھائیوں کی مدد کیجائے اور راجپوتانہ میں تعلیم پھیلانے کے لئے بہترین وسائل اختیار کئے جائیں اسلئے تمام برادران اسلام کی خدمت میں باصرار گذارش ہے کہ وہ اجمیر شریف آکر کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہوں اور مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پر غور و بحث فرمائیں اسی سلسلہ میں بمصداق ہم خرما و ہم ثواب مزار پرانوار حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ کی زیارت اور فاتحہ خوانی کی سعادت بھی حاصل کریں۔

مسلمانوں سے اپیل

(از مولوی حسن محی الدین صاحب عباسی بی، اے، ایل، ایل، بی، الہ آباد)

یہ امر جناب پر روشن ہے کہ مسلم اراکین مجلس قانون ساز صوبہ و دیگر عمائدین نے ایک عرضداشت سائمن کمیشن کے سامنے پیش کرنیکی غرض سے مرتب کرکے دہلی کے دفتر میں ارسال کیا ہے اس عرضداشت میں ان رکاوٹوں اور مجبوریوں پر نہایت حزم و احتیاط سے بحث کی گئی ہے جو ہر مسلمان کو سر بسر قدم پر لاحق ہوتی ہیں اور مسلمانوں کے قانونی مطالبات کا بھی ذکر کیا گیا ہے الہ آباد کے ہندو مرکز میں جو فرقہ وارانہ جد و جہد کا خاص مقام ہے۔ اسی عرضداشت کے روانگی کے ساتھ ہلچل پیدا ہو گئی۔ ناجائز طور پر اس کے نسخے حاصل کرکے ہندو اخبارات اور ہندو رہنماؤں نے بایں وجہ واویلا شروع کر دیا کہ مسلمانوں نے جن کو ہندو صاحب کی رائے میں کوئی حق حاصل نہیں ہے اپنے مطالبات کے لئے جد و جہد کیوں کی۔ حالانکہ صدہا ایسی ہی عرضداشتیں دیگر اقوام غیر مسلم نے بھی بھیجی ہیں مگر اس طرف کوئی توجہ نہیں لیگئی۔ اخبار لیڈر نے عادت قدیم کے موافق اعتراضات کرنے میں زہر افشانی اور عیب جوئی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ لیکن جوابی مضامین کے اشاعت کی ہمت نہیں کی ہندو حامیان ضرور رپورٹ نے ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب پر خصوصیت کے ساتھ جو رکیک حملے کئے ہیں، وہ سیاسی اور اصولی اختلافات کی حد سے گزر کر فرقہ وارانہ اور ذاتی معاندت تک پہونچ گئے۔ گمنام خطوط کے ذریعہ سے ڈاکٹر صاحب موصوف کو قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں الہ آباد کے ہندو طلباء سے جلسے کرا کر ان پر ملامت کے ووٹ پاس کرائے گئے۔

ایسی صورت میں ہم تمام مسلمانوں کا بحیثیت مسلمان ہونیکے اب فرض ہو گیا ہے کہ ڈاکٹر موصوف و دیگر نمایاں قوم کی مخالفت جو صرف اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ انہوں نے مسلم مطالبات کی تیاری میں حصہ لیا یا اسکے متعلق دفاعی کارروائی کرکیں ہر شہر و ہر قصبے میں جلسے کریں۔ اور قرار دادیں اردو اور انگریزی اخبارات میں شائع کرائیں۔ انگریزی اخبارات میں "لیڈر" میں ایسی جرأت کہاں ممکن ہے "پائنیر" ان کو شائع کرے اخبار "اودھ" "منٹ" لکھنؤ "علیگڈھ میل" "علیگڈھ" "لیگ مسلم" "دہلی" "مسلم آوٹ لک" "لاہور" "پٹنہ ٹائمز" "پٹنہ" "ٹائمز آف انڈیا" "بمبئی" "اسٹیٹسمین" کلکتہ۔ اطلاعات کو ضرور جگہ دیں۔ اس سے علاوہ اس علم کے مسلمانوں کو کسی طرح دم بخود رہنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ دنیا پر روشن ہو جائیگا کہ قطع نظر فروعی اختلافات کے تمام مسلمان آپس میں ایک ہیں۔

آل انڈیا خلافت کانفرنس کلکتہ

جو حضرات آل انڈیا خلافت کانفرنس میں بغرض شرکت تشریف لانا چاہتے ہیں اُن کو چاہئیے کہ اپنے ارادہ سے فوراً مجلس استقبالیہ کو مطلع کریں

رہائش

ڈیلیگیٹ کے قیام کے لئے مجلس استقبالیہ کشادہ اور ہوادار مکانوں کا انتظام کر رہی ہے جسمیں برقی روشنی وغیرہ ہوگی۔ جہانتک ممکن ہوسکیگا قیام گاہ پنڈال سے قریب ہوں گے اور ٹریم لائین سے چند منٹ کے فاصلہ پر ہوں گے۔

طعام

ہندوستانی اور انگریزی دونوں قسم کے کھانوں کا انتظام کیا جائیگا اور حتی المقدور اسکا انتظام رکھا جائیگا کہ ہر صوبہ کے ڈیلیگیٹ کو اسکے صوبہ کے مزاج کے مطابق کھانا مہیا کیا جائے رہائش اور طعام کے لئے کم سے کم رقم یومیہ مقرر کیجائیگی جسکا اعلان مجلس استقبالیہ بعد کو کریگی۔ جو صاحب انگریزی ہوٹل میں قیام کرنا چاہیں اُنکے لئے علیحدہ ہوٹل میں جگہ کا انتظام کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ پہلے سے اسکی اطلاع دیں۔ اس زمانہ میں مسافر کثرت سے کلکتہ آتے ہیں اسلئے جگہ کی ہمیشہ قلت رہتی ہے۔

اسٹیشن پر استقبال

ڈیلیگیٹ کے استقبال کے لئے رضاکاران خلافت اسٹیشن پر ہر وقت موجود رہیں گے اور اُسکو قیام گاہ تک پہونچانے میں ہر قسم کی امداد دیں گے۔

محمد محسن خاں
سکرٹری مجلس استقبالیہ
آل انڈیا خلافت کانفرنس

حوادث محلیہ

۲۷ نومبر کو ڈپٹی اکرام اللہ صاحب حال انسپکٹر جنرل پولیس سروہی سابق پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اجمیر اجمیر تشریف لائے اور ۲۸ نومبر کو واپس ہوئے۔

۲۹ نومبر کو سیٹھ عبدالستار صاحب بغرض زیارت اجمیر آئے اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ حاجی سید وزیر علی صاحب کے یہاں قیام کیا۔ شرف زیارت سے مشرف ہو کر یکم دسمبر کو واپس ہوئے۔

۳۰ نومبر کو خان بہادر محمد پناہ صاحب کونسل ممبر سندھ اجمیر میں آئے ویٹنگ روم کے بالائی کمرہ پر قیام کیا اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید نذر محمد صاحب کے ذریعہ شرف زیارت سے بہرہ اندوز ہو کر یکم دسمبر کو واپس ہوئے۔

کچھ دن سے سیٹھ محمد اسماعیل نانا واٹی مع زنانہ اجمیر آئے اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید غلام حسین صاحب ولد سید خادم حسین صاحب کے ذریعہ شرف زیارت حاصل کر کے یکم دسمبر کو واپس ہوئے۔

۳۰ نومبر بروز جمعہ بعد نماز جمعہ خدام عالیمقام خواجہ بزرگ نے آستانہ عالیہ پر ملک معظم کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی اور ایک تار منجانب مجلس قومی جناب صاحبزادہ سید الطاف حسین صاحب سکرٹری انجمن فخریہ چشتیہ نے اور ایک تار جناب صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب نے ہز ہیجسٹی کوئین میری کے وکیل ہونیکی حیثیت سے عیادت ملک معظم کے لئے بذریعہ ہز اکسلینسی والسیرائے بہادر روانہ کئے۔

یکم دسمبر کو بعد نماز عصر نذر مسیح ولد ارتضیٰ خاں قوم پٹھان ساکن لشکر گوالیار ۱۸ سالہ جو عرصہ ۵ سال سے عیسائی ہو گیا تھا مولوی احمد حسین خان صاحب رامپوری کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ نذر محمد خاں نام رکھا گیا۔ خدا توفیق استقامت عطا فرمائے۔

پشکر کا میلہ ہو گیا۔ امسال بھی حسب معمول باہر سے لوگ بکثرت میلہ کی شرکت کیلئے آئے تھے اور سوداگران مویشی بھی بہت سے اونٹ گھوڑے بیل وغیرہ مویشی لیکے آئے تھے میلہ میں سردی زیادہ نہیں تھی پانی اور چارہ وغیرہ کی کسی قسم کی شکایت امسال نہیں ہوئی محکمہ پولیس کا انتظام نہایت معقول تھا اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ حسن انتظام جناب سردار کشن سنگھ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی انتظامی قابلیت کا نتیجہ تھا۔ میلہ میں نمائش مویشیان بھی ہوئی تھی۔ آنریبل جناب چیف کمشنر بہادر نے انعامات تقسیم فرمائے۔

موسم ۔ ایک ہفتہ سے مطلع آسمانی ابر آلود تھا پانچ دن تک خاصی بارش بھی ہوئی۔ اب دو روز سے بارش کا سلسلہ بند ہے مگر سردی خاصی ہو گئی۔ زائرین آستانہ حضرت خواجہ بزرگ کو عرس شریف کی شرکت کیلئے سردی کا کافی انتظام کر کے آنا چاہئیے۔

شیون اسلامیہ

عثمانی خاندان کے افراد بغداد میں

محمد شوکت کے صاحبزادے امیر محمد خاں زادہ جو سلطان محمد شاہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور عثمانی خاندان کے دو صاحبزادیاں آجکل بغداد میں آئی ہوئی ہیں۔ عراقی اخبارات اہل ملک کو ان کی امداد کے لئے توجہ دلا رہے ہیں کیونکہ اس برباد شدہ خاندان کی امداد کیجائے اسوقت گردش زمانہ سے ان کی حالت نہ گفتہ بہ ہے۔

پارلیمنٹ کے صدر کا انتخاب

جماعت حزب التقدم کی جانب سے جو امیدوار کھڑا کیا گیا تھا آٹھ رایوں کے مقابلہ میں ۲۷ رایوں سے کامیابی حاصل کی اس سے ظاہر ہے کہ حزب التقدم کو پارلیمنٹ میں کسقدر غلبہ ہے مخالف پارٹی کے لیڈر یاسین ہاشمی پاشا مخالف کے لیڈر شاہی خطبہ ختم ہوتے ہی اٹھکر چلے گئے۔ نائب صدر اور دو سکرٹری کا اسی جماعت سے انتخاب ہوا مجلس شیوخ میں سابق صدر رکو پھر سے منتخب کیا گویا یہ حکومت کی جماعت ہے صرف یو لو دیا پاشا مخلص حکومت کے مخالف رہے۔

عراقی و برطانوی گفت و شنید

عراق کے ایک اخبار نے عراقی و برطانوی گفت و شنید کے متعلق ایک خبر شائع کی تھی حکومت کے محکمہ اشاعت نے مفصل بیان شائع کیا جس میں اس خبر کی تردید کی گئی۔ بعدہ اس اخبار نے اسی مسئلہ پر مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے کہ گفت و شنید التوا میں پڑ گئی ہے کامیابی کی توقع نہیں محکمہ اشاعت کو اسکا جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ بعض ذمہ دار لوگوں کے لہجہ نیز ملک فیصل کے خطبہ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ فریقین اپنے اپنے نقطۂ نظر پر اڑے ہوئے ہیں۔

عراقی ترکی حدود

عرصہ ہوا عراق اور ترکیہ کی حدود کے معاملات طے کرنیکے لئے دونوں حکومتوں نے نمایندوں کی ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی یہ کمیٹی کے بعد عراق یا ترکی شہر و نمیں کمیٹی کرتی ہے اس عرصہ میں اگر کوئی حادثہ ہو جائے تو اپنا فیصلہ صادر کرتی۔ اس مرتبہ اسکے اجلاس موصل میں ہونگے ترکی وفد کے صدر توفیق ہارون والی ہارو ہیں اور عراقی وفد کے صدر عبداللہ بک حاکم موصل ہیں۔ یہ کمیٹی عنقریب موصل میں جمع ہوگی۔

عراق کی شمالی علاقہ میں حفاظتی چوکیوں کا قیام

عراق کی شمالی علاقہ میں حکومت کیجانب سے پولیس اسٹیشن بنائے جا رہے ہیں محکمہ امن کیجانب سے امن و امان کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش ہو رہی ہے۔ غالباً پہلے یہاں قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ہوگا۔ لیکن جب سے حکومت ترکیہ سے معاہدہ ہو گیا حالت پرسکون ہے۔

اخبار الہند

مسٹر جنا گلد لیگ کی سکرٹری شپ سے مستعفی ہو گئے

بمبئی ۲۸ نومبر مسلم لیگ صوبہ بمبئی کی کمیٹی نے ایک تجویز منظور کر کے دستور اساسی مرتبہ نہرو کمیٹی کو مسترد کر دیا ہے کیونکہ کمیٹی کی رائے میں اس سے مسلمانوں کے حقوق و مفاد کی حفاظت نہیں ہوتی مسٹر چاگلہ سکرٹری لیگ کی ترمیم جس میں دستور اساسی کی بنیادی اصولوں کی تائید کی گئی تھی نامنظور ہو گئی۔

کمیٹی نے یہ رائے بھی ظاہر کی کہ مختلف انجمنوں کی مسلم رہنماؤں کو اس نازک وقت میں متحد و متفق ہو کر حکومت ہند کی آیندہ آئینی تبدیلیوں کے متعلق مسلمانوں کا نصب العین اور لائحہ عمل مقرر کرنا چاہئیے۔

مسٹر چاگلہ نے احتجاج کے طور پر عہدہ سکرٹری شپ سے استعفیٰ دیدیا مگر موصوف کمیٹی کے رکن رہیں گے۔

کماندار ہرات اور ملاؤں کے خلاف الزامات کا ثبوت

نئی دہلی ۲۷ نومبر کابل میں جو آجکل بغاوت اور دیگر سیاسی الزامات میں مقدمے ہو رہے ہیں انکی مزید تفصیلات موصول ہوئی ہیں ملا عبدالرحمن سابق صدر عدالت اپیل اور انکے داماد ملا فضل حق سابق قاضی لغمان کو خفیہ سازش اور غداری کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ ایک فوجی عدالت نے موت کی سزا دیدی اور ۲۷ اکتوبر کو انہیں سیاہ سنگ میں گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ ملا عبدالرحمن کے ایک بیٹے اور ایک عزیز ملا عبدالقادر کو بھی موت کی سزا دی گئی۔ اور وہ ملا عبدالرحمن کے تین روز بعد اسی طریقہ پر ہلاک کر دئے گئے۔

محمد محفوظ خاں کوتوالی کماندار ہرات پر خیانت اور بے ایمانی کا شبہ ہوا۔ چنانچہ ایک تحقیقاتی مجلس ہرات بھیج گئی تحقیقات سے کماندار ہرات کا جرم ثابت ہو گیا۔ اور اسکو سلسل و مطوق کر کے کابل لایا گیا۔ اخبار امان کابل مظہر ہے کہ محفوظ خاں کو اس مجلس کی سفارشات پر ۱۲ سال کی قید ۹۸۰۰۶۳ افغانی جرمانہ اور تشہیر عام کی سزا دی گئی۔

افغانی اخبارات نے اس بیان کی تردید کی ہے کہ علی احمد خاں والی کابل حضرت صاحب شور بازار کی گرفتاری کے سلسلہ میں مقید کر دئے گئے۔

ملک معظم کی رعایا میں جذبات نفرت و حقارت پھیلانے کا الزام

سورت ۲۸ نومبر مسٹر جی مائیز اسپیشل مجسٹریٹ نے ڈاکٹر ایم ایم لالجی صدر ہندو سبھا سورت پر حسب دفعہ ۱۵۳ الف ملک معظم کی رعایا میں جذبات نفرت و حقارت پھیلانے کے الزام میں فرد جرم لگا دی۔

ملزم نے کہا کہ وہ بیگناہ ہے مقدمہ کی سماعت آیندہ ہوگی۔

برید فرنگ

اعلیحضرت ملک معظم کی علالت

لندن ۲۸ نومبر۔ آج صبح کو قصر بکنگھم سے مندرجہ ذیل بلیٹن شائع ہوا ہے۔

ملک معظم نے شب سکون سے گذاری بخار اور عام حالت بدستور ہے گذشتہ شب میں جو بلیٹن شائع ہوا تھا اسمیں مذکور تھا کہ ملک معظم نے کل کا دن نسبتاً آرام سے گذارا بخار ایکدن پہلے کے مقابلہ میں کم تھا۔ قوت بدستور تھی۔

ولیعہد کی واپسی

شہزادہ ویلس آج صبح کو ڈوڈوماں سے ساڑھے تین بجے صبح کو روانہ ہو گئے اور تین سو میل کا سفر طے کرکے دار السلام پہنچ گئے۔ انٹر پرائز نامی جہاز عدن سے ہفتہ یا اتوار کو دار السلام کو پہنچ جائیگے جسپر ڈیوک آف گلوسٹر دونوں شہزادگان انگلستان واپس جائینگے۔

امارت بحریہ کے حوادث

برطانوی امارت بحریہ نے جرمنی کے امارت بحریہ کے پاس جرمن امیر البحر خان شیر کی وفات پر پیام ہمدردی بھیجا ہے۔

دار العلوم کے اجلاس میں شرکت

لندن ۲۸ نومبر۔ سر آسٹن چیمبرلین آج دار العلوم کے اجلاس میں چار ماہ کی غیر حاضری کے بعد شریک ہوئے۔ اب انکی بالکل صحت اچھی ہے بروقت داخلہ لوگوں نے انکا خیر مقدم کیا پارلیمنٹ کے تینوں جماعتوں کے لیڈروں نے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں جنکا سر آسٹن نے موزوں جواب دیا۔ اسکے بعد انہوں نے بہت سے سوالوں کے جواب دئے۔

مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی آخر بحث بٹلر کمیٹی کا اجلاس

لندن ۲۷ نومبر۔ بٹلر کمیٹی کے روبرو سر لسلی اسکاٹ نے آج بھی بحث کی جسمیں زیادہ تر سلطنت برطانیہ کے اختیارات اور تاج کے ساتھ جو معاہدہ کئے گئے انکی مفہوم کی تشریح تھی اور یہ بتلایا گیا تھا کہ وہ حکومت برطانیہ سے حکومت ہند کی طرف منتقل نہیں کئے گئے۔ سر لسلی اسکاٹ کی بحث کے بعد کمیٹی کا اجلاس کل کیلئے ملتوی ہوگیا۔ بعد ختم بحث مہاراجہ صاحب پٹیالہ والیان ریاست کیطرف سے بیان دینگے۔

اس بیان کے بعد ۲۸ کو مہاراجہ صاحب پیرس چلے جائینگے اسکے بعد وہیں سے مارسیز جائینگے اور راولپنڈی جہاز سے ہندوستان واپس ہو جائیں گے۔

اخبار آستانہ کے لئے ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت

حیات داؤد امراض معدہ کیلئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ درد شکم، درد شول، بدہضمی کھٹی ڈکار، قے، اسہال، تخمہ کو نہایت مفید ہے بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے۔ ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے قیمت عہ

اکسیر بخار چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اسلئے اسکی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے فی لفافہ ایک آنہ جسمیں تین خوراک ہیں سوائے میعادی بخار کے ہر بخار ایک خوراک سے فوراً اتر جاتا ہے درد سر اعضا شکنی وغیرہ کو بھی مفید ہے۔

پتہ
دواخانہ داؤدیہ ابو العلائی حکیم واجد علی بیگ حیدر آباد دکن

نرخنامہ اشتہارات اخبار آستانہ

تعداد	ایکبار	ایک ماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۲ بار)	چھ ماہ (۲۴ بار)	ایکسال (۴۸ بار)
⅛ صفحہ	۲؍	سے؍	عـہ؍	عـہ؍	معـہ
¼ صفحہ	ہیے؍	صہ؍	عـہ؍	صـہ؍	نیے
نصف صفحہ	صہ؍	للعـہ؍	سـہ؍	صـہ؍	لعـہ؍
پورا صفحہ	معہ؍	عـہ؍	للعـہ؍	صـہ؍	ماصـہ

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کیلئے فی سطر ۸ر کے حساب سے اجرت لیجائیگی۔

مینیجر اخبار آستانہ اجمیر

دہلی کا سب سے سستا اور سب سے اچھا بالتصویر

رسالہ پیشوا خریدیئے

کیونکہ اس میں ہر مہینے قرآن پاک کی بے نظیر تفسیر شائع ہوتی ہے۔
کیوں کہ اسمیں ہر مہینے حدیث کا درس دیا جاتا ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے فقہ اسلامی کے مسائل بڑی خوبی سے بیان کئے جاتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے مثنوی مولانا روم کی صوفیانہ شرح ہوتی ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے خیام کی دلچسپ رباعیوں کی عارفانہ شرح لکھی جاتی ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے اخلاق و تہذیب تبلیغ اسلام اور تصوف کے دلکش مضامین شائع ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے عورتوں کے متعلق نہایت مفید اصلاحی مضامین ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے بچوں کی تربیت کیلئے مفید اصلاحی پروگرام ہوتا ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے شفیر اور دشمن قوم لیڈروں کے عریاں فوٹو پیش کئے جاتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے نہایت پسندیدہ البیلے ادبی مضامین درج کئے جاتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے اہم واقعات درج ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے متعدد سبق آموز افسانے ضرور ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں شائع کی جاتی ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے ملک کے اہم واقعات پر بے لاگ رائے زنی ہوتی ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے ہندوستان کے مسلمان مشاہیر کے حالات بالتصویر شائع ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے ایک درجن ہاف ٹون عکسی بلاک کی تصاویر اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر شائع ہوتی ہیں۔
کیونکہ اس کا کاغذ سفید ولایتی چکنا اور اس کی کتابت و طباعت دیدہ زیب ہے۔
کیونکہ اس کے اکثر مضامین مشاہیر اہل قلم کو معاوضہ دیکر لکھوائے جاتے ہیں۔
کیونکہ اس کی قیمت ان خوبیوں کے باوجود صرف دو روپیہ (عـہ) سالانہ ہے۔
نمونہ کا پرچہ صرف دو آنہ (۲ر) کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

المشتہر مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

الپنچ کلکتہ

کیا! ابھی تک آپ نے نہیں دیکھا؟ واللہ مبالغہ کو بے غسل و کفن دفن کرکے کہا جاتا ہے کہ آپ نے دنیا ہی کو نہیں دیکھا، اجی حضرت زندہ دلی کا ذکر کیا اسکی حسرت دید میں مرے دے بیچین ہو رہے ہیں۔ اسکے نکیلے دار مضامین متانت کے گرم مصالحہ میں انت پت نہلاتے نہلاتے بیلن کی طرح آئینہ کا دیتی ہیں، لطف یہ کہ صرف بالا ہی نہیں رہتی بلکہ اسکی برقی تحقیقات کا انضوا انفط ظرافت کی پھلجھڑیاں چھوڑتا ہوا جا سوسون کا نزلہ ڈھیلا کیا کرتا ہے، اور قومی و ملکی معاملات کی بحث میں اسکی بیدار مغزی کا سیلاب اخباری دنیا میں ہلچل مچائے ہوئے ہے، حریت مطلب پر اسکا خامۂ خارا شگاف شمشیر کمالی سے بڑھکر اپنے جوہر دکھاتا ہے، اور مذاق ہی مذاق میں اپنے مدعا دلی کو اداء کرا جائے بغیر نہیں رہتا۔ نظموں کی وہ چٹپٹی چاشنی ذائقہ دار کہ چٹخارے لیتے لیتے زبان کی جولین ڈھیلی ہو جاتی ہیں، سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسکا ہر فقرہ سیاسی و ادبی تکمیل تھامے رہتا ہے، صرف تریک منڈی کی دیر ہے، پھر تمام عمر کیلئے پکے خریدار نہ ہو جائیے تو سہی، انکے ہفتہ میں دوبار درشن ہوتے ہیں، نذرانہ سالانہ تے ششماہی ستے سہ ماہی عـہ رانبی جیبلی اثر مدبازی سے اشتہاری تاجران کی بھی جیبیں بھروا دیتے ہیں۔

المشتہر
مینیجر اخبار الپنچ کوہر بلڈنگ ۴۹ لور چیت پور روڈ کلکتہ

رسید زین الکاملین کامل پرنٹر و مینیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کراکر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

ہوالکل ہوالمعین

بطفل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہندؒ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

رجسٹرڈ نمبر این ۴۱۲

(جامیؒ)

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

روزانہ ضمیمہ

قیمت ./ر

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

نمبر ۱۷	اجمیر القدس، یکم رجب المرجب ۱۳۴۷ھ	جلد ۱

سلام

(از حضرت مولانا خواجہ سید عبدالمعبود صاحب معینی اجمیری مدظلہ مہتمم کروڑگیری ریاست حیدرآباد دکن)

السلام! اے خواجۂ کل خواجگاں — السلام! اے رہنمائے مقبلاں
السلام۔ اے گوہرِ دریائے جود — السلام۔ اے رحمتِ ربِّ ودود
السلام۔ اے سرورِ سلطانِ ہند — السلام۔ اے دلبرِ جانانِ ہند
السلام۔ اے نورِ ایمانِ اسلام — السلام۔ اے جانِ جانانِ اسلام
نوحِ دریائے حقیقت السلام — خضرِ صحرائے طریقت السلام
دی رسول اللہ نے تیری خبر — ہے حدیثِ الہند شاہد سر بسر

سُن کے روز اللہ اکبر کی صدا — مسجدیں پڑھتی ہیں تجھ پہ مرحبا
آلِ طٰہٰ وارثِ یٰسین ہے تو — ہاں مدد فرما معین الدین ہے تو
دینِ محبوبِ الٰہی روئے تو — کعبۂ مخدوم صابر کوئے تو
تیرے گلشن کا گلِ رعنا حمید — تیرے دریا کا دُرِ یکتا فرید
دلربائے بزمِ علیین ہے تو — جانِ پاک خواجہ قطب الدین ہے تو
ہے معینی بھی ترے در کا غلام — رحم فرما اُس پہ یا شاہِ انام

از طفیل حلبہ اُو را کن قبول
یا حبیب اللہ یا ابن رسول

اخبار الہند

دکن

سفر شاہانہ کلکتہ سنا گیا کہ کلکتہ میں قیام شاہانہ کے اغراض سے ایک عالیشان کوٹھی لی گئی ہے۔ اور عنقریب ایک اسپشل ٹرین کے ذریعہ سے ضروری سامان اور [illegible] خانہ اور دواخانہ و دیگر کارخانجات کے ملازمین روانہ ہونے والے ہیں بلبہرم کی عرب فوج کا ایک بڑا دستہ بھی قریب میں رہی کلکتہ ہونے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ شہزادگان بلند اقبال بھی کلکتہ تشریف لے جائیں گے اور مراجعت کے وقت قاضی پیٹ میں قیام فرما کر معائنہ و تقریب کچھ دن مصروفیت رکھی جائے گی۔

سالگرہ خسروی کا نظام الافواج یکم رجب المرجب ۱۳۴۷ھ کو فتح میدان میں عادتی پریڈ ہوگی۔ اس میں حسب ذیل افواج شریک ہوگی (۱) فرسٹ کیولری برگیڈ (۲) سکنڈ کیولری برگیڈ (۳) تھرڈ انفنٹری برگیڈ

اول الذکر کی کمان میجر مرزا جیلانی بیگ کریں گے ثانی الذکر کی کمان لفٹننٹ کرنل عظمت اللہ سردار بہادر کریں گے۔ ثالث الذکر کی کمان کرنل نواب ہاشم نواز جنگ سردار بہادر کریں گے۔

حسب ذیل عہدہ دار چیف کمانڈر کے اسٹاف میں رہیں گے۔

(۱) میجر سید عنایت حسین (۲) کیپٹن مظفر الاسلام (۳) لفٹننٹ جی شامرٹ

حسب ذیل عہدہ دار کمانڈر کے اسٹاف میں ہونگے

(۱) میجر عبدالجبار خاں (۲) لفٹننٹ تاج احمد خاں (۳) سب لفٹننٹ بشیر الدین احمد

پہلی لائن جمعیت نظام محبوب فرسٹ انفنٹری تھرڈ انفنٹری، فورتھ انفنٹری

دوسری لائن نظام میدانی توپخانہ، آفیرقن رسالہ تھرڈ لانسرز گولکنڈہ لانسرز حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس، سکنڈ لانسرز حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس

تیسری لائن افواج باقاعدہ سرکار عالی کے لائن ہوا لیس نظم جمعیت بٹالین پرنس باڈی گارڈ۔

سکندرآباد۔ ۱۰ دسمبر۔ گورنر مدراس اور لیڈی گوشن ۱۰ دسمبر کی صبح کو اسپیشل ٹرین سے حیدرآباد تشریف لائے استقبال کے لئے حیدرآباد کے عہدہ دار و عمائدین حضور نظام کی طرف سے اسٹیشن پر موجود تھے گورنر مذکور اور لیڈی گوشن کو ... ہز اگزالٹڈ ہائینس نے کنگ کوٹھی میں مدعو کیا۔

لنڈن۔ ۱۱ دسمبر حضور ملک معظم کی حالت میں ابھی کوئی تغیر نہیں ہے۔ بخار اسی تیزی پر ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

پیر کے دن قصر بکنگھم کے گرد لوگوں کا ایک بڑا مجمع اپنے بادشاہ کی حالت معلوم کرنے کیلئے بیچین تھا اور رات بھر حضور ملک معظم کی صحت کیلئے دعائیں مانگی گئیں۔

دہلی۔ کمانڈر انچیف بعد معائنہ شمالی فوج جدید دہلی واپس ہوئے۔

پٹنہ۔ ۱۰ دسمبر۔ صوبہ بہار کی ستر دیں بہار پراونشل پولیٹیکل کانفرنس نے کل گلزار باغ میں ایک عالیشان شامیانہ کے اندر اپنی نشست شروع کی۔ قبل آغاز بہار کانگرس کمیٹی نے قومی جھنڈا علم کیا کانفرنس کے ڈیلیگیٹ اور شرکا کی تعداد کافی تھی۔

چٹاگانگ۔ ۱۱ دسمبر۔ اے۔ بی ریلوے کے لانگ چلیٹ اسٹیشن پر تاریخ مذکور میں بجکر ۲۳ منٹ کو ۳۰ ڈاؤن آسام میل کے ۷ ڈبے پٹری سے اتر گئے جنمیں سے صرف ایک تیسرے درجہ کے مسافروں کو کچھ خفیف چوٹیں آئیں۔ ایک دن گاڑیوں کی آمد و رفت بند رہی ۱۳ دسمبر سے حسب معمول گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہو جائے گی۔

نئی دہلی۔ ۱۱ دسمبر۔ افغانی قونسل جنرل مقیم دہلی نے اطلاع دی ہے کہ افغانیوں اور شنواریوں میں صلح کے پیام و سلام ہو رہے ہیں۔

جنگ کے نتیجے کے انتظار میں افغانی افواج جلال آباد۔ ملا ادر ڈکہ میں نر کشش ہیں۔ اگر صلح نہ ہوئی تو جنگ چھڑ جائے گی۔

مدراس۔ ۱۰ دسمبر۔ گذشتہ ہفتہ میں جنرل ہسپتال مدراس میں مرض ہیضہ میں ۵ مبتلا اور ۴ فوت ہوئے انسدادی تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں۔

مہاراجہ سف ڈراون کو مع اپنی والدہ جو مہارانی کے شمالی ہند کے مختصر سفر پر روانہ ہوگئے موصوف ۱۴ دسمبر کو کلکتہ پہونچینگے۔ اور وہاں پندرہ روز تک قیام کرینگے۔

لاہور۔ سنٹرل سکھ لیگ نے اپنے ۳۰ منتخب نمایندوں کو آل پارٹیز کانفرنس کلکتہ میں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کلکتہ۔ مسٹر [illegible] الدولہ ڈپٹی میئر کلکتہ کارپوریشن شریف کلکتہ مقرر کئے گئے

بمبئی۔ زلزلہ کا ایک خفیف جھٹکا ۱۰ دسمبر ۱۹۲۸ء کو بمبئی میں دو ہزار میل کے فاصلہ سے محسوس ہوا۔

(بقیہ مقامی خبریں)

طوائفوں کی ستیاگرہ

چونکہ درگاہ کمیٹی نے ایک فتوی کی بنا پر درگاہ معلی میں طوائفوں کے گانے کی ممانعت کے احکام صادر کئے تھے بنا بریں ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ یوم شنبہ کو تقریباً پچاس ساٹھ رنڈیاں اپنا جتھا بنا کر اس غرض سے درگاہ معلی میں حاضر ہوئیں کہ ان احکام کے خلاف ستیاگرہ کریں اور خواہ کوئی صورت بھی کیوں نہ پیدا ہو لیکن جب درگاہ کے اندر حسب معمول قدیم مجرے گائیں یہ خبر سنکر متولی صاحب درگاہ معلی نے انکو کچہری تولیت میں بلوا کر سمجھایا اور کہا کہ اسمیں میرا ذاتی کوئی تعلق نہیں ہے درگاہ کمیٹی نے ایک فتوی کی بنا پر یہ احکامات جاری کئے ہیں اگر تم کو اسکے خلاف کوئی اعتراض اور شکایت ہے تو باقاعدہ تم عدالتی چارہ جوئی کر سکتی ہو۔ چنانچہ اسکے بعد سب طوائفیں واپس چلی گئیں اور اب معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے کمیٹی درگاہ معلی اور متولی صاحب کے خلاف صاحب کمشنر بہادر اجمیر میرواڑہ کی خدمت میں درخواست پیش کی جسپر صاحب موصوف نے درگاہ کمیٹی سے جواب طلب کیا ہے۔

کتبخانہ خدام خواجہ

گلی لنگر خانہ میں ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ ان حضرات کو اخبار بینی اور مطالعہ کتب کا شوق ہو

صفحہ ۲ و ۳ کو سید زین العابدین کامل پرنٹر و پبلشر نے معینی پریس سے چھپوا کر شائع کیا

دربار سلطان الہند میں شاہنشاہ جہانگیر

(از مولانا خواجہ معینی اجمیری)

پہلی حاضری۔ یوں تو بادشاہ جہانگیر اپنی شاہزادگی کے زمانہ میں اپنے والد بزرگوار بادشاہ اکبر کیساتھ کئی مرتبہ اجمیر حاضر ہوکر حضرت خواجہ بزرگ کے مزار اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے لیکن اپنے بادشاہ ہونیکے بعد کئی برس تک حضرت خواجہ بزرگ کے مرقد مطہر کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکے مگر چونکہ رشتۂ محبت وعقیدت مضبوط و راسخ تھا اسلئے ہر حال میں آستانہ اقدس کا خیال دل سے جدا نہیں ہوتا تھا بالآخر ۱۰۲۲ھ کو شعبان کی دوسری تاریخ پیر کی رات میں آگرہ سے اجمیر شریف کیجانب روانہ ہوئے۔ اور پانچویں شوال ۱۰۲۲ھ کو پیر کے دن اجمیر شریف کے قریب پہونچے اور ایک کوس کے فاصلہ سے جب حضرت خواجہ بزرگ کا گنبد اطہر نظر آنے لگا۔ تو سواری سے اتر کر پیادہ روی اختیار کی۔ دونوں جانب خاص خاص مصاحب تھے جنکو حکم دیا گیا تھا کہ ارباب احتیاج کو روپیہ تقسیم کرتے ہوئے چلیں غرض اس شاہانہ داد و دہش کے ساتھ آستانہ بوسی کی سعادت حاصل فرمائی۔ پھر دولتخانہ اکبری کی جانب مراجعت عمل میں آئی۔ دوسرے دن ارشاد شاہی کے بموجب جملہ خدام خواجہ بزرگ بارگاہِ خسروی میں باریاب ہوکر مورد مراحم خسروانہ ہوئے۔

دیگ۔ اکبرآباد سے روانگی کیوقت آستانہ علیہ کیلئے ایک بڑی دیگ بنوانیکا حکم دیا گیا تھا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں دیگ بنکر طیار ہوئی اور اکبرآباد سے اجمیر لائی گئی۔ اور بلند دروازہ سے متصل نصب کیگئی اسی دن فرمان شاہی کے مطابق اسمیں کھانا پکایا گیا۔ پانچہزار آدمیوں نے شکم سیر ہوکر کھایا۔

جلوس۔ ۱۰ صفر ۱۰۲۳ھ جلوس میمنت مانوس کے نویں سال کا پہلا دن تھا۔ اسلئے دربار آراستہ ہوا اور خانہ زادان دولت و اقبال شاہی نے نذریں پیش کرنیکی عزت حاصل کی۔ دوسرے دن ہاتھی پر سواری نکلی ہزارہا روپیہ نچھاور کیا گیا۔ انہیں دنوں میں خاص خاص عمائدین سلطنت خطابات سے سرفراز اور عطیات شاہی سے بہرہ یاب ہوئے۔

علالت۔ ۱۰۲۳ھ میں جمادی الاخری کی درمیانی تاریخوں سے مزاج ہمایونی میں تغیر واقع ہوا اور دن بدن اس تغیر میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ حرارت اور درد سر کی شکایت ہر وقت رہنے لگی مگر بادشاہ نے اپنے اس حال سے کسی کو آگاہ نہ فرمایا۔ کہ مبادا ملک اور اہل ملک کی پریشانی کا سبب ہو جتی کہ خاص طبیبان شاہی بھی اس حال سے ناواقف رہے۔ البتہ نورجہاں بیگم اس حال سے مطلع ہوگئی تھیں جو بیگمات میں سب سے زیادہ مورد الطاف خسروانہ تھیں۔ کچھ دن اسی طرح گزر گئے۔ مگر معمول میں کوئی فرق نہیں آیا۔ دیوان خانۂ عام و خاص اور جھروکہ میں جلوس ہمایونی ہوتا رہا۔ ثقیل غذاؤں سے پرہیز کیا گیا۔ نرم غذائیں استعمال میں آتی رہیں۔ مگر اضمحلال و ناتوانی برابر بڑھتی گئی ضعف نقاہت کے آثار چہرہ سے ظاہر ہونے لگے۔ بالآخر بعض اداشناس حاضر باش صورت حال سے آگاہ ہوگئے مجبوراً حکیم مسیح الزماں حکیم ابوالقاسم حکیم عبدالشکور کو نبض دکھائی۔ علاج شروع ہوا مگر کوئی دوا سود مند ثابت نہ ہوئی۔

بلکہ مزاج سلطانی متغیر ہی ہوتا گیا۔ آخر اسی تشویش و اضمحلال کی حالت میں حضرت خواجہ بزرگ کے روضۂ منورہ پر حاضری دی اور حضرت خواجۂ بزرگ کو وسیلہ بنا کر خداوند عالم سے اپنی صحت کی دعا مانگی نذر و نیاز اور صدقہ و خیرات ادا کرنے کی نیت کی اور دولت خانۂ ہمایونی پر قدم رنجہ فرمایا۔

صحت۔ روضہ منورہ پر حاضر ہوکر ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ حکیم عبدالشکور کے علاج سے درد سر میں کافی تخفیف ہوگئی۔ غرض بائیس دن کے عرصہ میں خدا کے فضل و کرم سے طبیعت اپنی اصلی حالت پر آگئی۔

بادشاہ کو صحت و تندرستی حاصل ہوئی تو رعیت اور ملازمین شاہی نے خدا کا شکر ادا کیا۔ مصاحبین خاص اور دیگر افراد رعیت نے بارگاہ سلطانی میں نذریں پیش کیں۔ مگر کسی کی نذر قبول نہیں فرمائی۔ بلکہ ارشاد ہوا کہ ہر شخص اپنے مقام پر اپنی حسب حیثیت فقرا کو کھانا تقسیم کرے۔

حلقہ غلامی۔ بادشاہ جہانگیر نے اپنی بیماری کی حالت میں یہ منت مانی تھی کہ صحت و تندرستی حاصل ہونے کے بعد حضرت خواجۂ بزرگ رضی اللہ عنہ کی غلامی کا حلقہ اپنے کانوں میں ڈالیں گے جیسا کہ خود اپنے قلم سے تحریر فرماتے ہیں۔

در بیماری بخاطر گزرانیدہ بودم
کہ چوں صحت کامل روزے
گردد چنانچہ در باطن از حلقہ
بگوشان و معتقدان خواجہ
بزرگوارم و توجہاتِ ایشاں را
سبب وجود خود میدانم ظاہرا
نیز گوش خود را سوراخ نمودہ
در زمرہ حلقہ بگوشاں ایشاں
داخل شوم۔

میں نے حالت بیماری میں
یہ نیت کی تھی کہ جب صحت
کامل حاصل ہوجائیگی تو
جسطرح کہ باطن میں حضرت
خواجہ کا غلام اور معتقد ہوں
اور حضرت خواجہ کی توجہ کو اپنی
پیدائش کا سبب سمجھتا ہوں
اسیطرح ظاہر میں بھی اپنے
کانوں کو چھدا کر حضرت
خواجہ کے غلاموں میں
داخل ہوجاؤنگا۔

چنانچہ رجب کے مہینے میں حاضر آستانہ ہوئے اور اپنے دونوں کان چھدوا کر دو خوشنما اور قیمتی موتی انمیں ڈالے صحت کی خوشی اور اس تقریب حلقہ بگوشی میں اسقدر زیادتی کے ساتھ نذر و نیاز میں روپیہ صرف فرمایا کہ خدام عالی مقام حضرت خواجہ بزرگ مالا مال ہوگئے اور صدقات و خیرات سے مساکین کی جھولیاں بھر گئیں مصاحبین خاص نے یہ کیفیت دیکھی تو ہر ایک نے اپنے اپنے کان چھدائے اور کانوں میں ڈالنے کے لئے خاص خاص جواہر خانہ شاہی سے دو آبدار موتی پائے بلکہ حلقہ بگوشی کی یہ رسم اس قدر عام ہوئی کہ اجمیر شریف سے باہر جس جس مقام پر اس واقعہ کی اطلاع پہونچی سب نے اپنے بادشاہ ذیجاہ کی پیروی کے خیال سے کوشش کرکے اپنے اپنے کانوں کو چھدوایا اور حلقہ غلامی پہنا۔

نور چشمہ۔ قیام اجمیر کے اسی زمانہ میں کبھی کبھی سیر و شکار کی غرض سے چشمہ حافظ جمال پر نزول اجلال ہوتا تھا۔ اور چونکہ آب ہوائی لطافت اور پرفضا مقام ہونے کی وجہ سے یہ پہاڑی حصہ خاص طور سے پسند خاطر تھا اسلئے حکم دیا شاہی قیامگاہ کے لئے یہاں عمدہ عمدہ عمارتیں بنائی جائیں۔ چنانچہ ایکسال کی مدت میں سب عمارتیں بنکر طیار ہوگئیں۔ بادشاہ ذیجاہ نے اس مقام کا نام نور چشمہ رکھا۔ درباری شعراء نے تاریخیں کہیں۔ سعید گیلانی کی تاریخ ابھی تک محراب پر کندہ ہے۔

شہزادہ دارا شکوہ۔ ۱۹ ماہ صفر ۱۰۲۴ھ کو ولیعہد سلطنت (بادشاہ شاہجہاں) کے محل میں دختر آصف خاں کے بطن سے لب آنا ساگر ایک فرزند رشید پیدا ہوا۔

عرس مبارک۔ ۱۰۲۴ھ میں رجب کی پانچویں تاریخ اتوار کی رات کو حضرت خواجۂ بزرگ کے عرس کی رات تھی چنانچہ بادشاہ نے حاضر آستانہ ہوکر زیارت مرقد پر انوار کا شرف حاصل کیا۔ مجلس سماع گرم ہوئی خدام عالیمقام اور صوفیائے کرام پر وجد و حال کی کیفیت کا غلبہ ہوا۔ بادشاہ جہانگیر آدھی رات تک ذوق و شوق کیساتھ حاضر آستانہ رہے رخصت کیوقت خود اپنے ہاتھ سے چھ ہزار روپیہ نقد خدام خواجہ بزرگ اور دوسرے درویشوں کو عنایت فرمایا۔ اسیطرح انگشتریاں اور مروارید و مرجان و کہربا کی تسبیحیں خدام خواجہ بزرگ اور درویشوں کو عطا فرمائیں۔

شہزادہ شجاع۔ وسط جمادی الثانیہ ۱۰۲۵ھ کو جسدن نور چشمہ سے مراجعت عمل میں آئی دولت خانۂ اجمیر میں نزول اجلال فرمایا اسی رات دارا شکوہ کا بھائی پیدا ہوا۔

طلائی کٹہرا۔ اسی زمانہ میں ایک لاکھ دس ہزار روپیہ صرف کرکے درگاہ شریف میں ایک سنہری کٹہرا نذر کیا۔

مراجعت۔ پانچ دن کم تین برس اجمیر میں قیام کرکے چار گھوڑوں کی گاڑی پر اجمیر سے واپسی عمل میں آئی۔ (از تزک جہانگیری سفینۃ الاولیاء)

(مسند زین الکاملین نمبر ۲ پرنٹر و پبلشر نے عزیز (۲) پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا)

هوالکل — هوالمعین

بطفیل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

رجسٹرڈ نمبر — این ۴۱۲

(جامیؒ)

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو

ہفتہ وار اخبار

آستانہ

روزانہ ضمیمہ

قیمت ۱ر

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱	اجمیر القدس ۲ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ	نمبر ۱۸

دُرِ منقبت

(از مولانا خواجہ معنی اجمیری)

مہر و شئے تاج ولایت بسر — ماہ رخے خلعتِ خلّت ببر
آنکہ بہ کونین بنازد بر آں — جادہ و سجادۂ پیغمبراں

جوہر آئینۂ انوار حق — گوہر گنجینۂ انوار حق
آنکہ زشانِ کرمش فیضیاب — جملہ جہاں ہمچو زمین آفتاب (ق)

روشنی چشم علیؑ و بتولؓ — سر بسر الطاف و عطائے رسولؐ
آنکہ نشانِ قدمش ہمچو جام — بوسہ گہ قطب و فرید و نظام

حسن جمالش چمن آرائے چشت — بام و در ش رونق باغ بہشت
ہند کہ کفرش ہمہ اسلام شد — زیں قدم و زاں کرم عام شد

مرشد کل شیخ زمان و زمین — قبلۂ جاں کعبۂ ایمان و دین
آنکہ ز جودش بجہاں رونق است — منعم ما خواجہ معین الحق است

بر افق ہند چو آں مہر تافت — تاج سر یمن الملک یافت
معنی مسکیں ز غلامان اوست — جان و تنش و دین و دلش زان اوست

قدسنا اللہ باسرارہ
نور رنا اللہ بانوارہ

(معنی اجمیری)

رشد و ہدایت

(از حضرت خواجہ فرید الدینؒ)

پنہاں خویش بہتر از آشکار او رمنت پندار منت کس

تشریح و اپنا باطن اپنے ظاہر سے اچھا رکھو

احسان مان و کسی پر احسان مت جتا

مجھ کو شوق جبہ سائی آسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانہ کے لئے (معینی ظلم)

آستانہ

یکشنبہ بتاریخ ۲ رجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء

عرس

تلر آتی ہیں رشک گلستان اجمیر کی گلیاں
بہار بے خزاں دکھلا رہا ہے عرس خواجہ کا

لگی ہے روضۂ خواجہ پہ بھیڑ امیدواروں کی
مرادوں کی خبر برسا رہا ہے عرس خواجہ کا

مسلمانو! بنو خواجہ معین الدین کے پیرو
یہی تلقین یہ فرما رہا ہے عرس خواجہ کا

(مشیر احدی)

آج خدا کے اس کمبل پوش برگزیدہ بندے کے آستانہ پر غریبوں اور امیروں کا ازدحام نظر آرہا ہے جس نے اپنی مبارک زندگی کے مبارک دور میں دنیا اور اہل دنیا کی طرف کبھی التفات نہیں کیا جس بزرگ اور کامل ہستی نے محض اللہ کے بھروسہ پر سردار دو عالم کی تعمیل ارشاد کیلئے خشکی اور تری کے سفر کی صعوبتوں کا ذرہ برابر خیال نہ کرتے ہوئے سرزمین ہندوستان پر قدم رکھا تھا اور تیر و تفنگ، تیغ و تبر، توپ گولوں کے ذریعہ سے نہیں بلکہ اپنی اخلاقی کشش ملیح روحانی جذب، اپنے باطنی تصرف سے حریفان اسلام کو مذہب اسلام کا حلقہ بگوش بنا لیا تھا۔

غرض اس بزرگ و برتر فرد کامل نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ علائے کلمۃ الحق۔ تبلیغ و شریعت اسلام۔ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں صرف فرمایا اور آخر خدائے قدوس کی ازلی اور ابدی بارگاہ سے حبیب اللہ کا خطاب پایا۔

گو اس خدا پرست درویش کامل کی تمام زندگی فقیرانہ بسر ہوئی اور اس لئے ہمیشہ ہمیشہ سادہ لباس سادہ وضع، سادہ طریقہ معیشت کو پسند فرمایا مگر آج اس کا مقدس مقبرہ مخلوق خدا کا مرکز عقیدت اور بوسہ گاہ خلائق بنا ہوا ہے

اور اسکے آستانہ عالیہ کی شان و شوکت پر ہزاراں ہزار شوکتیں قربان ہو رہی ہیں۔

وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

پھر اسے خواجہ بزرگ کے عقیدتمندو نام خواجہ طلال دولت لٹانے والو اپنے وطن کو چھوڑ کر شوق زیارت میں سفر کی پر تکلیف کو اٹھانے والو کبھی تم نے اجمیر شریف میں حاضر ہو کر تھوڑی دیر بھی حضرت خواجہ بزرگ کی مبارک زندگی کے پہلو پر بھی غور کیا۔ اور اگر غور کیا ہی تو کوئی عملی قدم اس میدان میں آگے بڑھایا۔

حضور ملک معظم کیلئے دعا

یکم رجب کی صبح کو چار بجے خاص خدمت کے وقت گنبد مبارک کے اندر حضرت خدام عالی مقام نے حضور ملک معظم کیلئے دعائے صحت و سلامتی مانگی۔

زائرین آستانہ

۳۰ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ یوم جمعہ کو بوقت صبح حسب ذیل حضرات وارد اجمیر شریف ہوئے۔

(۱) جناب بلخی صاحب ساکن خانہ آباد علاقہ کابل قیام برمکان صاحبزادہ سید ظہور الحسن صاحب شرف زیارت بذریعہ صاحبزادہ سید ظہور الحسن صاحب۔

(۲) جناب دلاور خاں صاحب رئیس یاغستان قیام اندرون درگاہ معلیٰ

(۳) پیر معظم خاں صاحب رئیس پشاور قیام یادگار متصل اسٹیشن

(۴) پیر عبدالمالک صاحب رئیس پشاور۔ قیام یادگار متصل اسٹیشن۔

(۵) جناب دلآرام خاں صاحب رئیس دیر علاقہ سرحد قیام مسجد محلہ معماران۔

(۶) جناب زین الدین صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر ساکن علی گڈھ قیام برمکان صاحبزادہ حاجی سید محمد صدیق صاحب و شرف زیارت بذریعہ سید صاحب موصوف۔

اسی تاریخ میں شام کی ٹرین سے حسب ذیل حضرات اجمیر شریف تشریف لائے۔

(۱) جناب مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب قادری پھلواروی، قیام برمکان خود واقعہ نیا بازار و شرف زیارت بذریعہ صاحبزادہ سید عاشق محمد صاحب

(۲) جناب نواب مولوی محمد جان خانصاحب رئیس دادوں ضلع علی گڈھ۔ قیام برمکان صاحبزادہ سید محمد عظیم صاحب و شرف زیارت بذریعہ سید صاحب موصوف

آستانہ کی خبریں

۳۰ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ کو حسب ذیل حضرات نے درگاہ معلیٰ میں وعظ فرمایا۔

(۱) مولوی بشیر حسن صاحب دہلوی نے بعد نماز جمعہ بمقام جامع مسجد "فضائل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر"

(۲) عبد اللطیف صاحب مولودی نے بعد نماز جمعہ بمقام جامع مسجد "صفات اولیائے کرام" پر

(۳) مولوی سعید احمد صاحب سنبھلی نے بعد نماز عصر بمقام جامع مسجد "فضائل اسلام" پر

(۴) مولوی نثار احمد صاحب فرخ آبادی نے بعد نماز مغرب بمقام جامع مسجد "فضائل صوم و صلوٰۃ" پر

(۵) جناب اکبر وارثی میرٹھی نے بعد نماز عشا بمقام جامع مسجد "ذکر میلاد شریف" فرمایا

مولوی بشیر حسن صاحب دہلوی نے انجمن دار السلام دہلی اور عبد اللطیف صاحب مولودی نے والدہ محترمہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے مزار مبارک کی مرمت کے لئے دوران وعظ میں چندہ کی بھی تحریک کی۔

دفتر آستانہ میں مطب

جناب حکیم محمد رفیق ابراہیم صاحب لکھنوی۔ ایڈیٹر اخبار آستانہ روزانہ صبح کو ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک اور شام کو تین بجے سے پانچ بجے تک دفتر آستانہ واقع گلی لنگر خانہ میں مطب فرماتے ہیں۔ زائرین آستانہ اور باشندگان شہر بوقت

۲و۳ سید زین العابدین کامل پرنٹر و پبلشر نے معینی پریس میں چھپوا کر شائع کیا

تازہ خبریں

لندن - ۱۲ دسمبر حضور ملک معظم کی حالت تشویشناک ہے (خدا صحت کلی عطا فرمائیے)

لندن - ۱۲ دسمبر - ایک نیا ہوائی جہاز (فیری مونو پلین) زیر تیاری ہے جو چند ہفتوں میں مکمل ہو جائے گا - یہ جہاز مسلسل اسی گھنٹے تک ہوا میں پرواز کر سکیگا -

بمبئی - ۱۲ دسمبر - مل کے احاطہ میں ہڑتالیوں اور پولیس کے درمیان سخت جنگ ہو گئی جسمیں تین پولیس کانسٹبل اور چھ ہڑتالی مارے گئے اور کثیر تعداد میں لوگ زخمی ہو گئے -

مدراس - ۱۲ دسمبر - دو قیدی جو پولیس کے زیر حراست ٹرین میں جا رہے تھے انمیں سے ایک موقعہ پاکر ٹرین سے کود گیا لیکن جانبر نہو سکا -

دسمبر کے پہلے ہفتہ میں صوبہ یوپی اور اودھ میں ہیضہ اور چیچک کا بہت زور رہا ہیضہ سے ۱۳۳۱ اموات اور چیچک سے ۱۴۴ اموات ہوئیں لیکن اب ان دونوں کا زور بہت کم ہو گیا ہے کیونکہ اس ہفتہ ہیضہ سے ۲۳۷، اور چیچک سے ۶ موتیں ہوئیں - سرکاری طور پر انسدادی تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں -

پشاور - ۱۱ دسمبر - پشاور اور ڈکہ کی درمیانی سڑک کھل گئی ہے - سامان رسد کی متعدد افغانی لاریاں پشاور سے ڈکہ روانہ کیگئی ہیں - اس سے پتہ چلتا ہے کہ غالباً افغان گورنمنٹ اور شنواریوں میں صلح ہو گئی ہے - منجملہ دیگر شرائط صلح کے شنواریوں کے ملانے یہ دو شرطیں بھی پیش کی تھیں کہ لباس میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے اور پردہ میں کوئی ایسا تغیر نہ کیا جائے جو شریعت اور رواج اسلامی کے خلاف ہو -

حیدرآباد دکن - اعلحضرت خسرو دکن کی تشریف آوری کلکتہ کے سلسلہ میں حسب انتظام کیمپ شاہی ڈاک کا انتظام کیا گیا ہے جو ایک روز میں حیدرآباد سے تمام ضروری عملہ اور سامان کلکتہ روانہ ہو جائیگا - زرد موٹر کار جو ڈاک لاتی اور لیجاتی ہے ناظم صاحب پٹہ خانجات سرکار عالی اور نواب صمد یار جنگ بہادر کی خاص نگرانی میں تیار کرائی گئی ہے - موٹر اور زرد لیٹر بکس دونوں پر آصفی دستار و کلغی نہایت خوش اسلوبی سے نمایاں کی گئی ہے -

حیدرآباد دکن - بسلسلہ روانگی اعلحضرت ۱۴ دسمبر سنہ حال کو نواب مہدی یار جنگ بہادر معتمد سیاسات کلکتہ روانہ ہونگے -

حیدرآباد دکن - ہز اکسلنسی گورنر مدراس کی آمد کی تقریب میں زائد لنسی حیدرآباد کے ایوان پر نہایت خوشنما برقی روشنی کا چراغاں کیا گیا -

حیدرآباد - کلکتہ میں مہاراجہ رابندرا ناتھ ٹیگور کی سنگ مرمر کی عالیشان کوٹھی اعلحضرت کے قیام کلکتہ کے لئے حاصل کیگئی ہے - اس کے ضروری انتظام و اہتمام کیلئے نواب علی نواز جنگ بہادر چیف انجنیر سرکار عالی اور نواب اظہر جنگ بہادر منتظم پیشی کلکتہ ... روانہ ہو رہے ہیں

الہ آباد - ۱۱ دسمبر مسلم ووٹروں سے بھری ہوئی لاری ڈسٹرکٹ بورڈ کے الیکشن کے موقع پر مرات گنج کے قریب الٹ گئی جس سے کچھ آدمی زخمی ہوئے -

امرتسر - ۱۲ دسمبر - توبا بھائی سیوا آریہ سماج مندر کے پاس - آدھی رات کے قریب دو مکان یکلخت گر جانے سے - آٹھ آدمی دبکر مر گئے مگر دو بچے زندہ نکال لئے گئے کہتے ہیں کہ مکان کسی مسلمان سنار کا تھا -

کلکتہ - ۱۲ دسمبر - آج صبح مولانا ... شوکت علی یہاں پہنچ گئے ہیں

(بقیہ آستانہ کی خبریں)

قبور میں تنور

سولہ کھمبہ (جو متصل درگاہ معلی جامع مسجد کے عقب میں واقع ہے) کی زمیں ہر سال ایام عرس میں دوکانداروں کو کرایہ پر دیدیجاتی ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ امسال اسی سلسلہ میں زمین کا کچھ ایسا حصہ جسپر قبریں موجود تھیں ایک نانبائی کو کرایہ پر دیا گیا اور اس نے قبریں کھود کر ہڈیاں باہر نکال کر پھینک دیں اور وہیں پر تنور قائم کر دیا - قبور کی یہ توہین بلا شبہ ہر مسلمان کے لئے باعث رنج و قلق ہے اور ہمیں سخت تعجب اور افسوس ان مالکان زمین کی اس غفلت لاپروائی اور بے حسی پر ہوتا ہے جنہوں نے یہ عرف یہ کہ مسلمان بلکہ خود اپنے بزرگوں کی قبور کا بھی کچھ احترام نہ کیا اور اس نانبائی سے کسی قسم کی باز پرس تک نہ کی - حالانکہ شرعاً قبر کو بمنزلہ جسم کے سمجھا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور مسلمین کے احترام کا یہاں تک لحاظ فرمایا ہے کہ آپ نے قبر سے تکیہ لگا کر بیٹھنے تک کی ممانعت فرمائی ہے -

ہمیں خوشی ہے کہ اس معاملہ میں سید جلال الدین عرب صاحب مدنی سعی بلیغ فرما رہے ہیں - اور انہوں نے چار سو مسلمانوں کے دستخطوں سے اس معاملہ کے متعلق ایک عرضداشت تیار کی ہے جو بذریعہ جناب متولی صاحب درگاہ معلی کمشنر صاحب کی خدمت میں پیش کیجائیگی -

دین فطرت کی کشش

(۱) مسمی بدری ناتھ ولد بہاگو عمر ۹۰ سال قوم برہمن ساکن الہ آباد صاحبزادہ مولانا سید حامد علی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا اور اسلامی نام عبدالرحمن رکھا گیا -

عقد - اکبر علی صاحب پیش امام جامع مسجد نے نتھے شاہ ولد ڈھوندے شاہ ساکن گوکل چھبڑا علاقہ ٹونک کا نکاح مسماۃ اللہ رکھی ساکن گنا کھار تحصیل گوالیار سے پڑھایا -

سررشتہ تولیت کا دفتر حسب معمول قدیم اپنی اصلی جگہ یعنی سماع خانہ میں ہنگامی طور پر قائم ہو گیا ہے -

(شہر کی خبریں)

۳۰ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ بوقت چار بجے شام جملہ معززین و اہالیان اجمیر کا ٹریور ٹاؤن ہال میں ایک زبردست اجتماع ہوا اور حضور ملک معظم کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں مانگی گئیں -

مشاعرہ

۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کو جس مشاعرہ کا اعلان کیا گیا تھا وہ مقامی شعراء کی ہنگامی مصروفیات کیوجہ سے تا اطلاع ثانی ملتوی رہیگا

عرشی اجمیری

دربار سلطان الہند میں سلطان محمود خلجی اور سلطان مظفر گجراتی

(از مولانا خواجہ متعنی اجمیری؛

حالات ۸۳۹ھ میں اپنی عمر کے چونتیسویں سال سلطان محمود خلجی نے سلطنت مالوہ کے تخت پر جلوس فرمایا تاج مرصع زیب سر کیا اور ملک مالوہ کے تمام شہروں میں سلطان موصوف کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری ہوا۔ اس علم دوست بادشاہ کے عہد حکومت میں جا بجا تعلیم گاہیں قایم ہوئیں علما اور فضلا نے حسب مراتب اعزاز پائے۔ یہاں تک کہ دارالسلطنت مانڈو علما اور فضلا کا مرکز ہو گیا اور یہاں کے مدارس کی تمام ہندوستان میں شہرت ہو گئی۔ اجمیر شریف میں بھی خاص آستانہ حضرت خواجہؒ بزرگ پر مدرسہ قایم کیا اور اپنے زمانہ کے عالم شیخ بایزید مدرس بنا کر مانڈو سے بھیجا۔

سلطان موصوف کی علم نوازی نے جس طرح اور علوم و فنون کو رواج عام دیا اسی طرح اس بہادر اور جری بادشاہ کی ہمت جہانگیر نے تلوار کے زور سے اپنا دائرہ سلطنت بھی وسیع کیا۔

سلطان ممدوح کے مرید ہونے کی نسبت صاحب گلزار ابرار کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان موصوف مخدوم قاضی اسحٰق چشتی کے مرید تھے لیکن حضرت خواجہ حسن محمد چشتی کے جو ملفوظات طیبات آنحضرت کے خلیفہ و خلف حضرت خواجہ محمدؒ نے جمع فرما کر اس مجموعہ کا نام مجالس حسنہ رکھا ہے۔ اس کی نویں مجلس کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے خواہر زادہ اور خلیفہ حضرت علامہ کمال الدین کے خلف و جانشین حضرت خواجہ سراج الدین کے برادر نسبتی حضرت شیخ عزیز اللہ چشتی کے خلف و خلیفہ حضرت شیخ رحمت اللہ سے سلطان موصوف بیعت تھے چونکہ زیر نظر ملفوظات کا مجموعہ گلزار ابرار کی تالیف سے پہلے ترتیب دیا گیا ہے اور یہ حضرت خواجہ حسن محمد خانوادہ چشتیہ نظامیہ کے حقیقی سجادہ نشین اور وارث ہیں اور حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خواہر زادہ و خلیفہ حضرت علامہ کمال الدین کی اولاد امجاد سے ہیں اس واسطے گلزار ابرار کے مقابلہ میں مجالس حسنہ کی روایت صحت روایت اور تقدم زمانی کی وجہ سے زیادہ مرتبہ رکھتی ہے۔ بہر حال سلطان محمود خلجی سلسلہ چشتیہ میں بیعت اور تمام بزرگان دین کی خدمت میں شرف عقیدت و ارادت رکھتے تھے۔ چونتیس سال بادشاہت کرنے کے بعد ۸۷۳ھ میں اس علم دوست اور علم نواز بادشاہ نے رحلت فرمائی۔

۸۵۹ھ میں جب سلطان محمود خلجی مسند سور کی تسخیر کے خیال سے حملہ آور ہوئے۔ اور وہاں پہونچکر چاروں طرف فوج کے دستوں کو متعین کرکے خود بدولت نے وسط مقام میں قیام فرمایا۔ معرکہ کارزار گرم ہوا۔ دونوں لشکر زور آزما ہوئے تائید الٰہی محمودی لشکر کے ساتھ تھی اس لئے نصرت و کامرانی کا رخ بھی اسی طرف ہوا۔ اور روزانہ ہر طرف سے فتح کی تازہ نوید اور خوشخبری آنے لگی۔ بادشاہ ہر بار فتح و نصرت کا مژدہ راحت افزا سنکر خدا کا شکر بجالاتا۔ اتفاقاً ایک دن ایک لشکر کا ایک عریضہ پہونچا جو ہاڑوتی میں متعین تھا عریضہ کا مضمون یہ تھا۔

آفتاب اسلام نے سرزمین ہندوستان پر افق اجمیر سے طلوع فرمایا ہے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ اس مقام پر آسودہ ہیں۔ اب یہ مقام کفار کے زیر تصرف ہے اسلام اور مسلمانوں کا اثر یہاں باقی نہ رہا اس لئے بادشاہ کی توجہ درکار ہے۔

سنا گیا ہے کہ یہ عریضہ اجمیر شریف سے مجاوران آستانہ نے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اصل واقعہ یہی ہو اور ممکن ہے کہ تاریخ فرشتہ کا مندرجہ بالا بیان درستی و صواب پر مبنی ہو میرے نزدیک دونوں اقوال صحیح ہیں۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ ہاڑوتی میں رہنے والی فوج کو خدام عالیمقام نے اس حالت سے مطلع کرکے سلطان موصوف کی خدمت میں اپنا عریضہ پیش کرنے کے لئے لکھا ہو۔ اور اس لشکر نے مجاوران آستانہ کی درخواست کیساتھ اپنی جانب سے بھی ایک عریضہ پیشگاہ خسروی میں ارسال کیا ہو۔

بہر حال جب اس عرضی کا مضمون سلطان موصوف کے گوش حق نیوش تک پہونچا۔ تو اسی دن اجمیر شریف کے ارادے سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔

حاضری آستانہ منزل بمنزل قیام کرتے ہوئے اجمیر شریف میں نزول اجلال فرمایا اور حضرت خواجہ بزرگ کے مرقد مطہر سے متصل خیمہ نصب کرائے زیارت سے مشرف ہو کر روحانی توجہ اور باطنی ہمت چاہی اور پھر لشکر کے دستوں کو حکم دیا کہ اپنے سرداروں کی سرکردگی میں قلعہ کا محاصرہ کریں اور مورچے قایم کرلئے جائیں۔ بادشاہ کے اس ارادہ کی اطلاع جب قلعدار گجادہر کو ملی تو وہ بھی راجپوتوں کی فوج لیکر قلعہ سے نکلا اور سرگرم پیکار ہوا۔ مگر شاہی لشکر کے حملہ کی تاب نہ لاکر واپس قلعہ میں چلا گیا چار دن تک لڑائی قایم رہی کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ پانچویں دن گجادہر مجبور ہو کر پھر قلعہ سے برآمد ہوا اور جان پر کھیل کر نبرد آزمائی کی حق و باطل کا مقابلہ تھا حق کا بول بالا ہوا باطل نے شکست پائی گجادہر اس جنگ میں مارا گیا سردار کے مارے جاتے ہی لشکر تتر بتر ہو گیا۔ اور لشکر کے بہت سے جانباز بھی ان شکست خوردہ بھاگنے والے لشکریوں کے ساتھ مل جلکر قلعہ میں داخل ہو گئے اور قلعہ فتح کر لیا۔ سلطان موصوف کو جب فتح کا مژدہ پہونچا خدا کا شکر کیا اور جوش مسرت سے اور فرط عقیدت میں خواجہ بزرگ کے مزار پرانوار کا طواف کرکے نیازمندی کے تمام مراسم بجالایا۔ پھر مزار اقدس کے سرہانے ایک مسجد تعمیر کئے جانے کا حکم دیا۔ اور خدام حضرت خواجہ بزرگ کو زرکثیر عطا فرمایا۔ وظائف مقرر کئے اور اس طرح ان کی گذشتہ تکلیفوں کا نعم البدل کر دیا۔

(تاریخ فرشتہ، شاہان مالوہ، مجالس حسنہ، گلزار ابرار) ٭

سلطان مظفر کی حاضری

۹۲۴ھ میں جب گجرات کے بادشاہ سلطان مظفر نے منڈل گڑھ کے قلعہ پر چڑھائی کی اور تائید الٰہی نیز حضرت خواجہ بزرگ کی روحانی امداد سے فتح یابی نصیب لشکر اسلام ہوئی۔ سپاہ مخالف کے سردار تیغ و کفن گلے میں ڈالکر امن و امان کے طلبگار ہوئے بچوں اور عورتوں نے قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر اور سر برہنہ ہو کر اپنی آہ و بکا کے شور سے ہنگامہ قیامت برپا کر دیا تو سلطان مظفر نے سب کو پناہ دی اور وہاں سے نذر و نیاز لیکر اجمیر شریف کا ارادہ کیا۔ کچھ دن بعد حضرت خواجہ بزرگ کے مرقد انور کی زیارت سے مشرف ہوا فتحمندانہ حوصلہ کے مطابق نذر و نیاز کے تمام مراسم ادا کرکے خدام آستانہ کو خوش کام اور خوش وقت فرمایا۔ چونکہ شاہانہ ہمت سرگرم جہاد رہتی تھی اس لئے خواجہ بزرگ کی روح پر فتوح سے مدد طلب کی تاکہ فتح و نصرت ہمیشہ شریک حال رہے اور پھر بعجلت تمام اجمیر شریف سے کوچ کیا۔ (تاریخ فرشتہ)

اسلامی ممالک میں ہوائی جہاز رانی کا شوق

اسلامی ممالک میں ہوائی جہاز رانی کا شوق نہایت سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ سب سے پہلے ٹرکی نے اس میدان میں سبقت حاصل کی اور اس نے اپنے قلمرو میں فن پرواز کے لئے ایک نئی عظیم الشان درسگاہ اور ہوائی جہازوں کی تعمیر کے لئے ایک کارخانہ قائم کیا۔

اس وقت ٹرکی میں ہوائی جہاز رانی کافی عروج پر ہے اور اس کے ہوائی جہاز دوسرے یوروپین ممالک کے ہوائی جہازوں کی طرح اکثر اقطاع و حصص میں گشت کرتے نظر آتے ہیں۔ ایران میں ہوائی جہاز رانی کی طرف توجہ حال ہی میں مبذول ہوئی۔ اب وہاں بھی اس فن کی ایک درسگاہ قایم ہو گئی اور حال میں ترک ماہرین نے ایک جرمنی کمپنی کی شرکت میں وہاں ہوائی جہاز بنانے کا کارخانہ بھی قایم کیا ہے۔ افغانستان اس شوق میں ایران سے آگے ہے۔

اس کے پاس روسی ترکوں جہازوں کی معقول تعداد فراہم ہو گئی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ ترکی جرمنی اور روسی ماہرین فن کی نگرانی افغانستان کو اس نئی شاہراہ میں بہت زیادہ ترقی حاصل ہوگی۔

امام یحییٰ سلطان یمن کی توجہ بھی ہوائی جہازوں کی طرف زیادہ ہے حال میں آپ نے جرمنی اور اٹلی سے کئی ہوائی جہاز خریدے ہیں اور اہل یمن کو فن پرواز کی تعلیم دینے کے لئے چند جرمن طیارچی خاص طور پر بلائے گئے ہیں۔

سید زین الکاملین کامل اجمیری منیجر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر آستانہ اجمیر سے شایع کیا۔

ہو الکل — ۷۸۶ — ہو المعین

بظلِ حمایتِ خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

رجسٹرڈ نمبر — (جامیؒ) — این ۴۱۲

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سرِ من خاکِ آستانۂ تو

ہفتہ وار اخبار

آستانہ

روزانہ ضمیمہ

قیمت ۔/ر

زیرِ ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱	اجمیر القدس، ۳ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ	نمبر ۱۹

نذرِ عقیدت

(از جناب صاحبزادہ منشی سیّد زین الکاملین صاحب کامل اجمیری)

خواجۂ دین حامیٔ ملّت — واقفِ رازِ والیٔ ملّت
غمِ دنیا سے انفراغ ملا — اُس کے ملنے کا جب سراغ ملا

کون ہے آج ہند میں کامل — میرے خواجہ سا داعیٔ ملّت
داغ خواجہ معین الدین کامل — منزلِ چشت کا چراغ ملا

آسمان پر ہے راج خواجہ کا — میم احمد ہے تاج خواجہ کا
چھوڑ دنیا کہ ہیچ فانی ہے — یہ کشاکش کی زندگانی ہے

دیر میں خانقاہ میں کامل — حکم چلتا ہے آج خواجہ کا
تختِ شاہی سے بہتر اے کامل — درِ خواجہ کی پاسبانی ہے

بن گیا آفتاب ہر ذرّہ — ہو گیا ماہتاب ہر ذرّہ
دل تو ایسا بنا جگر تو کر — شام سے بیٹھ کر سحر تو کر

فیضِ خواجہ سے دیکھ اے کامل — طور کا ہے جواب ہر ذرّہ
دیکھنا ہے جو جلوۂ خواجہ — کامل زار وہ نظر تو کر

رشد و ہدایت

(از خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ)

اجل را در پیچ جا قرار مگیش مکن
در بعید خود ہیب نا باش

کسی جگہ بھی موت کو مت بھول
اور ہمیشہ اپنے عیبوں کو خود دیکھتے رہو

مجھ کو شوق جبہ سائی اسکے جلوے بیشمار ہوں
اک نیا سر چاہیئے ہر روز آستانہ کے لئے

(معینی مدظلہ)

آستانہ

دوشنبہ ۳ رجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۲۸ء

عرس

می کشد دامن دل خاک درِ پاک خواجہ
می کند جلیب نظر رنگ بہار خواجہ

از خدا خواستہ ام وقت طواف کعبہ
کہ بگردم بفشے گرد مزار خواجہ

حبذا بخشش افزوں ز علوئے ہمت
مرحبا دولت بیروں ز شمار خواجہ

چوں نہ بر پایۂ تکمیل کمالش برسد
کہ زسی سال بود مدح نگار خواجہ

(عارف بدایونی)

ایک زمانہ ہے کہ کھچا ہوا چلا آ رہا ہے ایک عالم ہے کہ جوش عقیدت سے دامن جستجو میں گوہر ہائے اشک اور سینۂ پرشوق میں دل بیتاب لئے ہوئے دربار چشت میں پیش کرنے کے لئے حاضر ہے۔ دیدۂ دل رکھنے والوں کو مژدہ ہو کہ تاجدار چشت کے دربار میں اس جلوہ عالمتاب کا نظارہ کریں جو کبھی وادیٔ بیستا پر اور کبھی فاران کی چوٹیوں پر چمکا تھا۔ دوسروں کے صاف و شفاف قلوب رکھنے والوں کو خوشخبری ہو کہ آفتاب چشت کی عالمگیر شعاعیں ہر سینہ خانۂ قلب کو روشن و منور فرمانے میں فیاض ہیں تو صاف و شفاف آئینہ صفت سینہ و قلب رکھنے والوں کی خوش بختی کا کیا پوچھنا ہے۔

عرس بالفاظ دیگر رحلت یا وصال حضرت مجدوب جن کا نام ہے مگر اصطلاح صوفیا میں خدا کا حق باز ان انتہائے برگزیدہ افراد کے یوم رحلت کو کہا جاتا ہے کہ جو در اصل انکی طیب و طاہر روحوں کے لئے یوم وصال ہوتا ہے اور اسی لئے اس یوم وصال کی تقریب پر زائرین کے اجتماع و مراسم نیاز کی انجام دہی مجالس سماع کی انعقاد کا نام عرس رکھا گیا ہے ۔۔۔ اور ان تمام چیزوں کا حقیقی مقصد طلب مولانا یا در حق صفائے باطن ہے پس عرس مبارک میں شرکت کرنے والوں کو ان مبارک ایام میں جو نزول انوار اور حصول برکات کے لئے مخصوص ہیں عرس کے حقیقی مقصد کی تکمیل کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

زائرین آستانہ

۳۰ جمادی الثانی کو بابو کبیر احمد صاحب [illegible] جلال آباد قیام برمکان صاحبزادہ سید عاشق محمد صاحب

یکم رجب کی صبح کو شیخ معین الدین صاحب رئیس باڑہ ضلع پٹنہ قیام برمکان صاحبزادہ سید عاشق محمد صاحب

یکم رجب کی صبح کو سیٹھ احمد گایا صاحب بمبئی قیام برمکان صاحبزادہ سید ظہور میاں صاحب

یکم رجب کی صبح کو شاہ مصطفےٰ صاحب بہار محلہ بارہ دری قیام برمکان صاحبزادہ سید عاشق محمد صاحب۔

یکم رجب کی شب کو خان بہادر اشفاق حسین صاحب بی ڈی ایل ممبر کونسل بھوپال غرض زیارت بذریعہ صاحبزادہ سید عبدالحکیم صاحب۔

یکم رجب کی شب کو مولانا شاہ علی محمد صاحب سجادہ نشین ہوشیارپور اجمیر تشریف لائے۔ صاحبزادہ سید ولی محمد صاحب کے حجرہ میں درگاہ شریف کے اندر قیام پذیر ہیں۔

یکم رجب کی شب کو منشی محمد اشفاق حسین [illegible] سپرنٹنڈنٹ محکمہ بگھاری وسالٹ اور ۲ رجب کو صبح دیوان منہاج الاسلام صاحب سجادہ نشین حضرت قطب جمال ہانسوی وارد اجمیر شریف ہوئے۔

۲ رجب صبح کی میل سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ کی تشریف آوری کی خبر تھی۔ چنانچہ مریدین و معتقدین اسٹیشن پر حاضر تھے۔ میل جب اجمیر شریف پہونچا تو حضرت کے صاحبزادہ صاحب و متعلقین اسٹیشن پر اتر سے معلوم ہوا کہ حضرت موصوف ملیجر اسٹیشن پر رہ گئے۔ باجماعت ادا کرنے کے لئے رہ گئے چنانچہ بعد میں دوسری گاڑی سے دس بجے اجمیر شریف تشریف لائے اسی گاڑی سے حضرت مولانا ضیاء الدین حسن صاحب نقشبندی اور نواب امین الملک بہادر میر و میر منصب علی صاحب معتمد خصوصی سرکار عالیہ بھوپال کی تشریف آوری کی خبر تھی مگر معلوم ہوا کہ گاڑی نہ ملنے کی وجہ سے اس میل سے آپ حضرات اجمیر شریف نہ پہونچ سکے ان زائرین آستانہ کے علاوہ بمبئی دکن بنگال یوپی کے اکثر معززین ہر میل سے برابر اجمیر شریف پہنچ رہے ہیں اور اپنے اپنے کلا کے مکانوں پر قیام پذیر ہیں۔

آستانہ کی خبریں

یکم رجب کو

جامع مسجد درگاہ شریف میں بعد نماز ظہر [illegible] شبیر حسن صاحب [illegible] فرقہ وہابیہ کے عقائد اور شرک کے متعلق، بعد نماز عصر مولوی [illegible] نے ختمیت رسول اللہ کے متعلق مولوی عبداللطیف صاحب اجمیری نے [illegible] کے متعلق بیانات کئے۔

بعد عشا میر شجاعت قوال نے [illegible] صاحب میرٹھی کے بیان دلپذیر پڑھا۔

شہر کی خبریں

درگاہ اقدس کے شرقی دروازہ کے سامنے والی گلی میں صاحبزادہ حاجی سید [illegible] صاحب نے اپنی جیب سے ایک ہزار روپیہ اور جناب سیٹھ محمد صدیق ابراہیم حاجی عرب صاحب نے مبلغ دو ہزار روپیہ خرچ کر کے پتھر کا فرش حال ہی میں بنا کر درگاہ اقدس کے متصل اس گلی کو جو ہمیشہ خراب رہتی تھی اور زائرین کو تکلیف ہوتی تھی اور زائرین [illegible] زحمت و تکلیف کو رفع فرما دیا ہے جناب سیٹھ صاحب موصوف ۲۸ جمادی الثانی سے اجمیر شریف آئے ہوئے ہیں اور اپنے وکیل صاحبزادہ سید تفضل رسول صاحب کے مکان پر مقیم ہیں۔

دفتر آستانہ میں مطب حاذق الملک حکیم محمد شفیع ابراہیم لکھنوی ایڈیٹر اخبار آستانہ روزانہ صبح کو ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک بلا لحاظ

دربار سلطان الہند میں شہنشاہ اکبر اعظم

(از مولانا خواجہ معنی اجمیری)

پہلی حاضری۔ شہنشاہ اکبر اپنے جلوس میمنت مانوس کے چھٹے برس ایک مرتبہ سیر و شکار کیلئے اکبرآباد سے فتحپور کیجانب روانہ ہوئے راستہ میں ایک گاؤں کے قریب چند آدمیوں کی ایک جماعت ہندی کے گیت گاتی ہوئی ملی جنمیں حضرت خواجہ بزرگ اجمیری کی تعریف و توصیف تھی۔ چونکہ بادشاہ اکبر کے کانوں تک حضرت خواجہ بزرگ کی بزرگی اور کرامتوں کا آوازہ پہلے سے پہنچ چکا تھا اور بادشاہ کو حضرت خواجہ بزرگ کی ذات قدسی صفات کیساتھ غائبانہ عقیدت و ارادت کی نسبت پیدا ہو چکی تھی اس لئے ان کے دل پر ان اشعار کا گہرا اثر ہوا اور اب جو خیال سب سے پہلے ان کے دل میں آیا وہ یہ تھا کہ حضرت خواجہ بزرگؒ کے مزار کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہیئے۔

چنانچہ ۹۶۹ھ میں جمادی الاولیٰ کی آٹھویں تاریخ بدھ کے دن اسی حالت میں چند مقربان خاص کو ساتھ لیکر اجمیر شریف کیجانب رُخ فرمایا اور حکم دیا کہ محلات کو میوات کے راستہ سے اجمیر پہونچایا جائے۔ بالآخر یہ قافلہ اجمیر پہونچا بادشاہ نے اپنی شاہانہ شان کے مطابق نذر و نیاز میں اسقدر زیادتی کے ساتھ روپیہ خرچ فرمایا کہ خدام آستانہ ہی نہیں بلکہ اہل شہر بھی مالا مال ہو گئے کچھ دن بعد مراجعت شاہانہ عمل میں آئی۔

دوسری حاضری۔ چتوڑ کی جنگ سے پہلے بادشاہ اکبر نے یہ منت مانی تھی کہ اگر مجھے فتح نصیب ہوئی تو اجمیر شریف پیدل جاؤنگا اور زیارت سعادت حاصل کرونگا چنانچہ جب ۹۷۵ھ میں جب چتوڑگڑھ کا قلعہ فتح ہو گیا تو بادشاہ کے دل میں فوراً ہی اپنی منت کے پورا کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ ماہ شعبان کی اونتیسویں ۲۹ تاریخ چتوڑ سے اجمیر شریف کیجانب پیدل روانہ ہوئے اگرچہ عام سپاہیوں کو سواری پر سفر کرنے کی اجازت تھی۔ لیکن بادشاہ کے پیدل ہونے کیوجہ سے خاص خاص مصاحب اور امراء بھی پیدل تھے۔ گرمی کی شدت اور آفتاب کی حدت سے جنگل کی زمین تپ رہی تھی۔ باد سموم کے جھونکوں سے طبقہ ارضی کرۂ نار بنا ہوا تھا اور بادشاہ سے لیکر ادنیٰ سپاہی تک سب کی حالت خراب تھی مگر کس کی مجال تھی کہ سواری کا خیال بھی دل میں لاتا۔ بادشاہ کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ان ساری تکلیفوں کے باوجود بھی قدم شوق رہ نوردی سے نہیں رکا۔ کچھ دن بعد جب لشکر شاہی موضع ماندن میں پہونچا اور شاہانہ دستور کے مطابق ہرکارے بادشاہ کے نزول اجلال فرمانے کی خوشخبری لیکر دوڑے اور اہل اجمیر کو سنائی جشن اتفاق سے اسی رات کو حضور حضرت خواجہ بزرگ نے از راہ بندہ نوازی بعض متوسلین آستانہ کے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا کہ بادشاہ محبت و عقیدت سے ہماری زیارت کے لئے آ رہا ہے اور صاحب تخت و تاج ہونے کے باوجود ہم جیسے گلیم پوشوں سے محبت رکھتا ہے اور یہی اس کے لئے کافی ہے۔ بس چاہیئے کہ کسی مناسب طریقہ سے اس کو پیدل چلنے سے باز رکھا جائے۔ دیکھو غریب نوازی کی شان کہ اپنے زائرین کے حالات سے تغافل جائز نہیں رکھا اور اون کی تکلیف و زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا نمعلوم کتنے خدا پرست روزہ دار ہوں گے اور گرمی کی مصیبت سے اون کی جان لبوں پر آگئی ہوگی ایسی حالت میں اون کے اس حال سے بے پرواہی یقیناً شان بندہ نوازی کے شایاں نہیں تھی، چنانچہ جب ہرکارے یہ خوشخبری لیکر اجمیر شریف میں پہونچے تو خدام آستانہ نے اُنہیں لوگوں کے ذریعہ اس خواب کی پوری کیفیت بادشاہ کے کانوں تک پہونچا دی بادشاہ نے یہ واقعہ سُنا تو اوسی مقام سے سوار ہوئے۔ ساتویں رمضان المبارک کو اتوار کے دن اجمیر شریف کے قریب پہونچکر سواری سے اُتر گئے اور پیدل چلکر آستانہ مقدس پر حاضر ہوئے عقیدت مندانہ آداب زیارت بجالائے۔ اور چونکہ اس کا سخت ملال تھا کہ جو شہزادہ حرم سرا میں پیدا ہوا وہ بچپن ہی میں جدا ہو گیا۔ اس لئے نہایت انکسار طویل العمر فرزند کی پیدائش کے لئے حضرت خواجہ بزرگ کی ہمت کے خواستگار ہوئے اور دل میں منت مانی کہ جب کبھی شاہزادہ تولد ہوگا تو پیادہ پا اجمیر شریف حاضر ہو کر آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرونگا۔ اس کے بعد مجاورین آستانہ اور گوشہ نشین درویشوں کو مراحم خسروانہ سے شادکام فرمایا۔

سنا گیا ہے کہ حاضری کے اسی موقعہ پر ایک بڑا شمعدان جو کہ فتح چتوڑگڑھ کیوقت مال غنیمت میں آیا تھا۔ نذر کیا اور بلند دروازہ کے سامنے نصب کرایا۔ اور نیز ایک دیگ کلاں بلند دروازہ کے پہلو میں نصب کرائی۔ آخر دس دن قیام فرمانے کے بعد مراجعت عمل میں آئی۔ سیدھے آگرہ پہونچے اور وہاں سے حضرت شیخ سلیم چشتی کے دیدار اور قدمبوسی کیغرض سے فتحپور روانہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے بادشاہ موصوف کو بڑی عمر کے فرزند سعادتمند کی ولادت کا مژدہ سنایا۔

شاہزادہ سلیم کی ولادت۔ ۱۷۔ ربیع الاول ۹۷۷ھ میں بادشاہ کی دلی آرزو پوری ہوئی اور کوکب مراد نے طلوع فرمایا یعنی حضرت خواجہ بزرگ کی توجہ سے فتحپور میں حضرت شیخ سلیم چشتی کے مکان میں فرزند اقبالمند کی ولادت باسعادت عمل میں آئی اور یہ بشارت فرحت افزا بادشاہ کے گوش مبارک تک اکبرآباد میں پہونچائی گئی۔ چنانچہ عنان عزیمت جلد فتحپور کیجانب مبذول ہوئی۔ ولیعہد کے دیدار سے آنکھیں روشن کرکے خدا کا شکر ادا کیا حضرت شیخ سلیم چشتی کی قدمبوسی کی اور خیر و برکت کی نیت سے مولود مسعود کا نام شیخ موصوف کے نام پر شہزادہ سلیم رکھا جو بادشاہ اکبر کی رحلت کے بعد ہندوستان کی مملکت کا تخت نشین ہو کر شہنشاہ جہانگیر کے لقب سے مشہور ہوا۔

تیسری حاضری۔ شاہزادہ با اقبال کا جشن ولادت منانے کے بعد جمعہ کے دن شعبان کی بارہویں تاریخ کو منت ادا کرنے کے خیال سے بادشاہ اکبر نے اجمیر شریف کا پیدل سفر اختیار کیا اور کم و بیش بارہ کوس کی مسافت روزانہ طے کرتے ہوئے شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ اجمیر شریف کی سرزمین پر قدم رکھا اور آستانہ بوسی کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے نذر و نیاز میں رقم کثیر صرف فرمائی۔

متولی اور مجاورین کا مناقشہ۔ اس حاضری کے موقعہ پر جو قضیۂ نامرضیہ پیش ہوا وہ یہ تھا کہ شیخ حسین جنکو خدمت تولیت تفویض تھی ہرسال نذر و نیاز کی رقم خورد برد کر لیتے تھے اور خواجہ صاحب کی اولاد سے بھی ہونے کے مدعی تھے چنانچہ مجاورین آستانہ اور متولی شیخ حسین نیز اون کے اقرباکے درمیان باہمی نزاع قائم ہوئی اور اس مناقشہ کا سلسلہ اس قدر دراز ہوا کہ بادشاہ کے حضور میں پیش ہونے کی نوبت آئی چونکہ مجاورین ایک عرصہ سے اون کے دعوائی فرزندی کی تکذیب کرتے تھے اس لئے بادشاہ اکبر نے حقیقت حال کی دریافت کے لئے معتبر اور منصف افراد کو مقرر فرمایا تاکہ صحیح صورت واقعہ کا انکشاف ہو۔

آخر جب مشائخ فتحپور کی شہادت اور قضاۃ و صدور کے محضر سے ثابت ہو گیا کہ مدعیان فرزندی کا دعوی لااصل اور باطل ہے تو شیخ حسین عتاب شاہی کے مورد ہوئے اور فرمان شاہی کے بموجب محبوس کئے گئے اور شیخ محمد بخاری متولی مقرر ہوئے۔

مسجد و خانقاہ کی تعمیر۔ اسی حاضری کے موقعہ پر ایک مسجد کی تعمیر کا حکم صادر فرمایا اور اس کے پہلوؤں میں زائرین و مسافرین کیغرض سے ایک خانقاہ بنانے کے لئے ارشاد ہوا غرض جب تمام کاموں سے فرصت حاصل ہوئی تو دہلی شریف کے آستانوں پر حاضری کا شوق دامنگیر ہوا اور آخر شعبان یا ابتدائے رمضان میں اجمیر شریف سے روانگی عمل میں آئی۔

جزائر فلپائن میں نیا دیوتا

جزائر فلپائن کے مقام جولر میں ایک کاشتکار کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کی اہل جزائر دیوتا سمجھکر پرستش کر رہے ہیں۔ کاشتکار کے مکان کے سامنے ہر وقت زائرین کا مجمع لگا رہتا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس لڑکے کے قالب میں خدا نے جنم لیا ہے اس کمسن دیوتا میں خاص صفت یہ ہے کہ اس کی عمر صرف سات ماہ کی ہے لیکن اس کا وزن ایک من تیئیس سیر ہے اور یہ ایک وقت کی خوراک میں ۲ سیر چانول کھاتا ہے۔

سید زین العابدین نمبر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر آستانہ اجمیر سے شائع کیا

ہوالکل ۷۸۶ ہوالمعین

رجسٹرڈ نمبر بطفیل حیات خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری ان ۴۱۲

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سرِ من خاکِ آستانۂ تو

روزانہ ضمیمہ

آستانہ

قیمت فی پرچہ ۱ر

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱	اجمیر القدس، ۴ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ	نمبر ۳۴

”مدحت خواجہ“

اجمیر کے خواجہ

(از منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری)

فلک آمادہ بیداد ہے اجمیر کے خواجہ مدد کیجئے دمِ امداد ہے اجمیر کے خواجہ

امیدوں میں طلاطم ہے امیدیں کھینچ لائی ہیں تری در پر ستم کی داد ہے اجمیر کے خواجہ

وہ دل آٹھوں پہر جس میں تمہاری یاد رہتی ہے فلک کے جور سے برباد ہے اجمیر کے خواجہ

چمن میں آشیانہ دیکھئے رہتا ہے ہے باقی کہ ہر دم تاک میں صیاد ہے اجمیر کے خواجہ

زمانہ ہو گیا اس در پہ عرض مدعا کرتے ہماری بھی تمہیں کچھ یاد ہے اجمیر کے خواجہ

دلِ مضطر کو پھر مایوسیوں نے آکے گھیرا ہے دل بیتاب پھر ناشاد ہے اجمیر کے خواجہ

سگِ در، سوختہ دل، جاں بلب، زخمی جگر کامل
پریشاں مضطر و ناشاد ہے اجمیر کے خواجہ

سلطان سنجر

(از منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری)

لقب ہے خواجۂ کل خواجگان سلطان سنجر کا ہوا زیر نگیں ہندوستان سلطان سنجر کا

رہے ہر آن دل میں یاد خواجہ اے دل مضطر زباں پر ہو وظیفہ ای زباں سلطان سنجر کا

تبسم میرے داغ دل پہ بیجا ہے چمن والو کہ دل رکھتا ہے داغِ گلفشاں سلطان سنجر کا

مرے اس محمل دل میں معین الدین رہتے ہیں میں ہوں اک قیس عامر ساربان سلطان سنجر کا

ہزاروں آرزو لاکھوں تمنا سے بنا آکر غلام بے درم شاہ جہاں سلطان سنجر کا

رہا محفوظ جور چرخ سے جو آگیا اس جا در اقدس بنا دار الاماں سلطان سنجر کا

نہ کر بیداد کامل پر خیال آسمان تو لازم ہے
یہ ہے جاروب کش ای آسماں سلطان سنجر کا

دربار سلطان الہند میں شہنشاہ اکبر اعظم

(از مولانا خواجہ متقی اجمیری)

گذشتہ سے پیوستہ

چوتھی حاضری ۔ محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ھ میں حضرت شیخ سلیم چشتی کے دولت خانۂ فقر و توکل میں شاہزادہ محمد مراد تولد ہوا۔ چنانچہ ربیع الثانی کی بائیسویں تاریخ کو اس فرزند ارجمند کی ولادت کے شکریہ میں مراسم شکر کی بجا آوری کیلئے اجمیر شریف کا رخ فرمایا اور زیارت مزار پرانوار کا شرف حاصل کر کے گوشہ نشینان آستانہ علیا اور منتسبان روضۂ منورہ کو شاہانہ داد و دہش سے خوشحال فرمایا بلکہ ساکنان خطۂ اجمیر شریف سے کوئی شخص محروم نہیں رہا۔

عمارات ۔ اس موقعہ پر اجمیر شریف کے گرداگرد پختہ فصیل بنائی جانیکا حکم صادر فرمایا اور شہر کی شمالی سمت ایک شاہی دولتخانہ اور اسکے متعلقہ عمارات کی تعمیر کا فرمان صادر ہوا چنانچہ تجربہ کار اور سمجھدار طلب ہوئے اور کام شروع ہو گیا۔ نیز درگاہ شریف کے دروازہ صدر کے بالمقابل ایک بازار بنوانے کا حکم دیا۔ جیساکہ بعض کتابوں سے ظاہر ہے۔ بالآخر زیارت روضۂ منورہ اور دیگر امور سے سعادت و فراغت حاصل کرنے کے بعد چوتھی جمادی الاولیٰ کو اجمیر شریف سے کوچ فرما کر ناگور کا رخ فرمایا۔

پانچویں حاضری ۔ ۹۸۰ھ ماہ صفر کی بیسویں تاریخ کو زیارت مزار خواجہ بزرگ کی نیت سے روانگی عمل میں آئی اور جب اجمیر شریف ایک منزل رہگیا تو حسب معمول سواری سے اتر کر پیدل روضۂ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اسی اثنار میں قراولان عرصہ شکار نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اس مقام پر قریب ہی ایک مردم آزار زبردست شیر ہے جو ہمیشہ آنے جانے والوں کی گھات میں رہتا ہے چونکہ رحمدل بادشاہ کو ہمیشہ رعیت کی فلاح و بہبودی کا خیال تھا اس لئے بنفس نفیس خود اس طرف متوجہ ہوئے اور اپنے شاہانہ اقبال سے اسے ہلاک کر دیا۔ پندرہویں ربیع الاول کو حاضر آستانہ ہو کر قدوم آداب اور نیاز مندانہ آداب بجا لائے اور متوسلین آستانہ نیز عوام الناس کو شاہانہ عطیات سے بہرہ اندوز فرمایا۔

دوسرے دن بادشاہ نے قلعہ اجمیر کی جانب جو تاراگڈھ پر واقع ہے توجہ فرمائی اور سیر و تفریح کرتے ہوئے قلعہ پر پہونچے وہاں پہونچکر حضرت سید حسین خنگ سوار کے مشہد کی زیارت کا شرف حاصل فرمایا۔

شیخ دانیال مجاور آستانہ حرم شاہی میں ایک خفت مآب حاملہ تھیں وضع حمل کا زمانہ بالکل قریب تھا اسلئے انکے واسطے نقل و حرکت مناسب نہیں تھی بادشاہ نے خیال کیا کہ انکو یہیں چھوڑ دیا جائے۔ مجاورین آستانہ کی جماعت میں حضرت شیخ دانیال مجاور آستانہ ایک اچھے بزرگ تھے جن کی سیمائے روشن سے فلاح و صلاح کے آثار ہویدا تھے۔ اور جو روضۂ منورہ سے نسبت خاص رکھتے تھے۔ بادشاہ نے انسے خواہش ظاہر کی کہ آپ کے مکان میں زچگی ہو جائے تو موجب سعادت و برکت ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ دانیال نے شاہی حرم کے لئے اپنا مکان جو آپ ہی درگاہ شریف سے جانب شرق جنوبی سمت واقع ہے۔ اس مکان کی پوری عمارت شہنشاہ اکبر کی بنوائی تھی لیکن زمانہ کے دست انقلاب سے اسکی صورت بدل گئی ہے۔

غرض بادشاہ اس انتظام سے فارغ ہو کر ناگور کی جانب روانہ ہو گئے۔

شہزادہ دانیال ۔ ۹۸۰ھ ماہ جمادی الاولیٰ کی دوسری تاریخ شہزادہ باقبال تولد ہوا۔ ہرکاری یہ نوید مسرت خیز لیکر دوڑے ابھی بادشاہ ناگور سے دو منزل ادہر تھے کہ یہ مژدۂ راحت افزا سنا۔ اور بخلوص دل سجدۂ شکر ادا کیا شیخ موصوف کی ہمنامی کو موجب برکت و سعادت سمجھتے ہوئے مولود مسعود کا نام بھی دانیال رکھا جس طرح حضرت شیخ سلیم چشتی کے نام پر بادشاہ جہانگیر کا نام سلیم رکھا تھا۔

چھٹی حاضری ۔ ۹۸۱ھ میں ذیقعدہ کی بارہویں حسب دستور سات کوس کی مسافت پیدل طے کرکے اجمیر شریف میں نزول اجلال فرمایا اور پہلے براہ راست آستانہ بوسی کی عزت حاصل کی نذر و نیاز گزران کر مجاوران روضۂ مقدسہ کو زیر بار احسان فرمایا پھر دولت خانہ کی جانب قدم رنجہ فرمایا جس کی تعمیر کامل تین سال کی لگاتار کوشش کے بعد اسی سال تکمیل کو پہنچی تھی چنانچہ اسکے بعد اسی دولت خانہ کو قیامگاہ سلطانی ہونیکا شرف حاصل ہوا یہ دولت خانہ ابھی موجود ہے اور میگزین کے نام سے موسوم ہے۔

کامل گیارہ دن دارالخیر اجمیر میں قیام فرمایا اور روزانہ بلاناغہ زیارت مزار پرانوار کی سعادت حاصل کی۔ چونکہ تسخیر بنگالہ کی مہم درپیش تھی اسلئے خاص طور سے مدد چاہی۔ اور مجاوران روضۂ منورہ کو رقم کثیر عطا فرمائی اور تیسویں ذیقعدہ کو دارالخلافت اکبرآباد کی جانب مراجعت عمل میں آئی۔

ساتویں حاضری ۔ فتح بنگالہ کے بعد ۹۸۲ھ اوائل ماہ رمضان میں سات کوس پیدل چلکر اجمیر شریف پہنچے اور پہلے سیدھے آستانہ علیہ میں پہنچکر شرف زیارت حاصل کیا۔ اور نذر گزرانی۔ نیز نقارہ کی ایک جوڑی جو فتح بنگالہ کے بعد مال غنیمت میں آئی تھی درگاہ شریف کے نقارخانہ میں داخل کی۔ جبتک اجمیر شریف میں قیام رہا اہل اللہ اور علما و صلحا کی صحبتوں میں راتیں بسر فرمائیں اور مجلس سماع میں شرکت کی۔ اس مرتبہ حکم دیا کہ آگرہ سے اجمیر شریف تک ہر منزل پر ایک محل تعمیر کیا جائے اور ہر کوس پر ایک منارہ اور ایک کنواں بنایا جائے۔ اور جو ہرن کہ اب تک بادشاہ نے شکار کئے ہیں انکا ایک ایک سینگ ہر منارہ پر نصب کیا جائے چنانچہ بعجلت تمام تھوڑے عرصہ میں اسکی تعمیل ہوئی اور سینکڑوں منارے اور کنوئیں اور بیسیوں قیامگاہیں تعمیر ہو گئیں اور ہزاروں سینگ مناروں پر قائم کرنیکے لئے کام آئے۔

شہنشاہ اکبر کی حاضریوں کے جسقدر واقعات ترتیب کیساتھ لکھے گئے ہیں اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ اکبر اعظم نے صرف اسی قدر حاضریاں دی ہیں۔ بلکہ اسکے علاوہ اور بھی بہت سی حاضریوں کا تاریخی ثبوت ہے۔ مگر چونکہ واقعات حاضری مختصر ہیں اور انمیں کوئی واقعہ خاص طور سے قابل ذکر نہیں ہے اسلئے ان حاضریوں کے تذکرہ پر اکتفا کیگئی۔ مگر یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ ایکبار حاضری کے موقعہ پر تاراگڈھ کے شکستہ حصار کی مرمت کا حکمدیا۔ اور بموجب ارشاد سلطانی اسکی تعمیل عمل میں آئی۔

نیز حضرت خواجہ بزرگ کے آستانہ پر ہر مقیم و صادر و وارد و ساکن کے لئے لنگر خانہ بنوایا۔ جس کے متعلق ایک روایت یہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ از راہ عقیدت بادشاہ اکبر بنفس نفیس خود ایک مٹی کا پیالہ لیکر لنگر لینے کے لئے لنگر خانہ میں گئے اور اتفاق سے وہ پیالہ باہر آکر لوگوں کی کثرت اور کشمکش کی وجہ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ چنانچہ جس مقام پر وہ پیالہ گرا وہاں بطور یادگار ایک چھتری بنوا دی گئی جو ابھی تک لنگر خانہ کے بالمقابل موجود ہے اور جسے پیالہ کی چھتری کہتے ہیں۔ ایکدفعہ حاضری کے موقعہ پر ایک دیگ کلاں نذر کی جو بلند دروازہ سے متصل نصب کی گئی۔ جس کی تاریخ میر علاؤ الدولہ کافی تخلص نے یہ کہی۔

شاہ دیں پرور وجمشید سریر	خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پے فتح چتوڑ	دیگ رویں تن اژدر پیکر
بہر تاریخ شُدے از عالم غیب	دیگ چتوڑ کشا شد یکسر

(اکبر نامہ" "تزک جہانگیری" "منتخب التواریخ" "تاریخ فرشتہ")

(سید زین الکاملین کامل پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا)

رجسٹرڈ نمبر ان ۱۲ ۸

بظل ہمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری

اے دل و دیدہ ہردو خانۂ تو
سرِ من خاک آستانۂ تو

روزانہ ضمیمہ

آستانہ

قیمت فی پرچہ

زیرادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد	اجمیر القدس، ۵ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ	نمبر ۲۱

شانِ خواجہ

اعترافِ میر

(از جناب نثار الملک میر آحدی اجمیری)

ہند میں گھر گھر نصب ملت کا جھنڈا کر دیا — صفحۂ دنیا میں دین کا بول بالا کر دیا

عشقِ نامِ مصطفیٰ ہر دل میں پیدا کر دیا — دیر کا رخ جانبِ محراب کعبہ کر دیا

موتیوں سے دامنِ مقصود سب نے بھر لئے — اک زمینِ خشک کو پل بھر میں دریا کر دیا

خوب پھیلائی ضیا شمس الضحیٰ کے نور کی — ملتِ روشن سے دنیا میں اُجالا کر دیا

آپکے فیضِ قدم سے اُٹھگئی سب چھوت چھات — آپکے اکرام نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا

کر دیا توحید کے رشتہ میں سبکو منسلک — حق کے سب بچھڑے ہوئے بندوں کو یکجا کر دیا

ہم سے جو لاکھوں کروڑوں سے نہ ابتک ہوسکا — حل وہ اک اللہ والے نے معمّا کر دیا

دیکھئے کیونکر کیا قبضہ دلوں پر خلق کے
دیکھئے خواجہ معین الدینؒ نے کیا کر دیا

(میر آحدی اجمیر)

تمنائے عرشی

(از جناب عرشی اجمیری)

اسی شغل میں دن گذارا کروں میں — کہ خواجہ ہی خواجہ پکارا کروں میں

اُٹھے گر مری بد نصیبی کا پردہ — تو خواجہ کے رخ کا نظارہ کروں میں

نئی زندگی روز مر کر جو پاؤں — تو خواجہ معین پر نثارا کروں میں

مرے جسم کی جان ہیں سلطان سنجر — فراق انکا کیونکر گوارا کروں میں

جتائیں گے خواجہ ہی قسمت کی بازی — کہاں تک یہ شطرنج ہارا کروں میں

تمنا ہے یارب کہ فرصت کے لمحے — درِ سنجری پر گذارا کروں میں

جو پوچھے کوئی کسکا چشتی ہے عرشی
تو خواجہ کی جانب اشارا کروں میں

(عرشی اجمیری)

رشد وہدایت

(از خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ)

سو گنی تو ہی حسب مکتب!
نیک و بد خویش پنہاں دار
آسائش چاہتے ہو تو حسد کو ترک کرو
تشریح اپنی اچھائی برائی کو پوشیدہ رکھو

مجھ کو شوق جبہ سائی اسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہئے روز آستانہ کے لئے
(معینی مدظلہ)

آستانہ

چہارشنبہ ۵ رجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۲۸ء

عرس

حسن رخ خواجہ کا ہر شخص ہے دیوانہ
وہ شمع ہدایت ہے مخلوق ہے پروانہ
(امیر احمدی اجمیری)

آستانہ اجمیر پر حاضر ہونے والوں کو خوشخبری ہو اور فدائیان مرشد حضرت خواجہ بزرگ کو مژدہ ہو کہ آج کی رات حبیب اللہ حضرت خواجہ بزرگ کے وصال کی شب جشن ہے کل ۲ بجے قل ہو کر عرس ختم ہو جائے گا۔ اور یہ ایام سعادت التیام رخصت ہو جائیں گے پھر خدا جانے کس خوش نصیب کو سال آئندہ حاضری نصیب ہو اس لئے۔ ع

تو ہمارا ست دراں کوش کہ خوشدل باشی
کہ بسے گل بدمد از خاک تو در گل باشی

جو کچھ لینا ہو آج کی رات اور کل کے دن میں لے لو۔ دامن شوق پھیلا کر آگے بڑھو اور سر جھکائے متوجہ ہو کر جھولیاں بھر لو۔ یہ سلطان الہند کا دربار ہے۔ سخی داتا کی سرکار ہے جہاں سے تمام دین و دنیا کی مرادیں بلا تفریق مل سکتی ہیں۔ ہو ... بار ... ... جائے گی

مگر اندھیر نہیں ہوگی۔

یہ میخانۂ چشت ہے جہاں ہر سال شراب معرفت لٹتی ہے اور میخانۂ چشت کا ہر خاک نشین اور نیاز مند اپنے اپنے ظرف کے مطابق بادۂ عرفان پاتا ہے اور ہر سال بھر تک اُسی کے سرور میں مست رہتا ہے یہ باغ چشت کا موسم بہار ہے جو ہر سال فصل گل کی طرح آتا ہے ہزاروں غنچہ ہائے دل کھلتے ہیں جن کی مہک سے برس بھر دماغ عقیدت سرشار رہتا ہے۔

ایک روحانی بادشاہ کا ایک جشن ہے جو ہر سال منایا جاتا ہے اور نہ معلوم کس قدر افراد انسانی روحانیت کے مدارج اعلیٰ پر فائز ہوتے ہیں اور خدا جانے کتنے مالکان طریقت کو سند امتیاز اور خطاب اعزاز عطا ہوتا ہے

زائرین آستانہ

۳ رجب کو صبح میل ٹرین سے حضرت مولانا شاہ سید ضیاء الدین حسن صاحب قبلہ نقشبندی اور نواب امین الملک بہادر میر دبیر منشی سید منصب علی صاحب معتمد خاص ہز ہائنس سرکار عالیہ بھوپال سے اجمیر شریف تشریف لائے اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد حنیف صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔

اسی تاریخ کو بمبئی میل سے جناب نواب رسول یار جنگ بہادر صدر المہام پائیگاہ سر آسمان جاہ مرحوم حیدر آباد دکن معہ زنانہ وارد اجمیر ہوئے اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد حنیف صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔

اسی دن مولوی عزیز الحسن صاحب جوڈیشل ممبر اسٹیٹ کونسل دربار رجادرہ معہ زنانہ اجمیر شریف تشریف لائے۔

۴۔ رجب کو رات کی گاڑی سے حضرت مولانا قطب الدین عبد الولی صاحب فرنگی محلی تشریف لائے اور حسب دستور قدیم صاحبزادہ سید ... صاحب کے مکان پر قیام فرمایا اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید سرفراز علی صاحب جاگیردار نامذلہ کے ذریعہ شرف زیارت سے بہرہ اندوز ہوئے۔

آستانہ کی خبریں

۳ رجب کو بعد نماز عصر جامع مسجد میں باشندگان محلہ نلہ بازار نے مسجد نو تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک کی۔

اسی دن بعد نماز مغرب محمد الیاس صاحب نظمی رامپوری نے میلاد شریف پڑھا اور بعد نماز عشا انجمن تعلیم دیہات اجمیر کی طرف سے بزم میلاد پاک منعقد ہوئی اور انجمن کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی۔

اسی تاریخ کو بعد مغرب صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس بغرض معائنہ انتظامات درگاہ معلی میں تشریف لائے۔

اسی دن حویلی دیوان صاحب میں صبح آٹھ بجے سے ۱۱ بجے تک مختلف علماء نے فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وعظ فرمائے۔

۴ رجب کو شب کے وقت آستانۂ عالیہ روبرو محلہ بنگلی والان امام الوقت حضرت مولانا محمد قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی قدس سرہ کا فاتحہ ہوا۔ اور آج یا ۶ تاریخ کو شب کے وقت حضرت مولانائے مرحوم کے وکیل صاحبزادہ سید سرفراز علی صاحب کے مکان پر بھی حضرت مولانائے موصوف کا فاتحہ ہوگا۔

آج صبح کو چار بجے خاص خدمت کے وقت صاحبزادہ حسین علی صاحب وکیل دربار رجادرہ نے بشمول دیگر حضرات خدام عالی مقام ہز ہائنس جناب نواب صاحب بہادر رجادرہ اور نواب صاحب موصوف کے صاحبزادگان و دیگر افراد خاندان کی ترقی عمر و اقبال کیلئے اندرون گنبد مبارک شب ستم دعا کی۔

آج صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک حویلی تو ... درگاہ معلی واقعہ گلی لنگر خانہ میں دار العلوم معینیہ عثمانیہ کا سالانہ جلسہ ہوگا جس میں فارغ التحصیل ... کی ...

دستار بندی ہوگی اور کامیاب طلباء کو انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی سالانہ رپورٹ بھی سنائی جائیگی اور طلباء میں باہمی تقاریر اور مناظرہ بھی ہوگا جملہ حضرات سے استدعا ہے شرکت کیجاتی ہے

دفتر آستانہ میں مطب

جناب حکیم محمد رفیق ابراہیم صاحب لکھنوی ایڈیٹر اخبار آستانہ روزانہ صبح کو ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک اور شام کو ۳ بجے سے ۵ بجے تک دفتر آستانہ واقع گلی لنگرخانہ میں مطب فرماتے ہیں۔

زائرین آستانہ اور باشندگان شہر وقت ضرورت جناب حکیم صاحب موصوف سے فوراً رجوع کریں۔

اعلیحضرت شہریار دکن

ابھی اطلاع ملی ہے کہ کل نماز صبح کے بعد کسی صاحب نے شہریار دکن مدظلہ العالی کے مزاج ہمایوں کی ناسازی کی اطلاع دیکر دعا کی التجا کی تھی جس سے باشندگان دکن میں تشویش پیدا ہوگئی ہے یہ خبر بالکل بے سروپا ہے خداوند تعالیٰ اعلیحضرت خوش و خرم ہیں اور ۲ ... کو کلکتہ کی جانب عزیمت فرمانے کی اطلاع اخبارات میں شایع ہوچکی ہے۔

آج یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ حضرات خدام نے یکم رجب کی صبح کو خدمت خاص کے وقت شہریار دکن کے عمر و اقبال کے لئے بھی گنبد اقدس میں دعا کی تھی۔

ایک اہم مراسلہ

ہمارے پاس منشی محمد حسین صاحب جوہر ساکن ریاست گوالیار حال مقیم اجمیر شریف کا حسب ذیل مراسلہ بغرض اشاعت موصول ہوا ہے جو ... درج کیا جاتا ہے اور اسکے علاوہ محمد ... صاحب ساکن ریاست جاورہ، اور بعض دیگر حضرات زائرین آستانہ کے مراسلے بھی اس معاملہ کے متعلق ہم کو موصول ہوئے ہیں جنکو بوجہ طوالت اور عدم گنجائش ہم شایع کرنے سے معذور ہیں۔ مراسلہ کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے ہمیں جملہ حکام اجمیر اور خصوصاً جناب کمشنر صاحب بہادر سے پوری امید ہے کہ وہ اسپر ضرور واجبی ایکشن لینگے اور ان امور کے انسداد کی طرف ضرور اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے جو خلاف آداب آستانہ ہونے کے علاوہ زائرین کیلئے بھی سخت موجب زحمت اور تکلیف ہیں۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار آستانہ

مہربانی فرماکر مضمون اپنے اخبار میں چھاپ دیجئے

درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحب کی عظمت ہر مسلمان کے دل میں بہت زیادہ ہے اور ہر سال عرس کے موقع پر ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ یہاں آکر خواجہ صاحب کی زیارت کرتے ہیں اور اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ کچھ زمانہ سے درگاہ شریف میں خادم صاحبان اور دیوان ... صاحب کے درمیان حق حقوق کے متعلق مقدمہ بازی ہو رہی ہے جس بنا پر گورنمنٹ نے درگاہ شریف میں رسیوری کا انتظام کر دیا ہے میں جب کبھی درگاہ شریف میں حاضر ہوا دیکھے رسیور ری کے آدمیوں کو چیختے اور چلاتے پایا جس سے ذرا بھی اطمینان سے نہیں پڑھ سکتا جو درگاہ شریف میں حاضر ہوتے والوں کو اس پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ گنبد شریف کے اندر بکس میں نذرانہ ڈالیں اور باہر بھی یہی آواز گونجتی نظر آتی ہے میرا خیال ہے کہ اس قسم کی باتیں آداب آستانہ پاک کے خلاف ہیں امید ہے کہ مقامی حکام خاص طور پر توجہ فرمائیں گے۔ فقط تاریخ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۶ء

محمد حسین جوہر لشکر گوالیار
مقیم حال اجمیر شریف

آستانہ کا عرس نمبر آگیا ہے

۲ آنے میں دفتر آستانہ واقع گلی لنگرخانہ سے خرید کیجئے اور خواجہ کے حالات پڑھکر اپنی حاضری عرس کی تکمیل کیجئے۔

اجمیر شریف خالص سودیشی مل کا کپڑا

غالباً حاضرین آستانہ یہ بات سنکر خوش ہونگے کہ خاص اجمیر شریف میں ایک تجارتی قومی کمپنی پارچہ بننے کی جاری ہوئی ہے جس میں خالص سوتی ریشمین عمدہ پارچہ تیار کیا جاتا ہے جو بیرونی کپڑے سے ارزاں اور مضبوط ہے زائرین آستانہ و حاضرین عرس شریف سے ہم استدعا کرتے ہیں کہ اس قومی کارخانہ کا مال خرید کر اجمیر شریف کا تحفہ ہمراہ لیجائیں اور اپنے عزیز و احباب کو دیں جو تحفہ کا تحفہ اور تبرک کا تبرک ہے اس مل کو نمائش میں طلائی تمغہ بھی ملا ہے

یہ دوکان درگاہ بازار میں مقابل گلی مدرسہ شہید قائم ہے تشریف لائیے اور رام ناتھ صاحب بھیل منیجر سول ایجنٹ سے ملکر ہر قسم کا مال ملاحظہ فرمائیے

مدرسہ معینیہ اسلامیہ تعلیم النسوان اجمیر شریف کی

خواجہ کے عقیدتمندوں سے التماس

اجمیر میں حضرت خواجہ بزرگ کی زیر سرپرستی مدرسہ معینیہ تعلیم النسوان قائم ہے جس میں لڑکیاں بلا فیس تعلیم پا رہی ہیں یتیم و لاوارث لڑکیوں کو کتابیں بھی مفت دی جاتی ہیں۔ اس وقت مدرسہ کو اپنی مالی مشکلات کی وجہ سے ترقی تو درکنار اپنا قیام بھی مشکل ہو رہا ہے خواجہ بزرگ کے لاکھوں عقیدتمند زائرین سے توقع ہے کہ وہ اس مدرسہ کی مالی امداد فرماکر اپنی اسلامی ہمدردی کا ثبوت دیں گے اور حضرت خواجہ بزرگ کی خوشنودی حاصل کرینگے۔

نوٹ۔ یتیم و لاوارث بچیوں کو بلا فیس مدرسہ میں داخل کیا جاتا ہے اور انکے تمام مصارف خورد و نوش وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہے۔

الداعی الی الخیر
شیخ غلام رسول سکریٹری مدرسہ معینیہ اسلامیہ تعلیم النسوان محلہ شوگران اجمیر

سید زین الکاملین صاحب کامل پرنٹر و پبلشر نے معینی پریس سے چھپوا کر شایع کیا

دربار سلطان الہند میں سلطان بہادر شاہ گجراتی

(ازمولانا خواجہ معنی اجمیری)

حالات - یہ بادشاہ سنہ ۹۰۲ھ میں پیدا ہوا - اور چونکہ مظفر شاہ کا بڑا بیٹا نہیں تھا اس لئے ظاہر بینوں کو خیال تھا کہ ملک گجرات کی بادشاہت اس کو نہیں ملیگی - مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ سلطنت بڑے اور چھوٹے کو نہیں دیکھتی بلکہ تلوار اور قلم رکھنے والے کی لونڈی بنکر رہتی ہے جب مظفر شاہ نے رحلت کی تو شہزادہ بہادر اس وقت دہلی کے قریب تھا - باپ کے انتقال کی خبر سنکر منزل بمنزل قیام کرتے ہوئے چتوڑ پہونچا یہاں پہونچکر چاند خاں اور ابراہیم خاں اس کے بھائیوں سے معلوم ہوا کہ مظفر شاہ کے بعد اس کا بڑا بیٹا جانشین ہوا مگر وہ قتل کر دیا گیا اب عماد الملک حبشی سلطنت پر حاوی ہے، یہ سنکر جوانمرد شہزادہ آگے بڑھا - اور عقل و ہمت سے کام لیا تو قسمت نے بھی یاوری کی سنہ ۹۳۲ھ میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا - اور اپنے عہد میں اپنی دانشمندی اور بہادری سے اپنی مملکت کے طول و عرض میں اضافہ کیا -

لیکن اب انقلاب عالم کا منظر دیکھو! اور خیال کرو کہ دنیا جو کبھی کسی کی ہوکر نہیں رہی کس طرح اپنا رنگ بدلتی ہے اور ایک صاحب تخت و تاج بادشاہ کی زندگی کا خاتمہ کس بیکسی اور بے بسی کیحالت میں ہوتا ہے - یعنی جب بہادر شاہ کا کوکب اقبال گہن میں آیا اور تقدیر مخالف ہوگئی تو ہر تدبیر راس نہ آئی - بادشاہ ہمایوں کے مقابلہ میں ناکامیابی نصیب ہوئی - قریب قریب گجرات کا سارا ملک ہاتھ سے جاتا رہا پرتگالیوں نے بہادر شاہ کی امداد کا وعدہ کیا مگر چند شرائط پر جس میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ جزیرہ ڈیو میں سامان تجارت رکھنے کے لئے پرتگالیوں کو تھوڑی سی زمین عنایت کیجائے بہادر شاہ نے سب شرطیں منظور کرلیں اس لئے کہ ایک بے یار و مددگار کو اس وقت صرف امداد ہی کی ضرورت تھی چنانچہ پانچسو سپاہی امداد کیلئے ملے بہر حال بہادر شاہ کو ملک گجرات کی سلطنت دوبارہ ملگئی ادہر پرتگالیوں نے رفتہ رفتہ جزیرہ ڈیو کے نصف حصہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں ایک مضبوط قلعہ بنا کر اس پر توپیں چڑھادیں ہر طرف سے سپاہی جمع کرکے ایک لشکر طیار کر لیا - بہادر شاہ کو معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوا لیکن حکمت عملی سے اس بلا کو ٹالنا چاہا - جزیرہ میں خود پہونچا اور اپنے ایک سردار کو بھیجکر پرتگالیوں کی فوج کے جنرل کو بلوایا - پرتگالیوں نے سردار کی خوب مدارات کی اور رات کو شراب پلاکر کپتان کے بلوانے کا حقیقی سبب معلوم کرلیا - صبح ہوئی تو جواب لکھا کہ میں بادشاہ کا اسی طرح وفادار ہوں لیکن بیماری کیوجہ سے حاضر نہیں ہوسکتا بادشاہ اگر خود قدم رنجہ فرمائیں تو مناسب ہے بہادر شاہ کے سر پر قضا کھیل رہی تھی - اس لئے یہ چال سمجھ میں نہ آئی اور باوجودیکہ بعض عمائدین سلطنت منع کر رہے تھے مگر بہادر شاہ اپنے چند غیر مسلح سرداروں کے ساتھ پرتگالیوں کے جہاز پر پہونچے، پہلے ظاہری اعزاز و اکرام سے استقبال کیا گیا - لیکن بالآخر بہادر شاہ زخمی ہوئے اور ان کے نہتے ساتھیوں میں سب کے سب کام آئے، بہادر شاہ نے جان بچانے کیلئے اپنے آپ کو دریا میں ڈالدیا تاکہ تیر کر اپنی سرحد تک پہونچ جائیں، تین کشتیاں بھی بادشاہ کو لینے دوڑیں اور بادشاہ نے ان کشتیوں تک پہونچنے کی انتہائی کوشش کی لیکن پرتگالیوں نے توپ کا فیر کر دیا کشتیاں بادشاہ تک نہیں پہونچ سکیں بادشاہ کا سر پانی سے اوپر تھا بار بار اس پر چوٹیں لگائی جاتی تھیں یہاں تک کہ اس مظلوم بادشاہ نے ڈوب کر دم توڑ دیا، بہادر شاہ کی زندگی کے دو رخ ہیں اور دونوں رخ عروج و زوال فتح و شکست، مسرت و حزن خوشی اور غمی، روشنی و تاریکی کی دو حقیقی تصویریں ہیں، اور بہادر شاہ کی سوانعمری اگر اپنے ابتدائی صفحات کے آغوش میں مسرت انگیز اور ولولہ خیز واقعات رکھتی ہے تو اس کے آخری صفحے درد و غم کی ایک المناک داستان سے سیاہ ہیں، گیارہ برس تین مہینے بادشاہت کرنے کے بعد اپنی عمر کے اکتیسویں سال ۹۴۳ھ میں یہ واقعہ پیش آیا، **سلطان البر شہید البحر** مادۂ تاریخ ہے

پہلی حاضری سنہ ۹۳۱ھ یا سنہ ۹۳۲ھ میں سلطان بہادر گجراتی نے اپنی شہزادگی کے زمانہ میں اپنے باپ مظفر شاہ سے یہ شکایت کی کہ وظیفہ اخراجات سے کم ہے اور مطالبہ کیا کہ ولیعہد سلطنت سکندر شاہ کو جو وظیفہ دیا جاتا ہے اتنی ہی رقم مجھے بھی عنایت فرمائی جائے بادشاہ نے بعض سیاسی مصلحتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے صاف جواب دیا اور آئندہ اس مطالبہ کی تکمیل پر غور کرنے کا وعدہ کیا - آخر ایک عرصہ گزر گیا اور شہزادہ بہادر کو نہ توقفی میں جواب ملا نہ مطالبہ پورا ہوا، پیمانہ صبر لبریز ہوگیا، بہت خاطر و مدارات کیگئی لیکن شہزادہ نے وہاں قیام نہ کیا اور سیدھا اجمیر کا رخ کیا، اجمیر پہونچکر حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے اس زمانہ میں یہاں بت پرستوں کی حکومت تھی خدام روضہ مقدسہ اور بندہ گان بارگاہ کو گنبد شریف میں جانے کا حکم نہیں تھا، جابجا بتخانے قایم تھے، ہر طرف ماسوا اللہ کی پرستش ہوتی تھی غرض کافروں کے ہاتھوں سے مسلمان سخت پریشان تھے، سلطان بہادر شاہ نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے اپنے دل میں عہد کیا کہ اگر خدا کے فضل اور حضرت خواجۂ بزرگ کی ادنی توجہ سے میں بادشاہ ہوا تو سرزمین اجمیر کو کفار کے قبضہ سے نکالکر یہاں کے مسلمانوں کے لئے راحت و امن سے زندگی بسر کرنے کا سامان بہم پہونچاؤنگا،

شہزادہ بہادر کچھ دن اجمیر میں مقیم رہے شہزادہ کو دیکھکر بابن مجذوب جو اجمیر ہی میں تھے اپنی دایہ شادان نامی سے مخاطب ہوکر کہنے لگے شادان، شادان تخت بچھا کہ ایک مرغ دریائی آیا ہے، شہزادہ نے اس قول سے فال نیک لی اور فوراً اجمیر سے روانہ ہوگئے میواڑ ہوتے ہوئے دہلی پہونچے، سلطان ابراہیم لودہی دہلی میں بادشاہ تھے خبر گرم تھی کہ شاہ بابر دہلی پر حملہ کرنے والے ہیں اس لئے سلطان ابراہیم فوجی تیاری میں مصروف تھے، شہزادہ بہادر بھی فوج شاہی میں شریک ہوگئے اور جب لڑائی کا موقعہ آیا تو شاہزادے نے مغلوں کے ایک دستہ کو شکست دی، دہلی کے افغان رئیس جو ابراہیم لودہی سے برگشتہ تھے شہزادہ کی یہ جرأت و ہمت دیکھکر شہزادہ کے طرفدار ہوگئے اور چاہا کہ اس شہزادہ کو دہلی کے تخت پر بٹھانا چاہا، سلطان ابراہیم کو اس خفیہ سازش کی اطلاع ہوگئی شہزادہ کو بھی جب یہ قصہ معلوم ہوا تو وہ اپنی جان بچانے کے لئے دہلی سے روپوش ہوکر جونپور پہونچے، شہزادہ کے باپ مظفر شاہ کو جب اس قصہ کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے جوانمرد بیٹے اور اقبالمند شہزادے کو بلوایا، قصور معاف کیا، مطالبہ پورا کرنے کا وعدہ کیا، ابھی شہزادہ گجرات کی طرف روانہ بھی نہیں ہوا تھا کہ باپ کے انتقال کی خبر ملی اور گجرات کے اراکین سلطنت کا پیام پہونچا کہ گجرات آکر اپنے آبائی تخت و تاج کو سنبھالئے، ادھر جونپور کے سرداروں نے شہزادہ سے درخواست کی کہ جونپور کی بادشاہت قبول کیجئے، اب شہزادہ کے سامنے جونپور اور گجرات کی دو سلطنتیں تھیں جو شہزادہ کے قدوم سے اپنے تخت کو زینت دینا چاہتی تھیں، شہزادہ حیران تھا کہ کیا کرے آخر وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور کہا کہ میں باگ چھوڑ دیتا ہوں جس طرف میرا گھوڑا مجھے لیجائیگا اسی سلطنت کو قبول کرونگا گھوڑے نے گجرات کا رخ کیا اور شہزادہ گجرات پہونچکر بادشاہ ہوا، حضرت خواجہ بزرگؒ کی روحانی توجہ دیکھو کہ ایک شہزادہ جسے اپنی آبائی حکومت ملنے کی بھی آس نہ تھی جب حاضر اجمیر ہوکر واپس ہوتا ہے تو جہاں جاتا ہے تاج و تخت اس کو پیش کئے جاتے ہیں اور بالآخر وہ ایک کامیاب بادشاہ ہوکر رہتا ہے، مجذوب بابن اجمیری کے قول پر غور کرو کہ تخت بچھانے کے لئے جو کہا گیا تھا وہ شہزادہ کے بادشاہ ہونے کیطرف اشارہ تھا، اور شہزادہ کو مرغ دریائی کے نام سے جو یاد کیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ شہزادہ طائران دریائی کیطرح دریا میں دشمنوں کا شکار ہوگا،

دوسری حاضری تاریخوں سے اگرچہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شہزادہ بہادر اپنے بادشاہ ہونے کے بعد پھر اجمیر آئے یا نہیں لیکن اخبار الاخیار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان بہادر اپنے زمانہ شہزادگی کے عہد کو پورا کرنے کے لئے بادشاہ ہونے کے بعد پھر اجمیر آئے اور زیارت کی سعادت حاصل کرکے حضرت خواجہ بزرگ کی روحانی و باطنی مدد سے کفار کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے اور فتحمندی سے ان سے انتقام لیا اور اہل اجمیر کو ان کی گذشتہ مصائب کا نعم البدل ملگیا،

(اخبار الاخیار، تاریخ فرشتہ، شاہان مالوہ،)

سید زین العابدین اجمیری پبلشر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر شایع کیا

باسمہ المعین

بظلِ حمایت سلطان الہند غریب نواز

آستانہ

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو ... سر من خاکِ آستانۂ تو

اجمیر القدس - ۶ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ

زیر ادارت

حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

عرس نمبر

قیمت فی پرچہ
2 ANNAS

مطبوعہ عزیزی پریس آگرہ

قصیدۃ المنقبۃ

از علامۂ شیخ احمد

(مترجمۂ جناب صاحبزادہ مولٰنا سید غلام علی صاحب مدرس مدرسۂ دار العلوم معینیۂ عثمانیۂ اجمیر)

حمدت بحمد تشمیر لذی نفع و تدمیر
لنیل عطاء تثمیر بمدحی قطب اجمیر

نفع پہونچانے والے اور نقصان دینے والے خدا کی حمد سے
کل مقصود حاصل کرنے کے لئے قطب اجمیر کی مدح کرتا ہوں

ولی الہند مشہورا مغیث الخلق مذکورا
غدا ابنداه منصورا منادی قطب اجمیر

جو ہندوستان کے بادشاہ مشہور ہیں اور مخلوق کے فریادرس ہیں
جن کی مدد لینے سے قطب اجمیری کا پکارنے والا فتح پاتا ہے

ومهدی اسم معین الدین من المختار معلی الدین
کما هدا او سم محی الدین لصاحب قطب اجمیر

آپکو احمد مختار کی طرف سے معین الدین نام دیا گیا اور دین کا بلند کرنے والا
جیساکہ قطب اجمیر کے ساتھی کو محی الدین نام دیا گیا

صلاة سلام اجلال علی طٰه مع الآل
و صحب اهل افضال و شیخ قطب اجمیر

سلام و صلوٰۃ نازل ہو سردار دو عالم اور آپکی آل پر
اور آپ کے بزرگ اصحاب پر اور شیخ قطب اجمیر پر

عمید الهند اوحده وحید السند افرده
عدیم المثل افقده وهذا قطب اجمیر

آپ ہی ہندوستان کے ستون ہیں اور سندھ کے لئے یکتا ہیں
اور بے مثل و یکتا قطب اجمیر ہیں

خلیلی فضائله کلیمی خصائله
مسیحی شمائله وفرد قطب اجمیر

آپ کی فضیلتیں ابراہیمی اور خصلتیں موسوی ہیں
آپ عیسوی شمائل ہیں اور فرد زمانہ قطب اجمیر ہیں

معطرة مناقبه معبرة مناصبه
منورة مراتبه مربی قطب اجمیر

آپ کی تعریفیں معطر اور آپ کے مرتبے مشہور ہیں
آپ کے مراتب منور ہیں اور آپ سرپرست قطب اجمیر ہیں

وسید سادة شرفا وجید قادة ظرفا
وحاز عادة الخلفا عجیب قطب اجمیر

آپ شریفوں کے سردار عقلمند بزرگوں کے بزرگ ہیں
آپ خلفائے کرام کی عادتوں کا مجمع ہیں اور انوکھے قطب اجمیر ہیں

شهیر الحال فی عرب و فی عجم و فی غرب
و فی شرق و فی قرب و لبعد قطب اجمیر

آپ کے حالات عرب و عجم مشرق و مغرب
اور قریب و بعید میں مشہور ہیں اے قطب اجمیر

شهنشاه الاقاطیب وخشخاش علی الطیب
سبیط الطاب فی الطیب رسول قطب اجمیر

آپ تمام اقطاب کے شہنشاہ ہیں اور خوشبو کی مہک ہیں
آل رسول اللہ میں برگزیدہ فرزند ہیں

فکم مدحوه فی الدنیا فنالوا اخرا علیا
فنعم الفوز والمنیه لمطری قطب اجمیر

جنھوں نے آپکی دنیا میں تعریف کی آخرت میں بلند مرتبہ پایا
پس قطب اجمیری کے مداح کا کامیاب ہونا کیسا اچھا ہے

صلاة ما حدا الحادی لروضة طیبة الهادی
علیه وما غنی الشادی بقبة قطب اجمیر

رحمت نازل ہو جبتک ساربان روضۂ پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اونٹ چلائے
اور جبتک خوش ہو قبہ اجمیری کے دیکھنے سے

وال نبینا الکرما وصحب شفیعنا العظما
وکل شیوخنا العلما بمنهج قطب اجمیر

صلوٰۃ و سلام نازل ہو ہمارے نبی مکرم کی آل پاک پر اور ہمارے شافع اعظم کے صحابہ پر
اور سب شیوخ اور علما پر بمراتب قطب اجمیری کے

الٰهی رضین سندی و معتمدی ومستندی
وعونی قدوتی مددی وغوثی قطب اجمیر

اے اللہ میری سند شفاعت کی اور میرے معتمد فریادرس کی مجھ سے خوش کردے
اور میرے مددگار رہنما غوث قطب اجمیری کو

ومن مدحوه بالجهر ومن سمعوا مع السر
ومطعمهم مدی الدهر بحب قطب اجمیر

اور جن لوگوں نے کہ آپکی مدح ظاہر کی ہو اور جن لوگوں نے آپکی مدح سنی ہے
اور ان کے سیر کرنیوالوں کو مدت دراز تک قطب اجمیری کی محبت سے

رشد و ہدایت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	ترجمہ
در ہر کہ این سہ خصلت باشد بداں کہ حق تعالیٰ او را دوست میدارد، اول سخاوتے چوں سخاوتِ دریا، دوم شفقتے چوں شفقتِ آفتاب، سیوم، تواضع چوں تواضع زمین۔	جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہیں وہ اللہ کا دوست ہے۔
	(۱) دریا جیسی سخاوت
	(۲) آفتاب جیسی شفقت
(از افادات سلطان الہند رضؓ)	(۳) زمین جیسی تواضع

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کیلئے (معینی مدظلہ)

جلد ۱ | اجمیر القدس ۶۔ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ | نمبر ۲۲

عرس اور آستانہ

(از مدیر)

کچھ عرصہ سے ہندوستان کی اخباری دنیا میں یہ ایک عام دستور اور رواج ہو گیا ہے کہ بعض اخبارات اور رسائل مختلف تقاریب میں ہر سال اپنے خاص نمبر شائع کیا کرتے ہیں، اخبارات و رسائل کی اس بدعتِ حسنہ سے جہاں ایک طرف ان تقاریب کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے وہاں ایک بڑا فائدہ ان اخبارات کو بھی پہونچتا ہے اور وہ یہ کہ انکا معیار ہر خاص نمبر کے بعد بتدریج بلند ہوتا جاتا ہے اور اسی اعتبار سے پبلک میں بھی ان کے ساتھ روز بروز دلچسپی زیادہ بڑہنے کی وجہ سے بالآخر وہ ملک کی نظروں میں ایک خاص وقیع حیثیت اختیار کر لیتے ہیں،

"آستانہ" کو عالم وجود میں آئے ابھی صرف چار ماہ ہوئے ہیں اور کسی اخبار کا خاص نمبر شائع کرنے کے لئے علاوہ دیگر امور کے جس معقول فرصت اور کافی وقت کی ضرورت ہے وہی یہاں مفقود ہے، خاص نمبر کی تیاری کم از کم چھ سات ماہ پہلے سے شروع کر دیجاتی ہے اور یہاں خود "آستانہ" ہی کو جاری ہوئے ابھی چھ ماہ بھی نہیں ہوئے، پھر علاوہ اس کے خود میں اپنی اہلیہ اور ہمشیرہ کی شدید علالتوں کی وجہ سے دو ماہ سے بالکل بیکار رہوں ان اُمور پر نظر کرتے اور اپنی پریشانیوں اور عدیم الفرصتی کو دیکھتے ہوئے یہ کیسے ممکن تھا کہ اپنی خواہشوں آرزوؤں کے مطابق اور آستانہ کے شایان شان اسکا "عرس نمبر" نکالا جاتا۔

لیکن ان تمام موانعات اور تفکرات کے ہوتے ہوئے بھی طبیعت کو یہ کسی طرح گوارا نہ ہوا کہ یہ مبارک زمانہ یونہی گذر جائے اور عرس شریف کی اہمیت، اسکا یادگار وعظیم اجتماع، اور سب سے بڑھ کر خود صاحب عرس کے تقدس، عظمت، عُلو مرتبت اور رفعتِ شان کو دیکھتے ہوئے "آستانہ" کا عرس نمبر نہ سہی لیکن کچھ امتیازی شان کے ساتھ زمانہ عرس میں "آستانہ" کا ایک نمبر ایسا ضرور نکالا جائے جو "خاص نمبر" کی تھوڑی بہت جھلک ضرور لئے ہوئے ہو،

شروع جمادی الثانیہ میں یہ خیال پیدا ہوا اور اُسی وقت سے اس کا انتظام شروع کر دیا گیا، افسوس ہے کہ اپنی بدقسمتی سے میں اس نمبر میں بھی اپنے فرائض انجام نہ دے سکا اور پریشانیوں و تفکرات نے مجھے اتنی بھی فرصت نہ دی کہ اس نمبر کے مخصوص مضامین میں سے کوئی ایک مضمون بھی اپنے ناچیز قلم کا لکھا ہوا بارگاہِ سلطان الہند رضؓ میں پیش کر کے شرف سعادت سے بہرہ اندوز ہوتا۔

میں مولانا خواجہ سید عبد الباری صاحب معنی کا بیحد ممنون و شکر گزار ہوں، کہ اُنھوں نے باوجود عدیم الفرصتی کے اپنے قیمتی اوقات کا ایک معقول حصہ اس نمبر کی، تیاری میں صرف کیا اور مضامین کی تحریر و ترتیب وغیرہ میں کافی حصہ لیا، درحقیقت یہ موجودہ نمبر انہی کی محنت اور سعی و کوشش کا نتیجہ ہے ورنہ سچ یہ ہے کہ بلا ان کی امداد کے میرے لئے اس نازک وقت میں "آستانہ" کو اس موجودہ صورت میں بھی نکالنا بہت ہی مشکل اور دقت طلب تھا،

نہایت ناشکری ہوگی اگر اسی سلسلہ میں میں مکرمی مولانا طفیل احمد صاحب عارف بدایونی کا خاص طور پر شکریہ نہ ادا کروں جنہوں نے ازراہ کرم اپنے اُستاذ محترم حسان الہند خواجہ عزیز لکھنوی مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام خاص اس نمبر کے لئے بغرض اشاعت مرحمت فرمایا۔ نیز اپنے دوست نثار الملک میر احدی کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے میری خواہش پر باوجود علالت کے حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ کی نظم "خدمتِ خواجگان" کا نہایت قابلیت کے ساتھ منظوم ترجمہ فرمایا۔

"آستانہ" کے اس خاص نمبر کے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ مروجہ دستور کے مطابق میں نے عام طور پر ہندوستان کے اہل قلم حضرات کو سوائے آٹھ دس مسلم الثبوت مشاہیر اہل قلم کے تحریرِ مضامین کی زحمت نہیں دی اور اُن چند حضرات میں سے جن کو تحریرِ مضامین کی زحمت دی گئی تھی جن چار پانچ حضرات نے ازراہ کرم اپنے مضامین اس نمبر کے لئے ارسال فرمائے وہ علاوہ اس خاص نمبر کے غیر متعلق ہونے کے چونکہ "آستانہ" کے معیار سے بھی گرے ہوئے تھے اس وجہ سے مجبوراً اُن کو شائع نہیں کیا جا سکا جسکے لئے ان حضرات سے معافی چاہی جاتی ہے۔

ناظرین "آستانہ" غالباً اس باب میں بھی "آستانہ" کے اس "خاص نمبر" کی یہ تنہا اور واحد خصوصیت ملاحظہ فرمائیں گے کہ وہ سوائے اجمیر شریف کے بیرونی مضمون نگار حضرات کا ممنونِ قلم نہیں ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اس خاص معاملہ میں وہ اپنے تمام معاصرین پر فوقیت اور سبقت لے گیا ہے، خدا کرے کہ بارگاہِ حضرت سلطان الہند میں شرف قبولیت پائے۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

اعلانِ تعطیل — ماہ رجب کے پہلے ہفتہ میں بجائے جمعہ کی معمولی اشاعت کے چونکہ مسلسل پانچ یوم تک "آستانہ" کے چار چار صفحہ کے روزانہ ضمیمے شائع کئے گئے ہیں اور دوسرے ہفتہ کی معمولی اشاعت کی جگہ خاص نمبر ۴۲ صفحہ کا شائع کیا جا رہا ہے اس وجہ سے دفتر آستانہ کو حق ہے کہ وہ آئندہ ہفتہ کی تعطیل منالے لہٰذا آئندہ ہفتہ پرچہ آستانہ شائع نہیں ہوگا اور اس خاص نمبر کے بعد پہلا پرچہ انشاءاللہ حسب دستور بروز جمعہ ۲۲ رجب کو اشاعت پذیر ہوگا۔ منیجر "آستانہ"

ہندوستان کا مُبلّغِ اوّل

از

(مولانا خواجہ معنی اجمیری)

احمد خوئے کہ عالمے بندۂ اوست | یوسف روئے کہ ماہ شرمندۂ اوست
عیسیٰ نفسے کہ جان و دل زندۂ اوست | موسیٰ لقبے کہ دوست خوانندۂ اوست

ہندوستان کی سرزمین خواجہ معین الدین چشتی کی ذات گرامی صفات پر ہمیشہ فخر و ناز کرے گی جس پیکر اخلاقِ محمدی کے نعرۂ تکبیر نے اجمیر کی ایک پہاڑی سے بلند ہو کر ہندوستان کی ساری سرزمین میں اُسی طرح تہلکہ ڈال دیا۔ جس طرح خاتم الانبیاء فخرِ عرب عجم کے آوازۂ توحید نے کوہ فاران کی چوٹی سے بلند ہو کر عرب عجم کو ہلا دیا تھا۔

نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

جس مظہرِ حسنِ یوسفی نے اپنے خویش و تبار سے جُدا ہو کر اسی طرح پردیس کی بادشاہت اور حکمرانی حاصل فرمائی جس طرح ابن یعقوب نے اپنے وطن سے نکل کر مصر کے تخت و تاج پر قبضہ فرمایا تھا۔

یوسف طلعتے شاہی سپرند

جس معجز نما عیسیٰ نفس نے اپنے چند متبعین، مخلصین کے ساتھ اجمیر پہنچکر اُن خاک کے پتلوں میں جو بظاہر متحرک نظر آتے تھے مگر اُن میں انسانیت کی روح موجود نہ تھی، اسی طرح عمل و اخلاص کی روح پھونکدی جس طرح ابن مریم نے قم باذنی کہہ کر ٹھوکروں سے مُردوں کو جلایا تھا۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

جس موسیٰ لقب اک فرد بشر نے پتھورا جیسے فرمانروائے ہندوستان کی زبردست مادی طاقت و قوت کے مقابلہ میں الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کے فریضۂ تبلیغ کو انجام دیا اور اپنے خداداد روحانی تصرف سے اجیپال کی تمام ساحرانہ زور آزمائیوں اور پتھورا کی راجدہانی کا اُسی طرح خاتمہ کر دیا جس طرح آل عمران کے ایک فرد کامل نے خدائی کے دعویٰ کرنے والے بادشاہ فرعون کا تنہا مقابلہ کیا۔ اور تمام جادوگروں کی فسوں طرازیوں کو باطل کر کے بالآخر تخت سلطنت اوندھا کر دیا۔

اذا جاء موسیٰ والقی العصا ۔ فقد بطل السحر والساحر

آج ہم نوع انسان کے اسی کامل و اکمل فرد کے متعلق تاریخی اختلافات پر تبصرہ کریں گے جس سے اُس کا مبلغ اول ہونا یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے۔

"صاحب سیر الاولیاء کا بیان ہے"

حضرت سلطان المشائخ می فرمودند	سلطان المشائخ سے روایت ہے
چوں حضرت شیخ معین الدین طاب اللہ مضجعہ	کہ جب حضرت خواجہ بزرگ اجمیر
دراجمیر آمد پتھورا رائے مملکت	میں تشریف لائے تو پتھورا
ہند دراجمیر بود چوں شیخ در اجمیر	ہندوستان کا بادشاہ اجمیر میں
سکونت ساخت پتھورا راو۔	رہتا تھا جب خواجہ بزرگ
مقربان او را دشوار	نے اجمیر میں قیام فرمایا تو راجہ
می آمد۔	کو ناگوار گزرا۔

مگر اب اسکے برخلاف عہد ہمایونی کے ایک صوفی شاعر مولانا شیخ جمالی مرحوم کی تالیف کتاب سیر العارفین کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

دراں ایام کہ سلطان معز الدین	جس زمانہ میں سلطان معز الدین
محمد سام طاب ثراہ دہلی را فتح نمودہ	سام نے دہلی کو فتح کیا اور
بود و سلطان قطب الدین ایبک را	اپنے غلام خاص قطب الدین
کہ خاصۂ غلام او بود در دار الخلافت	ایبک کو دہلی میں چھوڑ کر
دہلی گزاشتہ در طرف غزنین روان	غزنیں کی جانب روانہ ہو گئے
شدہ بود و در اثنائے راہ	اور راستہ میں انتقال کیا اسی
برحمت حق پیوست حضرت	زمانہ میں حضرت خواجہ بزرگ رح
زبدۃ المشائخ معین الحق والدین	حضرت شیخ حسین زنجانی رح
قدس سرہ از حضرت شیخ حسین	سے رخصت لے کر دہلی
زنجانی قدس سرہ رخصت گرفتہ	میں رونق افروز
متوجہ بحضرت دار الخلافت	ہوئے۔
دہلی گشت۔	

اس کے بعد مولانا جمالی مرحوم حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کے ورود اجمیر کی کیفیت لکھکر اجمیر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

آں مقام نیک فرجام اگرچہ رونق	اجمیر میں اگرچہ مذہب اسلام
اسلام یافتہ بود فاما غلبۂ	کا تسلط عام ہو چکا تھا مگر ایک
کفار نگون سار مقدار ایک	کوس کے فاصلہ پر کفار
فرسنگے برجا بود۔	موجود تھے۔

صاحب سیر العارفین نے باوجودیکہ اس تالیف کے دیباچہ میں یہ ظاہر کر دیا ہے

بعض سادہ لوح مجاوروں اور نااہل معتقدوں نے کم سمجھ لوگوں میں جو خلاف واقعہ اور دور از کار باتیں پھیلا رکھی ہیں۔ اور سننے والے بلا تحقیق انھی باتوں پر ایمان لے آتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ میں اسکا سد باب کر دوں اور جو کچھ رواۃ ثقات اور روایات معتبرہ سے مجھے معلوم ہوا ہے درایت کی روشنی میں سپرد قلم کروں۔

گویا اب جو کچھ آپ کی زبان قلم سے نکلیگا با عتبار تلاش و تحقیق اور بلحاظ سند و راوی نہایت معتبر اور نہایت مستند بیان ہوگا۔ اور اُسکی صحت میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہ ہوگی۔ مگر باایں ہمہ تواریخ تحقیق حضرت خواجہ بزرگ کی روداد حیات بیان کرنے میں حضرت خواجہ بزرگ کی اسی خصوصیت کو مٹانے کی ناکام کوشش کیجاتی ہے جو غلامان چشت کیلئے سرمایۂ اعزاز و افتخار ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ جب ہندوستان حکومت اسلامیہ کے زیر نگین آچکا تو اس حالت میں ایک حضرت خواجہ بزرگ ہی پر کیا موقوف ہے۔ دنیا کا ایک ادنیٰ مسلمان بھی باطمینان تمام اجمیر آسکتا تھا اور اجمیر میں قیام پذیر ہو سکتا تھا اگرچہ اس وارد ہونیوالے سوال کا جواب دفع دخل مقدر کے طور پر مولانا جمالی نے اپنی اسی تحریر میں حضرت خواجہ بزرگ کے ورود اجمیر کی کیفیت کے ضمن میں اجمیر کا حال لکھکر دیدیا ہے مگر کیا یہ جواب ہو سکتا ہے اور کیا اس سے مولانا جمالی کا بیان صحیح ثابت ہو جائیگا۔ ہمیں معلوم کہ یہ روایت مؤلف سیر العارفین کو کس معتبر اور مستند ذریعہ سے حاصل ہوئی کاش صراحت کر دیجاتی تو شاید اُسپر بھی قلم اُٹھایا جاتا۔ نہ یہ سمجھ میں آنے کی بات ہے کہ کتاب سیر الاولیاء میں جو مستند روایت بسند حضرت سلطان المشائخ درج ہے وہ صاحب سیر العارفین کی نگاہ سے نہ گذری ہو۔ بالخصوص اسی حالت میں جبکہ سیر العارفین کی اکثر و بیشتر روایات قریب قریب وہی ہیں جو کتاب سیر الاولیاء میں موجود ہیں پھر خاص طور پر اس واقعہ کی طرف سے اتنا فراموشی یقیناً کچھ نہ کچھ مقصد ضرور رکھتی ہے۔ خدا بخشے مولانا جمالی کو جنکے قلم سے ایسا خلاف واقعہ بیان بلا سند اور بغیر حوالۂ راوی سرزد ہوا ہے اور انہوں نے یہ ایک ایسی بدعت رائج فرمائی جو انکے بعد بھی باقی رہی اور فارسی کے بعض تذکرہ نویس بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہوئے یہانتک کہ آج نفس واقعہ کے متعلق اختلافات کا طومار اور کتابوں کا ڈھیر لگ گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ خانوادۂ سہروردیہ کے ایک فاضل تذکرہ نگار کا دودمان چشت کیساتھ یہ سلوک کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا میں صاحب سیر العارفین کی شان میں کیا کہہ سکتا ہوں اسلئے کہ آج بہت سے اسلاف پرست اصحاب کی پیشانیوں پر میری اسی تنقید سے شکن آجائیں گے۔ بہر حال دو مستند کتابوں کے مندرجہ بالا بیانات پڑھیے اور یقین کیجئے صاحب سیر العارفین اپنے اس بیان میں غلطی پر ہیں۔

بوصول قدم مبارک آں آفتاب	اس آفتاب اہل یقین کے
اہل یقین کہ بحقیقت معین الدین	طلوع فرمانے سے جو درحقیقت
بود ظلمت ایں دیار بنور اسلام	دین کا مددگار تھا یہ ملک نور
روشن و منور گشت۔	اسلام سے معمور ہو گیا۔

کتاب سیر الاولیا

اسی طرح عہد جہانگیری کے ایک فاضل تذکرہ نویس علامہ آزاد بلگرامی کا بیان ملاحظہ کیجئے۔

اول کسے از اولیاء اللہ کہ در اقلیم	خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہی
ہند سلسلہ ولایت برپا کردہ انوار	اولیاء اللہ میں سے پہلے بزرگ
شریعت و طریقت نشر ساخت خواجہ	ہیں جنہوں نے ہندوستان کو شریعت
معین الدین چشتی اجمیری است	و طریقت کے انوار سے معمور کیا۔

لہذا حضرت خواجہ را مجدد	اسی لئے حضرت خواجہ کو ساتویں
مائۃ سابعہ گویند۔	صدی کا مجدد کہا جاتا ہے۔

ولی الہند کی بارگاہ میں مشائخ ہند کی حاضری

(از مولانا خواجہ معنی اجمیری)

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

اے اجمیر کی پاک سرزمین تیرے دامن کو خدا اور زیادہ وسعت عطا فرمائے۔ تو اس وقت سے آسمان کی ہمپایہ ہے جب سے سنجر کے ایک گوشہ نشیں خدا پرست درویش نے اپنے چند عبا پوش اور دلق دوز ساتھیوں کے ساتھ اولوالعزم تاجداروں کی طرح تجھے اپنا قیام گاہ بنا کر مشرف و ممتاز فرمایا۔ مجھے تیری اس بلند پایگی اور رفعت و علو پر نہیں بلکہ اس خوش نصیبی اور فیروز بختی پر رشک آتا ہے کہ اس آٹھ صدی کے زمانہ میں نہ معلوم کتنے خدا پرست بزرگوں کی قدمبوسی کا اعزاز تجھے حاصل ہوا ہوگا۔ اس لئے کہ خواجہ معین الدین چشتی رضؓ ہندوستان کے سب سے بڑے مجاہد سب سے اول مبلغ اور سب سے پہلے ہادی ہیں۔ اور ہندوستان کا شاید ہی کوئی چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، مسند طریقت و ارشاد کا وارث ایسا ہو جو چشت کے اس تاجدار کی بارگاہ میں حاضر نہوا ہو۔

مگر آہ! اس خطۂ پاک اجمیر تیرے آغوش میں پلنے والوں اور تیری سایۂ دامن میں پرورش پاتے والوں نے تجھے مقدس ضرور سمجھا متبرک ضرور مانا مگر تیری تاریخی عظمت و وقار کو نہ جانا۔ اور وہ تیری روایات سابقہ کو محفوظ نہ رکھ سکے اس لئے آج میرا دل اسی فکر میں بے چین اور میرا قلم اسی غم میں غلطاں ہے خدا ان تذکرہ نویسوں اور مورخوں کی مغفرت فرمائے جن کی زبانِ قلم سے صاحب تاج و تخت حکمرانوں کی بڑی بڑی داستانیں صفحہ تاریخ پر آگئیں۔ اور رزم و بزم کے تمام کارنامے عالم آشکارا ہوگئے غرض ان اصحاب نے بادشاہوں کی زندگی کے کسی پہلو کو نہ چھوڑا۔ حتی کہ عہد حکومت اسلامیہ کے تمام روسائے مملکت اور امرائے سلطنت کے حالات بھی آج تاریخ کی روشنی میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

مگر افسوس! کہ ہندوستان کے اس اصلی روحانی بادشاہ خواجہ معین الدین چشتی کے مبارک دورِ حیات کے واقعات کی جانب کبھی ان اصحاب کی توجہ منعطف نہیں ہوئی۔ اور اگر ہوئی بھی تو وہ اچٹتی ہوئی نگاہیں ڈالتے ہوئے اس منزل سے گزر گئے وہ روحانی بادشاہ جس کی نظر فیض اثر کے پرتو سے ہندوستان کے ایک ایک ذرہ نے درخشانی اور تابش حاصل کی جس مجاہد اسلام کی تنہا ہمت سے سرزمین ہندوستان پر سلطنت اسلامیہ کی بنیادیں قایم ہوگئیں۔ اور خانوادۂ چشت کے جس بے کلاہ بادشاہ کے دور زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنے آغوش میں علم و عمل، اخلاق، اخلاص جرأت و شجاعت، شرافت و انسانیت، پاکبازی و حق گوئی، کا مکمل درس رکھتا ہے۔

پھر آخر کوئی طریقہ ہے کہ آج اُن گزشتہ واقعات کی تفصیل معلوم کی جاسکے، کوئی ذریعہ ہے کہ سابقہ روایات دور حاضرہ کے طالبینِ علم کے کانوں تک پہنچ سکیں۔ کوئی آئینہ ہے جسمیں عہد ماضی کی صورتیں جلوہ گر ہوں۔ کوئی تاریخ ہے جسکے صفحات پر یہ تمام حالات منقوش ہوں۔

اے اجمیر کی رنگین پہاڑیو! یہ تمہارا صف بصف سلسلہ عالم کائنات کے روز آفرینش ہی سے شہر پناہ بنا ہوا ہے۔ اور سالہا سال سے شہر اجمیر کو تم نے اپنے حلقہ میں لے رکھا ہے۔ کچھ تم ہی پتہ دو کہ تمہارے زیر دامن اجمیر کی زمین پر درگاہ کے گوشوں میں کیسے کیسے سلف صالحین معتکف و مراقب بیٹھ چکے ہیں۔

اے شہر خوشاں میں بسنے والے خدام درگاہ کی روحو! کچھ تم ہی منہ سے بولو کہ جب تم اجسام سے جدا نہیں ہوئی تھیں اور تمہارے قالب پیوندِ خاک نہیں ہوئے تھے بلکہ شب و روز خدمت آستانہ میں مصروف و منہمک تھے۔ اسوقت کون کون مشائخ اجمیر میں آئے اور اپنے روحانی بادشاہ کے لئے فیض سے خود فیضیاب ہوئے اور اپنے دریائے فیضان سے مخلوق کو سیراب فرمایا۔

اے درگاہ کے درختو! تمہارا یہ جھوم جھوم کر وجد کرنا اور تمہاری نرم و نازک شاخوں کے ساتھ ہوا کا اٹکھیلیاں کرنا اگرچہ ایک نظر فریب اور دلکش منظر ضرور ہے مگر میرے لئے اسوقت تک بے سود ہی جبتک تم مجھے یہ نہ بتاؤ کہ ہندوستان کے کیسے کیسے مشائخ عظام اور کیسے کیسے سلاطین باقبال تمہارے سایہ میں آکر بیٹھے اور زیارت آستانہ کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔

اے پیر فرتوت جہاندیدہ آسمان! تو ہی بتا کہ آٹھ سو برس کے اس دوران میں لیل و نہار کی ان گردشوں میں سرزمین اجمیر پر کیا کیا انقلابات عالم وجود میں آئے اور اس پاک مقام پر کیسے کیسے واقعات رونما ہوئے۔

افسوس! کوئی نہیں جو اپنے جواب سے میرے دل کو مسرت کا اطمینان بخشے اور کوئی نہیں جو مجھے ان گذشتہ واقعات کا ذخیرہ فراہم کردے۔ آؤ اب دیکھیں اور تذکرہ نویسوں کے تشنہ اور اجمالی بیانات ہی سے کچھ اقتباس کریں شاید واقعات حالات کا کچھ سراغ ملے۔

یوں تو اس آستانۂ فیض کاشانہ پر حاضر ہونے والے مشائخ کاملین کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اُن میں سے اکثر بزرگ افراد کے حاضر آستانہ ہونیکا حال جستہ جستہ بعض کتب سیر میں بھی کہیں نظر آتا ہے لیکن فی الوقت میں صرف چند مشاہیر مشائخ کی حاضری کے حالات بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اور تفصیل اپنی "تالیف" ولی الہند کی بارگاہ" کے لئے محفوظ رکھتا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی ذات گرامی ہندوستان کے مشہور و ممتاز مشائخ و علما میں سی ہے اور آپکا مبارک وجود خاندان نقشبندیہ کا ایک ایسا آفتاب روشن ہی جس سے قیامت تک دنیا ہمیشہ ہدایت کی روشنی پاتی رہیگی۔ آپ دو بار اجمیر شریف میں رونق افروز ہوئے ہیں اور کتب سیر سے اسکا ثبوت ملتا ہی مگر افسوس کہ سن و تاریخ کی تفصیل کسی کتاب سے نہیں ملتی۔ آپکے مکاتیب کا مجموعہ جو مکتوبات امام ربانی کے نام سے شائع ہوچکا ہے اسمیں بعض مقامات پر سفر اجمیر کی تفصیل تو نہیں مگر ہاں کچھ اشارات ضرور پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جلد سوم کے مکتوب ۸۲ میں فرماتے ہیں۔

دریں سفر اجمیر از شدت محن — اجمیر کا اس سفر میں محنتوں کی سختی سے
از مخلصان صحیح العذر گشتہ است — دوستوں کیلئے صحیح العذر ہوگیا ہے

اسی طرح مکتوب ۸۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اگر اجمیر رسیدہ شد و ازیں عقبات — جب اجمیر پہنچ جائینگے اور راستہ کی ان تکالیف
شد ائد راہ و گرمائے مفروغ شدہ — اور گرمی کی زیادتی سے نجات مل جائے گی
میسر گشت بشما خواہد نوشت و — تو تم کو لکھا جائیگا اور بلالیا جائیگا۔
خواہد طلبید انشاء اللہ تعالی۔

مکتوب ۱۰۰ ج ۳ میں ارقام فرماتے ہیں

آن مشکلے کہ داشتم آں معاملہ شاید — جو مشکل کہ میں رکھتا تھا وہ معاملہ اس مانہ
در عالم مثال در ایں ایام حل شدہ — میں شاید عالم مثال میں حل ہوگیا اور
خافیہ نماند شاید دریں معنی روحانیت — کوئی پوشیدگی نہیں رہی اس بات میں حضرت خواجہ
خواجہ معین الدین ہم مدخلے باشد۔ — کی روحانیت کو بھی شاید دخل ہے۔

مکتوبات کے مندرجہ بالا بیان سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں پہلی بات یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی کا اجمیر شریف کی جانب یہ دوسرا سفر تھا اور آخر عمر میں تھا۔ اسلئے کہ یہ مکاتیب قریب قریب آخری مکاتیب ہیں۔ دوسری بات یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی نے موسم گرما کی شدت اور آفتاب کی حدت کے سبب سے اس سفر میں بہت زیادہ تکلیف اٹھائی۔

غور کرو کہ خانوادۂ نقشبندیہ کے صاحب الامر تاجدار حضرت مجدد الف ثانی جنکا دامان وسیع دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال تھا۔ اسوقت

جبکہ اس زمانہ کی طرح وسائل سفر موجود و مہیا نہیں تھے شوقِ زیارت میں دھوپ اور گرمی کی زحمتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کس طرح آستانۂ حضرت سلطان الہند پر آتے ہیں اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ کے فیضان روحی سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔

مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اجمیر شریف میں آپ نے کب تک قیام فرمایا اور کتنے دن بعد واپسی عمل میں آئی۔ البتہ کتاب جواہر مجددیہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے قیام اجمیر کے ایک واقعہ پر روشنی پڑتی ہے۔

جواہر مجددیہ ص ۳۷

آپ آخر عمر میں اجمیر شریف میں مقیم تھے اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے مورد عنایات تھے۔ رمضان شریف میں نمازیوں کو بسبب تنگی مسجد و موسم بارش نماز تراویح میں سخت تکلیف ہونے لگی آپ نے دعا فرمائی پس جب تک کلام اللہ ختم نہ ہوگیا بارش نہ ہوئی۔

صفحہ ۳۸

اسی مسجد کی ایک دیوار نہایت خمیدہ تھی لوگ اندیشہ ناک ہوئے آپ نے فرمایا مطمئن رہو ابھی نہیں گرے گی جب آپ اجمیر شریف سے واپس ہوئے شہر سے باہر ہوتے ہی گر گئی۔

مندرجہ بالا واقعہ کسی تفصیل کا محتاج نہیں ہے۔ البتہ مقام مسجد قابل تشریح ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہی مسجد ہے جو آج مسجد صندل خانہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس واسطے کہ مزار مقدس سے بالکل متصل یہی پہلی مسجد ہے جس کو سلطان محمود خلجی نے اپنی فتح و نصرت کی یادگار میں بنوایا تھا۔ اور اوس وقت اس مسجد کے صرف تین ہی دَر رکھے گئے تھے۔

سبحان اللہ نائب النبی کے آستانہ پر رمضان جیسے مبارک مہینہ میں حضرت مجدد الف ثانی کا نمازیوں کے ساتھ نماز ادا کرنا کیسا پُر لطف اجتماع ہوگا۔

صرف یہ واقعات ہیں جن کا اب تک کتابوں سے ثبوت مل سکا ہے ایک زبانی روایت اور ہے جو مجھ تک مدیر آستانہ جناب حکیم محمد رفیق ابراہیم صاحب لکھنوی کے ذریعہ پہنچی ہے اور حکیم صاحب موصوف نے اپنے شیخ طریقت صاحب سجادہ وارث طریقہ نقشبندیہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین حسن صاحب مدظلہٗ کی زبان فیض ترجمان سے سنی ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ روایت کسی کتاب میں بھی مندرج ہو بہرحال اس روایت کی صحت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ روایت یہ ہے کہ جب حضرت مجدد الف ثانی نے اجمیر شریف سے واپسی کا ارادہ فرمایا تو خدام عالی مقام حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ کی جماعت کے ایک فرد جو حضرت مجدد الف ثانی کے وکیل تھے اُن سے مزار مبارک حضرت خواجہ بزرگ کی ایک چادر سفید طلب فرمائی چنانچہ وکیل موصوف نے ایک چادر آپ کے حوالہ کردی حضرت مجدد الف ثانی نے اس چادر مبارک کو ہمیشہ احتیاط سے رکھا۔ اور وصال سے پہلے وصیت فرمائی کہ اسی چادر کا کفن دینا۔ چنانچہ آنجناب کی رحلت کے بعد اس ارشاد کی تعمیل کی گئی۔

متعدد بار میرے کانوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے اس وکالت نامہ کا تذکرہ بھی سنا ہے جو آنجناب نے حاضری آستانہ کے موقعہ پر اپنے قلم سے تحریر فرما کر اپنے وکیل کے حوالہ فرمایا تھا لیکن آج تک زیارت سے محروم ہوں۔ یہ تو مجھے یقین ہے کہ خانوادہ خدام عالی مقام کے کسی گھر میں یہ مبارک تحریر ضرور موجود ہوگی اس لئے تلاش و جستجو جاری ہے اور انشاء اللہ دستیابی کے بعد اسے فوراً منظر عام پر لایا جائیگا۔

سیدنا ابو العلائی

سیدنا ابو العلاء رحمۃ کو آستانۂ فیض کاشانہ اکبر آباد کی سرزمین پر آج بھی مرجع انام ہے آپ ہندوستان کے مشہور و معروف شیخ طریقت ہیں۔ آپ کی حاضری آستانہ اجمیر کے حالات بھی کتابوں میں باختصار مرقوم و مندرج ہیں۔ سیدنا ابو العلاء کے سوانح نگاروں کا بیان ہے کہ جب آپ حاضر آستانہ اجمیر ہوئے تو روضۂ منورہ کے دروازے بند کئے جاچکے تھے مگر جیسے ہی آنجناب دروازہ اقدس کے بالمقابل پہنچے دروازہ خودبخود کھل گیا۔ چنانچہ آپ نے روضۂ مقدسہ میں باریاب ہوکر زمین بوسی کی سعادت حاصل فرمائی۔

اسی طرح ایک اور واقعہ یہ ہے کہ آپ گنبد شریف میں مصروف طواف مزار مبارک تھے ناگاہ آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ آخر طواف کی غرض و غایت کیا ہے۔ ہنوز آنجناب اپنے قلب میں اس خطرہ کو محسوس فرمارہے تھے کہ فوراً ہی آپ پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے دیکھا کہ حضرت سلطان الہند غریب نواز رحمۃ یہ ارشاد فرمارہے ہیں۔

اے فرزند ارجمند! جس طرح کسی بیمار پر جانور وارنے سے بیمار کی بیماریاں جانور میں جذب ہوجاتی ہیں اور بیمار اچھا ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کسی صاحب نسبت کے مزار کے صدقہ ہونے سے صاحب مزار کی نسبت اور اس کا فیض طواف کرنے والے میں سرایت کرجاتا ہے۔

اسی زمانۂ حاضری میں ایک دن آنجناب شاہی گھاٹ پر مراقب تھے چنانچہ ابتداءً آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اور پھر آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگ توجہ عینی دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں اپنے سلسلہ کی نعمت عطا فرمائی۔

چنانچہ اسی دن کے بعد سے آپ نے سلسلۂ چشتیہ میں بھی بیعت لینا شروع فرمادیا۔ اور آج ہندوستان کے ہر گوشہ میں غلامان ابوالعلائیہ موجود ہیں اور قادریہ و چشتیہ اصول پر کاربند ہیں۔

باباگرونانک

آج کون شخص ہے جو حضرت باباگرونانک جی کے نام نامی سے ناواقف ہوگا۔ باباصاحب کے عقاید اور ان کے مذہب و مشرب کے متعلق اختلافات کا ایک عجیب ہنگامہ برپا ہے۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ بابا کا مذہب بابا کا دین اللہ ہی اللہ تھا۔

ملت عشق از ہمہ دینہا جدا است
عاشقاں را مذہب و ملت خدا است

وہ حقیقی معنی میں وحدت پرست صوفی تھے اور اون کو نہ صرف نبی آخرالزماں کی رسالت و نبوت پر اذعان کامل تھا۔ بلکہ وہ آئینہ باطن درویشوں کی خدمت اور اون کی روحانی توجہ کو ہی صفائے باطن کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ باباصاحب ہندوستان کے بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ اور آج اون کے ماننے والوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہندوستان کی سرزمین پر آباد ہے۔ مجھے اسوقت نہ باباصاحب کے تمام حالات زندگی سے کوئی بحث کرنا ہے نہ باباصاحب کے مذہب کی نسبت جو اختلافات کی گتھیاں ہیں انکو سلجھانا۔ بلکہ اسوقت مجھے باباصاحب کے صرف اس حصۂ زندگی کی روداد پیش کرنا ہے جو اجمیر شریف کے آستانۂ عالیہ پر بسر ہوا تھا۔

باباصاحب کے سوانح نگاروں کا بیان ہے کہ بابا نے اولیاء اللہ کے متعدد مقابر پر چلہ کشی فرمائی ہے چنانچہ اجمیر شریف حاضر ہوکر بھی باباصاحب نے کچھ دن مجاہدہ و ریاضت کرکے حضرت خواجہ بزرگ کا روحانی فیض حاصل فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ صراحت کسی کتاب میں نہیں ہے کہ آیا باباصاحب کس تاریخ کس زمانہ میں اجمیر تشریف لائے مگر بہرحال آپ کا ورود اجمیر بالکل متیقن ہے۔ اور اسی طرح باباصاحب کا اجمیر شریف میں پہنچکر آستانۂ عالیہ میں خدا سے یہ دعا کرنا بھی کتابوں سے ثابت ہے۔

دعا

خدایا مسلمان ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے مسلمان ہونے کیلئے بہت مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔ اور اگر سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاکر مسلمان ہوجائے تو اسکی تمام مشکلات حل ہوجاتی ہیں۔ دوزخ کی بو تک اُسے نہیں چھوتی۔ مگر مسلمان ہوکر یہ ضرور ہے کہ راضی برضا ہوجائے۔ خواہ کیسی کٹھن منزلیں طے کرنی پڑیں مگر خدا سے منہ نہ موڑے اور خودی کو دل سے بالکل دور کردے اور ہر ایک کے ساتھ محبت اور پیار سے پیش آئے۔

(دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۱۴۷)

عریضۂ نیاز

(حسان الہند خواجہ عزیز لکھنوی مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام)

ہندوستان کی سرزمین حضرت حسان الہند خواجہ عزیز الدین عزیز مرحوم لکھنوی جیسے قادر الکلام فارسی گو شاعر کی ذات پر ہمیشہ ہمیشہ فخر کرےگی اسلئے کہ جس طرح حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام نے سخنوران شیراز کو اپنا گرویدہ بنایا اسی طرح خواجہ عزیز الدین کے فارسی کلام پر بھی نغز گویان فارس و شیراز نے رشک کیا ہے کہ ایک "ہندی نژاد" کی زبان سے "چشمہ شیراز" کے آبحیات کی بوندیں ٹپکتی ہیں۔ اپنے انتقال سے ایک سال پہلے حضرت خواجہ عزیز مرحوم نے اپنے شاگرد رشید مولانا عارف بدایونی کو ایک "عریضہ نیاز" دربار حضور سلطان الہندؒ میں پیش کرنے کے لئے ارسال فرمایا تھا جو مولانا عارف نے آستانۂ عالیہ میں سُنایا۔ اب یہ عریضہ مولانا عارف نے ہم کو بغرض اشاعت مرحمت فرمایا ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

"مدیر"

صبا بجانبِ اجمیر رَو بصد تگ و تاز	سلام من برساں با ہزار عجز و نیاز
دہند بار ترا گر بندگانِ آں درگاہ	بدہ ز جانبِ من عرضہ کائے غریب نواز
غریب وادیِ شوقت عزیزِ بے سروپا	گذشتہ عمرِ روانش بسے نشیب و فراز
ولے دریغ کہ از بختِ نارسا نہ رسید	در آں دیار کہ باشد بہشتِ نعمت و ناز
نرفت راہِ حجاز و نراند ناقہ شوق	نیافت رہ بحقیقت ز عرصہ گاہِ مجاز
جمال کعبہ نہ دید و طواف خانہ نہ کرد	ز سعی و عمرہ نہ رمی و نہ با نیاز و نماز
نہ نفس را بہ منیٰ کُشت و کرد قربانی	نہ فدیہ کہ براو شرع داد حکمِ جواز
حدیثِ شوق بہ رمز و کنایہ کردہ ادا	ز بندگانِ تو پوشیدہ کے بود ایں راز
ہنوز ہست گرفتارِ حزن و رنج و الم	ہنوز ہست اسیرِ ہوا و حرص و آز
دلش بدستِ غمِ جاں شکار از عمرے	بُوَد بحالتِ کنجشک اسیرِ چنگلِ باز
چہ نسبت است شبا فروز شمع را با دے	کہ روز و شب بُوَد او مبتلائے سوز و گداز
بیانِ سوزِ دروں را بہ نالہ حاجت نیست	کہ بے فتیلہ دہد روشنی چراغِ گاز
چناں ز خارِ شتے جسم نزار وے فرسود	کہ عقدۂ نتواں کرد ناخنِ او باز
رواں ز دیدۂ او سیلِ اشک تا بکجا	ز چشم لطف نگاہے بسوئے او انداز
اگر نوائے قبولی ازیں نواح رسد	ز پردۂ خودی آید بردں چو نغمہ ز ساز
اگر صلائے حضوری در گہے تو دہند	رسد بہ منزلِ مقصود پیش از آں آواز
اگر ز جانبِ درگاہ تو بود ششے	چو پرِ کاہ بہ بالِ ہوا کند پرواز
تو نیک آگہی از حالِ او چہ گویم من	کہ عمر کوتہ و می باشد ایں فسانہ دراز
بخدمتِ تو چو آورد التجا امروز	بحضرتِ تو چو آمد کنوں مدیح طراز

امید ہست ز لطف و عنایت و کرمت
کہ از غریب نوازی شوی عزیز نواز

سنجر والے اجمیری خواجہ

(از جناب صاحبزادہ منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری)

اُٹھو اٹھو خواجہ شاہوں کے خواجہ فقیروں اور بے نواؤں کے خواجہ امیروں اور غریبوں کے خواجہ اٹھو دین و دنیا کے خواجہ ملتِ بیضا کے خواجہ غیاث الدین سنجری کے لال عثمان ہارونی کے بدرکمال اُٹھو مری دردبھری آواز غموں اور دکھوں سے کلیجہ ہلا دینیوالی داستان سنو اٹھو ہند کے تاجدار چشتیوں کے سردار اٹھو اور ایک غریب بیکس فریادی کی فریاد سنو اکبر و جہانگیر کے آقا شاہجہاں اور عالمگیر کے مولا اٹھو ابھی اٹھو ہاں ہاں ابھی اٹھو نہیں نہیں ابھی اٹھو اور مرے غمزدہ دل مجروح دل بیتاب دل کو ڈھارس دو اور نورانی نقاب زریں چادر مہتاب جیسی طلعت آفتاب جیسی صورت سے اٹھاؤ اٹھو اٹھو شہاب الدین غوری کے خواجہ اجیپال جوگی کے خواجہ خواجاؤں کے لاڈلے خواجہ خواجاؤں کے سرتاج خواجہ سب سے بڑے خواجہ سب سے اچھے خواجہ سخی سرکار والے خواجہ بڑے دربار والے خواجہ سنہری کلس والے رفیق خواجہ سفید گنبد والے شفیق خواجہ رحیم و کریم خواجہ کریم و رحیم خواجہ اٹھو اٹھو سنو سنو مری چھوٹی سی داستان سنو تھوڑی سی گذارش سنو سنو خواجہ ہاں ابھی سنو نہیں نہیں ابھی سنو دیکھو مری آنکھوں سے اشکوں کا طوفان اُمڈا آتا ہے مجھے ضبط نہیں آتا مجھے صبر نہیں آتا میں ان دونوں سے ناواقف ہیں ان دونوں سے بیخبر پیارے خواجہ سچے خواجہ ہمارے خواجہ جگت کے خواجہ مدنی رسول کے نواسے عربی ہاشمی پیغمبر کے پیغمبر علی کے ولی فاطمہ کے آتما اٹھو اٹھو گرتوں کو سنبھالو مرتوں کو بچالو بحر و بر کے خواجہ زمین و آسمان کے خواجہ غلاموں کے مالک ضعیفوں کے مالک یتیموں کے ملک بیکسوں کے دادرس غریبوں کے فریادرس دردمندوں کے حکیم بیماروں کے مسیحا غریب نواز بندہ نواز غریب پرور بندہ پرور فقیروں کو تاج بخشنے والے غلاموں کو راج بخشنے والے خواجہ اٹھو اٹھو خواجگیت کے تاج والے خواجہ اٹھو دونوں عالم کے راج والے خواجہ اٹھو مدنی ناناکی دادا کے صدقے میں اٹھو سنو دیکھو آپکا ایک ناکارہ غلام ایک بندہ بیدام آپکی بارگاہِ گدانواز میں دکھوں سے نالاں غموں سے بھرا ہوا ننھا سا دل لیکر حاضر ہوا ہے اور گناہوں کے بارِ عظیم سے نہ اُٹھ سکنے والے ہاتھوں کو اُٹھائے ہوئے اپنا کثیف اور شکستہ دامن پھیلائے فریاد کر رہا ہے ہاں لو دیکھو ہاں لو سنو وہ اسلام جسکو آپ عرب کی پُرفضا اور جنت نشان وادیوں سے لائے تھے وہ شجرِ اسلام جسکو آپنے ریاضتوں اور عبادتوں کے پانی سے سینچا تھا' وہ علمِ اسلام جسنے آپکے دوش پر جگہ پائی تھی وہی اسلام جو اجمیر کی بلند پہاڑیوں اور دشوار گذار گھاٹیوں سے نکلکر کفر و شرک کی ظلمت کو جھوٹے دیوتاؤں کی عظمت کو اور سنگین خداؤں کی خدائیت کو مٹاتے ہوئے سرزمینِ ہند کی بلند و پست فضاؤں پر آسمان کی طرح پھیل گیا تھا۔ ابر رحمت بنکر چھا گیا دلوں میں نور بنکر آگیا تھا آنکھوں میں سرور ہوکر سما گیا تھا ہاں وہی اسلام جسنے ناقوسوں کے منہ بند کر دئے تھے وہی اسلام جسنے گھر گھر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ کی تکبیروں کے نقارے بجوادئے تھے جسنے بڑے بڑے بوت راجاؤں سورما راجاؤں کی نخوت کو کچے دھاگے کیطرح توڑ دیا تھا اصنام دیواروں کیطرح ڈھا دیا تھا جسنے پتھورا جیسے مغرور و سرکش راجہ کے تخت و بخت تاج اور راج اور شان و گمان کو مٹی میں ملا دیا تھا۔ وہی اسلام جسنے غریب و امیر بادشاہ اور گدا کو دربارِ مولا میں ایک صف میں لاکر کھڑا کر دیا تھا وہی اسلام جسنے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا دیا تھا اٹھو خواجہ بس اب اٹھو اللہ سے ملانیوالی آنکھیں کھولو رسولِ عربی کے جلوے دکھانیوالی آنکھیں کھولو دیکھو آج وہی اسلام کس میرسی کیحالت میں ہے بے یار و بے یاور ہے کوئی انیس نہیں کہ غمخواری کرے کوئی شفیق نہیں کہ شفقت و دلداری کرے دشمنوں کے نرغوں میں ہے جفاکاروں کے حملوں میں ہے گندم نما جو فروش مسلمانوں نے برقِ غضب گرا رکھی ہے گھر کے بھیدوں نے لنکا ڈھا رکھی ہے اللہ کے محبوب خیبر کے حبیب خواجہ اٹھو بس اب حد سے سوا ہو چکی ہے آج وہی اسلام محتاج مدد ہے آج اُسی اسلام کو آپ جیسے سچے اور پکے مجاہد کی ضرورت ہے اب شکوے زبان پر آرہے ہیں شکایتیں لبوں سے ٹکرا رہی ہیں۔ اٹھو اٹھو سنجر والے اجمیری خواجہ اٹھو۔

آستانۂ عالیہ کا ابتدائی فوٹو

(از)

جناب نثار الملک فطرت قلم میر احمدی اجمیری

سات سو برس پہلے کا زمانہ تھا کہ درگاہ آسمان پناہ کی وسیع سرزمین شرک وکفر کی زیادتی سے تنگ آکر ہری ہری دوب کی چادر میں اپنا منہ لپیٹے ہوئے پڑی تھی اور پرتھی راج کے اونٹ چراگاہ سمجھکر اس کو پامال کر رہے تھے ناگاہ باغبان قضا وقدرت کو اُس کی پامالی اور خستہ حالی پر رحم آیا تو گلزار معرفت کے ایک غنچہ نوشگفتہ نے گلشن حجاز کی خاک پاک سے برآمد ہو کر اس بیابان میں جلوہ دیا اور اس دشت خارستان کو غیرت گلستان عالم بنایا اُس وقت چند بلبلوں نے جو بزم چمنستان عرب سے پروانہ وار اُس کے شمع جمال پر نثار ہوتے ہوئے چلے آرہے تھے اُس گل رعنا کے لئے اُس سبزہ زار میں ایک روش طیار کی اور پھر اپنے لئے چند آشیانے بنائے۔ یہانتک کہ باغ معرفت کے اُس پھول نے اُس روش کو نہایت پسند فرماکر قیامت تک کے لئے قیام فرمانیکا قصد کرنے کے بعد خواب استراحت فرمایا۔ اور اسکے عنادل شیدا بھی اُسی پاؤں کسی قیام پر اُس کے گرد اگرد بسیرا لینے میں مصروف ہوگئے کچھ مدت کے بعد جب اُس گل بوستان حقیقت کی شمیم جانفزا ہند وسندھ کے اطراف اکناف میں پھیلی اور خلائق کی دماغ اور روح کو فرحت وانبساط بخشنے لگی اُس وقت امراء وسلاطین دنیا باغ دین کے اس شاہد گل کے شوق دیدار میں بیتاب ہوگئے آخر یکے بعد دیگرے اس مقام روح پرور پر آئے اور روش قدیم اور اسکی اطرافی سرزمین پر گوناگوں روشیں اور بوقلموں تختے اس طرح قایم کئے کہ اگلی روش اُس کے گرد آشیانوں کی صورت بجنسہ قایم رہی چنانچہ وہ سبزہ زار جو کبھی لق ودق بیابان تھا آج اپنی وسعت وبوقلمونی وزینت وپاکیزگی بہشت بریں کو شرما رہی ہے اور ہنوز اُس کی آرائش وزیبائش کا سلسلہ بدستور جاری ہے اللھم زد فزد۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جس وقت حضرت معین الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز نے آستانۂ اجمیر کی خاک کو شرف قدم سے ہم پایۂ افلاک بنایا۔ اس سرزمین پر راجہ پرتھی راج کے اونٹ چرا کرتے تھے۔ پس چند سے آپ نے بلائے کوہ آنا ساگر قیام فرمایا اور پھر راجہ کی گرفتاری کے بعد غلامان حضرت اقدس نے اُس مقام کی زمین پر جہاں یہ مزار پر انوار ہو حضرت قدوۃ السالکین کے لئے ایک حجرہ عبادت واستراحت طیار کیا اور اُس کے اطراف وجوار میں اپنے لئے چند نشیمن بنائے ان ابتدائی عمارت کا پورا نقشہ کسی تصنیف میں میری نظر سے نہیں گذرا تاہم بعض ملفوظات کے پیرایۂ بیان کو آستانہ عالیہ کی موجودہ شان کے ساتھ مطابق کرنے سے قیاس ایک بدیہی صورت پیش کرتا ہے۔ اور عقل سلیم اُسی قیاسی تصویر کی تصدیق کرتی ہے حجرۂ متبرکہ کی وسعت اول اُس کے نام نامی ہی سے متصور ہو جاتی ہے۔ اور پھر حضرت حبیب اللہ جیسے مولا گیر دنیا گذار عزلت پسند وجود محمود کی عبادت گاہ ہونے سے بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ اُس میں اُسی قدر وسعت تھی جس کی ایک عابد عارف کو یاد خدا کرنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔

دلیل العارفین مؤلفہ حضرت قطب الاسلام بختیار کاکی قدس سرہ العزیز سے مقامات متعددہ پر یہ بات ثابت ہے۔ کہ حضرت قدوۃ الامام معین الملۃ والاسلام تلقین طالبین کے لئے حجرۂ مقدس سے باہر جلوہ فرماتے تھے۔ اور بعد ارشاد فیض بنیاد جب آپ داخل حجرہ ہوتے طالبین حق اپنے اپنے مقام پر چلے جاتے تھے۔ ارشاد مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مقام ارشاد حجرہ متبرکہ سے بالکل ملحق تھا اور طالبین کے مکانات اُس سے کچھ فاصلہ پر تھے۔ اسی صحیفہ شریفہ کے دوسرے مقام سے جہاں یہ مضمون ہو کہ حضرت شیخ الاسلام معین الاسلام بعد ارشادات مصروف تلاوت ہوئے اور طالبین رخصت ہوئے معلوم ہوتا ہو کہ مقام تلقین وارشاد میں تلاوت جیسی ظاہری عبادت بھی کیا کرتے تھے۔

پس اب جس شخص کو یہ معلوم ہے۔ کہ سید الثقلین نبی الحرمین علیہ الصلوۃ والسلام مسجد نبوی میں تلاوت اور نماز جماعت وتلقین وہدایت فرمایا کرتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ شخص یہ بھی جانتا ہے کہ حضرت قدوۃ الانام معین الملۃ والاسلام کو رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی ذات پاک میں فنائیت تامہ حاصل تھی۔ اور اسی وجہ سے آپ ادائے سنن نبویہ میں۔ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرماتے تھے اور جب یہ شبہ ثبوت کے ساتھ رفع ہوگیا۔ تو پھر بالیقین یہ تلاوت تلقین مسجد ہی میں ہوا کرتی تھی۔ اور جب یقین وارشاد کا مسجد میں ہونا ثابت ہی تو پھر دلیل العارفین کے قول اول پر غور کرنیسے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ کا دروازہ مسجد کے کس پہلو میں تھا اور دروازہ کا حجرہ مقدسہ کی شمالی دیوار میں ہونا حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے ایک قول سے قیاساً اور اخبار متواترہ سے سماعاً ایک یقینی امر ہے۔

مخدوم جہانیاں جہانگشت فرماتے ہیں کہ جب میں روضۂ مقدسہ حضرت سلطان العارفین خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی پر حاضر ہوا تو بالین مزار پُرانوار ایک درخت باردار تھا جو شخص اُس کا پھل کھاتا تھا اولاد پاتا تھا میرے خیال میں جب مزار پر انوار کا ہونا یقینی ہے تو پھر درخت کے حجرۂ متبرکہ سے باہر ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور وہ بالین مزار مبارک اُسی وقت ہو سکتا ہی جبکہ اُس میں اور مزار مبارک میں کوئی دیوار حائل نہیں ہو پس یہ قول اُسی وقت صحیح ثابت ہو سکتا ہی کہ حجرۂ مبارک کا دروازہ شمالی جانب ہو

اب اگر مسجد کے شمالی پہلو کی حالت دریافت کیجائے تو یہ بات چلہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے مقام سے آسانی کیساتھ معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ سمت شمالی میں بھی کوئی حجرہ تھا اس کے لئے دلیل لانیکی بالکل ضرورت نہیں اس لئے کہ خود مقام چلہ مبارک جو مزار پر نور سے پچیس قدم پر شمالی جانب میں واقع ہو اس قول کا ثبوت کافی ہو۔ بلکہ ہماری اگلی تحقیق کی بھی تصدیق کرتا ہو۔

معلوم ہوا کہ آستانہ عالیہ کی ابتدائی عمارت صرف دو حجروں کی ایک مسجد ہو۔ جس کے جنوبی حجرہ میں خود حضرت قدوۃ الانام معین الاسلام نے حُبّ الٰہی میں عمر تمام کی خطاب حبیب اللہ پایا۔ اور شمالی حجرہ[1] میں حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے طالبین مولا کو بٹھایا اور خدا تک پہنچایا۔ اللہ اکبر جس سلطان ہند وسندھ کے آستانہ عالیہ سے قبل انتقال اور بعد وصال بادشاہوں نے دولت اور فقیروں نے معرفت کے خزانے پائے۔ ایک مسجد کے جنوبی گوشہ میں اُس کا محل تھا اور شمالی حجرہ میں اُس کی مہمان سرائے۔ سبحان من جلت قدرتہ وعظمت حکمتہ۔ باقی متعلقین سلطانی کے مکانات مختصرہ کی بابت صرف اس قدر کہنا کافی ہو کہ وہ سب حجرہ مقدسہ کے گرد اگرد تھے چنانچہ اُس کے نشانات موجودہ آستانہ کے فرش سنگین کے نیچے اب تک باقی ہیں۔

یہ درگاہ قریب قریب ایک صدی تک اپنی ابتدائی حالت پر رہی اُس کے بعد جب امراء سلاطین ہند نے اپنی بادشاہ کیجانب رجوع کیا تو پہلی تعمیر میں ابتدائی دربار پر انوار کے آثار اور اُس کے در ودیوار مستحکم کرکے اُس کو چاروں جانب سے بطور تہخانہ بند کر دیا۔ اور صرف حجرہ شمالی یعنی چلہ گاہ حضرت گنجشکر علیہ الرحمۃ میں ایک دروازہ رکھا۔ جہاں سے حجرہ متبرکہ کے قریب تک جاسکتے ہیں۔

حجرہ جنوبی کی چھت پر عین مزار پُرانوار کے مقابل ایک بڑا پُرکار اور سنگین تعویذ رکھا گیا۔ جو آج تک مرجع خلایق ہو۔ اور اُس کے بعد پُرانی مسجد کی چھت اور حجرۂ شمالی پر نئی مسجد قایم کی گئی جو عمارت میں قریب قریب ہم صورت ہے لیکن شان وشوکت میں مشابہت نہیں رکھتی۔

اسی طرح ابتدائی آستانہ عالیہ کو جو سوانح آوا ب سلطانی عوام کے اقدامات اور ہوام کو لیے دبی کے اقدام سے بچایا۔ اسی طرح متعلقین سلطانی کے مکانوں اور نشیمنوں پر بھی اُن کو مستحکم کرنے کے بعد تعمیرات کی بنیادیں قایم کی گئیں۔ یہاں تک کہ آستانہ عالیہ اور اُس کے گرد ونواح کے تمام مکانات کو عمارات موجودہ نے گودمیں بیا کی طرح اپنے زیر دامن چھپالیا۔ اور پھر رفتہ رفتہ جدید آستانہ فیض کاشانہ ایسا غیرت جلوخانہ شاہانہ بنا کہ آج تک شان وشوکت ظاہری وباطنی میں یکتا ہے اور بالیقین تا قیام قیامت ایسا دوسرا نہیں ہو سکتا ہے۔ ذلک فضل اللہ۔

نوٹ۔ [1] اس حجرہ کا دروازہ ہر سال محرم کی پانچویں تاریخ کو شام کو پانچ بجے کھلتا ہے اور رات کو دس بجے بند کر دیا جاتا ہو۔ زائرین کا ہجوم بکثرت ہوتا ہو۔ شکر سرخ اور کچے چنے پر فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ لوگوں کا یہ . . . . .

جامع مسجد

از حضرت مولنٰا خواجہ سید عبد المعبود صاحب معینی اجمیری مہتمم کروڑ گیری اجوہ
(علاقہ دکن)

جانب قبلہ مسجد جامع — بیت معمور کی طرح لامع
کعبۂ خلق سجدہ گاہ جہاں — بہتریں یادگار شاہ جہاں
اسکی کرسی مبارک اور میمون — اسکی وسعت مناسب اور موزوں
آستانہ کے فرش پر کرسی — ایسی ہے جیسے عرش پر کرسی
کیا حسیں کیا بلند منظر ہے — بام تا فرش سنگ مرمر ہے
پہلوؤں میں جو دو مجر ہیں — خلد میں موتیوں کے دو گہر ہیں
انہیں ہیں معتکف جو لیل و نہار — باغ جنت کی لوٹتے ہیں بہار
ہیں ستوں بیس اور ہر ایک ستون — راست مانند قامت موزون
تاب بخش نظارہ در اس کے — دہرے دہرے ہیں گیارہ در اسکے
دلکشا در ہیں جانفزا چھت ہے — واہ کیا در ہیں واہ کیا چھت ہے
ایک سو ایک ہے گراں شہتیر — آسماں چھت ہے کہکشاں شہتیر
سامنے صحن جیسے نہر کا پاٹ — صحن دریا ہے اور مسجد گھاٹ
دیکھئے چاندنی میں صحن کا نور — یا تسے وا تنک ہے تختہ بلور
اس کے گرد اک پری کٹہرا ہے — تینوں جانب سے جسنے گھیرا ہے
ہیں کٹہرے میں پانچ در سنگین — دو مقابل ہیں اور شرق میں تین
الغرض آب و تاب میں گویا — ساری مسجد ہے نور کا دریا
موج دریائے نور ہے محراب — باب قرب و حضور ہے محراب
ہے یہ محراب تیغۂ اسلام — یا شبیہ ہلال ماہ صیام
کیسی تلوار اور کماں کا ہلال — ہے یہ ابروئے مصطفےٰ کی مثال
کھولکر دیکھ چشم دانش و ہوش — اسکا پھیلا ہوا ہے کیوں آغوش
غور سے دیکھ اسکی صورت حال — بالکل ایسی ہے جیسے دست سوال
مانگتی ہے یہ پیشوائے رشید — جیسے ہو برج قوس میں خورشید
صدر مسجد میں تا کہ ہو موزوں — صورت نون و القلم دونوں
گو ہوں اسمیں جمع سب اوصاف — کم سے کم جہل سے ہو باطن صاف
نیک ہو متقی ہو قاری ہو — نکتہ فہم کلام باری ہو
ذکر یا صفت کرے وہ خطاب — جب علی قوم ہو من المحراب
اُسکے ایما پہ قوم کام کرے — ورد تسبیح صبح و شام کرے
زیر محراب امام کا پایہ — ہے مجاہد پہ تیغ کا سایہ
ٹھیک وہ نوک ہے مثال خاص — جیسے تیر اور کمان سعد وقاص
کاش خوف خدا کرے کوئی — حق محراب ادا کرے کوئی
اِقْرَؤُوْا اِذْ تَسَوَّرُوْا الْمِحْرَاب — وَاتَّقُوْا اللّٰہَ یَا اُولِی الْاَلْبَاب
پاس محراب کے جو منبر ہے — مسند وارث پیمبر ہے
باندھتے ہیں سخنور اسکی مثال — زینہ فضل و نردبان کمال
علم کے ساتھ اگر عمل ہو نصیب — سدرہ منبر ہے جبرئیل خطیب
زہد و تقویٰ کیساتھ اگر ہو ادیب — طور منبر ہے اور کلیم خطیب
بانگ بے علم اوج منبر پر — شور حق سرو و صنوبر پر

ارشادات خواجہ رضہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(از مولانا خواجہ معنی اجمیری)

فرمود کہ علامت شناختن حق
تعالیٰ گریختن از خلق است
و خاموش بودن در معرفت

عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ مخلوق
سے بیزار اور مسئلہ معرفت
میں خاموش رہے۔

سیر الاولیا صفحہ

دیکھو ارشاد خواجہ پڑھو اور پھر عالم کے اس وسیع و بسیط صفحۂ ہستی پر نظر ڈالو اور غور کرو کہ آج کتنے مدعیان معرفت اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ دنیا عارفان الٰہی سے نہ کبھی خالی رہی ہے اور نہ خالی رہیگی مگر آج بہت سے گیسو دراز بوریہ نشینان فقیر درویشی زنگا رنگ جاموں میں تمہیں نظر آئیں گے جنکی جیبیں سرمایۂ علم و عمل سے بالکل خالی ہونگی لیکن دولت مسند عرفان ہونیکا ان کو بہت بڑا دعویٰ ہوگا۔ اور وہ اپنے آپ کو بہت بڑا عارف الٰہی ظاہر کرتے ہونگے۔ درآنحالیکہ ہندوستان کے سب سے بڑے عارف حق کے ارشاد سے تمنے معلوم کرلیا ہوگا کہ عارف کی اصلی پہچان کیا ہے اب خود ہی غور کرو کہ ایسے مدعیان کا ذب کا دعوےٰ کہانتک بجا اور درست ہے۔

سردار دو عالم سے بڑھکر کون عارف حق ہوسکتا ہے مگر آنحضرت نے مسئلہ معرفت میں اگر کچھ فرمایا ہے تو یہ فرمایا ہے۔

مَاعَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ
ہمنے تجھے نہیں پہچانا جیسا کہ تجھے پہچاننا چاہیئے

اِس باب میں استرآباد کے ایک صوفی شاعر نے بہترین رباعی لکھی ہے

آنرا کہ شراب معرفت نوش کنند ۔ از ہرچہ بجز اوست فراموش کنند
آنرا کہ زبان دہند دیدہ ندہند ۔ وآنرا کہ دہند دیدہ۔ خاموش کنند

قریب قریب اسی مضمون کو میرے خال محترم حضرت قبلہ مولانا معینی مدظلہ نے اُردو کے ایک شعر میں خوب ادا فرمایا ہے۔

چشم عارف کو زباں دی نہ زباں کو آنکھیں
کہہ سکے کون کہ روضہ میں تیرے کیا دیکھا

معلوم ہوا کہ جو دیکھتا ہے وہ کہتا نہیں۔ جو کہتا ہے سمجھ لو کہ وہ دیکھنے سے قطعاً معذور ہے اسلئے کہ جلوۂ یار دیکھنے کے بعد فنائیت لازم ہے پھر گفتگو کا ہوش کیسے باقی رہسکتا ہے یا یہ کہ جلوۂ یار فنائیت سے حاصل ہونیکے بعد ہی نظر آتا ہے۔

—————— ○ ——————

فرمود کہ حاجیان بقالب گرد خانہ کعبہ طواف کنند فاما عارفان بہ قلوب گرد عرش و حجاب عظمت طواف کنند ۔

عام حاجی اپنے اجسام سے خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں لیکن عارفان حق عرش بریں اور حجاب عظمت کے گرد اپنے دلوں سے پھرتے ہیں۔

حج ایک فرض ہے اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر اُسکی تعمیل ضروری ہے۔ ہر سال ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں حجاج جاتے ہیں اور خانہ کعبہ کے گرد پھر کر جسطرح خالی ہاتھ جاتے ہیں اسیطرح واپس آجاتے ہیں مگر اسی اجتماع میں جو عارفان حق شامل طواف ہوتے ہیں وہ دولت معرفت سے مالا مال ہوکر واپس لوٹتے ہیں۔

اِسی پر قیاس کرو کہ حضرت خواجہ بزرگ کے اس عرس کی تقریب میں ہزارہا زائرین اجمیر آئے ہوئے ہیں۔ مگر کتنے لوگ ایسے ہیں جو عرس کے حقیقی مقصد اور حاضری آستانہ کی صحیح غرض و غایت سمجھتے ہونگے۔ حالانکہ شرکت عرس کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ اِس دلچسپ اجتماع کے منظر کا لطف اٹھاکر، مجلس سماع میں حال و قال کا تماشہ دیکھکر، اعزا و احباب کیلئے ہدیہ و سوغات خریدکر، لوگ اپنے وطن کو واپس لوٹ جائیں بلکہ یہ مقصد ہے کہ صاحب عرس کے اقوال و اعمال پر آنجناب کی مبارک زندگی کے ایک ایک پہلو پر آپکے سفر اجمیر کی علت غائی پر بنظر امعان غور کیا جائے کہ حضرت خواجہ بزرگ کی مبارک زندگی اپنے متبعین اور عقیدت کیشوں کو کیا درس دیتی ہے۔ اور پھر اتباع کی کوشش کیجائے۔ جو آنجناب کے ہندوستان میں تشریف لانے کا حقیقی مقصد ہے۔

دیکھو وہی خانہ کعبہ ہے وہی حجر اسود ہے۔ وہی ارکان ہیں مگر بہت کم اصحاب دل ایسے ہیں جو حقیقی معنی میں فریضۂ حج ادا کرکے سعادت حاصل فرماتے ہیں اور اسی کی جانب حضرت خواجہ بزرگ نے اشارہ فرمایا ہے

اسیطرح اجمیر کی وہی پاک سرزمین ہے اور حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہ کا وہی مزار اقدس ہے۔ اور اسیطرح آنجناب کی ہمت باطنی اور تائید روحانی اپنی کارفرمائی میں مصروف ہے۔ مگر کتنے لوگ ہیں جو حضرت خواجہ بزرگ کے مورد عنایات ہوکر واپس ہوتے ہیں، اور کتنے زائرین ہیں جو اپنے دامن چشم کو گوہرہائے معرفت سے بھر کر لیجاتے ہیں۔ صرف وہی چند لوگ جو شرکت عرس کی حقیقی غرض و غایت کو جانتے ہیں اور بس ۔

فیض عام ہے۔ مگر صلاحیت و قابلیت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہر جو ہر قابل اپنی قابلیت کے مطابق فیضیاب ہوتا ہے اور صلاحیت نہ رکھنے والے محروم رہتے ہیں۔ اور یہ صرف اُن کی عدم صلاحیت کا قصور ہے۔

اُسکے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

میخانہ توحید کھلا ہوا۔ شراب معرفت لٹ رہی ہے مگر بہت لوگ ہیں جو ظرف نہیں رکھتے۔ بہت لوگ ہیں جو اس لذت ہی سے ناواقف ہیں اسلئے اُن کے قدم اس کو لینے کے لئے آگے نہیں بڑھتے اور اسی لئے محروم رہتے ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جو ظرف رکھتے ہیں اور اپنے ظرف کے مطابق بادۂ عرفان پاتے ہیں۔

دیتے ہیں بادۂ ظرفِ قدح خوار دیکھکر

—————— ○ ——————

فرمود در ہر کہ ایں سہ خصلت باشد بداں کہ حق تعالیٰ اورا دوست می دارد۔ اول سخاوتے چوں سخاوت دریا، دوم شفقتے چوں شفقت آفتاب، سوم تواضع چوں تواضع زمین۔

جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہیں وہ اللہ کا دوست ہے
(۱) دریا جیسی سخاوت
(۲) آفتاب جیسی شفقت
(۳) زمین جیسی تواضع

—————— ○ ——————

تمنے سخاوت، شفقت، تواضع کے بہت مظاہرے دیکھے ہونگے مگر ارشاد بالا میں جس سخاوت، جس شفقت، جس تواضع، کی ہدایت فرمائی گئی ہے اسکا مظاہرہ تمہاری نگاہ سے بہت کم گزرا ہوگا۔ دیکھو سخاوت کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ تم اپنی دولت کا ایک حصہ ارباب احتیاج پر تقسیم کردو، اسیطرح شفقت کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ تم اپنے یگانوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرلو، اور ایسے ہی تواضع کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ تم اپنے دوست اور احباب کیساتھ عاجزی اور انکساری کے ساتھ پیش آجاؤ بلکہ حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہیں کہ سخاوت کا سبق دریا سے حاصل کرو۔ دیکھو دریا بہ رہا ہے اور دنیا کے تمام انسان چرند، پرند، سب اُس سے سیراب ہو رہے ہیں اور اُسکی فیاضی اور بخشش کا یہ حال ہے کہ جو جسقدر چاہے پانی لیجائے کوئی روک نہیں حتیٰ کہ اسی فیاضانہ برتاؤ کیوجہ سے دریا خود فنا ہوجاتا ہے یعنی اُسکا سارا پانی مخلوق الٰہی کے کام آجاتا ہے اسی کو ایثار کہتے ہیں اور مردان خدا کی اصطلاح میں اسی کا نام سخاوت ہے، پھر آج ہے کوئی دریا جیسا سخی انسان "

شفقت کرنا آفتاب سے سیکھو۔ جو مہربانی کرتا ہے اور بلا تخصیص مہربانی کرتا ہے، امیر و غریب، بڑے اور چھوٹے، دوست اور دشمن غرض سب اُسکی نگاہ میں ایک ہیں۔ اور اُسکی مہربانی عام ہے اگر اُسکی تمازت سے کھیتیاں تیار ہوتی ہیں، پھل پکتے ہیں تو دنیا کا کوئی شجر ایسا نہیں ہے جسے کسی وقت بھی آفتاب عالمتاب کی بے مہری کے شکوہ کا موقعہ ملا ہو۔ پھر آج ہے کوئی آفتاب جیسا شفیق انسان۔

زمین جیسی تواضع کرو، یعنی یہ مطلب کہ صرف ظاہری عجز و نیاز کو تواضع نہیں کہتے، بلکہ تواضع درحقیقت زمین کی تواضع ہے جسکی خاکساری اور عاجزی ہر زبان میں ضرب المثل ہے۔ تمنے دیکھا ہوگا کہ جب انسان اپنے مفاد کیلئے زمین پر ہمیشہ چلاتا ہے تو اُسکی خاکساری اور عاجزی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بلکہ وہ اسیقدر دبی چلی جاتی ہے جسقدر زور سے دبایا جاتا ہے۔ اسی لئے بعض مردان خدا نے عجز و انکسار کو عزیز رکھتے ہوئے یہ دعا کی ہے

آنکہ مارا خوار دارد ایزد او را یار باد
وانکہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد

پھر آج ہے کوئی زمین جیسا منکسر المزاج انسان۔

عرض حال

بہ دربار سلطان الہند غریب نوازؒ

(از مدیر)

اے خواجۂ کل خواجگاں للہ نظر برمن فگن
اے چارہ سازِ بیکساں للہ نظر برمن فگن

اے بادشاہِ مقبلاں اے پیشوائے عاشقاں
اے قبلۂ کل واصلاں للہ نظر برمن فگن

اے دلبرِ شاہِ شہاں وے شمعِ بزمِ چشتیاں
اے رہنمائے عارفاں للہ نظر برمن فگن

اے واصلِ فی اللہ تو اے دور از راہِ فنا
اے مظہرِ ذاتِ خدا للہ نظر برمن فگن

مطلوبِ آدم تو ئی مقصودِ کل عالم تو ئی
اے جانِ جانِ عالم تو ئی للہ نظر برمن فگن

دلبندِ شاہِ کربلا آرامِ جانِ فاطمہؓ
اے نورِ چشمِ مرتضیٰ للہ نظر برمن فگن

تو دینِ احمدؐ را معیں تو ہمنشینِ محیِ دیں
اے فخرِ جملہ کاملیں للہ نظر برمن فگن

اے دلبرِ محبوبِ حق جاں دادہ اندر حبِ حق
مطلوبِ حق محبوبِ حق للہ نظر برمن فگن

قطبِ جہاں غوثِ زمن نورِ نگاہِ پنجتن
خواجہ معین الدین حسن للہ نظر برمن فگن

چشمِ تو چشمِ مرتضیٰؓ قلبِ تو قلبِ مصطفےٰؐ
اے احمدِ حیدر نما للہ نظر برمن فگن

واللہ سگِ کوئے توام سرمست از بوئے توام
ہر دم ثنا جوئے توام للہ نظر برمن فگن

افتادہ ام در شہرِ تو دور از وطن از بہرِ تو
دارم یقیں بر مہرِ تو للہ نظر برمن فگن

بیگانہ ام زعیش و طرب مصروف ام از رنج و تعب
ہستم شہا بر جاں لب للہ نظر برمن فگن

لطفے بفرما یا معیں ارحم کن حالم ببیں
از بہرِ ختم المرسلیں للہ نظر برمن فگن

ایں عاجز و درماندہ را مسکیں رفیقِ خستہ را
کن شادماں بہرِ خدا للہ نظر برمن فگن

آستانہ ایک عقیدتمند کی نظر میں

(از عرشی اجمیری)

کیسا بلند رفعت ہے آستانِ خواجہؒ
ہندوستاں کی جنت ہے آستانِ خواجہؒ

ہر چیز سے نمایاں اک شانِ خوشنمائی
جلووں سے آشکارا انداز دلربائی

پر نور ہو رہی ہیں درگاہ کی فضائیں
ظاہر ہے بام و در سے انوار کی شعاعیں

شمعیں جھلک رہی ہیں روضہ کی جالیوں سے
یا نور چھن رہا ہے طوبیٰ کی ڈالیوں سے

بیچین ہیں نگاہیں جلووں کی جستجو میں
بیتاب ہیں جبینیں سجدوں کی آرزو میں

درگاہ بوئے عطرِ عرفاں میں بس رہی ہے
ہر چیز پر خدا کی رحمت برس رہی ہے

اس خطۂ زمیں پر ہے رشک جنتوں کو
اللہ ہی جانتا ہے اس در کی رفعتوں کو

سمتِ جنوب مغرب خواجہ کا جھالرہ ہے
خواجہ کا جھالرہ ہے یا چشمۂ شفا ہے

ہے جھالرہ کا پانی زائر کو آبِ کوثر
لیجا رہے ہیں اکثر آبِ بقا سمجھ کر

اس خوشنما فضا میں ہے دلکشی غضب کی
اس چشمۂ بقا میں ہے دلکشی غضب کی

شب کی خموشیوں میں ہے دیدنی یہ منظر
اک چاند جھالرہ میں اک چاند آسماں پر

پانی کو چاندنی نے خوش رنگ کر دیا ہے
گویا طلا گلا کر تالاب بھر دیا ہے

یوں عکس پڑ رہا ہے اکثر عمارتوں کا
دنیا بسی ہوئی ہے گہرائیوں میں گویا

چشموں سے قطرہ قطرہ پانی ٹپک رہا ہے
خواجہ کے جھالرہ میں کوثر چھلک رہا ہے

اک نور کا مرقع ہے آستانِ خواجہؒ
اور یہ سفید گنبد! اللہ رے شانِ خواجہؒ

زینتیں ہیں نہاں اس شان سادگی میں
جوہر بھرے ہوئے ہیں اسکی کلی کلی میں

گنبد کی ہر کلی پر بجلی کے قمقمے ہیں
گویا یہ با قرینہ تارے چنے ہوئے ہیں

اک تاج زر مرصع پہنے ہوئے ہے گنبد
وہ تاج جسپہ قرباں تاجِ فریدؒ و سرمدؒ

وہ تاج جسکو کہئے مہرِ سپہرِ رفعت
وہ تاج جسپہ صدقے شاہوں کی شان و شوکت

سلطانِ ہند خواجہ کیونکر تجھے نہ مانیں
ظاہر ہیں صاف تیری سلطانیت کی شانیں

شاہوں کے مقبرے بھی میری نظر سے گزرے
دیکھے ہیں میں نے اکثر ولیوں کے آستانے

درگاہ پر کسی کی یہ تاج ہی نہ دیکھا
شاہوں کے مقبروں میں یہ راج ہی نہ دیکھا

(عرشی اجمیری)

عرس کی ابتدائی حالت

(از مفتی اجمیری)

عرس مردانِ خدا رابیج میدانی کہ چیست
یادگار وصل شاں راعرس نامے کردہ اند

جب ایک مکان کی عظمت و مرتبت مکین کی رفعتِ شان کے باعث بڑھ جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ زمان کی عظمت و مرتبت میں کوئی اضافہ نہو۔

ایک سربفلک ایوان شاہی جسکی شکستہ دیواریں آج ستم انقلاب اور جور آسمانی کے صدموں سے خمیدہ نظر آتی ہیں۔ اور جسکے بلند و بالا مینار جو کبھی آسمان کی ہمسری کے مدعی تھے آج اُفتادہ خاک دکھائی دیتے ہیں کسی زمانے میں صرف اِس لئے مرکز عالم بنا ہوا تھا کہ وہ ایک تاجدار کا قصر رفیع الشان تھا۔

سوچنا چاہیئے کہ جب ایک ایسے مادی بادشاہ کی چوکھٹ بوسگاہ خلائق بن سکتی ہے جو صرف رعیت کے اجسام پر حکومت کرتا ہے۔ تو پھر ایسے دین پناہ بادشاہوں کے آستانہ کیوں نہ سجدہ گاہ خلائق ہوں جو اپنے دور حیات میں بندگان الٰہی کے قلوب پر حکومت کرتے تھے اور آج واصل الی الحق ہونیکے بعد اُن کا سکہ جاری ہے۔

دنیا اپنی آنکھوں انقلاب عالم کا یہ تماشہ بارہا دیکھ چکی ہے اور نسلیں برابر دیکھینگی کہ جب تک صاحب تخت و تاج کی حمایت میں مادی قوتیں رہتی ہیں اُسیوقت تک اُسکا دروازہ مرکز عام و خاص بنا رہتا ہے مگر جب اُسکی مادی قوتیں فنا ہوجاتی ہیں یا موت کا فرشتہ اُس مادی قوت رکھنے والے انسان کی زندگی کا خاتمہ کردیتا ہے تو پھر اُس قصر عالی کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا ہے آج ہزارہا تاجداروں کے وہ آسمان سے باتیں کرنے والے قصور و ایوانات منہدم و مسمار ہوکر ویران و برباد ہوگئے جو ارباب احتیاج کے مرکز عقیدت بنے ہوئے تھے۔ اور آج اُن بادشاہوں کے مقبرے محتاج مرمت پڑے ہوئے ہیں۔

پردہ داری میکند بر طاق کسریٰ عنکبوت
چغد نوبت می زند بر گنبدِ افراسیاب

مگر اس کے برخلاف وہ بادشاہان بے تاج اور خسروان بے کلاہ جن کا قصر عالی اُنکے حجرۂ فقر و توکل کی چار دیواری تھی۔ اور جن کے بوریائے درویشی پر قاقم و سنجاب کی ہزارہا مسندیں صدقہ کردی گئیں جنکی زندگی اللہ اور صرف اللہ ہی کے لئے تھی۔ اور جن کی موت اللہ اور صرف اللہ ہی کے لئے ہوئی۔ اُن بزرگ و برتر ہستیوں نے اپنی بساط و حقیقت ایک حقیر بندۂ حق اور درویش مسکین ہونے سے زیادہ کبھی نہیں سمجھی مگر وہ تاجدار تھے، بادشاہ تھے، حکمراں تھے، اور اُنکی تاجداری بادشاہی، حکمرانی، ایسی لازوال تھی، کہ آج اُنکی قبریں اور اُنکے متوسل بھی صرف اُنکی نسبت اعزاز و اقتدار کی وجہ سے بادشاہت کررہے ہیں اور یہ اس لئے کہ اُنکی حکومت دنیاوی بادشاہوں کی طرح صرف اجسام پر نہیں تھی بلکہ وہ دلوں پر حکمرانی کرتے تھے اور نوعِ انسانی کے قلوب اُنکے تصرف و اختیار میں تھے

———— • • (❀) • • ————

اسیطرح شرف زمان کی حالت ہے کہ ایک بادشاہ کی سالگرہ تخت نشینی، جوبلی کے جشن اُسیوقت تک منائے جاتے ہیں جب تک کہ اُس بادشاہ کو بادشاہی اور حکمرانی کا اعزاز حاصل ہے مگر انکے برعکس دین و دنیا کے اُن بادشاہوں کے یوم و تاریخ وصال کو ایسا شرف و اعزاز حاصل ہوتا ہے کہ اُنکے واصل حق ہونیکی یادگار ہمیشہ کیلئے بنجاتا ہے۔ اسی لئے عرس کے موقع پر صاحب عرس کی بارگاہ میں عقیدت مندوں اور نیازمندوں کا ایک ہجوم و اژدہام ہوجاتا ہے اور ہر عقیدتمند زائر عقیدت و نیاز کے تمام آداب و مراسم بجالانے کی دل سے کوشش کرتا ہے۔

سلطان الہند حضرت خواجہ بزرگؒ ہندوستان کے سب سے بڑے روحانی بادشاہ ہیں اور اسی لئے آٹھ سو سال سے آجتک ہر سال ہندوستان کے ایک ایک گوشہ سے اصحاب عقیدت و ارادت آتے ہیں اور شرف زیارت سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔

ہجوم چشتیاں بر درگہش خوش منظرے دارد
کلیم اللہیاں جمعند گرد طور سینینے

مگر کیا آج سے صدیوں پہلے اسیطرح عرس کی تقاریب انجام پاتی تھیں جسطرح آجکل پاتی ہیں اور کیا اُس زمانہ میں زائرین کے اجتماع کی یہی حالت ہوتی تھی جو آجکل ہوتی ہے۔

سنو۔

ایک وہ زمانہ تھا جب نہ یہ سفید گنبد اور سنہری کلس تھا، نہ یہ حسین و خوشنما مسجدیں تھیں، نہ یہ مزار اقدس کا تعویذ اور اُسکے گرداگرد یہ نقرئی کٹھرا تھا بلکہ یہاں سے وہاں تک ہو کا میدان تھا، مزار مبارک صرف مٹی کا بنا ہوا تھا۔ اور زقوم کے ڈھیروں نے حصار بندی کررکھی تھی خدام عالی مقام جھونپڑیوں میں زندگی کے دن کاٹ رہے تھے۔ اُسوقت اور اُس زمانہ میں عرس شریف کی شرکت کرنے والے صرف وہی مردانِ خدا ہوتے تھے جو صرف اِسی دن کی برکت سے بہرہ اندوز ہونیکے لئے دور و دراز سفر کی تکلیفیں اُٹھا کر پیادہ پا آتے تھے اور یا خدام عالیمقام کے آشیانوں میں بسیرا لیتے تھے یا سبزہ خودرو کے فرش زمردیں پر آرام کرتے تھے۔ مٹی کے چراغوں کا چراغاں ہوتا تھا شربت آش جو یا آش گندم اور ناریل و شکر پر فاتحہ ہوتا تھا اور آسمانی شامیانہ کے نیچے خدا کی زمین کے وسیع فرش پر مرقد مطہر سے متصل مجلس سماع منعقد ہوتی تھی، صوفیان باصفا حلقہ باندھکر بیٹھتے تھے، وجد و حال طاری ہوتا تھا، برکتیں حاصل ہوتی تھیں، انوار نازل ہوتے تھے اور مجلس کی مجلس زبان حال سے پکار اُٹھتی تھی۔

طور سینا پہ گئے محمل لیلےٰ دیکھا
جو تری بزم میں دیکھا نہ کسی جا دیکھا

پھر ایک زمانہ آیا مزار مبارک تعمیر ہوا۔ گنبد شریف بنایا گیا، درگاہ اقدس کی حد بندی قائم ہوئی اور زائرین و مسافرین کی آسایش و رہایش کیلئے شاہان اسلام نے آستانۂ اقدس میں عمارات بنوائیں اور انہی مسلمان حکمرانوں کی داد و دہش نے زراعت پیشہ توکل شعار خدام عالیمقام کو جھونپڑیوں سے نکال کر پختہ مکانات میں پہنچایا۔ گویا صحیفۂ کائنات کا ورق الٹا۔ اب اجمیر شریف جیسے مختصر آبادی والے گانوں نے شہریت کی صورت اختیار کی خدا اکبر اعظم کو جزائے خیر دے کہ اُنہوں نے بازار جہاں مایحتاج اشیا کی تجارت شروع ہوئی۔

جب زائرین کیلئے یہ آسانیاں پیدا ہوگئیں تو مردان حق کے علاوہ خدا کے اور بہت سے بندے بھی تقریب عرس میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرنے لگے مگر عرس کی وہی پُرانی وضع اور سادہ شان بحالہ باقی رہی۔ بادشاہ جہانگیر تزک میں لکھتے ہیں۔

رجب کی پانچویں تاریخ عرس کی رات تھی میں بھی شریک خدام و صوفیان کو وجد و حال ہوا آدھی رات تک میں بھی شریک رہا پھر واپس ہوا چلتے وقت چھ ہزار روپیہ تصدق کرتے، ستر تسبیحیں مروارید و مرجان کی خدام و صوفیا میں اپنے ہاتھ تقسیم کیں۔

اسیطرح شہزادہ دارا شکوہ تحریر کرتے ہیں کہ۔

عرس کے موقعہ ہنود ہزارہا کی تعداد میں زیارت کو آتے ہیں اور ہزارہا روپیہ خدام آستانہ کو گزرانتے ہیں

غرض ہجوم و اژدہام میں روز بروز ترقی ہوتی گئی جب خاندان مغلیہ کا آخری چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اور موجودہ وسائل مہیا نہیں تھے زائرین قافلہ در قافلہ گھوڑوں، اونٹوں اور گاڑیوں پر آتے تھے ہر قافلہ کیساتھ ایک علم ہوتا تھا۔ اور ۲۹ جمادی الثانیہ کو یہ سارے قافلے اطراف و اکناف سے اجمیر پہنچ جاتے تھے۔

رجب آمد کہ بتقریب سفر چوں حجاج
زائرانِ تو ہر نا حیۃ محمل بستند

بالآخر حکومت انگلشیہ قائم ہوئی اور سفر میں اور زیادہ سہولتیں پیدا ہوگئیں تو عرس نے موجودہ صورت اختیار کرلی۔

شمۂ با تو گفتہ ام سخنے
قس علی ما سمعتہ الباقی

خدمتِ خواجگان

مردانِ خدا اور اُنکے آستانوں کی خدمت بجا طور پر ایک شرفِ مسلّم ہے کہ دونوں جہان کا سرمایۂ امتیاز ہے، جناب تیر احدی کی تلاش و کاوش یقیناً مستحقِ تحسین ہے کہ موصوف نے حضرت شیخ فریدالدین عطّار قدس سرہ کے اشعار انتخاب کئے پھر انکا ترجمہ نظم کیا۔ چنانچہ ذیل میں اصل اشعار اور اشعار ترجمہ درج کئے جاتے ہیں۔ اُمید ہے کہ حضرات خدّام عالیمقام حضرت خواجہ بزرگ قدس سرّہٗ اپنے فرضِ منصب کو پہچانیں گے اور اپنے اسلافِ کرام کے نقشِ قدم کو اپنا رہنما بنا کر دین و دُنیا کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ (مدیر)

فارسی

(از سید العارفین حضرت شیخ فریدالدین عطّار قدس سرہ)

تا توانی اے پسر خدمت گزیں
تا شود اسپِ مرادت زیرِ زیں

بندۂ چوں خدمتِ مرداں کند
خدمتِ اُو گنبدِ گرداں کند

بہرِ خدمت ہر کہ بر بندد میاں
باشد از آفاتِ دُنیا در اماں

ہر کہ پیشِ صالحاں خدمت کند
ایزد وشش با دولت و حرمت کند

خادماں راہست در جنت مآب
روزِ محشر بے عقاب و بے حساب

خادماں باشند اخواں را شفیع
جائے ایشاں در جہاں باشد رفیع

گرچہ خادم عاصی و مفلس بود
بہتر از صد عابدِ ممسک شود

میدہد ہر خادمے را مستعاں
اجر و مزدِ صائمان و قائماں

بہرِ خدمت ہر کہ بر بندد کمر
از درختِ معرفت یابد ثمر

ہر کہ خادم شد جنانش میدہند
ہم ثواب غازیانش می دہند

اُردُو

(از جناب ثناء الملک فطرت قلم تیر احدی اجمیری)

ہو سکے جب تک بنو خدمت گزار
تاکہ ہو اسپِ ترقی پر سوار

جو کرے نیکوں کی خدمت بیگماں
ہے ہمیشہ اُس کا خادم آسماں

باندھ لیتا ہے جو خدمت پر کمر
خلق میں رہتا ہے بیخوف و خطر

جو کرے ولیوں کی خدمت اختیار
کیوں نہ دے عزت اُسے پروردگار

حشر کے دن بیحساب اور لاکلام
خلد میں خدّام پائیں گے مدام

خادم اپنوں کو دلائیں گے نجات
خلق اور عالم میں ہے ور انکی بات

گرچہ خادم ہو گنہگار و غریب
ہے بخیل عابد سے پھر بھی خوش نصیب

حشر میں پائیں گے خادم برملا
عابدوں اور روزہ داروں کی جزا

باندھ لیتا ہے جو خدمت پر کمر
معرفت کے اس کو ملتے ہیں ثمر

خادموں پر ہوگا وا جنت کا باب
غازیوں کا پائیں گے سارے ثواب

خواجہ بزرگ رح کی تصنیفات

پر ایک مؤرخانہ تبصرہ

(از مولانا خواجہ متقی اجمیری)

دنیا کا عام دستور یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا جب کوئی فرد کامل قبولیت اور ترقی ملارج اعلیٰ پر فائز ہوتا ہے تو عالم کائنات کا ہر متنفس اس گرامی ذات سے کوئی نہ کوئی نسبت اور کسی نہ کسی قسم کا واسطہ بتلانے کی صرف اس لئے کوشش کرتا ہے کہ اسی نسبت و واسطہ کی بدولت قبولیت عام سے تھوڑا بہت حصہ اُسے بھی حاصل ہو جائے۔ اور وہ یہ کہہ سکے۔

ہر چند کہ نیست رنگ و بویم
آخر نہ گیاہ باغ اویم

اسیطرح ایک خفیف سے توارد، یا توارد کے شائبہ کا بھی بسا اوقات یہ نتیجہ دیکھا گیا ہے کہ بعض تصنیفات و تالیفات کی نسبتوں میں ایک بڑا اختلاف رونما ہوجاتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ محض ایک تصنیف کو مقبول بنانے کے لئے ایک مقبول عام ہستی کیجانب اُسکو منسوب کردیا جاتا ہے چنانچہ مندرجہ ذیل واقعات سے اسکا صحیح اندازہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔

انیس الارواح ۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی کے ملفوظات کے مجموعہ اور حضرت خواجہ بزرگ کی تالیف کا نام ہے۔ مگر تاریخی اصول کے مطابق اس کتاب پر غور کرنے سے یہ نسبت تالیف و تصنیف بالکل بے بنیاد ثابت ہوتی ہے۔

سب سے پہلے تو یہ نسبت تالیف صرف اسلئے ضعیف ہو جاتی ہے کہ کسی معتبر ملفوظ یا کتاب میں اس کتاب کا ذکر تک نہیں ہے۔ اسکے علاوہ اسکی گیارہویں مجلس پڑھئے جسمیں گائے اور گوسفند ذبح کرنے کو خون کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ملفوظ مستند کتاب خیر المجالس کا مطالعہ کیجئے جسمیں آپ نے صراحتاً یہ فرمایا ہے کہ یہ ملفوظ یعنی انیس الارواح حضرت خواجہ عثمان ہرونی کا ملفوظ نہیں ہے اور مندرجہ بالا ذبح جانوران کی روایت کو غلط فرمایا ہے۔

اسیطرح انیس الارواح کے تیسرے صفحہ کی اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ اپنے پیر و مرشد کی معیت میں بدخشاں پہنچے اور یہاں حضرت جنید بغدادی کے ایک بیٹے سے ملاقی ہوئے جنکی عمر سو سال کی تھی۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ تمام تذکرہ نویسوں کے نزدیک سنہ ۲۹۸ھ کے بعد حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کا دنیا میں تشریف رکھنا امر مسلم ہے۔ اور اسیطرح حضرت خواجہ بزرگ کی پیدائش بھی سنہ ۵۳۷ھ میں متیقن ہے لہذا حضرت جنید بغدادی کے صحبت و تربیت یافتہ کسی بزرگ کا چھٹی صدی کے درمیانی زمانہ تک زندہ رہنا اسوقت تک بالکل بے بنیاد روایت ہے جبتک کہ بزرگ موصوف کی عمر ڈھائی سو سال سے زیادہ نہ تسلیم کیجائے جو قرین قیاس نہیں۔

تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس واقعہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے اور یہ مان لیا جائے کہ یہ عبارت حضرت خواجہ بزرگ کی قلم حقیقت رقم کی ممنون ہے۔ معلوم ہوا کہ انیس الارواح نہ حضرت خواجہ عثمان کا ملفوظ ہے نہ حضرت خواجہ بزرگ کی تالیف ہے۔

دیوان خواجہ معین الدین چشتی ۔ رائج الوقت دیوان معین تقریباً ڈیڑھ سو غزلیات کے مجموعہ کا نام ہے۔ زبان کی سلاست، بندش کی چستی اور مضامین تصوف کے اعتبار سے ہر غزل بیش بہا موتیوں کی ایک لڑی ہے ایسی حالت میں ایک صاحب ذوق بھی اگر یہ سمجھ لے کہ یہ کلام حضرت خواجہ بزرگ کا کلام صداقت التیام ہے تو اس سے اس کے مذاق سخن میں کوئی نقصان پیدا نہیں ہوسکتا اور نہ اسکی سخن فہمانہ قابلیت و لیاقت پر کوئی حرف آسکتا ہے کیونکہ اس دیوان کا ایک ایک شعر بذات خود صاحب دیوان کے علم و فضل کی ایک مستقل شہادت ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ دیوان حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کی اسم گرامی کیساتھ خلاف واقعہ منسوب ہے۔ بلکہ ہرات کے رہنے والے ایک بزرگ ملا معین کاشفی کی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ جو نویں صدی کے درویش علماء میں ہوئے ہیں اور اس قول کی ناقابل تردید محکم اور اٹل دلیل یہ ہے کہ معارج النبوۃ کے نام سے ایک مبسوط و ضخیم کتاب حضرت موصوف کی تصنیف ہے۔ اور بمبئی کے مطبع کریمی میں طبع بھی ہوچکی ہے اس کتاب میں انبیاء علیہم السلام کے حالات مبارک اور سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صوفیانہ اور عالمانہ انداز میں مرقوم ہے اور جا بجا نثر کیساتھ ہی ساتھ حسب موقعہ و محل غزلیات، قطعات، مثنویات، رباعیات ارقام کیگئی ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار، مولنا روم، شیخ فخر الدین عراقی، حضرت امیر خسرو، حضرت مولنا حسن سنجری، مولنا جامی، جیسے جلیل القدر بزرگوں کا کلام اکثر و بیشتر حوالہ کیساتھ اور کبھی کبھی کسی جگہ بغیر حوالہ نقل کیا ہے۔ اسیطرح تقریباً چالیس پچاس اپنی غزلیات بھی سپرد قلم کی ہیں اور قال الفقیر الضعیف، فقیر مولف می گوید مولف الکتاب غفر لہ، فقیر معین مسکین میگوید۔ غرض اسی قبیل کے الفاظ ہر غزل سے پہلے اسلئے لکھدئے ہیں تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ یہ کلام ملا معین کاشفی کا ہے بعض مقامات پر اپنی غزل کے کچھ اشعار بھی کبھی بحوالہ مصنف اور کبھی بغیر حوالہ مصنف تحریر کئے ہیں اور اپنی ہر غزل میں یا معین تخلص کیا ہے یا معینی، اب دیوان خواجہ معین الدین چشتی اٹھا کر دیکھ لو یہی غزلیات بجنسہ اور بعینہ کسی تغیر و تبدل کے بغیر اسمیں مندرج نظر آئینگے۔

رسالہ وجودیہ ۔ یہ رسالہ قلمی اسوقت میرے سامنے ہے اور کاتب کے خط کی شکستگی نے مضمون و عبارت کو بہت پیچیدہ بنا دیا، جستہ جستہ مقامات کی کچھ عبارت پڑھی جاتی ہے۔ اور سمجھ میں آتی ہے بعض ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کتاب کا مکمل نسخہ لندن میوزیم میں موجود ہے جسکی ضخامت موجودہ پیش نظر رسالہ سے تین گنی زیادہ ہے۔ موجودہ رسالہ چھوٹی تقطیع پر لکھا ہوا ہے، اور ایک سو اکیاون سطروں پر تمام ہوا ہے، حمد و صلوٰۃ کے بعد اسکی ابتدائی عبارت یہ ہے

اما بعد این رسالہ وجودیہ حضرت خواجہ معین الدین ولد خواجہ غیاث الدین حسن سنجری۔	یہ رسالہ وجودیہ حضرت خواجہ معین الدین ابن حضرت خواجہ غیاث الدین حسن کا ہے۔

معلوم ہوا کہ رسالہ مرتب کرنیوالا کوئی دوسرا شخص ہے۔ مگر افسوس کہ کاتب و جامع دونوں کے ناموں کی صراحت رسالہ کے اول و آخر کسی مقام پر نہیں ہے۔ اسیطرح صفحہ ۱ پر یہ عبارت ہے۔

حضرت رسالت پناہ آں وقت کہ پیر دستگیر
حضرت خواجہ عثمان ہرونی پیر فقیر عنایت
فرمودند و بنواختند الخ

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی کے کسی مرید سعید نے مرتب کیا ہے خواہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہوں یا آپکے برادر طریقت کوئی اور بزرگ اس رسالہ میں وجود انسانی سے بحث کی گئی ہے نفس کی چاروں قسموں کا تعلق چاروں عناصر سے بتایا ہے۔ دنیا کے تینوں موسموں سے انسانی زندگی کے تینوں دوروں کی مطابقت بتائی ہے نظام فلکی کے مطابق اعضائے انسانی کی تشریح کی ہے۔ غرض مضامین کے اعتبار سے کتاب دلچسپ ہے۔ کاش عبارت صاف طریقہ پر پڑھنے میں آتی تو شاید اس سے زیادہ لطف اندوز ہوسکتا اور ایک مکمل بحث کرتا تلاش و جستجو میں مصروف ہوں جسوقت بھی رسالہ وجودیہ دستیاب ہوگا مطالعہ کرونگا۔ اور اسکی صحت و عدم صحت کی نسبت پر بھی غور کرونگا۔

بہر حال یہ کتاب حضرت خواجہ بزرگ کی تصنیف بتائی جاتی ہے خدا جانتا ہے کہ حقیقت حال کیا ہے مگر میں حیران ہوں کہ جب یہ کتاب حضرت خواجہ بزرگ کی تصنیف ہے تو خانوادہ چشت کے مشائخ عظام نے کہیں تو اسکا ذکر فرمایا ہوتا درانحالیکہ ملفوظات کے بہت سے مجموعے مرتب ہوچکے ہیں اور چھپ کر اشاعت پاچکے ہیں۔ مگر سلسلۂ چشتیہ کے تمام بزرگ اسکے متعلق بالکل خاموش نظر آتے ہیں ایسی حالت میں گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کی نسبت تالیف بھی مذکورہ بالا کتابوں کی طرح غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور فی الوقت کوئی دوسرا طریقہ ایسا نظر بھی نہیں آتا ہے۔ جس سے اس کتاب پر کوئی مبسوط بحث و تنقید کیجا سکے اور کوئی مستقل رائے قائم ہوسکے۔

گنج الاسرار ۔ اصلی کتاب مفقود ہے۔ مگر اسکا ترجمہ مخزن انوار بعض سوانح نگاران حضرت خواجہ بزرگ کے مطالعہ میں آچکا ہے یہ کتاب سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم و تلقین کیلئے سفر کتابیں فراہم کرکے حضرت خواجہ بزرگ نے تحریر فرمائی ہے۔ اسی کتاب میں یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ رض کو اجمیر شریف میں رہنے کا حکم آنجناب کے پیر و مرشد نے مقام دہلی میں دیا ہے۔ گویا صرف ایک حاجی محمد قندہاری تذکرہ نویس کے بیان کو چھوڑ کر باقی تمام کتب تاریخ کی اس سے تردید ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ بزرگ کی ایک ایسی عظیم الشان تالیف جو بادشاہ وقت کے ایماء پر نہایت کاوش سے لکھی گئی ہو صفحہ تاریخ سے اسطرح محو ہوجائے کہ آنجناب کے جانشینوں اور قائم مقاموں میں سے کسی بزرگ کی زبان پر اسکا نام تک نہ آئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رح کا رونق افروز ہندوستان ہونا بالکل غیر ثابت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب بھی اپنی نسبت تالیف صحیح نہیں رکھتی۔ م

۲ **احدیث المعارف** ۔ یہ کتاب بالکل نادر الوجود ہے بلکہ عنقا کیطرح صرف اس کا نام ہی نام کانوں تک آتا ہے مگر آنکھیں اسکی زیارت سے محروم ہیں لہذا اس پر کسطرح بحث کیجاسکتی ہے فقط

مدحت المعین

نذرانۂ شاد

(ہز ایکسلنسی مہاراجہ راجایان مہاراجہ یمین السلطنت سرکشن پرشاد بہادر شاد بالاقبال جی، سی، آئی، ای، پیشکار و صدر اعظم بہادر دولت آصفیہ)

مرا خواجہ حسیں ہے وہ دل یہی ہے　　نہاں جس میں لیلیٰ ہے محمل یہی ہے

ترے ناوک ناز کا ہے جو زخمی　　وہ بسمل یہی ہے وہ بسمل یہی ہے

اداؤں سے جسکے زمانہ ہے گھائل　　وہ قاتل یہی ہے وہ قاتل یہی ہے

نکالا ہے جسکے جس نے بلا میں پھنسایا　　وہ کمبخت ناداں مرا دل یہی ہے

بگڑ کر بنا بتکدے سے جو کعبہ　　خدا کی قسم ہے کہ وہ دل یہی ہے

فنا کر دو ہستی کو اپنی اسی میں　　مگر عارفو عیش کامل یہی ہے

کچھ آساں نہیں دعویٰ عشق و الفت　　جو مشکل نہ حل ہو وہ مشکل یہی ہے

مرے دل میں آؤ کہ گھر ہے تمہارا　　تمہاری سکونت کے قابل یہی ہے

اسی دل میں ہے سوز اور ساز دونوں　　ادھر آؤ اے شاد محفل یہی ہے

التجائے شرف

(از وقار الاعظم مرزا محمد شرف یار خاں صاحب شرف سپرنٹنڈنٹ دربار جاوہ یادگار فصیح الملک حضرت داغ مغفور)

اے شاہ نجف کے لخت جگر سلطان الہند غریب نواز　　سلطان عرب کے نور نظر سلطان الہند غریب نواز

دل آئینہ ہے تم آئینہ گر سلطان الہند غریب نواز　　خود جلوہ نما خود جلوہ نگر سلطان الہند غریب نواز

اجمیر کہوں یا طور کہوں یا اسکو مقام نور کہوں　　موسیٰ کی نظر ہے میری نظر سلطان الہند غریب نواز

مشتاق لقا ہوں مدت سے میں در پہ پڑا ہوں مدت سے　　نادیدہ ہوں دیکھ لوں ایک نظر سلطان الہند غریب نواز

تو شاہ غنی ابن غنی کیا تیرے خزانہ میں ہے کمی　　کچھ بھیج ادھر کچھ پھینک ادھر سلطان الہند غریب نواز

دے حکم شرف کی عرضی پہ بیٹھا ہے وہ تو مستعفی پہ　　اٹھ یہ ہے کیا اب دیر نہ کر سلطان الہند غریب نواز

نیازِ راز

(از جناب سید سرفراز علی صاحب راز اجمیری)

نکہت کا کل مشکیں جو سنگھائے خواجہ　　اپنے مدہوش کو پھر ہوش میں لائے خواجہ

پھر ہی لو لگا کے گل مقصود سے اپنا دامن　　آگیا جوش میں گر بحر عطائے خواجہ

اپنی آنکھوں میں لگا لوں دل سے پتلی میں کہوں　　مجھکو مل جائے جو خاک کف پائے خواجہ

دین و دنیا کے شہنشاہ کی غلامی ہے نصیب　　فخر شاہوں پہ کروں کیوں نہ گدائے خواجہ

عیب پوشی کیلئے کافی ہے شہ کا دامن　　چتر بنجائیگی محشر میں ردائے خواجہ

رشتۂ انور نے کیا شمس و قمر کو پر نور　　مرحبا مرحبا اے حسن لقائے خواجہ

اے کہ تو مخزن لطف و کرم و فضل و کمال　　اے میں قربان ترے جود و سخائے خواجہ

مردے بھی اٹھیں قیامت سے بھی پہلے اے راز　　گر ذرا بھی لب اعجاز ہلائے خواجہ

فخرِ راحت

(از پیرزادہ جناب سید علی صاحب راحت اجمیری)

وہ شوق کعبہ میں زمزم کا یاد کر لینا　　وہ میرا چشم تصور میں جام بھر لینا

تمہارے نام پہ تکیہ ہے بے نواؤں کو　　تمہارا کام ہے غمگیں کی بھی خبر لینا

ہمیں تو عشق محمد کا داغ ہے کافی　　عبث ہے راہ میں اب مشعل قمر لینا

جو دل میں چاہتے ہو نور معرفت کی جھلک　　تو سب سے پہلے صفا یہ درست کر لینا

مزار پاک پہ تم ہوگے کس طرح حاضر　　بشوق رسم تحیت کو یاد کر لینا

تمہاری ذات ہے رحمت محمد عربی　　ہم عاصیوں کی خدا کیلئے خبر لینا

غلام خواجہ ہوں راحت یہ فخر ہے میرا　　عرب کے لوگوں کی نعلین سر پہ دھر لینا

ایک صوفی شہزادی

(از جناب قیسی)

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

خدا کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ تمام عالم ایک فرد میں سما جائے

محبت! صرف ایک وہ افسوں ہی نہیں ہے جو کسی مست شباب حسینہ کی آنکھوں سے منتقل ہو کر براہ راست اہل دل کے رگ و ریشہ میں، خون کی حرارت میں تحلیل ہو کر روح کے اندر جذب ہو جائے اس منتر کا دیرپا، صادق اور قوی تر اثر ایک اور بھی ہے جس کی لگائی ہوئی آگ اربعہ عناصر کو پھونک کر روح کو بھی نہیں چھوڑتی ؎

اشک آتش و خوں آتش و ہر لخت دل آتش

آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش

وہ روح کی روح ثانی بنکر زندگی کو اس انتہائی عروج تک پہنچا دیتی ہے جس پر سینکڑوں ابدی زندگیاں قربان ہیں، اسکے شعلوں میں وہ التہاب اور لپٹ میں وہ جھیانہ حرارت ہے جس نے موسیٰؑ کے دل سے نکل کر طور کی سنگین چٹانیں خس و خاشاک کیطرح دم بھر میں جلا دیں، جس نے صابرؒ کی ایک شرربارآہ کی صورت میں برآمد ہو کر کلیر کے جنگل جلا ڈالے، جسکے خاکستر کئے ہوئے ذرات میں وہ قدرت تھی کہ اسکے منتشر ریزے ریزے کرکے ہوا میں اڑا دینے سے سینکڑوں برق خاطف و بیشمار سقرکی گرمیوں نے دنیا کو پھونک دیا۔ انسانی قلب پر اس حرارت کی واردات کے بعد اس مضغہ گوشت میں علوی قوتیں جلوہ گر ہو جاتی ہیں اور وہ اسوقت انسانی دل کے علاوہ کچھ اور شے ہو جاتی ہے، اسکی شدت سہنے سے قبل ہی دل کی ماہیت ناقابل قیاس اور بعید از فہم ہو جاتی ہے۔

قلب سینہ کے پردوں میں پھڑکنے والے عضو کا نام نہیں ہے بلکہ وہ محبت حقیقی کی آماجگاہ اور انوار قدسی کی منزل گاہ ہے۔ اصطلاح اہل تصوف میں وہ لطیفۂ قلب، مشہور ہے، ہر کشتۂ محبت حقیقی پہلے پہلے ابتدائی سوز و گداز کو "لطیفۂ قلب" کی غذا بنا بنا کر اسکو اس قابل کرتا ہے کہ معشوق حقیقی کی یاد کی ایک ضرب سے وہ متحرک ہو اور دیگر لطائف اربعہ (سر، خفی، روح، نفس) کو بیدار کر دے، مگر محبت حقیقی کا مارا ہوا دل کی لگی ہوئی آگ کے مزید اشتعال میں اس قسم کے مجاہدہ کا محتاج نہیں بلکہ بقول "عشق جاناں خود دریں راہ رہبر خواہد شد" وہ بلا خیال مدارج سلوک جذب اس نار الٰہی میں آہستہ آہستہ سلگتا رہتا ہے۔ انسان جسطرح اسفل السافلین میں جا سکتا ہے اسیطرح اعلیٰ علیین تک پہنچنے کی صلاحیت سے بھی وہ خالی نہیں۔ آہ! مگر وہ صرف محبت اور محبت حقیقی ہی ہے جو بشر کو افضل البشر سے خدا جانے کیا بنا دیتی ہے۔

خاندان مغلیہ میں شاہی خون کی عورتوں کے اندر یہ خصوصیت کچھ قدرتاً تھی کہ ہر بادشاہ کے عہد میں ایک شاہزادی کو عشق اللہ اور بزرگان دین سے عقیدت، نہیں انس، بلکہ روحانی واسطہ رہا ہے، چنانچہ اکبر کی بہن شہنشاہ ہمایوں کی بیٹی گلبدن بیگم کی مختصر سوانح عمری ہمارے پیش نظر ہے جسکی عمر کا بیشتر حصہ سیاحت کی دلچسپی اور تصوف کی دلگدازیوں میں صرف ہوا۔ اسکے بعد شہنشاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کی چہیتی بیٹی زیب النساء مخفی کی محض شاعرہ ہونیکی وجہ سے بدذوق لوگوں نے جذبات نسوانی کی وہ ملوث و خوفناک تصویر پیش کی ہے جسکو نہ اپنی عزت نسائیت کا پاس ہو نہ شہزادگی کی زندگی کا لحاظ، بلکہ رندانہ بزم مشاعرہ کی صحبتوں کو ہر مذاق کے شعرا کے کلام سے رونق دیتی رہتی ہو اسکی پاک باگزانی (سوانح) کو جسطرح ظالمانہ ملوث کرنیکی کوشش کی گئی ہے اسکی حقیقت کا انکشاف انشاء اللہ ہم پھر کسی موقعہ پر کرینگے، اسوقت جس فدائے علم سینہ ہستی کے قابل صد رشک مگر نامراد زندگی کو ہم بطور اختصار فسانہ میں پیش کر رہے ہیں وہ شاہجہاں کی بیٹی شہزادی جہاں آرا بیگم ہے۔

عشق حقیقی کے متوالوں کو دو طرح سے یہ نشہ چڑھتا ہے ایک تو کوئی شخص مناظرۂ حیات سے تنگ آکر کسی بزرگ کی نظر کرم سے اپنے اندر اس لائحہ حیات کے ذوق و تڑپ کو پیدا کر لیتا ہے یا خود قدرت کی جانب سے اس خلش شیریں کے مزے لیتا ہوا پیدا ہوتا ہے، روانی حیات کے ساتھ ساتھ اسکو مجاہدہ و تزکیۂ نفس کی دشواریوں سے دوچار ہونیکی ضرورت نہیں، وہ سوز مجسم اور گداز کل ہوتا ہے۔

شہزادی جہاں آرا کے متعلق یہ خیال کرنا بالکل ہی غلط ہے کہ جسطرح عام مخلوق کثرت گناہ کے بعد مرجع حقیقی یعنی پاک نفسی کی زندگی کی طرف لوٹ آتی ہے اسی طرح اسکے دل میں بھی معصوم بننے کی ترغیب و تحریص پیدا ہوئی ہوگی، اسکو عشق الٰہی اور تصوف کا ذوق صرف طبعی نہ تھا بلکہ اس مشت خاک کے ذرات میں علو کمال اور ملکوتی صفات ازلی طور پر ودیعت کی گئی تھیں، اسکے عروق و اعصاب کے اندر وجدان صادق کی کیفیت منجمد تھی جسکو شہنشاہ ہند حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہٗ کی ذرہ نوازات نے اپنے انوار قدسیہ سے دہلی کے محلات میں جا پگھلایا پھر اس کنیز کی کیا حقیقت تھی کہ ایسے روحانی مربی اور قدسی آقا کی حیات بخش عنایت پر لبیک نہ کہتی، ایک غیر ارادی جذبہ اور ناقابل ضبط کیفیت سے بے چین ہو کر باپ کے ساتھ آستانۂ اقدس میں صرف از راہ عقیدتمندی و بغرض زیارت روضہ نہیں بلکہ جوش کیفیات قلبی اور اس سوز باطنی سے جسکو دفعتہً حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے انوار عالیہ کے جھونکوں سے بھڑک اٹھنا تھا نا فرم ہو کر ایک سارق المنام کی طرح لڑکھڑاتی ہوئی حاضر ہوئی اور اپنی اس مبہم اور نہ بجھنے والی تشنگی میں جس کو فرو کرنے کی حسرت نے اسکو اپنے عالم شباب کی مسرتوں اور زمانہ شہزادگی کے عیش و تنعم تک سے بے خبر رکھا تھا ایک گونہ کمی محسوس کی،

کہتے ہیں کہ اسنے اپنے مادی وجود میں صرف دو بار حاضری آستانہ سے برکات دارین حاصل کیں مگر کون کہہ سکتا ہے کہ اسکی روح واصل دائمی بنکر حجرۂ مقدس کی فضا میں تحلیل ہو کر نہ رہ گئی ہو، یا کس کو خبر ہے کہ درگاہ معلی کی نفیری کی موسیقار میں خود اسکی روح حلول نہ کر گئی ہو جو روزانہ دن میں کئی بار آستانۂ عالیہ پر ترنم ریز رہتی ہے اور دائمی محبت کے گیت سناتی رہتی ہے۔

ایک عاشق صادق کے شایان شان نہیں کہ وہ اپنی ریاضت و مجاہدہ کو عوام کی نظروں میں لائے تاہم اسکی صوفیانہ زندگی کے جسقدر پردے اٹھ سکے انکے اندر وہ پاک نفس، تارک منہیات اور فدائے خواجہ کے سوائے کچھ نظر نہیں آتی۔ لوگ سینکڑوں مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد کہیں سلطان الاذکار جاری کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں مگر اس تصوف مجسم، اس عشق حقیقی کی زندہ تصویر اور خواجۂ بزرگ کی اس عاشق زار نے جو کچھ حاصل کیا اس دریائے عرفان سلطان الہندؒ کی محبت میں مر مٹنے اور غرق ہونے سے حاصل کیا۔

یہ ظاہر کرنا کہ اسنے غریب نوازؒ کے آستانۂ عالیہ کی نذر بائیس گاؤں کر دئے یا بیشمار جواہرات تصدق کئے، اور فلاں شے کا درگاہ معلی میں اضافہ کیا اس عظیم الشان قربانی کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا کہ اسنے اپنی پرشباب زندگی کی وہ حیات پرور مسرتیں جو کسی خوش نصیب مرد کی دنیائے کامرانی و انبساط کو آباد کر سکتی تھیں خواجہؒ کی محبت میں قربان کر ڈالیں، اسکی دوشیزگی کی تمنائیں تڑپا کیں مگر اسنے کبھی انکی جانب نگاہ غلط انداز بھی نہیں کی، کیوں؟ اسلئے کہ اسکا اصول زندگی مادیات سے نکل چکا تھا اسکا مقصد حیات صرف خواجۂ بزرگؒ کی محبت تھی

یہ فسانہ تاریخی حیثیت سے خواہ کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو مگر خواجہؒ کے ایک پروانہ کے سچے حالات کا مرقع ضرور ہے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مدارج سلوک و جذب میں جہاں آرا کا کیا رتبہ ہے، اسکا علم خدا کو ہے اور یا پھر اسکو جس نے اسکی تمام کثافتوں کو پھونک کر نورانیت ہی نورانیت اسکے اندر بھر دی۔

محبت وہی ہے جس نے کبھی کامیابی کا منہ نہ دیکھا ہو، عاشقان صادق ہمیشہ ناکام محبت رہے ہیں اور یہی دراصل انکی کامیابی ہے، جہاں آرا نے خواجہ بزرگؒ کی محبت میں بیشمار آرزوؤں اور سینکڑوں تمناؤں کے ساتھ یہ آرزو کی تھی کہ اسکا مدفن اپنے روحانی آقا کے قدموں ہی میں رہے مگر چونکہ عاشق ہونیکی سعادت (کیونکہ وہ خواجہؒ کی عاشق تھی) اور شقاوت (کیونکہ محبت کا انجام ہمیشہ ناکامی رہا ہے) ہی تھی اسکی یہ آرزو عشق کے خدا نے منظور نہیں کی، اور یہی عین انصاف تھا۔

حجرۂ مقدس سے متصل اسکی قبر بتائی جاتی ہے مگر جو متذکرہ فلسفہ کو سمجھ سکے ہیں انکے لئے استدلال کی ضرورت نہیں اور جو لوگ اس خوفناک اور بے رحم فلسفہ سے ناآشنا ہیں انکے لئے اوراق تاریخ کافی ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ حور النساء بیگم کی قبر ہے جو شاید اسکی چھوٹی بہن تھی۔

خمسہ منقبت

برغزل ہز ایکسیلنسی مہاراجہ سرسین السلطنت بہادر دام بالاقبال

از حضرت مولینا خواجہ سید عبدالمعبود صاحب تعینی مدظلہ اجمیری مہتمم کروڑگیری علاقہ دکن

ایکہ مشت خاک را در دست متاع زندگی مہر و مہ بر فرق گردوں از تو داغ بندگی
کیست مانند تا بایں حسن و بایں پایندگی از جمال لایزالت مہر را شرمندگی
ز اقتباس نور پاکت ماہ را تابندگی

چوں بگرد کویت آمد کاروان سجدہ ام دل زراہ دیدہا شد ہمعنان سجدہ ام
خون دل با گل چو شد افزود شان سجدہ ام خاک کویت بر جبینم شد نشان سجدہ ام
اے درخشاں کوکب طالع بایں فرخندگی

از مے باقی خرد برباد بودن خوشتر است جاں بساقی دادن و دلشاد بودن خوشتر است
بندۂ پیر خراب آباد بودن خوشتر است از غم ہر دو جہاں آزاد بودن خوشتر است
مے بخور رندی بکن کایں ست لطف زندگی

من پرستار معین الدین چشتی قبلہ ام زاں مرا خلقے تعینی زد علم بر سجدہ ام
آرے آرے ایں علم بر فرق دیرینہ ام خواجہ ہندالولی تا شاد باشد خواجہ ام
از جبینم کے شود ایں محو داغ بندگی

مشرب اکبر

(از خواجہ سید اکبر حسین صاحب اکبر چشتی اجمیری)

اسے جو چاہو تم سمجھو یہ مذہب کی کرمستی ہے ازل سے ملت و مذہب میرا خواجہ پرستی ہے
بلندی حسن دی ہمکو اٹھنے دی یہ پستی ہے ہم اس غفلت پہ ہنستی ہیں کہ دنیا کس پہ ہنستی ہے
رجب کی ہوگئی پہلی چلو اجمیر متوالو!! سبھے ہیں لا کہوں میخانے مئے توحید سستی ہے
جنہیں چشم بصیرت ہے وہی کچھ دیکھ سکتے ہیں مزار حضرت خواجہ پہ جو رحمت برستی ہے
غرض حور وں سے ہے واعظ نہ مطلب باغ جنت سے میں اس بستی میں بستا ہوں کہ جو خواجہ کی بستی ہے
مجھے یہ فخر کیا کم ہے سگ دربار خواجہ ہوں مقابل ہو بھلا مجھ سے شہنشاہوں کی ہستی ہے
ہمیں سکیں سمجھ کر جسکا جی چاہے ستا جائے تو پھر کس کام کی خواجہ تمہاری سرپرستی ہے
خدا ہر شئے میں جب موجود ہے تو کفر کیا یعنی ہماری بت پرستی یہ تو عین حق پرستی ہے

اثر مطلب خلش اجمیر کی رونق تھی اے اکبر
بس اب بزم سخن میں اک تمہارے دم کی بستی ہے

ترانہ عقیدت

(از مولانا طفیل احمد صاحب عارف بدایونی)

پیش تو خواجہ کہ محتاج و غنی آمدہ اند در مدینہ چو اویس قرنی آمدہ اند
دم آبے ز سکندر کہ خضر داشت دریغ از تو خواہان ز سر تشنہ لبی آمدہ اند
جادۂ جا لرہ بنمانہ رہ آبحیات کہ طلبگار حیات ابدی آمدہ اند
عجبے نیست اگر پردہ ولاے تو روند زانکہ از العنت خود جملہ شہی آمدہ اند
موکشاں بخت بیاورد بسوئے اجمیر نہ کہ از خود پے حاجت طلبی آمدہ اند
بر درت ناصیہ سا مند باداب تمام کہ بدرگاہ رسول عربی آمدہ اند
ہمہ تن وقف ارادت ہمہ صاحب صدق و خلوص ہمہ از جا بہ تمنائے ولی آمدہ اند
بندۂ حلقہ بگوشان تو بے منت غیر قنبر آسا بغلامی علی آمدہ اند

عارفا نیست بجز فیض مدیح خواجہ
بسر داد سخن گر عجمی آمدہ اند

دربار چشت

(از جناب صاحبزادہ منشی سید زین الکاملین صاحب کامل اجمیری)

سرور ریاض سنجر مختار چشتیوں کے خواجہ معین دیں ہیں سردار چشتیوں کے
قدسی ہیں دست بستہ شاہوں کے لب ہیں تشنہ کس آن بان کے ہیں دربار چشتیوں کے
چھائے رہینگے بادل اللہ کے کرم کے پھولے پھلے رہیں گے گلزار چشتیوں کے
ملتا ہے نور ایماں جب دیکھتے ہیں انکو کونین سے سوا ہیں دیدار چشتیوں کے
ساقی بروز محشر جس جس کو ڈھونڈھنا ہو کوثر پہ سب ملیں گے میخوار چشتیوں کے
بیکار ہیں طبیبو نباضیاں تمہاری اچھے نہ ہونگے تم سے بیمار چشتیوں کے
ملتی رہیں مرادیں بندوں کو بے طلب ہی چلتے رہے ہمیشہ اخبار چشتیوں کے

بخشا گیا وہ کامل جو ہو چکا ہے ان کا
حق سے یہ ہو گئے ہیں اقرار چشتیوں کے

سجدۂ عبادت و سجدۂ تعظیم

جناب مولوی معین الدین صاحب اجمیری کے فتوے پر تنقید

از

(مولانا خواجہ معنی اجمیری)

میرے اُستادِ منطق جناب مولوی معین الدین صاحب اجمیری نے سجدۂ تعظیم کی حرمت اور اُس کے عدم جواز پر ایک مقالہ منطقیہ حوالہ قلم فرمایا ہے میں نے اس کو شروع سے آخر تک پڑھا مگر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ اس پورے مضمون میں فلسفہ و منطق کے اس فاضل اجل نے آیات قرآنی، احادیث نبوی، اقوال الصالحین کے بجائے اپنی قوت استدلال کے غرور میں چند عقلی تاویلات اور قیاسی مزعومات کی بنا پر اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی سعی لاحاصل فرمائی ہے اور بس - ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

نہایۃ ۲ر باب ۲لعقول عقالُ　　و۲کثرسعی ۲لعالمین ضلالُ

اس میں شک نہیں کہ فاضل مقالہ نگار نے سجدۂ تعظیم کو حرام و ناجائز ثابت کرنے میں پنا پورا زور تحریر وانشا صرف کر دیا ہے اور بہت ممکن ہے کہ عامیانہ انسانی طبیعتیں اس سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہیں مگر حقیقت شناس و حق نگر نگاہیں جانتی ہیں کہ اس تمام دفتر اجتہاد و تجدید کی حقیقت اس سے زیادہ ہرگز نہیں ہے کہ متبعین عقل و خرد اور پیروانِ قیاس ورائے کے مرغ تخئیل کی یہ ساری بلند پروازیاں آسمان حقیقت کی بلندی تک پہنچنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ واللہ در من قال۔

مطلب از عشق است برہان حکیمان کوتہ است　　اے بسا بونصر و افلاطون ملزم دیدہ ایم

ضرورت تو اس کی تھی کہ نفسِ مسئلہ کی صراحت کیجاتی، کتاب اللہ کے احکام، سردار دو عالم کے ملفوظات طیبات، اور اُسوۂ حسنہ، علمائے سلف کے اقوال وافعال، فقہائے متقدمین کے اصولِ مسلمہ کی بنا پر فریضۂ جواب دہی کی ادائیگی عمل میں آتی تاکہ عام اصحاب نظر اور ارباب مطالعہ کی نگاہیں عقل و قیاس کی ان ہنگامہ آرائیوں اور تماشہ نمائیوں کی فضا میں تحلیل ہو کر حقیقت سے جدا اور دور نہ ہوسکتیں۔ ورنہ زمانہ سازی اور سخن پروری کی دھن میں بلاتخصیص علم و فضل ایک عامی اور اسفل ذہنیت بھی اپنے اثبات مدعا کے لئے کچھ نہ کچھ قوت استدلال رکھتی اور اگر فرق ہے تو یہ ہے -

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجا است　　نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

مگر کون جانتا تھا، اور کسے معلوم تھا کہ چودھویں صدی کے اس عہد پرفتن میں اجمیر کے ایک پہاڑی دارالافتائے سے اجتہاد و تجدید کی تائید و حمایت میں یہاں تک مبالغہ بلکہ غلو کیا جائیگا کہ مسلمانوں کے کفر و اسلام کا فیصلہ چند منطقی اصول و قواعد کے اعتبار سے ترتیب قضایا اور تحذیف حداوسط کی بنا پر صادر فرمایا جائے گا۔ فیاللعجب و یاللعار

اگر حقیقت اسلام در جہاں این است　　ہزار خندۂ کفر است بر مسلمانی

اگلے علمائے حق مناصب اعلیٰ پر فائز ہوئے۔ عدالتوں میں قضا کی کرسیاں اُن کے لئے خالی کی گئیں اور اُن وارثانِ علوم نبوت و رسالت کی جنبش قلم نے ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کی قسمتوں کا فیصلہ کیا مگر حاشا وکلا کہ با این ہمہ اعزاز و اقتدار اُن واقفان اسرار شریعت نے کسی وقت بھی اس دیدہ دلیری کیساتھ کسی مسلمان کیجانب نسبت شرک و کفر کرنیکی جسارت نہیں کی۔ مگر آج جبکہ حکمرانیوں اور فرمانروائیوں کی وہ ساری داستانیں فرسودہ ہوگئی ہیں اور منصب قضا و کرسئ عدالت ہاتھوں سے جاچکی ہے ہمارے بعض علمائے عصر کے پاس اپنے حریفوں کے مقابلہ میں صرف ایک حربہ رہگیا ہے اور وہی فتوائے کفر۔ فنعوذ باللہ من ذالک۔

دراز دستی این کوتہ آستینان بین

سچ فرمایا تھا نبی اُمی ابی و اُمی فداہ نے۔ ستفترق امتی ثلاثاً وسبعین فرقۃً کلھا فی النار الا واحدۃً (میری امت کے تہتر گروہ ہوجائیں گے اور ایک گروہ کے سوائے تمام گروہ ناری ہونگے) اور حق یہ ہے کہ اس تفرقہ اندازی کا بار بلاشک و شبہ ایسے ہی متبعین عقل و قیاس کی گردنوں پر ہے جن کی تیغ زبان اور سنانِ قلم ہر وقت اور ہر لحظہ مسلمانوں کے ایمان و اسلام کو مجروح کرنے پر تلی رہتی ہے۔

خدا کی شان کہ پیغمبر اسلام کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحۂ عزیز و گرانقدر تو صرف اسی کوشش میں صرف ہوا تھا کہ دامن اسلام اس قدر وسیع ہوجائے کہ ساری دنیا اُسی کے سایۂ عاطفت میں آجائے مگر آج اُسی بادشاہِ دو عالم کے بعض مدعیانِ نیابت کی کوتہ نظری کا یہ حال ہے کہ وہ حلقہ بگوشانِ اسلام کو دائرہ اسلام سے خارج بتانے میں ذرہ برابر باک نہیں کرتے۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔

گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد
وائے گر در پیِ امروز بود فردائے

ایسے ہی علمائے سوء کا یہ حال ہے کہ جب عام مسلمانوں کے ایمان کا مسئلہ اُن کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اُن خود ساختہ مبصرانِ حقیقت کو دائرۂ اسلام اس قدر محدود نظر آتا ہے کہ خود ان کے اور نیز ان کے حاشیہ نشینان مسند فضیلت کے سوا سے دنیا کا کوئی کلمہ گو اُن کی نگاہ میں مسلمان نہیں رہتا مگر جب سوال خود اُن کے اعمال و افعال سے ہوتا ہے تو وہ تاویلات کی بھرمار ہوتی ہے کہ الامان والحفیظ اور حلقہ اسلامی میں کھینچ تان کر اپنے لئے وسعتیں پیدا کرلی جاتی ہیں۔

صلحائے اُمت کے مزارات اور اُن پر گنبدوں کی تعمیر حرام اور قطعاً حرام مگر خود اُن کے واسطے گنبد دستار کی تعمیر جائز اور ایسی جائز کہ سارا نقد عمر صرف اسی تعمیر کی تکمیل میں صرف کر دیا جائے۔ الحق۔

خانۂ شرع خراب است کہ ارباب صلاح
در عمارت گری گنبد دستار خودند

پختہ قبروں کا بنانا حرام اور اس واسطے حرام کہ

نہٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲ن یبنیٰ علی ۲لقبود　　رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے

چنانچہ اس فعل کا مرتکب اُن کے نزدیک بلاشک و شبہ فاسق و فاجر مگر ان پختہ کارانِ علم اور خام تر اِن عمل کے نزدیک قبور شکم کی تعمیر کے لئے۔

نہٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ۲لتکلف للضیف　　رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کیلئے تکلف کرنیسے منع فرمایا ہے

والی حدیث قطعاً ناقابل عمل اور ایسی ناقابل عمل کہ تکلف اور مرغن دعوتیں کبھی ان کے قدوم سے محروم نہیں رہتیں۔

مشائخ کرام کی آستانہ بوسی اور پا بوسی یا سجدۂ تعظیم کفر اور شرک مگر ان فرضی وارثانِ نبوت کے قدم لینا جائز اور اس لئے جائز کہ اس دور ابتلاء و مصیبت میں اسلام اور اہل اسلام کی حقیقی سرپرستی انہی کو تفویض ہے۔

سارے مسلمان جانتے ہیں کہ بارگاہِ رسالت میں جب کوئی اجنبی حاضر ہوا ہے تو اُسے یہ پوچھنے کی ضرورت پیش آئی ہے کہ آپ لوگوں میں نبی آخر الزماں کونسے ہیں معلوم ہوا کہ سردار دو عالم نے کبھی کوئی ممتاز نشست اختیار نہیں فرمائی مگر اِن خود ساختہ ورثۃ الانبیاء کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی جلسہ میں کسی انجمن میں ان کو ممتاز جگہ نہ دی جائے تو ان کی پیشانیوں پر شکن آجاتے ہیں اور ان کے چہرے غصہ سے تمتما اٹھتے ہیں۔

سلام طریقہ مسنونہ ہی سردار دو عالم نے ہمیشہ سلام کرنے

میں سبقت فرمائی اور صحابہ کرام کی یہ آرزو کبھی پوری نہ ہوسکی اور کسی وقت بھی اس باب میں سبقت علی النبیؐ اُن کے حصہ میں نہیں آئی مگر آج وہ دور ہدایت وارشاد ہے کہ نام نہاد ماہرین علوم شریعت مجددان منطق و فلسفہ سبقت تو کجا ہمیشہ گوشۂ چشم سے اس کے نگران رہتے ہیں کہ اُن کے وابستگان دامن علم وفضل میں سے کس بدبخت نے اُنکو جھک کر سلام نہیں کیا۔

فن تصوف کی تعلیم بیہودہ اور اس واسطے بیہودہ کہ اصحاب تصوف کے آستانے ہمیشہ عقیدتمندوں کے مرکز بنے رہتے ہیں اور قیامت تک بنے رہیں گے۔ اور اپنے ابنائے جنس کا یہ عروج ان حضرات کو ناگوارا اور قطعاً ناگوار ہے۔ مگر فن منطق کی تحصیل ضروری اور ایسی ضروری کہ اسی فن کی تحمیل اُن کا طرۂ امتیاز اور سرمایۂ اعزاز ہے۔

میلاد و قیام میلاد ناجائز حرام اور اس لئے ناجائز و حرام کہ خیر القرون میں اس کا اثر نہیں ملتا مگر ان حضرات کے لئے قیام تعظیمی جائز اور ایسا جائز کہ اگر کوئی مسلمان اس میں تامل کرے یا اُس پر معترض ہو تو گویا اُس نے ان وارثان نبوت کی توہین کی اور جب وارثان نبوت کی توہین کی تو خدا و رسول کی توہین کی اور جب خدا و رسول کی توہین کی تو اُس کے کفر و شرک میں شک لانے والا بھی کافر ہے۔

ترک موالات کے زمانہ کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے جب سجدۂ تعظیم کو حرام ناجائز ثابت کرنے والے ہمارے اُستاد منطق کی قدمبوسی اور دست بوسی سے ہمارے سیدھے سادھے مسلمان سرمایۂ آخرت فراہم کرتے تھے مگر اُس زمانہ میں کسی وقت اس پابوسی کی حرمت و حلت کا سوال پیش نہیں آیا نہ معلوم کہ ایک ہی عمل جس پر پہلے سکوت اختیار کیا گیا تھا آج وہی حرام و ناجائز کیسے ہوگیا۔ ایسی صورت میں کوئی بتائے کہ ان لوگوں کے اقوال و افعال پرستاران توحید و رسالت کے لئے کیسے حجت ہوسکتے ہیں جن کا یہ حال ہو۔

ریا حلال شمار ند و جام بادہ حرام
زہی شریعت و مذہب زہی طریقت و کیش

دنیا دیکھ چکی ہے اور اب بھی دیکھ رہی ہے کہ اسلام کے جھوٹے ہوا خواہوں اور نمائشی ہمدردوں نے افراط و تفریط کی کشمکش میں مبتلا ہوکر عجیب عجیب اصول ایجاد کئے صراط مستقیم سے بھٹک کر نئے نئے راستے نکالے جدت طرازی کے غرور و ناز میں اُن کے کاسہ ہائے سر تجدید ملت کے سودائے خام سے لبریز ہوگئے اور اُن کے دلوں کی لوحیں شہرت طلبی کی کثافتوں سے زنگ آلود ہوگئیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ اپنے اس نقصان نظر اور قصور فہم کا اعتراف نہ کرنے اور مسلمانوں کو بنانے میں معذور ہوگئے ہیں۔ خوب فرمایا ہے خطہ شیراز کے ایک مشہور صوفی شاعر نے۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

باہرحال اس وقت مجھے اپنے اس لمحۂ فرصت میں صرف نفس مضمون ہی کے متعلق کچھ لکھنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ فاضل مقالہ نگار کے قلم جادو رقم سے کس کس مقام پر کیسی کیسی لغزشیں سرزد ہوئی ہیں۔ ورنہ اصل بحث کی نسبت تو بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ اور ضرورت کے وقت انشاء اللہ اس سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا۔

تراود از دل عرفی سخنہا
ئے ہنگام فرصت می تراود

اگرچہ فی الوقت ضرورت تو اس کی متقاضی تھی کہ اپنے اُستاد منطق کے اس مضمون کی جانب کوئی اعتنا نہیں کیا جاتا اس لئے بحث و تحیص کے اس ہنگامۂ بے پایاں اور ایراد و تردید کے اس معرکۂ عظیم میں اگلے نبرد آزما کمالات کے تمام جوہر دکھا چکے ہیں اور اہل نظر کے نزدیک شکست و فتحمندی کا فیصلہ اب آسان ہوگیا ہے مگر چونکہ قلم کی لڑائی ہے اس لئے ہزیمت خوردہ حریفوں کی جانب سے ابھی تک ہل من مبارز کی صدائیں برابر آرہی ہیں۔

سعی غرور ببیں کہ نبرد مباحثان
مطلب تمام گشت و ہماں برقرار بحث

ایسی حالت میں اس مضمون کے متعلق کچھ لکھنا اس کے سوائے کوئی نتیجہ نہیں رکھتا کہ بحث و مباحثہ کا دروازہ کھولا جائے۔ ارقام و ترقیم کا معرکہ قایم کیا جائے اور اُن مدعیان علم و فضل کو غصہ میں لایا جائے جو بزعم خود اجتہاد و تجدید کے منازل سے بہت آگے بڑھ چکے ہیں مگر یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا نوع انسانی کے عام افراد فریب عبارت اور طلسم تحریر کے اس ظاہری طمطراق سے مرعوب ہوکر اپنے راستہ سے بھٹک جائیں اور حریفان تصوف کو اپنی اس نمائشی اور عارضی کامیابی پر فخر و ناز کرنے کا موقعہ ہاتھ آجائے اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اصل مضمون کو نقد و تبصرہ کی روشنی میں لاکر اُس کے ہر پہلو کو واضح کردوں۔

فقیہان دفترے رامی پرستند حرم پویاں دری رامی پرستند
زاہل درد شو عرفی کہ ایں جمع گرامی گوہرے رامی پرستند

تنقیح

مگر اس سے پہلے کہ نقد و تبصرہ کے لئے قلم اٹھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل مضمون کا خلاصہ کردیا جائے تاکہ اس تنقیدی مضمون کے مطالعہ کے وقت اصحاب مطالعہ کو اصل مضمون کی جانب رجوع کرنے کی ضرورت نہ پیش آئے

(۱) احادیث احاد واجب العمل ہیں۔

(۲) اسلام میں سجدہ کی دو قسمیں نہیں کی گئیں ورنہ نماز رکوع کی بھی دو دو قسمیں ہونی چاہئیں۔

(۳) مشاہیر صوفیا میں سے کسی سے سجدۂ تعظیمی منقول ہے تصوف کی تعریف ہے مخلوق سے فروتنی نہ کرنا اور خدا کے سامنے جھکنا پس ایسے پکے موحد صوفیائے کرام جو عبادت مولا سبحانہ تعالی میں منہمک اور سر تا سر غرق ہو بھلا وہ سجدہ غیر اللہ کی کب اجازت دے سکتے ہیں جن کے قلوب میں غیر کا خطرہ بھی مشکل سے آتا ہے۔

(۴) سجدہ غیر اللہ کی نفی اور اُس کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہے اور وہ بھی اسی آیت سے ثابت ہے جو بصورت حکم وارد ہوئی ہے۔
(یعنی لاتسجدوا للشمس ولا للقمر الخ)

"التنقید"

احادیث احاد کے قابل عمل ہونے کی نسبت پورا ایک کالم سیاہ کیا گیا ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ آخر اس تکلیف و زحمت کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ شاید یہ جواب دیا جائے گا کہ استفتے میں اس کا ذکر موجود ہے مگر میرا سوال یہ ہے کہ استفتے کی عبارت سے بھی ہرگز یہ مترشح نہیں ہوتا ہے کہ مجوزین سجدۂ تحیۃ کے نزدیک احادیث احاد ناقابل عمل ہیں پس اس تمام خامہ فرسائی کی حقیقت تحصیل حاصل سے ہرگز زیادہ نہیں ہے۔ کون کہتا ہے کہ احادیث احاد قابل عمل نہیں۔ سوال احادیث احاد کے واجب العمل ہونے یا نہونے کا نہیں ہے بلکہ سجدۂ تعظیم کو حرام اور مجوزین سجدۂ تعظیم کو مشرک و کافر ثابت کرنے کا ہے اور اس کے لئے تنہا کوئی حدیث احاد قطعاً ناکافی ہے۔ میرے خیال میں غالباً ایک متفق علیہ اور مسلم الثبوت مسئلہ پر اس فلسفیانہ انداز سے تحقیق و کاوش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ عام مسلمانوں پر اپنی صداقت اور سچائی کا جادو چلایا جائے مگر یہ سمجھ لینا چاہئے اور اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ۔

خضاب پردہ پیری نمی شود صائب
بمکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد

(۲) اسلام میں سجدہ کی دو قسمیں نہیں کی گئیں ورنہ رکوع اور نماز کی بھی دو قسمیں کرنی چاہئیں۔

(۲) چاہئے تو یہ تھا کہ اگر اسلام میں سجدہ کی دو قسمیں نہیں تھیں تو علماء و فقہاء محدثین و صالحین کے اقوال اثبات مدعا کے لئے پیش کئے جاتے۔

اس لئے کہ یہ منطقی استدلال تو قطعاً ناکافی ہی۔ کہ اگر سجدہ کی تقسیم و توزیع کیجائے گی تو نماز و رکوع کی قسمیں بھی کرنی پڑیں گی۔ دنیا جانتی ہے اور ایک زمانہ کو معلوم ہے کہ لغت و اصطلاح میں بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے اور اسی اعتبار سے مفسرین کلام الٰہی نے بالاتفاق سجدہ کے یہی دو معنیٰ بتائے ہیں۔

(۱) محض انخفاض و انحناء یعنی جھکنا اور فروتنی کرنا۔

(۲) وضع الجبہۃ علی الارض یعنی زمین پر ماتھا ٹیکنا۔

قسم اول سجدۂ تحیۃ و تعظیم ہے اور قسم ثانی کو سجدۂ عبادت کہا جاتا ہے۔ کشاف، خازن، مدارک، کبیر، جلالین، بیضاوی علیٰ ہذا القیاس عربی فارسی اردو کی تمام کتب تفاسیر میں۔ ۲ سجدوا و ۲ لآدم کی تفسیر کرتے ہوئے لغت و اصطلاح کی اسی صراحت کیساتھ ہر ایک مفسر نے متفق اللفظ ہوکر سجدہ کی دو قسمیں بتائی ہیں اور دنیا کے کسی مفسر کے بیان سے اجمیر کے شیخ المنطق کے قول کی تائید نہیں ہوتی بلکہ بیضاوی میں تو سجدۂ عبادت کی تعریف کرتے ہوئے نیت عبادت کی بھی قید لگادی ہے یعنی وضع الجبہۃ علی الارض بقصد العبادۃ اس اعتبار سے ایک جلیل القدر مفسر کے نزدیک بلا نیت محض ماتھا ٹیک دینا بھی سجدہ عبادت نہیں بلکہ سجدۂ تعظیم ہے۔

کیا قائمقام شیخ الرئیس اور نائب مناب فارابی اپنی منطقیانہ اور فلسفیانہ طریقہ استدلال سے تھوڑی دیر کے لئے بھی قطع نظر کرکے ان تفاسیر کے مطالعہ کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

نماز ارکانِ اسلامی میں سے ایک رکن ہے اور نماز میں سجدہ کی ادائیگی فرض ہے جس کے متعلق تمام فقہائے کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر بلا کسی عذر شرعی کے پیشانی کو زمین سے جدا رکھکر سجدہ ادا کیا جائے گا تو نماز ادا نہ ہوگی۔ معلوم ہوا کہ تمام فقہا کے نزدیک زمین پر ماتھا ٹیکنا ضروری و لابدی ہے بمحض انخفاض و انحناء اگرچہ سجدہ ضرور ہے مگر سجدہ تحیۃ و تعظیم نہ کہ سجدۂ عبادت۔

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا

میرے استاد محترم و معظم اور اجمیر کے فاضل منطق و فلسفہ مولوی معین الدین صاحب اجمیری کے مرشدزادہ والا تبار مخدوم الانام امام الوقت حضرت العلام مولنا محمد قیام الدین عبدالباری قدس سرہ عم فیضہ الجاری اپنی تفسیر الطاف الرحمان میں تحریر فرماتے ہیں۔

سجدہ بلحاظ لغت کے تذلل و انخفاض و انحناء کو کہتے ہیں جس کے معنی جھکنے اور سرنگوں کرنے کے ہیں اور شرعاً سجدہ پیشانی رکھنے کو زمین پر کہتے ہیں۔ مقصود اول سے تحیۃ و تعظیم ہے اور مقصود دوسرے سے عبادت ہے چونکہ اس سجدہ کو شارع نے علامت تصدیق الٰہ ٹھرایا ہے تو اس کو غیر اللہ کے لئے حرام و کفر ٹھرایا ہے مگر سجدۂ تحیۃ جو محض انخفاض و انحناء ہو اُس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اسی طرح یہی خیال فاضل اجمیر کے استاد محترم حضرت مولنا حکیم برکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور یقینی طور پر تھا اس لئے کہ مولنا مرحوم جب اجمیر شریف حاضر ہوتے تھے تو آستانہ بوسی کرکے سرمایہ سعادت فراہم فرماتے تھے۔

تو پھر کیا ایک مرید سعادتمند اور شاگرد ارجمند کے لئے یہ جائز ہی کہ تجدید و اجتہاد کے نشہ میں اپنے پیر و مرشد اور استاد محترم کی ذات قدسیہ پر بھی وہی تہمت اور الزام لگائے جس سے پاکرانِ علما نے ہمیشہ احتراز فرمایا ہے۔ کیا دنیا کسی ایسے مرید سعید اور شاگرد رشید کی کوئی دوسری مثال بھی پیش کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں

این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

(۳) مشاہیر صوفیا میں سے کسی سے سجدۂ تعظیمی منقول نہیں ہی الخ

(۳) غالباً یہ جملہ سپرد قلم کرتے وقت طبیعت کی تمام جولانیوں اور قلم کی ساری روانیوں کا خاتمہ ہوگیا ہوگا۔ اور خود مولوی صاحب کے ضمیر نے اس خلاف بیانی کا احساس کیا ہوگا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر عبارت کی اس طلسم بندی کا مقصود عوام فریبی کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ الحق۔

ہرکس از اقسامِ فطرت قسمت خود یافتند

زہد وزراں جامۂ سالوس و جامی جام را

مندرجۂ بالا بیان کی تائید میں کوئی تاریخی شہادت، کوئی کتابی حجت نہیں پیش کی گئی ہے۔ صلحائے ملت اور اولیائے امت کے اقوال و اعمال سے استدلال نہیں کیا گیا ہی۔ بلکہ یہاں بھی وہی قوت منطقیہ اپنی کارفرمائی میں مصروف نظر آتی ہے جس کی مدد سے ابتک اثبات مدعا کی ناکام کوشش کی گئی ہے اور وہ قیاسی اور منطقی دلیل یہ ہے کہ کتاب مجالسِ ستین میں تصوف کی یہ تعریف کی گئی ہے۔

۲ لتکبر علی ۲ لخلق	مخلوق سے فروتنی کرنا اور
و ۲ لتو ۲ ضع للّٰہ	خدائے تعالیٰ کے سامنے جھکنا۔

پس ایسے پکے موحد صوفیائے کرام جو عبادت مولا سبحانہ تعالیٰ میں منہمک اور سرتاسر غرق ہوں بھلا وہ سجدہ غیر اللہ کی کب اجازت دے سکتے ہیں۔

سبحان اللہ کیا اچھی منطق اور کیا عمدہ طریقہ استدلال ہی اور یا وجودیکہ

کمند کوتہ و بازوئے سست و بام بلند

کا معاملہ ہی مگر بادۂ اجتہاد کے نشہ و سرور نے ہمت کے حوصلے اور حوصلہ کی ہمت ایسی بڑہا دی ہی کہ جو خیال دماغ میں سرایت کرگیا ہی وہی بیباکی کیساتھ زبان سے نکل رہا ہی۔

ایں کار از تو آید و مردان چنیں کنند

ضرورت تو اس کی تھی کہ اس دعوئے کی دلیل میں کتب سیر و تاریخ اور بزرگانِ دین متینِ اسلام کے ملفوظات طیبات سے دلیل و حجت لیکر یہ ثابت کیا جاتا کہ ان ان بزرگ افراد کے نزدیک مشائخ کی دست بوسی پابوسی آستانہ بوسی مکروہ ہی ناجائز ہی حرام ہی۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اور یہی قوتِ استدلال کے ضعف و اضمحلال کا ثبوت ہے۔ صوفیائے کرام کے حالات طیبہ اور ملفوظات قدسیہ سے میرا جہاں تک خیال ہی مولوی صاحب اپنے مدعا کو کسی طرح بھی ثابت نہیں کرسکتے ہیں۔

زمانہ جانتا ہی کہ سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین قدس سرہ العزیز خانوادۂ چشت کے آفتاب روشن ہیں اور باعتبار علم و فضل آپ کی شخصیت کے اعتراف سے کسی وقت اور کسی زمانہ میں کسی شیخ اور کسی عالم کو انکار نہیں ہوا ہے بالخصوص علم حدیث میں سلطان المشائخ کا جو پایہ تھا غلامان چشت کے لئے سرمایۂ اعزاز و افتخار ہی۔ آپ فرماتے ہیں اور ایک مجلس میں فرماتے ہیں کہ آج آپ کا یہ قول ہم تک بھی پہنچتا ہے اور اس طریقہ سے پہنچتا ہے کہ دنیا کے کسی شخص کو اس روایت کے انکار کی جرأت نہیں ہوسکتی کتاب فوائد الفواد کے نام نامی سے شاید ہی کوئی بدبخت آگاہ نہو تو نہو ورنہ سب جانتے ہیں کہ یہ کتاب سلطان المشائخ کے ملفوظات طیبات کا ایک ایسا صحیح اور معتبر مجموعہ ہے جو بارہا سلطان المشائخ کی نظر کیمیا اثر سے گزرچکا ہے اور آنجناب کا ممنونِ اصلاح ہی اس مجموعہ کے جامع حضرت خواجہ حسن علا سنجری ہیں جن کو اپنے پیر و مرشد حضرت سلطان المشائخ کی سرکار میں اعتبار و رسوخ کی عزت حاصل تھی۔ ہم اصل عبارت بخوفِ طوالت نقل نہ کرکے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میرے پاس خلق آتی ہی اور زمین بوسی کرتی ہی چونکہ شیخ الاسلام فریدالدین و شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہما العزیز منع نہیں کرتے تھے میں بھی منع نہیں کرتا اس درمیان میں میں نے عرض کیا کہ بندہ جو مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہی اور زمین بوسی کرتا ہے تو اُس میں زیادتی مراتب حاصل ہوتی ہے اور نفس ٹوٹتا ہی اور آپ کو تو خدائے عزوجل نے بزرگ بنایا ہے کچھ مرید کے بزرگی کرنے پر آپ کی بزرگی موقوف نہیں ہے بعد ازاں حضرت خواجہ نے اس کے متعلق یہ حکایت فرمائی کہ گزشتہ زمانہ میں ایک بزرگ زادے سیاح روم و شام میرے پاس آئے وہ بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ اتنے میں میاں وحیدالدین قریشی آئے رسم کے موافق خدمت ادا کی اور سر زمین پر رکھا اُن بزرگ زادہ نے زور سے ایک آواز دی کہ تم سجدہ نکرو یہ سجدہ کی جگہ نہیں ہے اس کی بابت وہ لڑائی لڑنے لگے میں نے یہ بات مناسب نہ جانی کہ اُن کو جواب دوں مگر جب میں نے دیکھا کہ وہ کسی طرح بس نہیں کرتے تو اتنی بات میں نے اُن سے کہی کہ سنو بھائی کچھ شور و غل مچانے اور غلبہ کرنے کی ضرورت نہیں سنو جس فرض امر کی فرضیت اُٹھادی جاتی ہی تو اُس کا درجہ استحبابی باقی رہتا ہے جیسا کہ ایام بیض اور ایام عاشورہ کے روزے پہلی اُمتوں پر فرض تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اُن کی فرضیت اُٹھ گئی مگر استحباب باقی رہا ایسا ہی اب ہم سجدہ کا بیان کرتے ہیں کہ سجدہ پہلی اُمتوں پر مستحب تھا چنانچہ رعیت بادشاہ کو سجدہ کرتی تھی اور شاگرد اُستاد کو سجدہ کرتا تھا اور اُمت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو وہ استحباب جاتا رہا اباحت باقی رہی اب اگر مستحب نہیں ہے، تو مباح ہے تو امر مباح پر نفی و منع کہیں نہیں آیا ہے تمہی کہو کہ یہ انکار محض کس کام کا ہے جب میں نے یہ بات کہی تو وہ کچھ جواب نہ دے سکے۔ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۷۱۸ھ

ترجمہ فوائد الفواد جلد ۴ ص ۲۶۷

کیا اجمیر کے فاضل منطق کی نگاہ سے یہ روایت نہیں گذری ہوگی؟ یقیناً گزری ہوگی مگر سخن پروری اور معاسازی کی خاطر دیدہ و دانستہ چشم پوشی کی گئی ہے۔ کیا سرمایۂ دار منطق و فلسفہ اجمیری مولوی صاحب اس بیان کی تردید میں حضرت سلطان المشائخ سے زیادہ کوئی معتبر اور ثقہ راوی ایسا پیش کر سکتے ہیں جس کا یہ بیان ہو کہ سلطان العارفین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی، شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر رحمہم اللہ تعالےٰ کی بارگاہوں میں عجز و نیاز کیساتھ زمین بوسی نہیں کیجاتی تھی اور ان صلحائے امت کے نزدیک زمین بوسی حرام یا سجدہ تحیۃ حرام مطلق تھا۔

کیا فاضل منطق اگر سجدۂ تحیۃ کے منکر سیاح روم و شام کی جگہ محبوب الٰہی کی حضوری میں حاضر ہوتے تو بجائے خاموش ہو جانے کے حضور محبوب الٰہی کو خاموش کر دیتے؟ اور سجدۂ تعظیم کی حرمت دلائل و براہین سے ثابت فرما دیتے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہوگا پھر یہ قلمی ہنگامہ آرائیاں کیوں ہیں؟

سینہ گرم نداری مطلب صحبت عشق
آتشے نیست چو در مجمرہ ات عود مخر

زیادہ سے زیادہ اگر حضور محبوب الٰہی کے استدلال کا جواب دیا جائے گا تو شاید یہ کہ حضرت اقدس نے شافعی اصول کے مطابق سند پیش فرمائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ شافعی اصول ہی کے مطابق سہی با ہر حال قائلین حرمت کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ چہ جائیکہ اجمیر کے فاضل منطق جن کے نزدیک حرمت سجدۂ تحیۃ و تعظیم نص قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ یہ نص قرآنی لکھتے وقت فاضل اجمیر کی زبان قلم سے بیساختہ الحمد للہ علےٰ ذٰلک کا جملہ بھی اس لئے نکل گیا ہے کہ اب سجدۂ تحیۃ و تعظیم ادا کرنے والے فاسق و فاجر کہے جائیں گے اور مجوزین سجدۂ تعظیم کا فرو مشرک ثابت ہو جائیں گے۔ فنعوذ باللہ من ذالک۔ سچ فرمایا ہے بغداد کے مشہور عالم دار العلوم نظامیہ کے سند یافتہ عالم اور مردم خیز خطۂ شیراز کے نامی گرامی صوفی شاعر حضرت شیخ مصلح الدین سعدی نور اللہ مرقدہ نے

اگر بوسہ بر خاک مرداں زنی
بمردی کہ پیش آیدت روشنی
کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند
ہمانان کزیں توتیا غافل اند

(۴) سجدہ غیر اللہ کی حرمت قرآن پاک سے اور وہ بھی ایک ایسی آیت سے ثابت ہے جو بصورت حکم وارد ہوئی ہے یعنی آیۂ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر الخ

(۴) بادی النظر میں ظاہر بینوں کے لیئے فاضل منطق کا یہ استدلال قرآنی استدلال ہے مگر مبصران حقیقت کی نگاہوں میں اس استدلال کا دارومدار بھی صرف منطقی قیاس پر ہے۔ اور بس۔

دیکھو فاضل منطق کا بیان ہے کہ چاند سورج کو سجدہ کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور خالق کل کو سجدہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ لہذا جو ذات صفت خالقیت سے متصف ہے اُسی کو سجدہ کیا جانا چاہیئے۔ چاند سورج کو سجدہ کرنے کی ممانعت صرف چاند اور سورج ہی کیساتھ خاص نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ اس سے انکار کس کو ہے عالم اسلام کا کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو غیر اللہ کے لئے سجدۂ عبادت کو حرام نہ بتاتا ہو مگر یہاں سجدۂ عبادت سے کیا بحث ہے بحث سجدۂ تحیۃ کی ہے۔ مگر دیکھو فاضل منطق کی منطقیانہ حکمتوں کا اندازہ کرو کہ مضمون کے ابتدائی حصہ میں سجدہ کی دو قسموں کا جو انکار کیا تھا وہ صرف اسی آیت پاک سے استدلال کرنے کے لئے انکار کیا تھا کیونکہ سجدہ کی صرف ایک ہی قسم تسلیم کر لینے کے بعد آیۂ لاتسجدوا الخ سے حرمت سجدہ یقیناً ثابت ہو گئی گویا فاضل منطق نے اپنی دانست میں اپنی اس حکمت سے اپنے مدعا کو ثابت کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔

کیا یہ صریحی فریب آرائی نہیں ہے؟ اور پھر فریب آرائی بھی کس لئے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے میں آسانی ہو جائے۔ درآنحالیکہ سردار دو عالم کا ارشاد ہے

اخوف ما اخاف علی امتی
رجل متاول القرآن یضعہ فی غیر موضعہ

تو کیا یہ کلام الٰہی کے معانی میں تاویل نہیں کی گئی؟ درآنحالیکہ آیت مذکورہ کے آخری حصہ۔ ان کنتم ایاہ تعبدون سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ سجدۂ عبادت کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور اسی لئے دنیا کا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو ماسوا اللہ کے لئے سجدۂ عبادت کو حرام نہ سمجھتا ہو۔ غور کرو کہ نص قرآنی سے سجدۂ عبادت کی ممانعت ثابت ہوتی تھی مگر شیخ المنطق نے اپنی منطقی قطع و برید سے اسی آیت کو سجدۂ تعظیم کی حرمت کا سبب قرار دیکر سینکڑوں اور ہزاروں ہی نہیں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کے مشرک اور کافر ہونے کا فتوےٰ صادر فرما دیا۔ مگر

زپا درافتد و برخاستن محال بود
کسے کہ رہروی عشق سرسری داند

یعنی مآل کار وہی ناکامی اور نامرادی نصیب ہوئی جو ایسے مجسمہ عقل قیاس آراؤں کے حصہ میں آیا کرتی ہے۔ یعنی سارا راز طشت از بام کی طرح عالم آشکارا ہو گیا۔ اور دنیا نے اصل و نقل، حق و باطل، صدق و کذب، کا صحیح اندازہ کر لیا۔ اس لئے کہ آفتاب حقیقت کی جلوہ پاشیوں کو بطلان و ضلالت کی تاریکیاں کبھی جذب نہیں کر سکتیں۔

فاضل منطق کے فتوے پر تنقیدی نظر ڈالی جا چکی۔ اور غالباً اب اس کا فیصلہ آسان ہو گیا ہوگا۔ کہ فاضل منطق نے منطقی سحر کاریوں سے کیا کیا جوہر اور کیسے کیسے کمالات دکھائے ہیں۔

دل تو یہی چاہتا تھا کہ فاضل منطق کے اُس حصۂ مضمون سے بھی کچھ بحث کیجاتی جس میں شیخ المنطق نے صوفیائے کرام دورِ حاضرہ کی شان میں علانیہ اور اولیائے سابقہ کی جناب میں درپردہ شیع وار زبان درازی فرمائی ہے۔ مگر اس پوری عبارت کے جواب میں اس وقت میں صرف ایک شعر پر اکتفا کرتا ہوں جو آج سے صدیوں پہلے لسان الغیب کی زبان حق ترجمان سے صادر ہو چکا ہے وھو ہذا۔

مبیں حقیر گدایانِ عشق راکین قوم
شہان بے کمر و خسروانِ بے کلہند

اور آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ سجدۂ تعظیم کے جواز و عدمِ جواز کا مسئلہ ایک ما بہ الاختلاف مسئلہ ہے اس لئے ایک شیخ المنطق ہی نہیں بلکہ دنیا کے کسی عالم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اِس اختلافی مسئلہ میں مسلمانوں کے شرک و کفر کا سوال پیش کر دیا جائے۔ اُمید ہے کہ شیخ المنطق اس تنقیدی مضمون پر نظرِ انصاف سے غور فرمائیں گے اور اگر اس کے بعد بھی سخن نوازی کا سلسلہ جاری کیا گیا تو میں یہ کہوں گا۔

واعظا درگذر از قافلہ من کہ متاع
ہمہ گوش است وئے نذر خموشاں دارم

معتی

خاک نشیں آستانہ عالیہ اجمیر شریف

مُسلم خواتین

کے لئے علم ادب، اخلاق، معاشرت، صنعت وحرفت کی نایاب اور خانہ داری میں کام آنے والی بہترین کتابیں ہیں، مولانا شبلی رح خواجہ حالیؒ - اکبر حسین جج الہ آبادی اور سر اقبال جیسے قومی رہنماؤں نے ان کتابوں کی تعریف کی ہے اور سفارش فرمائی ہے۔

رسول عربی یوں تو رسول پاک کی سوانحعمریاں آپنے اکثر دیکھی ہوں گی مگر یہ کتاب خاص طور پر پردہ نشین بی بیوں کے لئے ایک ماہر تعلیم نسواں سے تصنیف کرائی گئی ہو جسکے مقبول اور مرغوب طبع ہونے کی بین دلیل یہ ہے کہ پندرہ سولہ مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ اکثر اسلامی مدارس میں بطور انعام تقسیم کیجاتی ہے۔ زبان نہایت سلیس اور طرز بیان دلکش ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر

اُمت کی مائیں اس کتاب میں آنحضرتؐ کی کل بی بیوں کے محقق حالات لکھے گئے ہیں اور آپ کے تعلقات اور اُن سے حسن سلوک کا بیان درج کیا ہے۔ پردہ نشین لائبریری آگرہ کے لئے خاص طور پر تیار کی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

بنت الرسولؓ سردار دو عالم کی صاحبزادی خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کے صبر وقناعت، رضا وتسلیم میں ان کی خانگی زندگی، سائل نوازی ریاضت ومشقت محبت پدری، ان کا درجہ خواتین اسلام میں تمام وکمال ملاحظہ فرمانا ہے تو مسلمان بی بیوں کو اس کی ایک جلد منگا کر ضرور پڑھنی چاہیئے۔ قیمت ۵ر

آداب نسواں زمانہ علم ادب کی کتابوں میں اس کتاب کا نمبر اول ہے۔ آداب اخلاق پند ونصائح کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کیا ہے زبان نہایت پاکیزہ خیالات ستھرے اور اسلامی طرز معاشرت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دس بارہ مرتبہ چھپ چکی ہے صفحات ۱۲۴ ٹائٹل رنگین قیمت فی جلد ۸ر

شوہر کی نصیحتیں اس لاجواب کتاب میں عورتوں کے لئے وہ بیش قیمت نصیحتیں اور کارآمد مشورے درج کئے ہیں جنکو پڑھ کر اور جن پر عمل کر کے ہر سمجھدار خاتون اپنے شوہر کو صرف اپنا گرویدہ بنا سکتی ہے۔ قیمت فی جلد ۴ر

چاند تارے چھوٹی چھوٹی دلچسپ اور دلکش نظموں کا مجموعہ بچوں اور بچیوں کے لئے جن کو زبانی یاد کر لینے کے بعد بچے اپنے لئے نصیحت کے سچے موتی رولتے ہیں زبان بہت آسان اور طرز ادا نہایت پسندیدہ ہے۔ قیمت فی جلد ۳ر

پہیلی نامہ کئی سو دلچسپ پہیلیاں درج کی ہیں جن میں سے اکثر حضرت امیر خسروؒ کی تصنیف ہیں۔ پہیلیاں نمبروار درج کتاب ہیں اور اُن کی بوجھ یا حل آخیر کتاب میں بطور انڈیکس کے دیدیئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۶ر

لوری نامہ روتے بچوں کو ہنسانے والی دلکش لوریاں قیمت ۲ر

ثریا بیگم بُری رسموں اور تباہ کن رواجوں کی اصلاح خود عورتوں کے ہاتھ ہے ایسی کتابوں کے پڑھنے سے خواتین اسلام کے خیالات میں کایا پلٹ ہو سکتی ہے قیمت ۳ر

نیا باورچی خانہ ہر قسم کے اسلامی اور ہندوانی کھانے پکانے کی ترکیبیں درج ہیں ایک لائق تعلیم یافتہ خاتون کی تصنیف ہے۔ قیمت ۸ر

صنعت خانہ تمام خانگی ضروریات کی چیزیں اس کتاب کی مدد سے تیار کی جا سکتی ہیں۔ کپڑوں کی رنگائی۔ صابن سازی وغیرہ وغیرہ قیمت ۴ر

حضرت صدیق اکبر خلیفہ اوّل کے صحیح حالات اور سوانح پاک قابل دید قیمت ۴ر

جذبات اسلام قومی اور تاریخی نظمیں اعلیٰ پایہ کے شعرا کی قیمت ۴ر

لایق ماں کا لایق بیٹا ہر کسی خاندان کی ترقی وتنزل کا دار ومدار گھر کی بی بی کی تعلیم پر منحصر ہے اس کتاب میں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ بیبیوں کی اولاد کا مقابلہ کر کے دکھایا ہے۔ نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے قیمت ۴ر

اصلاح الرسوم رسوم قبیحہ کا دفیہ اور کارگر علاج اگر معلوم کرنا ہے تو اس کتاب کو مسلم خواتین مطالعہ کریں۔ مولانا خاموش کی کارآمد تصنیف ہے قیمت ۳ر

عقیلہ بیگم ایک عاقل اور کفایت شعار بی بی نے اپنے ضدی اور ہٹ دھرم شوہر کو بالآخر کیسے راہ راست پر کیا بیحد دلچسپ اور نصیحت خیز قیمت ۳ر

جمیلہ خاتون ایک ضدی اور ناسمجھ خاتون زیور کی حد سے زیادہ دالہ وشیدا بالآخر اپنے ہٹ سے توبہ کرلی ہو بہت عبرت ناک ہو۔ قیمت ۳ر

چٹوری زبان مسلمانوں کے آبائی مرض کھانے اڑانے کا علاج مولانا خاموش کے پرزور قلم سے ایک کتابی شکل میں قیمت ۲ر

کفایت شعاری فضول خرچ مرد عورتوں کے لئے تازیانہ عبرت اور سبق دینے والی کتاب ہو۔ بڑے لوگوں نے اسے پسند کیا ہے قیمت ۲ر

ماں کی ممتا بے جا لاڈ اور پیار میں اولاد کس طرح بگڑتی ہے ایک دلچسپ فسانہ کی صورت میں دکھایا ہے۔ قیمت ۲ر

گھر اور گھر والی شریف بیبیوں کو حقوق شوہر۔ تربیت اولاد۔ انتظام خانہ داری معاشرتی وصنعتی تعلیم حاصل کرنی ہو تو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں قیمت ۳ر

چڑے چڑیا کی کہانی انسانی الفت اور محبت کا نمونہ بے زبان چڑیوں کی زبانی بیحد دلچسپ مکالمہ اور فسانہ ہے قیمت ۳ر

معرکہ تقدیر وتدبیر تقدیر وتدبیر جیسے مسئلہ کا حل دلکش پیرایہ میں مسلمانوں کے پڑھنے کی کتاب ہے۔ قیمت ۴ر

مجموعہ ظرافت مہذب لطیفوں کا مجموعہ دل بہلاؤ کا ذریعہ قیمت ۴ر

رباعیات حالی خواجہ حالی کی بے نظیر نصیحت خیز رباعیاں قیمت ۲ر

راہ جنت دلچسپ قصوں کی شکل میں اسلام پاک کی اعلیٰ تعلیم۔ کہیں کہیں دلکش نظمیں درج ہیں۔ قیمت ۳ر

مسدس حالی خواجہ حالی مرحوم کا پُر عبرت مسدس مدوجزر اسلام قیمت ۶ر

چُپ کی داد عورتوں کی حمایت میں خواجہ حالی کی مقبول نظم قیمت ۱ر

ضرور المسلمین نماز کے طریقے اور ارکان صلوٰۃ بتانے والی کتاب قیمت ۲ر

پھولوں کی چھڑی چھوٹی چھوٹی دلکش نظموں کا مجموعہ بچوں اور بچیوں کے لئے نصیحت خیز ہے۔ قیمت ..

یہ تمام کتابیں اس پتہ سے منگائیے :- مہتمم پردہ نشین لائبریری آگرہ (محصولڈاک ذمہ خریدار)

(نوٹ) البتہ کل کتابوں کا آرڈر دینے والوں کو محصولڈاک معاف ہو۔

ان کتابوں کے ملنے کا پتہ:- عزیزی پریس آگرہ (یو-پی)

رجسٹرڈ نمبر — بفضل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری — این ۲ ۴۱۲

اے دل و دیدہ ہمہ وقف خانۂ تو
بر من خاک آستانۂ تو

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ۲/

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس - ۷ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۲۸ء - یوم جمعہ | نمبر ۲۳

رشحات معینی

(از حضرت مولانا خواجہ سید عبد المعبود صاحب معینی اجمیری مد ظلہم مہتمم کرد گیری بیا حیدرآباد دکن)

شہے دارم گدا پرور جہانبانے خدا بینے
حبیب الخلق واللہ معین الحق والدینے

نگارے سر بسر جانے سراپا نور ایمانے
دلش مشکوۃ رحمانے رخش مرآت یسینے

ہجوم چشتیان بر درگہش خوش منظرے دارد
کلیم اللہیان جمعند گرد طور سینینے

فقیران جہاں خریدارش نظام از دل گرفتارش
بہ بزم خواجگان ذاتش چو مہ در عقد پروینے

سگ کویت معینی را بکے دور از درش داری
ز فرقت زار و غمگینے بغربت خوار و مسکینے

رشد و ہدایت

(۔۔۔ [illegible] ۔۔۔)

السعید ۔۔۔ ایک شیخ
حقیقی صوفی ۔۔۔ معانی
نشر ۔۔۔ اور کوئی چیز ۔۔۔

مجھ کو تری بیٹھا گیا سکا جلوے بیتیاں رہو
اک نیا مرحلہ ہے روز آستانے کے لیے

(معینی مدظلہ)

جمعہ ۷ رجب ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۱ / دسمبر ۱۹۴۸ء

عرس

کل ۶ رجب کو عرس ختم ہوگیا۔ صبح کو حسب دستور سماع خانہ میں باقاعدہ ساڑھے گیارہ بجے دن سے محفل سماع شروع ہوئی اور ڈیڑھ بجے قل اور فاتحہ پر عرس کا اختتام ہوا۔ قل کے بعد گنبد شریف میں عقیدتمندوں کا ہجوم و اژدحام اور پھر اس خاص وقت میں نزول انوار و برکات کا عالم حقیقت یہ ہے کہ صاحبان دل ہی۔۔۔۔ کچھ اس کا حظ اٹھا سکتے ہیں۔ خدا ہی کو علم ہے کہ کتنے دولت عرفان سے مالا مال ہو کر۔۔۔۔۔۔۔ رخصت ہوئے اور کتنے ہی اپنی دینوی مرادوں کے سلسلہ میں گوہر مقصود سے جھولی بھر کر گئے۔ غرضیکہ جود و عطا کا ایک سمندر موجیں مار رہا تھا بخشش و نوال کا خزانہ کھلا ہوا تھا اور اذن عام تھا کہ قسمت والا آئے اور بھر بھر کر لیجائے۔

ہندوستان کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو اس سعادت سے محروم رہا ہو۔ مدراس بنگال دکن پنجاب بہار گجرات۔ یو۔ پی سرحد غرضیکہ ہندوستان کے ہر صوبے سے عقیدتمند اور زائرین کثیر تعداد میں حاضر ہوئے تھے۔ قل کے بعد سے زائرین کی اجمیر سے روانگی شروع ہوگئی ہے لیکن آج جمعہ ہونے کی وجہ سے ایک کثیر تعداد زائرین کی نماز جمعہ کی شرکت کیوجہ سے ٹھہر گئی ہے۔

[illegible] ۔۔۔ سے ۔۔۔ اب شرف ایاب شرعی رکھتا ہے ۔۔۔ غسل ۔۔۔ ۵ رجب کو ۴ بجے صبح کو آخری غسل ہوگا اس غسل کے موقعہ پر گنبد شریف میں دیوان صاحبزادی صاحبہ کے علاوہ سوائے حضرات خدام عالی مقام اور چند مخصوص بہشتیوں کے اور کسی شخص کو شرکت کی اجازت نہیں ہے غسل کے بعد اس سلسلہ میں پوری درگاہ شریف دھوئی جاتی ہے جس کے دھونے اور صفائی کرنے میں عقیدتمند حضرات کی ایک کثیر تعداد شامل ہوتی ہے اور اس کے بعد سے عملاً عرس کا اختتام ہوجاتا ہے۔

زائرینِ آستانہ

حضرت خواجہ شاہ لطیف میاں صاحب خلف و خلیفہ حضرت خواجہ شاہ فرید میاں صاحب سجادہ نشین احمد آباد شریف بھی تشریف لائے ہوئے ہیں اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد جان صاحب کے مکان پر فروکش ہیں۔

حضرت خواجہ شاہ عزیز میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ نیازیہ بھی شریک عرس ہوئے ہیں اور جناب صاحبزادہ سید فتح محمد صاحب کے یہاں قیام پذیر ہیں

حضرت مولانا شاہ ولایت حسین صاحب سجادہ نشین آلہ آبادی اجمیر شریف تشریف لائے ہیں۔

حضرت شاہ پیر عبدالشکور صاحب سجادہ نشین خانوادہ ابو العلائیہ بھی اجمیر شریف میں اپنے خلیفہ مجاز جناب قائل صاحب کے مکان پر مقیم ہیں۔

سیٹھ تار محمد ایوب صاحب اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید ظہور الحسین صاحب مولا میاں کے مکان پر نواب صالح محمد صاحب اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد عظیم صاحب کے یہاں اقامت گزین ہیں۔

ان حضرات کے علاوہ بہت سے زائرین اپنے اپنے وکلاء کے مکانوں پر مقیم ہیں۔

اجمیر شریف خالص سوادیشی مل کا کپڑا

غالباً حاضرین آستانہ یہ بات سنکر خوش ہونگے کہ خالص اجمیر شریف میں بھارتی قومی کمپنی پارچہ بننے کی جاری ہوئی ہے جس میں خالص سوتی نفیس عمدہ پارچہ طیار کیا جاتا ہے جو بیرونی کپڑے سے ارزاں اور مضبوط ہے زائرین آستانہ و حاضرین عرس شریف سے استدعا کرتے ہیں کہ اس قومی کارخانہ کا مال خرید کر اجمیر شریف کا تحفہ ہمراہ لیجائیں اور اپنے عزیز و احباب کو دیں جو تحفہ کا تحفہ اور تبرک کا تبرک ہے اس مل کو نمائش میں طلائی تمغہ بھی ملا ہے۔

یہ دوکان درگاہ بازار مقابل گلی مدد شہید قائم ہے تشریف لائیے اور رام ناتھ صاحب بجاج نمبر سول ایجنٹ سے ہر قسم کا مال ملاحظہ فرمائیے۔

مدرسہ معینیہ اسلامیہ تعلیم النسواں اجمیر شریف کی خواجہ کے عقیدتمندوں سے التماس

اجمیر میں حضرت خواجہ بزرگ کی زیر سرپرستی مدرسہ معینیہ تعلیم النسواں قائم ہے۔ سوا سو لڑکیاں بلا فیس تعلیم پا رہی ہیں یتیم و لاوارث لڑکیاں کو کتابیں بھی مفت دیجاتی ہیں۔ اسوقت مدرسہ کو اپنی مالی مشکلات کی وجہ سے ترقی تو درکنار اپنا قیام بھی مشکل ہوگیا ہے۔ خواجہ بزرگ کے لاکھوں عقیدتمند زائرین سے توقع ہے کہ وہ اس مدرسہ کی مالی امداد فرما کر اپنی اسلامی ہمدردی کا ثبوت پیش کریں گے اور حضرت خواجہ بزرگ کی خوشنودی حاصل کریں گے۔

نوٹ یتیم و لاوارث بچیوں کو بلا فیس مدرسہ میں داخل کیا جاتا ہے اور انکے تمام مصارف خورد و نوش وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہے

الداعی الی الخیر

شیخ غلام رسول سکرٹری مدرسہ معینیہ اسلامیہ تعلیم النسواں محلہ سوگران اجمیر

سجدۂ عبادت و سجدۂ تعظیم کے مسئلہ میں

جناب فضائی کے تبصرہ باد ہوائی!

پر ایک نظر

از جناب مولوی محمد سعید نعیم صاحب [illegible] اجمیری

آج میرے سامنے اجمیر کے ایک نام نہاد اخبار کا وہ صفحہ لایا گیا ہے جس میں اسی اخبار کے ایڈیٹر نے مولانا معنی اجمیری کے اس مضمون پر تبصرہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جو اخبار آستانہ کے عرس نمبر میں شائع ہوا ہے اور جس میں مولانا معنی اجمیری نے مولوی معین الدین صاحب کے فتوے پر تنقید فرمائی ہے۔

بیچارے فضائی صاحب جو بقول جناب اکبر حیدری (آنجہانی رسالہ کیف) کے خود نما ایڈیٹر ہیں۔ اور جن کے لئے یہ اتفاق جیسے ایک نام نہاد اخبار کی ادارت سرمایۂ اعزاز و افتخار رہے اور جن کی اصطلاح میں مہمل نویسی کو ادب لطیف کہا جاتا ہے خدا کی شان کہ وہی فضائی صاحب آج اپنی شخصیت نوازی شہرت طلبی کی ناکام آرزو اپنے دل میں اور اس کی تکمیل کا سودائے خام اپنے سر میں لئے ہوئے اب مسائل دینیہ پر نقد و تبصرہ کرنے نکلے ہیں اور وہ بھی کرایہ کے مضمون سے۔

توانگر دلے نہ بہم شوکت دریا میدانی
اسیر عذر تنگی وسعت صحرا نمیدانی

میں مولانا معنی کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ ایسے ناقابل التفات افراد مہمل نویس مدعیان ادب و انشاء کی ایسی تحریروں کا جواب دینے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں [illegible] مجھے یقین ہے کہ مولانا معنی اجمیری بھی بیچارے فضائی صاحب کی.. کج فہم فطرت کو معذور سمجھیں گے۔ اور اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما پر عمل فرمائیں گے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہوتے ہیں کہ فضائی صاحب کی زبان اور ان کے قلم سے اگر ناقابل اعتنا ہیچ از اسقام و اغلاط کوئی تحریر نکل جائے تو اس پر کوئی شخص نظر نہ ڈالے اسلئے کہ انسانی طبائع مختلف ہیں اور ان کا یہ اختلاف گواہ عادل ہے کہ بعض اوقات بعض سخن پروروں کے نقوش قلم بھی طلسم فریب بنجاتے ہیں اور عوام سادہ لوح اس کی ظاہری لفظی نمائش کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں باوجودیکہ اس میں کوئی معنوی خوبی نہیں ہوتی اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فضائی صاحب کے اس مضمون پر ایک سرسری نظر ضرور ہی ڈال لی جائے تاکہ فریب عبارت کا یہ جادو کارگر نہ ہو۔

....

مولانا معنی اجمیری نے مولوی معین الدین صاحب کے فتوے پر جو تنقید فرمائی ہے.. اس میں صرف ان لغزشوں کی صراحت فرمائی ہے جو مولوی صاحب کے قلم سے صادر ہوئی ہیں مولوی صاحب نے صاف طور پر یہ کہا ہے کہ اسلام میں سجدہ کی دو قسمیں نہیں ہیں گویا یہ معنے ہوئے کہ سجدہ صرف ایک ہی قسم کا ہوتا ہے اور وہ صرف یہی سجدہ عبادت ہے مولانا معنی نے اسی پر اعتراض کیا ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کے اس بیان کو دنیا کے کسی مفسر کی تائید حاصل نہیں ہے لیکن فضائی صاحب مولوی صاحب اجمیری کی تائید میں مفسرین کے اقوال پیش کرنے کے بجائے یہ لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب کے فتوے میں اسی سجدہ سے بحث کی گئی تھی جس کی تشریح وضع الجبہۃ علی الارض (یعنی زمین پر ماتھا ٹیکنا) ہے۔ دراں حالیکہ مولوی صاحب کے فتوے کی پوری عبارات پڑھ لینے کے بعد بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مولوی صاحب صرف سجدۂ عبادت کی حرمت فرماتے ہیں..... اگر مولوی صاحب کا واقعی یہ مقصد تھا تو ان کو صاف طور سے اس کی صراحت کر دینی تھی۔ یا اگر فضائی صاحب اپنے قول میں سچے ہیں تو آستانہ بوسی کے جواز کا فتوی اب مولوی صاحب سے لکھا کر شائع کر دیں۔

اسی طرح فضائی صاحب کا یہ قول صداقت اور سچائی سے بالکل مبرا ہے کہ مولوی صاحب نے کسی کو مشرک اور کافر نہیں بنایا کیا صاحب جبکہ مولوی معین الدین صاحب نے بلا تخصیص سجدہ کی حرمت نص قطعی سے ثابت کر دی تو کہئے کہ وہ مجوزین سجدہ کو کیا نہیں سمجھے کافر یا ایماندار فضائی صاحب کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ صرف باتوں کے طوطا مینا بنا.. اثبات مدعا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ فضائی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر معنی صاحب کے نزدیک ہے سجدہ وضع الجبہۃ علی الارض کے عدم جواز کی بحث ناجائز ہے تو وہ ہمت کر کے مدعی جواز کیوں نہیں ہو جاتے دراں حالیکہ ۲۰×۳۰ سائز کے پورے آٹھ صفحوں پر نصیر آباد کے ایک صاحب نے مولوی.. صاحب کے فتوے کی تردید کرتے ہوئے سجدۂ تعظیم کے جواز میں ایک بسیط و مدلل مضمون لکھا ہے اگر فضائی صاحب اس مضمون کا جواب لکھدیتے تو آج وہ مستحق تھے کہ مولانا معنی اجمیری کو اس قسم کا چیلنج دیتے۔ اس مضمون میں فضائی صاحب کا شاعرانہ استدلال بہت ہی زیادہ مضحکہ خیز ہے کہ حضرت امام الوقت مولانا محمد قیام الدین عبدالباری نور اللہ مرقدہ اور مولوی صاحب اجمیری کے مسلک میں صرف یہ فرق ہے کہ مولوی صاحب نے جس کو حرام کہا ہے حضرت امام الوقت نے اوس کو کفر کی حد تک پہونچا دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فضائی صاحب کو حضرت امام الوقت کی وہ عبارت پھر پڑھنا چاہیئے اور غور فرمانا چاہیئے جس میں انخفاض اور انحنا کو سجدہ تحیہ کہا گیا ہے۔ اور اس کے ناجائز ہونے سے انکار فرمایا ہے اگر فضائی صاحب حضرت امام الوقت کی اس تحریر پر یقین کرتے ہیں تو ان کو یہ لازم ہے کہ صاف طور سے... مولوی صاحب اجمیری کی اس غلطی کا.. اعتراف کر کے اس کے قائل ہو جائیں کہ سجدہ عبادت اور [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ان ۴۱۲

بظل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رض

(جامیؒ)

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سرِ من خاکِ آستانۂ تو

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ۱ر

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

نمبر ۲۴	اجمیر القدس ۲۱ - رجب المرجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۴ - جنوری ۱۹۲۹ء - یوم جمعہ	جلد ۱

حقایق

(از حضرت مولانا شاہ محمد غوث الاسلام صاحب انصاری غوث)

جوششِ قلبِ مضطرب را تا کجا اخفا کنیم — ہاں بیا تا صد اثر از یک دعا پیدا کنیم
مہر ما گر سایۂ رحمت بما بر افگند — ذرہ را مہر و مہ یک قطرہ را دریا کنیم
صورتِ یارانِ خود جوشِ یقین یارا بہ بخش — کانتقال از شہر لا در کشورِ الا کنیم
زود تر دست ہمتہائے ما نیرو بہ بخش — نقد جانہا تا نثار ملتِ بیضا کنیم
سینۂ ما شد مشبک از خدنگِ چرخ — دست بر دلہا بنہ تا چند واویلا کنیم
ما ز روزِ اولیں از سفتہ گوشانِ تو ایم — جز تو از نزلِ بلاہا از کہ استدعا کنیم
زشتیٔ اعمال ما ما را ز تو محجوب ساخت — ما بدیں بے مایگی از عشقِ تو دعویٰ کنیم
یا شفیع المذنبیں بر حالِ ما رحمت نما — ذاتِ تو ما وائے ما تا چند ما اوا کنیم
عونِ روحِ خویشتن را یارِ ما کن یا نبی — صد امیدِ مردہ را از یکدمت احیا کنیم
گر دمے جان آفرینت بر دمے مادرِ مدد — مدّ آہِ نار سا را غیرتِ طوبیٰ کنیم
گر ضمیرِ روشنت تابے بما بر افگند — ذرہ ذرہ را ز بود خود یدِ بیضا کنیم
عکسِ حسنِ تست ایں آئینۂ ہستی نما — ما بلوحِ دل چساں نقشِ دگر پیدا کنیم

لاجرم اے غوث کیف زندگی ما ہمیں ست
دیدۂ دل محوِ حسنِ شاہدِ بطحا کنیم

منقبت

(از جناب شاہ عبید اللہ صاحب بدنام امروہوی)

زیبد ترا شاہنشہی شاید ترا ہر سروری — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
اے والئے و سلطانِ من آقائے من مولائے من — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
کردی عطا گنجِ دغنا بردی ز من رنج و عنا — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
لطفِ علیؓ مرتضیٰ بر تو عطائے مصطفیٰ — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
بر من چو داری التفات زیبد ترا جود و عطا — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
اے والیٔ ما بیکساں وے ہادیٔ ما گمرہاں — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
شاہانِ عالم بر درت مثلِ گدا و چاکرت — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
مشکل اگر آید بکس باید کہ گوید ہر نفس — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
چوں بر زمانِ قدسیاں جاری بنا شد ہر زماں — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
من گرچہ بد نے چاکرم دارم ز تو چشمِ کرم — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری
جانِ من و جانانِ من دینِ من و ایمانِ من — خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری

در دو جہاں بدنام را ملجا توئی ماویٰ توئی
خواجہ معین الدین حسن چشتی حسینی سنجری

رشد و ہدایت

(امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ)

لَوْ لَا خَمْسُ خِصَالٍ لَصَارَ النَّاسُ كُلُّهُمْ صَالِحِيْنَ وَ اَوَّلُهَا الْقَنَاعَةُ بِالْجَهْلِ وَالْحِرْصُ عَلَى الدُّنْيَا وَالشُّحُّ بِالْفَضْلِ وَالرِّيَاءُ فِي الْعَمَلِ وَالْاِعْجَابُ بِالرَّاْيِ +

تشریح! اگر یہ پانچ عادتیں دنیا میں نہ ہوتیں تو تمام لوگ نیک ہوجاتے (۱) جہالت پر قناعت (۲) دنیا پر لالچ (۳) زیادتی کے ساتھ بخل (۴) کاموں میں مکاری (۵) اپنے آپ سب سے اچھا عقلمند سمجھنا۔

مجھکو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے
(معینی مدظلہٗ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ - ۲۱ - رجب ۱۳۴۷ھ | نمبر ۲۴

آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس

امسال آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس زیر صدارت آنریبل جسٹس ڈاکٹر شاہ سلیمان صاحب جج الہ آباد ہائیکورٹ ۲۶، ۲۷، ۲۸، دسمبر ۱۹۲۸ء کو اجمیر شریف میں منعقد ہوا۔

مسلمانان ہند کے ایک عظیم مرکز عقیدت ہونے کے لحاظ سے اجمیر کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، اور پھر عرس شریف کے کچھ ہی دن بعد اجلاس کانفرنس کے انعقاد کو دیکھتے ہوئے ہر مسلمان یہ امید قائم کرنے میں حق بجانب تھا۔ کہ کانفرنس کے اجلاس نہایت شاندار، نہایت کامیاب، اور نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہونگے لیکن افسوس کہ تمام امیدیں، ساری آرزوئیں ختم ہوگئیں اور نتیجہ بالکل برعکس ہوا - اور وہ باشندۂ اجمیر جس کے دل میں اسلامی ہمدردی کے علاوہ اپنے وطن اور اہل وطن کی بھی کچھ نہ کچھ محبت ہے کانفرنس کی اس ناکامی پر تاسف ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

پچھلے سال کا واقعہ ہے کہ خان بہادر سر شیخ عبد القادر کی زیر صدارت مدراس میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی اور باوجودیکہ باشندگان مدراس کی زیادہ تعداد اردو زبان سے بالکل ناآشنا ہے۔ مگر شعبۂ تبلیغ و اشاعت کی کارگزاری کہو یا اہل مدراس کا قومی اور تعلیمی ذوق و شوق سمجھو بہرحال شرکت کرنے والوں کے ہجوم اور انکی کشمکش کا یہ حال تھا کہ بالآخر مجبوراً داخلہ بند کردینا پڑا۔

برخلاف اس کے اجمیر شریف جیسے شہر میں جو ہندوستان کے کروڑوں انسانوں کا قبلۂ عقیدت اور مرکز آمال ہے اور یہاں کے مسلمان زبانِ اُردو کی چاشنی سے اچھی طرح لذت آشنا ہیں کانفرنس منعقد ہوتی ہے مگر شرکت کرنیوالوں میں زیادہ تعداد مدرسوں، اسکولوں، کالجوں، کے اُن طلبا کی تھی جو والنٹیرز کی حیثیت میں کانفرنس کی خدمات انجام دینے والے تھے۔

اس کے علاوہ ان تمام امور سے قطع نظر کرکے ستم بالائے ستم تو یہ تھا کہ باشندگانِ اجمیر کی زیادہ تعداد کانفرنس کے انعقاد اور اس کے مقصد انعقاد سے بھی قطعاً ناواقف تھی، اور یہ صرف اس وجہ سے کہ کانفرنس کے انعقاد اور مقصدِ انعقاد کی تبلیغ و اشاعت جیسی کہ چاہیئے تھی ہرگز نہیں کیگئی۔

چنانچہ صاحب صدر سے لیکر بیرونی تمام معزز شرکائے کانفرنس نے کانفرنس کی اس ناکامی کو کافی محسوس فرمایا۔ باوجودیکہ دنیائے اخلاق رسم عام کے مطابق اُن کیجانب سے اظہار تشکر و امتنان ضرور کیا گیا۔

تو کیا مسلمانانِ اجمیر اپنے فرض سے غافل رہنے کے ملزم قرار دیئے جائیں گے اور کیا اجمیر کی سرزمین پر بسنے والے بندگانِ خدائے واحد اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی کوشش نہ کرنیکے مجرم کہلائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ اسلئے کہ اسکی تمام تر ذمہ داری صرف اُن اصحاب پر عاید ہوتی ہے جنہوں نے کانفرنس کو مدعو کیا، اور اس طرح مدعو کیا کہ اسکو کامیاب بنانے کے لئے سیر چشمی اور فراخ حوصلگی سے کام نہیں لیا۔

ذاتی اختلافات، باہمی نزاعات، فروعی مناقشات، ہمیشہ محدود ہوا کرتے ہیں اور انکو محدود ہی ہونا چاہیئے چہ جائیکہ مذہبی، قومی، ملکی، معاملات میں بھی اُسی جذبۂ انتقام و غضب سے کام لیا جائے جس سے مغلوب ہوکر مابہ النزاع امور، اور مابہ الاختلاف مباحث میں زبان و قلم کی معرکہ آرائیاں قائم کیجاتی ہیں ہمارے خیال میں چالیس سال کے بعد یہ پہلی کانفرنس ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے آپ اپنی نظیر و مثال ہے - اور سچ پوچھو تو اہل اجمیر کے دامن پر یہ ایک ایسا بدنما داغ یا دھبہ ہے جو اسُ وقت تک نہیں مٹ سکتا جبتک کہ اس کانفرنس کے شاندار اور کامیاب اجلاس دوبارہ پھر اجمیر شریف میں نہ ہوجائیں۔

ہم جناب صدر آنریبل جسٹس شاہ سلیمان صاحب الہ آبادی کے تہ دل سے شکر گزار ہیں کہ موصوف نے حالات و واقعات سے آگاہی پاتے ہی اپنے دستخط سے اکثر معززین شہر کی خدمات میں دعوت نامے ارسال فرمائے چنانچہ صاحب موصوف و ممدوح کی خلوص و ہمدردی کا اثر و نتیجہ تھا کہ پہلی نشستوں کی نسبت پچھلی صحبتوں میں اہل اجمیر کچھ زیادہ تعداد میں یک نظر آئے تھے باہرحال کانفرنس کے اجلاس ختم ہوگئے - اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے بہت سی تجاویز ارباب حل و عقد، اور اصحاب نظر و بصیرت نے پاس کردیں۔ خدا کرے کہ تمام تجاویز بصورتِ عمل رونما ہوکر مسلمانوں کی حقیقی ترقی کا سبب قرار پائیں۔

لمحاتِ فکریہ

عرس مبارک

بحمد اللہ کہ عرس شریف کا سعید و مبارک زمانہ خیر و خوبی سے گزر گیا۔ گزشتہ سال کی بہ نسبت امسال سردی کم تھی جسکی وجہ سے غریب و فقرا کو زیادہ تکلیف نہ اٹھانی پڑی، اور درگاہ شریف میں پارسال کی طرح موسم سرما کی شدت سے کوئی موت بھی نہیں ہوئی۔ سررشتہ تولیت کا انتظام بھی معقول رہا۔ مقامی پولیس کی ان تھک کوششوں سے امسال چوری وغیرہ کے کیس بھی کم ہوئے - اور یہ سب کچھ انچارج میلہ نصر اللہ خانصاحب کے حسن انتظام کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ سردار پرتھ پال سنگھ صاحب سب انسپکٹر ایام عرس میں شبانہ روز نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ درگاہ شریف میں انتظامی گشت لگاتے رہے چنانچہ وارداتوں کے کم ہونے کی یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی۔

مولٰنا محمد علی کو غدارِ وطن کا خطاب

مولٰنا محمد علی کا یورپ سے واپس آکر نہرو رپورٹ پر اظہار خیال کرنا تھا کہ سارے ہندوستان میں اس سرے سے لیکر اُس سرے تک ایک ہیجان عظیم پیدا ہوگیا اور وہی ہستی جو کل تک ہندوستان کی مسلّم لیڈر اور آزادی ہند کی علمبردار سمجھی جاتی تھی آج برادران وطن کیجانب سے کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو اسکو خائن، غدار، متعصب، تنگ نظر، اور آزادی ہند کا دشمن ثابت کرنیکے لئے نہ کہا جارہا ہو یہ سب کچھ اسلئے اور صرف اسلئے ہورہا ہے کہ مولٰنا نے نہایت آزادی کیساتھ نہرو رپورٹ کی مخالفت کی اور اسمیں مسلمانوں کیساتھ جو غیر رواداری اور تعصب برتا گیا ہے اور جس بیدردانہ طریقہ سے انکے حقوق کو تلف کیا گیا ہے اسپر ڈاکٹر انصاری اور مولٰنا ابو الکلام آزاد کیطرح آمنا و صدقنا کہکر ایمان نہیں لے آئے۔

جس قوم کی ذہنیت اسقدر پستی پر اتر آئی ہو اور جسکا تعصب اس درجہ بڑھ گیا ہو کہ اپنے نفع کیخاطر ہی نہیں بلکہ محض اسوجہ سے کہ مسلمانوں کے درپئے آزار ہو کر وہ مسلمان ہیں اُس سے کسی قسم کی بہتری کی اُمید رکھنا اور یہ خیال کرنا کہ اسکے ساتھ متحد ہوکر ہم آزادی کی پرخطر راہ کو امن و امان اور کامیابی کیساتھ کرلیں گے نہ صرف یہ کہ ایک دلخوش کن خیال اور واہمہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ یہ دراصل اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا ایک سخت احمقانہ اور مجنونانہ فعل ہوگا۔ مولٰنا کو انکی ہندو پرستی کی کافی سزا مل گئی۔ اور اب غالباً انکی بھی آنکھیں کھل گئی ہونگی اور وہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ آزادی صرف اپنے بل بوتے اور اپنی ہی قوت بازو سے حاصل ہوتی ہے اور مسلمان اپنی آزادی کیلئے کبھی دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔

معذرت

[illegible]

خواجۂ بزرگؒ اور تبلیغ اسلام

(از مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی ندوۃ العلماء رفیق دارالمصنفین اعظم گڈھ)

یہ مضمون مولانا نے دراصل عرس نمبر کیلئے ارسال فرمایا تھا لیکن ہمیں سخت افسوس ہے کہ ہمارے پاس بتاخیر پہنچا کہ ہم اسکو عرس نمبر ،، میں شائع نہیں کر سکے جسکے لئے ہم مولانا سے معذرت خواہ ہیں اور آج کی اشاعت میں شکریہ کیساتھ اس مضمون کو شائع کرتے ہیں مضمون ادبی اور تاریخی دونوں حیثیتوں سے اہم اور دلچسپ ہے اور ہمیں امید ہے کہ ناظرین آستانہ اسکو خاص توجہ اور دلچسپی سے پڑھینگے۔ مدیر

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت اور توحید الٰہی کی تبلیغ کا آغاز پہلی صدی ہجری سے ہو چکا تھا اول اول عرب تجار نے ملیبار سندھ ، گجرات ، اور سواحل بنگال ، میں اسلام کی اشاعت کی ملیبار میں موپلا قوم انہیں عربوں کی یادگار ہے اور اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں سندھ کے متعدد راجگان مشرف باسلام ہوئے[1] پھر جوں جوں اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اسلام کو فروغ ہوتا گیا چھٹی صدی کے آخر تک غزنوی غوری اور غلام سلاطین کی حکومتیں قائم ہوئیں اور انکی حوصلہ مندیوں نے کوہستان ہند میں توحید کا علم نصب کر دیا لیکن عام طور پر اسلام کی روشنی ان سلاطین کے رقبہ حکومت میں محدود رہی اور جن مقامات پر انکا اثر و نفوذ نہ تھا وہ ابھی تک بدستور تیرہ و تار ہو رہے تھے اور گو انکی اولوالعزمی نے ہندوستان کا نقشہ بدل دیا لیکن اقلیم کفر و مملکت شرک کی تسخیر ان کے دسترس سے باہر تھی اس کے لئے ان نفوس قدسیہ کی ان اخلاقی اور روحانی قوتوں کی ضرورت تھی جس نے ایک صدی کے اندر اندر افریقہ سے لیکر چین تک منور کر دیا تھا ، ضلالت کدہ ہند میں اسلام کی تبلیغ کا فخر ازل سے حضرات صوفیائے کرام اور خاص طور اس زمرہ کے سرگروہ ..

سلطان المبلغین حضرت خواجہ معین الدین سجزی کے لئے مقدر ہو چکا تھا راجپوتانہ کے علاقہ میں گو مسلمان آپکے پہلے پہنچ چکے تھے لیکن یہاں ان کا کوئی پرتو نہ پڑا تھا سب سے پہلے آپ ہی کی ذات سے یہاں اسلام کی شمع روشن ہوئی اور ہزاروں گم گشتگان بادیہ ضلالت کو آپکے فیض سے ہدایت ملی ، افسوس ہے کہ مورخین اور ارباب سیر آپکی تبلیغی سرگرمیوں اور اسکے اثرات و نتائج کی تفصیلات نہیں لکھتے بالاجمال صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپکے جانشینوں نے ہزاروں گم کردگان راہ کو راہ راست دکھائی تاہم تلاش و جستجو سے جس قدر مواد ملتا ہے اس سے آپ کے عظیم الشان کارناموں کا سرسری اندازہ ہو جاتا ہے ، آپکی تبلیغی سرگرمی ہندوستان کے ورود سے بہت پہلے شروع

[1] بلاذری صفحہ ۴۴۶

ہو چکی تھی جس زمانہ میں آپ بغداد میں تشریف لے گئے تھے اسی زمانہ میں آپکے زہد و ورع کی شہرت ہو چکی تھی اور مسلم اور غیر مسلم سب حصول فیض کے لئے آتے تھے اسی زمانہ میں چند آتش پرست آپ سے ملنے آئے آپنے ان کو ہدایت کی اور فرمایا بے دینو تمہیں خدا سے شرم نہیں آتی کہ غیر خدا کی پرستش کرتے ہو یہ لوگ عرض گذار ہوئے آقائے من ہم لوگ آگ سے ڈرتے ہیں کہ مبادا یہ ہم کو خاکستر کر دے فرمایا احمقو جب تک خدائے واحد کی پرستش نہ کروگے اس وقت تک تم کو اس سے نجات نہیں مل سکتی آتش پرستوں نے کہا آپ خدائے واحد کے پرستار ہیں اگر آپ کو آگ گزند نہ پہنچائے تو ہم کو آسمانی خدا کا یقین ہو اور ہم اس پر ایمان لائیں آپ کے لئے یہ کوئی دشوار مرحلہ نہ تھا اتمام حجت کے لئے یہ بھی کر دکھایا اور آتش پرست اسیوقت صدق دل سے تائب ہو کر اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔[1]

لیکن آپ کی حقیقی تبلیغی زندگی ہندوستان میں آکر شروع ہوئی یہاں آنے سے بیشتر جن جن مقامات پر آپ تشریف رکھ چکے تھے ان میں سے اکثر مقامات اسلام کے اثر سے متاثر ہو چکے تھے اس لئے وہاں زیادہ جد و جہد کی ضرورت نہ تھی ، آپ کے لئے بہترین میدان عمل ہندوستان کا ظلمتکدہ تھا چنانچہ حسب بیان صاحب سیرالاقطاب جب آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور آستانہ نبوی پر حاضر ہوئے تو آپ کو دربار رسالت سے ہندوستان کی رشد و ہدایت کا منصب تفویض ہوا[2] اور پہلے آپ دلی آئے کچھ دنوں بعد غوغائے خلق سے گھبرا کر اجمیر وارد ہوئے مسٹر آرنلڈ نے دعوت اسلام میں ایک روایت نقل کی ہے کہ دلی سے اجمیر آتے آتے آپ نے سات سو ہندوں کو مسلمان بنایا[3]

بہر حال جس زمانہ میں آپ اجمیر وارد ہوئے یہاں کوئی خدا کا نام لیوا نہ تھا ہر فرد بت پرستی کے طلسم میں گرفتار تھا اسلئے آپنے قیام کے لئے وہ جگہ منتخب فرمائی جو اس ضلالت کا سرچشمہ تھی یعنی اناساگر کا کنارہ جو صنم کدوں سے پٹا ہوا تھا چونکہ اس مقام پر کبھی اسلام کا سایہ نہ پڑا تھا اسلئے ہنود پر ہین انکے صنم کدوں کے درمیان ایک مسلمان کا قیام بہت گراں گذرا اور ان میں ایک شور برپا ہو گیا اور جوق جوق ہندو راجہ اجمیر کے پاس فریاد لیکے پہنچے راجہ نے عہدہ داروں کو فوراً خواجہ بزرگ کے خارج البلد کرنے کا حکم دیا لیکن یہ سب ناکام رہے تو دوسرے دن خود پجاریوں نے رام دیو مہنت کی سرکردگی میں آپ پر یورش کی لیکن خواجہ بزرگ کے روحانی کرشمہ نے خود رام دیو کو کفر کی آغوش سے کھینچکر اسلام کے دامن میں لے لیا اور پھر اس نے خواجہ کی طرف سے مدافعت کر کے ان حملہ آوروں کو منتشر کیا۔[4]

رام دیو کے اسلام سے ہندوؤں کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی ساحر ہے جس نے ان کے ایک مقدس فرد کو مسحور کر لیا ، چنانچہ یہ لوگ اپنے یہاں کے ایک مشہور ساحر جیپال کو لے کر خواجہ بزرگ کے مقابلہ کو آئے لیکن خواجہ بزرگ کی روحانی قوتوں نے اسکی ساحری کا طلسم باطل کر دیا اسکو بھی آپ کے مقابلہ میں سپر ڈالنی پڑی آخر میں اسلام کے سحر

[1] سیرالاقطاب صفحہ ۱۰۴ [2] دعوت اسلام صفحہ ۱۰۳ [3] خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۲۶۰

سے مسحور ہونا پڑا اور شرف باسلام ہونے کے بعد اسقدر مجاہدات کئے کہ حسب بیان ارباب تذکرہ خواجہ بزرگ نے اسکو خلافت کا شرف بخشا۔

غرض ان پے در پے روحانی فتوحات کا یہ اثر ہوا کہ جوق در جوق ہنود اسلام کے دائرہ میں آنے لگے یا وہ حال تھا کہ مسلمانوں کے سایہ سے گھبراتے تھے یا یہ انقلاب ہوا کہ مورخین کی تصریح کے بموجب بے شمار ہنود مشرف باسلام ہوئے اور جنہوں نے مذہبی قبول کی وہ بھی اس درجہ معتقد ہو گئے کہ وہ اخلاص کی نذریں خواجہ بزرگ کی خدمت میں بھیجتے تھے اور انکے دلوں میں آپ کی محبت راسخ ہو گئی تھی[1] جو آئندہ کامیابی کا پیش خیمہ تھی خواجہ بزرگ نے رائے پتھورا کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی مگر یہ سعادت اسکی قسمت میں نہ تھی اس لئے محروم رہا[2]..

مورخین اور ارباب سیر اس بارہ میں متفق ہیں کہ راجپوتانہ میں خاص طور پر اور ہندوستان میں عام طور پر خواجہ بزرگ اور آپکے خلفاء اور اتباع کے فیض سے اسلام پھیلا فرشتہ کا بیان ہے ۔

کہ خواجہ بزرگ کے روحانی فیض سے بے شمار ہندو مسلمان ہوئے اور جنہوں نے اسلام نہیں قبول کیا وہ بھی آپ کے معتقد تھے اور آپ سے غایت درجہ نسبت رکھتے تھے اور فتوح و نذریں گذرانتے تھے[3]

صاحب سیرالاقطاب نے بڑی تفصیل کے ساتھ آپکی تبلیغی جد و جہد کے حالات لکھے ہیں اور انکا بھی یہی بیان ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیا لکھتے ہیں کہ ہزاروں ہزار چھوٹے بڑے محبوب کردگار (خواجہ بزرگ) کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے بلکہ ہندوستان میں اسلام کا چراغ اس خاندان عالیشان کے طفیل میں روشن ہوا[4]۔

صاحب سفینۃ الاولیا کا بیان ہے کہ کفار کی بہت بڑی جماعت آپکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اسلام کے شرف سے مشرف ہوئی اور جنہوں نے اسلام نہیں قبول کیا وہ بے شمار فتوح و نذر آپ کی خدمت میں بھیجتے تھے اور ابھی تک اس نواح کے ہندو آپکی زیارت کے لئے آتے ہیں اور آپ کے مجاوروں کی خدمت میں نذر و نیاز پیش کرتے ہیں[5]

شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اخبارالاخیار میں تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ بزرگ کی ہندوستان میں تشریف آوری اور رائے پتھورا کی معزالدین سام کے مقابلہ میں شکست کے بعد اس دیار میں کفر و فساد کی بیخ کنی ہوئی اور اسلام کا نور پھیلا[6]۔

خواجہ بزرگ کی تبلیغی کارناموں کے نہ صرف مسلمان مورخ اور تذکرہ نویس بلکہ یورپین مورخین بھی معترف ہیں چنانچہ مسٹر آرنلڈ دعوت اسلام میں ایلیٹ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ خواجہ بزرگ حسب فرمان نبوی اجمیر آئے یہاں کا راجہ ہندو تھا اور یہاں ہر طرف بت پرستی پھیلی ہوئی تھی یہاں پہنچتے ہی جس ہندو کو انہوں نے مسلمان کیا وہ ایک راجہ کا گرد تھا رفتہ رفتہ بہت لوگ خواجہ صاحب کے معتقد

[1] فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۳ [2] سیرالاقطاب صفحہ ۱۳۲

[3] فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۴ [4] خزینۃ الاصفیا صفحہ ۲۵۹

[5] سفینۃ الاولیا ، صفحہ ۱۵۹ [6] اخبارالاخیار صفحہ ۲۲

ہوگئے اور انہوں نے بت پرستی چھوڑ کر اسلام قبول کیا اب خواجہ صاحب کی شہرت ہر طرف ہوگئی اور اخیر میں ہندوں کے گروہ کے گروہ انکی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوتے تھے[۵۱]

خواجہ بزرگ کی تبلیغی کامیابی کو دیکھکر یقیناً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس مہم کو مادی قوتیں نہ کر سکیں اسکو ایک بے سروسامان درویش نے کس طرح سر کر لیا اسکا جواب ناظرین کو خود انکی زندگی کے واقعات میں ملیگا یہاں پر صرف ایک واقعہ نقل کرتے ہیں اس سے انکی کامیابی کا راز معلوم ہوگا مبلغ کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ وہ رسول نبوی کا صحیح نمونہ ہو تمام خصائل اخلاق سے آراستہ ہو حسن خلق عفو و درگذر ضبط و تحمل نرمی و ملائمت اسکا شیوہ ہو خواجہ بزرگ کی ذات ان تمام اوصاف کی جامع تھی اور یہی انکی کامیابی کا راز تھا،

ایک مرتبہ ایک شخص خواجہ بزرگ کے قتل کی نیت سے آیا اور بہ تبندانہ باتیں کرنے لگا آپ کو اسکی نیت کا علم ہو چکا تھا مسکرا کر فرمایا جس نیت سے آئے ہو اسکو پورا کرو حسن خلق کا یہ نمونہ دیکھکر وہ لرزہ براندام ہوگیا اسیوقت اپنے فاسد ارادہ سے تائب ہوکر قدمبوس ہوا پھر اسمیں ایسا انقلاب ہوا کہ یا وہ بے رحم سفاک بنکر آیا یا زہد و عبادت کا قالب اختیار کر لیا اور خدا کے برگزیدہ بندوں میں اسکا شمار ہوا[۵۲] حسن اخلاق کا یہ وہی نمونہ تھا جو سرور دو عالم عمیر بن وہب کے ساتھ دکھا چکے تھے۔

یہ وہ کارنامے ہیں جو خواجہ بزرگ نے اپنی زندگی میں انجام دئے لیکن اس سے بھی بڑھکر یہ کارنامہ ہے کہ آپ اپنے بعد اپنے خلفاء اور اتباع کی ایسی جماعت چھوڑ گئے جو آپ کے پیام کے حامل اور آپکے مشن کو پورا کرنے والی تھی اس نے خواجہ بزرگ کے مشن کو اپنا نصب العین اور اسی جد و جہد میں اپنی زندگی ختم کر دی آپکے بہت سے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء اکناف ہند میں پھیل گئے اور اپنا اپنا ایک ایک مرکز بناکر خاموشی سے خواجہ بزرگ کی مشن کو پورا کیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی، قاضی حمید الدین ناگوری، شیخ وجیہ الدین، شیخ حمید الدین صوفی، شیخ برہان الدین، شیخ احمد، شیخ محسن، شیخ سلیمان غازی، شیخ شمس الدین خواجہ حسن خیاط وغیرہم اسی پیام کے حامل تھے،

یہ مشن ان خلفاء پر ختم نہ ہوگی بلکہ اس سلسلۃ المذہب کے تمام مشائخ کا یہی نصب العین تھا حضرت فرید الدین گنج شکر نے سولہ قوموں کو مشرف باسلام کیا[۵۳] حضرت نظام الدین اولیاء نے سینکڑوں گمراہوں کو راہ راست دکھائی انکی تفصیلات کی اس مختصر مضمون میں گنجایش نہیں ہے اس لئے ہم قلم انداز کرتے اور آخر میں مشائخ کے تمام خانوادوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ بھی اعمال میں اپنے اسلاف کرام کا اتباع کریں اور خدا انہیں اعمال حسنہ کی توفیق دے۔

سمندر میں سونا

جرمن ماہر کیمیا نے حال ہی میں سمندر کے پانی کا تجربہ کرکے اس بات کا پتہ چلایا ہے کہ مختلف مقامات کے پانی میں مختلف مقامات کے سونے کے ذرے موجود ہیں اسکی وجہ انکے خیال میں یہ ہے کہ سمندر کے پانی میں ایسے کیڑے موجود ہیں جنکی غذا سونا ہے۔

---

[۵۱] دعوت اسلام صفحہ ۱۰۳ [۵۲] سیر الاقطاب صفحہ ۱۳۲

مکتوب گرامی

(حضرت مولانا خواجہ سید عبد المعبود صاحب معینی مدظلہ اجمیری منتظم کروڑگیری گنج)

ذیل میں اس مکتوب گرامی کو شائع کیا جاتا ہے جو حضرت مولانا معینی مدظلہ نے نیاز مند مدیر کے نام ارسال فرمایا ہے۔ اور جسمیں ضمناً بعض اہم حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے

جناب حکیم صاحب۔ اس دور افتادہ خادم کا سلام قبول ہو۔ ابھی تک آپ سے کو ملاقات نہیں ہوئی مگر اخباری شناسائی کے بھروسہ پر متوقع ہوں کہ میری اس طویل تحریر سے آپ ناخوش نہ ہونگے آج سالنامہ وصول ہوا جو یقیناً "آستانہ" کی شان کے شایاں ہے پہلی سالگرہ کی دقت کے باوجود مندرجہ سالنامہ پریشانیوں میں جو کچھا آپنے پیش کیا ہے وہ ہماری امیدوں سے زیادہ ہے جسپر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور یہ انتہائی مسرت کی بات ہے کہ ہر مضمون آسی دیار پاک کے کسی خاک نشین کی پیداوار طبع ہے غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ آستانۂ پاک کے مشرقی اور جنوبی جوار رحمت میں ایسے ایسے خزائن بے بہا موجود ہیں جو ہندوستان کے کسی مقام واحد میں شاذ و نادر بھی بمشکل جمع ہونگے۔ اگر حضرات صاحبزادگان اعلی اللہ مقامہم کرم فرمائیں تو آستانہ سارے ہندوستان کے دینی، علمی، ادبی، تاریخی، ذوق و شوق کی ترقی کا باعث ہو جائیگا اور لوگ اسکے انتظار میں ہفتہ بھر بے چین رہا کریں گے۔ ایک گوہر آن خزائن میں کا یہ ہے کہ ہندوستان کے اولوالعزم رہنمایان اسلام اور شاہان عالیمقام کی قلمی اور دستخطی تحریریں اور فرامین بکثرت موجود ہیں جنسے ان کے مذہبی عقائد اور دنیوی مقاصد پر کافی روشنی پڑتی ہے اول الذکر کا مشاہدہ عشاق خواجگان کیلئے راحت دل کا باعث ہوگا۔ اور وہ آسکو آنکھوں پر رکھیں گے۔ اور ثانی الذکر کا نظارہ اصحاب تاریخ و ادب کے ذخیرہ معلومات میں غیر معمولی اضافہ کریگا۔ اگر انکے فوٹو کا سلسلہ جاری ہو تو یہ اخبار اپنی نظیر آپ ہی ہوگا۔ میرے نور نگاہ مولوی سید عبد الباری معینی طولعمرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر اجمیر کی سرگزشت میں مستطرف اشارہ کیا ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ کی توجہ اسطرف مبذول ہو۔ اور یہ خزائن مخفی ظہور میں آئیں۔

وہ "آستانہ کو" محض اخبار ہی نہیں ہونا چاہیے دنیا میں آج اخباروں کی کمی نہیں ہے بلکہ اسمیں ایسے نقوش ثبت ہونے چاہئیں جن کو دیکھکر دل میں راحت پیدا ہو آنکھوں سے آنسو جاری ہوں، تاکہ پاک پروردگار آسکے مطالعہ میں صرف ہونے والا وقت قبول فرمالے۔

یہی چیزیں مالک آستانۂ پاک کی تعلیم کا مقصود رہی ہیں جیسا کہ حضرت سلطان الاولیا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں فرمایا ہے۔

از حضرت تو سہ چیز می خواہم من ✽ وقت خوش آب دیدہ و راحت دل

صاحب آستانہ کے ارشادات اور اصول جو مغز حقیقت اور مغز شریعت ہیں انکے مخالفین کی تردید بلاشبہہ "آستانہ" کا فرض ہے ہادی برحق اس تردید کو سبب ہدایت بنائے مگر اسمیں بھی شبہہ نہیں کہ ہر تردید کیا الفاظ نہایت نرم اور بنہایت مصالحت آمیز ہونا فرض اولین ہے تاکہ دل آزاری کا وہم بھی نہ پیدا ہو ورنہ "آستانہ" خود اپنے اصول کا مخالف قرار پائیگا۔

میاش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ما غیر ازیں گناہے نیست

سجدۂ تحیۃ کا مضمون اگرچہ جامع و مانع ہے مگر اسمیں ایا ہے مندرجہ بالا کا کافی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کا ارشاد اور اسکا ترجمہ درج کر دینا کافی تھا۔ یہ صحیح ہے کہ عقلی دلائل اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے کارآمد نہیں ہو سکتے۔ اگر عقلی بحث ہی سے عقدہ کشائی ہو جائے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قرآن شریف میں مخلوق کے لئے سجدۂ تحیۃ کا ذکر آیات بینات میں موجود ہے جسمیں کسی قسم کا شبہہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا کلام پاک میں سجدۂ تعظیم دو واقعات کے ذکر میں مذکور ہے۔ ایک موقع پر مثلاً سورۂ بقر کے چوتھے رکوع میں اسکی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور دوسری جگہ سورۂ یوسف میں اسکے استحباب کا ثبوت ملتا ہے۔ پہلے مقام پر فرشتوں کو جو خدا کی مخلوق ہیں حکم دیا گیا کہ آدم کو جو خدا کی مخلوق ہے سجدہ کریں اسکی وجہ اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ میں تو اس سے زیادہ سمجھنے کے قابل نہیں کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور حبیب اللہ محمد رسول اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ودیعت رکھا گیا تھا اور اسکی تعظیم مقصود تھی۔ بہرکیف جس نے اس فرض کی ادائی سے اسوقت انکار کیا اسکا حال ساری دنیا کو معلوم کرایا جا چکا ہے۔ دوسرے مقام پر استحباب ثابت ہے، اس لئے کہ ساجد اور مسجود دونوں نبی تھے فرضیت کی برخاست پر استحباب اور استحباب کے اٹھہ جانے پر اباحت کا باقی رہنا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہو یا کسی اور امام عالیمقام کی رائے ہو بہرحال کسی بندہ خدا کی عقل اس بات کو کبھی باور نہیں کر سکتی کہ پروردگار حکیم و علیم جل جلالہ و عم نوالہ نے ایک وقت میں ایسے فعل باطل کو اپنی مخلوق کیلئے فرض قرار دیا جو حرام قرار دینے کے لائق تھا نعوذ باللہ من ذلک۔

یہ سب مباحثات ہیں۔ ہمکو یہ دعا کرنی چاہیئے کہ ہم۔ باستی اپنے پیشوائے برحق خیر الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم اور اس ہادی برحق کے نائبین بمطلق ماثل انبیائے بنی اسرائیل کی جناب میں اظہار انکساری و نگونساری کی دولت بار و جس کی بدولت خدا و ند عالم انکا احق ہیں عنایت فرمائے اگر کوئی اس عاجز آمین کہنے سے انکار کرے تو میری رائے میں نرمی سے وہی جواب دینا چاہئے جو ہمکو سکھایا گیا ہے۔

تو ہر و بوادہ نہ آئی راہ خویش گیر و برو ✽ ترا سعادتے یاد امر انگونساری

ارادہ صرف مبارکباد لکھنے کا تھا۔ دوسری بحث درمیان میں آگئی وہ بھی غیر متعلق نہیں ہے۔ بیجر بھائی کامل سلمہ کی نظم اور میرے دوست میاں صدیق کا ترجمہ بہت موثر اور مفید ہے جنے سالنامہ کی صفحات میں خیالات الیاس کو بہت ٹھوس اور نمایاں مگر وہ نہیں ملے اور مجھکو یہ کمی محسوس ہوئی۔ اس لئے کہ وہ مجھکو موت اور مابعد الموت کی یاد دلاتے رہتے ہیں۔ آپ کی تلاش کا ممنون ہوں کہ آپنے میری وہ نظمیں چھاپ دیں جنکی خود مجھے جستجو تھی۔ بالآخر میری یہ دعا ہے کہ آپکی محنت ناظرین کے دل میں خدا اور خاصان خدا کی روز افزوں محبت کا موجب اور آپکی ...

مذہب اور روحانیت

(از ملک عبد الحمید خاں صاحب حیدر آباد دکن)

تحقیقات اور تجربات عالم نے ثابت کر دیا کہ جماعت انسانی کو مذہب کی ضرورت ہے کیونکہ لامذہبیت کی حالت میں کوئی ہستی خواہ کیسی ہی تعلیمیافتہ کیوں نہ ہو زندگی کو اطمینان، یکسوئی اور شجاعت سے نہیں بسر کر سکتی جیسی کہ ایک پابند مذہب ہستی فکر و غم، مصیبت و تردد کے عالم میں بھی کر لیتی ہے۔ عالم کے ان تیرہ و تار حصوں میں جہاں مذہب کی روشنی نہیں پھیلی ہے باشندے حیوانی زندگی بسر کر رہے ہیں جس کا اظہار ان کی دروغ گوئی چوری۔ خونخواری۔ غداری اور افعال شہوانی سے ہوتا ہے۔

یہ مذہب ہی کا احسان ہے کہ انسان میں اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ پیدا ہیں اور یہ نیک و بد کی تمیز اور حرام حلال کو جانکر مناہیات میں حصہ لیتے ہوئے خوف کھاتا ہے یا بعد میں نادم ہو کر توبہ کرتا ہے مگر مذہب محض اخلاقیات نہیں ہے۔

مذہب انسان کو قدرت کے ان رازہائے مخفی سے آگاہ کرتا ہے جن تک فلسفیوں اور مبصرین کی رسائی نہیں ہے۔ مذہب نیا کو عقل و حکمت سکھانے کے علاوہ اُن انسانی جوہروں کو چمکاتا اور مخفی مادوں کو ابھارتا ہے جن کے باعث اس کو "اشرف المخلوقات" ہونے کا "تمغہ" سرفراز ہوا ہے۔ مذہب انسان کو انسان بننا سکھاتا ہے اور اس کو خود کے اپنے مرتبہ سے واقف۔

مذہب کا اصلی منشا "ذات باری تعالیٰ" کی معرفت ہے وجود باری تعالیٰ کی شان "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کی سی ہے کہ قدرت کا ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ صانع کی صنعت کی شان عظمت کا شاہد اور انسان تو بہترین مظہر حق تعالےٰ ہے۔ اس عظیم الشان کارخانۂ عالم کی باقاعدہ تنظیم اور ہر شے کی ندرت بوقلمونی وجود خالق کے شہادت کی ایک واضح ترین دلیل ہے۔ بڑا لطف و مزا تو یہ ہے کہ منکر کا انکار بھی اقرار سے خالی نہیں ہوتا ہے۔

دنیا عجائبات اور نیرنگیوں کی جلوہ گاہ ہونے کے باعث انسان کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہے اور وحدت جلوہ فرمائے کثرت ہے کے باوجود رہِ تلاش حق میں حیران و سرگردان اس کیلئے واقعی، بصیرت کی ضرورت ہے محض علمی تبحر کافی نہیں سائنس و علم نے ثابت کر دیا کہ کسی شعبۂ علم کی واقفیت کے لئے فطری جوہر مناسبت طبع اور حقیقی رہنمائی درکار ہے ورنہ کامیابی نہیں ہوتی ہر کس و ناکس کی اس حالت میں یہ خواہش کس حد تک دانشمندانہ ہے کہ ذات کے جلوے اور کائنات کی حقیقت اُس پر آن واحد میں آشکارا ہو جائے مقام غور ہے عرفان الٰہی ادق اور دشوار علم ہے۔ اس کے رہنما کمیاب و پوشیدہ اور زیادہ تر اپنے حال میں مست و مدہوش ہیں۔ طلب صادق اور ذوق و شوق والے قلب بھی نظر نہیں آتے کہ از خود کوئی ان کو اپنی جانب کھینچے اور سلوک کا راستہ طے کرائے۔ افسوس ہے کہ بجائے حق شناسی کے مسلمان زیادہ تر پابند رسومات اور ظاہر پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں جو دیگر مذاہب کا سرمایۂ نجات ہے اور اسی کو "معراج حقیقت" تصور کرتے ہیں۔

دنیا میں اسلام ہی ایک فطری مذہب ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال رہا ہے اور حقیقی رہنمائے انسانی ہے۔ اسلام طبیعتوں میں زندگی اور حرارت کی لہریں دوڑاتا ہے۔ جس کے اثر سے پیروانِ اسلام ہر زمانہ میں ایک نیا رنگ، نئی کیفیت، نیا کمال اور نیا جلوہ دکھاتے ہیں۔ اسلام نے عالم میں غازی اور شہید پیدا کئے۔ زاہد متقی و پرہیزگار بنائے۔ بادشاہت، سپہ گری، اور تجارت سکھائی تو سالک اور رند بھی تیار کئے۔

اسلام میں "علم لدنی" ایک عجوبۂ روزگار تعلیم ہے جو سینہ بسینہ رسول کریم سے چلی آتی ہے یہ بمنزلۂ "آب حیات" ہے جس سے "زندگی جاوید" نصیب ہوتی ہے۔ اسی کے باعث عالم کے گوشہ گوشہ میں کیا جنگل، کیا پہاڑ، اور کیا دیگر دشوار گذار مقامات، ہر جگہ بزرگان دین مثل "آفتاب" چمک رہے ہیں۔

اسلام کی تعلیم دو ابواب پر مشتمل ہے۔ (۱) شریعت یہ بمنزلۂ پوست کے ہے (۲) طریقت یہ مغز ہے۔

اسلام دنیا کے مذاہب میں بلحاظ "روحانیت" ممتاز ترین ہے کیونکہ عالم میں اس کے جگہ جگہ مظاہرے ہیں کہ بعد وصال پیروان محمدی عالم کو اپنے فیضان کرم اور روحانیت سے مالامال کر رہے ہیں۔ طالب حق کے رہنما ہیں تو بیماروں کے مسیحا غریبوں کو یہ دولت دیتے ہیں تو دوسرے خستہ حالوں کی طرح طرح کی حاجت روائی میں مصروف۔ یہی وجہ ہے کہ انکے مقبرے زیارت گاہ خاص و عام ہیں جہاں ہر مذہب و ملت کے عالم و جاہل، بادشاہ و فقیر، مرد و زن پیر و جوان سب یکساں رجوع ہوتے ہیں اور یہ بالکل مطابق منشائے ذات ہے بلکہ اسی کے کمال، جمال و تجلیات و انوار کا ظہور۔

نبی کریم نے شریعت کی داغ بیل ڈالی تو طریقت کی بھی ایسی تعلیم فرمائی کہ عالم جگمگا اٹھا اور معطر ہو گیا۔ اسلام کے ڈنکے بج گئے۔ توحید کا آوازہ بلند ہوا اور ہر طرف وحدت کے نعرے لگنے لگے۔ اسلام کی اشاعت کے متعلق دشمنانِ اسلام کہتے ہیں کہ "اسلام بزورِ شمشیر پھیلا ہے" تو اس کا صاف جواب یہ ہے کہ یہ وہی روحانیت کی شمشیر ہے جس سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے کفرستان ہند فتح کیا اور قلوب پر صدق و محبت اور وحدت کے نقش کندہ کر دئے۔ جس کو روحانیت سے انکار ہے وہ اجمیری دربار میں آکر انوار و تجلیات اور اسرار الٰہی کے جلوے دیکھے۔

دنیا میں لاکھوں سلاطین گذرے جن کی شاندار گنبدیں ویرانہ و سناٹے کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ بیشمار پابند شریعت علمائے ظاہر ہوئے مگر کہاں آسودۂ خاک ہیں کوئی متوجہ نہیں ہوتا مگر کیا بات ہے کہ روحانی کمبل پوش ہستیوں کی قبریں فیوض و برکات سے معمور اور زیارت گاہ خلائق عامہ ہیں۔ متجسس نگاہیں ان روحانی حالات و اثرات پر غور کئے بغیر نہیں رہ سکیں۔ جن کا کہ عالم میں دور دورہ ہے اور در و دیوار سے ایک گونج پیدا۔ ایک ذی ہوش ہستی اس معمہ کے حل میں خاموشی سے مستغرق ہو گی کہ رندی و فقیری میں کیا جوہر حاصل ہو جاتا ہے کہ اس عالم کے روپوش ہونے کے بعد بھی ایک فقیر انسانی قلوب پر حکومت کرتا ہے۔ آخر یہ کیا شے ہے کہ جس کے لئے سلاطین نے تخت و تاج چھوڑے اور ایک بڑی تعداد نے طرح طرح کی لذتوں کو چھوڑ کر خاموش و مدہوش زندگی اختیار کر لی۔ اگرچہ کہ معجزات کا دور ختم ہو چکا مگر یہ اسلام کا زندہ معجزہ ہے۔

شریعت کی پابندی لازمی ہے مگر کیا ایک مسلمان کے لئے محض شریعت کی تکمیل کافی ہے۔ عبادات مثلاً نماز و روزہ میں کیا بغیر شغل روحانی کے جمعیت کلی حاصل ہو سکتی ہے۔ کیا بغیر مشاہدہ کے مجاہدہ میں لطف ہے؟ کیا محض تسبیح و درود و وظائف خوانی سے ذات تک رسائی ہو سکتی ہے؟ جمیع مسلمانان عالم بآواز بلند کہیں گے کہ "ہم اس طریقت کو اختیار کرنا چاہتے ہیں جو شریعت کے لباس میں نظر آئے" اور یہی مبارک پیروی محمدی ہے۔

ہر قلب روحانی لطف اٹھانا چاہتا ہے کیونکہ آفتاب محمدی سے جو خزانۂ انوار الٰہی ہے نور کی لہریں دوڑ رہی ہیں اور عالم پر پڑ رہی ہیں۔ اس خزانۂ نور سے بعضوں کے قلب تارِ تعلق کی وجہ سے مثل قمقموں (بلب) کے روشن ہو رہے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کے قلوب پر جن کا تعلق محض "امتی" کا ہے یہ نورانی لہر چمک سے چمک کر سر سے نکل جاتی ہے۔ فرق ظاہر ہے کہ بعض عارضی کیفیت سے لطف اٹھاتے ہیں تو بعض دائمی ہر شخص اس کا خواہشمند ہے کہ اس کا قلب منور ہو جائے یہ بات خزانۂ محمدی سے تار عشق و محبت ملانے پر نصیب ہو سکتی ہے۔ اور یہی تعلیم طریقت ہے۔

نبی کریم سے پیشتر بیشمار انبیا اس عالم میں آئے مگر آپ ظہور اول ہیں اور آپ کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ آپ جس مقام تک پہونچے آپ کی تعلیم نے آپ کے پیروؤں کو اس مقام تک پہونچا یا اور یہ ایک مابہ الامتیاز خصوصیت ہے منجلہ دیگر خصائص کے جو آپ کو اعلیٰ ترین مبداء ظہور ثابت کر رہے ہیں۔ دیکھو تو آفتاب محمدی نے لاکھوں آفتاب بنائے جو اپنے اپنے خاص رنگ رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ایک عالم "شمع محمدی" پر مثل پروانہ اور اسی گل عرفان پر مثل بلبل چہک رہا ہے۔ م

(باقی صفحہ ۶)

حقایق و معارف

تسبیح زمرد
یا
سچے صوفیوں کا جہاد لسانی

(گذشتہ سے پیوستہ)

اراکین سلطنت نے خالد بن صفوان سے کہا کہ آپ نے امیر المومنین پر کیا کر دیا تو آپ نے کہا کہ اس باب میں مجھے معذور سمجھو، میں نے اللہ جل جلالہٗ سے عہد کر لیا ہے کہ جب کبھی کسی بادشاہ کے پاس جاؤں گا تو اس کو خدا سے ضرور ڈراؤں گا

۲۲ شقیق بلخی رح جب یہ مکہ معظمہ جاتے ہوئے راستہ میں بغداد پہونچے تو ہارون الرشید نے آپکو بلوایا جب آپ ہارون الرشید کے پاس تشریف لیگئے تو اس نے پوچھا کہ شقیق زاہد آپ ہی ہیں تو آپنے فرمایا کہ ہاں، شقیق مجھے ہی کہتے ہیں، البتہ میں زاہد نہیں ہوں۔ ہارون نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ہوشیار رہ اللہ نے تجھے حضرت صدیق اکبرؓ کی جگہ بٹھایا ہے اسلئے وہ تجھ سے صدق کی توقع رکھتا ہے اور تو حضرت فاروق اعظمؓ کا جانشین ہے اسلئے امید ہے کہ تو حق و باطل کے درمیان فرق کریگا۔ تو ذوالنورین رضؓ کی جگہ بیٹھا ہے اسلئے تجھے حیا و کرم کا سرزد ہونا ضروری ہے اور تو جناب مرتضیٰ رضؓ کی جگہ بیٹھا ہے اسلئے تجھ سے علم و عدل اختیار کرنیکی توقع ہے ہارون نے کہا کچھ اور فرمائیے تو آپنے کہا کہ خدا تعالےٰ نے ایک گھر بنایا ہے جس کو دوزخ کہتے ہیں تو اس کا دربان ہے، تجھکو تین چیزیں عطا کی ہیں کہ تو خلقت کو ان تین چیزوں کے ذریعہ دوزخ سے باز رکھے مال، شمشیر، تازیانہ۔ اب جو حاجتمند تیرے پاس آئے اس کو مال دینے میں دریغ نہ کر، اور جو کوئی خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کرے اس تازیانہ سے اس کو تنبیہ کر اور جو کسی کو بلا وجہ مار ڈالے تو اس کو تلوار سے قتل کر کے قصاص لے، اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو خود دوزخیوں کا پیش رو ہوگا۔

۲۳۔ حاتم اصم رح جب حاتم اصم رح بغداد پہونچے تو لوگوں نے خلیفہ سے ذکر کیا کہ خراسان سے ایک زاہد آیا ہوا ہے، خلیفہ نے آپ کو بلوایا، آپ تشریف لیگئے اور جب دروازہ میں داخل ہوئے تو خلیفہ کو مخاطب کر کے کہا السلام علیک یا زاہد، خلیفہ نے کہا میں زاہد کیسے ہوگیا ایک دنیا میرے زیر فرمان ہے میں زاہد نہیں زاہد تو آپ ہیں حاتم اصم نے فرمایا کہ نہیں زاہد تم ہی ہو، خلیفہ نے کہا کیسے۔ آپنے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے قل متاع الدنیا قلیل اور تو نے صرف اس تھوڑے سے متاع پر قناعت کر رکھی ہے اس لئے زاہد تو ہوا نہ کہ میں کہ جو دنیا و عقبیٰ کو بھی خاطر میں نہیں لاتا، بھلا زاہد تو ہوا کہ میں۔ (باقی آئندہ)

---

۴ ان حالات کے مدنظر لازم تھا کہ ہر کس و ناکس "عرفان" حاصل کرتا مگر تعلیم معمولی و اعلیٰ افراد پیدا کرتی ہے ہر کوئی شریعت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے مگر روحانیت سے حسب استطاعت و حسب حوصلہ۔ کیونکہ اس کے لئے جوہر کی ضرورت ہے اور ایسے پتھر کم ہیں جن میں لعل ہو اور پھر عمدہ تراشنے والے کی ضرورت۔

تخلیق انسانی سے ذات واجب الوجود کا منشا یہ ہے کہ انسان اس عالم میں آکر اپنی حقیقت سے آشنا ور کل شئی یرجع الی اصلہ ہو جائے جو روح روان حیات جاودانی اور اصلی مقصود زندگانی ہے مگر عالم عیش و مسرت، خواہشات ولذات کے گرداب میں اپنی زندگی کا وہ قیمتی حصہ صرف کر دیتا ہے جبکہ اس کا دل و دماغ، تازگی، حرارت، ولولہ و جوش اور عشق و محبت کی بجلیوں کا خزانہ بنا ہوا ہوتا ہے اور آخری عمر میں جب کہ اعضاء رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں اور موت کا بھیانک خیال اس کے دل میں لرزہ ڈالتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ "مجھے توشۂ آخرت فراہم کرنا چاہئے"۔

روحانیت علم باطن ہے۔ پہلے تو طالب عرفان کم ہوتے ہیں اور جو اس جانب رخ کرتے ہیں زیادہ تر مکر و فریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ بازار درویشی میں جہاں "سانچے موتی" ہیں وہاں جھوٹے موتیوں کی بھی بہتات ہے۔ جن کی آب تاب لوگوں کو دھوکا دیدیتی ہے۔ اس کوچۂ فقیری کی ریاکاریوں کے باعث حوصلے پست اور اکثر لوگ روحانیت سے دستکش ہیں۔ خدا طالبان حق کو ان دوکانداروں سے بچائے جو عرفان سے بے بہرہ مگر ظاہری لوازم درویشی سے آراستہ وپیراستہ ہیں۔ عموماً لوگ شعبدہ بازی کی طرف بہت جھک جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے متعلق لوگوں نے اپنے ذہن میں عجیب عجیب تصور قائم کر لئے ہیں اور کچھ خود کی ان کی ہمہ دانی کا خیال اُن کو ان کی شناخت سے معذور کر دیتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ حصول علم باطن کا مقصد عالم نے کشادگی رزق حصول فتوحات یا تسخیر قلوب قرار دے لیا ہے۔ چنانچہ خواجہ غریب نواز رح کے دربار میں لوگ دولت، ترقی، اولاد، میاں بیوی کا ملاپ اور اسی قبیل کی دعائیں مانگتے ہیں بعض اپنی عاقبت بخیر اور اپنے بزرگوں کی بخشائش کی دعا کرتے ہیں۔ اگر کوئی یہاں عرفان طلبی میں آئے اور "بندگان خدا آتے ہی ہیں" تو پھر کرم، عنایات اور غریب نوازی کی شان دیکھے۔

افسوس ہے کہ یہاں بھی آکر لوگ "غریب نواز" سے رجوع ہونے کے بجائے "تلاش درویشاں" میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ حیرانی و خسارہ ہی دیکھنے اور سننے میں آتا ہے۔ اسلئے طالبان مولا اور دنیا کو مشورہ دیتا ہوں کہ جو رجوع ہو وہ "حضور" ہی میں رجوع ہو تاکہ فیض یاب و بامراد واپس جائے۔ فقط

علمی دنیا

احیائے شباب

یہ خبر تو سب کو معلوم ہوگی کہ مغربی دنیا کے بعض اطباء نے غدود کی تبدیلی کے ذریعہ اعادۂ شباب کے تجربہ میں ایک حد تک کامیابی حاصل کی ہے، لیکن خود علمی دنیا اس کو ابھی تک تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہے، چنانچہ حال ہی میں برطانوی اصحاب علم کا ایک وفد فرانسیسی طبیب ورنافِ (جو اس علاج کے موجدین میں سے ہے) کے پاس الجزائر گیا تھا، یہاں ڈاکٹر مذکور نے ایک بیل پر اسکا تجربہ کیا ہے، اس کو دیکھکر وفد نے اصول کو ایک حد تک تو تسلیم کر لیا، لیکن وہ اس کو کامل نہیں مانتا، ایک دوسرا ڈاکٹر اسٹیناخ کو اس سلسلہ میں زیادہ کامیابی ہوئی ہے اور وہ غدود کو نکالے بغیر اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہے۔

گویا سینما

اس وقت تک اس بات کی جو کوشش کیجا رہی تھی کہ کسی صورت سے بھی بائیسکوپ کی تصاویر میں حرکت کے ساتھ آواز بھی پیدا کیجائے۔ اس میں مکمل کامیابی حاصل ہوگئی ہے، چنانچہ امریکہ کی ویسٹرن الکٹرک کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ اسے اس قسم کی آلات کے بنانے کا اجارہ دیا جا چکا ہے، چنانچہ رسالہ سائنٹفک امریکن کا بیان ہے کہ ۱۹۲۸ء کے اختتام تک صرف امریکہ کے ایک ہزار تماشہ گھروں میں یہ آلہ لگا دیا جائے گا اس آلہ کی دو قسمیں ہیں ایک کا نام وٹیا فون اور دوسرے کا موویٹون ہے۔

ایک نئی گھڑی

امریکہ کی ایک کمپنی نے ایک ایسی گھڑی تیار کی ہے جس میں کنجی دینے کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کے اجزاء کو اس طرح مرتب کیا ہے کہ انکی مخصوص چال سے گھڑی ہر وقت پوری کنجی دی ہوئی رہتی ہے، امریکہ میں اس گھڑی کا رواج بڑھ رہا ہے۔

حوادث محلیہ

زائرین آستانہ

عرس شریف کے موقعہ پر قابل الذکر حضرات زائرین کی آمد و رفت کی اطلاعات آستانہ کے سوزانہ ضمیموں میں دیجا چکی ہیں اب معلوم ہوا ہے کہ عرس شریف کے موقعہ پر مندرجہ ذیل حضرات بھی وارد اجمیر ہوئے تھے اور اپنے اپنے وکلاء کے مکانوں پر قیام فرمایا تھا۔

نواب سکندر نواز جنگ بہادر، قیام بر مکان صاحبزادہ سید فتح محمد صاحب نواب شیر نواز جنگ بہادر سلطان مکلا، قیام بر مکان صاحبزادہ فضل رسول صاحب صوفی شاہ سید واعظ الحق صاحب قادری چشتی فریدی صدیقی۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاسوں میں شرکت کی غرض سے جناب مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب کے، سی، آئی، ای۔ جناب خان بہادر مولوی شبیر الدین صاحب، جناب مولوی حبیب اللہ صاحب جناب خان بہادر مولوی طفیل احمد صاحب، نیز دیگر حضرات وارد اجمیر ہوئے اور بلوکیسل واقع پڑاؤ میں تمام معزز مہمانوں نے قیام فرمایا۔

۲۵ر دسمبر شب کو ڈاک گاڑی سے آنریبل جسٹس شاہ سید محمد سلیمان صاحب جج الہ آباد ہائیکورٹ صدر منتخب ایجوکیشنل کانفرنس اجمیر شریف تشریف لائے۔ آپکے استقبال کے لئے مجلس استقبالیہ کے ارکان اور رضاکاروں کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ اسٹیشن پر موجود تھے۔ صاحب صدر کو ٹرین سے اترتے ہی ہار پہنائے گئے۔ اور اسی رات کو صاحب موصوف نے آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر اپنے وکیل صاحبزادہ سید محمد شفیع صاحب کے فرزند سید محمد رفیع صاحب کے ذریعہ سے شرف زیارت حاصل فرمایا۔

۲۶ر دسمبر دس بجے صبح کانفرنس کا اکتالیسواں اجلاس معینیہ اسلامیہ کے غوثیہ ہال میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام کے بعد سیٹھ عبد اللطیف اللہ رکھا صاحب صدر مجلس استقبالیہ کیجانب سے مرزا عبد القادر بیگ ایم۔ اے سکرٹری استقبالیہ نے خطبہ استقبالیہ سنایا۔ بعد ازاں رسمی طور پر صدارت کی تجویز و تائید کے بعد آنریبل جسٹس شاہ سلیمان صاحب نے کرسی صدارت کو زینت بخشی۔ صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے ملک معظم کی صحت یابی پر اظہار مسرت کیا اسکے بعد خطبہ صدارت سنایا۔ جو ہر اعتبار سے نہایت مفید کارآمد اور بہتر ہے۔ سہ پہر میں آپنے نمایش کا افتتاح کیا۔

۲۷ر دسمبر کو شام کے اجلاس میں مولانا خواجہ حسن نظامی اجمیری نے جماعت حضرات صاحبزادگان خدام خواجہ بزرگ کیجانب سے دو سال کیلئے عہ ماہوار کا وظیفہ "خدام آستانہ سلیمان اسکالرشپ" کے نام جاری کیا جسکا اعلان و شکریہ صدارت کی طرف سے سکرٹری مجلس استقبالیہ نے ادا کیا۔

۲۸ر دسمبر کو صبح کی ٹرین سے صاحب صدر کانفرنس جسٹس شاہ سلیمان صاحب واپس تشریف لیگئے۔ چنانچہ ۲۸ر دسمبر کے اجلاس میں جناب مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب نے فرائض صدارت انجام دیئے

۲۸ر دسمبر شام کے اجلاس میں مولانا خواجہ حسن نظامی نے اپنی تصنیف کتاب تاریخ السلف (سوانح حضرت خواجہ بزرگ رح) کی پچیس جلدیں قیمتی عہ روپیہ ایجوکیشنل کانفرنس کو نذر فرمائیں اور رسالہ خواجہ فخر الدین کی پچاس جلدیں قیمتی عہ دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ کیجانب سے نذر کیگئیں۔ تاکہ کانفرنس ان ہر دو کتابوں کو فروخت کر کے اسکی قیمت سے کسی غریب طالب العلم کیلئے درسی کتابیں فراہم کرے جسکا اعلان و شکریہ صدارت کیطرف سے سکرٹری مجلس استقبالیہ نے ادا کیا۔

۲۸ر دسمبر کو بعد نماز مغرب مدرسہ حنفیہ صوفیہ کے طلبا کی دستار بندی کا ۲۹ کا جلسہ زیر صدارت جناب سر رحیم بخش صاحب بمقام موتی کٹرہ منعقد ہوا۔

۲۸ر دسمبر شب کو بمقام بلوکیسل معززین اجمیر اور معزز مہمانان کانفرنس کو جناب صاحبزادہ عبد الواحد خانصاحب سشن جج و ایڈیشنل کمشنر اجمیر میرواڑہ کی جانب سے دعوت طعام دیگئی۔

موسم :۔ چار پانچ روز سے سردی بہت زیادہ ہے۔ کبھی کبھی ابر بھی ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اطراف میں اولے پڑے ہیں، جناب میر آفندی نے خوب فرمایا ہے ؎

چائے پینے سے آئے کیا گرمی
کر دیا ہم کو سرد پالے نے

اخبار الہند

کلکتہ :۔ حضور نظام کے اعزاز میں وائسرائے بہادر کیجانب سے لنچ ترتیب دیا گیا۔ سرکار نظام اور شہزادگان شاہی لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ اور دیگر عمائدین بھی ہمراہ تھے۔

شب کو کلکتہ کلب (قیامگاہ وائسرائے ہند) میں وائسرائے بہادر کیجانب سے حضور نظام کے اعزاز میں ڈنر ترتیب دیا گیا۔ کلکتہ کلب ایک خوبصورت دو منزلہ عمارت ہے جو بلوڈائر کے قریب سڑک پر واقع ہے۔ یہاں دو سو سے زیادہ مہاراجگان، عہدہ داران اعلیٰ یورپین و ہندوستانی، مالکان گرنی، عہدہ داران ریلوے مسلمان، عیسائی، یہودی مدعو تھے۔ "صحیفہ"

دہلی۔ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے انتظامات مکمل ہو گئے ہیں اور معزز نمایندگان دہلی پہنچ رہے ہیں = کانفرنس کا اجلاس ۳۱ر دسمبر سے شروع ہوگا۔ "ہمدرد"

پشاور۔ ۲۶ر دسمبر کی شام کو برطانوی ہوائی جہاز کابل سے ترکی خواتین کو پشاور لائے۔ ان مستورات کے چہروں پر نقاب تھے۔ ہوائی جہازوں نے کابل سے پشاور تک ایک گھنٹہ چالیس منٹ میں مسافت طے کی۔ ترکی خواتین کو دیکھنے کے لئے پشاور میں ہوائی مستقر کے سامنے بہت مجمع تھا۔ ترکی خواتین کے ہمراہ سفید برقعوں میں دو ہندوستانی مستورات اور سیاہ پوشاک میں ملفوف دو ایرانی خواتین بھی تھیں۔ "مستقل"

حیدر آباد سندھ۔ ۲۷ر دسمبر ضلع نواب شاہ کے ایک گاؤں میں ایکدم آگ لگجانے سے تنو کے قریب جھونپڑیاں جلکر خاک ہوگئیں۔ نقصان کا اندازہ پندرہ ہزار ہے۔ ایک سو گھرانے خانماں برباد ہوگئے۔

لاہور۔ ۲۶ر دسمبر کو سٹی کانگریس کے زیر اہتمام باشندگان لاہور کا ایک عام جلسہ ڈاکٹر گوپی چند کی صدارت میں منعقد ہوا جسمیں مسٹر سانڈرس کے قتل کی نوعیت پر اظہار رائے کرنیسے احتراز کرتے ہوئے انڈیا و ہند سیاسی گرفتاریوں پر صدائے احتجاج بلند کی۔

برید فرنگ

ملک معظم کی علالت۔ قابل اطمینان حالت

لنڈن۔ ۲۹ر دسمبر کو گزشتہ بلیٹنوں کیوجہ سے ملک معظم کے متعلق اطمینان پیدا ہوگیا تھا۔ تاہم آج صبح کو بلیٹن کی اشاعت میں تاخیر کیوجہ سے پھر تشویش پیدا ہوگئی تھی گزشتہ شب میں جو بلیٹن شائع ہوا تھا اسمیں لکھا تھا کہ ملک معظم نے دن بھر آرام و سکون سے گزارا۔ اور صبح کو مرض میں جو افاقہ ہوا تھا وہ بدستور قائم رہا۔ کل صبح اور شام دونوں وقت کے بلیٹن کو دیکھنے کے بعد یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس سے پہلے دن کو جو تشویشناک حالت پیدا ہوگئی تھی اسکی تلافی ہوگئی۔ تاہم جب تک ضعف میں کافی کمی نہو برابر تشویش رہیگی۔

صبح کا بلیٹن

۲۹ر دسمبر صبح ۷ بجے جو بلیٹن شائع ہوا ہے اسمیں لکھا ہے کہ ملک معظم نے شب کو سکون و اطمینان سے گزاری۔ ملک معظم کی حالت میں اس قسم کی تبدیلی بہت کم ہے جس سے کہا جائے کہ انکی حالت بہت اچھی ہے۔ "ہمدرد"

شئون اسلامیہ

مصری اور ایرانی معاہدہ

مصری اور ایرانی معاہدہ پر کچھ دن ہوئے کہ دستخط ہو چکے اس معاہدہ کی مقصد یہ ہے کہ دونوں حکومتوں کے تعلقات استوار ہوں اور دونوں حکومتوں کی رعایا کے حقوق کی تعین ہو معاہدہ موجودہ کی رو سے وہ تمام امتیازات منسوخ ہوگئے جو ایرانی رعایا کو مصر میں حاصل تھے اور ایرانی رعایا کے مقدمات بجائے مخلوط عدالتوں کے مقامی عدالتوں میں فیصل ہونگے۔

مصری اور افغانی معاہدہ

ڈاکٹر حسن نشات پاشا وزیر مصر متعینہ ایران جنہوں نے مذکورہ ایرانی اور مصری معاہدہ پر دستخط کئے ہیں اب افغانستان جا رہے ہیں تاکہ حکومت مصر کیجانب سے افغانی اور مصری معاہدہ پر دستخط کریں۔

تجارت کے دو عظیم الشان راز

(۱) کامیابی حاصل کرنیکے لئے ایمانداری اختیار کرنا اعلیٰ درجہ کی پالیسی ہے (۲) قلیل منافع لینا اور وسیع پیمانہ پر کثرت سے تجارت کرنا بس یہی دو اصول ہیں جنکے تحت میں ہماری فیکٹری پبلک کی خدمت کا فخر حاصل کر رہی ہے - چنانچہ انہیں اصولوں کو مدنظر رکھکر مندرجہ ذیل نرخنامہ نہایت عمدہ خوبصورت اور پائیدار حسب دلخواہ شیپ کے جوتوں کا دیا جاتا ہے - جنمیں تمام چمڑہ ہونے کی گارنٹی ہے - اور قیمتیں وہ درج کیجاتی ہیں جو فی الواقع انتہائی رعایتی ہیں

تفصیل جوتہ مردانہ	(۵ و ۴)	(۷ و ۶)	(۹ و ۸)	(۱۱ و ۱۰)	نمبر پیر
	نمبر پیر معہ قیمت فی جوڑہ جوتہ معہ بوٹ لیس سوتی				
اصلی سیاہ کروم کا شیو - ڈربی یا آکسفورڈ شیپ حسب دلخواہ مثلاً امریکن - انگلش - میڈیم - پائنٹڈ - وغیرہ وغیرہ (براؤن کروم کیلئے ۴ر فی جوڑہ زیادہ)	للعہ	للعہ	صہ	صہ	
اصلی سیاہ کروم کا بوٹ - ایضاً ایضاً (براؤن کروم کیلئے ۸ر فی جوڑہ زیادہ)	سے	سیہ	معہ	معہ	"
اصلی سفید کروم کا بوٹ فٹ بال اعلیٰ قسم پائدار اور خوبصورت . . .	معہ	معہ	سے	سیہ	"
سلیپر سیاہ یا براؤن کروم کا پیچھے دار یا منڈا یا پمپ شیو	ہے	للعہ	للعہ	للعہ	"
اصلی سیاہ پیٹنٹ کا پمپ یا کورٹ شیو معہ ریشمین بو - اعلیٰ . . .	عہ	سے	سے	معہ	"
سپاٹ سیاہ کروم یا براؤن کروم نہایت پائدار اور خوبصورت .	عہ	عہ	عہ	سے	"
واٹر پروف کا سفید کنوس ٹینس شو اعلیٰ قسم کا پائدار	للعہ	للعہ	للعہ	للعہ	"

اگر آپ بروک جوتہ بنوانا چاہیں گے تو ۸ر فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا ۔

(نوٹ) اگر آپ مندرجہ بالا جوتوں میں کریپ ربڑ سول لگوانا چاہیں گے تو عہ فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا - اگر ایک ہی جوتہ میں کریپ سول بھی لگوائینگے اور بروک بھی کروائینگے تو صرف سے فی جوڑہ مندرجہ بالا قیمت سے زیادہ لیا جاویگا - انتہا

زنانہ گرگابی یا پمپ اصلی سیاہ کروم یا براؤن کروم بھرنا پپ . . . . درجہ خاص سیہ درجہ اول سے درجہ دوم عہ درجہ سوم عہ فی جوڑہ

زنانہ گرگابی اصلی سیاہ پیٹنٹ لیدر معہ ریشمین بو " " " سے " عہ "

زنانہ لیڈی شیو معہ اونچی ہیل اعلیٰ قسم سیاہ پیٹنٹ لیدر یا ولایتی گلاس کڈ یا سوئیڈ یا ولایتی ولور کاف معہ سیہ سے کروم کا صہ "

شرائط آرڈر کے ہمراہ عہ فی جوڑی پیشگی وصول ہونے پر تعمیل ہوگی - بقایا رقم ذریعہ وی پی وصول کی جاویگی - آرڈر دیتے وقت پیر کا نمبر یا پیر کا نقشہ کاغذ پر پنسل سے اُتار کر روانہ کر دیجیے گا تاکہ جوتہ فٹ بن سکے ۔

محصول و پیکنگ معاف بشرطیکہ آرڈر ایک درجن جوڑہ کا ایک ساتھ ہو ورنہ بذمہ خریدار انتہا

قیمت واپس اگر مال حسب ہدایت نہ بنا ہو - یا معقول وجوہات پر پسند نہ ہو - تو اچھی حالت میں ایک ہفتہ کے اندر واپسی پر قیمت واپس -

خاص رعایت سوداگر صاحبان کو جو بنا بنایا مال فروخت کرتے ہیں اگر ایک ساتھ بارہ درجن جوڑہ کا آرڈر دیں گے تو علاوہ فری محصول ریل و پیکنگ کے انتہائی رعایت سے مال دیا جاتا ہے ۔

شرائط ایجنسی اگر کوئی صاحب ایجنسی لینا چاہیں تو ہم معقول کمیشن پر ایجنسی دیتے ہیں - جسکے شرائط مفصل طلب کیجئے ۔

المشتہر - ماسٹر عبدالحق قریشی منیجر راجپوتانہ بوٹ اینڈ شو فیکٹری کوہ آبو

ہفتہ وار انگریزی اخبار

"The DAWN"

الہ آباد

۲۴ر دسمبر سے ہر سہ شنبہ کو شایع ہوگا ۔

چندہ

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
سیہ	عہ	عہ

آزاد - بیخوف - اور سچی صحافت کا نمونہ دیکھنا ہو تو "دی ڈان" الہ آباد پڑھئے

نرخنامہ اشتہارات "اخبار آستانہ"

تعداد	ایکبار	ایکماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۲ بار)	چھ ماہ (۲۴ بار)	ایکسال (۴۸ بار)
⅛ صفحہ	عہ	سے	عہ	عہ	للعہ
¼ صفحہ	سے	مے	عہ	عہ	سہ
نصف صفحہ	صہ	للعہ	سہ	صہ	لعہ
پورا صفحہ	معہ	عہ	للعہ	سہ	ماصہ

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کیلئے فی سطر ۲ر کے حساب سے اُجرت لیجائیگی ۔

منیجر اخبار آستانہ اجمیر

ہو الکل ہو المعین

دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف کی کتابیں

تاریخ السلف

مولنا خواجہ حسن نظامی کی معرکۃ الآرا تصنیف جسپر ہندوستان کے اکثر مشہور اصحاب قلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے اس کتاب میں خواجۂ بزرگ کے صحیح اور محقق حالات درج ہیں کاغذ عمدہ کتابت و طباعت عمدہ قیمت بلا محصول عہ

خواجہ عثمان ہرونی

صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب کی تصنیف ہے جس میں خواجۂ بزرگ کے پیرو مرشد کے حالات صحیح صحیح تاریخی تحریر کئے گئے ہیں ۔

قیمت ۴ر

سیر اجمیر

نثار الملک میر احمدی کی تالیف ہے اسکے مطالعہ کے بعد اجمیر شریف کے کسی تاریخی مقام کے متعلق کوئی بات طلب باقی نہیں رہ جاتی ہے کی کمل گائیڈ ہے متعدد رنگین خوش الوان - قیمت ۳ر

خواجہ کا پریم سندیس

مولانا الیاس برنی اجمیری کا ایک طویل مضمون جو تبلیغی نقطۂ نگاہ سے لکھا گیا ہے قابل مطالعہ ہے قیمت ۲ر زیر طبع

اولیائے اجمیر

اجمیر شریف کے آسودۂ خاک بزرگوں کے حالات میں ہے مصنفہ نواب میر جمیل الدین حسین آصفجاہی - زیر طبع ہے ۔

سید منظور احمد نائب ناظم دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف

حیات داؤد

امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ، درد شکم، درد سول، بدہضمی کھٹی ڈکار، قے، اسہال تجربہ کو نہایت مفید ہے بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے - قیمت ایک روپیہ

اکسیر بخار چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اسلئے اسکی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے فی لفافہ ایک آنہ جسمیں تین خوراک ہیں سوائے میعادی بخار کے تمام بخارات میں ایک خوراک سے فوراً اتر جاتا ہے - درد سر اعضا شکنی وغیرہ میں مفید ہے ۔

حیدرآباد دکن دواخانہ داؤدیہ ابو العلائی حکیم واجد علی بیگ

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر — بطفیل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری — ان ۴۱۲

(جامیؒ)
اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو

ہفتہ وار اخبار
آستانہ
قیمت فی پرچہ ۱؍

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس ۲۸ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء یوم جمعہ | نمبر ۲۵

نظم

بہ تقریب آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس

(از جناب مولانا عارف بدایونی اجمیری)

مولانا عارف بدایونی حسان الہند حضرت خواجہ عزیز لکھنوی کے شاگرد رشید اور معنوی اعتبار سے اپنے استاد کے حقیقی جانشین ہیں۔ آپنے عزیز جناب علی حاتم صاحب کی فرمایش پر یہ نظم برجستہ فرمائی تاکہ ایجوکیشنل کانفرنس کے اکتالیسویں اجلاس میں بمقام اجمیر سنائیں مگر مولانا عارف کو کانفرنس کیجانب سے مدعو نہ کرکے داعیانِ کانفرنس نے اپنی اخلاقی کمزوری کا ثبوت دیدیا تھا اسلئے اس نظم کو سنانے کا موقعہ نہ آیا۔ اور اتفاق سے جب آنریبل جسٹس شاہ سلیمان صاحب صدر کانفرنس نے اپنے دستخطی دعوت نامہ کے ذریعہ جناب عارف کو دعوتِ شرکت دی تو اس وقت بھی جناب عارف بدایونی بعض مجبوریوں کی وجہ سے یہ نظم نہ سنا سکے۔ نظم اپنے ظاہری اور معنوی محاسن کے لحاظ سے خوب ہے (مدیر)

خدایا ابرِ رحمت را نقابِ روئے گردوں کن — ہمہ روی زمیں را از آبِ رحمت رشکِ جیحوں کن
بسیلابِ عطا سیراب فرما سطحِ گیہاں را — ز نیرنگی بآئینِ رنگِ عالم را دگرگوں کن
نشاں نو بادہائے تاک را بر تختِ استبرق — بفرقِ خوشہ از برگِ مرصع چتر موزوں کن
بفضلِ خویشتن فرما نمایاں شانِ رزاقی — ز نعمت ہائے گوناگوں زر رزقِ خلق افزوں کن
بجنِ انس و وحش و طیر و مور و مار از قدرت — مہیا نعمت الوان بہ شہر و کوہ و ہاموں کن
تو رب العالمینے مر ترا زیبد جہانبانے — گرفتارانِ بندِ غم رہا از فیضِ بیچوں کن
ز حسنیاتِ انسانی سراسر غافلیم آخر — فسردہ بیش ازیں یارب تنہ را بدان ماخوں کن
بجوش آور بتن خونِ مسلمانانِ گیتی را — ترقی و تمدن جاری اندر ربع مسکوں کن
برافشاں پرچمِ ما ہیچ آنا فتحنا را — گروہِ مومنین را از عطائے خویش ممنوں کن
نشانِ لیلیٰ دانش را درونِ محملِ مقصد — مسلماں زادہ در عشقش بسوداں سو چو مجنوں کن

بہ تکمیلِ فنونِ ما بہ تحصیلِ علومِ ما — قیامِ کارگاہ و درسگہ ہر جا چو ماموں کن
چو شوکانی و فخر رازی و طوسی و فارابی — بدانش ہر یکے را حکمت آموز فلاطوں کن
بشیوعِ علمی و اخلاقی و ادبی رسائل ہا — بدلکش صورت و معنی و طرز و وضع و مضموں کن
فراگیریم با علم و ہنر دنیائے راجستان — بہ اجمیر ایں چنیں تحریک را فالِ ہمایوں کن
بحقِ حضرتِ خواجہ معین الدین اجمیری — نفاق و جہل و نخوت را ز قلبِ قوم بیروں کن
چو متمدن ترین مردم بروئے زمیں بودیم — شمارِ ما نہ در اقوامِ وحشی نیز اکنوں کن
بفرما دور نکبت را سعادت بخش امت را — بدل بر طالعِ مسعود مر ایں بختِ واژوں کن
عنانِ اختیار از دست رفت و صبر شد رخصت — دل پژمردۂ مسلم بیش ازیں یارب نہ محزوں کن
ز آفات و بلیات دو عالم دینِ احمد را — بحقِ ذاتِ پاکِ خویشتن مصئون و ماموں کن
مذاقِ جانِ اہلِ اصفہاں را تا کند شیریں — ز نطقم چشمۂ شہدے رواں اندر بدایوں کن

صریرِ خامۂ عارف نوائے قدسیاں گرداں
نہ شاگردِ تو ہست او را عطا از غیب مضموں کن

رشد و ہدایت

"امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ"

إِنَّ أَصْعَبَ الْأَعْمَالِ أَرْبَعُ خِصَالٍ اَلْعَفْوُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْجُودُ فِي الْعُسْرَةِ وَالْعِفَّةُ فِي الْخَلْوَةِ وَقَوْلُ الْحَقِّ لِمَنْ يَخَافُهُ أَوْ يَرْجُوهُ :

تشریح = دشوار ترین اعمال چار ہیں (۱) غصہ کی حالت میں معاف کردینا (۲) افلاس کی حالت میں سخاوت کرنا (۳) مقام خلوت میں پاکدامن رہنا (۴) جس شخص سے خوف یا کوئی امید ہو اُسکے سامنے حق بات کہنا۔

مجکو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کیلئے (معینی مدظلہ)

آستانہ

جلد ۱ جمعہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ نمبر ۲۵

خطبۂ صدارت

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ اجمیر پر ایک نظر

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اکتالیسویں جلاس منعقدہ اجمیر میں آنریبل جسٹس ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان جج ہائیکورٹ الہ آباد نے جو پر مغز اور فاضلانہ خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا ہے وہ مجموعی طور پر حقیقتاً اس قابل ہے کہ ہر وہ مسلمان جسکے دل میں ذرا بھی اپنی قوم کا درد اور اُسکی بھلائی و بُرائی کا احساس موجود ہے اور جو تعلیمی معاملات میں مسلمانوں کی سچی اور صحیح رہنمائی کا طلبگار اور متمنی ہے اسکو نہایت غور اور پوری دلچسپی سے پڑھے اور تعلیمی لائنوں پر قدم زن ہوتے ہوئے اُس سے جہانتک بھی ممکن ہو اسکو اپنا مشعل راہ بنانے کی کوشش کرے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ فاضلانہ خطبہ تمام تعلیمی پہلوؤں پر حاوی ہے اور ہر وہ مسئلہ اس میں زیر بحث لایا گیا ہے جسکا خصوصیت کیساتھ مسلمانوں کے تعلیمی پروگرام سے تھوڑا بہت بھی تعلق ہے خطبہ میں سب سے پہلے حسب طریقہ جاریہ رسم شکریہ ادا کرنیکے بعد اجمیر شریف کی اہمیت اور اُسکے مسلمانوں کا مرکز عقیدت ہونیکا لحاظ کرتے ہوئے اجلاس کانفرنس کے یہاں منعقد ہونے پر اظہار طمانیت و مسرت کیا گیا ہے اور اسکے بعد مسلمانوں کو ان کے آول عروج تعلیمی کو یاد دلاتے ہوئے انکی تعلیمی کمی اور انہیں تہذیب اسلامی کے فقدان پر ماتم کیا ہے۔ اور اپنی قدیم تعلیم کو چھوڑ کر جدید مادی تعلیم کو اختیار کرنے سے مسلمانوں کو مذہبی اور اسلامی حیثیت سے جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اُسکو ظاہر کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ قدیم تعلیم بھی ہرگز جدید تعلیم کے مفاد مادی کی منافی نہیں ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ طریقہ تعلیم میں موجودہ مروج طریقہ سے کام لیا جائے اور قدیم دفرسودہ طریق و نصاب تعلیم کی کورانہ تقلید نہ کیجائے اسی کیساتھ سب سے زیادہ جس چیز پر اظہار افسوس کرکے اُس کے شمول پر بہت زیادہ زور بھی دیا گیا ہے وہ موجودہ تعلیم میں دینیات کی عدم موجودگی ہے جسکے بغیر واقعی کوئی مسلمان حقیقی مسلمان نہیں رہ سکتا اور اپنے اس مذہبی جہل اور ناواقفیت کیوجہ سے وہ تعلیم جدید کی بدولت الحاد و زندقہ کے ایک ایسے تاریک غار میں گرجاتا ہے جس سے پھر اس کا نکلنا بلا امداد غیبی اور تائید ایزدی کے ناممکن ہے۔

لیکن موصوف کا گورنمنٹ کو اسکی ذمہ داری سے بالکل سبکدوش کردینا ہمارے خیال میں ناانصافی ہے۔ گو یہ صحیح ہے کہ ملک کے موجودہ صورت حالات کو دیکھتے ہوئے گورنمنٹ کا مذہبی مسائل سے دست کش رہنا ضروری ہے اور اسی لئے وہ کسی خاص دینی تعلیم کی ذمہ داریاں بھی اپنے سر نہیں لے سکتی لیکن جیسا کہ مسلمان ایک مدت سے چلا رہے ہیں وہ اتنا ضرور کرسکتی تھی اور اب بھی کرسکتی ہے کہ وہ ہمارے قومی مذہبی مدارس کے لئے ہر اعتبار سے اتنی ہی آسانیاں پیدا کردے جو اسوقت سرکاری کالجوں اور اسکولوں وغیرہ کو حاصل ہیں اور ہماری قومی یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کو وہ اسی طرح باقاعدہ اور وقیع تسلیم کرے اور انکو بالکل وہی درجہ اور حیثیت دے جو وہ اپنی یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کو دیتی ہے

واقعہ یہ ہے کہ ہم میں یہ تمام کمزوریاں، نقصانات اپنے مذہب سے ناواقفیت اور تاریخ اسلام سے بیگانگی صرف اسوجہ سے ہے کہ آج ہماری اصلی باگ ڈور یعنی ہماری تعلیم دوسروں کے ہاتھ میں ہے اور یہ تمام خرابیاں اسوقت تک دور نہیں ہوسکتیں جبتک اپنے تعلیمی معاملات میں ہم کو حقیقتاً پورے اختیارات نہ حاصل ہوں۔

اسی سلسلہ میں آگے چلکر موصوف نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ دینیات کی تعلیم بھی ہمکو ہماری مادری زبان اردو میں دینی چاہیئے اور خطبات اور دعائیں بھی اردو میں ہونی چاہئیں اور اپنی اس تحریک کو مفید اور ضروری ثابت کرنے کے لئے موصوف نے بھی وہی ایک دلیل پیش کی ہے جو آجکل عام طور پر اسی تحریک کے موئدین نہایت زور و شور کیساتھ پیش کیا کرتے ہیں یعنی یہ کہ جو خطبہ وغیرہ ہم سنتے ہیں یا جو دعا ہم مانگتے ہیں اگر اُسے ہم سمجھ ہی نہ سکیں اور ہمیں یہی نہ معلوم ہو کہ خطبہ میں ہم کو کیا ہدایات کی گئی ہیں اور دعا میں ہم اپنے خالق سے کیا مانگ رہے ہیں۔ تو ہم اُن ہدایات پر کس طرح عمل پیرا ہوسکتے ہیں۔

ہم اس حد تک تو موصوف سے بالکل متفق ہیں کہ دینیات کی تعلیم اردو میں ہونی چاہیئے کیونکہ یہ بات بالکل اظہر من الشمس اور تقریباً ایک تسلیم شدہ اصول ہے کہ جس چیز کو بھی ہم اپنی مادری زبان میں حاصل کریں گے وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر طریقہ پر ہماری سمجھ میں آئے گی اور اس کے مسائل بہت زیادہ صحیح طور پر اور پھر نہایت آسانی کے ساتھ بلا کسی شدید دقت اور محنت کے ہمارے ذہن نشین ہوسکیں گے لیکن اس کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ اسی کے ساتھ ہم اسقدر غلو اور افراط کریں اور ایک ایسی زبان کو بالکل نظر انداز کردیں اور بھلا بیٹھیں جو الہامی زبان اور ام الالسنہ ہونیکا شرف رکھتی ہے۔ جس کے اندر ہمارے تمام دینی اور مذہبی خزائن پوشیدہ ہیں اور جس کو قرآنی زبان ہونے کی وجہ سے ایک خاص تقدس اور بزرگی حاصل ہے۔

آہ مولینا حافظ حامد حسین مرحوم

چیست یارب چیست این ہنگامۂ مرگ اجل
می رسد ہر دم صدائے این نماند و آں نماند

مولینا حافظ سید حامد حسین مرحوم کی ذات کیا باعتبار زہد و اتقا اور کیا بلحاظ علم و فضل نہ صرف اپنے خاندان کیلئے موجب فخر و مباہات تھی بلکہ مسلمانان اجمیر کو اُس پر ناز کرنیکا بجا طور پر حق تھا۔

مولنائے مرحوم۔ استاذ الاساتذہ حضرت العلام مولینا قمر الدین قدس سرہ کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ اور استاذ محترم کے تمام شاگردوں میں صرف ایک مولینا حافظ سید حامد حسین مرحوم کی ذات تھی جس نے تلقین درس و ارشاد کی صورت میں اپنے استاذ فاضل کی صحیح جانشینی فرمائی۔ اور باوجودیکہ صوبہ راجپوتانہ کے یگانۂ روزگار ادیب تھے لیکن اُنکی منکسر المزاج فطرت نے کسی وقت بھی انکو شہرت طلبی پر آمادہ نہیں ہونے دیا۔ بلکہ اُنہوں نے اس عہد پرفتن میں اپنی قابلیت اور اپنے آپ کو ہمیشہ چھپائے رکھا۔

افسوس کہ وہ قابل قدر ہستی ۱۹ رجب کو پیوند خاک کردی گئی اور اب وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئی جس کے محاسن و اخلاق کا یہ حال تھا کہ آج کوئی آنکھ ایسی نظر نہیں آتی ہے جو اس کے ماتم میں اشکبار نہو، اور کوئی دل ایسا دکھائی نہیں دیتا ہے جو اس کے صدمہ جدائی سے بیقرار نہ ہو۔ جس کی قناعت و توکل شعاری کی یہ حالت تھی کہ دار العلوم معینیہ عثمانیہ کی قلیل تنخواہ پر اکتفا کرتے ہوئے۔ ع

دنیا اگر دہند نہ خیزم ز جائے خویش

پر عمل کیا اور بیرونی دعوتوں کو معقول تنخواہ کے معاوضہ پر بھی قبول نہیں فرمایا۔ اور جوار آستانۂ سلطان الہند کو نہ چھوڑا۔ جس کی ہر دلعزیزی اور زندہ دلی کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ علما، صوفیا، طلبا اور تلامذہ، غرض کسی حلقہ میں کبھی اُسکا وجود کسی پر گراں نہیں گذرا۔ الحق۔

مذہب او آشتی مشرب او صلح کل
مسلک او بیگیاں بود مرنجان مرنج

مولانا معین الدین صاحب کے فتوے پر تنقیدی نظر

(از جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب متعلم دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف)

مضمون مندرجہ ذیل جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب متعلم دار العلوم معینیہ عثمانیہ کا ممنون قلم ہے جو مولوی صاحب موصوف نے آج سے کئی ہفتہ قبل بغرض اشاعت دفتر میں بھیجا تھا مگر عرس نمبر کے مضامین اور رجب کے درمیانی ہفتہ کی تعطیل کے باعث اس مضمون کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہو گئی۔ "مدیر"

ایک خبر سننے میں آئی تھی کہ ایک اشتہار شائع ہوا ہے کہ اخبار الفقاق میں حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری کا فتوی سجدہ تعظیمی شائع ہوگا جس سے میرے دل میں اسکے دیکھنے کا خیال پیدا ہوا اتفاقاً اخبار الفقاق میرے عزیز و محترم کے یہاں نظر آیا جسمیں وہ فتوے تھا میں نے فوراً ہی اسکو دیکھا اسمیں کئی جگہ مسامحات سے نظر آئے جنمیں سے بعض کو میں نے محترم موصوف سے ذکر کیا۔ پھر خیال ہوا کہ یہ ایک مختصر تحریر میں آجائے تو بہتر ہے کیونکہ اس قسم کی باتیں اکثر آزاد محررین سے صادر ہوتی ہیں جو محض اپنے قیاس اور استخراج پر بھروسہ رکھتے ہیں اور فقہائے کرام کی مساعی جمیلہ کو ناقابل قدر گمان کرکے آنسے بے توجہی برتتے ہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہیں اور ایک دروازہ آزادی کا کھلتا ہے اخیر میں اجتہاد کا سبز باغ نظر آتا ہے پھر اب کیا ہے جناب مجتہد صاحب بنیں۔ اور تقلید کا ڈورا بھی بارگراں ٹھہرتا ہے اگرچہ جناب مولانا موصوف کے ایسی تحریر کا منشا کچھ اور ہی ہو مگر روش ظاہر کچھ ایسی ہی ہے جسکو میں بہت ہی خطرناک سمجھتا ہوں اور اس قسم کی آزادی سے طبیعت پر بہت اثر پڑتا ہے بنا بریں علیہ تحریر ہی کو مناسب سمجھا اس سے میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ وضع الجبہۃ علی الارض لغیر اللہ کے لئے جائز ہے حاشا و کلا صرف ایسی روش کا نتیجہ دکھانا ہے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ میری غلط فہمی ہی اس کا منشا ہو کیونکہ میں ایک معمولی حیثیت کا طالب علم ہوں اور مولانا موصوف ایک مشہور عالم ہیں مگر بربنائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان لغزش بھی ناممکن نہیں۔ اور

گاہ باشد کہ کودک ناداں ٭ از غلط بر ہدف زند تیرے

لہذا مولانا کی تحریر کا کشف حقیقت مجھ جیسے سے اگرچہ مستبعد ہے لیکن انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال پر لحاظ کیجائے تو انشاء اللہ تعالی انکشاف حقیقت ہو جائیگا اور میرا اس مختصر کشف حقیقت سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جناب مولانا صاحب سے جو یہ باتیں اثنائے تحریر میں صادر ہو گئی ہیں۔ غالباً انکی بے توجہی کا ثمرہ ہے ورنہ ایسی باتیں ویسے شخص سے بالکل مستبعد ہیں اگر واقعہ یہ ہو تو حضرت مولانا کو تحریر کیوقت خصوصاً فتوی وغیرہ مذہبی تحریروں کے موقعہ پر نہایت احتیاط و توجہ اور دلجمعی کام لینا چاہئے تاکہ ایسی باتیں تحریر یا وجود خلاف واقعہ ہونیکے آنکی شخصیت کو مقر ہیں ورنہ مجبور ہو کر کوئی تو کوئی کہدیگا بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو ایک قطرہ خون نکلا

شگوفہ اول۔ حضرت مولانا کی تحریر ابتداہی سے کچھ عجیب شان اور نرالا رنگ لئے ہوئے نظر آتی ہے کیونکہ بکر کے قول سے قطع نظر اسکے کہ وہ فی الواقع صحیح بھی ہے یا نہیں۔ چند باتیں متخرج ہوتی ہیں منجملہ آن کے ایک یہ کہ سجدہ تعظیمی کا ثبوت آیت قرآن مجید سے دوسرے یہ کہ عدم نسخ قرآن کریم سے تیسرے مخالف صرف ایک حدیث احاد کی جسپر اسکا قول اسکے خلاف ایک حدیث احاد ہے اور بس صریح الدلالۃ ہے اب حضرت مولانا موصوف کی تحریر شروع ہوئی آپ تحریر فرماتے ہیں۔ زید کا قول و اعتقاد صحیح ہے (واقعی سجدہ تعظیمی ناجائز ہے) اسلام میں غیر اللہ کیلئے سجدہ حرام ہے اسکے بعد بکر کے قول کا رد شروع کیا اور دیگر امور نظر انداز کرکے اسطرف یعنی آیت کے خلاف صرف ایک حدیث احاد ہے جسکا اتنا مفاد ہے کہ ایسے موقع پر احادیث احاد متروک العمل ہوتے ہیں۔ توجہ مبذول فرمائی کہ جس حدیث سے یہ حرمت ثابت ہے وہ صحیح ہے اور صحاح ستہ کی حدیث ہے گو یہ حدیث احاد ہے لیکن واجب العمل ہے نماز کے تمام مسنونات اور مستحبات احادیث احاد ہی سے ثابت ہیں اور ان پر تمام امت کا عمل ہے احناف نماز میں عدم رفع یدین اور آمین بالسر احادیث آحاد ہی کے بنا پر کرتے ہیں شافعیہ رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ میں احادیث احاد کے پابند ہیں دونوں جانب نہ قرآنی آیت ہے نہ حدیث متواتر اور اسکے بعد اسی بنا پر چند اعتراضات کئے ہیں اب انصاف سے فرمائے کہ اس استدلال یعنی حدیث احاد کا مخالف آیت ہونیکی وجہ سے متروک العمل ہونے میں اور یہ رد کہ جس حدیث سے یہ حرمت ثابت ہے وہ صحیح ہے اور صحاح ستہ کی حدیث گو یہ حدیث احاد ہے لیکن واجب العمل ہے الخ کیسی اچھی مناسبت ہے کہ اسکی پاکیزگی سوال از آسماں و جواب از ریسماں سے کچھ کم نہیں اب اتنی بات دریافت طلب ہے کہ مولانا کے واجب العمل فرمانیسے جسکی دلیل حدیث کا صحیح ہونا اور صحاح ستہ کا ہونا گو حدیث احاد ہو کیا مراد ہے اگر مطلقاً حدیث احاد کا واجب العمل ہونا مراد ہے بلا بشرط الشی میں ہے تو ظاہر ہے کہ موقع سے بالکل بیگانہ اور مستدل اپنے استدلال میں سراسر بیگانہ کیونکہ بکر نے حدیث احاد کو آیت کے خلاف ہونیکی وجہ سے متروک العمل ٹھیرایا نہ مطلقاً متروک العمل بتایا جو اسکے لئے مولانا کا ثبوت واجب العمل مفید ہو اور اگر مراد واجب العمل ہونیسے یہ ہو کہ ہمیشہ یہ واجب العمل ہے گو کسی آیت کے خلاف کیوں نہ لازم آئے تو اسکو سوائے مولانا کے کوئی ذی علم خصوصاً حنفی نہیں تسلیم کر سکتا مگر اس موقع پر مولانا کو اصول کی کتابوں کی ورق گردانی ضرور مفید ہوگی کم از کم انکو نور الانوار میں اتنا ملجاوے گا ولا یکون بین المفسر و لا احاد بین الحدیث بین الخاص والمخصوص البعض من الکتاب معارضۃ اصلاً دیکھئے احاد حدیث مشہور کے معارض نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آیات متواترہ قطعیہ کے اب مولانا ہی انصاف سے فرمائیں کہ انکی تحریر کا کیا مفاد ہو سکتا ہے۔ اور مولانا نے مسنونات و مستحبات صلوۃ اور رفع یدین اور آمین بالسر وغیرہ وغیرہ جتنے امثلہ پیش کئے ہیں اسمیں کوئی بھی کسی آیت کے معارض ثابت ہوئے ہیں؟ بلکہ مولانا خود معترف ہیں کہ نہ یہاں آیت قرآنی ہے نہ حدیث متواتر تو اب بتائے کہ ایسے امثلہ دو نہیں بجائش کیا ہزاروں پیش کریں تو موقع کے کب مناسب ہو سکتا ہے جب اس بیان کا یہ حال ہے تو اس بنا پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں آنکی حقیقت بنائے فاسد علی الفاسد سے کم ہو سکتیں ہے کاش مولانا موصوف بکر کے لفظ خلاف پر نظر فرماتے تو اتنی زحمت کیوں گوارا کرنی پڑتی۔ لیکن بمقتضائے عیب مئی جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ اتنا میں ضرور کہونگا کہ مولانا نے اتنے طول طویل کے بعد ایک بات لگتی ہوئی ضرور فرمائی وہ یہ کہ دو حصر شرائع اسوقت صحت ہو سکتے ہیں جب شریعت اسلامی میں انکے متعلق انکار وارد نہوا ہو انکار کی صورت میں وہ حجت نہیں ہو سکتے وان کان فیہ تامل بعد۔ الغرض ایسے موقعہ پر حدیث احاد سے اس طریقہ سے استدلال اصول سے قطعاً خروج ہے اور اسکے استدلال کی اور صورتیں ہو سکتیں ہیں کم از کم ہمارے لئے فقہائے کرام کا قول راجح ہیں نقل کرنا کافی ہو سکتا ہے بلکہ وہ ایسے استدلالات سے بہت بہتر ہے شگوفہ دوم جو پہلے سے بھی کچھ اور ہی رنگ دکھاتا ہے

شگوفہ دوم۔ اتنی طوالت کے بعد سجدہ کی دو قسموں کی بنا پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اسلام میں سجدہ کی دو قسمیں نہیں کی گئی ہیں اور نہ سجدہ کی طرح رکوع کی بھی دو قسمیں ہونی چاہئیں ایک رکوع عبادت دوسرا رکوع تعظیم اسیطرح تمام ارکان نماز کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں جبکی رو سے نماز بھی دو قسم پر منقسم ہو سکتی ہے۔ ایک نماز عبادت دوسری نماز تعظیم۔ سبحان اللہ کیا خوب سجدہ کی دو قسمونکی بنا پر مولانا موصوف نے کیسی کیسی قسمیں نکالیں اور کیسی کیسی تعریفیں کیں اور کیا ہی تلازمہ بتایا۔ بس منقبت کو ختم کر دکھایا۔ پھر کہا قیام بھی جو منجملہ فرائض صلوۃ سے ہے اسکی بھی دو قسمیں کی جائیں تو مولانا کے مفاسد سامنے آئیں شاید قیام میلاد شریف میں مولانا ہمت فرمائیں مجبور ہو کر ہاں کر جائیں کہ کم از کم جتنے وہابی دیوبندی ہیں سب کے سب ملکر ہاں ہاں کی چیخ مچائیں گے اور خوب آپسمیں خوشیاں منائینگے۔ لو اب تو ہمارا مطلب ثابت ہو گیا۔ قیام کرنیوالا مرتکب حرام ٹھہر گیا۔ مگر مولانا اور ساتھیوں کے لئے تو بہت بڑی دقت ہوگی لاکھ بنائینگے کچھ نہ بنیگی کیونکہ مولانا نے اپنے اساتذہ کیلئے کبھی نہ کبھی قیام فرمایا ہوگا۔ یہ سابقہ ساتھیوں کو بھی ہوا ہوگا۔ اب یہ قیام کیسا ہوگا؟ کیسی حقیقت اور کیا ٹھہریگا۔ تعظیمی ہونیکا کیا مجال ورنہ پیچھے وہ ہی تقاسیم وہی محال اب یہ وہی ایک ہی قسم ہوگا تو کیا مولانا صاحب اور انکے ساتھیوں کے لئے جائز ٹھہریگا؟ کیا جنکے لئے کھڑے ہوتے ہیں وہ غیر اللہ نہیں ہیں؟ اور انکے لئے اسمیں کچھ حرج نہیں؟ اور اب تک آپ لوگ قیام

تعبدی کرتے رہے۔" تو پھر اپنے ایمان کی بھی خیر منائیں پھر اگر مولانا کے اُس پہلے جملہ پر کہ اسلام میں سجدہ کی دو قسمیں نہیں کی گئی ہیں۔ نظر ڈالی جائے تو کچھ اور ہی گل کھلتا ہے کاش مولانا صاحب اپنے قیاس ہی پر بھروسہ نہ فرماکر کم از کم کسی فقہ کی کتاب دیکھنے کی تکلیف گوارا فرماتے تو ہرگز ایسی بات آپکے قلم فیض رقم سے نہ صادر ہوتی فتاویٰ قاضی خاں ایک نہایت مستند اور مشہور اور ایک متداول کتاب ہے۔ اسکے باب مایکون کفرا من المسلم ومالا یکون میں لکھا ہے کہ ولو قیل للمسلم اسجد للملك والا فقتلناك لا باس ان یسجد للملك سجدۃ التحیۃ والتعظیم لا سجدۃ العبادۃ لان سجدۃ التعظیم لا یکون کفرا عرف ذالك بامر اللہ تعالیٰ الملائکۃ لادم علیہ السلام واللہ لا یامر احد بعبادۃ غیرہ وکذالك اخوۃ یوسف سجد والیوسف علیہ السلام

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تفسیر سورہ بقر میں تحریر فرماتے ہیں۔ پیشانی را بزمین رسانیدن بدو طریق واقع میشود یکے آنکہ برائے ادائے حق عبودیت باشد این قسم در جمیع ادیان وملل برائے غیر خدا حرام وممنوع است کہیچ گاہ جائز نشدہ زیراکہ از محرمات عقل ست ومحرمات عقلیہ بتبدل ادیان وملل متبدل نمیشوند ودلیلش آنکہ این نوع تعظیم مشعر بغایت تذلل است و غایت تذلل برائے کسے سزاوار است کہ در غایت عظمت باشد وغایت عظمت آن ست کہ ذاتی باشد وعظمت ذاتی خاص بحضرت حق است ودر ہیچ مخلوقے یافتہ نمیشود۔ دوم آنکہ برائے تکریم وتحیۃ باشد مانند سلام وسر خم کردن این باختلاف رسوم وعادات ومتبدل ازمنہ واوقات مختلف است گاہے جائز است وگاہے حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ حضرت یوسف واخوان ایشاں واقع شدہ کہ خروالہ سجدا ودر شریعت ما این طریق ہم فی ما بین مخلوقات حرام وممنوع است کیا اب بھی مولانا فرمائینگے کہ اسلام میں سجدہ کی دو قسمیں نہیں کی گئی ہیں کیا امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ عبادت عبداللہ کا حکم دیتے ہیں اگر عبادت غیر اللہ کا حکم دیتے ہیں تو اوپر حضرت مولانا کا کیا فتویٰ ہوگا کیا ایسے موقع پر عبادت عبداللہ جائز ہے اور کیا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ نے کسی اور مذہب کی بنا پر تفسیر وتقسیم کی ہے اس قسم کے معلوم نہیں مولانا موصوف کا ایک فقرہ کیا کیا گل کھلائیگا۔ القصہ فقہائے کرام کی طرف سے بیتوجہی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے اخیر میں حضرت مولانا سے دست بستہ عرض ہے کہ مسائل شرعیہ کے بارے میں فقہائے کرام کے قول راجح کیطرف ضرور رجوع فرمائیں اسکو مدنظر رکھتے ہوئے جتنا دل چاہے استدلال میں جودت دکھائیں تو انشاء اللہ تعالےٰ ہرگز اس قسم کے دھوکے نہ کھائیں فقط واللہ اعلم بالصواب۔

اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔

ادبیات

افسانہ

حقیقت کہاں ہے؟

یونانی علم الاصنام کا ایک افسانہ حکمت

قدیم یونان کے مرکز ایتھنس، فلسفہ کے گہوارے اور حکمت کے سرچشمے پر رات کی خاموشی چھا گئی تھی۔

رات نے اپنی سیاہ قناتیں تان دیں۔ محو خواب شہر کی لمبی سانسوں کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اتنے میں چاند نکل آیا روپیلی چاندنی کوہ ودشت پر پھیل گئی۔ مندروں کی سنہری برجیاں چمک اٹھیں۔ زیتون اور نرگس کے درخت بے ساختہ کھلکھلا اُٹھے

شہروں کی ملکہ ایتھنس سورہی ہے۔ دروازوں پر چوکیدار اونگھ رہے ہیں۔ لیکن صرف ایک نوجوان ہے جو ابتک جاگ رہا ہے!

دیوکلس حسن، ذہانت، دولت کے خزانوں کا مالک ہے۔ اکاڈیمی میں حکمت کا طالب علم ہے۔ اپنا پورا دن، اور رات کے بھی بہت سے گھنٹے، علم وحکمت کے پہلو میں گذارتا ہے۔ صحبت و معاشرت سے بیزار ہے۔ ایک پورے حکیم کی طرح پورا خلوت پسند ہے۔ تفکرات کے سمندر میں شب و روز غواصی، بس یہی اُسکا مشغلہ ہے

ایتھنس یعنی حکمت کی دیوی کا مرمری خوبصورت بت اکاڈیمی کے صحن میں نصب تھا۔ دیوکلس سب طالب علموں سے زیادہ حکمت کے اس خاموش مجسمہ کے پاس جاتا اور ہمیشہ اُس کے تصور میں غرق رہتا۔ اُسکی دل کی مناجاتوں کا قبلہ یہی تھا۔ اُس کے دماغ کے استغراق کا مرکز اسی میں تھا۔ وہ اسکی دلفریب صورت پر غور کرتا۔ وہ اُس کے جمال معنی وحقیقت کی جستجو میں محو ہوجاتا۔ وہ اُس ہی حکمت کی وحی اور علم کا پیام ربانی طلب کرتا۔ وہ حکمت کی جستجو میں حکمت کے مجسمہ کا عاشق تھا!

آج رات دیوکلس پھر دیوی کے سامنے دست بستہ کھڑا تھا۔ رات ڈھل گئی، مگر وہ بےحس وحرکت کھڑا ہے۔ اچانک اُس نے سر اٹھایا اور بت کے قدموں پر گر پڑا۔ بوسوں پر بوسے لیے، آنسوؤں سے اُسکے پاؤں دھونے لگا۔

"اے علم وحکمت کی مظہر محبوب! رحم، رحم، مجھے ایک نظر دیکھ لے! ایک مرتبہ کے لیے میری التجائیں سُن لے!"

وہ دیر تک آنکھوں کے آنسوؤں اور زبان کی دعاؤں سے مناجات کرتا رہا۔ پھر اُس نے نظر اُٹھائی۔ چاند نے اپنی شعاعیں جمع کرکے دیوی کے چہرے کی رعنائی بے حساب کردی تھی!

ہوا چلتے چلتے رک گئی۔ پتوں کا شور تھم گیا۔ پہلے سے زیادہ سکون طاری ہوگیا۔ نوجوان کا دل تنگ ہوا۔ اُس نے لمبی آہ بھری، اور آہ کے ساتھ ہی آنسوؤں کی لڑیاں رخساروں پر پھیل گئیں،

"مقدس دیوی!" دیوکلس نے جوش سے چلاکر کہا "تیرے ہی قدموں پر میرا سر دھرا ہے۔ تیری ہی عبادت پر میری روح جھکی ہے تونے میرے دل کو حکمت کی عشق سے معمور کردیا۔ تونے حقیقت کی جستجو کی آگ سلگادی۔ یہ آگ اب جلائے ڈالتی ہے۔ یا تو ہمیشہ کیلئے اسے ٹھنڈا کردے، یا حقیقت کا جمال پنہاں ایک مرتبہ دکھادے۔ ہاں، حقیقت مقدس، عظیم حقیقت، اس مہیب کائنات کی حقیقت، اس ہولناک ازلیت وابدیت کی حقیقت، ہر وجود کی روح، مجرد حقیقت، عریاں حقیقت۔ وہ حقیقت، جس کی جستجو میں تمام فلاسفہ سرگرداں رہے اور حکیموں کو بستر خواب پر کبھی نیند نہ آئی۔ حکمت کی پاک دیوی! حقیقت چہرہ میری آنکھوں کے سامنے بےنقاب کردے۔ میں اسے جاننا اور دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اُسے سارے پردوں اور نقابوں کے اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اسکی پرستش پر دل بدچکا ہوں۔ میں اُس کی راہ میں اپنی زندگی اور زندگی کی تمام مسرتیں، اپنی دولت، عزت، حسن، شباب، محبت، سب کچھ قربان کردونگا!"

دیوکلس نے یہ کہا اور گردن اٹھاکر دیوی کا منہ دیکھا۔ وہ بدستور خاموش اور بےحس وحرکت تھی۔ نوجوان نے اپنی پیشانی پھر اُس کے مرمری قدموں پر رکھدی اور گڑگڑانے لگا۔ اُسکی روح، اُسکی آنکھیں اُسکی زبان، تینوں دیوی کے قدموں پر تھیں۔ روح آتش شوق سے جل رہی تھی۔ آنکھیں جوشش عشق میں بہہ رہی تھیں۔ زبان ولولۂ مناجات سے وارفتہ تھی!

اچانک درختوں کے پتے ہلے، ڈالیوں میں جنبش ہوئی، نسیم کے جھونکے چلے۔ ہوا میں ایک آواز گونجی: "دیوکلس!" "دیوکلس!"

نوجوان چونک اُٹھا۔ ادھر اُدھر گھبراہٹ سے دیکھنے لگا۔ سمجھا، اُس کے ہم مدرسہ پکار رہے ہیں۔ مگر وہاں کوئی انسان بھی نظر نہ آیا۔

"دیوکلس!" "دیوکلس!" نوجوان تمنائی نے نگاہ اٹھاکر بت کو دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ سچ مچ کو اُس کے ہونٹ ہل رہے ہیں!... اچانک سنگ مرمر کے ہاتھ میں جنبش ہوئی...... دیوی نے اپنا ہاتھ دیوکلس کے کندھے پر رکھدیا...... بجلی کی ایک طاقتور لہر اُسکے بدن میں دوڑ گئی بید کیطرح تھرتھرانے لگا خوف کی شدت سے اُسکے حواس معطل ہوگئے...

لیکن آواز ابتک آرہی تھی "دیوکلس!" "دیوکلس!"

"دیوکلس! تونے مجھے پکارا۔ لے میں آگئی۔ تیری مناجات میں نے سنلی۔ بول، کیا مانگتا ہے؟"

دہشت سے نوجوان کی سانس رک گئی۔ بےاختیار زمین پر گر پڑا۔ قریب تھا بیہوش ہوجائے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد اسکے ہوش حواس واپس آنے لگے۔ تو اُسنے خوفزدہ نظروں سے دیوی کو دیکھا:

"ہاں مقدس دیوی!" اُسنے کانپتی ہوئی آواز سے کہا "میں ہی تیرے حضور زاری کررہا تھا۔ مجھ "حقیقت" کی جستجو ہے۔ میں "حقیقت" کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اسے بےنقاب دیکھنا چاہتا ہوں..."

"تو حقیقت کی کھوج میں ہے؟" دیوی نے اپنی پر رعب آواز میں کہا "حقیقت خود ہی "وجود" ہے۔ حقیقت کہاں نہیں ہے؟

لیکن ہاں، بے پردہ، بے نقاب حقیقت، کبھی کوئی کائناتی نگاہ نہ دیکھ سکی کسی نے اسکے دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کی۔ بے نقاب حقیقت انسان کی حدِ نگاہ سے باہر ہے۔ تاہم اگر تیری یہی ضد ہے تو سمجھ لے، تجھے بڑی قیمت ادا کرنی پڑیگی۔ ایسی بڑی جسکی شاید تجھ کو قدرت نہیں۔ تجھ کو دولت، عظمت، حسن۔ سب سے دست بردار ہو جانا پڑیگا۔ تجھ کو زندگی کا بھی آرزومند نہ ہونا چاہئے۔ دیوتاؤں نے حقیقت سے بڑھکر کوئی دولت کائنات کی اولاد کو نہیں دی ہے۔

"میں ان سب سے ہمیشہ کیلئے بخوشی دست بردار ہوتا ہوں" دیوکلس نے خوش ہو کر کہا "میں سورج بھی چھوڑنے پر طیار ہوں"

دیوی نے اپنا سر جھکا لیا۔ ہر طرف خاموشی پھیل گئی۔ درخت "زفس" کی اس باعظمت لڑکی کی تعظیم میں جھک گئے!

دیوی نے پھر سر اٹھایا!

"بہتر" اُسنے آدمیوں کی طرح لفظوں میں کہا "تجھے حقیقت دکھائی جائیگی لیکن ایک ہی مرتبہ میں تو اسکو نہیں دیکھ سکتا۔ میں ہر سال ایک دفعہ تجھ کو وہاں لیجایا کرونگی۔ تو اُسکو چھپانیوالے پردوں میں سے ہر مرتبہ ایک پردہ چاک کر سکیگا۔۔ تو زندگی کی پیاس میں رہیگا، یہانتک کہ حقیقت عریاں اپنی آنکھوں سے دیکھ لے"

نوجوان کا چہرہ مسرت اُمید سے دمکنے لگا۔ وہ خاموش رہا کہ دیکھے اب دیوی کیا کرتی ہے۔ اچانک وہ حیرت سے دم بخود ہو گیا۔ دیوی نے اپنی سنگ مرمر کی چادر اُتار دی۔ دیوکلس کی آنکھیں دختر زفس کے حسن و جلال سے چکا چوند ہو گئیں۔ چشم زدن میں بت نور کا پتلہ بنگیا۔۔۔ اب اُس میں حرکت ہوئی اُسنے نوجوان کو گود میں اٹھا لیا۔ لامتناہی فضا میں پرواز شروع کر دی ایک نامعلوم خطہ میں جا پہنچی۔ دیوکلس نے دیکھا، ایک سرفلک پہاڑ پر وہ کھڑا ہے۔۔

یہاں پہاڑ پر نوجوان نے کالی بدلیوں کے اندر ایک پرچھائیں سی دیکھی۔ جوش شناخت میں اُسکی روح اُسکے حلقہ ہائے چشم میں سمٹ آئی مگر وہ اُسکے خال و خط نہ دیکھ سکا!

"یہی حقیقت ہے" دیوی نے اپنے اُنگلی سے اشارہ کرکے کہا "یہی اپنی دُھندلی شعاعیں زمین پر ڈالتی ہے اور فلسفی اور حکیم اُنہیں نورِ حق کا سایہ ڈھونڈتے ہیں۔ اگر یہ شعاعیں نہ ہوتیں تو دنیا تاریک رات کی طرح اندھیری ہو جاتی۔ انسان کی نگاہ حقیقت کو انہی شعاعوں میں دیکھ سکتی ہے۔ تم دیکھ رہے ہو، وہ کسقدر ہلکی، کیسی دُھندلی شعاعیں ہیں! پر حقیقت بیحد روشن ہے۔ اتنی روشن کہ سورج کی روشنی سے بھی تم اسکا قیاس نہیں کر سکتے مگر وہ ان پردوں کے اندر چھپی ہوئی ہے۔ صرف اُسکا سایہ ہی نظر آ سکتا ہے۔ آگے بڑھو اور اُسکا ایک پردہ چاک کر ڈال"

دیوکلس نے دیوی کے حکم کی تعمیل کی۔

ہاتھ لگتے ہی پردہ سفید پرند بن گیا۔ تھوڑی دیر نوجوان کے سر پر منڈلایا، پھر سیدھا آسمان کی طرف اُڑ گیا!

دیوکلس نے اب دیکھا، حقیقت کی شعاعیں پہلے سے زیادہ صاف اور روشن ہیں!

دیوی اُسے پھر زمین پر اُتار لائی۔ وہ اپنی اکاڈیمی میں گیا، اور دیوی اپنا مرمری جامہ پہنکر پھر بت بن گئی!

دیوکلس نے دیوی سے اپنا وعدہ پورا کیا آرام راحت سے مُنہ موڑ لیا، خلوت میں بیٹھا اور غور و فکر میں یک قلم مستغرق ہو گیا۔

اب وہ انسانوں کے کسی مجمع میں نظر نہیں آتا تھا۔ ایتھنس کے تمام میلے اس سے خالی ہو گئے تھے۔

دوسرے سال اپنے مقررہ وقت پر پھر سنگ مرمر کے بت کے سامنے سربسجود تھا۔ دیوی نے حرکت کی، اور پہلی مرتبہ کی طرح اُسے غیر معلوم پہاڑ پر اڑا لے گئی۔ اب اُسنے حقیقت کا دوسرا پردہ چاک کر دیا۔ اس مرتبہ روشنی اور بھی زیادہ تیز ہو گئی۔ پھر وہ زمین پر واپس آگیا۔ اُسکی زہد و خلوت پسندی اب اور زیادہ گہری ہو گئی تھی۔

اُسکے رفیق اس تبدیلی پر متعجب تھے۔ اُنہوں نے اُسے بہت بہت پھسلایا، مگر وہ اپنے گوشۂ انزوا سے باہر نہ نکلا۔

ایتھنس کی بعض حسین دوشیزہ لڑکیوں سے اُسکی ملاقات تھی ایک فتنہ گر حسن اُس سے محبت بھی کرتی تھی۔ اُسکی یہ حالت دیکھکر ایک دن اُسکے پاس گئی۔

" دیوکلس! کیا بات ہے؟" دوشیزہ نے مسکرا کر کہا " تم مجھ سے بیزار کیوں ہو گئے؟ یہ دیکھو، میری آنکھیں ستاروں کی طرح چمکتی ہیں۔ میرے بال شعاعوں سے بھی زیادہ چمکیلے ہیں۔ میرا جسم کیسا دلفریب ہے؟ میں نے تمہارے سوال محبت کا جواب دیا تھا، مگر اب میں خود تم سے جواب محبت کی سائل ہوں۔ مجھے دیکھو، میری محبت کی تحقیر نہ کرو۔ خود دیوتا بھی محبت سے انکار نہیں کرتے"

دیوکلس نے دوشیزہ پر ایک سرد نظر ڈالی اور کہا۔

"محبت میرے دل سے اُسی طرح اُڑ گئی ہے جس طرح دوسرا پردہ اُڑ گیا تھا" اُسنے یہ کہا اور ایک طرف کو چلدیا!

دوشیزہ حیرت سے اُسے دیکھتی رہی۔ بھلا یہ رمز وہ کیونکر سمجھ سکتی تھی؟ اُسنے خیال کیا، دیوکلس دیوانہ ہو گیا ہے۔

ایک سال بعد دیوکلس نے تیسرا پردہ چاک کیا۔ اُسکی نظر اور بھی زیادہ تیز ہو گئی۔ اس کا نفس ناطقہ زیادہ شائستہ اور بلند مرتبت ہو گیا۔

اب فلسفہ کے حلقوں سے بھی وہ الگ ہو گیا۔ اگر کبھی اتفاق سے وہ عوام کے سامنے بولتا تو لوگوں کے کان اُسکے لئے وقف ہو جاتے۔ انسانی دلوں کے لئے اُسکی آواز میں ایک ایسی تاثیر تھی کہ یونان کے صحنہائے حکمت میں کسی بڑے سے بڑے حکیم کی آواز کو بھی نہ ملی ہوگی۔ پورے ایتھنس نے جمع ہو کر فیصلہ کر دیا کہ دیوکلس، استاد عظیم افلاطون اور دوسرے تمام حکیموں سے بازی لے گیا۔ اُس سے منتیں کی گئیں کہ فلسفہ کی امامت قبول کر لے مگر اُسنے بے پروائی سے انکار کر دیا۔

اسی زمانہ میں ایسا ہوا کہ ایتھنس پر دشمنوں نے حملہ کر دیا دیوکلس وطن کی مدافعت میں پیش پیش تھا۔ بے نظیر شجاعت سے لڑا۔ آخر زخموں سے چور چور لڑتا۔ ایتھنس کو فتح ہوئی۔ بہادروں کو فورم میں پھولوں کے تاج تقسیم کئے گئے۔ سب سے بڑا تاج دیوکلس کے واسطے طیار ہوا تھا۔ مگر عین وقت پر جب اُسے پکارا گیا، تو وہ موجود نہ تھا!

برسوں پر برس گذرتے چلے گئے۔ ہر برس دیوکلس حقیقت کا ایک پردہ چاک کراتا تھا۔ ابھی وہ جوان تھا مگر اسکا سر سفید ہو گیا کمر جھک گئی۔ آنکھیں دھنس گئیں۔ قوی کمزور پڑ گئے اسپر بھی وہ خوش تھا، کیونکہ وہ عنقریب "حقیقت" کا مشاہدہ کرنے والا تھا، اُس حقیقت کا بے پردہ بے نقاب مشاہدہ، جسے کبھی کسی بشر نے نہیں دیکھا!

آخر فیصلہ کی رات آگئی۔ آج "حقیقت" پر سے آخری پردہ بھی اُٹھ جائیگا۔ آج بے نقاب حقیقت اسکے سامنے ہوگی!

دیوی، دیوکلس کو حسب عادت اوڑالے گئی۔ اور حسب معمول حقیقت کے سایہ کے سامنے کھڑا کر دیا۔

" دیکھ حقیقت کس قدر تاباں ہے! پچھلے برسوں میں جتنے پردے تونے چاک کئے، وہ اسکے چہرے کے پردے نہ تھے۔ تیری ہی غفلت کے پردے تھے جو تونے اپنی آنکھوں پر ڈال لئے تھے تونے ایک ایک کرکے تمام غفلتیں دور کر دیں۔ آج آخری پردہ کی باری ہے۔ اس کے بعد تو حقیقت کا جلوہ دیکھ لیگا۔ اگر تو اپنے کئے پر پشیمان ہے، یا تیرے دل میں ذرا بھی خوف موجود ہے تو اب بھی وقت ہے لوٹ جا، اور باقی زندگی چین سے گزار"

دیوکلس، جوش طلب سے دیوانہ ہو کر چلایا:

"اسی منزل کی طلب میں تو میں نے ساری عمر گزار دی۔ اب میں حقیقت سے کس طرح مُنہ موڑ سکتا ہوں؟ میں آخری پردہ بھی چاک کرونگا۔ میں حقیقت کو ضرور بے نقاب دیکھونگا۔

اُسنے یہ کہا اور آگے بڑھا۔ اُسکا دل دھڑکنے لگا۔ ہاتھ کانپنے لگا وہ اپنی بزدلی پر شرمندہ ہو رہا تھا مگر عمل کی ہیبت و دہشت سے بے بس تھا۔ اسنے دانت بھینچے۔ آنکھیں بند کیں، دل کڑا کرکے آگے بڑھا، ہاتھ بڑھایا، اور آخری پردہ بھی کھینچ لیا۔۔۔۔۔ اُف ہولناکی، پردہ ہٹتے ہی روشنی غائب ہو گئی۔ گھٹا ٹوپ اندھیری چھا گئی۔ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا!

دیوکلس نے اتنے زور سے چیخ ماری کہ قریب تھا، اسکا سینہ شق ہو جائے "حقیقت کہاں ہے؟ حقیقت کہاں ہے؟ اے دیوی! حقیقت کہاں ہے؟ مجھے تو کچھ سوجھائی نہیں دیتا۔ وہ، آخری پردے کے پیچھے تھی، کہاں چلی گئی؟ ساری دنیا تاریک ہو رہی ہے۔۔۔"

"تیری آنکھیں پھوٹ گئیں!" حکمت کی دیوی نے وقار سے کہا "اے کائنات کے بیٹے، تیری آخری غفلت بھی اُڑ گئی! بے نقاب حقیقت کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا اگر دیکھ سکتا ہے تو اسے پردوں ہی میں لپٹا دیکھ سکتا ہے۔ کوئی دھل پردوں کے اندر سے دیکھتا ہے۔ کوئی اسے کم میں دیکھتا ہے۔ کوئی اس سے بیش پاوہ میں مگر حقیقت عریاں کا مشاہدہ ناممکن ہے۔۔۔ تو نے دیکھنا چاہا، تو تو نے دیکھ لیا کہ تو کیا دیکھ سکتا ہے!۔۔۔"

م

اقتباسات وتراجم

دعوتِ اسلام

(از مولانا سید محمد اشرف صاحب کشفی نظامی۔ رنگون)

خدا کی بنائی ہوئی زمین پر زندگی بسر کرنیوالے انسانو! اور اس کے آسمان کے نیچے سونے والے لوگو! بیدار ہو جاؤ! محاسبہ کا وقت قریب آگیا۔ دوزخ تیار ہوگئی اور جنت آراستہ کردی گئی، جس کو چاہو پسند کرلو!

صور پھونکا جائیگا۔ حشر برپا ہو جائے گا۔ یہ وعدے اٹل ہیں یہ ہو کر رہیں گے۔ اس روز کوئی کسی کے کام نہ آئیگا۔ اس واسطے جو کرنا ہو آج کرلو۔ کل کے واسطے باقی نہ رکھو۔

سنو اے دنیا میں رہنے والے مختلف نسلوں کے انسانو! تم ایک تھے اور ایک خدا کو مانتے تھے۔ تمہاری بہتری کیواسطے۔ تمہاری راحت کیواسطے۔ تمہاری زندگی امن و شانتی سے بسر ہونے کیواسطے خدا نے اپنے رسول نبی پیغمبر تمہاری طرف بھیجے۔ تاکہ تم فلاح پاؤ؛

مگر تم بھول گئے اس خدا کو جس نے تمکو اشرف المخلوقات کا خطاب دیا۔ اور جس نے کہا کہ میں نے بنایا انسان کو اچھی شکل والا؛

اے اچھی شکل والے انسانو! اے اشرف المخلوقات کہلانے والے لوگو! اے خدا کی بنائی ہوئی دنیا میں حکومت کرنیوالے بندو! آؤ اگر نجات چاہتے ہو۔ اگر اس دنیا اور آنیوالی دنیا میں آرام چاہتے ہو تو آؤ اسلام کی طرف جو کہ تمہارے پیدا کرنیوالے خدا کا بنایا ہوا پسندیدہ مذہب ہے۔ جسکے احکام اٹل ہیں جسمیں کوئی ردو بدل نہ ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ جس نے دنیا کی بہتری کیلئے دنیا میں امن و امان کے واسطے دنیا کو صراط مستقیم بتانیکے واسطے سب سے پہلے مسلمانوں کو پکارا مسلمان بھی وہ جو ہند میں رہتے ہیں۔ اس لئے کہ کفر کی آندھیاں ہندوستان پر چھا رہی ہیں۔ آج خدا کو اور اس کے برگزیدہ پیغمبروں کو گالیاں دینے والے پیدا ہو گئے ہیں۔ آج خدا کے پسندیدہ مذہب اسلام کا مضحکہ اڑایا جا رہا ہے۔ آج اعلان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان سے خدا اور اسلام کا نام ونشان مٹا دیا جائیگا اسواسطے اس ابتلا اور فتنہ و فساد کے زمانہ میں میں نے خدا کے حکم سے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے واسطے پیغام بیداری لکھا اور اس کو مسلمانوں کی ہر ایک جماعت کے پاس پہنچایا تاکہ اگر وہ سوتے ہوں تو بیدار ہو جائیں۔ اگر بیدار ہیں تو تیار ہو جائیں اور اگر تیار ہیں تو چل پڑیں اس منزل کو جس پر ان کے آباو اجداد پہونچے تھے۔ الحمد للہ کہ یہ صدا بیکار نہیں گئی اس صدا نے مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑا دی۔ خوابیدہ ہستیاں بیدار ہو گئیں اور ہر ایک لبیک کہکر اشاعت اسلام کے واسطے خدا کا نورانی پیغام دنیا کو پہونچانے کے واسطے میدان میں آرہی ہے؛

تو اب میں دعوت دیتا ہوں کل دنیا کے انسانوں کو خواہ وہ چین کا باشندہ ہو یا جاپان کا۔ نئی دنیا کا ہو یا پرانی دنیا کا، یورپ کا ہو یا ایشیا کا، افریقہ کا ہو یا آسٹریلیا کا جزیروں کا ہو یا جنگلوں میں زندگی بسر کر رہا ہو وہ آجائے اسلام کیطرف۔ وہ چھوڑ دے حیل و حجت کو۔ آج حیل و حجت کام نہ آئیگی۔

دنیا نے اپنے ہاتھوں سے اپنے فعلوں سے تباہی مول لی ہے مگر قدرت ربانی نہیں چاہتی کہ اس طرح سے انسان ایک انسان کو تباہ کرتا رہے۔ اور ایک بھائی دوسرے بھائی کا گلا کاٹتا رہے اور ایک انسان عیش و عشرت میں مشغول ہو اور دوسرے کو کھانے کو بھی نہ ہو۔ ایک قوم حکمراں ہو اور دوسری محکومی کی زنجیروں میں جکڑی رہے اب اسی دنیا میں رہنے والے انسانو! آپسمیں بھائی بھائی بنکر رہو۔ تم شروع میں ایک تھے اب آخر میں بھی ایک ہو جاؤ۔ تاکہ تم فلاح پاسکو؛

اے ہند کے مسلمو! میں پھر تم کو پکارتا ہوں، تم ابھی بیدار نہیں ہوئے ہو میں تم کو بیدار کرکے چھوڑونگا۔ میں تمہارے ایک ایک فرزند کو میدان میں لاکر کھڑا کر دونگا۔ کیونکہ قدرت ربانی نے یہ کام تمہارے سپرد کیا ہے کہ تم خدا کی توحید کا پیغام دنیا کے ہر ایک کنارے میں پہنچا دو جبتک تیرے سات کروڑ فرزند میدان عمل میں نہ آجائیں۔ جبتک ان سات کروڑوں میں زندگی کی روح پیدا نہ ہو جائیگی جبتک یہ سات کروڑ ایک مرکز پر جمع نہ ہو جائیں گے جب تک یہ سات کروڑ ہندوستان سے کفر کی آندھیوں کو دور نہ کرینگے اسوقت تک امن و امان قایم نہ ہوگا۔ اس وقت تک انسانی خون اسی طرح بے رحم انسانوں کے ہاتھوں سے بہتا رہیگا۔ جس کو کہ موجودہ حکومت بھی نہ روک سکیگی؛

ہند کے مسلم! تجھ کو نہ تلوار کی ضرورت ہے۔ نہ ہوائی جہازوں کی ضرورت ہے۔ اور نہ جنگی بیڑوں کی۔ خدا نے تجھکو ایسا ہتھیار دیا ہے جس کے آگے ڈاکٹر مونجے کا ڈنڈا اور پنڈت مالویہ کا سنگھٹن اور پرمانند کی اشدھی زائل ہو جاتی ہے۔ جس کے آگے یورپ نے بغیر ہتھیار کے سر جھکا دیا ہے جس کے آگے امریکہ سرنگوں ہو رہا ہے جس کے آگے جرمن نے ہتھیار رکھدئے ہیں۔ جس کے آگے لندن اور پیرس دونوں نے سر جھکا دئے۔ وہ تیرا ہتھیار اخلاق محمدی ہونا چاہئے؛

وہ اخلاق جس نے مدینہ والوں کو مسخر کر دیا تھا۔ وہ اخلاق جس سے عرب کے بڑے بڑے کفار سرداروں کے سر جھک گئے تھے۔ وہ اخلاق جس نے چین سے لیکر اسپین تک دنیا کو سرنگوں کر دیا تھا یہی وہ اخلاق تھا جس کے آگے دنیا کی کوئی طاقت ٹھہر نہ سکی۔ اور سب پکار اُٹھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

تو بھی آج اسی اخلاق کو کام میں لا۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو جا، تو صحابہ کا اتباع کر تو فروعات کو چھوڑ دے تو اپنے داعیان اسلام کو بھی یہی تعلیم دے۔ تو ان کے دلوں کو خلوص سے بھر دے۔ پھر دیکھ دنیا تیری ہے اور سب دنیا ایک دفعہ پکار اُٹھے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ؛

تو الفت سے، محبت سے، پریم سے، شانتی سے توحید کا آوازہ پہنچا دے۔ مگر سب سے پہلے تو خود عمل پیرا ہو جا۔ تو ہر ایک کا ہمدرد بنجا تو غریبوں اور یتیموں پر، بیکس اور لاچاروں پر مہربان ہو جا، تو بیوہ عورتوں کا ہمدرد بنجا۔ تو انکی خبر گیری کر۔ تو بیماروں کا تیماردار ہو جا۔ تو مقروضوں کے قرضے ادا کر کے ان کو سود اور استبداد کی زنجیروں سے آزاد کرادے۔ تو قیدیوں کا غمخوار ہو جا تو محکومی زنجیروں کو کاٹ دے۔

اے فرضی خلافت کے علمبردارو! کیا تم بھی ایک مخبر کی آواز پر لبیک کہو گے۔ کیا تم بھی اتباع کرو گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا، چھوڑ دو اُن باتوں کو۔ ترک کردو ان خیالات کو جو تمہارے دل میں غلامی نے ڈال رکھے ہیں جن سے تم ہر وقت لرزہ براندام رہتے ہو اور اسوقت سوائے دشمنی اور گالیوں کے تم کچھ نہیں کر سکتے ہو، سن لیا اور پھر دوبارہ سن لو ان دشمنی کی باتوں کو چھوڑ دو۔ کبھی کوئی حکومت دشمنی سے مغلوب نہیں ہوئی۔ مسخر کرلو محبت اور الفت سے۔ لے آؤ ان کو اسلام کیطرف تبلیغ اسلام کرکے آجاؤ میدان میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہوئے پھر دنیا میں تم ہو۔ کیا مدینہ والوں کو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنی سے مسخر کیا تھا کیا عرب کے بڑے بڑے کفار اخلاق سے مغلوب ہوئے تھے یا دشمنی سے۔ کیا چین والوں کو ترک موالات سے مسلمان کیا تھا۔ یا تبلیغ اسلام سے کیا جاوا بخارا میں اسلام نے حکومت کے برخلاف جھنڈا بلند کیا تھا انکو سبق پڑھایا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا آج اگر تم میں خواجہ معین الدین کا جذبہ پیدا ہو جائے آج اگر تم میں غوث الاعظم کا ایثار ہو آج اگر تم میں ابوبکر کا صدق آجائے۔ اگر آج تم میں فاروق کی سی سیاست ہو۔ آج اگر تم میں عثمان کی سخاوت ہو۔ آج اگر تم علی کی طرح مردانہ وار میدان اشاعتِ اسلام میں آجاؤ تو پھر دیکھو چند روز کے ہی اندر دنیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوتی ہے یا نہیں؛ مجھ کو جاسوس کہو، مخبر کہو، حکومت پرست کہو، جو دل میں ہو کہو یا جو خیال ہو کہہ لو مگر تم جاسوس نہ بنو، تم مخبری نہ کرو، تم حکومت پرست نہ ہو جاؤ۔ جانتے ہو۔ سنتے ہو خیال ہے آج ہندوستان کے مسلمانوں پر کس کی حکومت ہے۔ افلاس کی ہے، بیکاری کی ہے۔ دنیا کی تمام برائیوں کی ہے۔ بھیک مانگنے سے ان کو نہیں ملتی ہے۔ بدن ڈھانکنے کیواسطے ان کے پاس کپڑا نہیں۔ مالی حالت انکی کمزور مصیبت و مصائب میں گرفتار فقر و فاقہ میں مبتلا مہاجنوں کے سود در سود میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ساری جائدادیں رہن اور کوڑی کوڑی کو محتاج۔ انقلاب زمانہ سے بیخبر، دور ترقی سے ناآشنا، نکبت، جہالت اور بے علمی کی وجہ سے دنیا کی ٹھوکروں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ کیا تم نے کچھ ان کے واسطے کیا یا صرف حکومت کی دشمنی کرنی یا جاسوسی خطاب دینے کا ہی سبق پڑھا ہے۔

یا اللہ فضل کر تو ہم پر۔ ہدایت عطا فرما تو ہم سب کو تاکہ ہم تیرے پیغام کو تیری مخلوق تک پہنچا سکیں۔ آمین۔ ربنا آمین ثم آمین۔

(رسالہ اسلام)

حوادث محلیہ

حاضرین آستانہ

۱۸ رجب المرجب کو صبح کی میل سے جناب خان بہادر خواجہ نور صاحب پریسیڈنٹ کونسل ساکن گیا وارد اجمیر ہوئے اور اپنے وکیل صاحبزادہ سید وزیر علی صاحب عرف دنگو میاں کے ذریعہ شرف زیارت حاصل کرکے اُسی روز رات کو میل سے واپس تشریف لے گئے۔

۱۸ رجب کی رات کو مولنا سید حافظ حامد حسین صاحب اجمیری نے بعارضہ نمونیہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے دن ۱۹ رجب کو بمقام سولہ کھمبہ سپرد خاک دفن ہوئے۔

۱۸ رجب کی رات کو جناب بخاری شاہ صاحب تقریباً چونتیس سال سے مقیم اجمیر تھے اور اجمیر شریف کی قدیم صحبتوں کی زندہ یادگار تھے بعارضہ نمونیا انتقال فرما گئے۔ دوسرے دن بمقام چلہ حضرت خواجہ بزرگ دفن کئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موسم

سردی سال گزشتہ کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے شہر میں شدت سرما کی وجہ سے بعض کیس نمونیہ کے ہوگئے ہیں مطلع آسمانی بالکل صاف ہے۔

۱۹ رجب کو جناب صاحبزادہ منشی سید زین الکاملین صاحب مینجر اخبار آستانہ کا عقد نکاح جناب صاحبزادہ سید سرفراز علی صاحب جاگیردار نا ندلہ کی دختر نیک اختر سے ہوا ہم بھی ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں

۲۱ رجب کی شام کو جناب صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب خلف رشید جناب صاحبزادہ سید سرفراز علی صاحب جاگیردار نا ندلہ کا عقد نکاح جناب صاحبزادہ سید محمد حنیف صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوا ہم بھی ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

۲۱ رجب کی صبح کو حضرت مولنا قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محلی مجلس عقد کی شرکت کیلئے وارد اجمیر ہوئے اور ۲۱ رجب کو خطبۂ نکاح پڑھکر ۲۲ رجب کو رات کی گاڑی سے واپس تشریف لیگئے۔

۵ جنوری ۱۹۲۹ء صبح کی میل گاڑی سے مسٹر گاندھی اجمیر اسٹیشن پر پہنچے۔ مسٹر گاندھی کے استقبال کو ہندو مہا سبھا اور آریہ سماجی اصحاب اسّی نوّے کی تعداد گاڑی آنے سے پہلے اجمیر اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ جب گاڑی اجمیر پہنچی تو سب لوگ مسٹر گاندھی کے ڈبہ کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ تقریباً بیس منٹ تک گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی رہی اور مسٹر گاندھی اجمیر کے بعض ہندو اور سماجی لیڈروں سے سرگرم گفتگو رہے اسکے بعد گاڑی روانہ ہوگئی۔

۲۳ رجب کی رات کو جناب صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب ممبر درگاہ کمیٹی کے صاحبزادہ سید محمد علی سلمہ کی تقریب ختنہ کی خوشی میں شب گشت تھا اور درگاہ بازار میں آتشبازی اسی تقریب کی خوشی میں چھوڑی گئی ہماری دلی تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں سے آتشبازی جیسی غیر شرعی رسومات کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجائے اور مسلمان اپنے فرض کو پہچانیں۔

اخبار الہند

کلکتہ۔ ۲ جنوری شہریار دکن مع خدم و حشم آیندہ دوشنبہ کو مراجعت فرمائے حیدرآباد ہونگے۔

سکندرآباد دکن۔ ۴ جنوری۔ مجلس عاملہ کے پولیٹکل ممبر نواب نظامت جنگ بہادر اجازت شاہی حاصل کرنیکے بعد اپنی خدمات سے سبکدوش ہورہے ہیں۔ غالباً وہ ماہ اپریل تک وہ اپنے خدمات انجام دینگے اور اُنکے بعد اُنکی جگہ نواب مہدی یار جنگ بہادر کا تقرر عمل میں آئیگا

بمبئی۔ ۶ جنوری۔ بمبئی میں تھنگا کے مقام پر ایک بڑے مجمع نے جسمیں تعلیم یافتہ بنگالیوں کی شرکت بھی تھی۔ پولیس نے ڈنڈوں سے حملہ کیا متعدد آدمیوں کے چوٹیں آئیں کچھ لوگوں کو قریب کے تھانہ میں محبوس رکھا۔ اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد مسٹر بی جی ہارنیمن کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا جسمیں پولیس کی اس حرکت پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے پولیس کمشنر سے تحقیق معاملہ کی استدعا کی گئی۔ پولیس کیطرف سے متعدد لوگوں کے خلاف ایک استغاثہ دائر کردیا گیا ہے اور اسکے مقابلہ میں کچھ لوگوں نے پولیس پر استغاثہ دائر کردیا ہے۔ "ہمدرد"

احمد آباد۔ ۶ جنوری۔ گجرات کالج کے طلبا کی ہڑتال جاری ہے طلبا نے طے کرلیا ہے کہ جب تک پرنسپل کالج اپنا نوٹس واپس نہ لے اُسوقت تک ہڑتال جاری رکھیں۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات یہاں پہنچ گئے ہیں

مدراس۔ ۵ جنوری۔ آج پھر انڈین سائنس کانگریس کا میموریل ہال میں اجلاس ہوا اِس اجلاس میں تعلیم دیہات اور تعلیم بالغان پر ایک مباحثہ ہوا۔ "ہمدرد"

لاہور۔ ۵ جنوری کو منٹگمری جیل میں کل شام کو سکھ اور پٹھان قیدیوں میں فساد ہوگیا۔ ایک سکھ قیدی مرگیا۔ وجہ فساد یہ بیان کیجاتی ہے کہ ایک سکھ قیدی روٹیاں تقسیم کررہا تھا کہ ایک پٹھان قیدی نے اُسپر حملہ کردیا۔ اور فساد شروع ہوگیا۔ "مستقل"

عرس۔ ۲۵ رجب کو حسب دستور قدیم بتقریب عرس حضرت خواجہ فخر الدین (جد بزرگوار خدام خواجہ) قبل مغرب حضرت موصوف اور آپ کی اہلیہ محترمہ کے مزارات پر (جو اندرون گنبد شریف حجروں میں واقع ہیں) غلاف نذر کئے گئے۔ پھر شب کو حسب معمول جاریہ مجلس سماع منعقد ہوئی۔ دوسرے دن دوپہر کو قل ہوا۔ اور شادیانوں کی گونج نے اُسکا اعلان کیا۔ سہ پہر کو حضرات خدام خواجہ کی جانب سے حلوہ اور روٹی تقسیم کی گئی

رجبی شریف۔ ۲۶ رجب کی شب کو مجلس میلاد منعقد ہوا۔ دوسرے دن بھی مجالس کا انعقاد ہوکر قل ہوا۔ اور سہ پہر کو گوشت روٹی تقسیم ہوئی۔

ممالک غیر

ملک معظم کی علالت

۶ جنوری کو کوئی بلیٹن نہیں شائع ہوا۔ سر اسٹینلی ہیوٹ۔ سر ہیوبرگبی، اور لارڈ ڈاسن حسب معمول صبح کو ایک گھنٹہ تک قصر شاہی میں رہے۔

گزشتہ شب کو یہ بلیٹن شائع ہوا تھا کہ دن میں ملک معظم کی حالت قابل اطمینان تھی۔

کل ملک معظم کو اُنکی خوابگاہ سے اُس کے متصل خوابگاہ کے کمرے میں منتقل کردیا گیا ہے۔ تاکہ نقل مکان کا اُنپر بہتر اثر پڑے۔

ملک معظم کی علالت کے سلسلہ میں سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ جو چیز آپ کو دیجاتی ہے وہ ہضم نہیں ہوتی۔ ورنہ مرض میں کافی افاقہ ہے

آج شام کو سوا آٹھ بجے یہ بلیٹن شائع ہوا ہے کہ ملک معظم نے دن بھر سکون سے گزارا ملک معظم کی حالت میں کسی قدر افاقہ ہے۔ ماہر صرف سر اسٹینلی ہیوٹ۔ اور لارڈ ڈاسن کے دستخط تھے۔ ہمدرد

ممالک اسلام

۴ جنوری کی تازہ خبر ہے کہ جلال آباد میں جوں توں صلح کرلی گئی۔ تفصیلات نا معلوم ہیں۔

مفرور شہزادہ افغانستان محمد عمر خان سرحد پار ہوچکے ہیں اور غالباً بھیس بدلے ہوئے افغانستان پہنچ گئے ہیں۔ شہزادہ مفرور کے دوسرے بھائی سردار سرور خاں سے جب یہ بیان کیا گیا کہ شہزادہ مفرور کا ارادہ تخت افغانستان پر دعویدار ہونے کا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ شہزادہ سیدھے سادے آدمی ہیں لوگوں کے سوار بننے کی صلاحیت اُنمیں نہیں ہے۔ شہزادوں کو عنقریب اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا۔ ہمدم

سلطان ابن سعود نے شہر طائف کو کامل ذمہ دار حکومت دیدی اُنکا خیال یہ ہے کہ اس تدبیر سے بعض زبردست قبائل اُن کے جانبدار ہوجائیں گے۔

ایک اطلاع مظہر ہے کہ سلطان ابن سعود کو صحرائے عرب کے ساٹھ ہزار جنگجو باغیوں سے مقابلہ کرنا پڑیگا۔ جنمیں سے اکثر ایسے ہیں جنھوں نے سلطان کو اپنا فرمانروا تسلیم نہیں کیا ہے۔ ہمدرد

ماہ اکتوبر میں مکہ معظمہ کے قریب مدینہ منورہ سے جانب شرق قبیلہ بنی مالک نے علم بغاوت بلند کیا پھر دسمبر میں شرق اردن کی سرحد پر سرکشی دکھائی۔ سلطان ابن سعود خود شمال میں آپہنچے اب یہ تمام تحریکیں زبردست بغاوت کی شکل میں رونما ہوئی ہیں۔ بغاوت خطرناک ہے باغیوں نے جدہ پر قبضہ کرلیا ہے

جنوری ۱۹۲۹ء کو بیروت میں کمیٹی محافظ حجاج کا اجلاس ہوگا جسمیں عراق، سوئٹ روس جمہوریہ ترکیہ، ایران، مصر، شام، فلسطین کے نمائندے شریک ہوں گے۔

تجارت کے دو عظیم الشان راز

(۱) کامیابی حاصل کرنے کیلئے ایمانداری اختیار اعلیٰ درجہ کی پالیسی ہے (۲) قلیل منافع لینا اور وسیع پیمانہ پر کثرت سے تجارت کرنا بس یہی دو اصول ہیں جنکے تحت میں ہماری فیکٹری پبلک کی خدمت کا فخر حاصل کر رہی ہے۔ چنانچہ انہیں اصولوں کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل نرخنامہ نہایت عمدہ خوبصورت اور پائدار حسب دلخواہ شیپ کے جوتوں کا دیا جاتا ہے۔ جنمیں تمام چیزہ ہونے کی گارنٹی ہے۔ اور قیمتیں وہ درج کیجاتی ہیں جو فی الواقع انتہائی رعایتی ہیں۔

تفصیل جوتہ مردانہ — **نمبر پیر معہ قیمت فی جوڑہ جوتہ معہ بوٹ لیس سوتی**

تفصیل جوتہ مردانہ	(۴ و ۵)	(۶ و ۷)	(۸ و ۹)	(۱۰ و ۱۱)	نمبر پیر
اصلی سیاہ کروم کا شیو۔ ڈربی یا اکسفورڈ شیپ حسب دلخواہ مثلاً امریکن۔ انگلش۔ میڈیم۔ پائنٹڈ۔ وغیرہ وغیرہ (براؤن کروم کیلئے [illegible] فی جوڑہ زیادہ)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اصلی سیاہ کروم کا بوٹ۔ ایضاً ایضاً ایضاً (براؤن کروم کیلئے [illegible] فی جوڑہ زیادہ)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
اصلی سفید کروم کا بوٹ فٹ بال اعلیٰ قسم پائدار اور خوبصورت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
سلیپر سیاہ یا براؤن کا پچے دار یا منڈا یا پمپ شیو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
اصلی سیاہ پیٹینٹ کا پمپ یا کورٹ شیو معہ ریشمین بو۔ اعلیٰ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
سپاٹ سیاہ کروم یا براؤن کروم نہایت پائدار اور خوبصورت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
واٹر پروف کا سفید کنوس ٹینس شو اعلیٰ قسم کا پائدار	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"

اگر آپ بروک جوتہ بنوانا چاہیں گے تو [illegible] فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا۔

(نوٹ) اگر آپ مندرجہ بالا جوتوں میں کریپ ربڑ سول لگوانا چاہیں گے تو [illegible] فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا۔ اگر ایک ہی جوتہ میں کریپ سول بھی لگوائینگے اور بروک بھی کروائینگے تو صرف [illegible] فی جوڑہ مندرجہ بالا قیمت سے زیادہ لیا جاویگا۔ انتہا

زنانہ گرگابی یا پمپ اصلی سیاہ کروم یا براؤن کروم ہر ناپ ...... درجہ خاص [illegible] درجہ اول [illegible] درجہ دوم [illegible] درجہ سوم [illegible] فی جوڑہ

زنانہ گرگابی اصلی سیاہ پیٹینٹ لیدر معہ ریشمین بو " " [illegible] " " [illegible] "

زنانہ لیڈیس شیو معہ اونچی ہیل اعلیٰ قسم سیاہ پیٹینٹ لیدر یا ولایتی گلاس گڈ یا سوئیڈ یا ولایتی دلوکاف — [illegible] [illegible] کروم کا [illegible] "

شرائط آرڈر کے ہمراہ [illegible] فی جوڑی پیشگی وصول ہونے پر تعمیل ہوگی۔ بقایا رقم ذریعہ وی۔ پی وصول کی جاویگی۔ آرڈر دیتے وقت پیر کا نمبر یا پیر کا نقشہ کاغذ پر پنسل سے اُتار کر روانہ کر دیجئے گا تاکہ جوتہ فٹ بن سکے۔

محصول و پیکنگ معاف بشرطیکہ آرڈر ایک درجن جوڑہ کا ایک ساتھ ہو۔ ورنہ بذمہ خریدار انتہا

قیمت واپس اگر مال حسب ہدایت نہ بنا ہو۔ یا معقول وجوہات پر پسند نہو۔ تو ایسی حالت میں ایک ہفتہ کے اندر واپسی پر قیمت واپس۔

خاص رعایت سوداگر صاحبان کو جو بنا بنایا مال فروخت کرتے ہیں اگر ایک ساتھ بارہ درجن جوڑہ کا آرڈر دیں گے تو علاوہ فری محصول ریل و پیکنگ کے انتہائی رعایت سے مال دیا جاتا ہے۔

شرائط ایجنسی اگر کوئی صاحب ایجنسی لینا چاہیں تو ہم معقول کمیشن پر ایجنسی دیتے ہیں۔ جسکے شرائط مفصل طلب کیجئے۔

المشتہر۔ ماسٹر عبدالحق قریشی منیجر راجپوتانہ بوٹ اینڈ شو فیکٹری کوہ آبو

ہفتہ وار انگریزی اخبار

THE DAWN

الہ آباد

۲۴ دسمبر سے ہر سہ شنبہ کو شائع ہوگا۔

چندہ

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
[illegible]	[illegible]	[illegible]

آزادانہ بیخوف۔ اور سچی صحافت کا نمونہ دیکھنا ہو تو "دی ڈان" الہ آباد پڑھئے

نرخنامہ اشتہارات "اخبار آستانہ"

تعداد	ایکبار	ایکماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۲ بار)	چھ ماہ (۲۴ بار)	ایکسال (۴۸ بار)
⅛ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کیلئے فی سطر [illegible] کے حساب سے اُجرت لیجائیگی۔

منیجر اخبار آستانہ اجمیر

هو الکل — هو المعین

دارالاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف کی کتابیں

تاریخ السلف

مولانا خواجہ حسن نظامی کی معرکۃ الآرا تصنیف جسپر ہندوستان کے اکثر مشہور اصحاب قلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہو۔ اس کتاب میں خواجہ بزرگ کے صحیح اور محقق حالات درج ہیں کاغذ عمدہ عمدہ کتابت و طباعت عمدہ قیمت بلا محصول [illegible]

خواجہ عثمان ہرونی

صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب کے تصنیف ہے جس میں خواجہ بزرگ کے پیر و مرشد کے حالات صحیح صحیح تاریخی تحریر کئے گئے ہیں۔

قیمت [illegible]

سیر اجمیر

نثار الملک میر احمدی کی تالیف ہے اسکے مطالعہ کے بعد اجمیر شریف کے کسی تاریخی مقام کے متعلق کوئی دریافت طلب بات باقی نہیں رہیگی۔ اجمیر کی مکمل گائیڈ ہے ٹائٹل رنگین خوش الوان۔ قیمت [illegible]

خواجہ کا پریم سندیس

مولانا الیاس برنی رضوی اجمیری کا ایک طویل مضمون جو تبلیغی نقطۂ نگاہ سے لکھا گیا ہو قابل مطالعہ ہے قیمت [illegible] زیر طبع

اولیائے اجمیر

اجمیر شریف کے آسودۂ خاک بزرگوں کے حالات ہیں ہیں مصنفہ نواب میر جمیل الدین حسین آصفی ہیں۔ زیر طبع ہے

سید منظور احمد نائب ناظم دارالاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف

حیات داؤد

امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ، درد شکم، درد سول، بدہضمی کھٹی ڈکار، قے، اسہال، تخمہ کو نہایت مفید ہے بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے۔ قیمت ایکروپیہ [illegible]

اکسیر بخار چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اسلئے اسکی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے فی لفافہ ایک آنہ جسمیں تین خوراک ہیں سوائے میعادی بخار کے تمام بخارات میں ایک خوراک سے فوراً اتر جاتا ہے۔ درد سر اعضا شکنی وغیرہ میں مفید ہے۔

حیدرآباد دکن دواخانہ داؤدیہ ابوالعلائی حکیم واجد علی بیگ

سید زین العابدین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ان ۴۱۲

بطفیل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجریؒ

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سرِ من خاک آستانۂ تو
(جامیؒ)

آستانہ
ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ار

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱ | اجمیر القدس - ۶ر شعبان ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۸ر جنوری ۱۹۲۹ء - یوم جمعہ | نمبر ۲۶

نثار الملک فطرت قلم جناب میر احدی اجمیری کا تازہ کلام

فروغ تعلیم

یہ نظم جناب میر احدی اجمیری نے اپنی علالت کے باوجود گورنمنٹ کالج کے سالانہ مشاعرہ منعقدہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۸ء کے لئے کہی تھی

گر جیب میں زر ہوتا گر پاس ٹکا ہوتا — ہر علم کے شعبہ میں میں پاس ہوا ہوتا

دنیا کا ہر اک عہدہ عزت سے مجھے ملتا — عزت کا مری شہرہ دنیا میں مچا ہوتا

مشکل سے خدا تک کو انسان خدا کہتے — دنیا میں اگر کوئی انسان نہ پڑھا ہوتا

قدرت نے اگر مجھکو انسان بنایا تھا — تو علم ہی عالم کا قسمت میں لکھا ہوتا

اوروں کیطرح تم بھی تعلیم میں پڑھ جاتے — مکتب میں گئے ہوتے کالج میں پڑھا ہوتا

غیروں کی زباں تک تو یہ آپکی شفقت ہے — کچھ اپنی زباں پر بھی احسان کیا ہوتا

لے میر میں انگلش میں اشعار اگر کہتا
ٹیگور سے کم رتبہ ہرگز نہ مرا ہوتا

بزم تعلیم

مندرجہ ذیل نظم جناب میر احدی اجمیری نے اپنی علالت کے باوجود آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اکتالیسویں اجلاس بمقام غوثیہ ہال اجمیر میں سُنائی

مسلماں آج سب مسرور ہیں شاداں ہیں خنداں ہیں — کہ تختِ علم پر رونق فزا شاہ سلیماں ہیں

بڑی قسمت ہے اپنی میر ہم قسمت پہ نازاں ہیں — ہمارا گھر ہے اور سب آسمانِ علم مہماں ہیں

نسیمِ صبح اب تعلیم کا پیغام لائی ہے — مسرت سے گلستانِ وطن کے پھول خنداں ہیں

جدھر دیکھو اُدھر تعلیم کے پُر کیف ہیں نغمے — ہر اک جانب ہماری بہتری کے آج ساماں ہیں

مسلمانوں نے علمی روشنی دنیا میں پھیلا دی — مسلمانوں کی سچ پوچھو تو دنیا پر احساں ہیں

تعجب ہے یہی تعلیم میں دنیا سے پیچھے ہیں — انہی کے حال پر دنیا کے اہلِ علم گریاں ہیں

ہمارے واسطے کیا مجلسِ تعلیم کرتی ہے
اسی کے منتظر اجمیر کے سارے مسلماں ہیں

۱؎ آنریبل جسٹس شاہ سید محمد سلیمان صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد و صدر ایجوکیشنل کانفرنس

رشد و ہدایت

(از حضرت حاتم اصم)

مَا مِنْ صَبَاحٍ اِلَّا وَيَقُوْلُ الشَّيْطَانُ لِيْ مَا تَأْكُلُ وَمَا تَلْبَسُ وَاَيْنَ تَسْكُنُ فَاَقُوْلُ لَهٗ اٰكُلُ الْمَوْتَ وَاَلْبَسُ الْكَفَنَ وَاَسْكُنُ الْقَبْرَ

تشریح! ہر صبح شیطان مجھ سے کہتا ہے۔ کیا کھائیگا کیا پہنے گا کہاں رہے گا۔ اور میں اُسے جواب دیتا ہوں۔ موت کھاؤنگا کفن پہنوں گا قبر میں۔ رہوں گا۔

مجھکو شوق جبہ سائی اُس کے جلوے بیشمار (جیلانی مدظلہ)

اک بنا سر چاہیئے روز آستانے کیلئے

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۶ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ | نمبر ۲۶

آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کے خطبۂ صدارت پر ایک اجمالی نظر

(گزشتہ سے پیوستہ)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن تو صرف اس لئے عربی میں نازل ہوا کہ ہمارے پیغمبر (روحی فداک) کی زبان عربی تھی ؎

ذات پاک تو چو در ملک عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبان عربی

دیگر کتب آسمانی اس لحاظ سے اس سے قبل مختلف زبانوں میں نازل ہو چکی ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی کا بیان یہ ہے کہ پروردگار عالم کی زبان خاص عربی ہے اور آسمانی تمام کتابیں لوح محفوظ پر زبان عربی ہی میں مندرج ہیں مگر نازل ہونے کے وقت ہر نبی کی زبان کا لحاظ کرکے تمام معانی ہر نبی کی زبان میں ہر نبی کو بذریعہ وحی پہنچائی گئیں بہرحال زبان عربی کی جلالت شان مسلم اور یقینی ہے اور اسکا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کے صحیح اور سچے احترام کا طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہر مسلمان اسکو پڑھنا اور اس میں اتنی قابلیت حاصل کرنا سب سے مقدم اور ضروری سمجھے کہ وہ اس زبان کو بآسانی پڑھ اور سمجھ سکے۔

اسی طرح یہ حقیقت بھی اصحاب علم سے مخفی نہیں ہے کہ متقدمین و متاخرین تمام علمائے کرام نے درسی اور غیر درسی تمام تصنیفات و تالیفات میں خواہ وہ زبان فارسی میں ہوں یا کسی اور زبان میں عام طور عربی زبان ہی میں اختتام فرماتے ہیں اور یہ اسی لئے کہ زبان عربی میں دعا باعتبار مقبولیت دنیا کی دوسری تمام زبانوں کی دعاؤں سے زیادہ پُر اثر ہوتی ہے اس لئے کہ یہ خدا کی زبان ہے ایسی حالت میں دعاؤں اور خطبوں کا محض اردو میں ادا کرنا حق یہ ہے مسلمانوں کے لئے ہر اعتبار سے جائز نہیں اس لئے کہ دعاؤں اور خطبوں کے معانی اور مطالب کا ہر مسلمان کو اپنے ذہن نشین کر لینا فرض اول ہے ورنہ اُس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ آئندہ جملہ عبادات حتیٰ کہ نماز تک بھی اردو میں پڑھی جانے لگے اور اس محترم و مقدس الہامی اور قرآنی زبان کے حصول کی سعادت سے مسلمانوں کو یکسر محروم کر دیا جائے جس کے زمانہ حصول کو نہایت افسوس ہے کہ ہمارے فاضل صدر نے تضیع اوقات سے تعبیر کیا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا نماز میں بجائے "الحمد للہ رب العالمین" کے "سب تعریفیں ثابت ہیں واسطے اللہ کے جو پالنے والا ہے دونوں جہان کا" پڑھنا اس سورہ پاک کے تمام سننے والوں کو از خود پڑھنے والے کے دل میں اتنی ہی وقعت عظمت تقدس بزرگی احترام ہیبت اور اثر پیدا کر سکتا ہے جو اصل زبان عربی میں پڑھنے سے ہوتا ہے۔ پھر یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی ہے کہ بخلاف دیگر صحف آسمانی کے قرآنمجید کسی خاص قوم یا مخصوص قبیلہ و فرقہ کی ہدایت کے لئے نازل نہیں کیا گیا بلکہ جس طرح اس کے حامل کی ذات اقدس و گرامی رحمۃ للعالمین ہے اسی طرح یہ بھی تمام عالم کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے اور اگر ذرا نظر غور سے کام لیا جائے تو اس کی یہ عالمگیر عمومیت اور ہمہ گیری ہی ہر مسلمان کے لئے خواہ وہ ہند کا رہنے والا ہو یا چین کا یورپ کا ہو یا افریقہ کا افغان ہو یا ترک یہ ضروری اور لازمی قرار دیتی ہے کہ وہ اس الہامی اور مقدس زبان کی تحصیل کو سب سے ضروری اور سب پر مقدم سمجھے ورنہ ہمارے خیال میں امر واقعہ یہ ہے کہ بلا اس کے جانے ہوئے کوئی مسلمان چاہے وہ برائے نام مسلمان باقی رہے لیکن حقیقت میں نہ تو وہ اپنے مذہبی مسائل سے اس قدر کما حقہ واقف ہو سکتا ہے اور نہ وہ اپنی عبادتوں میں وہ حقیقی ذوق لذت اور لطف حاصل کر سکتا ہے جتنا کہ ایک عربی دان مسلمان۔

بحث خلاف اُمید طویل ہو گئی اور درحقیقت اس خطبہ میں یہی ایک مسئلہ ایسا تھا جس پر ہم بالتفصیل اظہار خیالات کرنا چاہتے تھے ورنہ من حیثیت المجموع، سوائے اُن چند جزوی اور فروعی اختلافی اُمور کے جن پر ہم آئندہ کسی اشاعت میں بحث کریں گے یہ خطبہ بلا شبہ ہر مسلمان کے لئے قابل عمل ہے اور ان کی موجودہ تعلیمی پستی میں اُن کے لئے خضر راہ۔

علمی دنیا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

بلند شعلے

ڈاکٹر فرادی ہنڈ بلیسر مین مہتمم رصدگاہ مونٹ ولسن کا بیان ہے کہ آفتاب سے بلند ہونیوالے شعلے ایک منٹ میں بیس ہزار میل کا فاصلہ طے کر جاتے ہیں اور بعض پانچ لاکھ میل کی بلندی تک پہنچ جاتے ہیں ایک بار کامل سورج گرہن کا معائنہ کرتے ہوئے یہ فلک بوس شعلے نظر آئے تو ماہران علم ہیئت میں انکی اصلیت کے متعلق اختلاف ہو گیا بعض نے کہا کہ سورج سے نکلتے ہیں بعض چاند کے شعلے قرار دیتے تھے سنہ ۱۸۶۸ء میں ڈاکٹر لاکییر نے انھیں ایک خاص آلہ کے ذریعہ سے بغور دیکھا اور قطعی طور پر یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ آفتاب ہی سے نکلتے ہیں

بُت خانہ بعلبک

بعلبک کا مندر شہنشاہ روم انٹونیس پائیس نے تعمیر کرایا تھا اس میں جو پتھر استعمال ہوئے ہیں وہ اتنے بڑے ہیں کہ دنیا کی کوئی دوسری عمارت اس اعتبار سے بعلبک کے مندر کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض بعض پتھر ساٹھ ساٹھ فٹ لمبے ہیں بیس بیس فٹ موٹے ہیں۔ اس مندر کے کھنڈر اب بھی سیاحوں کی زیارتگاہ خاص ہیں اور یہ زیارتگاہ موجودہ شہر بیروت سے صرف چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (آئینہ)

قدیم ترین قرآن کا عکس

یہ اُس قرآن مجید کا عکس ہے جو سینٹ پیٹرسبرگ (موجودہ لینن گراڈ) کے کتب خانہ عامہ میں تھا۔ اسے ترکستان کے اولین گورنر جنرل کاف مین نے سنہ ۱۸۶۹ء میں سمرقند میں حاصل کیا تھا مشہور ہے کہ نسخہ کو خواجہ احرار کا ایک مرید ایشیائے کوچک سے بطور تحفہ لایا تھا لیکن ایک دوسری روایت یہ ہے کہ تیمور اسے ترکستان لایا کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے سنہ ۱۸۹۱ء اسکی شاہی مجلس آثار قدیمہ کے رسالہ میں اے۔ ایف شبونائن نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ اور اسکا خیال ہے کہ یہ نسخہ دوسری صدی ہجری کے اندر کا لکھا ہوا ہے۔

سنہ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد روسی مسلمانوں کو یہ قرآن پاک انکے مطالبہ پر واپس دیا گیا اور پھر ترکستان لیجاتے ہوئے یہ نسخہ راستہ ہی میں گم ہو گیا سنہ ۱۹۰۵ء میں مجلس آثار قدیمہ نے اسکا نہایت ہی حسین و رنگین عکس لیا اسمیں ۳۵۳ اوراق ہیں اسکے صرف پچاس نسخے چھاپے گئے ہیں۔ اور ان میں سے صرف پچیس ۲۵ فروخت کئے گئے ہیں

معراج شریف

(از جناب مولنا معین الدین صاحب اجمیری)

مضمون مندرجہ ذیل مولنا معین الدین صاحب نے آج سے ۲۲ سال پہلے لکھا تھا۔
اور بغرض اشاعت حضرت مولنا معینی مدظلہ اجمیری کی خدمت میں اسوقت ارسال کیا تھا
جبکہ مولنا معینی کی ادارت میں اجمیر شریف کا ہفتہ وار اخبار المعین شائع ہو رہا تھا
اور اسوقت یہ مضمون اخبار آستانہ میں شائع کرنیکی غرض سے مولنا معینی اجمیری نے
عنایت فرمایا ہے۔ "مدیر"

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مضمون معراج شریف ایسا مضمون ہے کہ جس سے ایک عالم واقف ہے اور ہر شخص اپنی حیثیت کے موافق اسکی فضیلت اور خوبی سے واقف ہے عوام کو اسکی خوبیاں معلوم ہیں خواص کو اسکی خاص خوبیوں سے واقفیت حاصل ہے عالم ظاہر اسکے ظاہری حسن میں محو و سرگردان ہے۔ عالم باطن اسکی باطنی جمال میں سرشار و حیران ہے عالموں نے اپنے حوصلہ کے موافق اسکی ظاہری اوصاف میں خوب خامہ فرسائی کی ہے کہ کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا، صوفیوں نے اپنے بوتے کے مطابق اسکے باطنی اوصاف نہایت بسط سے بیان کئے کہ کوئی نکتہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بلکہ علمائے ظاہر نے اس میں محض قال سے کام لیا ہے۔ صوفیوں نے قال و حال دونوں سے اس مضمون پاک میں مدد لی ہے یہ وہی مسئلہ ہے کہ جسکا اثبات چند طریقوں سے کیا گیا ہے فلسفیوں نے اصول فلسفہ پر اس مسئلہ کی بنیاد قائم کی ہے متکلمین نے کلام کے ذریعہ سے اسکو ثابت کیا ہے۔ گویا ایک مقصود ہے کہ اس تک پہنچنے کے کئی راستے ہیں۔ اِس مضمون میں جو قابل بیان امر ہے وہ صرف اسیقدر ہے کہ شب معراج کی فضیلت بیان کیجائے۔ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فضائل بیان کئے جائیں جنکا اظہار اس شب پاک میں ہوا ہے۔ دوسرے اسپر بحث کی جاوے کہ آپ کو معراج روحی ہوئی یا جسدی یعنی تمام افلاک عرش و کرسی کی سیر حضور کو خواب کی حالت میں واقع ہوئی یا حالت بیداری میں حضور مع جسم اطہر کے ان مقامات عالیہ میں تشریف لیگئے ہیں تیسرے یہ کہ معراج کے امکان و وقوع کا ثبوت دلائل عقلیہ سے کیا جاوے کہ ایسا ہو بھی سکتا ہے کہ ایک لمحہ میں عرش و کرسی وغیرہ سب کی سیر ہو جائے۔ اب رہا یہ بیان کہ حضور کس کیفیت کیساتھ معراج میں تشریف لیگئے۔ اور فلاں آسمان پر فلاں نبی سے ملاقات ہوئی اور جنت و دوزخ کی سیر فرمائی اور سوا اسکے دیگر عجائبات معراج کا بیان اُس سے اس مضمون میں بحث نہیں کیجاویگی کیونکہ یہ بیان تمام میلاد کی کتابوں میں موجود ہے لہٰذا اس کے ذکر سے ہم اسکا ترک مناسب ہے اگرچہ بحکم ما لا یترک کلہ لا یترک کلہ ضمناً قدرے قلیل ضرور بیان آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قبل بیان مقصود اِسکا اظہار ضروری ہے کہ معراج کونسی تاریخ میں ہوا۔ اسمیں تو سب کا اتفاق ہے کہ معراج قبل ہجرت کے ہوا ہے اس اتفاق کے بعد اختلاف کیا گیا ہے بعض کہتے ہیں کہ بعثت کے ۱۶ ماہ بعد معراج ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ ہجرت کے ایک سال بعد ظہور میں آیا ہے۔ اور یہی مختار ابو محمد دمیاطی کا ہے۔ اسیطرح تاریخ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ربیع الاول کی بارھویں میں ہوا ہے اس قول پر حضور کی میلاد و معراج دونوں کی ایک ہی تاریخ ہوئی ہے۔ بعض کا زعم ہے کہ ربیع الآخر میں حضور کو معراج ہوئی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ رمضان میں بعض کی رائے ہے کہ شوال میں بعض ذی الحجہ میں کہتے ہیں۔ اور سید جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں بیان کیا ہے کہ ستائیسویں رجب المرجب کو حضور معراج سے مشرف ہوئے ہیں یہی قول اقوی اور اسی قول پر عمل اہل حرمین شریفین کا ہے۔ جیسا کہ معراج کے زمان میں اختلاف ہے اسیطرح اسمیں بھی خلاف ہے کہ کس مکان میں حضور دولت معراج سے ممتاز ہوئے۔ بعض کا زعم ہے کہ حضرت اُم ہانی کے گھر میں حضور کو معراج ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ خاص کعبہ میں ہوا اور علیٰ ہذا دیگر اقوال بھی اس باب میں ہیں۔ ان سب قولوں کی تطبیق اسطرح کیگئی ہے کہ حضور کو معراج کئی بار ہوئی۔ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایک بار خانہ کعبہ میں دوسری بار دوسری جگہ اور علیٰ ہذا یا یوں کہا جاوے کہ اول شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُم ہانی کے گھر میں رونق افروز تھے اور اخیر شب خانہ کعبہ میں تشریف لیگئے اور وہیں اس دولت سے بہرہ یاب ہوئے۔

اس موقع پر اسکا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ معراج حضور کو کہاں سے کہاں تک ہوا خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ تک جسکو بیت المقدس بھی کہتے ہیں حضور کا تشریف لانا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ چنانچہ اس آیت میں وارد ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی الآیہ اس سیر خاص کو لفظ اسراء سے تعبیر کیا جاتا ہے چونکہ اسراء نص قرآنی سے ثابت ہے اسلئے اسمیں کسی قسم کا خلاف نہیں ہوا ہے۔ اور اسکا منکر کافر ہے۔ اگر کچھ گفتگو ہے تو اسمیں ہے کہ مسجد اقصیٰ سے عرش تک اور عرش سے الیٰ ماشاء اللہ سیر روحی ہوئی یا جسدی جس کا بیان مفصلاً اپنے موقع پر آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

شب معراج کی فضیلت کے متعلق اسقدر کہ دینا کافی ہے کہ یہ وہ رات ہے کہ جسمیں ہمارے پیشوائے دوجہان باعث ایجاد کون و مکان رحمۃ للعٰلمین سید المرسلین ایسے اوصاف و کمالات سے بہرہ یاب ہو کہ انبیائے سابقین میں سے کسی کو یہ اوصاف و کمالات حاصل نہیں ہوئے چنانچہ بعض روایات میں جو معراج کے متعلق ہیں وارد ہے کہ ہر نبی نے اپنے فضائل و کمالات ظاہر کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے فضائل کا شکر اظہار فرمایا ہے پس آپ ہی کا پلہ سب سے بھاری رہا جسکی تفصیل یہ ہے۔

ان ابراھیم علیہ السلام قال الحمد للہ الذی اتخذنی خلیلاً و اعطانی ملکاً عظیماً و جعلنی امۃ قانتاً یؤتم بہ و انقذنی من النار و جعلھا برداً و سلاماً

یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے فضائل اسطرح بیان فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسنے مجھے اپنا خلیل و دوست بنایا اور ملک عظیم بخشا اور میری امت کو قانت قرار دیا کہ جنکی اقتدا کیجاتی ہے اور مجھکو آگ سے نجات دی اور اسکو سرد کیا۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ اس طرح گویا ہوئے۔

الحمد للہ الذی کلمنی تکلیماً و اصطفانی و انزل علی التوراۃ و جعل اھلاک فرعون و نجاۃ بنی اسرائیل علی یدی و جعل من امتی قوماً یھدون بالحق و بہ یعدلون،

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسنے مجھکو اپنا کلیم بنایا اور مجھکو برگزیدہ کیا اور مجھپر توریت نازل فرمائی اور مجھکو فرعون کے ہلاک کا ذریعہ ٹھیرایا۔ اور بنی اسرائیل کی نجات کا وسیلہ قرار دیا اور میری امت میں ایسی قوم پیدا کی جو حق کی راہ بتاتی ہے اور منصف ہے۔

اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام رطب اللسان ہوئے۔

الحمد للہ الذی جعل لی ملکاً عظیماً و علمنی الزبور و الان لی الحدید و سخر لی الجبال یسبحن معی و الطیر و اٰتانی الحکمۃ و فصل الخطاب۔ یعنی شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جسنے مجھکو ملک عظیم بخشا اور مجھپر زبور نازل فرمائی اور لوہا میرے ہاتھ میں نرم کیا اور پہاڑ کو مسخر کیا کہ وہ مع پرند کے تسبیح کرتا ہے میرے ساتھ اور مجھکو حکمت عطا فرمائی اور وہ قوت عطا کی جسکی وجہ سے فیصل خصومات بخوبی کر سکتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ

الحمد للہ الذی سخر لی الریاح و سخر لی الشیاطین و علمنی منطق الطیر و اٰتانی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی یعنی شکر ہے اللہ کا کہ اسنے ہوا اور شیاطین کو میرا مسخر کیا اور پرند کی بول چال مجھے علم عطا فرمایا اور مجھکو ایسا علم بخشا جو میرے بعد کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

اسکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام گویا ہوئے کہ الحمد للہ الذی جعلنی کلمۃ و جعلنی مثل اٰدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون و علمنی الکتاب و الحکمۃ و التوراۃ و الانجیل و جعلنی ابری الاکمہ و الابرص و احیی الموتیٰ باذن اللہ تعالیٰ و رفعنی و طھرنی و اعاذنی و امی من الشیطان الرجیم یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اسنے مجھکو کلمہ کیا اور میری پیدائش حضرت آدم جیسی کی مجھے کتاب، حکمت، توریت، انجیل تعلیم کی مجھکو ایسا اعجاز عطا فرمایا کہ میں اندھے مادر زاد اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور اللہ کے اذن سے مردہ کو زندہ کرتا ہوں اور مجھکو اللہ

راجہ راجایان ہز اکسیلنسی مہاراجہ سر یمین السلطنۃ بہادر صدر اعظم مملکت آصفیہ بالقابہٗ کا

بصیرت افروز مضمون

سلاطین اُمراء اور فارسی شاعری

عالیجناب مہاراجہ سر یمین السلطنت کشن پرشاد بہادر دام بالاقبال کو جہاں اپنے بزرگوں سے میراث میں دولت و ثروت ملی ہے۔ وہاں مہاراجہ موصوف نے علم و فضل بھی اپنے آبا و اجداد سے ترکہ میں پایا ہے۔ آج صوبۂ دکن کو مہاراجہ بہادر بالقابہ کی ذات پر جسقدر بھی فخر ہو بجا ہے مہاراجہ بہادر اگر ایک جانب صاحب الرائے، خوش تدبیر، عالی دماغ، مشیر سلطنت آصفیہ ہیں تو دوسری جانب باعتبار علم و فضل خوش فکر، بلند خیال، نازک دماغ شاعر بھی ہیں۔ آپ کو عربی و فارسی سے بھی بے انتہا اُنس و محبت ہے اور اسی اُنس و محبت کا نتیجہ ہے کہ آپ ان دونوں زبانوں میں نظم و نثر لکھنے پر قادر ہیں۔ ذیل کا مضمون آپ نے شعبۂ جامعۂ معارف کی درخواست پر "سلاطین و امراء اور فارسی شاعری" کے عنوان سے حوالہ قلم فرمایا تھا جسکا اُردو میں ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اور یہ خطبہ فارسی زبان میں طبع ہو چکا ہے۔ — مدیر

حضرات! شعبۂ جامعۂ معارف نے مجھ سے آج کے خطابہ کی خواہش کی تھی اور میں نے اس لئے قبول کر لیا کہ فارسی سے مجھے علاقہ ارثی ہے۔ میرے اجداد، باوجود سرکاری مصروفیتوں کے فارسی کی طرف متوجہ تھے اور علاوہ انشاء (نثر) کے فارسی کے دواوین بھی اپنی یادگار چھوڑ گئے مجھے بچپن ہی سے فارسی کا ذوق ہے اور اب تک اس کو جاری رکھا ہے جب کبھی شعر گوئی سے طبیعت بہلاتے لگتا ہوں۔ تو گلستاں فارسی اور بوستاں اُردو دونوں کی گلچینی کرتا ہوں۔ آج کے خطابہ کا موضوع اسلاطین اور امراء و شعر فارسی ہے جو میرے لئے بہت ہی دلپذیر موضوع ہے کیونکہ شعر فارسی نے نہ صرف عوام بلکہ سلاطین و امراء کو بھی اپنا عاشق اور بیقرار بنا لیا تھا عجیب تر یہ ہے کہ سلاطین و امراء ہند فارسی شاعری میں برابر کے شریک رہے۔ اعلیٰحضرت قدر قدرت میر عثمان علیخاں بہادر بھی فارسی کے بلند پایہ شاعر ہیں۔

شعر فارسی جو حکمت و معرفت کا خزانہ ہے سلاطین و امراء کی توجہ سے وجود میں آیا ہے۔ انہیں کی ہمت نے زبان فارسی میں نہال شعر کی آب یاری کر کے ایک سرسبز اور بے نظیر گلستاں بنا لیا۔

آج کل کی فارسی قرن اول یا دوم ہجری میں ایران پر عربوں کے تسلط کے بعد عربی اور پہلوی کے مخلوط ہونے سے پیدا ہوئی مگر شاعری کا وجود نہ تھا کیونکہ ایران کے عرب حاکم فارسی شعر کے قدرداں نہ تھے۔ اس زمانہ میں ایران کے فضلاء عربی میں شعر کہا کرتے تھے۔ وسط قرن سوم میں حکومت آل طاہر کے زمانہ میں آسمان ادب فارسی پر ہلال شعر جگمگانے لگا۔

فارسی کا سب سے پہلا شاعر حنظلہ بادغیسی ہے جس نے سنہ ۲۱۹ھ میں انتقال کیا۔ جب خانوادۂ صفاریہ نے ایران میں اقتدار اختیار کیا تو شعر کی توجہ بنا۔ پہلے صفاری بادشاہ یعقوب لیث متوفی (سنہ ۲۶۵ھ) نے محمد بن وصف شاعر عربی کو فارسی میں قصیدہ لکھنے کا حکم دیا۔ بالعض تذکرہ نویسوں کے قول کے بموجب یعقوب کے لڑکے کا ایک نادانستہ کہا ہوا مصرع رباعی کا مخترع ہوا جیسے کہا تھا کہ غلطاں غلطاں ہمی رود تا بن گو۔

صفاریہ کے بعد خانوادہ سامانیہ نے ایران پر حکومت کی اور شعراء کی قدر و منزلت کی جانے لگی۔

رودکی کو اسی خانوادہ نے (نصر بن احمد سامانی جلوس سنہ ۳۰۱ھ) پیدا کیا اور دقیقی نے شاہنامہ کہنا شروع کیا اسی طرح سلاطین و امراء خاندان سامانیہ (از ۲۰۴ھ تا ۳۹۵ھ) نے فارسی شاعری کو حد کمال تک پہونچا دیا۔ اور اصناف سخن مثنوی، رباعی، قصیدہ اور قطعہ، غزل وغیرہ کے دواوین مرتب ہوئے۔ سامانیوں کے بعد غزنویوں نے (از ۳۶۶ھ تا ۵۸۳ھ) بھی یہی رویہ رکھا اور فردوسی، عنصری، اسدی، سنائی اور منوچہری وغیرہ جیسے ستارے آسمان ادب فارسی پر جگمگانے لگے۔ اسی غزنویہ عہد میں فارسی شاعری کا ایک بوستاں ہندوستان میں بھی تر و تازہ ہو گیا۔ جو اب تک سرسبز ہے۔ ہندوستان کا پہلا مشہور شاعر امیر خسرو دہلوی ہے جو دراصل محمد تغلق شاہ متوفی سنہ ۷۵۲ھ کے دست تربیت کا میوہ ہے۔ اسکے بعد حسن وغیرہ اسی سلسلہ کے ہیں۔

فارسی شاعری کی سرپرستی ہندوستان میں نہ صرف خاندان تغلق نے کی بلکہ غزنویوں کے بعد ممالیک، لودھی، غوری، غلام، خلجی وغیرہ نے بھی سرپرستی کی اور ہندوستان ان دونوں کا مرکز ادب بنا ہوا رہا۔ جب خاندان تیموریہ کا راج ہوا تو فارسی ہندی ادب نے ایرانی ادب سے بھی زیادہ ترقی کی۔ شاہان ہند خصوصاً جلال الدین اکبر کی سخاوت نے ادبائے ایران کو ہندوستان کیطرف کھینچنا شروع کیا۔ چونکہ امراء ہند خود شاعر اور شعراء کے مربی تھے اسلئے ہر ایک اپنی محفل یا علاقہ میں شاعر سازی کرنے لگا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایران سے قرن دہم و یازدہم کے بڑے بڑے شعراء عرفی، فیضی، نظیری، طالب، صائب، کلیم وغیرہ افق ہند پر چمکنے لگے۔ سلطنت آصفجاہی دکن کو خدا سلامت رکھے دو سو سال سے خود حکومت اور امراء فارسی کے شدید النظر آرہے ہیں اور اسکی پرورش و اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں

اب بطور نمونہ بعض سلاطین کے اشعار نقل کئے جاتے ہیں اور اسکے بعد امراء کے۔

پہلا بادشاہ سلطان اسمٰعیل منتصر سامانی ہے جو اواخر قرن چہارم ہجری میں تھا اور اس کے بعد سلطنت خاندان سامانی سے غزنوی خانوادے میں منتقل ہو گئی مجمع الفصحاء میں رضا قلی خاں ہدایت نے ایک قطعہ اور ایک رباعی نقل کی ہے۔

قطعہ

گو قید فراز چہ رد خوب نسازی　　منزلگہ آراستہ و فرش ملوّن
با نعرۂ گرداں چہ کنم لحن اغانی　　با پویۂ اسپاں چہ کنم مجلس گلشن
اسپ است و سلاح است مرا بزم گہ و باغ　　تیر است و سناں است مرا لالہ و سوسن
جوش مئی و نوشِ لب ساقی بچہ کار است　　جوشیدن خوں باید بر صینہ جوشن

رباعی در شکایت افلاک

اے بد بیدن کبود و خود نہ کبود　　آتش از طبع و در نمائش دود
اے دو گوشش تو کر مادر زاد　　با توام زاری و عتاب چہ سود

خاندان غزنوی کا سب سے بڑا بادشاہ سلطان محمود ہے جس کا دربار آفتاب کیطرح درخشاں اور ستوہ مداحوں سے جگمگا رہا تھا وہ خود بھی شعر کہتا تھا چنانچہ ایک قطعہ مشہور ہے (جلوس سنہ ۳۸۷ھ)

ز نخست را گرفتم از سر لطف　　خون من ریختی و معذرت ہست
زانکہ ہنگام رگ زدن شرط است　　گوے سیمیں گرفتن اندر دست

جلال الدین ملک سلجوقی (جلوس سنہ ۴۶۵ھ) جو خاندان سلجوقیہ کا تیسرا فرمانروا تھا اور سلطنت ایران غزنوی کا جانشین بھی ایک رباعی اس نے بھی کہی ہے۔

بوسے ز دیار دو نقش بر دیدۂ من　　و ز رفت و از و بماند تر دیدۂ من
زاں داده برین دیده نگارینم پوس　　کو چہرۂ خویش دیده در دیدۂ من

سلطان شاہ خوارزمی (جلوس سنہ ۵۶۸ھ) جو خاندان خوارزم شاہی سے تھا اور خاندان سلجوقی کی جگہ لی اسکی یہ رباعی مشہور ہے۔

ہر کہ کہ سمند عزم من پویہ کند　　دشمن ز نہیب تیغ من مویہ کند
اینجا بہ رسول و نامہ ناید کار　　شمشیر دو رویہ کار یک رویہ کند

قابوس وشمگیر ملقب بہ شمس المعانی آل زیارگان ایران کے سلاطین کبار سے تھا سنہ ۳۶۶ھ میں سریر سلطنت پر متمکن ہوا، فارسی اور عربی کا شاعر تھا نمونہ کلام یہ ہے۔

قطعہ

کار جہاں سراسر آز است یا نیاز　　من پیش دل نیارم آز و نیاز را
من ہشت چیز را ز جہاں برگزیدہ ام　　خواہم بداں گزارم عمر دراز را
میدان گوے و یار و گرد رزم و بزم را　　اسپ و سلاح و جود و دعا و نماز را

رباعی

گل شاہ نشاط آمد و میر طرب　　زاں روئے بریں دو میکنم عیش طلب
خواہی کہ دریں بدانی اے ماہ سبب　　گل رنگ رخت دارد و مے رنگ لب

مصر میں ابتدائی تعلیم

عہد قدیم

(تلخیص از المقتطف)

تعلیم اولیٰ اور ابتدائی

مصر میں ابتدائی تعلیم کی دو قسمیں ہیں:۔

۱ تعلیم اولیٰ۔ یہ قومی تعلیم یا قوم کی تعلیم سے موسوم ہے۔ ذریعہ تعلیم عربی زبان ہے بچہ کو حروف تہجی حساب عربی زبان، اخلاق، تدابیر صحت، وطنی تربیت اور معلومات عامہ کی تعلیم دیجاتی ہے۔ تھوڑا سا جغرافیہ اور تاریخ بھی پڑھائی جاتی ہے تعلیم اولیٰ کی بھی دو قسمیں ہیں تعلیم اولیٰ قدیم اور لازمی تعلیم۔ اول الذکر کی مدت تعلیم ۴ سال اور موخر الذکر کی ۶ سال ہے۔ ان مدارس سے فراغت پانے کے بعد طلبہ یا تو صنعت کی طرف توجہ کرتے ہیں یا زراعت کی جانب یا کوئی پیشہ اختیار کر لیتے ہیں یا پھر ابتدائی مدارس میں داخل ہو جاتے ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

تعلیم اولیٰ کی ایک اور بھی قسم ہے جو اعلیٰ اور متوسط طبقے تک محدود ہے۔ یہ کنڈر گارٹن ہے جسکی مدت تعلیم ۳ سال ہے۔

۲ تعلیم ابتدائی۔ اس میں بھی تقریباً وہی چیزیں پڑھائی جاتی ہیں جو تعلیم اولیٰ میں صرف انگریزی یا جدید قانون کے مطابق فرانسیسی زبان کا اضافہ ہوتا ہے اور اس کے لئے طالب علم کنڈر گارٹن سے لئے جاتے ہیں یا اولیٰ مدارس سے۔ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد طالب علم ثانوی مدارس میں لئے جاتے ہیں یا متوسط درجہ کے زراعتی مدارس میں اور یا صنعتی کارخانوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔

محمد علی پاشا کا زمانہ

مرحوم محمد علی پاشا نے جس طرح تعلیم کے دوسرے شعبوں کی جانب توجہ کی ابتدائی اور اولیٰ تعلیم بھی ان کی توجہ سے محروم نہ رہی بلا شبہ انھیں کی ذات تھی جس نے مصر کو پستی سے نکالکر انحطاط سے باہر نکالا۔ شروع میں تعلیم کا مقصد انھوں نے مصری فوج کی اصلاح و ترقی اور استحکام قرار دیا تھا اسی لئے تمام مدارس محکمۂ جنگ کے ماتحت تھو لیکن ۹ر مارچ ۱۹۲۷ء کو حکومت کے حکم سے مصری مدارس کے لئے ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا گیا جس کے صدر امیر اللوا مصطفےٰ مختار بک بنائے گئے۔ موصوف نے ابتدائی تعلیم کا ایک مسودۂ قانون بنایا جو ۲۰ دفعات پر مشتمل تھا۔ دوسری اور تیسری دفعہ میں اس امر کی تصریح کی گئی تھی کہ ۵۰ مدرسے قائم کئے جائیں جن میں ۴ قاہرہ میں ہوں ایک اسکندریہ میں اور باقی تمام اطراف ملک میں قاہرہ اور اسکندریہ کے ہر مدرسہ میں طلبہ کی تعداد ۲۰۰ تک اور صوبوں کے مدارس میں ۱۰۰ تک ہو۔

محمد علی پاشا کے زمانہ میں حکومت کے محاصل تین ملین پونڈ سے زیادہ نہ تھے اس پر بھی تعلیم پر ایک لاکھ پونڈ صرف کیا جاتا تھا۔

مدرسہ مبتدیان ناصریہ پہلا ابتدائی مدرسہ تھا جسے محمد علی پاشا نے قاہرہ میں قائم کیا خود ان کے زمانہ میں اس مدرسہ کے طلبا کی تعداد ۴۳۳ تک پہونچ گئی تھی ۱۲ استاد تعلیم دیتے تھے اور ۵۹ خادم تھے۔ اس مدرسہ کا سالانہ خرچ ۱۱۰۰ پونڈ تھا۔

صوبوں اور اضلاع میں ۴۸ مدرسے (یا مکاتب) قائم کئے گئے۔ ان میں ۹۰۵۴ طالب علم ۱۴۶ مدرس اور ۴۴۶ خادم تھے اور سالانہ خرچ ۴۵۶۸ پونڈ ابتدائی مدارس میں تعلیم کی مدت ۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۳ء تک تین سال تھی اس میں طالب علم کو لکھنا پڑھنا۔ صرف و نحو اور مذہبی فرائض کی تعلیم دی جاتی تھی۔

عباس اول اور سعید پاشا کا زمانہ

۱۸۴۸ء میں عباس اول سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ انھوں نے تعلیم کا دائرہ بہت تنگ کر دیا۔ ابتدائی مدارس پر خاص طور سے توجہ تھی چنانچہ تمام ابتدائی مدارس بند کر دیئے صرف ۲ باقی رکھے۔ قاہرہ میں مدرسہ مبتدیان ناصریہ کو بھی باقی رکھا گیا تھا لیکن خرچ گھٹا کر ۵۰۰ پونڈ کر دیا گیا اتنا ضرور کیا گیا کہ اعلیٰ مدارس کے ساتھ ابتدائی اور ثانوی مدارس بھی قائم کر دیئے گئے۔ سعید پاشا کے زمانہ تک یہی حالت رہی۔

ان دونوں کے زمانہ میں ابتدائی تعلیم کی مدت تین سال تھی۔ عربی زبان، تحریر، ترکی زبان اور علم ہندسہ کے ابتدائی اصول کی تعلیم دیجاتی تھی۔ فرانسیسی زبان سے بھی روشناس کر دیا جاتا تھا۔

خدیو اسمعیل کا زمانہ

۱۹ر جنوری ۱۸۶۳ء کو عنان حکومت خدیو اسمٰعیل کو تفویض ہوئی اور اسی مہینہ کی ۲۹ر تاریخ کو انہوں نے محکمۂ تعلیم کو دوبارہ قائم کرنے کا حکم دیا (اس لئے کہ عباس اول نے اُسے نظر بند کر دیا تھا) اس کے علاوہ ایک ابتدائی مدرسہ اور ایک ہائی اسکول عباسیہ میں اور ایک ابتدائی مدرسہ اسکندریہ میں قائم کیا۔

عباس اول کی بے توجہی سے ملک کی تعلیم کو بہت صدمہ پہونچ چکا تھا۔ اسباب میں مزید تساہل ملک کے لئے اور بھی مہلک ثابت ہوتا اس لئے خدیو اسمٰعیل نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مصری طلبہ کو یورپ بھیجا۔ مدرسوں کی اصلاح پر توجہ کی۔ قبطیوں کے مدارس کو ڈیڑھ ہزار ایکڑ زمین مرحمت ہوئی ہر ضلع میں ایک ابتدائی مدرسہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ تعلیمی امور کی حوصلہ افزائی کے لئے وہ حوصلہ شاہانہ سے کام لیتا تھا چنانچہ ایکمرتبہ اس کی جانب سے محکمۂ تعلیم کو دس ہزار ایکڑ زمین مرحمت ہوئی۔

۱۸۷۳ء میں لڑکیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا اس میں تعلیم کے ساتھ ساتھ دستکاری بھی سکھائی جاتی تھی۔ اس مدرسہ کی برابر ترقی ہوتی رہی۔ بالآخر ۱۹۱۴ء میں ایک جدید نصاب تعلیم تیار کیا گیا۔ اس میں ابتدائی تعلیم کے لئے چھ سال کر دیئے گئے اور دستکاری کے ساتھ سینا پرونا، تدبیر منزل، کھانا پکانا، کنڈر گارٹن وغیرہ کی تعلیم کا اضافہ کیا گیا۔

۱۸۶۷ء میں خدیو اسمٰعیل کے زمانہ میں ابتدائی تعلیم کے نصاب میں پھر تبدیلی کی گئی تعلیم کی مدت بجائے چار کے تین سال کر دی گئی اور نصاب اس طرح کر دیا گیا۔

(۱) عربی زبان۔ صرف نحو۔ مطالعہ۔ انشا۔ توحید کے عقائد۔ عبادت کے واجبات وغیرہ
(۲) کوئی غیر ملکی یا ترکی زبان (۳) جغرافیہ اور تاریخ کے ابتدائی اصول
(۴) حساب تجارت۔ جامیٹری (مساحت) سے عملی تطبیق۔
(۵) مقامی حیوانات، نباتات اور زراعت کے متعلق کچھ مفید معلومات (۶) خوشخطی وغیرہ

خدیو توفیق پاشا اور عباس پاشا ثانی کا زمانہ

خدیو توفیق پاشا اور عباس پاشا (۱۸۷۹ء تا ۱۹۱۴ء) کے زمانہ میں ابتدائی تعلیم برابر ترقی پذیر رہی اور اس کے لئے مستقل قوانین بھی بنا دیئے گئے۔ تعلیم کی مدت چار ہی سال رہی لیکن نصاب تعلیم میں ہر دو تین سال کے بعد کچھ نہ کچھ تغیر و تبدل اور کمی بیشی ضرور ہوتی رہتی تھی لیکن لازمی اور اساسی علوم جن میں کوئی تغیر و تبدل کیا۔ حسب ذیل ہیں۔

(۱) قرآن کریم اور مذہب (۲) عربی زبان (۳) ترجمہ (۴) حساب اور جامیٹری
(۵) تاریخ (۶) جغرافیہ (۷) فرانسیسی زبان (۸) فرانسیسی تحریر (۹) نقشہ کشی۔

موقع موقع سے معلومات عامہ اور تدبیر صحت کی تعلیم بھی دیجاتی تھی۔ جغرافیہ کی تعلیم اجنبی زبان میں دی جاتی تھی۔ توفیق پاشا کے ابتدائی عہد میں ترکی زبان لازمی تھی ۱۸۸۸ء میں اختیاری کر دی گئی اور خدیو عباس کے عہد میں بالکل نکال دی گئی۔

انگریزی اور فرانسیسی زبانیں اختیاری تھیں۔ طالب علم کو آزادی تھی کہ ان میں سے جسکو چاہے ترجیح دے۔ لیکن جب مسٹر ڈنلوپ وزیر تعلیم ہوئے تو انہوں نے فرانسیسی زبان کے خلاف مسلسل سعی و جہد کی تا آنکہ اسے بالکل خارج کر دیا۔

ابتدائی تعلیم کی تاریخ میں ایک اہم حادثہ یہ ہوا کہ ۱۸۹۱ء میں حکومت کیجانب سے ابتدائی سندی امتحان مقرر کیا گیا اور ثانوی مدارس آرٹ اسکول، ٹیکنیکل اسکول، مدرسہ زراعت، مدرسہ طب حیوانات پولیس ٹریننگ میں داخلہ اور سرکاری محکموں خصوصاً اضلاع میں، ڈاکخانوں میں اور ریلوے میں چھوٹی چھوٹی آسامیوں کے لئے ابتدائی سند ضروری قرار دیگئی۔ حکومت کے محکموں میں ہزاروں م

سجدۂ تعظیم کی بحث

کچھ دنوں سے سجدۂ تحیۃ و تعظیم کے جواز و عدم جواز کا مسئلہ معرض بحث میں ہے۔ اور مخالفین و مؤیدین کے خیالات عالم تحریر میں آرہے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل پر علمائے سلف کے موشگاف قلم نے نقد و تبصرہ کے کسی پہلو کو نہیں چھوڑا ہے اور اب مزید بحث و تمحیص کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی ہے۔ ایسی حالت میں اس مسئلہ پر قلمی ہنگامہ آرائیاں اور زبان درازیاں بالکل بیسود ہیں۔ کاش کہ یہی وقت جو تحقیق حق میں نہیں بلکہ سخن پروری میں صرف ہو رہا ہے۔ خدمت اسلام یا خدمت وطن میں صرف ہوتا تو شاید دین و دنیا میں کوئی بہتری کی شکل پیدا ہوتی۔ مولٰنا معین الدین صاحب نے سجدۂ تعظیم کے عدم جواز پر جو مقالہ حوالہ قلم فرمایا تھا مولٰنا خواجہ متقی اجمیری نے اُسکی تردید نہیں بلکہ اُسپر تنقید فرمائی تھی اور طریقہ استدلال کو ضعیف و غلط بتایا تھا۔ تعجب ہے کہ اس مضمون کے جواب میں مولٰنا معین الدین خود خاموش رہے مگر اُنکے حاشیہ نشینوں کی جماعت میں سے کسی صاحب نے اشارہ چشم و ابرو کا فیض قلم پاکر ایک جوابی مضمون حوالہ قلم کر دیا جسمیں تنقیدی مضمون کے متعلق تو کچھ نہیں لکھا گیا۔ مگر غیظ و غضب کے مظاہرہ میں زور قلم صرف کر دیا۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ بحث خود مضمون نگار کے نزدیک اس قدر تشنہ تھی کہ اپنے اخبار میں دوسری بار پھر اسی کو چھیڑا اور تائید میں کچھ علمائے کرام کے فتاوےٰ بھی نقل کر دئے۔ درآنحالیکہ ان فتووں سے بھی مولٰنا معین الدین صاحب کے طریقہ استدلال کی تردید ہوتی ہے۔

یوں سمجھئے کہ مولوی صاحب اجمیری کے نزدیک سجدے کی دو قسمیں نہیں اور فتویٰ نگار تمام علمائے کرام سجدہ کی دو قسمیں تسلیم کرتے ہیں۔ مولوی صاحب اجمیری نے آیۂ کلام الٰہی سے ہر قسم کے سجدہ کی حرمت ثابت فرمانے کی کوشش فرمائی ہے اور انہی منقولہ فتاوےٰ کی عبارت سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ کلام الٰہی کی آیت لا تسجدوا للشمس الخ سے سجدہ عبادت کی حرمت ثابت ہوتی ہے علیٰ ہذا القیاس اور دوسری باتیں بھی ہیں جنکو مولٰنا خواجہ متقی نے اپنے تنقیدی مضمون میں پہلے ظاہر فرما دیا ہے۔

پس اندریں صورت مولانا خواجہ متقی اجمیری کی عبارت پر غم و غصہ کا اظہار بالکل بیسود ہے۔ اور اگر مضمون نگار صاحب یہ چاہتے ہیں کہ اُن کے ناقابل التفات تحریروں کے جواب میں خود مولٰنا خواجہ متقی قلم اُٹھائیں تو وہ ایسے سخن پروروں کی پُر از اسقام عبارتوں کی تردید میں اپنا وقت ضائع نہیں فرمائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ خود مولوی معین الدین صاحب اپنے مضمون کو صاف فرما دیں کہ سجدہ سے مراد اُسکے لغوی معنی نہیں ہیں (جسکے عدم جواز کے بقول مضمون نگار وہ خود بھی قائل ہیں) بلکہ سجدہ کے معنی وضع الجبہۃ علی الارض (سر زمین پر رکھدینا) مراد ہیں۔ اور اسی طرح اپنے طریقہ استدلال کی ترمیم و اصلاح فرمالیں۔ قصہ ختم ہوا۔ ورنہ ذرا سی بات کو افسانہ بنا دینا اور اُسپر تضییع اوقات کرنا عقلمندوں کا شیوہ نہیں ہے۔ آئندہ اس بحث پر اخبار آستانہ میں کچھ نہیں لکھا جائیگا خواہ مخالفین و مؤیدین کی جانب سے کسی قسم ہی کی تحریک پبلک کے سامنے کیوں نہ پیش ہو۔ "مدیر"

آستانہ کی پالیسی

آستانہ کی پالیسی کے متعلق بھی ایک مقامی اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے مسلسل غلط بیانیوں سے کام لیا ہے اور اس تمام تر برافروختگی کا سبب صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ اخبار آستانہ میں ہمیشہ اُنکے اخبار کی مخالفت میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

اخبار آستانہ کا فائل موجود ہے ہر شخص اُسکے مطالعہ سے مضمون نگار کے اس بیان کی سچائی اور جھوٹ کا صحیح اندازہ نہایت آسانی کیساتھ کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اخبار آستانہ کی پالیسی کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے وہ محتاج تفصیل اور بلا دلیل ہے۔ اس لئے ہم بھی اسکے متعلق اُسوقت تک کچھ نہیں لکھیں گے جبتک کہ مضمون نگار کی جانب سے مدلل و مفصل کوئی بیان نہ شائع ہو جائے۔

بفضلہ تعالیٰ اخبار آستانہ کے ایڈیٹر کا ہمیشہ یہی مسلک رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی یہی مسلک رہیگا۔

کفر ست در طریقت ما کینہ داشتن

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

تسلیم قصور اور اعتراف غلطی میں ہماری جانب سے کبھی تعویق نہوگی مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ بے سر و پا دھمکیاں اور غیظ و غضب کے مظاہرے بھی ہمیں مرعوب نہیں کر سکتے ہیں۔ "مدیر"

عُرس نمبر کا دوسرا ایڈیشن

عُرس نمبر کی ترتیب باوجودیکہ تنگ وقت میں نہایت ہی عجلت کے ساتھ عمل میں آئی تھی اور اسکے مضامین بھی بر وقت لکھے گئے تھے مگر ترتیب و انتخاب مضامین کے اعتبار اور خوبی کتابت و طباعت کے لحاظ سے عُرس نمبر نہایت آب و تاب سے شائع ہوا۔ اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حضرت خواجۂ بزرگ کے دربار فیض آثار میں یہ حقیر نذرانہ قبول ہوا۔ اور اس قبولیت کی سب سے بڑی دلیل اور نشانی یہ ہے کہ مہمانان حضرت خواجہ نے اس خاص نمبر کا پُر خلوص خیر مقدم کیا اور جسقدر پرچے چھپوائے گئے تھے سب ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ یہ خاص نمبر تبادلہ کے اخباروں کو نہیں بھیجا جا سکا اور اگر حضرات ناظرین اخبار آستانہ کی ڈاک پہلے سے روانہ نکر دیجاتی تو شاید اُن اصحاب کو بھی اشاعت ثانیہ تک زحمت انتظار اُٹھانی پڑتی۔

خاص نمبر کے مطالبہ میں ہمارے معاصرین کرام کا تقاضا اور اُنکی شکایت بالکل بجا ہے۔ مگر براہ کرم ہماری مجبوریوں کو نظر انداز نہ فرماتے ہوئے کچھ دن اور انتظار کی تکلیف برداشت فرمائی جائے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب دوسرے ایڈیشن کا انتظام کر لیا جائیگا تاکہ تبادلہ و ریویو کی غرض سے بھی عرس نمبر ارسال کیا جا سکے اور ناظرین "آستانہ" کی فرمائشیں بھی پوری کیجا سکیں۔ والتوفیق من اللہ

"مدیر"

حوادث محلیہ

زائرین کی حاضری۔

۲۵ ر رجب کو صبح کی ڈاک سے آنریبل سر محمد رفیق صاحب ممبر انڈیا کونسل لندن اجمیر شریف میں وارد ہوئے ڈاک بنگلہ میں قیام فرمایا۔ اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ حاجی محمد صدیق صاحب ابن جناب حاجی سید امتیاز علی صاحب مرحوم کے ذریعہ شرف زیارت حاصل فرمایا۔

۲۶ ر رجب کو آنریبل سر محمد رفیق صاحب اپنے قدیم دوست جناب صاحبزادہ مولوی سید عبد الوحید صاحب پروفیسر میو کالج کی ہمراہ درگاہ شریف میں حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ فخر الدین قدس اللہ سرہٗ اور حضرت شیخ محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی محلفل میں شرکت فرمائی۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ تک قوالی سنتے رہے۔

۲۵ ر رجب کو صبح کی ڈاک سے آنریبل سر محمد رفیق صاحب کی معیت میں خضر صاحب بھی وارد اجمیر ہوئے۔ اور آنریبل موصوف کی ہمراہ قیام کیا۔ اور شرف زیارت اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد شفیع صاحب کے ذریعہ حاصل کیا۔

حضرت شیخ محمد یادگار کا عرس

گزشتہ ہفتہ حضرت خواجہ فخر الدین قدس سرہٗ (جد حضرات خدام عالیمقام) کے عُرس کی جو اطلاع دی گئی تھی۔ کتابت کی غلطی سے حضرت شیخ محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی رہگیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اسی تاریخ آپ کا عرس بھی ہوتا ہے آپ خدام عالیمقام کی جماعت کے طبقۂ شیخ زادگان کے مورث اعلیٰ ہیں۔ اور آپ کا مزار اندرون درگاہ شریف گنبد شریف اور اولیاء مسجد کے درمیانی حصہ میں واقع ہے۔

عطیات

جناب صاحبزادہ سید محمد حنیف صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی تقریب کتخدائی میں مبلغ یکصد روپیہ قومی فنڈ میں بطور نذر عنایت فرماکر ایک قابل تقلید مثال قائم فرمائی۔

جناب صاحبزادہ حاجی سید وزیر علی صاحب نے اپنے برادرزادہ حاجی سید محمد صدیق صاحب ابن جناب صاحبزادہ سید محمد عمر صاحب کی تقریب عقد خوانی میں مبلغ پانسو روپیہ معینیہ اسلامیہ ہائی اسکول کو باین غرض عنایت فرمایا۔ کہ خانوادۂ صاحبزادگان

حضرات خدام خواجہ بزرگ میں سے جو طالب علم تعلیمی نتیجہ میں اعلیٰ کامیاب رہے اسکو ہر سال ایک طلائی تمغہ دیا جائے۔ اس طلائی تمغہ کا نام "حافظ حاجی سید مردان علی میڈل" ہوا کرے گا۔

جناب حاجی صاحب کا یہ گراں قدر عطیہ یقیناً ایک قابل تقلید مثال ہے اور ہمقوم طلبا کے لئے حوصلا فزا ہونیکے ساتھ ہی ساتھ تعلیمی شوق ذوق بڑھانے والا عمدہ اسلوب ہے۔

جناب صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب عرف میاں چاند نے اپنے برادر صاحبزادہ سید وزیر علی کی شادی اور اپنے برادر زادوں کی تقریب ختنہ میں مبلغ دو سو روپیہ قومی فنڈ میں بطور نذر عنایت فرما کر ایک قابل تقلید مثال قائم فرمائی ہے۔

پچاس ہزار روپیہ نقد

آنی بخش جراح درگاہ شریف کے دواخانہ میں ملازم تھے اور نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ عام و خاص لوگوں کو یہ علم تھا کہ وہ غریب ہیں دو ہفتہ ہوئے انکا انتقال ہو گیا۔ ابتک اندازہ لگایا گیا ہے کہ انکے سرمایہ اندوختہ میں پچاس ہزار روپیہ نقد ہے۔

خودکشی

جولس گنج ۹ رجنوری کو ایک ہندو عورت نے اپنے تمام جسم پر مٹی کا تیل چھڑک اپنے کپڑوں میں آگ لگالی سنا گیا ہے دوران آتش زدگی میں اس نے یہ بیان کیا کہ میری شادی ایک بوڑھے سے کر دیگئی تھی اور جسپر میں کسی طرح رضا مند نہیں تھی۔

۲۶ رجب کو جناب صاحبزادہ شید محمد رضا مرحوم کے خلف الرشید صاحبزادہ حاجی سید محمد صدیق صاحب کا عقد نکاح جناب صاحبزادہ سید فرزند علی کی دختر نیک اختر سے ہو جسپہ ہم ہدیہ مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

۲۵ رجب کو جناب صاحبزادہ سید فرزند علی صاحب کے خلف رشید صاحبزادہ سید فضل الرحمن سلمہ کی تقریب ختنہ میں رسم شب گشت ادا کی گئی۔

سرواڑ شریف کا عرس

اجمیر شریف سے تقریباً بیس کوس کے فاصلہ پر قصبہ سرواڑ علاقہ کشن گڈھ میں واقع ہے اس قصبہ میں حضرت خواجہ فخر الدین خلف و خلیفہ حضرت بزرگ رضی اللہ عنہما آسودہ ہیں۔ کتب سیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ فخر الدین اپنے پدر بزرگوار کے زمانہ حیات میں یہیں رہا کرتے تھے اور کاشتکاری کرکے کسب معاش فرماتے تھے۔

تقریباً پچیس ۲۵ چھبیس ۲۶ سال کا عرصہ ہوا جب حضرت مولانا سید عبدالمعبود صاحب چشتی اجمیری نے یہاں رسم عرس کو جاری فرمایا۔ چنانچہ حضرت موصوف کی پُرخلوص کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ جب سے اب تک ہر سال برابر عرس شریف ہوتا ہے۔ اور حضرت خدام عالیمقام معقول تعداد میں شرکت فرماتے ہیں۔ اخراجات عرس شریف

اخبار الہند

حیدرآباد دکن ۸ رجنوری کی صبح کو اعلیحضرت شہریار دکن نے اپنے دارالسلطنت حیدرآباد دکن میں مع خدم و حشم نزول اجلال فرمایا۔ "صحیفہ"

نئی دہلی ۹ رجنوری۔ کونسل آف اسٹیٹ کا افتتاح۔ ۱۲ رفروری کو ہوگا۔ سرکاری معاملات کے لئے ۱۵ ر ۱۹ ر ۲۰ ر ۲۱ ر ۲۲ ر ۲۶ ر ۲۸ رفروری اور ۵ ر ۷ ر ۸ ر ۱۱ ر ۱۳ ر ۱۴ ر مارچ کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔

مدراس ۸ رجنوری۔ راجہ صاحب بنگال کی وفات سے مدراس لیجسلیٹو کونسل میں جو نشست خالی ہوئی ہے اُس کے لئے مہاراجہ صاحب وینکٹا گیری کو امیدوار کی حیثیت سے نامزد کیا ہے اور آپ کی کامیابی کا بہت زیادہ امکان ہے

رنگون ۸ رجنوری مرزا محمد رفیع ایم ایل سی رنگون میونسپل کارپوریشن کے صدر منتخب ہوئے۔

کلکتہ۔ ۹ رجنوری۔ بنگال پروونشل کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ کا ایک غیر معمولی اجلاس آج منعقد ہوا جس میں یہ طے کیا گیا کہ ایک سائمن بائیکاٹ کمیٹی بنائی جائے۔ یہ کمیٹی ۲ ار جنوری کو سائمن کمیشن کے ورود کے موقعہ پر ہڑتال کا انتظام کرے گی۔ "مستقل"

لکھنؤ۔ ۹ رجنوری۔ لکھنؤ یونیورسٹی کورٹ کا آئندہ جلسہ ۲۴ رجنوری ۲۹ء یوم جمعہ کو بوقت ساڑھے دس بجے صبح بسنت میموریل ہال میں منعقد ہوگا۔

لکھنؤ۔ ۹ رجنوری۔ انجمن انسداد امراض دق وسل کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۲ رجنوری ۲۹ء بمقام گنگا پرشاد ورما میموریل ہال امین آباد بوقت ۵ ½ بجے شام کو منعقد ہوگا جس میں ڈاکٹر اے بی سونا صاحب کا لکچر ہوگا۔ اور ایک نہایت مفید عام دلچسپ فلم دکھایا جائے گا۔

نئی دہلی۔ ۷ رجنوری ویزایکسیلنسی لارڈ اروِن وائسرائے اور لیڈی اروِن کل دہلی واپس تشریف لائے۔

کھیری۔ ۳ رجنوری۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کھیری کے کیمپ سے ایک ہاتھی زنجیریں توڑ کر بھاگا۔ اور تین دن تک ایک گاؤں میں قیامت برپا کرتا رہا۔ لوگوں کا خوف سے خون خشک ہو رہا تھا۔ موضع بن کٹی میں دو چار گھر برباد کرکے یہ ہاتھی ریخبرس کوارٹرس اور فارسٹ رسٹ ہاؤس میں گھس پڑا اور ایک آدمی کی جان لے کر باہر نکلا۔ ڈنگیا ریلوے اسٹیشن پر اس فیل مست نے ایک مال کا ڈبہ لٹ دیا۔ اسی ہاتھی نے ایک مسافر گاڑی روک لی آخر میں اسے گولی ماردی گئی۔ "ہمدم"

ممالک غیر

لندن۔ ۹ رجنوری گذشتہ رات کا بلیٹن مظہر ہے کہ ملک معظم کی حالت تمام دن تشفی بخش و سکون پذیر رہی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی آہستہ آہستہ صحت ہو رہی ہے اسی لئے نمایاں فرق نہیں معلوم ہوتا۔ "سیاست"

انگورہ سے ایک خبر موصول ہوئی ہے کہ وزیر داخلہ ترکی نے اُن کرد لوگوں کی جو شامی و لبنانی قومیت اختیار کرنے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں متنبہ کیا ہے کہ اگر انھوں نے یہ قومیں اختیار کرلیں تو اُن کے لئے یکم جنوری سے حدود ترکی چھوڑ دینا ضروری ہوگا۔ "مستقل"

قسطنطنیہ ۶ رجنوری گورنمنٹ ترکی کے خلاف ایک زبردست سازش ہو رہی ہے جس کے مسلح بغاوت کی شکل میں منتقل ہونیکا اندیشہ ہے مخالفین حال کی اصلاحات کو خلاف مذہب بتاتے ہیں۔ اور اسے مذہب اسلام کی توہین ظاہر کرتے ہیں۔ تحریک بغاوت کا سُراغ لگا لیا گیا۔ ولایت بروصہ و سواس میں بے شمار آدمیوں کو شبہ میں گرفتار کرلیا گیا ہنوز تفتیش جاری ہے اس سازش کا سرغنہ ایک شخص قیراط ہنوز خیال کیا جاتا ہے گورنمنٹ کے خلاف سازش کی خبر سے شہر میں ہل چل مچی ہوئی ہے خیال کیا جاتا ہے کہ سازشیوں کی سخت سزائیں دیجائیں گی۔ "سیاست"

بیروت۔ ۱۰ ردسمبر ترکی قونصل مقیم ایبو کا بیان ہے کہ ترکی حکومت پر یہ الزام بیجا ہے کہ پولیس نے سرحد پر فساد پیدا کرایا ثبوت یہ ہے کہ شام میں اس قسم کے فسادات ازخود پیدا ہوتے ہیں۔

بیروت۔ ۱۰ ردسمبر دمشق اور بیروت کے درمیان برف باری کی کثرت سے موٹروں کی آمد و رفت بند ہوگئی۔

ایران۔ ایران میں دور جدید کیوجہ سے علما بہت ناراض ہیں یوروپین ٹوپی پہننے کے حکم سے وہ ایران چھوڑ رہے ہیں مہاجرین کی کافی تعداد عراق پہنچ چکی ہے۔ اور وہاں کی گورنمنٹ سے پناہ مانگی جارہی ہے۔ سنا ہے کہ ایران گورنمنٹ نے پہلوی ٹوپی پہننے کا حکم دیا ہے۔ "سیاست"

ٹوکیو۔ ۸ جنوری ضلع نگانا میں اسقدر زبردست طوفان آیا کہ اُس کے صدمہ سے صدہا مکانات منہدم ہوگئے اور بہت سے لوگ ہلاک و مجروح ہوئے۔ اس کے علاوہ سمندر کی موجیں خشکی پر چڑھ آئیں بہت سا علاقہ زیر آب ہوگیا کو یوٹو مارو جہاز الٹ گیا۔ "ہمدم"

افغانستان۔ حکومت افغانستان اور شنواریوں نے اپنے اپنے حقوق مہمند قوم کے سرداروں کو تفویض کردیے تھے پندرہ بیس دن تک سلسلہ گفتگو جاری رہنے کے بعد حکومت اور شنواریوں میں عہدنامہ صلح پر دستخط ہوگئے۔ "تازیانہ"

تجارت کے دو عظیم الشان راز

(۱) کامیابی حاصل کرنے کیلئے ایمانداری اختیار کرنا اعلیٰ درجہ کی پالیسی ہے (۲) قلیل منافع لینا اور وسیع پیمانہ پر کثرت سے تجارت کرنا بس یہی دو اصول ہیں جنکے تحت میں ہماری فیکٹری پبلک کی خدمت کا فخر حاصل کر رہی ہے۔ چنانچہ انہیں اصولوں کو مدنظر رکھکر مندرجہ ذیل نرخنامہ نہایت عمدہ خوبصورت اور پائدار حسب دلخواہ شیپ کے جوتوں کا دیا جاتا ہے۔ جن میں تمام چمڑہ ہونے کی گارنٹی ہے۔ اور قیمتیں وہ درج کیجاتی ہیں جو فی الواقع انتہائی رعایتی ہیں۔

تفصیل جوتہ مردانہ	نمبر پیر (۴و۵)	(۶و۷)	(۸و۹)	(۱۰و۱۱)	
اصلی سیاہ کروم کا شو۔ ڈربی یا آکسفورڈ شیپ حسب دلخواہ شلاً امریکن۔ انگلش۔ میڈیم۔ پائنٹنڈ۔ وغیرہ وغیرہ (براؤن کروم کیلئے ۴ر فی جوڑہ زیادہ)	للعہ	للعہ	صہ	عہ	نمبر پیر
اصلی سیاہ کروم کا بوٹ۔ ایضاً ایضاً (براؤن کروم کیلئے ۸ر فی جوڑہ زیادہ)	سے	سیہ	معہ	معہ	"
اصلی سفید کروم کا بوٹ فٹ بال اعلیٰ قسم پائدار اور خوبصورت	معہ	معہ	سے	سیہ	"
سلیپر سیاہ یا براؤن کا چھجے دار یا منڈا یا پمپ شو	سیہ	للعہ	للعہ	للعہ	"
اصلی سیاہ پیٹنٹ کا پمپ یا کورٹ شو معہ ریشمین بو۔ اعلیٰ	عہ	سے	سیہ	معہ	"
سپاٹ سیاہ کروم یا براؤن کروم نہایت پائدار اور خوبصورت	عہ	عہ	عہ	سے	"
واٹر پروف کا سفید کنوس ٹینس شو اعلیٰ قسم کا پائدار	للعہ	للعہ	للعہ	للعہ	"

اگر آپ بروک جوتہ بنوانا چاہیں گے تو عہ فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا۔

(نوٹ) اگر آپ مندرجہ بالا جوتوں میں کریپ ربڑ سول لگوانا چاہیں گے تو ۱۲ر فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا۔ اگر ایک ہی جوتہ میں کریپ سول بھی لگوائیں گے اور بروک بھی کروائیں گے تو صرف سے فی جوڑہ مندرجہ بالا قیمت سے زیادہ لیا جاویگا۔ انتہا

زنانہ گرگابی یا پمپ اصلی سیاہ کروم یا براؤن کروم ہر ناپ ..... درجہ خاص سیہ درجہ اول سے، درجہ دوم عہ درجہ سوم عہ فی جوڑہ

زنانہ گرگابی اصلی سیاہ پیٹنٹ لیدر معہ ریشمین بو " عہ " سیہ " "

زنانہ لیڈی شو معہ اونچی ہیل اعلیٰ قسم سیاہ پیٹنٹ لیدر یا ولایتی گلاس گڈ یا سوئڈ یا ولایتی ولوکاٹ } معہ سیہ کروم کا صہ "

شرائط آرڈر کے ہمراہ عہ فی جوڑی پیشگی وصول ہونے پر تعمیل ہوگی۔ بقایا رقم ذریعہ وی۔ پی وصول کی جاویگی۔ آرڈر دیتے وقت پیر کا نمبر یا پیر کا نقشہ کاغذ پر پنسل سے اُتار کر روانہ کر دیجئے گا تاکہ جوتہ فٹ بن سکے۔

محصول و پیکنگ معاف بشرطیکہ آرڈر ایک درجن جوڑہ کا ایک ساتھ ہو۔ ورنہ بذمہ خریدار انتہا

قیمت واپس۔ اگر مال حسب ہدایت نہ بنا ہو۔ یا معقول وجوہات پر پسند نہ ہو۔ تو اچھی حالت میں ایک ہفتہ کے اندر واپسی پر قیمت واپس۔

خاص رعایت سوداگر صاحبان کو جو بنا بنایا مال فروخت کرتے ہیں اگر ایک ساتھ بارہ درجن جوڑہ کا آرڈر دیں گے تو علاوہ فری محصول ریل و پیکنگ کے انتہائی رعایت سے مال دیا جاتا ہے۔

شرائط ایجنسی اگر کوئی صاحب ایجنسی لینا چاہیں تو ہم معقول کمیشن پر ایجنسی دیتے ہیں۔ جسکے شرائط مفصل طلب کیجئے۔

المشتہر۔ ماسٹر عبدالحق قریشی منیجر راجپوتانہ بوٹ اینڈ شو فیکٹری کوہ آبو

ہفتہ وار انگریزی اخبار

THE DAWN

الہ آباد

۱۴ر دسمبر سے ہر سہ شنبہ کو شایع ہوگا۔

چندہ

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۴	۲ ۱۲ر	عہ

آزاد۔ بیخوف۔ اور سچی صحافت کا نمونہ دیکھنا ہو تو "دی ڈان" الہ آباد پڑھئے

نرخنامہ اشتہارات "اخبار آستانہ"

تعداد	ایکبار	ایکماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۲ بار)	چھہ ماہ (۲۴ بار)	یکسال (۴۸ بار)
⅛ صفحہ	عہ	سے	عہ	عسہ	للعہ
¼ صفحہ	سے	سیہ	عہ	صہ	سہ
نصف صفحہ	صہ	للعہ	سہ	صہ	لعہ
پورا صفحہ	معہ	عسہ	للعہ	صہ	ماصہ

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کیلئے فی سطر ۲ر کے حساب سے اُجرت لیجائیگی۔

منیجر اخبار آستانہ اجمیر

ہوالکل ہوالمعین

دارالاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر لطف شریف کی کتابیں

تاریخ السلف

مولانا خواجہ حسن نظامی کی معرکۃ الآرا تصنیف جسپر ہندوستان کے اکثر مشہور اصحاب قلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔ اس کتاب میں خواجہ بزرگ کے صحیح اور محقق حالات درج ہیں کاغذ عمدہ کتابت و طباعت عمدہ قیمت بلا محصول عہ

خواجہ عثمان ہرونی

صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب کی تصنیف ہے جس میں خواجہ بزرگ کے پیر و مرشد کے حالات صحیح صحیح تاریخی تحریر کئے گئے ہیں۔

قیمت ۴ر

سیر اجمیر

نثار الملک میر احمدی کی تالیف ہے اسکے مطالعہ کے بعد اجمیر شریف کے کسی تاریخی مقام کے متعلق کوئی دریافت طلب بات باقی نہیں رہیگی۔ اجمیر کی مکمل گائڈ ہے ٹائٹل رنگین خوش الوان۔ قیمت ۳ر

خواجہ کا پریم سندیس

مولانا الیاس رضوی اجمیری کا ایک طویل مضمون جو تبلیغی نقطۂ نگاہ سے لکھا گیا ہے قابل مطالعہ ہے قیمت ۲ر زیر طبع

اولیائے اجمیر

اجمیر شریف کے آسودۂ خاک بزرگوں کے حالات میں ہے۔ مصنفہ میر جمیل الدین حسین آصفی ہیں۔ زیر طبع ہے۔

سید منظور احمد نائب ناظم دارالاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف

حیات داؤد

امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ، دردشکم، دردسول، بدہضمی کھٹی ڈکار، قے، اسہال، تخمہ کو نہایت مفید ہے بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے۔ قیمت ایکروپیہ

اکسیر بخار چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اسلئے اسکی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے فی لفافہ ایک آنہ جس میں تین خوراک ہیں سوائے میعادی بخار کے تمام بخارات میں ایک خوراک سے فوراً اتر جاتا ہے۔ دردسر اعضا شکنی وغیرہ میں مفید ہے۔

حیدر آباد دکن دواخانہ داؤدیہ ابوالعلائی حکیم واجد علی بیگ

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا

هو الکل
۶۸۶
هو المعین
بظل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری
رجسٹرڈ نمبر
ان ۴۱۲
اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو
(جامی)
آستانہ
ہفتہ وار اخبار
قیمت فی پرچہ ۱ر
زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی
جلد ۱
اجمیر القدس - ۱۳ر شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۵ر جنوری ۱۹۲۹ء - یوم جمعہ
نمبر ۲۷
جواہر پارے
مولینا گرامی کا غیر مطبوعہ کلام

رشد وہدایت

"از افضل التابعین حضرت حسن بصریؒ"

اِنَّ فَسَادَ الْقُلُوْبِ عَنْ سِتَّۃِ اَشْیَاءَ اَوَّلُھَا یُذْنِبُوْنَ بِرَجَاءِ التَّوْبَۃِ وَیَتَعَلَّمُوْنَ الْعِلْمَ وَلَا یَعْمَلُوْنَ وَاِذَا عَمِلُوْا لَا یُخْلِصُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ رِزْقَ اللّٰہِ وَلَا یَشْکُرُوْنَ وَلَا یَرْضَوْنَ بِقِسْمَۃِ اللّٰہِ وَیَدْفِنُوْنَ مَوْتَاھُمْ وَلَا یَعْتَبِرُوْنَ

تشریح۔ دل کی خرابی چھ چیزوں سے ہے (۱) توبہ کی امید پر گناہ کرنا (۲) علم سیکھنا اور عمل نہ کرنا۔ (۳) عمل کرنا بھی تو بغیر خلوص کرنا (۴) خدا کا رزق کھانا اور شکر نہ کرنا (۵) خدا کی قسمت پر راضی نہ رہنا (۶) مُردوں کو دفن کرکے بھی عبرت حاصل نہ کرنا۔

مجکو شوق جبہ سائی اُس کے جلوی بشیار ہے
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے (بیعتی مدظلہٗ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۱۳ ر شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ | نمبر ۲۷

انقلاب افغانستان

دنیا ایک عالم کون وفساد ہے۔ جہاں آئے دن عجیب عجیب انقلابات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اور دیدۂ دل سے اس مظاہرۂ انقلاب کا مشاہدہ کرنے والے عروج وزوال، فتح وشکست، ترقی وتنزل کی روشن اور تاریک دونوں تصویروں کو دیکھتے ہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا ارشاد ہے

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ

میں نے اپنے پروردگار کو اپنے ارادوں میں ناکام ہونے سے پہچانا ہے بلاشبہ عزائم انسانی ارادہ الٰہی سے ہر حال میں مغلوب ہیں مگر دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو اپنی فلاح وبہبود اور ترقی واصلاح کے لئے اپنی امکانی کوشش صرف نہ کرتا ہو اب یہ ضروری نہیں کہ ایک انسان کی ہر کوشش اور اُس کے ہر ارادہ کی کامیابی متیقن ہو۔ بسا اوقات توفیق الٰہی کی مساعدت سے کامیابی اور بامرادی قدموں پر نثار ہو جاتی ہے اور بسا اوقات مشیت الٰہی کی عدم مساعدت اور ناموافقت کیوجہ سے ساری جد وجہد سعی لاحاصل اور کوشش باطل ہوکر رہجاتی ہے۔ الحق" ولامرمن لہ الامر۔

افغانستان کے انقلاب پر نظر ڈالو اور غور کرو کہ کل تک اُس سرزمین پر جس تاجدار کا پرچم اقبال لہرا رہا تھا اور جس کے کوکب اقبال کی تابناکیوں سے نہ صرف خطہ افغانستان بلکہ دنیا کا گوشہ گوشہ چمک رہا تھا آج اسکی تخت وتاج سلطنت سے دست بردار ہونا پڑا اگرچہ قطعی طور پر تفصیلی حالات ابتک اخبارات کے صفحات پر نہیں آئے ہیں۔ مگر باہر حال اس حقیقت کا اعلان علی رؤس الاشہاد ہوچکا کہ شاہ امان اللہ خاں تخت وتاج حکومت سے دست بردار اور فرمانروائی کے بار زمرداری سے سبکدوش ہوگئے اور اُن کے بڑے بھائی شہزادہ عنایت اللہ خاں کی سریر آرائی کا اعلان ہوچکا۔

سابق تاجدار افغانستان شاہ امان اللہ خاں کا افسانہ حکومت غالباً ہمیشہ مورخین کی زبان قلم پر رہے گا۔ اس لئے کہ جس غیر معمولی تیز رفتار کیساتھ شہر یار افغانستان ارتقائی منازل سے گذرا ہے دنیا انکی نظیر ومثال بمشکل پیش کر سکے گی۔

سابق شاہ افغانستان شاہ امان اللہ خاں نے جس قلیل عرصہ میں اپنی پہلوی سلطنت کو متمدن دنیا کے سامنے جسطرح متعارف کرا دیا۔ اب تک تاجدار افغانستان کی تو ادحیات میں ایسی مثال نظر نہیں آتی۔

شاہ امان اللہ خاں اپنی قوم کو موجودہ تمدن عالم کے قالب میں ڈھالنا چاہتے تھے۔ اور اس ضمن میں انکا مقصد اپنی رعایا کی فلاح وبہبود کے سوائے اور کچھ نہیں تھا۔ وہ شبانہ روز اسی خیال میں منہمک ومحو رہتے تھے کہ جس قدر جلد ہوسکے اپنی رعایا کو دنیا کی متمدن اقوام کے دوش بدوش دیکھ لیں اُن کی دلی آرزو یہ تھی کہ اپنی رعیت کے ایسے افراد کو جن کا معیار تہذیب تاہنوز بہت پست ہے ایک آن واحد میں اصلاحات جدیدہ کے ذریعہ بام تمدن وتہذیب پر پہنچا دیں مگر افسوس کہ، مقدرات کے مقابلہ میں اُنکو شکست وناکامی نصیب ہوئی اور اپنی رائے اور وہ اپنے خیال کے مطابق اپنی اسکیم کو کامیاب نہ دیکھ سکے دنیا کہتی ہے کہ اُنکو اسقدر سرعت وعجلت کے ساتھ اپنی اصلاحی اسکیم کو پیش نہیں کر دینا چاہئیے تھا۔ بلکہ یہ تمام اصلاحی اور ارتقائی مدارج ومنازل بتدریج طے کئے جاتے۔ چنانچہ سب سے پہلے ضرورت اس کی تھی کہ افراد رعیت کے قلب میں اس جدید اسکیم کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کی جانب توجہ کیجاتی۔ مگر چونکہ ایسا نہیں کیا گیا اس لئے موجودہ ناکامی ایک یقینی اور لازمی نتیجہ تھا۔

یہ باتیں سب اپنی جگہ بلاشبہ صحیح ہیں اور اسکے ساتھ ہی ساتھ بعض مذہبی معاملات میں دخل اندازی بھی اس انقلاب کی قوی ترین وجہ ہے یہ ممکن ہے کہ شاہ امان اللہ خاں کی نیت اور انکا ارادہ خالص ہو مگر بہرحال یہ جو کچھ بھی ہوا ایک اصولی غلطی کیوجہ سے ہوا ہے کاش شاہ امان اللہ خاں اسقدر عجلت سے کام نہ لیتے تو ہوسکتا تھا کہ رفتہ رفتہ کسیدن وہ شاید اپنے ارادہ میں کامیاب ہوجاتے۔

خدا کے خلاف علم بغاوت

آج انسانی توتیں اپنی عقل ودانش کے غرور میں اُس بادشاہ مطلق اور احکم الحاکمین کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہی ہیں جسکی سلطانی اور بادشاہی ازل سے قائم ہے اور ابد تک قائم رہیگی اور جسکی طاقت وقوت کے مقابلہ میں دنیا کی بڑی سے بڑی ہستی بھی نہیں آسکتی۔

سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون

مگر نادان اور مغرور انسان کی بسا طاد کیوجہ سے آجتک سائنس کی موجودہ روشنی کے باوجود بھی اپنی ابتدا اور انتہا کی حقیقت نہ معلوم ہوسکی مگر پروردگار کی مخالفت پر کمربستہ نظر آتا ہے۔ آزادی اور حکومت خود اختیاری کا سودائے خام یہانتک اسکے سر میں سما گیا ہے کہ اپنے شہنشاہ حقیقی اور مالک علی الاطلاق کی فرمانبرداری سے آزاد ہو جانے کی کوشش میں سرگرم عمل ہے۔

ماسکو میں انجمن دشمنان حق کا اجلاس حال ہی منعقد ہوچکا ہے اور اس اجلاس کے انعقاد کا یہ مقصد تھا کہ معبد ول میں کوئی مذہبی رسم ادا نہ کیجائے۔ مگر انکا بیان ہے کہ چونکہ پروپگنڈا کافی طور سے نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ تحریک خاطر خواہ کامیاب نہ ہوسکی۔ اب خیال یہ ہے کہ مارچ اور اپریل کے مہینوں میں وہ اس امر کا زبردست پروپگنڈا کرینگے کہ مذہبی مراسم ادا کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے

یٰۤاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ

دین فطرت کی کشش

اسلام دین فطرت ہے اور دنیا کے تمام مذاہب میں اگر اصول فطرت کے مطابق کوئی مذہب صحیح معیار پر اُترتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے اسی لئے کہا گیا ہے۔

کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ ثُمَّ اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ

ہر بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے جب پیدا ہوتا ہے تو دین فطرت کا پیرو کار ہوتا ہے مگر پھر اپنے ماں باپ کے اثر تربیت وصحبت کیوجہ سے دوسرا مذہب اختیار کر لیتا ہے۔

آج دنیا کو معلوم ہے کہ اسلام نے جسقدر غیر معمولی ترقی اپنے اصول کی سادگی اور اپنے متبعین کی اخلاقی کشش کیوجہ سے کی ہے کسی دوسرے مذہب کو تبلیغ واشاعت میں انتہائی کوشش صرف کرنے کے بعد بھی وہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔

مکہ مکرمہ کے جریدہ الاصلاح کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ جرمنی کے پایہ تخت برلن میں بہت سے جرمن حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے ہیں اور مذہب اسلام کی حقانیت پر بہت سے تصنیفات مدون کی گئی ہیں۔ جامعہ ابلین میں اسلام پر متعدد لکچر بھی دئے گئے ہیں۔ ان فاضل مقررین میں ممتاز مقررین مسٹر بیکر اور پروفیسر کامی فیمار بھی ہیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہونیوالے لوگوں میں جرمن افواج کا قائممقام سپہ سالار اعظم بھی ہے جسکا نام نامی اب دن رشید رکھا گیا ہے اور دو اخبارات کے ایڈیٹر ہیں جن میں سے ایک کا نام اسد اللہ ہے جو آجکل حجاز کی سیاحت کر رہے ہیں۔ دوسرے ایڈیٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن اوف مان ہیں یہ چند اخبارات کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں اور جمعیتہ علمیہ اسلامیہ کے رکن ہیں۔

اسیطرح بلاد امریکہ میں بھی اسلام نہایت وسعت سے پھیل رہا ہے بڑے بڑے فضلائے امریکہ مشرف باسلام ہوچکے ہیں یہانتک کہ شمالی برازیل میں انکی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی ہے ۱۹۲۵ء میں جنوبی برازیل میں تین ہزار سے زیادہ مسلمان نہ تھے لیکن تین سال کے اندر اندر ستر گنا (۷۰ ہزار) مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے۔

شب معراج ہے آج

(از نثار الملک میر احسن اجمیری)

زینت عرش بریں دین کا سرتاج ہے آج
کیوں نہ شاداں ہوں مسلماں شب معراج ہے آج
جس کی امداد کا کل تک تھا زمانہ محتاج
اے شہ دیں وہی دیں غیر کا محتاج ہے آج
کیوں نہ محفل میں پڑھیں لوگ درود اور سلام
ذکر سلطان زمن حسب رضا معراج ہے آج
جس میں اللہ کے مہماں تھے رسول اکرم
وہی تاریخ وہی دن وہی رات ہے آج
جسکو کہتا ہے جہاں شاہ دوعالم اے میر
ملک دلبر اُسی سلطاں کا مری راج ہے آج

معلومات

موٹر میں ایک اور ترقی

موٹروں کے چلانے میں سب سے زیادہ جس چیز پر نظر رکھنی پڑتی ہے وہ اُس کا گیر ( ) ہے اور اس کی متعدد مختلف حرکات ایک حد تک تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ اس لئے اب ایک ایسی موٹر ایجاد ہو رہی ہے جس میں سرے سے یہ بکھیڑا ہی نہو اور اسمیں گیر کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ اسوقت پیرس میں ایسی متعدد موٹریں چل رہی ہیں جن میں گیر نہیں ہے۔

سب سے بڑا انڈا

میڈغاسکر کے جزیرہ میں ریت میں سے ایک جانور کے کچھ انڈے ملے ہیں۔ جو اب دنیا میں موجود نہیں رہا اُسے بھورنس کہا جاتا تھا۔ دنیا کے کسی جانور کے انڈے آج تک ان انڈوں کے برابر نہیں پائے گئے۔ ان کا گھیرا تقریباً ایک گز ہے اور لمبائی کم از کم ایک فٹ۔ ایک انڈا مرغی کے بارہ درجن (۱۴۴) انڈوں کے برابر ہوتا ہے۔

شیشہ خور انسان

ڈانگ آئی لینڈ میں ایک آدمی ہے جو بلا تکلف شیشے کھا لیتا ہے اور اس کے معدے پر کوئی اثر نہیں ہوتا بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ مدرسے میں پڑھتا تھا تو ایک روز اُسنے اپنے شیشے کی دوات کا ایک ٹکڑا لیکر منہ میں ڈال لیا اور چبا کر نگل گیا تھا مگر اس سے اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا چنانچہ اسے یقین ہوگیا کہ اس کا معدہ عام آدمیوں کے معدہ سے بالکل مختلف ہے۔ اب وہ انتہائی بے تکلفی کیساتھ بوتلیں توڑ کر کھا جاتا ہے نیز جب اُسے اپنی ڈاڑھی کی صفائی مقصود ہوتی ہے تو پٹرول چہرے پر ملکر اُسے دیا سلائی دکھا دیتا ہے اور فی الفور چہرہ پر آگ مشتعل ہوجاتی ہے۔ بال بالکل جل جاتے ہیں مگر چہرہ کی جلد کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچتا۔

بندر ایک پرندہ کے برابر

یورپ میں محکمہ چنگی کے قواعد بھی عجیب وغریب ہیں ایک جرمن شریف آدمی مغربی افریقہ سے اپنے ساتھ ایک بندر لایا۔ جو وزن میں صرف دو پونڈ (ایک سیر) تھا۔ جینوا تک کسی نے اس جانور کا محصول طلب نہیں کیا۔ جینوا سے سرحد سوئزرلینڈ تک اسپر بطور ایک پرندے کے پندرہ پنس محصول لیا گیا۔ مگر وکام سینٹ گوتھارڈ ریلوے نے بندر کو کتا سمجھکر اس کا کرایہ سات شلنگ وصول کیا۔ ایسٹرن ہاوس ریلوے پر یہ بندر ایک معمولی اسباب سمجھا گیا۔ اور اسکے مالک کو صرف اٹھارہ پنس ادا کرنے پڑے۔ بیڈن اور ریمبرگ سے یہ جانور بغیر روک ٹوک کے گزر گیا مقام سنٹ گارڈ پر یہ بندر پھر کتا سمجھا گیا اور مالک کی جیب سے سترہ پنس وصول کئے گئے۔

عجیب الخلقت لڑکی۔

شمالی سندھ کے ضلع جیکب آباد میں موضع ٹوبی داہ کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں واقع ہے جو آبو ریلوے اسٹیشن سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس گاؤں میں چھ سات سال کی ایک لڑکی رہتی ہے۔ اسکے دونوں بازو غائب ہیں۔ البتہ کندھے پر ایک اُنگلی موجود ہے جسپر ناخن بھی ہے۔ یہ لڑکی ایک کسان کی ہے اور اس کا نام پہالی ہے حال ہی میں بلدۂ جیکب آباد کے صدر اس گاؤں میں گئے۔ آپ نے اسکی حالت کو دیکھکر بہت زیادہ حیرت واستعجاب کا اظہار کیا۔ اور پوچھا کہ یہ کھانا کیسے کھاتی ہے۔ چنانچہ لڑکی نے ایک مجمع کے روبرو پاؤں کی مدد سے کھانا بھی کھایا۔ پانی بھی پیا۔ بلکہ اپنے سر کے بالوں کو بھی پنے پاؤں سے آراستہ کیا۔ اس کے علاوہ باقی تمام کام اپنے پاؤں ہی سے کرتی ہے۔ چنانچہ بھنے ہوئے چنے بھی اسنے ایک ایک کرکے مُنہ میں ڈال لئے۔

آسمان سے کیچڑ اور پتھروں کی بارش۔

ابتدائے جنوری میں حیدرآباد دکن کے موضع ناولی کے قریب چار شہاب ثاقب گرے۔ جن کی روشنی اور گرج سے دیہاتی آبادی کے کلیجے ہل گئے۔ پھر موسلادھار بارش کے ساتھ پتھر برسنے شروع ہوئے۔ اس کے بعد روشنی نظر آئی اور کیچڑ کا مینہ برسنے لگا۔ جہاں جہاں سنگریزے گرے زمین میں اٹھارہ اٹھارہ انچ سوراخ ہوگئے سنا گیا ہے کہ یہ سنگریزے بھالے کی طرح نوکدار تھے اور ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو انچ لمبے اور سہ پہلو تھے۔

اخبار آستانہ کے لئے ہر شہر اور قصبہ میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

رموز و نکات

تاریخ عالم گواہ ہے کہ اقوام عالم نے جہاں تمدن و معاشرت، اخلاق وعادات میں عجیب عجیب تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ وہاں اصطلاحات قدیمہ کو بھی معانی عجیبہ اور مفہومات غریبہ کا لباس پہنایا ہے مثلاً صبر کا حقیقی مفہوم کبھی تو یہ تھا کہ طلب مقصد اور تحصیل مرام کی راہ میں نازل ہونے والی مصیبتوں اور سامنے آنے والوں تکلیفوں کو جمعیت خاطر اور اطمینان قلب کیساتھ سر پر اٹھا لیا جائے مگر اب بعض لوگوں کی نگاہ میں صبر کا صرف اس قدر مفہوم رہگیا ہے گالیاں کھاکر اور پٹ کر چپ رہنا اور اسکا انتقام خدا پر چھوڑ دینا مگر کیا بے حیائی اور بے غیرتی کا مفہوم اس سے زیادہ ہے اسیطرح لفظ شہید کا اطلاق ہمیشہ اس شخص پر کیا جا سکتا ہے جسنے محض خدا کے دین کی خاطر خدا کی بارگاہ میں جان پیش کردی ہو۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔ غازی اس شخص کو کہا جاسکتا ہے جسنے کفار و مشرکین کے مقابلہ میں جہاد کیا ہو اور سلامتی کے ساتھ میدان جہاد سے واپس ہوا ہو۔ مگر آج جسطرح سماجی لوگ سوامی شردھانند کو شہید کہنے اور لکھنے لگے ہیں۔ اسیطرح اجمیر کے ایک نام نہاد "خادم ملک و ملت" ذریات شیخ۔ ۔ نے بھی اپنے نام کیساتھ لفظ غازی کا جوڑ ملا دیا ہے۔ مگر اصحاب فہم کی نگاہ میں کیا اس خود ساختہ غازی کی وقعت وحیثیت شہید شردہانند سے کچھ زیادہ ہو سکتی ہے۔

معائنہ کتب خانہ انجمن خدام خواجہ

از عالی جناب خان بہادر نواب مولوی حاجی سر رحیم بخش کے سی۔ آئی ای۔ ایم۔ ایل۔ سی، پنشنر پریزیڈنٹ کونسل آف ریجنسی بہاولپور اسٹیٹ وصدر جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ مدمیں کرنال۔

عالیجناب مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب بتقریب شرکت اجلاس آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس وارد اجمیر ہوئے۔ اور ۲۷ دسمبر کو بعد نماز مغرب کتب خانہ کے معائنہ فرمانے کی غرض سے کتب خانہ میں تشریف لائے اور بیحد مسرت کا اظہار فرمایا۔ رجسٹر معائنہ اپنے ہمراہ لیگئے۔ دوسرے دن معائنہ حسب ذیل تحریر فرمایا اور بلا طلب مبلغ دس (عـہ) روپیہ سے کتب خانہ کی اعانت فرمائی۔ چنانچہ اراکین کتب خانہ بیحد شکرگذار ہیں۔

میں نے کل سید محمد الیاس صاحب کی رہبری میں کتبخانہ دیکھا ماشاء اللہ اچھا انتخاب ہے امید ہے کہ ایک وقت میں تفسیر وحدیث کی کتابیں بھی بہم پہنچائی جائینگی تاکہ یہ کتبخانہ اپنے حقیقی معنی میں اشاعت دین متین میں معین ہے۔

خاکسار۔ رحیم بخش

۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء

موت و بقا

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

(از حضرت مولانا ابو البیان آزاد سبحانی)

کیا اس نیلگوں گنبد کے نیچے کوئی چیز ہے جس کا دل بقا کی آرزو سے خالی ہو۔ کیا ایسا ہونا ممکن بھی ہے؟ نہیں۔ ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ نہ ایسا ہونے کا امکان ہے۔ بقا خلقت کا وہ ضروری حسن ہے جس کے بغیر ہستی محض بے لطف ہو جاتی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ اگر اس کی کشش درمیان میں واسطہ نہ ہو۔ تو عدم کا گوشہ عافیت چھوڑ کر کشاکش ہستی کو کون پسند کرے۔ اسی لئے جو چیز عالم وجود میں آتی ہے۔ بقا کی امید و طمع ساتھ لاتی ہے۔ جمادات ہوں ضعیف، تنومند، غنی ہو خواہ انسان چھوٹے سے چھوٹا ذرہ بڑے سے بڑے آفتاب۔ کمزور۔ غریب۔ ضعیف۔ تنومند۔ غنی جوان وحشی و مہذب بدوی و شہری غرضیکہ ہر جنس۔ ہر نوع ہر صنف اور ہر ذات بقا کی آرزومند ہے۔ اور انسان ان تمام نیازمندوں اور آرزومندوں کا سرگروہ ہے۔

باغ میں پھول جس وقت کھلتے ہیں کس قدر مسرور و شگفتہ ہوتے ہیں۔ لیکن جونہیں دھوپ اور گرم ہواؤں کے ذریعے فنا کا پیغام ان تک پہنچنا شروع ہوا۔ اور ان کے چہرے مرجھا جاتے ہیں اور عالم نزع کی حسرت و اداسی ان پر قبضہ کر لیتی ہے۔ یہ ہے بقا کی آرزو۔ جڑی بوٹیوں اور درختوں اور پودوں کو دیکھئے۔ ان کا کیا حال ہے۔ جب تک ان کے سر میں امید بقا کا نشہ باقی رہتا ہے۔ کیا کیا لہلہاتے اور جوانی کے ماتوں کی طرح جھومتے جھامتے بسر کرتے ہیں۔ لیکن جہاں خزاں کی فنا آور ہوا چلی۔ ان کی ساری مستی و رعنائی کافور ہو چلی۔ اور موت کا غم آلود تغیر چہرے سے برسنے لگا۔ جدید عمارتوں پر ایک نظر ڈالو۔ دیکھو ان کے اینٹ۔ پتھر۔ چونا۔ مصالحہ۔ نقش و نگار۔ غرضیکہ ان کے ایک ایک جز میں زندگی کی کیسی شگفتگی موجود ہے لیکن جب وقت یہ عمارتیں کھنڈر بن جائینگی کیا اسوقت بھی ان کی شگفتگی باقی ہوگی اس کا جواب خود ان کھنڈروں سے پوچھو جو صنادید قدیمہ کی یادگار ہیں عمارتوں پر موقوف نہیں۔ جمادات کے تمام اصناف ہیں۔ سب کی یہی حالت ہے۔ بستیوں کو دیکھو جنگل اور میدانوں کو ٹٹولو۔ پہاڑوں دریاؤں پر نظر کرو۔ یہ سب کے سب تم کو بتائینگے۔ اور گواہی دیں گے کہ ان کے ابتدائی و آخری حالات میں بڑا فرق ہے اور یہ فرق صرف بقا کی امید و ناامیدی کا نتیجہ ہے۔

حیوان و انسان اور بالخصوص انسان تو اس بحث کی سب سے واضح مثال ہے کون نہیں جانتا کہ ہر انسان ہلاکت سے جسکو اس نے ہلاکت سمجھ لیا ہو خوف کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے۔ گو اس کی خواہش پوری نہ ہو سکے۔ کہ وہ ہمیشہ باقی رہے۔ بچہ سے بچہ کو لیجئے۔ اس کا معصوم چہرہ بھی فنا سے خائف و لرزاں دکھائی دیگا۔ پھر ایک بوڑھے سے بوڑھے کا دل ٹٹولئے اس کا خشک و سرد سینہ بھی آرزوئے بقا سے گرم ملیگا اور اس میں بھی ایک حرارت نظر آئے گی جس کے زور پر وہ زمانہ کی تمام سرد مہریوں کو سہتا ہوا اب تک سانس پر سانس برابر لیے جا رہا ہے۔ وہ بیمار جو برسوں کا بستر پر پڑا ہوا بظاہر زندگی سے دق ہو چکا ہے۔ کیا خوشی سے موت کا خیر مقدم کر سکتا ہے۔ اور نزع کی اوداسی ساعت میں اپنی بقا کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا چھوڑ دیگا۔ ہرگز نہیں تجربہ اس کی تکذیب کرتا ہے۔ اچھا ایک فلک زدہ جو مصائب سے تنگ آکر روز موت کے نام دعوتیں بھیجتا ہے کیا دل سے اس پر آمادہ ہے کہ موت آئے۔ اور اس کی زبانی دیرینہ آرزو کو ہمیشہ کے لئے پورا کر دے۔ ہرگز نہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔

اچھا کسی ناچ رنگ اور عیش و تفریح کے جلسہ میں شریک ہو جہاں آزادی آ کر جمع ہوں اور چاروں طرف سے مستی و خوشی کے سوا کسی بات کا ذکر تک نہ ہو۔ وہاں بھی بقا و فنا کے دو مختلف اثر کام کرتے ہوئے نظر آئینگے۔ اور اسی وقت تم کو یقین ہو جائے گا۔ کہ انسانی احساسات میں آرزوئے بقا سے خالی ہونے کی کوئی نظیر ڈھونڈھنا فضول حرکت ہے۔ تم دیکھو گے۔ کہ جلسہ کی رات چہل پہل اور ہنسی خوشی میں بہشت کے دنوں سے ٹکر کھاتی ہے۔ مگر اس جلسہ کی صبح جبکہ آسمانی چراغوں کے ساتھ محفل کی شمعیں بھی جھلمل جھلملا کر رخصت ہوتی جاتی ہیں۔ ایک عجیب و دلگیر حسرت و مایوسی ساتھ لاتی ہے اور محفل یکایک اس طرح درہم برہم ہو جاتی ہے گویا وہ ایک کتاب تھی جس کا شیرازہ یکایک ٹوٹ گیا ہے۔ اور ہوا کے تند جھونکے اس کے پریشان اوراق کو ادھر ادھر اڑاتے پھرتے ہیں۔ پھر وہ رندانہ خوشی رہتی ہے نہ وہ چہچہے قہقہے۔ سارے مزے خواب و خیال ہو جاتے ہیں اب سوال یہ ہے۔ کہ وہ مختلف کیفیات کن باتوں کا نتیجہ ہیں اور یہ تغیرات کہاں سے اور کیونکر آ جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ محفل کا انعقاد و قیام انسانی قیام و بقا کی تصویر ہے۔ جب تک محفل پورے زور و لطف کے ساتھ قائم رہتی ہے۔ بقا کی امید سے دل گرم و مخمور رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان پر کوئی مخالف احساس اپنا رنگ جمانے نہیں پاتا۔ لیکن جوں جوں محفل کی عمر قریب ختم آتی جاتی ہے۔ امید کا جذبہ اپنی جگہ خالی کرتا جاتا ہے اور جب وہ بالکل ختم ہوتی جاتی ہے۔ اور محفل صرف ایک لاش بے جان رہ جاتی ہے۔ اس وقت یہ جذبہ امید بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔ اور موت کی حسرت و یاس آنکھوں کے سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ یہ ہے آرزوئے بقا کا عالمگیر جذبہ اور اس کی ہمہ گیر کشش۔

مسئلہ بقا کا اثر نیچر اور انسان کی انفرادی حالت ہی تک محدود نہیں۔ بلکہ اس کا دائرہ ان تعلقات تک پھیلا ہوا ہے جو نیچر اور انسانی تخیل کے درمیان قائم ہیں۔ نیچر اور انسان میں جو تعلق ہے۔ اس کی مثال خریدار و بازار سے دی جا سکتی ہے۔ نیچر قدرت کا سجایا ہوا بازار ہے۔ اور انسان خریدار۔ جس طرح بازار کی مختلف چیزیں خریدار کے تخیل پر مختلف اثر ڈالتی ہیں۔ اسی طرح نیچر کی رنگارنگ و بوقلموں چیزوں کا انسانی تخیل پر مختلف اثر پڑتا ہے جس کا بڑا سبب مسئلہ بقا ہے۔

نیچر کی وہ تمام چیزیں جو بقا سے قریب قریب محروم اور بعجلت فنا ہو جانے والی ہیں۔ انسانی تخیل میں بے وقعت ہیں۔ برسات کے حشرات الارض ہوا کے چھوٹے چھوٹے بھنگے یا لو کے اڑتے ہوئے ذرے اوس کے قطرے پانی کے نقش اور بلبلے اور ایسی بے حیثیت چیزیں بجز اس کے کس کام آتی ہیں اور ان کی طرف کیا توجہ کی جاتی ہے۔ کہ جب بے ثباتی و لاسکت کی تصویر کھینچنی منظور ہو تو سطح خیال پر ان کے مجسمے کھڑے کر لئے جائیں۔

نیچر کی جن اشیا کا درجہ بقا میں ان چیزوں سے کسیقدر بلند ہے۔ ان کی نسبتاً زیادہ وقعت کی جاتی ہے۔ مگر چونکہ بقا کا حصہ ان کو بہت کم ملا ہے۔ اس لئے یہ وقعت بھی چراغ سحر کی طرح یک لحظہ ہوتی ہے اور پھر وقعت کی جگہ ذلت لے لیتی ہے جو ایک شے کی فانیت و بے اعتباری کا لازمی نتیجہ ہے مثال کے لئے پھولوں کو لیجئے۔ دو ساعت کے لیے جب تک ان کی تازگی و شگفتگی کی موجیں بقا کے ساحل سے ٹکراتی ہوتی ہیں انسان کیا کیا قدر و عزت خرچ نہیں کر ڈالتا۔ کبھی محبت کی آنکھوں سے انکو دیکھتا ہے۔ کبھی انہیں آغوش رحمت سے جدا کر کے جیب و دامن میں بٹھاتا ہے۔ کبھی چومتا ہے۔ کبھی سونگھتا ہے۔ کبھی آنکھوں سے لگاتا ہے اور جب وجد و ولولہ کی لے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ تو درود و صل علیٰ کی نچھاوروں سے ان کی تکریم کو پروان چڑھا دیتا ہے لیکن وہ ساعتیں بھی گذرنے نہیں پاتیں کہ یکایک اس کے جذبات متغیر ہو جاتے ہیں۔ اور اب وہ ان کے مرجھائے ہوئے چہروں سے اس طرح نگاہ پھیر لیتا ہے۔ کہ گویا ان سے کبھی کی راہ و رسم تھی ہی نہیں۔ پھولوں کی کوئی خصوصیت نہیں ہے دنیا کی وہ کل چیزیں اور وہ تمام باتیں جو پھولوں کے مانند ثبات دو روزہ ساتھ لاتی ہیں۔ انکا یہی حشر ہوتا ہے۔

حسینوں کے حسن و شباب۔ خوش آوازوں کے نغمے اور ترانے بہار کا موسم۔ چاندنی راتیں۔ عیش و طرب کے جلسے اور زندگی کے تمام خوشگوار واقعات یہ سب حافظہ میں گھڑی بھر کے مہمان ہوتے ہیں۔ پھر کیا مجال کہ ہجوم مشاغل میں ان کا نام تک آئے۔ شعرا البتہ مرثیے لکھ لکھ کر دنیا کو گاہے گاہے ان رفتگان عدم کی یاد دلاتے رہتے ہیں۔

(باقی دارد)

معراج شریف

(ازجناب مولنا معین الدین صاحب اجمیری)

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس کے بعد جناب رسول الثقلین نبی الحرمین جد الحسن والحسین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم گوہرفشاں ہوئے کہ......

الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس بشیرا ونذیرا وانزل علی الفرقان فیہ تبیان لکل شی وجعل امتی خیر امۃ وجعل امتی امۃ وسطا وجعل امتی ھم الاولون والاخرون وشرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما۔ فقال ابراھیم بھذا افضلکم محمد یعنے شکر ہے اللہ کا کہ اُس نے مجھکو مخلوق کے لئے رحمۃ للعالمین کرکے بھیجا اور لوگوں کے لئے دار نعیم کی خوشخبری دینے والا اور عذاب الیم سے ڈرانیوالا کیا اور مجھپر فرقان نازل فرمایا کہ جو حق وباطل اور حلال وحرام میں انتہا درجہ کا فرق کرنے والا ہے اور اُس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری اُمت کو سب اُمتوں سے بہتر کیا اور میری اُمت کو اُمت عادل ومنصف بنایا اور میری اُمت ہی کو یہ صفت ہے کہ ہم الاولون والاخرون یعنی جنت کے داخل ہونے میں سب کے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور پیدایش میں سب سے اخیر ہے اور اللہ تعالےٰ نے میرے سینہ کو کھول دیا ہے اور مجھ سے کلفت وتکالیف نبوت کی اٹھالی ہے جیسا کہ انبیاء سابقین سالہا سال دعوت کرتے تھے اور تکالیف اٹھاتے تھے پھر بھی ہدایت پر بہت کم آتے تھے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ سے ظاہر ہے حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے یہ مشقت مجھ سے اٹھالی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے عرصہ میں حضور ہی کے عہد نبوت میں صدہا قبیلے مشرف باسلام ہوچکے تھے۔ اور حضور اپنی فضیلت ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ نے میرا ذکر بلند فرمایا کہ عرب سے عجم تک حضور کے نام نامی اور اسم گرامی کا چرچا ہے اور محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں اور مجالس معراج جسکو رجبی کہتے ہیں قرار دی جاتی ہیں تمام ہندوستان کیا بلکہ سارا جہاں حضور کے ذکر خیر سے گنجینۂ نور ہوگیا ہے اور تمام عرب کیا بلکہ عجم حضور کے تذکرے سے تجلی طور بن گیا ہے۔ اور حضور اپنی فضیلت ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھکو خاتم النبیین اور فاتح بنایا چنانچہ حضور کو ایسی فتوحات نصیب ہوئیں کہ بہت سے بلاد وقریٰ وقصبات آپ ہی کے عہد مبارک میں فتح ہوگئے تھے۔ اور خلفاء راشدین وغیرہ کی فتوحات نے ان فتوحات کی تکمیل کردی کہ سارا جہاں سوائے ہند وبعض ممالک کے سب فتح ہوگئے تھے اور یہ اسی فتح کا اثر ہے جو اب تک چلا آتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضائل اظہار فرما چکے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب نبیوں کو خطاب کرکے فرمایا کہ انہیں وجوہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہیں۔ اور اسی طرح بعض روایات متعلقہ معراج میں ہے کہ حضور مسجد اقصیٰ میں سب نبیوں کے امام ہوئے جسکو مولوی جامی علیہ الرحمۃ والغفران نے اس طرح نظم فرمایا ہے کہ ؎

درآن مسجد امام انبیا شد
صف پیشان را پیشوا شد

اس روایت کے منتہا لی سند حضرت ابوہریرہؓ ہیں اور اُس کے راوی امام بیہقی ہیں چنانچہ اس روایت کا فقرہ یہ ہے۔ قد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فحانت الصلوٰۃ فامتم یعنی حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جماعت انبیا میں تھا کہ نماز کا وقت آگیا اُسوقت میں نے سب کی امامت کی اسی طرح بعض روایات میں ہے کہ فلما جاوزتہ (موسیٰ علیہ السلام) ابکی فنودی مایبکیک قال رب ھذا غلام بعثتہ بعدی یدخل من امتہ الجنۃ کثیر مما یدخل من امتی حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جب اُس آسمان سے گذرا جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے تو حضرت موسیٰ اُسوقت روے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ کیوں روتے ہو حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اے رب العزت یہ لڑکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بعد مبعوث ہوا ہے مگر اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے میں اپنی اُمت کا اُنکی اُمت پر قیاس کرکے روتا ہوں علیٰ ہذا روایات معراج میں وارد ہے کہ انطلق بی حتی اتیت سدرۃ المنتہیٰ فغشیہا الوان لا ادری ماھی یعنی حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھکو اسقدر عروج ہوا میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچا کہ اسکو انوار الٰہی نے ڈھانک رکھا تھا میں اور کا وصف نہیں بیان کرسکتا۔ اور حضرت عبد اللہ ابن عباس کی روایت میں ہے کہ ثم عرج بی حتی ظہرت بمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام حضور کا ارشاد ہے کہ مجھکو پھر عروج ہوا اور میں ایک ایسے مکان عالی میں پہونچا جہاں ایسی آواز آرہی تھی جیسے قلم کی لکھنے کے وقت ہوتی ہے غرض ان دونوں حدیثوں سے آپ کا غایت درجہ کا عروج ثابت ہوتا ہے کہ جو کسی نبی کو نہیں حاصل ہوا اور نہ کوئی فرشتہ اُس مقام عالی تک پہونچا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ اور حضور کے مابین گفتگو اور مکالمہ ہوا ہے اور حضورؐ نہایت استقلال کیساتھ ارشادات جناب باری کو استماع فرماتے تھے اور کسی قسم کی بیہوشی ومدہوشی آپ پر طاری نہیں ہوئی جیسا کہ حضرت موسےٰ پر کوہ طور میں طاری ہوگئی تھی ؎

موسیٰ زہوش رفت زیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

اور اسیطرح علی مذہب التحقیق شب معراج میں حضور کو دیدار الٰہی ہوا اگرچہ اس کے بعض منکر ہیں اور جہاں رویت کا ذکر آیا ہے وہاں حضرت جبریل علیہ السلام کی رویت مراد لیتے ہیں مگر محقق مذہب یہ ہے کہ حضور کو شب معراج میں جناب باری ہی کی رویت نصیب ہوئی ہے جیسا کہ حاکم اور نسائی اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ان اللہ اختص موسیٰ بالکلام وابراھیم بالخلۃ ومحمد بالرویۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو شرف کلام کے ساتھ خاص کیا اور حضرت ابراہیم کو خلت سے ممتاز کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رویۃ یعنی دیدار الٰہی سے مخصوص ہوئے اس حدیث سے ظاہر سمجھا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ خلعت کلام کے ساتھ مخصوص ہوئے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جناب باری سے مکالمہ کیا ہے۔ مگر بعد غور معلوم ہوجاویگا کہ حضرت موسیٰ کو صنعت کلام کیساتھ خصوصیت حاصل تھی بہ نسبت دیگر انبیا علیہ السلام کے نہ بہ نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غرض یہ کہ اس روایت سے بخوبی واضح ولائح ہے کہ حضور کو رویت بصری ہوئی اور یہ آپ ہی کا حصہ تھا جو دیگر انبیا علیہم السلام کو حاصل نہیں ہوا اور یہ آیتہ بھی اسی دعوی کی دلیل ہے کہ ماکذب الفؤاد ما رایٰ افتمارونہ علیٰ ما یریٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ یعنی حضور کو رویت بصری ہوئی کیا تم ان کی رویت میں شک کرتے ہو حالانکہ دوبارہ دیدار ہوا۔ یہ بین دلیل رویت کی ہے اگرچہ اس میں بعض مفسرین کا اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل کی رویت کیطرف اشارہ ہے مگر حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا اس سے رویت باری عز اسمہ پر استدلال کرنا ہمارے اثبات دعویٰ کے لئے کافی ہے اور ماوردی کی روایت سے بھی رویت ثابت ہے ان اللہ تعالیٰ قسم کلامہ ورویتہ بین موسیٰ ومحمد فراٰہ محمد مرتین وکلمہ موسیٰ مرتین یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور رویت کو حضرت موسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تقسیم فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دوبار دیکھا اور حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دوبار کلام کیا غرض یہ کہ امامت انبیاء علیہم السلام ورویت بصری اور کلام کرنا حضورؐ کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور قرب بارگاہ ایزدی جسکی تفسیر دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ سے ہے اسی طرح دیگر فضائل وکمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم احادیث معراج سے سمجھے جاتے ہیں اور ان سب کمالات کا اظہار شب معراج میں ہوا ہے اس لحاظ سے یہ شب سب شبوں سے افضل ہوئی کہ جن میں ہمارے رسول کمالات فخریہ ومقامات عالیہ ومراتب عظیمہ ودرجات جلیلہ وفضائل کریمہ سے بہرہ یاب ہوئے یہ وہی شب ہے کہ جس میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی ہے پہلے قیام اللیل فرض تھا اسی شب میں اسکا حکم منسوخ ہوا اس شب کے فضائل بے شمار ہیں کہ جس کا احاطہ مشکل ہے لہذا اس پر اکتفا کرنا اولےٰ ہے۔

حوادث محلیہ

واردین اجمیر

۱۴ر جنوری۔ دیوان بہادر روشن لال دیوان ریاست سروہی بغرض ملاقات آنریبل گورنر جنرل راجپوتانہ ٹانکوپیل سے وارد اجمیر ہوئے۔ مولانا شاہ سید احمد صاحب زیدی ریوینیو کمشنر ریاست سروہی بھی ہمراہ تھے دوسرے دن واپسی عمل میں آئی۔

۱۴ر جنوری کرنل سید اللہ خانصاحب میر افواج ریاست ٹونک ٹانکوپیل سے وارد اجمیر ہوئے ڈاک بنگلہ میں قیام فرمایا۔

حادثات

۱۶ر جنوری ساڑھے چار بجے شام کو ایک موٹر اجمیر سے کشن گڈھ جا رہی تھی بیل گاڑی سے بچانے میں موٹر ایک درخت سے ٹکرا گئی۔ دو عورتوں اور ایک مرد کو چوٹیں آئیں موٹر والے نے ایک مرد اور ایک عورت کو وکٹوریہ ہاسپٹل اجمیر میں لاکر چھوڑا اور دوسری عورت کو جو کشن گڈھ کی رہنے والی تھی کشن گڈھ پہنچا دیا سنا گیا ہے کہ زخم شدید نہیں ہیں۔

۱۶ر جنوری رات کو قیصر گنج کے ایک حلوائی کو کسی نے پھانسی دیدی اور اُس کے ملازم کو باندھکر چلا گیا۔

۱۷ر جنوری ۱۲ بجے دن کے موضع تیمی کے قریب بیاور روڈ پر ایک لڑکا کا حادثہ موٹر زخمی ہوا اور وکٹوریہ ہاسپٹل واقع اجمیر میں آکر فوت ہوگیا

"سرواڑ شریف کا عرس"

امسال حسب دستور سرواڑ شریف کے عرس میں مجمع بہت کافی ہوگیا تھا۔ پانچویں شعبان کو جو غلاف اجمیر شریف سے لیجایا گیا تھا وہ حسب دستور نذر کیا گیا۔ جلوس کے لئے ریاست کشن گڈھ کی جانب سے حسب دستور لوازمات جلوس دیئے گئے۔

چھٹی شعبان کو قل ہوگیا اور بہت سے لوگ اسیدن واپس ہوگئے بعض لوگ دوسرے دن واپس ہوئے کچھ لوگ چھٹی شعبان کو موٹر کے ذریعہ پہونچے اور قل کرکے اسی وقت واپس ہوگئے۔

کیا کانگریس توڑ دی جائے گی

۱۴ر جنوری معلوم ہوا ہے کہ کانگریس کی مجلس عاملہ نے قرار داد منظور کی ہے کہ اجمیر کی موجودہ کانگریس کمیٹی کو توڑ دیا جائے جب کانگریس کے گذشتہ اجلاس میں ارکان کے داخلہ کے سلسلہ میں غبن کا انکشاف ہوا تھا۔ "سیاست"

چالان

کچھ دن ہوئے کہ سوجت اسٹیشن پر ایک ہندو اور اُس کی عورت کا چالان کیا گیا۔ یہ دونوں پانچ سیر افیون لئے ہوئے آگرہ جا رہے تھے۔

اخبار الہند

مہاراجہ صاحب الور کی جوبلی۔

الور ۱۷ر جنوری اسوقت الور میں مہاراجہ صاحب الور کی پچیس سالہ جوبلی نہایت شان وشوکت سے منائی جا رہی ہے۔ جوبلی کے سلسلہ میں ایک ہفتہ تک جشن رہیگے اور انواع اقسام کی دلچسپیوں کا انتظام کیا جائیگا۔ اس جوبلی کا انعقاد ایکماہ قبل ہونیوالا تھا لیکن ملک معظم کی علالت کے باعث ہز ہائینس نے اسکو ملتوی کر دیا تھا جوبلی میں جن معزز مہمانوں نے شرکت کی ہو اُن میں ہز ایکسیلنسی سر ولیم اور لیڈی برڈوڈ۔ جام صاحب نوانگر۔ نواب صاحب بھوپال۔ نواب صاحب پالن پور مہاراجہ صاحب دتیا۔ مہاراجہ صاحب بنگلور۔ راجہ صاحب منڈی آنریبل مسٹر رینالڈز ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ۔ مسٹر رینالڈز سرہنری مانکرف اسمتھ جنرل سر فلپ چیٹوڈ چیف آف جنرل اسٹاف لیڈی چیٹوڈ، کرنل ہیچر پولٹیکل ایجنٹ مسٹر ہیچر بھی شامل ہیں۔ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب الور نے نہایت شاندار کیمپ تیار کرائے ہیں۔ جس کے لئے اس موقع پر پولو کے دو نہایت اچھے میدان قربان کردیئے ہیں۔

جوبلی کا پروگرام نہایت طویل ہے جس میں صنعتی وحرفتی اشیاء کی نمائش کا افتتاح انگریزی اور ہندوستانی سینما عظیم الشان شاہی جلوس، دربار، عام فوج کی قواعد، کرکٹ، ٹورنامنٹ شاندار ضیافتیں کھیل کود، آتشبازی رقص، سرود اور مقامی سیر وتفریح شامل ہے۔

خسرو دکن کا جود وسخا

حیدرآباد اعلیحضرت خسرو دکن نے بنگال سے روانہ ہونیسے قبل ایک لاکھ کا گراں قدر عطیہ مرحمت فرمایا۔ اور ہز ایکسیلنسی گورنر بنگال کو اختیار دیا کہ بلا قید مذہب وملت اُن تمام خیراتی اداروں میں تقسیم کردیں جو مستحق امداد ہوں۔

لاہور ۱۵ر جنوری فوجیوں کا جتھا ابھی تک لبلا رام روڈ پر جما ہوا ہے سردی کیوجہ سے بہت سے بیمار ہو رہے ہیں۔ آج مہابیر دل کے ہسپتال سے ۱۲۰ اشخاص کو دوا دی گئی ایک عورت مساۃ جیوتی ساکن امرتسر کی حالت ابتر ہے۔

قرعہ اندازی

نئی دہلی ۱۴ر جنوری۔ ۳۰ جنوری کو جمعیتہ مقننہ غیر سرکاری قراردادوں کے پیش ہونے کے لئے قرعہ اندازی ہوگی مسعد دمسائل پر بعض دلچسپ قرار دادیں بھیجی گئی ہیں ان میں سے چند لالہ لاجپت رائے کی ناگہانی موت سے متعلق ہیں۔ چند حکومت خود اختیاری سے تعلق رکھتی ہیں۔ جسمانی تربیت یونیورسٹی ٹریننگ کور، حرفت نمک، کرنسی آفس کی شکایات وغیرہ بھی بحث قرار دیئے گئے ہیں۔

مہاراجہ نابھ کی رہائی

نئی دہلی ۱۴ر جنوری مسٹر رنگا آئر جمعیتہ مقننہ میں گورنمنٹ کی توجہ کانگریس کے اُس ریزولیوشن کی طرف دلائیں گے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ مہاراجہ صاحب کو غیر مشروط طور پر رہا کردیا جائے۔

سورت میں ہندو مسلم میثاق

سورت ۱۲ر جنوری۔ نوساری ہندو اور مسلمان لیڈروں نے باجے کے مسئلہ میں ایک فیصلہ کرلیا ہے۔ کہ مسجدوں کے خاص دروازے سے دس دس قدم آگے اور پیچھے کسی جلوس کیساتھ بینڈ باجہ نہیں بجایا جائے گا۔ لیکن ڈھول اور دوسرے مزامیر کی اجازت ہے لیکن نجی اور شخصی جلوسوں میں صرف ڈھول بجایا جاسکے گا۔ مزید براں یہ بھی شرط ہوگئی ہے کہ محرم کے ساتویں روز اور رجب کی بیویں تاریخ ہندو ہنوان کے مندر میں دس بجے رات تک مزامیر کے ساتھ موسیقی نہ کریں گے اور نہ دعائیں مانگیں گے۔ لیکن سرکاری بینڈ سوتی بازار میں بجا کرے گا۔ "ہمدرد"

شادی شدہ لڑکے امتحان میں شریک نہیں ہو سکتے

الہ آباد ۱۲ر جنوری گورنمنٹ نے اس قانون کی منظوری دیدی ہے کہ کوئی شادی شدہ لڑکا سوائے اُنکے جو یکم جولائی ۱۹۲۹ء سے پہلے بیاہے جاچکے ہوں یا جن کی عمر شادی کے وقت ۱۸ سال سے کم ہے ۱۹۳۰ء کے بعد ہائی اسکول کے امتحان میں شریک نہ ہونے دیا جائیگا۔

خسرو دکن کا عزم مدراس

حیدرآباد دکن۔ شہریار دکن کچھ دنوں کے لئے مدراس تشریف لیجانے والے ہیں اور وہاں دس دن تک قیام فرمانیکی خبر گرم ہے۔

والیان ریاست کی کانفرنس

نئی دہلی ۱۵ر جنوری خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستانی والیان ریاست کی سالانہ کانفرنس نئی دہلی میں ۱۱ر فروری سے شروع ہوکر ۱۶ر تک جاری رہیگی۔ اجلاس کے پہلے دن وائسرائے بہادر اجلاس کے سامنے تقریر کریں گے۔ "منتقل"

"دوکانیں لوٹ لی گئیں"

بمبئی ۱۶ر جنوری مزدوروں کی حالت سنبھلنے کے بجائے روز بروز خراب تر ہو رہی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ گرین کامگار یونین ایک دوسری عام ہڑتال کی تیاریوں میں سرگرمی کیساتھ مصروف ہے۔ یہ یونین ۱۵۰۰ والنٹیر بھرتی کرکے انہیں لاٹھی چلانا سکھا رہی ہے۔ اور تیس ہزار روپیہ چندہ بھی جمع کر رہی ہے تاکہ مفلوک الحال مزدوروں کی بروقت امداد کیجا سکے۔ تین موجودہ ملوں میں یعنی نفلے، سورن، اوراڈو، ڈسیوں میں ہڑتال جاری ہے۔ پرانے ڈپو کے قریب دو کانیں لوٹ لی گئیں۔ چار ہزار روپیہ کی اشیاء لوٹنے والے لوٹ کر لے گئے۔ اب مسلح پولیس حفاظت کر رہی ہے۔

ممالک غیر

بادشاہ قندھار

کابل کے حالات کے متعلق کوئی قطعی اطلاع نہیں ہے تاہم یہ یقین ہے کہ اطراف کابل میں بچہ سقہ کے ساتھیوں سے حکومت کی فوج جو جنگ کر رہی تھی وہ ختم ہو گئی۔ چمن سے آنے والے بتلاتے ہیں کہ شاہ امان اللہ خاں نے ۱۵ر جنوری کو قندھار پہنچکر اپنی قیام گاہ پر بادشاہی کا جھنڈا نصب کر دیا۔ "ہمدرد"

نواح کابل میں جنگ شدید

پشاور ۱۹ر جنوری شاہ عنایت اللہ خاں کی تخت نشینی کے بعد سے صحیح اور تفصیلی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ علمائے کرام اور مذہبی پیشواؤں کی مداخلت سے التوائے جنگ ہو گیا تھا لیکن نواح کابل میں پھر شدید جنگ شروع ہو گئی بچہ سقہ کو کابل کی صورت حال پر پورا قابو حاصل ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ باغیوں نے جلال آباد اور کابل کے درمیان مقام جگدلک پر قبضہ کر لیا ہے کہا جاتا ہے کہ بچہ سقہ کا خاص مقصد یہ ہے کہ وہ کابل کو لوٹ سکے۔

جرمنی اخبارات کی خیال آرائیاں

ریگا۔ ۱۶ر جنوری برلن کے اخبارات عام طور پر یہ خیال ظاہر کر رہے ہیں کہ شاہ امان اللہ خاں کی دست برداری اسکو کے لئے موجب شکست اور برطانیہ کے لئے باعث منفعت ہے ایک اخبار لکھتا ہے کہ کابل میں روسی اثرات کا خاتمہ ہو گیا دوسرا پرچہ نئے شہریار افغانستان کو برطانیہ کا ہوا خواہ ظاہر کرتا ہے۔

ایران اور لٹویا

ریگا۔ ۱۶ر جنوری مملکت لٹویا کے وزیر خارجہ اور سفیر ایران نے بمقام ماسکو ایک عہد نامہ دوستی پر دستخط کر دیئے ہیں۔ ایک تجارتی معاہدہ بھی زیر تجویز ہے

۳۵۰ آدمی غرق ہو گئے

ہانگ کانگ ۱۶ر جنوری دو ہزار ٹن کا ایک چینی جہاز جو شنگھائی سے ہانگ کانگ جا رہا تھا۔ ساحل سے ٹکرا گیا ساڑھے تین سو مسافر غرق ہو گئے۔ ان میں دو برطانوی انجینیر بھی شامل ہیں صرف ۲۶ فرد بمشکل تمام بچائے جا سکے۔ "منتقل"

باغیوں کا جگدلک پر قبضہ

نئی دہلی ۱۶ر جنوری اطلاع ملی ہے کہ باغیوں نے جلال آباد اور کابل کے درمیان مقام جگدلک پر قبضہ کر لیا ہے۔ شنواریوں کی زیر حفاظت تین ہزار اونٹوں کا قافلہ انگریزی سرحدی علاقہ میں پہنچ گیا ہے۔ کونسل جنرل افغانستان نے سرکاری طور پر امیر عنایت اللہ خاں کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا ہے۔

لاہور۔ ۱۵ر جنوری ایک مقامی اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مجھے موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ افغانستان کے حالیہ انقلابات کی وجہ سے ایک مشہور افغان سردار کو جلاوطن کیا جائیگا۔ قطعی طور پر معلوم نہیں کہ اس سردار کو آج شب کو ہی گرفتار کیا جاتا لیکن وہ شکار پر گیا ہوا ہے۔ اس لئے وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہوا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک اسپیشل ٹرین سردار کو پہنچانے کے لئے طیار کھڑی ہے۔

جاپانیوں کے خلاف چینیوں کا جوش

ہانکاؤ۔ ۱۴ر جنوری جاپانیوں کے بائیکاٹ سے جو باہمی افتراق پیدا ہوا ہے اس میں ایک واقعہ سے اور زیادہ اضافہ ہوا چینیوں کا ایک گروہ ایک جاپانی کو چینیوں کے سے کپڑے پہنے دیکھ کر ہڑتالیوں کے صدر دفتر لے گیا اور اسے جاسوسی کے الزام میں بُری طرح زدوکوب کیا ٹوکیو کا جاپانی دفتر خارجہ بیان کرتا ہے کہ چونکہ ہانکاؤ کے فوجی کمانڈر اور نانکن کی قوم پرور حکومت سے احتجاج کرنے کے بعد بھی اصلاح حالات کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ اس لئے جاپانیوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے بحری تدابیر عمل میں لانے کی ضرورت لاحق ہو گی۔ "سیاست"

جاپانی قونصل لاہور میں

مسٹر کے مرائے کونسل جنرل جاپانی متعینہ ہند اور آپکی اہلیہ ۱۷ر جنوری کو ۸ بجے صبح بمبئی میل سے لاہور پہنچیں گے تین روز ٹھہرینگے۔

جاپان کی دھمکی

ٹوکیو ۱۵ر جنوری۔ جاپان قونصل جنرل متعینہ مقدن کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یانگ یوٹنگ کی سزائے موت کے متعلق چانگ ہسولیانگ سے باز پرس کرے۔ نظارت خارجیہ کا بیان ہے۔ کہ ہنکاؤ میں صورت حال کی اصلاح کی ہے۔ گورینن کمانڈر سے احتجاج کے بعد بھی کوئی علامت نظر آئی اور غالباً اس کی ضرورت پڑے کہ جاپانی جان و مال کی حفاظت کے لئے بحری قوتیں بر سر کار لائی جائیں۔

ملک معظم کی علالت

مرض میں افاقہ

لندن ۱۷ر جنوری۔ آج صبحکو قصر بکنگھم سے ملک معظم کی علالت کے متعلق جو بلیٹن شایع ہوا ہے اُس سے ظاہر ہے ہے کہ ملک معظم کے مرض میں افاقہ ہوا ہے لیکن اس کی رفتار بہت سست ہے۔ اب یہ پورے اطمینان کیساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ملک معظم میں بہ نسبت پہلے کے اب طاقت زیادہ آ گئی ہے۔ تاہم اس کی رفتار بھی بہت سست ہے اور اسکا اندازہ روزانہ نہیں کیا جا سکتا۔ قصر میں ملک معظم کی صحتیابی کا اب ہر شخص کو یقین ہے کہ اب صحت یاب ہو جائیں گے قصر بکنگھم سے سرکاری طور پر اطلاع ملی ہے کہ ملک معظم نے دن سکون سے گزارا۔ دوسرا بلیٹن اب کل صبحکو شایع ہو گا "ہمدرد"

ملکہ معظمہ کی طبیعت ناساز ہو گئی

قصر بکنگھم میں مستند طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ معظمہ کو، خفیف سا زکام ہو گیا ہے مگر آج طبیعت اچھی ہے طبیعت جمعہ کے روز خراب ہوئی تھی اور وہ شنبہ کے روز محل سے باہر نہیں نکلیں۔ ایسا واقعہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کیونکہ ملکہ معظمہ کی صحت نہایت اچھی ہے۔ آپکے بارہ میں کوئی اطلاع نامہ شائع نہ ہو گا۔ "ہمدم"

شہزادہ جارج بھی علیل ہو گئے

لندن ۱۴ر جنوری ملک معظم کے چھوٹے لڑکے پرنس جارج کو سردی لگ گئی ہے آپ اپنے کمرہ ہی میں ان دنوں رہتے ہیں۔

"پوپ کو سیاسی اختیارات حاصل ہونگے"

روما ۱۴ر جنوری۔ معتبر طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ پوپ کے سیاسی اختیارات کے متعلق ایک سمجھوتہ طے ہو گیا ہے اس سوال نے اطالوی سیاست دانوں اور مذہبی طبقہ کو بہت تنگ کر رکھا تھا اس سمجھوتہ میں پوپ کے اختیارات کو پوپ کے باغات کے جنوبی و شرقی جانب کے علاقہ پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس کی روسے سان مارینو کے طرز پر ایک چھوٹی ریاست مقرر کی گئی ہے۔ اطالوی حکومت ۱۸۷۱ء کے قانون کو بھی منسوخ کر دے گی۔ جسے پوپ نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ سیاسی اختیارات کے جاری رہنے سے پوپ کو جو نقصان برداشت کرنا پڑا ہے اُسکے لئے حکومت پوپ کو دس لاکھ لیرا ادا کرے گی۔

سردار محمد عمر کی پُراسرار گمشدگی

الہ آباد۔ ۱۴ر جنوری محمد عمر خاں افغانی شاہزادہ کی مفقود الخبری کے متعلق کوئی مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی حکام کو ۲۹ر دسمبر کو انکی گمشدگی کی اطلاع موصول ہوئی۔ حکومت ہند نے اطلاع پاتے ہی تمام سرحدی حکام کو فوراً حکم دیا کہ وہ شدید نگرانی اور تلاش شروع کر دیں گرفتاری کے لئے انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کے بھائی سردار سرور خاں بھی یہیں رہتے ہیں معلوم ہوا ہے کہ جب کسی مقامی رپورٹر نے ان سے محمد عمر خاں کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے برافروختہ ہو کر کہا کوئی پٹھان کا راز غیروں کے سامنے ہرگز فاش نہیں کر سکتا۔

مہاراجہ بیکانیر کا بڑا سودا

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر بیکانیر نے تمام ریاست کے اندھوں کے اجتماع کا حکم دیا ہے ان سب کی آنکھیں ڈاکٹر متھرا داس متھرا رائے بہادر، جواہر فن ہیں کھولیں گے۔ اندھوں کی خوراک وغیرہ کا انتظام بھی ریاست کی طرف سے رہیگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک ہفتہ کے قیام پر ڈاکٹر صاحب کو بڑی رقم دی جائے گی۔ ہز ہائینس ممتنع الیہ کی اس جدت طرازی کی داد ہر ہمدرد ملک دیگا کیونکہ ریاست بھر کے اندھوں میں کم سے کم نصف سے زیادہ تو ضرور اچھے ہو جائینگے۔ اور یہ سودا ایک سلطنت کیلئے بہت بڑا سودا ہے

تاجدار دکن کی کلکتہ سے مراجعت

اعلیحضرت شہریار دکن ۱۴ر جنوری ۱۹۲۹ء کو دو بجے دن کے بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدر آباد کو مراجعت فرما ہوئے۔ ۴۴

۴۴ معلوم ہوا ہی کہ کلکتہ میں ۳۰ر دسمبر شام کو مہاراجہ ٹیگور کی دعوت پر اعلیحضرت شہریار دکن شہزادگان بلند اقبال کی معیت میں مہاراجہ ٹیگور کے یہاں تشریف لے گئے جہاں آپنے چائے تناول فرمائی گورنر بنگال اور لیڈی جیکسن بھی اعلیحضرت کے ہمرکاب تھے۔

تجارت کے دو عظیم الشان راز

(۱) کامیابی حاصل کرنے کیلئے ایمانداری اختیار کرنا اعلیٰ درجہ کی پالیسی ہے (۲) قلیل منافع لینا اور وسیع پیمانہ پر کثرت سے تجارت کرنا یہی دو اصول ہیں جن کے ماتحت ہماری فیکٹری پبلک کی خدمت کا فخر حاصل کر رہی ہے چنانچہ انہیں اصولوں کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل نرخنامہ نہایت عمدہ خوبصورت اور پائدار حسب دلخواہ شیپ کے جوتوں کا دیا جاتا ہے جن تمام چمڑہ ہونیکی گارنٹی ہے۔ اور قیمتیں درست کیجاتی ہیں جو فی الواقع انتہائی رعایتی ہیں۔

تفصیل جوتہ مردانہ — **نمبر پیر معہ قیمت فی جوڑہ جوتہ معہ بوٹ لیس سوتی**

تفصیل جوتہ مردانہ	(۴ و ۵)	(۶ و ۷)	(۸ و ۹)	(۱۰ و ۱۱)	نمبر پیر
اصلی سیاہ کروم کا شیو۔ ڈربی یا آکسفورڈ شیپ حسب دلخواہ فتلا امریکن۔ انگلش۔ میڈیم۔ پائینٹڈ۔ وغیرہ وغیرہ (براؤن کرم کے لئے ۴ر فی جوڑہ زیادہ)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
اصلی سیاہ کروم کا بوٹ۔ ایضاً ایضاً ایضاً (براؤن کروم کے لئے ۸ر فی جوڑہ زیادہ)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
اصلی سفید کروم کا بوٹ فٹ بال اعلیٰ قسم پائدار اور خوبصورت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
سلیپر سیاہ یا براؤن کا چھجے دار یا منڈا یا پمپ شو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
اصلی سیاہ پیٹنٹ کا پمپ یا کورٹ شیو معہ ربشین بو۔ اعلیٰ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
سپاٹ سیاہ کروم یا کروم یا براؤن کروم نہایت پائدار اور خوبصورت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
واٹر پروف کا کٹوس ٹینس شو اعلیٰ قسم کا پائدار	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃

اگر آپ بروک جوتہ بنوانا چاہیں گے تو ۸ر فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا

نوٹ:۔ اگر آپ مندرجہ بالا جوتوں میں کرپ ربڑ سول لگوانا چاہیں گے تو ۱۲ر فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا۔ اگر ایک ہی جوتہ میں سپل بھی لگوائیں گے اور بروگ بھی کروائینگے تو صرف ۱ر فی جوڑہ مندرجہ قیمت سے زیادہ لیا جاویگا۔ انتہا

	درجہ خاص	درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوم فی جوڑہ
زنانہ گرگابی یا پمپ اصلی سیاہ کروم یا براؤن کروم ہر ناپ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
زنانہ گرگابی اصلی سیاہ پیٹنٹ لیدر معہ ربشین بو	〃	[illegible]	〃	[illegible]
زنانہ لیڈی شو معہ اونچی ہیل اعلیٰ قسم سیاہ پیٹنٹ لیدر یا ولائتی گلڈ یا سوئڈ یا ولایتی ویلوکاٹ				

شرائط۔ ہر آرڈر کے ہمراہ ۸ر فی جوڑہ پیشگی وصول ہونے پر تعمیل ہوگی۔ بقایا رقم ذریعہ وی۔ پی وصول کی جاویگی۔ آرڈر دیتے وقت پیر کا نمبر یا پیر کا نقشہ کاغذ پر پنسل سے اتار کر روانہ کر دیجئے گا تاکہ جوتہ فٹ بن سکے۔

محصول و پیکنگ معاف بشرطیکہ آرڈر ایک درجن جوڑہ کا ایک ساتھ ہو۔ ورنہ بذمہ خریدار انتہا۔

قیمت واپس اگر مال حسب ہدایت نہ بنا ہو۔ یا معقول وجوہات پر نہ پسند ہو۔ تو اچھی حالت میں ایک ہفتہ کے اندر واپسی پر قیمت واپس۔

خاص رعایت سوداگر صاحبان کو جو بنا بنایا مال فروخت کرتے ہیں اگر ایک ساتھ بارہ درجن جوڑہ کا آرڈر دیں گے تو علاوہ فری محصول ریل و پیکنگ کے انتہائی رعایت سے مال دیا جاتا ہے۔

شرائط ایجنسی۔ اگر کوئی صاحب ایجنسی لینا چاہیں تو ہم معقول کمیشن پر ایجنسی دیتے ہیں جس کے شرائط مفصل طلب کیجئے۔

المشتہر:۔ ماسٹر عبدالحق قریشی مینجر راجپوتانہ بوٹ اینڈ شو فیکٹری کوہ آبو

ایک ضروری اطلاع

رشید الدین ساکن جے پور کو دفتر توحید کی طرف سے ایک رسید بک دی گئی تھی۔ لیکن وہ انہوں نے دفتر میں واپس نہیں دی۔ لہٰذا تمام اہل اسلام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ صرف اُسی شخص کو دفتر کی طرف سے رسالہ توحید کی اشاعت کے لئے مجاز سمجھیں جس کے پاس رسید بک کے علاوہ دفتر کی سند بھی موجود ہو۔

"بابو غلام رسول دفتر رسالہ توحید" اجمیر

نرخنامہ اشتہارات "اخبار آستانہ"

تعداد	ایکبار	ایکماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۳ بار)	چھ ماہ (۲۶ بار)	ایکسال (۵۲ بار)
⅛ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کیلئے فی سطر ۸ر کے حساب سے اجرت لیجائے گی۔

مینجر اخبار آستانہ اجمیر

حیات داؤد

امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ، درد شکم، درد سول، بدہضمی کھٹی ڈکار، نفخ، اسہال، تخمہ کو نہایت مفید ہے بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے قیمت ایکروپیہ

اکسیر بخار چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اسلئے اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے فی لفافہ ایک آنہ جس میں تین خوراک ہے سوائے میعادی بخار کے تمام بخارات میں ایک خوراک سے فوراً اثر جاتا ہے۔ درد سر اعضا شکنی وغیرہ میں مفید ہے۔

حیدر آباد دکن دواخانہ داؤدیہ ابو العلائی حکیم وا جد علی بیگ

اشتہار

دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف کی کتابیں

تاریخ السلف

مولانا خواجہ حسنی کی معرکتہ الآرا تصنیف جسپر ہندوستان کے اکثر مشہور اصحاب قلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہو اس کتاب میں خواجہ بزرگ کے صحیح اور محقق حالات درج ہیں کاغذ عمدہ کتابت و طباعت عمدہ قیمت بلا محصول ۲ر

خواجہ عثمان ہراونی

صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب قضا کی تصنیف ہے جس میں خواجہ بزرگ کے پیر و مرشد کے حالات صحیح صحیح تاریخی تحریر کئے گئے ہیں قیمت ۴ر

سیر اجمیر

نثار الملک میرٹھی کی تالیف اسکے مطالعہ کے بعد اجمیر شریف کے کسی تاریخی مقام کے متعلق کوئی دریافت طلب بات باقی نہیں رہیگی اجمیر کی مکمل گائڈ ہے ٹائٹل رنگین خوشنما دان۔ قیمت ۳ر

خواجہ کا پریم سندیس

مولانا الیاس رضوی اجمیری کا ایک طویل مضمون جو تبلیغی نقطہ نگاہ سے لکھا گیا ہے قابل مطالعہ ہے قیمت ۲ر زیر طبع

اولیائے اجمیر

اجمیر شریف کے آسودہ خاک بزرگوں کے حالات میں ہے مصنفہ نواب خیر جمیل الدین حسین آصفجاہی۔ زیر طبع ہے۔

سید منظور احمد نائب ناظم دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف

سید زین العابدین کامل پرنٹر پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر شریف سے شائع کیا۔

جلد ۱ | اجمیر القدس ۲۰ شعبان ۱۳۴۷ھ مطابق یکم فروری ۱۹۲۹ء یوم جمعہ | نمبر ۲۸

مولانا گرامی مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

رباعیات

اے بیخود آرزو بجود بر ستیز — نشناختہ رموز کجدار و مریز
بر عمر دو روزہ عشوہ مفروش کہ دہر — جاگرم نہ کردہ کہ گوید برخیز

عشق است کہ دار و گیر دردے خواہد — آہ سردے و رنگ زردے خواہد
دلگرمی طامات نہ سنجد بجوے — در عرصۂ امتیاز مردے خواہد

ما بیخود و آرزو بجود راہ دہد — خود آبلہ گوشمال آگاہ دہد
سر رشتۂ تدبیر بدست اُمید — گاہے بربام و گاہ در چاہ دہد

عشق است کہ با سوختہ پرواز دہد — پیرایۂ انجام بآغاز دہد
بد مستی ما رہزنِ ما شد ورنہ — آں ساقی ما بادہ باندازہ دہد

رشد و ہدایت

"از حضرت سفیان ثوری"

کُلُّ مَعْصِیَۃٍ عَنْ شَہْوَۃٍ فَاِنَّہٗ یُرْجٰی غُفْرَانُہَا وَکُلُّ مَعْصِیَۃٍ عَنْ اَلْکِبْرِ فَاِنَّہٗ لَا یُرْجٰی غُفْرَانُہَا لِاَنَّ مَعْصِیَۃَ اِبْلِیْسَ کَانَ اَصْلُہَا مِنَ الْکِبْرِ وَ زَلَّۃَ اٰدَمَ کَانَ اَصْلُہَا مِنَ الشَّہْوَۃِ -

تشریح! جو گناہ خواہش نفس کیوجہ سے ہوگیا ہو اسکی بخشش کی امید کیجا سکتی ہے۔ جو گناہ غرور کیوجہ سے ہوا ہو اسکی بخشش نہیں ہوسکتی۔ اس لئے شیطان کے گناہ کی بنا غرور ہے - اور حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش خواہش نفس پر مبنی تھی۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اسکے جلوے بے شمار
اک نیا سر چاہئے روز آستانے کیلئے (معینی ظلہ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ - ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ | نمبر ۲۸

معالج نے مزاج نہیں پہچانا

کسی مرض کا ازالہ اس وقت تک ناممکن ہے جبتک کہ ایک تجربہ کار معالج صحیح طریقہ علاج کے مطابق ازالہ مرض کی تدبیر میں پوری کوشش صرف نہ کردے۔

اصل مرض کی تشخیص، بیماری کے حقیقی اسباب کی دریافت، مریض کے مزاج کا علم، مقامی آب و ہوا سے واقفیت یہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کا خیال ہر حال میں معالج کو ضرور رہنا چاہئے اگر ان باتوں پر غور کرنیکے بعد کوئی نسخہ تجویز کیا جائیگا تو مرض کا ازالہ ممکن ہی نہیں بلکہ یقینی ہے۔

لیکن اسکے برخلاف اگر تشخیص مرض میں معالج کے خیال نے غلطی کی ہو تو یقین کرلینا چاہئے کہ دوا کبھی سودمند ثابت نہیں ہوگی اسلئے کہ

کسے را کہ سقمونیا لائق است ✤ گر شہد شیریں شکر فایق است

جب اصل مرض ہی کی تشخیص نہیں ہوئی ہے تو ایسی حالتیں مریض کا صحیح علاج کیسے ممکن ہے۔ اسیطرح بیماری کے صحیح اسباب علل کی دریافت بھی نہایت ضروری ہے۔ اسواسطے کہ بیماری انسانی طبائع اور امزجہ کے اختلاف اور آب و ہوا کے باہمی فرق سے جداگانہ اسباب در مختلف وجوہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر طبیب کی نگاہ نے تشخیص میں غلطی نہیں کی۔ تو وہ مرض کے ازالہ میں عارضی طور پر شاید کامیاب ہوجائے مگر جبتک کہ مرض کی اصلی وجہ اور اسکی بنیاد کا تدارک نہیں کیا جائیگا کلیتہً مرض کا ازالہ ناممکن ہے۔

علیٰ ہٰذا القیاس اگر معالج کی سمجھ نے مرض کی شناخت اور اسباب مرض کی دریافت میں دھوکہ نہیں کھایا مگر اسنے نسخہ تجویز کرتے ہوئے مریض کے مزاج کی رعایت ملحوظ نہیں رکھی تو وہی نسخہ جو اصل مرض کیلئے بجا طور پر نفع بخش اور سودمند ہے محض مزاج کی نامناسبت کیوجہ سے مضر اور نقصان رساں ثابت ہوگا۔

اسیطرح آب و ہوا کا علم اور اس کی رعایت بھی ضروری اور لازمی ہے بہت سی دوائیں محض آب و ہوا کیوجہ سے جو ایک جگہ ایک بیماری کیلئے مفید ہیں مگر ایک مقام پر وہی ادویات اسی بیماری کے لئے کچھ سودمند ثابت نہیں ہوتیں۔

- - - - - - - - - -

بدنصیب افغانستان مریض تھا، مریض ہے، اور خدا جانے کبتک مریض رہیگا مرض جہالت، اسباب مرض پشتہا پشت کی غفلت اور بے حسی، مزاج نہایت سخت اور تشدد پسند، آب و ہوا دنیا کی آب و ہوا سے بالکل مختلف ہے۔

اسلئے ایک معالج کو اگر افغانستان کے علاج کا خیال ہوا تھا تو اسکا یہ فرض تھا کہ وہ ان چاروں حقیقتوں پر غور کرتا اور نسخہ تجویز کرنے کے وقت ہر حال میں انکی رعایت ملحوظ رکھتا۔

اسمیں شبہ نہیں کہ معالج نے مرض کو ضرور پہچانا۔ اسباب مرض پر بھی ایک حد تک توقف حاصل کرلیا۔ لیکن افسوس ہے کہ مزاج اور آب و ہوا کی رعایت ملحوظ نہیں رکھی گئی اور یہی وجہ تھی کہ معالج نے یک وقت ایسی دوائیں مریض کو پہنچائیں جن کے ذائقہ سے وہ بالکل ناواقف اور ناآشنا تھا دوا کڑوی تھی مریض نے زہر سمجھا۔ دوستی کو دشمنی، اصلاح کو افساد سے تعبیر کیا اور بجائے اسکے کہ دوا کے استعمال سے بیمار افغانستان کو کوئی فائدہ پہنچتا۔ درحقیقت دوا مضر ثابت ہوئی اور ہلاکت کے اسباب پیدا ہوگئے۔ ع

مرض بڑھتا رہا جوں جوں دوا کی

- - - - - - - - - -

شاہ امان اللہ اگر اپنی رعیت کو متمدن، مہذب، تعلیمیافتہ بنانا چاہتے تھے، انہیں بیداری کی روح اور صلاحیت کا جوہر پیدا کرنا چاہتے تھے تو سب سے پہلے اسکی ضرورت تھی کہ ملکی آب و ہوا کی رعایت کرتے ہوئے اس وحشی قوم کو جو اپنی ناسمجھی سے غفلت اور جہالت کے قعر عمیق میں پڑی ہوئی تمام وحشیانہ بیماریوں میں مبتلا تھی۔ یہ بتاتے، سمجھاتے اور یقین کرادینے کی کوشش کرتے کہ اصلاح حال کا طریقہ یہ ہے اور رفتہ رفتہ انکی طبیعتوں میں صلاحیت پیدا کرنے کی جد و جہد کرتے ممکن تھا کہ بتدریج مزاجوں میں تبدیلی ہوجاتی اور امزجہ اور طبائع کی تبدیلی سے یہی دوا جو آج مضر ثابت ہوئی ہے نفع بخش اور سودمند ثابت ہوتی۔

- - - - - - - - - -

دنیا شاہ امان اللہ خاں کی یہ اولو العزمی بھی کبھی نہیں بھولیگی کہ اگرچہ انکے اشارہ چشم سے بغاوت کا یہ بڑھتا ہوا سیلاب یقینی طور پر رک سکتا تھا۔ مگر انہوں نے بنی نوع انسان کے درمیان کشت و خون کا بازار گرم کرکے مسلمانوں کو ہلاک نہ ہونے دیا۔ باوجودیکہ باغیوں نے کوئی امکانی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ مگر شاہ امان اللہ خاں نے تخت سے دستبردار ہونیکا اعلان کرکے بہت بڑے ایثار کی مثال دنیا کے سامنے پیش کردی۔

- - - - - - - - - -

شاہ امان اللہ خاں نے تخت و تاج اپنے بڑے بھائی شاہ عنایت اللہ کو تفویض کردیا تھا مگر شاہ عنایت اللہ اس بار عظیم کو نہیں اٹھا سکے اور بجائے اسکے کہ فتنہ کی آگ کے بلند شعلے ٹھنڈے پڑجاتے۔ بغاوت کا طوفان تھم جاتا، آتش فتنہ و فساد اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ اور شاہ امان اللہ خاں کی اس دستبرداری سے باغیوں کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے چنانچہ شاہ امان اللہ خاں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا۔

- - - - - - - - - -

اب معلوم ہوا ہے کہ شاہ امان اللہ خاں نے دستبرداری کے خیال کو ترک کرکے از سر نو اپنی بادشاہت کا پھر اعلان کردیا ہے اور باغیوں تک یہ پیام پہنچایا ہے کہ وہ لوگ اطاعت قبول کرکے امن و امان قائم کردیں۔ ورنہ وہ اپنی قوت سے انکے تمام منصوبوں کو خاک میں ملادیں گے۔

ہماری دعا ہے کہ خدا افغانستان کی وحشی قوم کو راہ راست پر لائے اور وہ اپنے بادشاہ کی اطاعت قبول کرلیں۔ تاکہ مسلمانوں کی قوت باہمی جنگ و جدال میں ضائع اور فنا نہ ہونے پائے۔

- - - - - - - - - -

سجدۂ تعظیم

اخبار آستانہ نمبر ۲۶ میں سجدۂ تعظیم کی بحث کے عنوان پر اظہار خیال کرتے ہوئے ہمنے یہ لکھا تھا کہ آئندہ ہم اس بحث پر کوئی مضمون اپنے اخبار میں نہیں شائع کریں گے۔ اس لئے کہ اس کاغذی جنگ کو بات کی پچ کرنے والے کبھی ختم نہیں ہونے دینگے اور اخبار کے صفحات پر تحقیق حق ایک طرف ذاتیات کی بحث آجائے گی۔ اور تضیع اوقات کے سوائے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

چنانچہ ہم اپنے اصول پر قائم ہیں۔ اور باوجودیکہ اس وقت تک مولوی معین الدین صاحب اجمیری کے جواب میں تنقیدی و تردیدی چار مضامین بغرض اشاعت موصول ہوچکے ہیں۔ مگر ہمنے اُن کی اشاعت سے انکار کردیا ہے۔ لیکن اس نمبر میں جو اس بحث کے ضمن میں مولانا امجد علی صاحب صدر مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ کے فتویٰ کا آخری حصہ جو ہمیں بغرض اشاعت موصول ہوا ہے، بدیں غرض شائع کیا جارہا ہے تاکہ لوگ ان کے فتویٰ سے قدمبوسی آستانہ بوسی وغیرہ کو بھی حرام و ناجائز نہ سمجھ لیں۔ اور ایک مقامی اخبار کی "دیانت" کا اندازہ کرلیں جس نے فتوے کے آخری حصہ کو نہ چھاپ کر مولانا کے متعلق بھی سوء ظن قائم کرلینے کا اچھا خاصہ موقع پیدا کردیا تھا۔

- - - - - - - - - -

موت و بقا

از حضرت ابو البیان آزاد سبحانی

گذشتہ سے پیوستہ

خود عمر انسانی بھی اس برتاؤ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ با ایں ہمہ کہ انسان اپنی عمر سے زیادہ ہرگز کسی چیز کو دوست نہیں رکھتا تاہم اس کی ناپائداری اور بقا کی طرف سے کم نصیب ہونے کا یہ اثر ہے۔ کہ کبھی کبھی وہ بھی انسانی نگاہوں میں حقیر نظر آنے لگتی ہے اور انسان دوسری ناپائدار چیزوں کی طرح اس کی بے وقعتی و بے اعتباری کا بھی مرثیہ پڑھتا ہوا پایا جاتا ہے۔ لیکن انہیں کے مقابلہ میں غیر فانی اشیاء کو دیکھو۔ جو انسانی اندازہ کے لحاظ سے بقا کے ایک معتدبہ حصہ کی مالک ہیں۔ غور کرو کہ انسانی تخیل پر اُن کا کیا اثر ہوتا ہے۔ کبھی تم نے کسی عاشق کو اپنے معشوق کو دعا دیتے بھی سنا ہے۔ سنو۔ جب کبھی وہ کامل جوش محبت میں پوری بلند خیالی کے ساتھ دعا دینا چاہتا ہے تو کہتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ ظالم ستمگر خدا کرے کہ تو کسی کو ستانے اور مشق جفا کرنے کے لئے ہمیشہ زندہ اور پائندہ رہے۔ تیری عمر چاند سورج کی عمروں کے برابر ہو۔ تو سدا بہار درختوں کی طرح ہمیشہ پھلا پھولا کرے جب تک آسمان قائم ہیں۔ تو قائم رہے۔ تو پہاڑوں کی طرح مضبوط۔ سمندروں کی طرح وسیع اور زمانہ کی طرح دیرپا ہو یہ دعا جو انسانی جذبات و بلند خیالی کی پوری تصویر ہے۔ صاف بتاتی ہے۔ کہ کیونکر دیرپا چیزوں نے اپنی عزت و منزلت کو انسان سے تسلیم کرا لیا ہے۔ اور وہ ان کی خیالی مشابہت و یکرنگی کی آرزو کو بھی اپنی سرخوشی و مستی کے لئے کافی سمجھتا ہے۔

اگرچہ یہ دیرپا چیزیں ان زود زوال چیزوں کی نسبت ظاہر میں زیادہ دلفریب نہیں ہیں۔ بلکہ عام طور پر دلفریب ہیں کیونکہ آسمان۔ سمندر یا چاند۔ سورج کو دیکھکر یا زمانہ کے غیر منقطع تسلسل کا تصور کرکے بہت کم ایسا ہوا ہے۔ کہ انسان وجد میں آ گیا ہو یا ولولہ نے زیادہ سر اٹھایا ہو۔ عکس آئین پھولوں کا ڈالیوں میں جھومنا۔ چاندنی کا سطح آب یا مرغزاروں میں کیفیت کرنا۔ نسیم بہار کا اٹھکیلیوں سے چلنا۔ صبح کے وقت کنجوں سے چہکار کا کبھی کبھی بلند ہو جانا۔ یہ وہ سینریاں ہیں کہ انسان غیر ممکن ہے کہ انہیں دیکھکر اپنے معمولی صبر و سکون قائم رکھ سکے۔ مگر ہم نے کچے پختہ رنگ کی طرح ان کا حسن و شباب اس قدر پکا اور گہرا ہے کہ جس قدر غور و فکر کی آگ میں تپایا جاتا ہے۔ نکھرتا جاتا ہے اور ان کی سیر سے جو لطف و سرور پیدا ہوتا ہے۔ زیادہ تر خالص اور رنج و حسرت کے میل سے پاک و صاف ہوتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ سمندر کی سیر دیکھنے یا آسمان پر نظر ڈالنے کے بعد عموماً حسرت و عبرت کا کوئی خیال نہیں پیدا ہوتا۔

درحالیکہ جن زود زوال چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن کا نظارہ حیرت و خوشی دونوں کیفیتوں کو ہمیشہ ساتھ ساتھ لاتا ہے۔ شاید اس لئے کہ طمع یا نوجوانی کے کچے رنگ کے مانند ان کا رنگ و روپ اپنی تہ میں کھوٹ کی کوئی جھلک رکھتا ہے۔

لیکن واضح رہے کہ یہ چیزیں بھی جن کو عموماً دیرپا کہتے ہیں لازوال نہیں ہیں۔ ان کے قالب بھی فنا ہی کی مٹی سے تیار ہوتے ہیں۔ البتہ بقا کا جو رنگ ان پر پھیرا گیا ہے وہ اس قدر گہرا ہے۔ کہ عام نگاہیں اُس کی تہ کی اصلیت کو نہیں دیکھ سکتیں اور اسی لئے ان کا نظارہ عام طبائع کے لئے حسرت و مایوسی کے اثر سے پاک معلوم ہوتا ہے۔ مگر کیا یہ تہ نشین اصلیت عارفوں کی دوربین اور رسا نگاہوں سے بھی پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ وہ جو نیچر کے ایک ایک رگ و ریشہ سے واقف ہیں۔ اور اُس کی پوری حقیقت کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح ہم روزمرہ کے واقعات کو۔ اُن کو معلوم ہے۔ کہ یہ فانی ہیں۔ اور ان کے باریک و غیر محسوس فنا کا وہی حسرتناک اثر اُن پر پڑتا ہے۔ جو ہم پر گل و گلبن وغیرہ کے فنا کا پڑ سکتا ہے۔ اسی لئے انکو اس ایک لازوال قدرت کے سوا جس کی ذات قدسی صفات تغیر و فنا سے خفیف آمیزش سے بھی پاک ہے اور جو تمام خالص و غیر مکدر خوشیوں کا بالکل واحد سرچشمہ ہے۔ کسی اور چیز سے کسی طرح کی کوئی دلچسپی نہیں ہے درحقیقت مبارک ہیں یہ لوگ اور مخصوص ہیں۔ اُن کے لئے برکتیں یالیتنی کنت واحداً منہم کاش میں بھی اُن میں کا ایک ہوتا۔

یہ تھی بقا اور آرزوئے بقا کی تصویر جو آپ کے ملاحظہ کے لئے پیش کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ آرزو کسی طرح پوری بھی ہو سکتی ہے۔ کیا یہ ممکن بھی ہے۔ کہ انسان کی چند روزہ عمر بقا کے سلسلۂ طولانی کا ساتھ دے سکے۔ اور وہ چیز ابد الآباد تک باقی رہے جس کو ایکدن چار و ناچار موت کا ہدف بننا مقدر رہے۔

عام جذبات کے مطابق اس سوال کا جواب خواہ کچھ ہو لیکن اصلی اور صحیح جواب یہی ہے۔ کہ اس آرزو کا سرانجام ممکن ہے اور ممکن ہی نہیں۔ ضروری ہے وانشمند قدرت کا کوئی ودیعت کیا ہوا جذبہ جو کامل غور و خوض کے بعد فطرتی جذبہ ثابت ہو چکا ہو غیر ممکن الوقوع نہیں ہو سکتا گو اس امر کے لئے کوئی فوری ثبوت بہم نہ پہونچ سکے۔ جو ہرگز ضروری نہیں ہے۔ ورنہ قدرت کی حکمت و دانائی مشتبہ پڑتی ہے۔ وہ محال یہ سچ ہے کہ انسان کی عمر متعارف چند روزہ ہے۔ جو نقطۂ موت پہ پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر کیا عمر متعارف او زندگی یا عمر متعارف و بقا دونوں بالکل ایک چیز یا لازم و ملزوم ہیں۔ کہ ایک کے ختم ہو جانے سے دوسرے کا ختم ہو جانا لازم ہے۔ اور کیا موت و فنا میں مطلق کوئی فرق نہیں ہے اگرچہ عموماً یہی خیال ہو لیکن یہ کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ عمر متعارف زندگی کا صرف ایک ٹکڑا ہے جس کا سلسلہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اور یہ موت فنا نہیں ہے۔ بلکہ وہ رات کی نیند کے مانند ہے۔ جو رات کو اس لئے ختم کرتی ہے کہ دن نمودار ہو۔ اور انسان زندگی کے کارآمد حصہ میں داخل ہو موت بیشک عمر متعارف کا خاتمہ کر دیتی ہے مگر یہ کیوں۔ اس لئے تاکہ رات کی آرام بخش نیند کی طرح عمر متعارف کی رات کو ختم کرکے زندگی مستقبل کے دن کو قریب لائے۔ اور انسان کو زندگی کے بہترین حصہ میں قدم رکھنے کا موقع دے۔ موت سے خوف کرنے کا باعث بھی یہی غلط فہمی ہے جس طرح رات کے اندھیرے میں رسی پر سانپ کا گمان ہوتا ہے اور یہ گمان دل میں خوف پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح جہالت کی تاریکی موت پر ہلاکت کا گمان کرنے کا باعث ہے اور یہ گمان ہی خوف کا سبب ہے اگر یہ گمان دور ہو جائے گا۔ تو موت کا خوف بھی دور ہو جائیگا جس طرح رسی کو رسی جان لینے کے بعد اس کا خوف دل سے بالکل دور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بہتیرے ایسے انسان جو موت کی اصلی صورت کو عقل و عرفان کی روشنی میں دیکھ چکے ہیں موت سے خوف نہیں کھاتے۔ بلکہ اُس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ یقین کے ساتھ جانتے ہیں۔ کہ موت ہلاکت نہیں بلکہ زندگی کا سبب اور بقا کا دروازہ ہے۔ سقراط کو جب زہر کا پیالہ پینے کو دیا گیا۔ تو اس کا وفادار شاگرد ہاسے ہاسے کرنے لگا اور خواہش کی۔ کہ کاش موت کا پیالہ اُس کے استاد سے ٹل جائے لیکن خود سقراط اس مصیبت سے کچھ متاثر نہ ہوا اُس نے شوق سے وہ پیالہ ہاتھ میں لیا۔ اور اُس کے تلخ گھونٹوں کو شربت سمجھ کر خوشی خوشی پی گیا پیتے وقت اُس نے شاگرد کو موت کی حقیقت جو کچھ سمجھائی سننے کے قابل ہے۔ اُس نے کہا۔ عزیز۔ موت روح کو فنا نہیں کرتی صرف جسم کو فنا کرتی ہے جسم کیا چیز ہے۔ روح کا ایک مکان ہے جس طرح ایک مکان سے منتقل ہونا فنا نہیں ہے۔ اسی طرح جسم کے چھوڑنے سے انسان فنا نہیں ہوتا بلکہ صرف جگہ منتقل کرتا ہے۔

گیتا میں ارجن کو کرشن جی نے جو تعلیم موت کی بابت دی ہے وہ بھی بالکل یہی ہے اسلام نے اس خیال کو اور زیادہ ملبث کرکے دکھایا ہے۔ وہ موت کو ایسے پل سے تشبیہ دیتا ہے۔ جو ایک دوست کو دوسرے دوست تک پہنچنے کا وسیلہ بن سکے۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔

عبداللہ بن زبیرؓ کو جب سولی دی گئی۔ تو حضرت اسماؓ انکی والدہ بیٹے کی اس ذلت کو دیکھکر صبر نہ کر سکیں۔ اور ماتم کرنے لگیں۔ عبداللہ ابن عمرؓ یہ خبر سُن کر آئے اور فرمانے لگے کہ رنج کی کوئی ضرورت نہیں ہے ذلک الجثت لیست بشی والروح یعود الی اللہ، یہ مردہ لاشیں کوئی چیز نہیں ہیں۔ اور روح جو اصل چیز ہے خدا کے پاس چلی جاتی ہے۔ گویا موت رنج کی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ صرف جسم کو نقصان پہونچاتی ہے جو بالکل ہیچ ہے اور روح کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ بلکہ اس کی ترقی اور اُس کے واصل الی اللہ ہونے کا ذریعہ بنتی ہے۔ باقی دارد

معراج شریف

(از جناب مولانا معین الدین صاحب اجمیری)

گزشتہ سے پیوستہ

دوسرا امر قابل بحث یہ ہے کہ حضور کو معراج روحی ہوئی ہے یا جسدی مقصود معراج روحی سے یہ ہے کہ حضور نے صرف خواب میں مقامات عالیہ کی سیر فرمائی اور مقامات عالیہ سے مراد مسجد اقصیٰ سے عرش تک ہے ورنہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لیجانا بیداری کی حالت میں نص سے ثابت ہے اس میں کسیکو اختلاف نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا منکر کافر و ضال و مضل ہے اختلاف صرف اسمیں ہے کہ مسجد اقصیٰ سے عرش و کرسی تک جو آپکو سیر ہوئی ہے یہ خواب کی حالت میں تھی یا بیداری میں۔

جمہور صحابہ و محدثین و اکثر علماء دین کی یہی رائے ہے کہ حضور کو معراج جسدی ہوئی ہے یعنی حالت بیداری میں حضور مع جسم اطہر کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور مسجد اقصیٰ سے عرش تک تشریف لے گئے ہیں یہی رائے صائب و قوی ہے اور اسی طرف گئے ہیں صحابیوں سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ و حضرت جابرؓ و حضرت انس ابن مالکؓ و حضرت حذیفہ ابن الیمان و حضرت عمر رضی اللہ و حضرت مالک ابن صعصعہ و حضرت ابو حبہ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود اور تابعین میں سے ضحاک و سعید ابن جبیر و قتادہ و ابن المسیب و ابن شہاب و ابن زید و حسن بصری و ابراہیم نخعی و مسروق و مجاہد و عکرمہ اور یہی قول طبری اور امام احمد حنبل کا ہے اور اسی طرف میلان ہے فضلاء و محدثین و متکلمین و مفسرین و صحابہ عظیم کا۔

اور بعض کا یہ زعم ہے کہ حضور کو معراج روحی ہوئی ہے یعنی خواب کی حالت میں یہ مذہب ہے حضرت معاویہؓ و ام المومنین عائشہ صدیقہؓ و محمد ابن اسحاق امام المغازی کا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کیطرف یہ بھی نسبت کی گئی ہے کہ وہ معراج جسدی کی قائل ہیں۔ اسی روایت ثانیہ کو قاضی عیاض نے ترجیح دی ہے بنا بر علیہ صرف دو ہی اس مذہب کے قائل رہ گئے ایک حضرت معاویہؓ دوسرے محمد ابن اسحاق امام المغازی جو معراج روحی کے قائل ہیں ان کے دلائل یہ ہیں پہلی دلیل یہ آیت قرآنی ہے کہ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ حضور کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے کہ وہ خواب جو ہم نے تمکو دکھایا ہے وہ لوگوں کے فتنہ اور آزمایش کے لئے دکھایا ہے کہ جو واثق الایمان تھے وہ ایمان پر قائم رہے اور جو مذبذب تھے وہ کافر و مرتد ہوگئے اس آیۃ میں لفظ رویا آیا ہے جس کے معنی خواب کے ہیں معلوم ہوا کہ معراج خواب میں ہوئی ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ عن عائشۃ قالت ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے شب معراج میں حضور کو بستر سے بالکل گم نہیں کیا یعنی جسم اطہر حضور کا بستر مبارک پر ہی رہا اس سے صاف ظاہر ہے کہ معراج جسدی نہیں ہوئی ہے ورنہ حضرت عائشہ ایسا نفرماتیں

تیسری دلیل یہ ہے کہ بعض روایات معراج میں وارد ہوا ہے کہ بینما انا نائم فی الحطیم حضور فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں سو رہا تھا کہ مجھکو معراج ہوا۔ اسی روایت کے اخیر میں یہ لفظ وارد ہوا ہے کہ فاستیقظت وانا بالمسجد الحرام یعنی بعد بیان کرنے قصہ معراج کے حضور فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہوگیا اور میں نے اپنے کو مسجد حرام میں دیکھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ معراج محض خواب میں ہوئی ہے

پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ آیۃ پاک میں لفظ رویہ سے خواب مراد نہیں ہے بلکہ رویت بصری مقصود ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد الا فتنۃ للناس ارشاد ہوا ہے کیونکہ اگر خواب ہی میں حضور کو معراج ہوا ہوتا تو یہ ہرگز باعث فتنہ اور ارتداد کا نہیں ہو سکتا اور ہرگز لوگ مرتد نہیں ہوتے کیونکہ خواب کی حالت میں ہر فرد بشر مشرق سے مغرب تک ایک آن میں سیر کر سکتا ہے۔ اگر حضور نے خواب کی حالت میں تمام عرش و فرش کی سیر فرمائی تو کیا کمال ہوا اور یہ کونسی تعجب کی بات ہے کہ جس کی وجہ سے اسکو بعید و محال سمجھ کر صدہا لوگ منکر و کافر ہوگئے بلکہ یہ آیت اگر مفید ہو سکتی ہے تو انکو مفید ہے جو معراج جسدی کے قائل ہیں۔ دلیل لائے تھے اپنے اثبات مدعا کے لئے اور ثابت ہوگیا دوسرے کا مدعا

یہ عذر امتحاں جذب دل کیسا نکل آیا
میں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اب رہا احادیث سے جو معراج روحی سمجھا جاتا ہے وہ بھی صحیح ہے کیونکہ حضور کو پہلے خواب میں سب مقامات عالیہ کی سیر کرادی گئی تھی اس کے بعد اس خواب کا ظہور ہوا اور حضور بیداری میں معراج سے مشرف ہوئے۔

اب جس حدیث سے بحالت نوم معراج کا ثبوت ہوتا ہے۔ وہ ہمارے مدعا کے بالکل خلاف نہیں ہے کیونکہ یہ بھی بجائے خود صحیح ہے ہمارے مقصود کے منافی نہیں ہے۔ اب ان کے دلائل سنئے جو معراج جسدی کے قائل ہیں۔

پہلی دلیل وہی آیت ہے جو مذکور ہوئی یعنی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کیونکہ متبعین معراج روحی نے لفظ رویا سے اپنے دعوی کو ثابت کیا تھا اور متبعین معراج جسدی الا فتنۃ للناس سے اپنے دعوی کو ثابت کرتے ہیں اور لفظ رویا کو رویت کے معنی میں لیتے ہیں اور یہ ظاہر ہی ہوچکا ہے کہ اس آیۃ سے مقصود متبعین معراج جسدی کا بخوبی حاصل ہوتا ہے نہ فریق دیگر کا دوسری دلیل یہ ہے کہ عن ام ہانی ما اسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وھو فی بیتی تلک اللیلۃ صلی العشاء الآخرۃ ونام بیننا فلما کان قبل الفجر اھبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما صلی الصبح وصلینا قال یا ام ہانی لقد صلیت معکم العشاء الآخرۃ کما رایت بھذا الوادی ثم جئت بیت المقدس فصلیت فیہ ثم صلیت الغداۃ معکم الآن کما ترون وھذا نص فی انہ بجسمہ یعنی ام ہانی فرماتی ہیں کہ جس رات حضور معراج سے مشرف ہوئے ہیں حضور میرے ہی گھر میں تشریف فرما تھے نماز عشا کی پڑھکر حضور نے آرام فرمایا اور سو گئے قبل اصباح حضور نے ہمکو جگایا اور صبح کی نماز سے فراغت کے بعد حضور نے فرمایا کہ ام ہانی میں نے تمہارے ساتھ نماز عشا پڑھی اس کے بعد میں نے نماز تہجد بیت المقدس میں پڑھی اور اب نماز فجر میں نے مکہ میں پڑھی۔ یہ حدیث صاف ظاہر کرتی ہے کہ معراج جسدی ہوئی ورنہ اس عنوان سے حضور بیان نہیں فرماتے۔

تیسری دلیل ہے کہ بعض روایات میں اسطرح وارد ہوا ہے کہ بینما انا نائم فی الحجر جاءنی جبرئیل فھمزنی بعقبہ فقمت وجلست لحدہ یعنی حضور فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا جبرئیل آئے اور اپنی ایڑی سے مجھکو حرکت دی میں بیدار ہوکر بیٹھ گیا اور اس کے بعد حضور نے تمام قصہ معراج کا بیان فرمایا۔ اس حدیث کے سوق سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ حضور کو معراج بیداری کی حالت میں ہوا۔ اور اس کے سوا بہت دلائل ہیں جن سے معراج جسدی سمجھی جاتی ہے اسیوجہ سے اکثر کا مذہب یہی ہے اور بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو اس کے منکر ہیں۔

دوسرا امر قابل بحث یہ ہے کہ ایک لمحہ میں مکہ معظمہ سے عرش اعظم تک مسافت طے بھی ہو سکتی ہے یا نہیں طبیعت عقلیس ہرگز اس کو تسلیم نہیں کریگی مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل و علم سے بہرہ ور کیا ہے ان کے نزدیک یہ کوئی محال بات نہیں ہے اور ممکن کیا بلکہ واقع ہے چنانچہ پہلی دلیل امکان معراج کی یہ ہے کہ فلسفہ میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جسم ثقیل کی طبیعت مقتضی ہبوط کی ہے یعنی اس بات کو چاہتی ہے کہ نیچے آوے اور ہلکے اور لطیف اجسام کا میلان اوپر کی جانب ہے۔

پتھر کو دیکھئے جب اسکو چھوڑتے ہیں نیچے آپڑتا ہے وجہ صرف اتنی ہے کہ ثقیل ہے۔ آگ کو ملاحظہ کیجئے جب اس کی لپٹ جاویگی تو اوپر کو جاویگی اور یہی حال ہوا کا ہے سبب اسکا یہی ہے کہ دونوں لطیف ہیں۔ بہر حال جسم ثقیل کے صعود میں وہی وقت ہے جو جسم لطیف کے ہبوط میں ہونا چاہیے جب یہ بات ثابت ہوئی تو ہمارا دعوی بھی ثابت ہوگیا کیونکہ جتنے اہل کتاب ہیں خواہ نصرانی ہوں یا یہودی اس بات کے ضرور قائل ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک لحظہ میں عرش اعظم سے نبی وقت کے پاس پہونچے تھے جب یہ بات ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ معظمہ سے عرش اعظم تک ایک لحظہ میں پہونچے اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو ایک لحظہ میں عرش اعظم سے مرکز عالم تک آ سکتے ہیں مگر حضور کا تشریف لیجانا محال ہے۔

باقی دارد

مکاتبات مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار آستانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نصیر آباد سے ایک استفتا غلام قادر صاحب نے سجدہ تعظیم کے متعلق حضرت جلیل المناصب عظیم المناقب حامی سنت ماحی بدعت استاذی مفتی اعظم مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب دامت برکاتہم صدر المدرسین مدرسہ معینیہ عثمانیہ کی خدمت سراپا برکت میں بھیجا تھا جس کا جواب لکھکر مستفتی کو دیدیا گیا وہ فتویٰ مستفتی نے یا کسی اور نے مستفتی سے لیکر اخبار الفاق میں چھپوا دیا۔ فتویٰ کے شائع ہونیسے مجھے بہت مسرت ہوئی کہ جو لوگ ناواقف ہیں واقف ہو جائیں گے۔ مگر اسکی اشاعت میں بعض فروگذاشتیں ہوئیں۔ سوال کی عبارت بالکل نہیں لکھی جسکی وجہ سے بظاہر فتویٰ ہونا مفہوم نہیں ہوتا اور اگر براہ اختصار سوال کو حذف ہی کرنا تھا تو کم از کم سرخی قائم کرنیکی جگہ فتویٰ لکھدیا ہوتا تو شاید مفید و موثر ہوتا مگر خیر یہ امر چنداں قابل اعتراض نہیں البتہ یہ بات ضرور قابل لحاظ ہے کہ پورا فتوے نقل نہیں کیا بلکہ اسکا آخری جز و جو ضروری تھا اُسے حذف کر دیا اور آخر میں یہ نوٹ دیدیا کہ اس کا سجدہ تعظیم سے تعلق نہیں ہے۔ اگر سجدہ تعظیم سے تعلق نہوتا تو وہ فتویٰ میں درج ہی نہیں کیا جاتا۔ بعض لوگ قدمبوسی ہی کو سجدۂ تعظیم سمجھتے ہیں اسلئے وہ مضمون درج کیا گیا تھا کہ معلوم ہوجائے کہ سجدۂ تعظیم و قدمبوسی میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ سجدۂ تعظیم ناجائز و حرام اور قدمبوسی جائز و مستحب لہذا اُس کے عدم جواز سے اس کو ناجائز سمجھنا غلطی ہے۔ دوسرے یہ کہ فتوے میں بقصد تعظیم حد رکوع تک جھکنے کو ممنوع تحریر کیا گیا جس سے بظاہر یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ دست بوسی و قدمبوسی میں تو اس سے بھی زیادہ جھکنا پڑتا ہے لہذا یہ بھی ممنوع ہوگی۔ اس بحث کو صاف اور واضح کرنیکی ضرورت تھی اسلئے فتویٰ میں اس کا ذکر کیا گیا تھا کہ کہیں کم عقل یہ نہ سمجھ جائیں کہ قدمبوسی بھی ناجائز ہے لہذا اسی لئے خصوصیت کیساتھ امام نووی و سید ملا علی قاری علیہما رحمۃ الباری کے اقوال سے بھی اسکا جواز ثابت کیا گیا تھا تاکہ معلوم ہو کہ یہ صورت انحنا کے اندر داخل نہیں کہ وہ دونوں باوجود انحنا کے منع کرنیکے دست بوسی کے لئے اجازت دیتے ہیں۔ اور اب جبکہ وہ مضمون فتویٰ سے خارج کر دیا گیا تو جس مقصود کے لئے وہ لکھا گیا تھا فوت ہو گیا۔ اور عوام کے غلطی میں پڑ جانیکا قوی احتمال پیدا ہوا اور جب فتویٰ شائع ہوا ہے تو اس جزو کا شائع کرنا بھی ضروری ہے۔ اخباری روش یہ ہے کہ جو مضامین شائع ہوتے ہیں ایڈیٹر اُن سے متفق نہو تو اتنا لکھدیتے ہیں کہ مضمون سے ایڈیٹر کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ جب اخباری مضامین میں اخباروں کی یہ روش ہے کہ اسکو پورا چھاپ دیتے ہیں تو فتویٰ کو پورا نہ چھاپنا تعجب ہے میں خود ایڈیٹر الفاق ہی کو اُس کی تکمیل کیلئے لکھتا مگر یہ خیال کیا کہ شاید کسی مصلحت کی بنا پر انہوں نے اسکو ترک کر دیا ہو انکو اس کی تحریک مناسب معلوم نہوئی کیونکہ اگر وہ چھاپنا چاہتے تو سارا مضمون پہلے ہی پرچہ میں لکھدیتے۔ دوسرے پرچہ میں بقیہ بھی چھاپنے کی ضرورت نتھی۔ پہلے پرچہ کا آخری صفحہ جسمیں فتویٰ کی دو سطریں ہیں بالکل خالی ہے وہ صفحہ اِس مضمون اور جسکو دوسرے پرچہ میں شائع کیا سب کے لئے کافی تھا اور ناظرین کو اسمیں بہت سہولیت ہوتی کہ تمام مضمون ایک ہی جگہ دیکھ لیتے مگر کسی مصلحت کی بنا پر ایسا نہ کیا لہذا بقیہ مضمون کی نقل آپ کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ آپ اپنے اخبار میں درج کر دیں۔

غلام محی الدین جیلانی۔ ۲۱ جنوری ۲۹ء

بقیہ مضمون متعلق فتویٰ سجدہ تعظیم

اثنا تحریر میں یہ حدیث بیان کی گئی کہ ملاقات کے وقت ایک شخص دوسرے کے لئے انحنا نہ کرے اس مضمون سے اگر کوئی شخص یہ شبہہ کرے کہ علما و مشائخ کی دست بوسی و قدمبوسی بھی ناجائز ہے کہ انمیں بھی تا حد رکوع بلکہ اس سے زائد جھکنا ہوتا ہے اور جھکنا ناجائز لہذا یہ بھی ناجائز تو یہ جواب دیا جائیگا کہ یہ استدلال صحیح نہیں مطلقا جھکنا ممنوع نہیں بلکہ وہ ممنوع ہے جو بقصد تعظیم ہو جیسے آجکل بہت سے لوگ سلام کیلئے اتنا جھکتے ہیں کہ رکوع کی ہیأۃ پیدا ہو جاتی ہے یہ ناجائز ہے دست بوسی و قدمبوسی میں جھکنا مقصود بالذات نہیں اگر فرض کیا جائے کہ جسکے ہاتھ چومتے ہیں وہ کھڑا ہے یا اسکا ہاتھ اتنا بلند ہے کہ بغیر جھکے ہوئے بوسہ دے سکتا ہے تو ہرگز نہ جھکیگا یونہیں اگر پاؤں اتنی بلندی پر ہو کہ جھکنے کی حاجت نہیں تو کوئی نہ جھکیگا معلوم ہوا کہ جھکنا بغرض تعظیم نہیں لہذا جائز چنانچہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن کو بوسہ دیا یونہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد وفات بوسہ دیا بعد ہجرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے مزاج پرسی کے بعد آنکے رخسار پر بوسہ دیا اسکو ابوداؤد نے براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا بلکہ صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دست بوسی و قدمبوسی کیا کرتے تھے اگر یہ اس انحنا میں داخل ہوتا تو ضرور حضور انور انہیں منع فرماتے حالانکہ منع نفرمایا زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو وفد عبد القیس میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ کہتے ہیں لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رجلہ جب ہم مدینے پہنچے تو اپنی سواریوں سے جلدی سفر کرکے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے دست مبارک و پائے مبارک کو بوسہ دیا رواہ ابوداؤد ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں قال النووی تقبیل ید الغیر ان کان لعلمہ وصیانتہ وزھدہ ودیانتہ ونحو ذلک من الامور الدینیۃ لم یکرہ بل یستحب وان کان لغناہ او جاھہ فی دنیاہ کرہ وقیل حرام۔ اور در مختار میں ہے لا باس بتقبیل ید الرجل العالم المتورع علی سبیل التبرک درر ونقل المصنف عن الجامع انہ لا باس بتقبیل ید الحاکم والمتدین السلطان العادل وقیل سنۃ مجتبی ولا رخصۃ فیہ لغیرھما ھو المختار طلب من عالم او زاھد ان یدفع الیہ قدمہ و یمکنہ من قدمہ لیقبلہ اجابہ وقیل لا۔ رد المحتار میں ہے وقیل سنۃ قال الشرنبلالی وعلمت ان مفاد الاحادیث سنیتہ او ندبہ کما اشار الیہ العینی قولہ اجابہ لما اخرجہ الحاکم ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ارنی شیئا ازداد بہ یقینا فقال اذھب الی تلک الشجرۃ فادعھا فذھب الیھا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدعوک فجاءت حتی سلمت علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لھا ارجعی فرجعت قال ثم اذن لہ فقبل رأسہ ورجلیہ وقال لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا وقال صحیح الاسناد اھ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

کشمیر کی ایک فرضی انجمن کا چندہ

مسلمان خبردار رہیں

خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا کانپور نے اطلاع دی ہے کہ حال میں ایک نوجوان کانپور میں چندہ جمع کرتا پھر گیا ہے۔ اس نے اپنا نام سبط علی بی اے علیگ فرزند خان بہادر آغا سید محمد حسین ایم ایل اے بیرسٹر ایٹ لا ساکن کشمیر سابق سشن جج پنجاب ظاہر کیا۔ ایک اشتہار گلابی رنگ کا چھپا ہوا تقسیم کیا جسمیں مشتہر کا نام مسٹر رشید الزماں خاں بی اے آکسن بیرسٹر ایٹ لا رئیس کشمیر درج ہے انجمن کا نام انجمن فلاح المسلمین کشمیر سرپرست انجمن مسٹر شیخ عبد الودود سی ٹی۔ ای لکھا ہے اور یہ ظاہر کرکے کشمیر کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مسلمان روزانہ پادری مشن اور شدھی سبھا کی نذر ہو رہے ہیں چندہ کیلئے نہایت دردانگیز اپیل کی ہے جس نے جناب مولانا سید میرک شاہ اور منشی محمد الدین فوق صاحب اڈیٹر اخبار کشمیری لاہور سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ تمام داستان سراسر فرضی ہے نہ کشمیر میں ان ناموں کے کوئی انسان ہیں نہ اس نام کی کوئی انجمن ہے نہ ان صاحبان کا کوئی وجود ہے جو درج کئے گئے نہ یتیم خانہ ہے نہ کوئی مڈل سکول جیسا کہ اشتہار میں بیان کیا گیا ہے مسلمان خبردار ہوجانا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص ایسا اشتہار تقسیم کرتا دکھائی دے یا ایسا اشتہار دکھا کر چندہ طلب کرے تو فوراً اس شخص کو پولیس میں پیش کر دیں

اقتباسات

ہندوستان کا حصہ

کلکتہ کے ایک انگریز تاجر ایک ولایتی اخبار ہفتہ وار میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان کی انگریزی آبادی ہر سال ۱۰۲۳۰۰۰۰ پونڈ تقریباً ساڑھے تیرہ کروڑ روپیہ اپنے اوپر خرچ کرتی ہے۔ مجھے تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اس رقم کا پورا پانچ فیصدی حصہ بھی انگریزی مال کی خریداری پر صرف نہیں ہوتا اس لئے کہ انگریزی مال ملتا ہی نہیں۔

جان بلنٹ لنڈن ۲۴ نومبر

ظاہر ہے کہ یہ تیرہ چودہ کروڑ کی آمدنی ہندوستان ہی سے حاصل کی ہوئی ہوتی ہے یعنی یا تو ملازموں اور عہدہ داروں کو ہندوستان کے خزانہ سے تنخواہوں کی شکل میں وصول ہوتی ہے اور یا انگریز تاجروں، ڈاکٹروں، بیرسٹروں کی جیبوں میں فیس، سود منافع وغیرہ کے نام سے ہندوستانیوں کی جیب سے نکل کر پہنچی ہے۔ یہ تو معلوم ہوا کہ اس عظیم الشان رقم کا پانچ فیصدی حصہ سے بھی کم حصہ برطانیہ تک پہنچتا ہے لیکن آخر پچانوے فی صدی سے زائد کا حصہ کہاں خرچ ہو جاتا ہے کیا بجز امریکہ، اٹلی، جرمنی، فرانس، وغیرہ کے مال کے اُس رقم کا جو ہندوستان سے حاصل ہوئی ہے۔ دسواں، بیسواں، پچاسواں کوئی سا حصہ ہندوستان کے مال کی خریداری پر بھی صرف ہوتا ہے۔

بنا دکھ اور پرائی دوا

ڈاکٹر سدہندر بوس، جو ایک ہندوستانی نژاد امریکی ہیں، یعنی سالہا سال سے امریکہ کو باضابطہ وطن بنا چکے ہیں۔ اور وہیں کی ایک یونیورسٹی میں سیاسات کے پروفیسر ہیں۔ اپنی سیاحت اٹلی کے ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"اٹلی کی نوجوان عورتیں جو اپنی دُبلی سیاہ آنکھوں اور اپنے پرشہوت"
"ہونٹوں کے لئے مشہور رہیں۔ اچھے لباس پر مٹی ہوئی ہیں چہرہ"
"کے رنگ و روغن کو پوڈروں سے آراستہ کئے اور امریکی عورتوں"
"کی طرح ٹانگیں کھولے، اونچے اونچے سایئے پہنے ہوئے اپنی"
"فرانسیسی اور انگریزی بہنوں کی طرح بے حیائی کے ساتھ"
"سگریٹ پیتی پھرتی رہتی ہیں۔ لیکن نصیبہ کی اچھی نہیں اس لئے"
"کہ جنگ عظیم کے بعد سے دو دو تین تین عورتوں کے لئے۔ ملک میں"
"ایک ایک مرد رہ گیا ہے! موجودہ حکومت نے قوم کی آئندہ نسل"
"بڑھانے کے لئے بن بیاہے مردوں پر ٹیکس باندھ رکھا ہے اور جن"
"گھرانوں میں کئی کئی اولادیں ہیں اُن کے افراد خاندان کے لئے انعام"
"اور وظیفے مقرر کر رکھے ہیں لیکن ان تمام کارروائیوں کے باوجود بھی"
"اٹلی میں نکاح کا بازار سرد پڑا ہوا ہے"

ماڈرن ریویو کلکتہ جنوری ۱۹۲۹ء

لیکن اس صورت حال میں آخر فرق ہی کیا ہے۔ مانا کہ کئی کئی عورتوں کے لئے صرف ایک ہی مرد باقی رہ گیا ہے۔ اور شرح پیدائش روز بروز گھٹتی جا رہی ہے۔ لیکن آخر اس میں خرابی ہی کیا ہے جو اس کے علاج پر خاص توجہ کی جا رہی ہے۔ اور حکومت خاص خاص تدابیر اختیار کرنے کی زحمت گوارا فرما رہی ہے۔ نکاح کی طرف سے توجہی، رغبتی، لوازم تمدن سے ہے۔ پرورش اولاد کی ذمہ داریوں سے بیزاری تہذیب جدید کے فرائض میں داخل ہے۔ ۔۔۔ صاف لفظوں میں اولادکشی نہیں سہی تاہم منع حمل کے طریقوں کو تو اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹر اور اونچے سے اونچے ماہرین فن ضروری ٹھہرا چکے ہیں۔ تو کیا خدانخواستہ مضمون نگار کا یہ منشا ہے کہ اس فضا میں نکاح و تربیت اولاد کے فضائل کو شائع کیا جائے اس آب و ہوا میں تعدد ازدواج کے سیدھے اور فطری طریقہ کا نام زبان پر لایا جائے؟ اس بیسویں صدی عیسوی میں مالتھس، اور ڈرسڈیل۔ مس سینگر، مس میری اسٹوپ کے علم و عقل، عضویات و معاشیات کے سامنے پہلی صدی ہجری کے عقائد، اخلاقیات، معاملات، کے بھولے ہوئے سبق دُہرائے جائیں؟ "سچ"

حوادث محلیہ

حاضرین آستانہ

۲۱ جنوری کو شام کو پانچ بجے کی گاڑی سے غلام محمد خاں صاحب سوداگر کوئٹہ بلوچستان وارد اجمیر ہوئے اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد اسمٰعیل صاحب کے ذریعہ شرف زیارت حاصل کر کے ۲۵ جنوری کو صبح دس بجے کی ٹرین سے روانہ ہوئے۔

موسم

۲۵ جنوری دو تین دن سے دنیا کے شامیانہ نیلگوں پر چادر سحاب کھینچی ہوئی ہے۔ آفتاب عالمتاب کبھی کبھی نقاب سحاب سے اپنی تاب ناک چہرے نے درشن دیتا ہے اور پھر چھپ جاتا ہے۔ سردی کا زور کم ہو گیا ہے مگر بادوں کی رخصت پر شاید موسم سرا ایک بار اور اپنا زور دکھائے گا۔ آب و ہوا بالکل صاف ہے اور خدا کے فضل و کرم سے کسی قسم کی شکایت شہر میں نہیں پائی جاتی ہے۔

عراق و برطانیہ

حکومت عراق کا سقوط

بغداد ۲۰ جنوری خیال کیا جاتا ہے کہ کل حکومت عراق مستعفی ہو جائیگی جسکا یہ باعث ہے کہ حفاظت عراق کے بارے میں حکومت برطانیہ اور عراق میں اختلاف خیال پیدا ہو گیا ہے برطانوی نقطۂ نظر یہ ہے کہ ابھی عراق استقلال نہیں ہوا جو اپنی حفاظت کی ذمہ داری لے سکے۔ "ہمدم"

عراق اور انسداد غلامی

جنیوا ۱۹ جنوری برطانوی حکومت نے سکرٹری انجمن اقوام کو مطلع کیا ہے کہ عراق نے مجلس انسداد غلامی منعقدہ جنیوا ۱۹۲۶ء کا جو فیصلہ کیا ہے اسکا نفاذ ۱۸ جنوری سے ہوگا۔

اخبار الہند

خسرو دکن کا عزم مدراس

حیدر آباد دکن۔ سنا گیا ہے کہ ۱۷ شعبان المعظم کو بوقت شب سواری شاہانہ عازم مدراس ہوگی ۲۹ شعبان تک مراجعت عمل میں آنے کی توقع ہے۔ انتظامات قیام کے لئے سید زین الدین صاحب انجینئر ابوابِ شاہی جو بمبئی گئے تھے وہاں سے مدراس روانہ ہو چکے ہیں۔

حیدر آباد دکن۔ نواب عثمان یار الدولہ بہادر کمانڈر افواج آصفی جس زمانہ میں سفر شاہانہ مدراس کے دوران میں ہمرکاب سعادت خسروی رہیں گے نواب ہاشم نواز جنگ بہادر، افواج کے باقاعدہ کے انچارج رہیں گے۔

واگذاشت علاقہ جات پائیگاہ

حیدر آباد دکن۔ ۵ شعبان المعظم کو ہر سہ پائیگاہ کی واگذاشت کا فرمان نافذ ہو چکا۔ اور پائیگاہ سر آسماں جاہ بہادر مرحوم کے امیر نواب معین الدولہ بہادر، پائیگاہ سر خورشید جاہ بہادر کے امیر نواب لطف الدولہ بہادر مقرر ہوئے پائیگاہ سر وقار الامرا بہادر مرحوم کے انتظامات نواب سلطان الملک کی کمیٹی کے اختیار میں رہیں گے۔ "صحیفہ"

بمبئی میں خلافت کانفرنس

بمبئی ۲۰ جنوری کو بمبئی میں خلافت کانفرنس منعقد ہوگی جس کی صدارت مولانا حسرت موہانی فرمائیں گے۔ "سیاست"

اڈیٹر مدینہ کی گرفتاری

بجنور ۲۰ جنوری مولوی نور الرحمن صاحب بی۔ اے علیگ، ایڈیٹر جریدہ مدینہ ۱۹ جنوری کی شب کو ۹ بجے کے وقت گرفتار کر لئے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ گرفتاری ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کے مدینہ میں کسی مضمون کی اشاعت پر عمل میں آئی ہے جو غالباً افغانستان کے متعلق تھا۔

روزنامہ طوائف کا اجرار

دہلی ۲۰ جنوری شب گزشتہ محلہ سرکی والان میں دہلی کی طوائفوں کا ایک پرائیوٹ جلسہ ہوا۔ بڑی بڑی تقریریں ہوئیں۔ طوائفوں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ وہ حفاظت خود اختیاری کا انتظام کریں گی۔ جلسہ ہی میں دو ہزار روپیہ چندہ کا وعدہ ہو چکا ہے۔ روزنامہ طوائف" کی ایڈیٹر صاحبہ آج کل بمبئی میں ہے انٹرنس تک تعلیم پائی ہے اور اُردو اچھی جانتی ہے۔

گجرات کالج کی ہڑتال

احمد آباد ۱۸ جنوری گجرات کالج کی ہڑتال ہنوز جاری ہے پرنسپل نے بھی شرائط صلح منظور کر لی ہیں

احمد آباد ۱۹ جنوری ہمجولی طلبا نے ایک جلوس نکالا اور اُن کی زبان پر یہی نعرہ تھا کہ شرمان کو نکالدو۔ یہ جلوس کالج سے نکلا اور پرنسپل کے بنگلہ کے سامنے سے گزرا۔

ممالک غیر

دو گاڑیوں کا تصادم

مدراس ۲۱ر جنوری ڈگیراور کے مقام پر ایک مسافر گاڑی اور مال گاڑی میں تصادم ہو گیا۔ مسافر گاڑی کا سکینڈ گارڈ سخت مجروح ہوا ایک ریلوے کانسٹبل اور کریوں کو جراحتیں پہنچیں۔

مولانا نیرنگ کی روانگی حجاز

مولانا غلام بھیک صاحب نیرنگ معتمد جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ حجاز کو روانہ ہو گئے۔ مولانا نے جمعیتہ کا کام معتبر اصحاب کو تفویض کر دیا ہے۔ "ہمدم"

آتشبازی کا مہلک حادثہ

دہلی ۲۱ر جنوری کو قطب روڈ پر بشیر نانبائی کی دوکان پر، آتشبازی بنائی جا رہی تھی۔ بارود اور پوٹاس سے انار بھرا جا رہا تھا۔ کہ وہ یکایک پھٹ گیا۔ دو آدمی ہلاک اور چار اشخاص زخمی ہوئے۔

ڈرائیور نے بمشکل انجن کو روکا

پشاور ۲۰ر جنوری کو جب کلکتہ میل خاہ رو کے پلیٹ فارم پر پہنچی تو ایک نوجوان لڑکا بیس سالہ پلیٹ فارم پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کی ٹانگیں لائن کے نزدیک تھیں۔ یہ دیکھ کر ڈرائیور نے بمشکل تمام انجن کو روکا۔ لڑکے نے بچنے کے بعد بھاگنے کی کوشش کی مگر وہ ٹکٹ کلکٹروں نے اُسے زیر حراست کر لیا۔ "ہمدم"

میرٹھ میں مذہبی کانفرنس

میرٹھ ٹمہانہ دروازے کے باہر برف خانہ کے میدان میں ۱۱ر جنوری سے لیکر ۱۴ر تاریخ تک مذہبی کانفرنس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ مفتی کفایت اللہ صاحب مولانا احمد سعید صاحب بھی شریک جلسہ ہوئے تھے۔ ۱۲ر اور ۱۳ر تاریخ کو پنڈت آتمانند بانی ست دھرم اور آریہ سماج کے مابین مناظرہ ہوا۔ آخری روز مولانا احمد سعید صاحب کی پُر معنی تقریر ہوئی۔

الور میں نیا راج محل

الور۔ مہاراجہ الور نے فیصلہ کیا ہے کہ پہاڑی موتی ڈونگری پر ایک نیا راج محل تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ ۱۷ر جنوری کو تمام معزز مہمانوں کے موجودگی میں مہاراجہ صاحب نے اسکا سنگ بنیاد رکھا۔ نئے محل کا نام جے راج بھون تجویز ہوا ہے۔ "مستقل"

مہاراجہ الور کو راج رشی کا خطاب بھی دیدیا گیا ہے۔

کوئلوں میں اعلےٰ قسم کا پیٹرول

کوئلوں سے جو تیل حاصل ہوتا ہے اس سے اعلیٰ قسم کا پیٹرول بنانے کے تجربے ہو رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب یہ جدید پیٹرول عام ہو جائے گا۔

تار کے متعلق نئی ایجاد

اسوقت برقی پیغامات کے ارسال کرنیکا یہ طریقہ تھا کہ تار کے الفاظ اشاروں کے ذریعہ مقام مقصود کو بھیجدیئے جاتے تھے اور وہاں کلرک اسے نقل کر کے مکتوب الیہ تک پہنچا دیتا تھا۔ لیکن اب لاسلکی کی تھیوں نے اس میں بھی ایک، عظیم الشان ترقی کی ہے یعنی ایک ایسی مشین ایجاد کیگئی ہے جس میں کاتب کا تار رکھدیا جائیگا اور جس جگہ وہ تار جانیوالا ہے وہاں کی دوسری مشین اس تار کا عکس لے لیگی اور اس طرح کاتب کا لکھا ہوا تار مکتوب الیہ تک پہنچ جائیگا۔

کابل میں قتلِ عام کا اندیشہ

چمن۔ ۲۲ر جنوری عنایت اللہ خاں قندھار جانے کے لئے پشاور سے بسرعت تمام چمن روانہ ہوئے لاہور اسٹیشن پر ان کا ورود بالکل پوشیدہ رکھا گیا۔ ٹرین جب اسٹیشن پر رُکی تو مسلح سرحدی دستہ ٹرین کی حفاظت کر رہا تھا۔ عنایت اللہ خاں اور اُن کے رفقا بہت مضمحل ہو رہے تھے۔ انکا خیال ہے کہ اگر تخت و تاج افغانستان سے دست برداری نکیجاتی تو کابل میں قتل عام ہو جاتا عنایت اللہ خاں کے ہمراہی خاموشی سے کام لے رہے ہیں۔ دوران سفر میں ریلوے کمپارٹمنٹ کے اندر افغان سرداروں کی متعدد کانفرنسیں ہوئیں۔ عنایت اللہ خاں اور ان کے سرداروں نے پشاور میں کچھ کپڑے خریدے۔

تازہ ترین اطلاعات سے واضح ہوتا ہے کہ بچہ سقہ کے قتل کی خبر بالکل غلط ہے۔

شاہ عنایت اللہ خاں اور اُن کے ہمراہی جس ٹرین سے روانہ ہوئے وہ نہایت تیز چلائی گئی۔ اور سر فرانسس ہمفریز برطانوی سفیر افغانستان نے حکومت ہند سے اس کا خاص طور سے انتظام کیا تھا۔ رازداری کے خیال سے ٹرین کو معینہ اوقات کے خلاف چلایا گیا۔

پشاور میں شاہ عنایت اللہ خاں کو سرکٹ ہاؤس میں ٹھہرانے کا انتظام کیا تھا لیکن وہ ڈین ہوٹل کے کمرے نمبر ۲ میں مقیم ہوئے "مستقل"

سردار عنایت اللہ خاں پشاور میں

پشاور۔ ۲۲ر جنوری ساڑھے تین بجے سردار عنایت اللہ خاں مع سردار عبدالعزیز خاں سابق وزیر حربیہ اُن کے سکرٹری سردار عبدالحکیم خاں سردار علی احمد جان سابق سفیر در جرمنی سردار محمود بیگ طرزی کے فرزند سردار عبدالتواب صاحب نیز مع سات مستورات کے وارد پشاور ہوئے چیف کمشنر صوبہ سرحد نے آپکا استقبال کیا۔ پھر فوراً بذریعہ موٹر کار آپکو ڈین ہوٹل میں پہنچایا گیا۔ جہاں چائے نوشی فرمائی۔ ہوٹل کے اردگرد پولیس کا زبردست پہرہ تھا آپ کے آنے کی خبر شہر میں بجلی کی طرح دوڑ گئی۔ لوگ جوق در جوق میدان اور ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔ شہر میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ شہر یار امان اللہ خاں تشریف لائے ہیں۔ مگر جب سب نے عنایت اللہ خاں کو دیکھ لیا تو حقیقت حال معلوم ہو گئی۔ "سرحد"

افغانستان کی بادشاہت کا اعلان

دہلی ۲۲ر جنوری شاہ امان اللہ خاں نے کابل کی دست برداری سے باقاعدہ طور پر انکار کر دیا ہے اور اُن شاہی اختیارات پر پھر دعویٰ کیا ہے جو مملکت کابل پر حاصل تھے۔

یہ اہم خبر گذشتہ شب میں دہلی کے قونصل خانہ افغانستان کو ملی ہے جو سفارت خانہ کے اراکین کے کامل اطمینان کا باعث ہوئی۔

کابل پر حملہ کی تیاری

معلوم ہوا ہے کہ شاہ امان اللہ خاں کابل پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف و سرگرم ہیں۔ باشندگان کابل شاہ موصوف کے زبردست مؤید ہیں۔ جو اُن کی مدد کریں گے۔

غزنی میں فوجوں کا اجتماع

لندن ۱۲ر جنوری ہرات سے اسکو کا ایک پیام آیا ہے کہ قندہار اور غزنی کے علاقوں سے بڑی تعداد میں فوجیں غزنی میں مجتمع ہو رہی ہیں۔ اطلاع ملی ہے کہ شاہ امان اللہ خاں ان فوجوں کی خود قیادت کریں گے۔ مگر سامان خورد و نوش کی کمی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے گرانی ہے۔ اور ڈاکہ زنی کے حادثات میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

کابل کی حالت

فرانسیسی اسکول لوٹ لیا گیا شہری حالت کیوجہ سے سارا کاروبار رُک گیا ہے۔ تجارت پیشہ لوگ پریشان ہیں۔

شاہ امان اللہ خاں کی تائید

لوگوں کے جذبات زیادہ تر شاہ امان اللہ خاں کی تائید و حمایت میں ہیں۔ اور روز بروز ترقی کر رہے ہیں۔

دہلی ۲۲ر جنوری چمن کی اطلاعات مظہر ہیں کہ شاہ امان اللہ خاں نے اپنی حکومت کا جھنڈا پھر بلند کر دیا ہے اور قندہار کے معززین کا ایک دربار عنقریب کیا ہے۔

امیر حبیب اللہ (بچہ سقہ) کا سب سے پہلا یہ کام ہوگا کہ ان لوگوں کو اپنے گھر واپس کر دے جو کابل میں کثیر تعداد میں جمع ہو گئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ بچہ سقہ کابل میں معمولی حالت قائم کرنے کے لئے امکانی کوشش کر رہا ہے۔ اور اسکے لئے بھی کوشاں ہے کہ وزیر مقرر ہو جائے۔

البانیہ میں قحط کا اندیشہ

البانیہ کے بہت بڑے علاقہ میں قحط کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے پانچ سال خشک سالی کیوجہ سے تمام فصلیں خراب ہو گئی ہیں۔

ایران میں بغاوت

ہمدان کی مبہم خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ دوست محمد خاں نے مرکزی حکومت کے مقابلہ میں بغاوت کر دی ہے۔ بغاوت روز بروز ترقی پذیر ہے۔ طاقتور ایرانی فوجیں انکی طرف بڑھ رہی ہیں، مشہد و کرمان کیجانب سے دو ہوائی جہاز ان کی مدد پر ہیں۔

ماہرین دق کی قدر افزائی

ڈاکٹر بنگرے اور ڈاکٹر باکٹ نے دق کے متعلق ۱۹۲۸ء میں جو تحقیقات کی ہے اور ان سے جو مفید نتائج پیدا ہونے والے ہیں ان کے صلہ میں ان کو پچیس ہزار فرانک انعام عطا کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ سونے کا ایک تمغہ بھی دیا گیا ہے۔

ایک ضروری اطلاع

رشید الدین ساکن جے پور کو دفتر توحید کی طرف سے ایک رسید بک دی گئی تھی لیکن وہ انھوں نے دفتر میں واپس نہیں دی لہذا تمام اہل اسلام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ صرف اسی شخص کو دفتر کی طرف سے رسالہ توحید کی اشاعت کے لئے مجاز سمجھیں جسکے پاس رسید بک کے علاوہ دفتر کی سند بھی موجود ہو۔

ابو غلام رسول دفتر رسالہ توحید اجمیر

نرخنامہ اشتہارات اخبار آستانہ

تعداد	ایک بار	ایکماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۲ بار)	چھ ماہ (۲۴ بار)	ایک سال (۴۸ بار)
¼ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۱) ¼ صفحہ سے کم کیلئے فی سطر ۸ر کے حساب سے اُجرت لی جائے گی۔

مینجر اخبار آستانہ اجمیر

تجارت کے دو عظیم الشان راز

(۱) کامیابی کو حاصل کرنا ایمانداری اختیار کرنا اعلیٰ درجہ کی پالیسی ہے (۲) قلیل منافع لینا اور وسیع پیمانہ پر کثرت سے تجارت کرنا یہی دو اصول ہیں جنکے ماتحت ہماری فیکٹری پبلک کی خدمت کا فخر حاصل کر رہی ہے چنانچہ انہیں اصولوں کو مدنظر رکھکر مندرجہ ذیل نرخنامہ نہایت محنت سے پائیدار حسب دلخواہ شیپ کے جوتوں کا دیا جاتا ہے جن میں تمام چمڑہ ہوم ملی کارخانوں کا اور قیمتیں وہ دیئے گئے ہیں جنکی بابت انتہائی رعایتیں ہیں۔

تفصیل جوتہ مردانہ — **نمبر پیر معہ قیمت فی جوڑہ جوتہ معہ بوٹ شلیپر سوتی**

تفصیل	۴ و ۵	۶ و ۷	۸ و ۹	۱۰ و ۱۱	نمبر پیر
اصلی سیاہ کروم کا شیو ڈربی یا اکسفورڈ شیپ حسب دلخواہ مثلاً امریکن، انگلش، میڈیم پائنٹڈ وغیرہ وغیرہ۔ براؤن کروم کے لئے ۴ر فی جوڑہ زیادہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
اصلی سیاہ کروم کا بوٹ۔ ایضاً ایضاً ایضاً۔ براؤن کروم کے لئے ۸ر فی جوڑہ زیادہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
اصلی سفید کروم کا بوٹ فٹ بال اعلیٰ قسم پائدار اور خوبصورت سلیپر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
سیاہ یا براؤن کا پیچھے دار یا منڈا یا پمپ شو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
اصلی سیاہ پیٹنٹ کا پمپ یا کورٹ شیو معہ ربن بو اعلیٰ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
سپاٹ سیاہ کروم یا براؤن کروم نہایت پائدار خوبصورت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
واٹر پروف کا کینوس ٹینس شو اعلیٰ قسم پائدار	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"

اگر آپ بروک جوتہ بنوانا چاہیں گے تو ۵ر فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا

نوٹ:۔ اگر آپ مندرجہ بالا جوتوں میں کرپ ربڑ سول لگوانا چاہیں گے تو ۱۲ر فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا۔ اگر ایک ہی جوتہ میں کرپ سول بھی لگوائیں گے اور بروگ بھی کرا دیں گے تو صرف ۱ر فی جوڑہ مندرجہ بالا قیمت سے زیادہ لیا جاوے گا۔

زنانہ گرگابی یا پمپ اصلی سیاہ کروم ہر ناپ — درجہ خاص [illegible] درجہ اول [illegible] درجہ دوم [illegible] درجہ سوم [illegible] فی جوڑہ

زنانہ گرگابی اصلی سیاہ پیٹنٹ لیدر معہ ربن بو — [illegible]

زنانہ لیڈی شیو معہ اونچی ہیل اعلیٰ قسم سیاہ پیٹنٹ لیدر یا ولایتی گدڑیا سوئڈ یا ولایتی دو کاف

شرائط آرڈر کے ہمراہ ۴ر فی جوڑہ پیشگی وصول ہونے پر تعمیل ہوگی۔ بقایا رقم ذریعہ وی۔ پی وصول کی جاویگی۔ آرڈر دیتے وقت پیر کا نمبر یا پیر کا نقشہ کاغذ پر پنسل سے اتار کر روانہ کر دیجئے گا تاکہ جوتہ فٹ بن سکے۔

محصول و پیکنگ معاف بشرطیکہ آرڈر ایک درجن جوڑہ کا ایک ساتھ ہو۔ ورنہ بذمہ خریدار

قیمت واپس۔ اگر مال حسب ہدایت نہ بنا ہو۔ یا معقول وجوہات پر پسند نہ ہو تو اسی حالت میں ایک ہفتہ کے اندر واپسی پر قیمت واپس۔

خاص رعایت سوداگر صاحبان کو جو بنا بنایا مال فروخت کرتے ہیں اگر ایک ساتھ بارہ درجن جوڑہ کا آرڈر دیں گے تو علاوہ فری محصول ریل و پیکنگ کے انتہائی رعایت سے مال دیا جاتا ہے۔

شرائط ایجنسی۔ اگر کوئی ایجنسی لینا چاہیں تو ہم معقول کمیشن پر ایجنسی دیتے ہیں جس کے شرائط مفصل طلب کیجئے۔

المشتہر:۔ ماسٹر عبد الحق قریشی مینجر راجپوتانہ بوٹ اینڈ شو فیکٹری کوٹہ آ۔ پی

دار الاشاعت معینیہ مخزنہ خدام خواجہ اجمیر شریف کی کتابیں

تاریخ السلف

مولانا خواجہ حسنی کی معرکۃ الآرا تصنیف جس پر ہندوستان کے اکثر مشہور صاحب قلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے اس کتاب میں خواجہ بزرگ کے صحیح اور محقق حالات درج ہیں کاغذ عمدہ کتابت و طباعت عمدہ قیمت بلا محصول ۸ر

خواجہ عثمان ہرونی

صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب کی تصنیف ہے جس میں خواجہ بزرگ کے پیرو مرشد کے حالات صحیح صحیح تاریخی تحریر کئے گئے ہیں قیمت ۴ر

سیر اجمیر

شائقین کے لئے میر صاحب کی تالیف ہے اسکے مطالعہ کے بعد اجمیر شریف کے کسی تاریخی مقام کے متعلق کوئی دریافت طلب بات باقی نہ رہیگی اجمیر کی مکمل گائیڈ ہے مع تصاویر رنگین خوشنما قیمت ۴ر

خواجہ کا پریم سندیس

مولانا الیاس صوفی اجمیری کا ایک طویل مضمون جو تبلیغی نقطۂ نگاہ سے لکھا گیا ہے قابل مطالعہ ہے قیمت زیر طبع

اولیائے اجمیر

اجمیر شریف کے آسودۂ خاک بزرگوں کے حالات مصنفہ نواب میر جمیل الدین حسین صاحب آصفی ابھی زیر طبع ہے

سید منظور احمد صاحب ناظم دار الاشاعت معینیہ مخزنہ خدام خواجہ اجمیر شریف

حیات داؤد

امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ، درد شکم، درد سول، بدہضمی کھٹی ڈکار، قے، اسہال، تخمہ کو نہایت مفید ہے بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۱عہ

اکسیر بخار چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اس لئے اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے فی لفافہ ایک آنہ جس میں تین خوراک ہے سوائے میعادی بخار کے تمام بخارات میں ایک خوراک سے اتر جاتا ہے درد سر اعضا شکنی میں مفید ہے۔

حیدر آباد دکن دواخانہ داؤدیہ ابو العلائی حکیم واحد علی بیگ

سید زین الکاملین کامل نے پرنٹر پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر شریف سے شائع کیا

هو الکل — ۷۸۶ — هو المعین

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۱۲

بظل حمایت خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی

اے دل و دیدہ ہر دو خانۂ تو
سر من خاک آستانۂ تو
(جامیؒ)

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ۱؍

زیر ادارت حکیم محمد رفیق ابراہیم لکھنوی

جلد ۱	اجمیر القدس - ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۲۹ء یوم جمعہ	نمبر ۲۹

از مولانا خواجہ معنی اجمیری

قیس آوارہ پئے ذوق تماشہ کیوں ہو
منظر عام جمال رخ لیلیٰ کیوں ہو

جوش وحشت میں کوئی بادیہ پیما کیوں ہو
چاک دامن کیلئے دامن صحرا کیوں ہو

جلوہ پاشی ہے تری عام جب اے حسن ازل
پھر وہ موقوف تماشہ گہ سینا کیوں ہو

رہرو راہ محبت کو غرض خضر سے کیا؟
کشتۂ عشق کو پروائے مسیحا کیوں ہو

جب ازل ہی سے ہو دل جرعہ کش ساغر شوق
کیوں نہ ہو عشق و محبت مجھے سودا کیوں ہو

عشق جب شیوۂ اصحاب نظر ہو اے دل
بوالہوس غیر کو پھر عشق کا دعویٰ کیوں ہو

عشق کہتا ہے کہ برپا ہو اک ہنگامۂ شوق
ضبط کہتا ہے مرے عشق کا چرچا کیوں ہو

آپکی یاد نے دنیا کو بھلایا دل سے
آپ کا ہو کے کوئی اور کسی کا کیوں ہو

لذت درد محبت کوئی ہم سے پوچھے
جس کو یہ درد ہو پھر فکر مداوا کیوں ہو

بس ہے رندوں کے لئے کیف نگاہ ساقی
پھر کوئی وقف تلاش مے و مینا کیوں ہو

جب نہ ہو کوئی شریک غم فرقت معنیؔ
پھر یہ ہنگامۂ ارمان و تمنا کیوں ہو

رشد و ہدایت

(از امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ)

اَلْهَوٰی بَحْرُ الذُّنُوْبِ وَالنَّفْسُ بَحْرُ الشَّهَوَاتِ
وَالْمَوْتُ بَحْرُ الْاَعْمَارِ وَالْقَبْرُ بَحْرُ النَّدَامَاتِ

تشریح = خواہش گناہوں کا دریا ہے ۔ نفس شہوتوں کا دریا ہے ۔ موت عمروں کا دریا ہے ۔ قبر پشیمانیوں کا دریا ہے ۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سرچاہیئے روز آستانے کیلئے

آستانہ

جلد ۱ ‖ جمعہ ۔ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ ‖ نمبر ۲۹

اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

آج دنیا کی آنکھیں افغانستان کی طرف لگی ہوئی ہیں ۔ ہر شخص کابل اور مضافات کابل کی اڑتی ہوئی خبر کو بھی گوش دل سے سُننے کے لئے بیچین نظر آتا ہے ۔ عالم اسلام کے ہر متنفس کی زبان امیر امان اللہ خاں اید ہ اللہ تعالیٰ نصرہ العزیز کے تذکرہ میں مشغول سُنائی دیتی ہے ۔ ہندوستان کے کروڑوں مُسلمانوں کے قلوب سابق شاہ افغانستان کے آیندہ دور اقبال کے لئے بیقرار اور مضطرب نظر آتے ہیں ۔ مگر آہ کہ اس پرفتن عہد، اور اس دور ابتلا و مصیبت میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس عالم کون و فساد کے اس تماشائے انقلاب کو ہمدردی یا دلچسپی کی نگاہ سے نہیں بلکہ عبرت کی آنکھ سے ملاحظہ کرکے اسلام کے اُن نام نہاد پیشواؤں پر خون کے آنسو بہا رہے ہیں جنکی پُر فریب فطرت کی عیاریوں سے آج کابل کی سرزمین پھر فتنۂ قیامت قائم اور برپا ہے۔

خدا کی شان کہ وہی امیر امان اللہ خاں جسے آج سے کچھ ہی دن پہلے ساری دنیا اسلام کا مایۂ ناز فرزند، مُسلمانوں کا حقیقی غمخوار اُمت مرحومہ کا سچا سرپرست، پیغمبر اسلام کا وارث و جانشین کہکر یاد کرتی تھی محض اپنی ایک اجتہادی غلطی کیوجہ سے جسکی بنیاد یقیناً خلوص پر تھی، ہدف ملامت بنا ہوا ہے ۔ اور ہر طرف سے اُن اصلاحات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیجا رہی ہے جن کو رائج کرکے امیر موصوف اپنی قوم کی فلاح و بہبود تصور کرتے تھے۔

وہی امیر امان اللہ جو کل تک تمام مُسلمانوں کی نگاہ میں اسلام کا ایک بیدار مغز، روشن خیال، فرمانروا اور صائب الرائے صاحب تدبیر بادشاہ نظر آتا تھا ۔ آج صرف اسوجہ سے کہ اُسکی قوم کے وحشی اور جاہل افراد نے اُسکے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے ۔ اور سارے ملک میں فتنہ و فساد کی اک آگ لگا دی ہے ۔ اب ایک ناتجربہ کار، عجلت باز، غیر مستقل خیال، بادشاہ نظر آنے لگا ہے ۔

اہل دنیا ہمگی تہمت کذب اند و فساد
رخصت خود کہ ازیں ورطہ مسلم بر داشت

کیا کوئی بادشاہ اُسی وقت تک ہر تعریف و توصیف کا مستحق ہے جبتک کہ مادی قوتیں اُس کے دست تصرف میں ہوں تخت حکومت اُسکے قدموں میں اور تاج سُلطانی اُس کے سر پر ہو ۔ اگر ایسا نہیں ہے بلکہ وہ تمام تعریفیں مرتبۂ حقیقت میں بجا اور درست نہیں تو یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ آج بھی بجا اور درست ہیں ۔ اور تخت و تاج سے دست برداری کے اس اعلان کے بعد اب بھی وہ ذات اُسی طرح اُن اوصاف سے متصف ہے ۔ اور یہ وہ نہ مٹنے والے اوصاف ہیں جو چند عارضی لغزشوں، اور بعض بے بنیاد اتہامات کی وجہ سے کبھی فنا نہیں ہو سکتے ۔ ع

یوسف ہر جا کہ ہست شاہ حُسن است

مگر کوئی ان پیروں اور ملاؤں سے پوچھے کہ کیا مُسلمانوں کا خون چودھویں صدی کے اس ہلاکت آفریں زمانہ میں اسقدر ارزاں ہو گیا ہے کہ صرف پردہ کی رسم اُٹھانے، یا شملہ کے بجائے ہیٹ لگانے، اور عورتوں کو علم پڑھانے کی اسکیم کے خلاف بیدریغ بہا دیا جائے ۔ اور کیا معصیت و ابتلا کے اس پُرخطر دور میں اسلام کا دائرہ اسقدر تنگ و محدود ہو گیا ہے کہ صرف ڈاڑھیاں مُنڈوانے کا حکم دیدینے، اور رسم بیعت کو منسوخ کر دینے سے ایک مسلمان بادشاہ حدود اسلام سے نکل جائے اور اُس کے خلاف علم جہاد بلند کرنا فرض ہو جائے ۔

اگر آج جنیدؒ و شبلیؒ جیسے جلیل القدر علمائے ملت اور مشائخ اُمت دُنیا میں موجود ہوتے تو کیا اِن فروعی لغزشوں کی وقعت و اہمیت اُنکی نگاہوں میں بھی اسیقدر ہوتی جس قدر افغانستان کے پیروں اور مُلاؤں کے خیال میں ہے ۔

سردار دو عالم کا ارشاد ہے کہ جب کسی قوم کی شامت اعمال آتی ہے تو خدائے قدوس اُس قوم پر ایک جابر و ظالم حاکم مسلط کر دیتا ہے ۔ تو پھر کیا ابن سقہ جیسے جابر و فاجر کا شاہ افغانستان ہونا ۔ افغانستان کے اُن پیروں اور مُلاؤں کی شامت اعمال نہیں ہے ۔ جن کے کرتوتوں سے تنگ آکر شاہ امان اللہ کو تخت و تاج سلطنت سے دستبردار ہونا پڑا ۔ اور آج ابن سقہ کو یہ دن نصیب ہو گیا ۔

کیا افغانستان کے وہ ناسمجھ پیر اور مُلا جنہوں نے امیر امان اللہ کی اصلاحات کے خلاف جہاد فرض سمجھا ۔ اب اک ایسے شخص کے خلاف بھی جہاد فرض سمجھیں گے جو اپنے آپ کو "اللہ کا حبیب"، اللہ کا خلیفہ، اللہ کا پیغمبر مشہور کر رہا ہے ۔

اگر اُن کی رگوں میں مذہبیت کا خون، اُنکے سینوں میں محبت شریعت کا جوش، اُن کے دماغوں میں اتباع سُنت کا خیال اُن کے دلوں میں قہر الٰہی کا ذرہ برابر بھی خوف ہے ۔ تو جہاں اُنہوں نے اسلام کی چند فروعی دفعات میں دخل اندازی کرنیکی مخالفت کرتے ہوئے کشت و خون کا بازار گرم کر دیا ۔ اور ملک کے اس سرے سے لیکر اُس سرے تک فتنہ و فساد کی ایک آگ لگا دی ۔ اور رعیت کے خرمن امن و آسایش کو پھونک ڈالا ۔ اب بھی آرام سے نہیں بیٹھیں گے ۔ اور اس جھوٹے مدعی نبوت کی بادشاہت کو کبھی تسلیم نہیں کرینگے ۔

روزنامہ مستقل کانپور

ماہ نومبر ۲۸ء سے کانپور سے ایک نیا روزانہ اخبار مستقل کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا ہے مستقل کی پالیسی کے متعلق ہم صرف اتنا تحریر کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ اُسکی عنان ادارت ملک و قوم کے مشہور و معروف رہنما و قائد اور مادر وطن کے سچے بہی خواہ اور سپوت فرزند مولٰینا سید فضل الحسن حسرت موہانی کے ہاتھ میں ہے مولٰینا کی ذات گرامی ملک میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے ، یہ وہی بزرگ اور محترم ہستی ہے جس نے ہندوستان میں سب سے پہلے حریت و آزادی کا جھنڈا بلند کیا اور اپنی اصابت رائے اور صداقت عمل کیوجہ سے اس وقت تک اپنے اُسی نصب العین پر استقلال کے ساتھ قائم ہے جو اُس نے ابتدا میں اپنا مطمح نظر، مسلک عمل، مقصد زندگی قرار دے لیا تھا مسلم رہنمایان ملت میں صرف مولٰینا ہی کی محترم ہستی ایک ایسی مجسم پیکر صداقت و اخلاص ہے جنہنے اسوقت اپنے ملک کی آزادی اور اپنی مادر وطن کی حقیقی خدمت میں قید و بند وغیرہ کی بیش از بیش مصیبتیں جھیلیں اور بڑی سی بڑی قربانیاں پیش کیں جبکہ موجودہ مُسلمان لیڈروں اور دعویداران حریت و آزادی میں سے غالباً کوئی بھی اس پُرخطر میدان میں نظر نہیں آتا تھا ۔

ایک ایسے مخلص محب قوم و وطن کی ادارت میں کسی اخبار کا نکلنا یقیناً بدنصیب ہندوستان کیلئے ایک پیغام بیداری، نوید نجات مژدہ ترقی اور حقیقی دعوت عمل ہے ۔ اور ہندوستانیوں کو سیاسیات ملکی میں اگر کسی سچے رہنما و رہبر کی ضرورت ہے تو اُنہیں نہایت خلوص اور جوش کیساتھ حقیقی طور پر "مستقل" کا خیر مقدم کرنا چاہیئے ۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ مستقل اپنے مقاصد میں کامیاب ہو، اور مولٰینا کی سرپرستی میں ہندوستان کا سچا قائد رہنما، اور نجات دہندہ ثابت ہو ۔

سالانہ چندہ عہ ، ششماہی عہ ، سہ ماہی للعہ ، ماہوار عہ

موت و بقا

از حضرت ابوالبیان آزاد سبحانی

گزشتہ سے پیوستہ

خود قرآن پاک نے جو کچھ موت کی بابت ہم کو سکھایا ہے - وہ ثُمَّ یُمِیتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیکُمْ ہے یعنی موت کے بعد پھر زندگی کا دور شروع ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے موت پر جزع و فزع کرنے کی ممانعت کی ہے کیونکہ نعمت موت ہلاکت اور رونے کی چیز نہیں بلکہ زندگی اور مسرت کی چیز ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

یہی یقین ہے - جو بہتوں کو موت پر دلیر کر دیتا ہے بہتیرے موت سے اسی طرح ملتے ہیں جیسے ایک دوست دوست سے ملتا ہے - بہتیرے موت سے کھیلتے ہیں - جس طرح بچے کھلونوں سے یا والدین کے دامن سے - موت سے اُن کو مطلق تکلیف نہیں ہوتی یا ہوتی ہے تو نتائج کی خوشی میں اُس کو وہ اسی طرح خوشگوار بنا لیتے ہیں جس طرح ایک محب وطن قید کی مصیبتوں کو یا ایک شہید وطن قتل اور پھانسی کی تکلیفوں کو - اس امید پر کہ اس کا محبوب وطن آیندہ مشکلات سے نجات پا کر اس کو یا اُسکی روح کو ابدی خوشی عنایت کرے گا -

مہاتما بُدھ کی موت بھی اسی اطمینان کی تصویر تھی - اُن کی لائف میں لکھا ہوا ہے کہ جب وہ بستر پر دم توڑ رہے تھے - تو اُن پر کسی تکلیف کا کچھ اثر نہ تھا - بلکہ اس کے خلاف ان کا چہرہ شانتی (اطمینان) کے نور سے چمک رہا تھا اور ان کے ہونٹوں پر خوشی کی مسکراہٹ تھی - کرشن جی کی موت بھی جو ایک سنسان جنگل میں ایک پیڑ کے نیچے بالکل تنہائی میں ہوتی ہے سکون و اطمینان کی کامل تصویر تھی -

حضرتؐ کی وفات ان واقعات سے بھی زیادہ دلچسپ نتیجہ خیز واقعہ ہے - ان حضرات نے تو زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ موت کو بقا کا راستہ یا دروازہ سمجھ کر سکون و اطمینان کے ساتھ اس سے گذر گئے - گویا وہ بڑے بیباک اور معاملہ آگاہ تھے - لیکن اتنی کمی رہ گئی کہ موت کو دوست کا پیامبر یا منزل دوست کی راہ سمجھ کر اُس کی نیازمندانہ قدر و تکریم بجا لاتے اور اُس کی اداہائے میزبانہ سے کچھ دیر جی بہلاتے - حضرتؐ کے جوش تادب و انتساب پرستی نے یہ کسر پوری کر دی یعنی آپ دروازہ موت سے اس قدر جلد نہیں گذر گئے - جس قدر جلد ایک خوف زدہ شخص کسی ہیبتناک مقام سے یا ایک بے غرض آدمی کسی غیر دلچسپ اور معمولی راستہ سے گذر جاتا ہے بلکہ آپ ایک ہجرت زدہ عاشق کی طرح موت کو پیام یار سمجھکر دیر تک اُس سے مصروف راز و نیاز رہے اور ایک ایک ادا سے فراق یار کی اس بےچینی کا اظہار کرتے رہے - جس نے زندگی کے سینکڑوں دنوں کو حسرت و اُداسی کے لئے وقف کر دیا تھا - یہی وجہ تھی کہ موت کے وقت آپ کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا تھا اور فراق کی برسوں کی دبی ہوئی آگ سینہ سے اُٹھ کر اب چہرہ پر اس طرح بھڑکنے لگی تھی کہ بار بار آپ پانی کے چھینٹے مار مار کر اس کو فرو کرنا چاہتے تھے اور فرو نہیں ہوتی تھی - سچ ہے ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

آخر جب رسم نیازمندانہ پوری ہو چکی - اور ادھر بیقراری شوق کے بدولت دامن صبر ہاتھ سے جانے لگا - تب آپ ھوالرفیق الاعلیٰ (وہی خدا سب سے بڑا رفیق ہے) کہتے ہوئے آستانۂ موت سے پار ہو گئے اور حریم قدس میں جا پہنچے - گویا اُن بزرگوں کی موتیں فلسفیانہ و سپاہیانہ تھیں اور آپ کی وفات عارفانہ و نیازمندانہ تھی -

بہر حال نتیجہ دونوں کا قریب قریب ایک ہے کہ موت کم سے کم کوئی خوفناک چیز نہیں ہے اور سبب یہ ہے کہ وہ زندگی کو غلطی سے اُس رسّی کے مانند سمجھتے ہیں جس کے دونوں سرے محدود اور اُن کی نظر کے سامنے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے - ان کی نظر اس مقام پر ایسی ہی غلطی ہے جیسی اوپر فضا یا نیچے سطح زمین کے منتہائے نظر کی نسبت عموماً ہوا کرتی ہے - اگر ایک شخص کو علم ہیئت یا تجربہ کے ذریعہ سے یہ نہ بتایا گیا ہو کہ زمین ایک وسیع کرہ ہے - کہ کسی شخص کی نگاہ اُس کی پیمائش کرنے پر قادر نہیں ہے - یا فضا ایک غیر محدود و غیر متناہی وسعت ہے تو وہ غالباً اپنے منتہائے نظر ہی کو منتہائے زمین یا منتہائے فضا تسلیم کر لیگا کیونکہ اس کی نگاہ اس نقطہ کے بعد جو کچھ دیکھتی ہے وہ عدم ہے یا یوں کہئے کہ کچھ نہیں دیکھتی - اسی طرح نقطہ موت کو جو حقیقت میں انسانوں کا منتہائے نگاہ ہے منتہائے زندگی سمجھ لینا کوئی بعید نہیں ہے - مگر علم و عقل کا فیصلہ نگاہ کے فیصلہ سے زیادہ وزنی ہے - علم و عقل کا کیا فیصلہ ہے - ہم اس طرف پہلے اشارہ کر چکے ہیں اور پھر بوضاحت اعادہ کئے دیتے ہیں کہ قدرت کا کوئی ودیعت کردہ جذبہ انسانی فطرت کے اندر بیکار نہیں ہے - آرزوئے بقا بھی فطرت انسانی کا ایک ہمہ گیر و زبردست جذبہ ہے - پس وہ بیکار نہیں ہو سکتا - اور اُس کا پورا ہونا واجب ہے لیکن اگر نقطۂ موت کو زندگی کا اخیر مانئے تو پھر بقا کی کوئی صورت نہیں رہتی - اس لئے یہ خیال غلط ہوگا - اور صحیح یہ ہے کہ زندگی فضاء غیر متناہی کی مانند غیر محدود و لیکن ایک چند منزلہ مکان کی طرح مختلف طبقوں والی چیز ہے - موت اس کی صرف پہلی منزل کے طے کرنے کا نام ہے - جہاں ایوان زندگی بالکل ختم نہیں ہو جاتا بلکہ وہاں سے اس کی دوسری منزلیں شروع ہوتی ہیں - پس جس شخص کو زندگی کی کل منزلیں طے کرنا ہے - ٹھیک اُس شخص کی مانند جو پورے مکان کی سیر کرنے کے لئے پہلی منزل کو طے کر کے اوپر چڑھتا ہے اُس کو زندگی کی پہلی منزل سے گذرنا چاہئے - یعنی موت سے ہمکنار ہونا چاہئے - یاد رکھو اور یقین کرو کہ جس طرح جوانی کے لئے بچپن سے پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی کے لئے درمیانی بلندیوں سے وطن کیلئے سفر سے اور دن کے لئے رات سے گذرنا ضروری ہے - اسی طرح زندگی کی اونچی منزلوں کیلئے نیچے کی پہلی منزل سے یا بقا کے لئے موت سے گذرنا نہایت ہی ضروری ہے - کیا چیز ہے جو انسان کو اس یقین سے دور رکھتی ہے - وہ کیوں بقا کی آرزو کرتا ہے اور اس کے وسیلہ یعنی موت سے بھاگتا ہے - بس دنیا اور اسکی زندگی کی جھوٹی دلفریبیاں - لیکن کاش اسکو معلوم ہوتا کہ دنیا ایک تاریک قیدخانہ ہے اور زندگی کے تعلقات بھاری طوق اور بیڑیاں ہیں - کیا قیدخانہ کی سکونت اسوقت جب تک کہ آزادی کی دھن سر میں موجود نہو دلفریب اور پسندیدہ ہو سکتی ہے - کیا کسی خاص امید یا قربانی کے خیال کو چھوڑ کر طوق اور بیڑیوں کے زیور آرائش و مسرت کا سامان بن سکتے ہیں - اور کیا وہ دن جو قیدخانہ سے آزاد ہونے کا دن ہے - کسی دانشمند کیلئے رنج و ماتم کا دن ہوگا - دیکھو اُس شہید وطن سپاہی کو جو موت کے منھ میں کھڑا ہوا دشمنان وطن پر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا ہے اور خون میں نہایا اور زخموں میں لدا ہوا ابھی موت اور دائمی بقا کیلئے ہر وقت تیار ہے - کیا جذبہ ہے جس نے اس کو پہاڑ کی طرح مضبوط اور شیروں کی مانند دلیر کر دیا ہے - کیا جذبہ ہے جس نے اس گھمسان کے معرکہ میں اس کے دل کو فولادی زنجیروں سے جکڑ دیا ہے - اور اب کوئی طاقت اُس کو اسکی جگہ سے جنبش نہیں دے سکتی - اور کوئی جذبہ نہیں ہے صرف اس یقین کا جذبہ کہ موت بربادی و تباہی نہیں ہے - موت زندگی اور زندگی موت کا دروازہ ہے - موت بقا اور بقا کا وسیلہ ہے موت ہی اس حقیقی آزادی و عزت تک پہنچانے والی ہے - جو ایک صادق شہید وطن کے لئے مخصوص ہے -

مگر ہاں موت ہلاکت بھی ہے - جس طرح کہ وہ زندگی یا نجات ہے - موت امرت کا پیالہ بھی ہے اور زہر کا گھڑا بھی - موت کبھی ایک خوبصورت پروں والا نورانی فرشتہ ہے - اور کبھی نہایت ہیبناک دیو یا خوفناک عفریت بھی - موت ایک ایسا دوراہا ہے جس کا ایک راستہ درندوں کے خوفناک جنگل کی طرف لیجاتا ہے - اور دوسرا ایک روح پرور چمن یا مرغزار کی سمت گیا ہے -

(باقی دارد)

کیا روح زبان رکھتی ہے

روح کے متعلق بڑے بڑے فلاسفر، حکماء، اطباء، علماء، صوفیاء حیران ہیں اور تاحال روح کی حقیقت انسان کے آئینہ ادراک پر منکشف نہیں ہو سکی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ روح بدن میں اسطرح حلول کئے ہوئے ہے جسطرح نمک اور پانی ملکر ایک ہوجاتے ہیں۔ ایک حکیم کا خیال ہے کہ روح ایک لطیف ہوا ہے۔ جو بدن میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ ایک فلاسفر روح کو پانی سے تعبیر کرتا ہے کیونکہ وہی نشو و نما کا منشا ہے۔ ایک حکیم کہتا ہے، کہ روح ایک جسم ہے جو عناصر اربعہ سے مرکب ہے اور بدن میں حلول کئے ہوئے ہو۔ بوعلی سینا کہتے ہیں کہ روح چھ چیزوں سے مرکب ہے، آگ، پانی، ہوا، مٹی، قوت، محبت، بعض لوگوں کے خیال میں روح خون کا نام ہے اس لئے کہ جسم کے تمام اخلاط میں خلط خون سب سے زیادہ اشرف ہے بعض کی رائے میں روح صرف مزاج کا نام ہے جو کیفیات عناصر اربعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض افراد قوت دماغی سے روح کو تعبیر کرتے ہیں۔ کچھ لوگ قلب انسانی کی قوت کو اور بعض لوگ قوت جگر کو روح سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ قوت قلب قوت جگر، قوت دماغ، ان تینوں قوتوں کے مجموعہ کا نام روح بتاتے ہیں۔ متکلمین کا یہ مسلک ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو بدن میں سرایت کئے ہوئے ہے جسطرح گلاب کا پانی گلاب میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

بعض صوفیا کے خیال میں روح صفات الٰہیہ میں سے ایک صفت ہے۔ بعض متکلمین کی رائے میں روح عرض ہے یعنی حیات و زندگی کا نام ہے جسکی وجہ سے جسم زندہ اور قائم رہتا ہے۔ بعض معتزلیوں کا یہ قول ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے۔ جو بدن میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور اسمیں تغیر و تبدل کی مطلق صلاحیت نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ روح خدائے برتر کے اجزا میں سے ایک جزو ہے۔

اشاعرہ کی ایک جماعت اسکی قائل ہے کہ روح ایک جسم ہے جسکی ترکیب اجزائے لایتجزیٰ سے ہوئی یعنی ایسے اجزا سے ہوئی تقسیم کسی طرح اور کسی اعتبار سے ناممکن ہے۔

بہرحال جتنے منہ ہیں اتنی باتیں ہیں۔ عباراتنا شتّٰی و حسنك واحد۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے جب روح کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ کہ ہم موجود کے سوائے کسی چیز سے روح کو تعبیر نہیں کر سکتے۔

حق یہ ہے کہ یہی جواب سب سے اچھا ہے۔ اس لئے کہ مذکورۂ بالا تمام مختلف بیانات پڑھ لینے کے بعد بھی روح کی حقیقت واضح نہیں ہوتی ہے۔ درانحالیکہ اپنی اپنی قوت ادراک و عقل کے مطابق اس عقدہ کو حل کرنے میں ہر ایک ذی شعور اور ذی فہم صاحب عقل نے دماغی کوشش صرف کر دی ہے معلوم ہوا کہ یہ ایسی حقیقت ہے جو درک انسانی سے باہر ہے یہی وجہ تھی کہ جب عرب کے لوگوں نے نبی امّی صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق دریافت کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے حق تعالیٰ نے یہ جواب دلایا تھا۔

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

بہرحال یہ بحث تو بہت زیادہ تفصیل طلب ہے کہ آیا حقیقت روح کو آج تک کوئی انسان سمجھ بھی سکا ہے یا نہیں۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور اس کے تصرفات اس عالم میں جاری رہتے ہیں۔ وہ دیکھتی بھی ہے۔ سنتی بھی ہے، بولتی بھی ہے، خواہ اسکے دیکھنے، اسکے سننے، اسکے بولنے کو ہماری آنکھیں، ہمارے کان محسوس نہ کر سکیں۔

اگرچہ بادی النظر میں یہ باتیں دور از قیاس معلوم ہوتی ہیں مگر اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضر ہونے والے روحانی تصرفات سے واقف ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ طیب اور طاہر روحیں اپنے قالب خاکی سے جدا ہو کر کیا قوت رکھتی ہیں۔

ایک زمانہ سے یورپ و امریکہ کے بعض محققین عالم ارواح کے متعلق سرگرم تحقیق ہیں۔ اور انکی مسلسل جد و جہد کے نتائج منظر عام پر اخبارات و جرائد کے صفحات میں پبلک کے سامنے آ بھی چکے ہیں۔ چنانچہ جدید روحانی تحقیقات کے سلسلہ میں ہم ایک مکالمہ درج ذیل کرتے ہیں جسمیں ایک یورپین محقق نے اپنی متوفیہ بیوی کی روح سے باتیں کرنے کی کیفیت درج کی ہے۔

فی الحال اس سے بحث نہیں کہ آیا یہ حقیقت ہے یا از قسم اوہام تخیلات ہے اور مذہبی نقطۂ نگاہ سے اس مکالمہ کی صحت ثابت بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ چنانچہ ان امور سے قطع نظر کرکے محض قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے مکالمہ نقل کرتے ہیں۔

"مدیر"

ڈاکٹر جوزف گھوش ایم اے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایڈنبرا یونیورسٹی کے سند یافتہ فاضل ہیں۔ انکی بیوی کا چند سال پیشتر انتقال ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب فن مسمریزم سے واقف ہیں آپ خود عامل ہیں۔ چنانچہ ترلوکی ناتھ ایک طالب علم کو جو اسکول کے دسویں درجہ میں تعلیم پاتا تھا اسکو معمول بنایا اسکے بیہوش ہو جانے کے بعد اسکے توسط سے ڈاکٹر صاحب نے اپنی اہلیہ متوفیہ کی روح سے گفتگو کی۔

سوال ۱۔ ۴ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء شام کے پانچ بجے تمہارا انتقال ہوا تھا اسوقت سے اسوقت تک تم پر کیا گذری۔

جواب ۱۔ تمہاری گھڑی کے حساب سے قریب چار بجے شام کو مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ مجھے اب جسم خاکی کو خیرباد کہنا پڑیگا۔ پانچ بجے میری روح اور ایک بیرونی قوت کے درمیان ایک قسم کی کشمکش واقع ہوئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیرونی قوت میری جان لینا چاہتی ہے۔ فوراً ہی مجھے محسوس ہوا کہ میرا سارا خون سرد ہو گیا ہے اول میری ٹانگیں سُن ہوئیں اور رفتہ رفتہ مجھے یقین ہوا کہ میرا خاتمہ ہو گیا۔ میں چاہتی تھی کہ تم کو اس واقعہ کی اطلاع کروں مگر میری سب قوتیں سلب ہو چکی تھیں اور میں تم سے کچھ نہ کہہ سکی۔ اسکے بعد مجھے دفعتاً محسوس ہوا کہ اس بیرونی قوت نے میرے دلکو مسوس لیا اور میری روح کو میرے دماغ کیطرف کھینچنا شروع کیا اور مجھے ایک خاص قسم کی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ میں تم سے یہ حال کہنا چاہتی تھی مگر کچھ نہ کہہ سکی۔ اور نہ مجھ سے اشارہ ہی کیا گیا۔ اس کے بعد کسی نے مجھ سے آہستہ سے کہا آؤ یہ سنتے ہی مجھ پر غشی طاری ہو گئی اور مجھے یاد نہیں کہ مجھ پر کیا گزری تمہارے حساب سے قریب نصف گھنٹہ کے بعد مجھے ہوش آیا۔ اور کچھ عجیب حالت معلوم ہوئی نہ اگلے سے خیالات رہے نہ تفکرات، آہستہ آہستہ میں نے اپنے لئے ایک مسکن تلاش کر لیا۔ جو ہر صورت میں بہت اچھا تھا جس چیز کی مجھ خواہش ہوتی تھی وہ وہاں موجود ہو جاتی تھی۔ وہاں میں نے ایسے ایسے پھل کھائے جو دنیا میں کبھی خواب میں بھی میسر نہ ہوئے تھے بس مجھے اور کچھ کہنا نہیں ہے۔ کیا اور سوال کروگے۔

سوال ۲۔ جس وقت اُس بیرونی طاقت اور تمہاری روح میں کشمکش واقع ہوئی اُسوقت تم کو کیا تکلیف ہوئی خاصکر جبکہ تمہارے دل کو مسوسا گیا۔

جواب ۲۔ مجھ کو کوئی خاص تکلیف یاد نہیں کیونکہ اُسوقت مجھ پر غشی طاری تھی

سوال ۳۔ کیا تم کو اپنے عزیز و اقربا کی یاد اور اپنے اسکول چھوٹنے کا غم نہیں ہے۔

جواب ۳۔ اپنی موت سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے تو مجھکو یہ باتیں ستاتی تھیں کیونکہ مجھے خوب معلوم تھا کہ اب ان سے کبھی ملنا نہ ہوگا لیکن اب کچھ بھی فرق باقی نہ رہا۔ میں بہت بشاش ہوں اور دنیا میں جو جو غم مجھکو تھے انہیں سے اب کوئی باقی نہیں رہا صرف اپنے اسکول کا مجھے ہنوز خیال ہے۔

سوال ۴۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ وہ بیرونی طاقت جسنے تمہاری جان کو گھسیٹا تھا کیا تھی؟

جواب ۴۔ اُس طاقت کی تمہاری زبان میں تشریح کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ سمجھ لو کہ وہ ایک غیبی طاقت ہے جسکی دنیا میں بھی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔

سوال ۵۔ تمہارا جسم اب کس قسم کا بنا ہوا ہے۔ کیا اُسکو غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور غذا کہاں سے آتی ہے۔

جواب ۵۔ تمہارا جسم مادی ہے میرا جسم ہوائے لطیف کے مانند ہے روحی اجسام کی اس درجہ بھی لطیف مدارج ہیں۔ تم سے ہم کچھ ہی بہتر ہیں۔ ہمکو بھوک پیاس بھی معلوم ہوتی ہے یہاں پر پھل وغیرہ بکثرت ہیں جب میں اس عالم میں داخل ہوئی تو بہت تھک گئی تھی۔

اور بہت بھوک تھی۔ مجھے غذا اور آرام کرنے کی بہت ضرورت معلوم ہوتی تھی۔ اب اگر اس قسم کی اور باتیں معلوم کرنا چاہتے ہو تو ہفتہ میں دوبار اسی طرح گفتگو کرسکتے ہو۔

دوسری مرتبہ ڈاکٹر گوش نے اپنے معمول تریو کی ناتھ کی معرفت اپنی زوجہ متوفیہ کی روح سے پھر گفتگو کی جسکا خلاصہ یہ ہے۔

س۔ کھانا کھانے اور آرام کرنے کے بعد تم کیا کیا کرتی ہو۔

ج۔ میں دوسری روحوں سے ملنے اور عجیب و غریب چیزوں کے دیکھنے میں مصروف رہتی ہوں۔ اور پھرتی رہتی ہوں یہاں بے شمار روحیں ہیں مگر مجھے زیادہ غمگین کوئی دوسری روح نہیں کیونکہ یہاں میرا شناسا کوئی نہیں ہے۔ اور تنہائی مجھکو بہت ستاتی ہے۔ دوسری روحوں سے جو میں سوال کرتی ہوں اُسکا وہ مجھے پورا جواب دیتی ہیں۔ جس عالم میں میں ہوں وہ آخری دُنیا نہیں ہے جیسا کہ آپ سب لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ یہاں ارواح کے کئی مدارج ہیں بعض روحوں کا درجہ بہت بلند ہے یہاں بعض ایسی روحوں سے بھی ملاقات ہوئی جن کو میں تمہاری دُنیا میں جانتی تھی۔ وہ اپنے مدارج میں بہت ترقی کررہی ہیں کیونکہ اُنکے افعال بہت اچھے تھے۔ لیکن بعض روحیں دُنیا رفانی کے جھگڑوں میں مبتلا ہیں۔ اور بعض اچھی حالت میں ہیں۔ سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ یہاں کوئی کسی کا دشمن نہیں ہے اور نہ شیطان کسی کو ورغلاتا ہے یہاں پر ہم بالکل آزاد ہیں اور اپنے مستقبل کے لئے جتنا بھی چاہے ترقی کرسکتی ہیں۔

س۔ اپنے انتقال کے وقت سے ابتک تم کیا کرتی رہیں۔

ج۔ میں اپنے خدائے برتر کی عبادت کرتی رہتی ہوں اور جو کمزور روحیں میری مدد کی ضرورتمند ہوتی ہیں اُنکی مدد کرتی رہتی ہوں۔

س۔ یہ کمزور روحیں کس کی ہیں کیا بچوں کی ہیں۔

ج۔ نہیں نہیں بچوں کی روحیں سب سے زیادہ پاک ہوتی ہیں کمزور روحیں اُن نوجوانوں کی ہیں جو تمہاری دُنیا میں ظالم، دغاباز، بد اعمال، زبون خصلت دُنیا دار تھے۔ وہ یہاں بھی دُنیا کی فکروں میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اور اپنے مدارج میں ترقی کرنے سے قاصر و عاجز ہیں۔ اور جبتک دُنیاوی تعلقات میں پھنسے رہیں گے۔ وہ دوسری اچھی روحوں کے دوش بدوش کبھی ترقی نہیں کرسکتے۔

س۔ جس دُنیا میں اب تم ہو اُس دُنیا کا کیا نام ہے اور وہ دنیا کس قسم کی ہے۔

ج۔ یہ دُنیا تمہاری دُنیا سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس عالم کا نام تمکو کیا بتاؤں بہتر ہے کہ عالم ارواح سمجھ لو۔

س۔ تمہارا قول ہے کہ بُری ارواح تمہاری دنیا میں داخل نہیں ہوسکتی ہیں۔ تو پھر وہ کہاں رہتی ہیں۔ کیا وہ ایک معمول کے جسم میں حلول کرسکتی ہیں۔

ج۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان میں رہتی ہیں اگر اُن کا دل چاہے تو وہ زمین پر بھی آسکتی ہیں۔ مگر تم اُنکو دیکھ نہیں سکتے۔ یہ وہی روحیں ہیں جن کو تم لوگ دیو، بھوت، پریت، جن وغیرہ کہتے ہو میں ٹھیک ٹھیک نہیں بتلا سکتی۔ کہ وہ کہاں رہتی ہیں۔ ان ارواح کی دلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ معمول پر قبضہ کرلیں لیکن وہ ہر ایک جسم میں داخل نہیں ہوسکتی ہیں۔ صرف چند کمزور طبیعت آدمیوں کے جسم میں حلول کرسکتی ہیں۔

س۔ عالم ارواح میں کونسی زبان بولی جاتی ہے کیا وہ زبان تمہیں سیکھنی پڑتی ہے اور کسقدر عرصہ میں یہ زبان آجاتی ہے۔

ج۔ جس طرح تمہاری ایک خاص بولی ہے اسی طرح ہماری ایک خاص زبان ہے۔ اسکو لسان الارواح کہہ لو اس کے سیکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی خود بخود آجاتی ہے۔

مندرجۂ بالا مکالمہ میں سے چند حشو و زوائد نکال دینے کے بعد صرف وہی باتیں رہجاتی ہیں جنکی صراحت آج سے سیکڑوں سال پہلے علمائے اسلام کی حق ترجمان زبانیں کرچکی ہیں۔ غور کرو کہ دُنیا تحقیق اور کاوش کے میدانوں میں سر توڑ دوڑ دھوپ کے باوجود بھی اہل اسلام سے اس تحقیق میں ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکی ہے۔

معلومات

بال بولتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں خفیہ پولیس کے آدمیوں نے سر کے بالوں سے بھی انسانوں کی مختلف نسلوں کی دریافت کا کام لینا شروع کردیا ہے۔ مختلف نسلوں اور صنفوں کے سروں کے دو انچ لمبے بال لیکر اُن کا وزن کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ چینیوں اور جاپانیوں کے بال سفید فام اقوام کے بال حبشیوں کے بالوں سے ۶۰ فیصدی بھاری ہوتے ہیں۔ گویا حبشیوں کے بال سب سے ہلکے ہوتے ہیں۔ اس طرح مرد کے بال عورت کے بالوں سے ۱۰ فی صدی بھاری ہوتے ہیں۔

رونے والا ہیرا۔ مسٹر وی آر کیرنڈ کیڑ نے سنڈے ایکسپرس میں ہندوستان اور برما کے جواہرات کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس سے نہایت حیرت افزا جواہرات کے وجود کا پتہ چلتا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ پچھلے دنوں مدراس کے ایک شخص نے جواہرات کا ایک پُرانا ہار خرید کیا۔ جو کسی زمانہ میں تنجور کے فرمانرواؤں کی ملکیت تھا خریدار کا ارادہ یہ تھا کہ اس ہار کو نوروز کے دن اپنی لڑکی کو بطور تحفہ دے۔ اسی خیال سے اُس نے یہ ہار صفائی اور درستی کے لئے ایک جوہری کو دیدیا۔ جوہری نے جب جواہرات پر نظر ڈالی تو اسے ایک ہیرا کچھ عجیب و غریب معلوم ہوا۔ چنانچہ اُس نے دوسرے جوہریوں سے مشورہ کرنے کے لئے اسے اپنے پاس رکھ لیا۔ چند دن کے تجربہ کے بعد اس ہیرے کے عجیب غریب خواص معلوم ہوئے۔ مثلاً اسکا رنگ قدرے نیلگون تھا۔ لیکن دوپہر کے وقت اس میں سُرخ ڈورے نظر آنے لگتے تھے۔ جب اسے سورج کی روشنی میں لے جاتے تو اس کی ساری چمک زائل ہوجاتی۔ ایک روز رات کو جوہری نے بکس کھولا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہگیا کہ ہیرا چاند کی طرح دمک رہا ہے۔ اور جس روئی میں اُسے لپیٹ کے رکھا گیا تھا وہ بھیگ گئی ہے۔ جوہری نے ہیرا اُٹھایا۔ تو اُس کا ہاتھ نم آلود ہوگیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہیرے سے پانی نکل رہا ہے پورے تجربات کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ہیرا چاند کے دور عروج و ارتقاء میں رات کو دمکتا ہے۔ اور اس سے پانی نکلتا ہے۔ لیکن جب چاند کا دور انحطاط و زوال شروع ہوجاتا ہے تو اس کی روشنی ماند پڑجاتی ہے اور پانی نکلنا بند ہوجاتا ہے۔ اسے اگر رونے والا ہیرا کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ "شعلہ"

ایک عجیب عورت۔ فرانس کی ایک عورت پر آج سے بیس سال پہلے عمل جراحی کیا گیا تھا۔ اب بیس سال کے بعد پھر عمل جراحی کی ضرورت پیش آئی تو عورت کے جسم میں سے جراحوں کی ایک چھوٹی قینچی نکلی جو پہلے عمل جراحی میں جسم کے اندر رہگئی تھی۔

تعجب اس بات پر ہے کہ بیس سال تک یہ قینچی اُس کے جسم میں رہی اور کسی وقت بھی اس عورت کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔

مگرمچھ اور حبشی۔ یوگنڈا کی جھیل وکٹوریہ کے کنارے جنگو نامی ایک گاؤں ہے اسمیں ایک حبشی رہتا ہے وہ جب چاہتا ہے جھیل کی تہ میں سے گیارہ فٹ لمبے ایک مگرمچھ کو بلا لیتا ہے اور اُسے اپنے ہاتھ سے مچھلیاں کھلاتا ہے۔ ہفتہ اور اتوار کے دن صدہا لوگ تماشہ دیکھنے کی خاطر وہاں جمع ہوجاتے ہیں اور اس حبشی سے مچھلیاں خرید خرید کر اپنے سامنے مگرمچھ کو کھلاتے ہیں یہ تجارت بہت اچھی ہے

نیند کی مشین اکثر آدمی پلنگ پر لیٹ جاتے ہیں مگر انہیں فوراً نیند نہیں آتی۔ علی الخصوص امراء کے طبقے میں یہ بیماری بہت زیادہ ہے اسی وجہ سے اکثر آدمیوں نے پلنگ پر لیٹنے کے بعد دلچسپ قصّے اور کہانیاں سُنانیوالے لوگ مقرر رکھے ہیں۔ تاکہ جلد نیند آجائے بعض آدمیوں کے ہاتھوں اور پیروں کو سہلایا جائے تو نیند آتی ہے۔ برلن کے ایک ڈاکٹر نے حال ہی میں ایک مشین ایجاد کی ہے جو انسان کو بہت آسانی کے ساتھ اور بہت سُلا دیتی ہے۔

جب مشین کو چلایا جاتا ہے تو اس میں سے نہایت دلکش دلفریب میٹھی میٹھی آواز نکلتی ہے۔ مشین چالیس پنتالیس منٹ چلتی رہتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ اس کی آواز بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔ آواز اسقدر شیریں اور خواب آور ہوتی ہے کہ انسان چند ہی منٹ کے بعد سو جاتا ہے۔ مختلف ڈاکٹروں نے اس مشین کے اچھے نتائج کی تصدیق کی ہے۔

مکاتبات و مراسلات

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس اجمیر شریف

اس سال قریباً تمام سیاسی اصلاحی انجمنوں کے اجلاس کلکتہ میں تھے لیکن آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے اپنا اجلاس راجپوتانہ کے صدر مقام اجمیر شریف میں منعقد کیا کیونکہ اس علاقہ کے مسلمان تعلیم کے لحاظ سے پستی کی حالت میں ہیں نیز یہاں ابتک کانفرنس کا کوئی اجلاس نہیں ہوا تھا اور ہندوستان کے عام مسلمان اور تعلیمی کام کرنے والے یہاں کی حالت سے ناواقف تھے۔

اجلاس ۲۶ر سے ۲۸ر دسمبر تک جاری رہا۔ دو روز آنریبل جسٹس شاہ سید سلیمان صاحب نے صدارت فرمائی۔ لیکن تیسرے روز جناب ممدوح ایک خانگی ضرورت سے تشریف لے گئے آخری روز جناب سر رحیم بخش صاحب بالقابہ نے صدارت فرمائی۔

اگرچہ اس سال مختلف اسباب سے کافی زیب اجلاس میں نہ تھا اور ممبروں کی تعداد بہت تھوڑی تھی تاہم مختلف یونیورسٹیوں اور ریاستوں کے تعلیم یافتہ نمایندے موجود تھے جو درحقیقت صحیح طریقہ سے تعلیمی مباحثہ میں حصہ لے سکتے تھے۔ ان اصحاب کی وجہ سے نیز مقامی اصحاب کی واقفیت و تجربہ کی بدولت باہر کے لوگوں کو راجپوتانہ کی صحیح حالت معلوم کرنے کا موقعہ ملا اور بہت سے مفید رزولیوشن غور اور مباحثہ کے بعد پاس ہوئے جن پر گورنمنٹ کے ذمہ دار حکام سے مراسلات کیجائیگی اور جو رزولیوشن پبلک سے تعلق رکھتے ہیں اُن پر عمل کرنے کی پبلک کو ترغیب دی جائیگی اور انشاء اللہ سنہ رواں میں ان رزولیوشنوں کے سلسلہ میں کارکنان کانفرنس کو کام کرنے کا موقعہ ملے گا۔

اجلاس کے تفصیلی حالات تو حسب معمول سالانہ رپورٹ میں شائع ہوں گے لیکن عام برادران اسلام کی اطلاع کیلئے بعد پاس شدہ رزولیوشن شائع کئے جاتے ہیں اور یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ان مفید تجاویز کو توجہ سے ملاحظہ فرما کر یہ غور کریں کہ ان میں کون کونسی تجاویز ایسی ہیں جن کے سلسلہ میں وہ کارکنان کانفرنس کی مدد کر سکتے یا اپنے مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہونچا سکتے ہیں

خاکسار

حبیب الرحمن خاں شروانی (صدر یار جنگ)

آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ

رزولیوشن نمبر ۱۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس حضور ملک معظم شہنشاہ ہندوستان کے تدریج صحت یابی پر بڑی خوشی کا اظہار کرتی ہے جو ہر شخص کو ہے اور ہر دل سے دُعا نکلتی ہے کہ حضور ممدوح کو شفاء کلی جلد حاصل ہو۔

رزولیوشن نمبر ۲۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ہز ایکسلنسی دی وایسرائے کی خدمت میں نہایت مخلصانہ شکریہ پیش کرتی ہے کہ انہوں نے ڈھاکہ یونیورسٹی کیلئے مسلم ہال کا سنگ بنیاد رکھنے پر رضامندی کا اظہار فرمایا جسکی ترقی اور بہبودی میں تمام مسلمانان ہند نہایت پُرجوش اور پائدار دلچسپی رکھتے ہیں۔

رزولیوشن نمبر ۳۔ یہ کانفرنس اس ناقابل تلافی نقصان پر جو رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی اور مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب کی رحلت سے واقع ہوا ہے اپنے دلی حزن و ملال کا اظہار کرتی ہے اور ان کی گرانقدر تعلیمی خدمات کا اعلیٰ اعتراف کرتی ہے اور اُن کے پسماندگان کے ساتھ مخلصانہ ہمدردی اور تعزیت کرتی ہے۔

رزولیوشن نمبر ۴۔ یہ کانفرنس سید نثار حسین صاحب کے پُرملال انتقال پر اظہار افسوس کرتی ہے جن کو اس کانفرنس کے ساتھ مدت العمر گہری وابستگی رہی۔

رزولیوشن نمبر ۵۔ یہ کانفرنس سفارش کرتی ہے کہ تمام ہندوستان کے ثانوی مدارس میں فوجی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

رزولیوشن نمبر ۶۔ سرکاری طور پر مسلمانوں کیلئے جو مدارس قائم ہیں اونیں مقابلۃً کم مصارف کو دیکھتے ہوئے اس کانفرنس کی رائے یہ ہے کہ ایسے مدارس کو ان کے ہم رتبہ سرکاری مدارس کی سطح پر فوراً لے آنا مسلم قوم کیلئے نہایت اہم اور ضروری ہے۔

رزولیوشن نمبر ۷۔ اس کانفرنس کی رائے میں گورنمنٹ کی تعلیمی امداد کا موجودہ اصول جس کی رو سے لوکل گورنمنٹ اس شرط پر امداد دیتی ہے کہ اس قدر سرمایہ نجی طور پر فراہم کیا جائے غیر منصفانہ ہے اور غریب اقوام مثل مسلمانوں کے حق میں نہایت مضر ہے۔ سرکاری امداد کا اصول یہ ہونا چاہیے کہ ہر قوم کو اسکی تعلیمی ضروریات کے مطابق سرمایہ فراہم کیا جائے۔

رزولیوشن نمبر ۸۔ اس کانفرنس کی رائے میں موجودہ قانونی دفعات اسلامی اوقاف کے جائز مصارف کی خواہ وہ اوقاف ایکٹ ۲۰ ۱۸۶۳ء کے ماتحت ہوں یا کسی دوسرے قسم کے ہوں نگرانی کیلئے قطعی ناکافی اور غیر موثر ہیں اور یہ نہایت ضروری ہے کہ مقامی حکومتیں ہر صوبہ میں ایک سپرنٹنڈنٹ وقف مقرر کریں جسکا یہ فرض ہو کہ اوقاف کی آمدنی کا جو حصہ تعلیم کیلئے متعین کیا گیا ہو یا وقف نامہ کے ماتحت مقرر کیا جا سکتا ہو وہ اسی مقصد پر صرف ہو۔ ہندوستان کے کل بنکوں اور گورنمنٹ سیکورٹیز میں جو مسلمانوں کا روپیہ جمع رہا ہے اگر اسپر اونہوں نے سود نہیں لیا ہے تو اُس سود کو گورنمنٹ ہند وصول کرلے اور بطور جداگانہ مستقل فنڈ کے مسلمانوں کی تعلیم پر خرچ کرنے کے واسطے رکھے۔

رزولیوشن نمبر ۹۔ اس ضرورت سے کہ تعلیم نسواں کو مسلمانوں میں ہر دلعزیز بنایا جاوے اور ان اسباب کے لحاظ سے جو مسلمانوں کی تعلیم کی اس ضروری جزو کی راہ ترقی میں حائل ہیں یہ کانفرنس گورنمنٹ پر زور دیتی ہے کہ حسب ذیل تجاویز کا جلد سے جلد نفاذ کردے۔

(الف) لڑکیوں کی تعلیم صنف اناث کی ضرورتوں کے موافق ہو اور نصاب تعلیم افادہ کے اصول پر تجویز کیا جائے۔ اور مضامین کے انتخاب کا وسیع موقعہ دیا جائے۔

(ب) جو تعلیم مدارس میں دی جائے اُس کی امداد کے واسطے ایسے زنانہ مکاتب کے لئے جو نجی طور پر قائم ہوں لوکل تعلیمی شعبہ کی طرف سے تربیت یافتہ استانیہ فراہم کی جائیں۔

(ج) لڑکیوں کی ابتدائی اور ثانوی مدارج میں انگریزی زبان نہ ذریعہ تعلیم ہوں اور نہ وہ ایک لازمی مضمون قرار دی جائے۔

(د) بڑے شہروں میں بڑی عمر کی پردہ نشین مستورات کے لئے لوکل بورڈز کی جانب سے ایسا انتظام ہونا چاہیے جس سے اُن کو جسمانی تفریح کے علاوہ اصول حفظان صحت فرسٹ ایڈ تیمارداری اور دوسرے ایسے کام سیکھنے کا موقعہ ملے جو اُمور خانگی میں مفید ہوں۔

رزولیوشن نمبر ۱۰۔ اس کانفرنس کی رائے یہ ہے کہ جداگانہ صنعت و حرفت کے مدارس کے علاوہ ثانوی تعلیم کے نصاب میں پیشہ کی تعلیم کا داخلہ ضروری ہے تاکہ تعلیم جاذب اور مفید ثابت ہو اور اہل ملک کی اقتصادی حالت کی اصلاح کا باعث بنے۔

رزولیوشن نمبر ۱۱۔ یہ کانفرنس نہایت زور کے ساتھ اس رائے کا اظہار کرتی ہے کہ اُردو داں پبلک کی روزافزوں ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُردو کی تمام چھپائی میں لیتھو کے بجائے ٹائپ کا استعمال کیا جائے اور مدارس کیلئے ٹائپ ہی میں چھپی ہوئی کتابیں استعمال کی جائیں۔

رزولیوشن نمبر ۱۲۔ اس کانفرنس کی رائے میں دیہاتی مدارس میں تعلیم زیادہ تر پیشہ اور زراعتی قسم کی ہونی چاہیے اور مختلف مقامات کی ضرورتوں کے مطابق ہونی چاہیے۔ محض لٹریری یعنی زباندانی کے متعلق نہ ہونی چاہیے اور دیہاتی مدارس کا نصاب تعلیم اسی اصول پر مبنی ہونا چاہیے۔

رزولیوشن نمبر ۱۳۔ اس کانفرنس کی رائے میں ابتدائی تعلیم جبریہ اور مفت ہونی چاہیے۔

(الف) ہر ابتدائی اسکول میں خواہ سرکاری ہوں یا امدادی اُردو پڑھانے کا انتظام موجود ہونا چاہیے۔

(ب) ایسی باتوں کو جو کسی قوم کے مذہبی احساسات کے خلاف ہوں مدارس سے قطعی دور کر دینا چاہیے۔

(ج) مسلمان اُستادوں کے واسطے ملازمت میں کافی تعداد آسامیوں کی محفوظ کردیجائے اور ٹریننگ سکولوں اور کالجوں میں مسلمان اُستادوں کے ٹرینڈ ہونے کا خاص بندوبست کیا جائے۔

حوادث محلیہ

موسم سرما کی شدت

سردی ابکے برس سے اتنی شدید پڑی کہ تجھ نکلے ہے کا نپتا خورشید

۲۰ جنوری کو بادوں کا لشکر پسپا ہوا تو سردی نے اپنا زور دکھایا آفتاب کی دھوپ گرمیوں کی چاندنی کی طرح خنک ہوگئی جاڑے کا یہ زور کہ بلقہ زمین کرۂ زمہریر بنگیا ہے تو کہا جاتا ہے کہ ۱۹۱۱ء سے اب تک ایسی سردی نہیں پڑی۔

۳۰ جنوری رات کو ایک بجے متصل گنج گنگا ایک گائے نے بچہ دیا مگر بچہ سردی کی تاب نہ لاکر اسی وقت ہلاک ہوگیا۔

مقام پڑاؤ پر ایک آدمی عالم خواب سے دنیائے بیداری میں آنیکے بجائے سیدھا عالم بقا کو راہی ہوگیا۔

آستانہ عالیہ میں متصل سبیل دو غریب مسافر شدت سرما کی تاب نہ لاکر فوت ہوگئے۔

۳۱ جنوری اکثر مقامات پر اور مکانات میں صحکوری ٹلیوں میں برف جم گیا اور بارہ بجے تک نہ پگھلا۔ قلعہ تاراگڈھ کے جھالرا میں سطح آب پر دو تین انچ کے قریب برف کا ضخیم غلاف چڑھ گیا۔ جھالرا درگاہ شریف طوسر انا ساگر اور شہر کی اکثر و بیشتر باولیوں اور کنوؤں کے کناروں پر سطح آب برف کی ہلکی سی چادر سے ڈھکی ہوئی پائی گئی مندرجہ ذیل رباعی اسی سردی کی تعریف میں لکھی گئی ہے۔

امسال چنان بشہر دامون برداست
کز کرۂ زمہریر باج آورد داست

پھلونے من فسردہ چون گرم شود
(حضرت معنی اجمیری)
ہم آتش حسن شعلہ رویان سرداست

بیچارگی۔ یکم فروری کو دگی بازار کی ایک کوٹھری میں ایک غریب بڑھیا انگیٹھی سے تاپ رہی تھی۔ اسی اثنا میں روئی کے لبادہ نے آگ قبول کرلی اور بیچاری بڑھیا کو خبر بھی نہیں ہوئی یکایک شعلے بلند ہونے لگے اور بڑھیا بیچاری کی روح پرواز کرگئی۔

زلزلہ۔ یکم فروری کی شب کو پونے گیارہ بجے کے قریب زلزلہ کا ایک دھچکا محسوس ہوا جو تقریباً پانچ سات منٹ تک قائم رہا۔

راجپوتانہ

گائے کٹ گئی۔ ۲۵ جنوری مکرانہ اسٹیشن سے چار بجے شام کو گاڑی پھلیرہ کی طرف روانہ ہوئی گاڑی جب چار پانچ میل کے فاصلہ پر پہنچ گئی کہ ایک گائے انجن کی زد میں آکر کٹ گئی۔ مارواڑ ریلوے میں فینسنگ (احاطہ) نہ ہونے کی وجہ سے جانوروں کو ریل کی پٹری تک آجانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے اس لئے اس قسم کے حادثات پیش آتے رہتے ہیں۔

مکرانہ کا مقدمہ۔ ابھی چل رہا ہے ماخوذین میں سے چودہ آدمی اور رہا کر دیئے گئے ہیں اسی آدمی زیر حراست ہیں۔

ماں بچہ کو چھوڑ کر بھاگی۔ کچھ دن ہوئے جب دہلی سے آتے ہوئے راجگڈھ اسٹیشن پر ایک عورت اپنے ناجائز حمل کے وضع ہونے سے بچہ کو چھوڑ کر فرار ہوتے ہوتے گرفتار ہوئی تھی۔ ۲۴ جنوری کو صاحب ریلوے مجسٹریٹ بہادر کی عدالت سے اس جرم کی پاداش میں ۶ ماہ کی سزائے سخت کا حکم اُس کو سنایا گیا۔

کمر میں افیون۔ کچھ دن ہوئے بھرت پور اسٹیشن پر ایک ہندو تقریباً تین چار سیر افیون کمر میں باندھے ہوئے اپنے ایک دوسرے ہندو ساتھی کے ساتھ گرفتار ہوا تھا ان دونوں ملزموں کو عدالت ریلوے مجسٹریٹ بہادر سے نو نو ماہ کی سزا اور ڈھائی ڈھائی سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔

اخبار الہند

خسرو دکن کا عزم مدراس۔ حیدرآباد دکن ۲۹ جنوری کو صبح سے کنگ کوٹھی کے روبرو باربرداری کی گاڑیاں، رتھیں ریل گاڑیاں موجود تھیں دو بجے سامان ضروری کا حمل و نقل شروع ہوا شام تک سامان اور روگ پلی اسٹیشن کی جانب روانہ ہوتے رہے بیز خانہ آبدار خانہ توشک خانہ وغیرہ کے کارپرداز اپنی اپنی ضروریات کا سامان سیلونوں میں ترتیب دیتے رہے۔ شام تک تمام سامان سفر اسپیشل ٹرین میں منتقل ہوگیا۔ پلیٹ فارم پر فرش اور قنادیل کا انتظام تھا۔ شب کے ساڑھے نو ۸ بجے سواری شاہانہ اسٹیشن نام پلی پر رونق افروز ہوئی پیچھے کی موٹر کاروں میں شہزادگان بلند اقبال و مرشدزادگان والا تبار اور محلات عالیات کی سواریاں آئیں اور سب کے سب اپنے اپنے سیلونوں میں سوار ہوتے۔ ٹھیک رات کے ڈیڑھ بجے روانگی کے بگل بجائے گئے اور شاہی اسپیشل ٹرین روانہ مدراس ہوگئی۔ صبح کے سات بجے لال پہاڑی سے سلامی کی اکیس توپیں سر کی گئیں۔ "صحیفہ"

سائمن کمیشن رنگون میں۔ رنگون ۲۹ جنوری سائمن کمیشن آج جہاز پر کلکتہ سے یہاں آیا۔ صرف سرکاری افسروں اور خاص اجازت کے حامل معززین نے استقبال کیا۔ پولیس موجود نہ تھی مخالفین نے کالے جھنڈے لیکر شہر کا چکر لگایا اور ایک بڑا جلسہ کرکے مقاطعہ کمیشن کا مشورہ دیا۔

سائمن کمیشن اور مدراس۔ مدراس ۲۰ جنوری سائمن کمیشن کے مدراس آنیکا وقت مخالفانہ مظاہرہ کیے سوال پر غور کرنے کے واسطے آج کانگریس اور مجلس منتقدہ مدراس اور اسمبلی اور شاہی کونسل کے اراکین مدراس کا ایک جلسہ ہوا مسٹر سری نواس صدر جلسہ تھے اخبارات کو داخلہ کی اجازت نہ تھی تاہم معلوم ہوا ہے کہ ہڑتال اور مخالفانہ جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا گیا۔ "ریاست"

بہار کونسل اور گاندھی کیپ۔ پٹنہ ۲۶ جنوری بہار کونسل میں ایک سوراجی ممبر اس مضمون کی تحریک پیش کریگا۔ کہ تمام سرکاری محکموں کے ہندوستانی افسر اور کلرک گاندھی ٹوپی پہنا کریں۔

وفد خلافت اور افغانستان۔ نیو دہلی ۲ جنوری سنٹرل خلافت کمیٹی کے وفد کو افغانستان جانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے پاسپورٹ عطا کرنے سے اپنی معذرت کی ہے۔ "ہم"

ممالک غیر

اناطولیہ کی ریلیں۔ اناطولیہ کی ریلوں کو خریدنے کے لئے حکومت ترکیہ کو جو تجویز مرتب کی ہیں ۳۱ دسمبر کو مجلس ملیہ کے سامنے پیش ہوئی ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) تمسکات اور حصص کیلئے جن کی قیمت ۶ کروڑ ۶۵ لاکھ ایک ہزار ساڑھے پانسو سوئس فرینک ہوتی ہے ترک دو قسطوں میں ۴ کروڑ ساڑھے سات لاکھ اور ۲ کروڑ ساڑھے تین لاکھ فرینک کے حساب سے دیں گے۔

(۲) لائن کی قیمت کی دس قسطوں کی کل رقم ۴ کروڑ ۳۶ لاکھ ۲ ہزار آٹھ سو سوئس فرینک دینی ہوگی

(۳) ادائی ۱۹۲۹ء سے شروع ہوگی اور ۳ اقساط میں ۲۰۰۲ء تک ادائی ہوجائیگی۔

موجودہ شرح مبادلہ کی رو سے یہ رقم ایک کروڑ ۰۰ لاکھ پونڈ ہوتی ہے

ایرانی بغاوت۔ بعض اخبارات میں یہ خبر شایع ہوئی ہے کہ ایرانی بلوچستان میں دوست محمد خاں نامی ایک باغی کی سرکردگی میں بغاوت ہوگئی ہے فرو کرنے کے لئے ایرانی سرکاری فوجیں معہ دو ہوائی جہاز کے کرمان اور مشہد کی طرف جارہی ہیں۔ ایرانی سفیر متعینہ پیرس نے اس خبر کی تردید کی ہے اور اخبارات کے نام ایک بیان میں لکھا ہے کہ کنوئیں میں زہر ڈالنے کی خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ "ڈیلی اکسپریس لندن"

شاہ امان اللہ کا مستقبل۔ ایک روز شاہ امان اللہ اپنے عمائدین سلطنت کی معیت میں ایک بزرگ کے روضہ پر جو خرقہ شریف کے نام سے مشہور اور قندھار سے تین میل کے فاصلہ پر ہے فاتحہ خوانی کے لئے گئے اس روضہ میں ایک مجذوب کئی سال سے رہتا تھا جو کسی سے نہیں بولتا تھا اور اسی لئے عام طور سے لوگ اُسے گونگا خیال کرتے تھے جیسے ہی شاہ موصوف نے درگاہ شریف میں قدم رکھا مجذوب نے دوڑ کر قدم چومے اور کہا۔ تو ہی بادشاہ اسلام خدا دشمنانت را بشکناد، اقبال تو پایندہ باد جیسے ہی تم نیست اتنا کہکر بیہوش ہوگیا دیکھا تو وہ مجذوب فوت ہوچکا تھا سنا گیا ہے کہ احمد شاہ ابدالی جب نادر شاہ ایران کا ملازم تھا اسی درگاہ کے ایک مجذوب نے بادشاہ ہونیکی بشارت دی تھی جو پوری ہوئی خدا سے امید ہے کہ غازی امان اللہ کے لئے بھی یہ پیشین گوئی عنقریب صحیح ثابت ہوگی۔ "سیاست"

کابل کے وزیر خارجہ۔ ۲۰ جنوری ایسوسی ایٹیڈ پریس کی اس خبر کی نسبت کہ کابل میں عطار الحق خاں کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ہے توثیق ہوچکی

پیراولنشل کانگریس کمیٹی۔ کلکتہ ۲ جنوری پراونشل کانگریس کمیٹی کی جنرل میٹنگ میں اخبار فارورڈ کے ایڈیٹر اور پبلشر کی خدمات کا اعتراف اور بار بار سزا پانیوں پر انہیں مبارکباد دی گئی۔ امیر امان اللہ خاں سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ قومی تحریک کچلنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہوئے گرفتار شدوں کو مبارکباد اور انکی ہر طرح سے امداد کرنے کے لئے رزولیوشن پاس ہوئے۔ "مستقل"

ایک سیاح کی موت۔ دہلی ۳۰ جنوری کو امریکہ کے مشہور سیاح مسٹر وھٹلی جو باڑہ ہندو راؤ کے شفاخانہ میں زیر علاج تھے۔ اُن کا انتقال ہوگیا۔ اُن کی وصیت کے مطابق اُن کی لاش جمنا کے کنارے نذر آتش کی گئی۔

تجارت کے دو عظیم الشان راز

(۱) کامیابی کو حاصل کرنا یا ماری اختیار کرنا اعلیٰ درجہ کی پالیسی ہے (۲) قلیل منافع لینا اور وسیع پیمانہ پر تجارت کرنا بس یہی دو اصول ہیں جن کے ماتحت میں ہماری فیکٹری پبلک کی خدمت کا فخر حاصل کر رہی ہے چنانچہ انہیں اصولوں کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل نرخنامہ نہایت عمدہ خوبصورت اور پائدار حسب دلخواہ فیشن کے جوتوں کا دیا جاتا ہے جن میں تمام چیزیں چوکھی ہونے کی گارنٹی ہے اور قیمتیں وہ درج کی گئی ہیں جو فی الواقع انتہائی رعایتی ہیں۔

تفصیل جوتہ مردانہ — نمبر پیر معہ قیمت فی جوڑہ جوتہ معہ بوٹ لیس سوتی

تفصیل	(۴ و ۵)	(۶ و ۷)	(۸ و ۹)	(۱۰ و ۱۱)	نمبر پیر
اصلی سیاہ کروم کا شیو۔ گورنی یا آکسفورڈ۔ فیشن حسب دلخواہ مثلاً امریکن۔ انگلش۔ میڈیم پائنٹ وغیرہ وغیرہ	للعہ	للعہ	صہ	صہ	،
براؤن کروم کے لئے ۴ فی جوڑہ زیادہ					
اصلی سیاہ کروم کا بوٹ ایضاً ایضاً ایضاً	ے/	سیہ	معہ	سیہ	،
براؤن کروم کے لئے ۸ فی جوڑہ زیادہ					
اصلی سفید کروم کا بوٹ فٹ بال اعلیٰ قسم پائدار اور خوبصورت	معہ	سیہ	سے/	سیہ	،
سلیپر سیاہ یا براؤن کا تسمے دار یا منڈا یا پمپ شو	ہے	للعہ	للعہ	للعہ	،
اصلی سیاہ پیٹنٹ یا کورٹ شیو معہ ریشمین بو اعلیٰ	عہ	ے/	سیہ	معہ	،
سپاٹ سیاہ کروم یا براؤن کروم نہایت پائدار خوبصورت	عہ	عہ	عہ	ے/	،
واٹر پروف کا کینوس نیس نئو اعلیٰ قسم پائدار	للعہ	للعہ	للعہ	للعہ	،

اگر آپ بروک جوتہ بنوانا چاہیں گے تو ۸ فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا

نوٹ:۔ اگر آپ مندرجہ ذیل جوتوں میں کریپ سول لگوانا چاہیں گے تو ۱۲ فی جوڑہ زیادہ دینا ہوگا۔ اگر ایک ہی جوتہ میں کریپ سول بھی لگوائیں گے اور بروگ بھی کرا دیجئے تو صرف ۱۰ فی جوڑہ مندرجہ بالا قیمت سے زیادہ لیا جاوے گا۔

زنانہ گرگابی یا پمپ اصلی سیاہ کروم ہر ناپ — درجہ خاص ۲ درجہ اول ۱۰ درجہ دوم ۱۸ درجہ سوم ۱۶ فی جوڑہ

زنانہ لیڈی شیو معہ اونچی ہیل اعلیٰ قسم سیاہ پیٹنٹ لیدر یا ولایتی گرگابیا سوئڈ یا ولایتی ولوکاف — ، ، سے/ ، ، سیہ ، ،

شرائط آرڈر کے ہمراہ ۸ فی جوڑہ پیشگی وصول ہونے پر تعمیل ہوگی۔ بقایا رقم بذریعہ وی پی وصول کی جاوے گی آرڈر دیتے وقت پیر کا نمبر یا پیر کا نقشہ کاغذ پر پنسل سے اتار کر روانہ کر دیجئے گا تاکہ جوتہ فٹ بن سکے۔

محصول و پیکنگ معاف بشرطیکہ آرڈر ایک درجن جوڑہ کا ایک ساتھ ہو ورنہ بذمہ خریدار

قیمت واپس اگر مال حسب ہدایت نہ بنا ہو۔ یا معقول وجوہات پر پسند نہ ہو تو اچھی حالت میں ایک ہفتہ کے اندر واپسی پر قیمت واپس

خاص رعایت سوداگر صاحبان کو جو تجارتاً مال فروخت کرتے ہیں اگر ایک ساتھ بارہ درجن جوڑہ کا آرڈر دیں گے تو علاوہ فری محصول ریل کے انتہائی رعایت سے مال دیا جاتا ہے

شرائط ایجنسی اگر کوئی صاحب ایجنسی لینا چاہیں تو ہم معقول کمیشن پر ایجنسی دیتے ہیں جس کے شرائط مفصل طلب کیجئے۔

المشتہر:۔ ماسٹر عبدالحق قریشی منیجر راجپوتانہ بوٹ اینڈ شو فیکٹری کوہ آبو

ایک ضروری اطلاع

رشید الدین ساکن جے پور کو دفتر توحید کی طرف سے ایک رسید بک دی گئی تھی لیکن انھوں نے دفتر میں واپس نہیں دی لہذا تمام اہل اسلام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ صرف اسی شخص کو دفتر کی طرف سے رسالہ توحید کی اشاعت کے لئے مجاز سمجھیں جس کے پاس رسید بک کے علاوہ دفتر کی سند بھی موجود ہو۔

"ابو غلام رسول دفتر رسالہ توحید اجمیر"

نرخنامہ اشتہارات "اخبار آستانہ"

تعداد	ایکبار	ایکماہ (۴ بار)	تین ماہ (۱۲ بار)	چھ ماہ (۲۴ بار)	ایکسال (۴۸ بار)
⅛ صفحہ	۱۲	ے/	عیہ	عیہ	للعہ
¼ صفحہ	ے/	سے	عہ	عہ	سہ
نصف صفحہ	صہ	للعہ	سہ	صہ	لعہ
پورا صفحہ	معہ	عہ	عہ	سہ	اصہ

(۱) ⅛ صفحہ سے کم کے لئے فی سطر ۲ کے حساب سے اجرت لی جائے گی۔

منیجر اخبار آستانہ اجمیر

حیات داؤد

امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ، درد شکم، درد سول، بدہضمی کھٹی ڈکار قے، اسہال، تخمہ کو نہایت مفید ہے بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے ایک روپیہ (عہ)

اکسیر بخار

چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اس لئے اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

فی لفافہ ایک آنہ جس میں تین خوراک ہے سوائے میعادی بخار کے تمام بخارات میں ایک خوراک سے اتر جاتا ہے درد سر اعضا شکنی میں مفید ہے

حیدرآباد دکن دواخانہ داؤدیہ ابو العلائی حکیم واحد علی بیگ

دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف کی کتابیں

تاریخ السلف

مولانا خواجہ معینی کی معرکۃ الآرا تصنیف جس پر ہندوستان کے اکثر مشہور اصحاب قلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے اس کتاب میں خواجہ بزرگ کے صحیح اور محقق حالات درج ہیں کاغذ عمدہ کتابت و طباعت عمدہ قیمت بلا محصول عہ

سیر اجمیر

نثار الملک میر احمدی کی تالیف ہے اسکے مطالعہ کے بعد اجمیر شریف کے کسی تاریخی مقام کے متعلق کوئی دریافت طلب بات باقی نہیں رہیگی اجمیر کی مکمل گائڈ ہے ٹائیٹل رنگین خوش الوان قیمت ۱۲

خواجہ عثمان ہارونی

صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب کی تصنیف ہے جس میں خواجہ بزرگ کے پیر و مرشد کے حالات صحیح صحیح تاریخی تحریر کئے گئے ہیں قیمت ۴

خواجہ کا پریم سندیس

مولانا الیاس صوفی اجمیری کا ایک طویل مضمون جو تبلیغی نقطہ نگاہ سے لکھا گیا ہے قابل مطالعہ ہے قیمت زیر طبع ۲

اولیائے اجمیر

اجمیر شریف کے آسودہ خاک بزرگوں کے حالات میں ہے مصنفہ نواب میر جمیل الدین حسین آصفجاہی زیر طبع ہے

سید منظور احمد نائب ناظم دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف

سید زین العابدین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر شریف سے شائع کیا

رشحات معینی

از

حضرت مولینا خواجہ سید عبد المعبود صاحب معینی مدظلہ اجمیری مہتمم کروڑگیری علاقہ حیدرآباد دکن

بنا کے خلق عارض کیوں نہو زلف بتا کیوں ہو
دلوں کا چور کعبہ کیوں نہو ہندوستاں کیوں ہو

دل آزاری کا شکوہ جانستانی کا گلہ بیجا
وہ بت غارتگرِ دل کیوں نہو آرامِ جاں کیوں ہو

یہاں ہے برملا رندی وہاں پنہاں ریاکاری
خدا کا چور زاہد کیوں نہو پیرِ مغاں کیوں ہو

سوالِ وصل پر کہتے ہو کیا حق ہے ذرا سوچو
تمہارا حسن حاتم کیوں نہو نوشیرواں کیوں ہو

تعجب ہے کہ وہ عنابِ لب آبِ جو آئے
خیال اس کا مسکن کیوں نہو آتش فشاں کیوں ہو

کسی کا غمزۂ قاتل یہ کہتا ہے سرِ محفل
کہ بزمِ ناز مقتل کیوں نہو آتش فشاں کیوں ہو

ہے جاری فیضِ چشمِ سامری فنِ عشق میں ورنہ
معینی مہر بر لب کیوں نہو جادو بیاں کیوں ہو

لاؤں کہاں سے ذوقِ تماشا بہار میں
تم اختیار میں ہو نہ دل اختیار میں

تیرِ نگہ کو چین نہیں چشمِ یار میں
صیاد بیقرار ہے شوقِ شکار میں

کب ہے کسی ملیح کو زخمی سے تیرے عار
لذت کہاں مگر نمکِ مستعار میں

لینے دیا نہ ہجر میں اک آن مجھ کو چین
تیری سی شوخیاں ہیں دلِ بیقرار میں

پیشِ نظر ہے کاکلِ مشکین و خطِ سبز
ہم ہیں کبھی ختن میں کبھی سبزوار میں

رندوں سے بڑھ کے مست ہیں آج اہلِ خانقاہ
توبہ کا خون شریک ہے رنگِ بہار میں

دل لے کوئی حسین تو معینی نہ کر دریغ
یوسف سی شے گراں نہیں اک قلبِ زار میں

جج خفیفہ صاحب کے یہاں چوری:- ار فروری کی رات کو جناب منشی شیو چرن داس صاحب جج خفیفہ اجمیر کے یہاں چوری ہو گئی۔ سنا گیا ہے کہ دو تین ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ پولیس سرگرم تفتیش ہے۔

رشد و ہدایت

(از حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ)

ثَلٰثَۃٌ یَزِدْنَ فِی الْحِفْظِ وَیُذْہِبْنَ الْبَلْغَمَ اَلسِّوَاکُ وَالصَّوْمُ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ

تشریح:- مسواک کرنے، روزہ رکھنے، قرآن پڑھنے سے انسان کی قوت حافظہ بڑھتی ہے اور بلغمی مادہ فنا ہوتا ہے۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اس کے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہئے روز آستانے کے لئے

آستانہ

جلد (۱)　جمعہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ　نمبر (۳۰)

ماہ صیام

الٰہی شکر تیرا پھر مہ صیام آیا　　مہ صیام نہیں عید کا پیام آیا
ہزار ماہ سے بہتر ہے ایک رات اسکی　　اسی مہینہ میں اللہ کا پیام آیا

سبحان اللہ وہ مبارک مہینہ، وہ خیر و برکت کا زمانہ آگیا کہ بندگان حق کے آئینہ ہائے قلوب تقویٰ اور طہارت کے صیقل سے درخشانی اور جلا حاصل کریں گے۔ الحمد للہ کہ وہ سعادت التیام ایام آگئے کہ مشتاقان لقائے الٰہی کو جلوۂ حقیقت نظر آئے گا۔

وہ متبرک مہینہ جسکو سردار دو عالم نے "شہر مبارک" کے نام سے یاد فرمایا وہ مقدس مہینہ جس کی تیسری تاریخ صحیفہائے ابراہیمی اور چھٹی تاریخ کو توریت کتاب موسیٰ علیہ السلام اور تیرھویں تاریخ انجیل کتاب عیسیٰ علیہ السلام اور چوبیسویں تاریخ کو قرآن مجید نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نزول فرمایا۔

وہ یمن و سعادت کا دور جس میں بہشت کے دروازے کھلے رہیں گے اور ابواب دوزخ بند ہو جائیں گے۔ شیاطین پابزنجیر ہونگے وہ خیر و برکت کا زمانہ جس میں منادی ہر آن یہ صدا دے گا کہ۔

"اے طالبان خیر و برکت دوڑو، اے بدکردار و اپنے اعمال زشت اور افعال قبیحہ سے باز آؤ، توبہ کرو، پروردگار اپنے بہت سے بندوں کو جہنم سے آزاد کر رہا ہے شاید تم بھی جہنم سے آزاد ہو جاؤ۔"

وہ رمضان المبارک جس کے لئے خاتم الانبیا کا ارشاد ہے کہ میری امت کبھی رسوا نہ ہوگی جبتک وہ رمضان کو قائم رکھے گی۔ ایک انصاری نے دریافت کیا یا رسول اللہ رمضان کو ضائع کرنے سے کیا رسوائی ہوگی فرمایا کہ جو شخص رمضان کے مبارک مہینہ میں جو برائی کریگا سال بھر تک فرشتے اسپر لعنت کرتے رہیں گے اور اسکا رمضان قبول نہ ہوگا اور اگر دوسرے رمضان آنے سے پہلے یہ شخص مر گیا تو جہنمی ہوگا۔

پھر کون ہے جو اس ماہ سعید کی برکتوں سے مالا مال ہوگا اور اپنے دامن کو اس ماہ سعید کی سعادتوں سے لبریز کریگا کون ہے جو اپنے خدائے اقدس کی فرمانبرداری کو اپنا وسیلہ نجات بنائیگا اور دنیائے اس عارضی اور ظاہری تکلیف و زحمت کو برداشت کر کے آخرت کی آسائش و راحت حاصل کرے گا۔

سلطان الہند حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کے شیخ طریقت اور پیر و مرشد مخدوم عالم و عالمیان حضرت خواجہ عثمان، علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں۔

ماہ رمضان رحمت و غنیمت کا مہینہ ہے اسکی مثال ایسی سمجھنا چاہئے جیسے شکست خوردہ بھاگے ہوئے لشکر کا مال فتحمند لشکر ہر جگہ پڑا پاتا ہے اسیطرح یہ ماہ رمضان ہے کہ چاروں طرف سعادت مال غنیمت کی بھری ہوئی پڑی ہے کہ جتنا چاہو لوٹ لو۔ اسلئے لوگوں کو چاہئے کہ جو کچھ ہو سکے اس مہینہ میں ریاضت و مجاہدات کریں تاکہ بے حساب ثواب پائیں۔

یہ کسکا ارشاد ہے کسی یونانی فلاسفر کا نہیں، کسی مغربی تعلیمیافتہ کا نہیں کسی بڑے سائنس داں کا نہیں کسی یورپین عالی دماغ کا نہیں بلکہ قصبۂ ہرون کے ایک درویش کا ارشاد ہے، اس درویش کا ارشاد جس نے ایک مدت سے اپنی اسلامی زندگی کے طرز عمل، اپنے حکیمانہ اقوال، اپنے علمی نکات و ارشادات اپنی حقیقت دانی سے ہندوستان میں آکر ایک صاحب تخت و تاج بادشاہ مادی طاقت و قوت کے غرور و نشہ میں جھومنے والے تاجدار کے بالمقابل فتحمندی و ظفریابی حاصل کرنا اور ایسی فتحمندی و ظفریابی حاصل فرمائی کہ آج اس فتحمندانہ نشان کے حاصل کرنے کی غرض سے موجودہ دور ارتقا میں بڑی بڑی قوتیں رکھنے والی سلطنتیں رات دن سرگرداں نظر آتی ہیں۔

پھر کون ہے جو اپنے روحانی بادشاہوں کے احکام کی تعمیل بسر و چشم کریگا آج کسی قوم و مذہب کا کوئی فرد ہو اپنے دنیاوی بادشاہ کے حکم سے بلکہ اپنے ایک حاکم کی خاطر صبح سے شام تک سرگرداں نظر آتا ہے اور اس سرگردانی کیحالت میں نہ اسے کھانے کی خبر رہتی ہے نہ پینے کا ہوش رہتا ہے۔ مگر ایسے لوگ بہت کم نظر آئیں گے جو اپنے حقیقی شہنشاہ، احکم الحاکمین پروردگار عالم کے لئے بارہ مہینوں میں سے صرف تیس دن ایک وقت معین کے لئے بھوکے اور پیاسے رہجائیں درآنحالیکہ اس بھوک اور پیاس کے بعد ایک ابدی راحت، ایک دائمی آسایش عطا فرمانیکا اس حاکم مطلق نے وعدہ فرمایا ہے سردار دو عالم کا ارشاد ہے کہ خدائے قدوس فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں روزہ کا بدلہ دونگا کیونکہ روزہ دار میرے لئے اور محض میرے لئے کھانا، پینا، اور خواہشات نفسانی کو چھوڑتا ہے۔

پس اے مسلمانو! آگے بڑھو، اے خدا پرستو قدم اٹھاؤ، اے غفلت کی نیند سونیوالے مسلمانو جاگو اور دیکھو کہ خدا کی رحمت عام اپنا آغوش پھیلائے ہوئے تمہارے انتظار میں ہے۔ خدائے قدوس کی شان رحیمی تمہاری متلاشی ہے اور تمہارا پروردگار اس مبارک مہینہ کی برکت سے تمہیں عرفان و ایمان کی دولت و نعمت سے مالا مال کرنا چاہتا ہے اور تمہارے اگلے پچھلے گناہوں کو بخشنے کے لئے تیار ہے۔

بس اگر ضرورت ہے تو صرف اسکی ضرورت ہے کہ تم خواب غفلت سے بیدار ہو کر اٹھو، دامن شوق و طلب پھیلا کر آگے بڑھو قلب مضطرب اور دیدۂ پرنم کیساتھ اپنی نافرمانیوں سے توبہ کرو اور بخشش و رحمت مانگو۔

جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

نرسنگھ گڑھ کے نوجوان راجہ صاحب کی نسبت مہاراؤ صاحب سروہی کی چھوٹی صاحبزادی سے قرار پائی تھی چنانچہ مراسم شادی کی ادائیگی کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر انتظامات کئے گئے۔ جنوری کے آخری ہفتہ میں بارات سروہی پہنچی اور کامل پانچہزار مہمان شرکت تقریب کیلئے سروہی میں موجود تھے۔ دلہن کی طبیعت ۲۲ جنوری سے خراب ہوگئی تھی اور آخر میں تقریبات کے زمانہ میں باوجود اسکے کہ ہزارہا روپیہ خرچ کر کے بمبئی سے ڈاکٹر بلوائے گئے اور علاج معالجہ کی تمام تدابیر عمل میں لائی گئیں ۳۱ جنوری کو دلہن اپنے ماں باپ کے گھر سے وداع ہونیکے بجائے اس عالم فانی سے وداع ہوگئی۔

اے دانے برآن غنچہ نشگفتہ و بہ پژمرد

سچ یہ ہے کہ ایسے واقعات ہوشربا رنج و ملال کا اثر اسقدر عالمگیر ہوا کرتا ہے کہ ہر سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا ہم مہاراجہ صاحب کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

ہمارے نامہ نگار نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ اس المناک حادثہ کے ظہور پذیر ہو جانے کے بعد مہاراجہ صاحب سروہی کیجانب سے مہمانوں کی ضیافت و مدارات میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا جسکے لئے یقیناً منتظمان ریاست کے حسن انتظام کی ستایش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لئے اس قسم کے اچانک حادثات سے کسی انتظام کا بدستور قائم رہنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے چہ جائیکہ ہزارہا مہمانوں کا خیال رکھنا۔

اک المناک واقعہ۔ جناب پیر سید وزیر علی صاحب کی گرامی ذات صورت و سیرت میں اپنے بزرگ اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر اور زہد و اتقا کی کامل تفسیر تھی سچ یہ ہے کہ خدام عالیمقام کی جماعت سے ایسی مقتدر ہستی کی رخصت و رحلت ایک المناک حادثہ ہے۔ ۲۰ شعبان ۱۳۴۷ھ کو شام کے پانچ بجے آپنے اس عالم فانی کو خیرباد کہکر لقائے الٰہی کی نعمت حاصل فرمائی۔ اور اسی رات آپکو حضرت سلطان الہند غریب نواز اجمیری کے چلہ شریف پر بالائی دالان میں آپ مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اصل یہ ہے انتہائے زندگانی ہے یہی
نام باقی ہے تو عمر جاودانی ہے یہی

آپ کے اوصاف و محاسن کے متعلق کچھ لکھنا ایسا ہی ہے جیسا آفتاب کی تابندگی اور درخشانی کی نسبت کچھ بیان کیا جائے آپکی عمر ساٹھ برس سے کچھ زیادہ ہی تھی مگر ساری عمر خدمت مزار اقدس میں صرف ہوئی یا اپنے پروردگار کی عبادت میں، پیری اور ضعیفی کی اس ناتوانی اور نقاہت کے باوجود بھی شاید کوئی جمعہ ایسا گذرا ہو کہ آپنے نماز جمعہ آستانہ اقدس پر حاضر ہو کر ادا نہ کی ہو۔ آپکی ہر دلعزیزی کا یہ حال تھا کہ کبھی اور کسی وقت آپکے چھوٹے اور بڑے کو کوئی اور کسی قسم کی شکایت نہیں پیدا ہوئی۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضرت سلطان الہند غریب نواز کے صدقہ و رضا میں مرحوم و مغفور کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم و مغفور کے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ سید فرزند علی صاحب کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔ آمین۔

تذکرۃ السلف

محبوب الٰہی رضؓ

بسلسلۂ آستانہ ۱۱ رجمادی الاولیٰ

از قلم مولانا خواجہ معنی اجمیری

سلطان المشائخ اور سلطان المشائخ کے آخری دور ہدایت وارشاد سلطان قطب الدین میں ۷۲۰ھ کا واقعہ ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کو جو اسوقت تخت و تاج کا مالک تھا بعض حاسدین کے کہنے سننے سے یا خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ سلطان المشائخ باوجودیکہ میری رعیت میں ہیں مگر میرے دربار میں سلام کے لئے حاضر نہیں ہوتے۔ اس لئے کوئی مناسب تجویز عمل میں لانی چاہیئے۔

دنیا کا عام قاعدہ ہے کہ ناعاقبت اندیش اور کم سمجھ بادشاہ اپنی مادی قوت اور طاقت کے غرور میں اپنی حقیقت نہیں سمجھتا ہے۔ اور بسا اوقات بندگان حق سے خواہ مخواہ الجھکر انکے روحانی تصرفات کے مقابلہ میں شکست و ناکامی کی ذلت حاصل کرتا ہے۔ اسی زعم باطل نے سلطان قطب الدین کو بدمست کر رکھا تھا اور وہ سلطان المشائخ کے دربار شاہی میں حاضر نہونے کو اپنے رعب وداب شاہی کے خلاف سمجھتا تھا۔ چنانچہ حکم دیا کہ شیخ نظام الدین کو لکھا جاوے۔ کہ

> شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتان سے جب کبھی دہلی آتے ہیں تو مجھسے ضرور ملتے ہیں آپ میری حدود سلطنت میں رہتے ہوئے مجھسے نہیں ملتے۔ اسکا کیا سبب ہے لہٰذا ہفتہ میں ایک بار حاضر دربار ہونا آپکے لئے لازمی قرار دیا جاتا ہے

جب سلطان المشائخ کی بارگاہ آسمان پایگاہ میں یہ پروانۂ شاہی پہنچا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ

> میں ایک گوشہ نشین فقیر ہوں، اور میرے مشائخ کرام کا ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ وہ کبھی کسی بادشاہ کے دربار میں نہیں گئے نہ بادشاہوں کی صحبت اختیار کی۔ چنانچہ میں بھی اپنے بزرگوں کے طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے کہیں آتا جاتا نہیں ہوں۔ لہٰذا مجھے معذور سمجھا جائے۔

بادشاہ تک جب یہ جواب پہنچا، بہت برافروختہ ہوا، اور اپنی بادشاہت کے گھمنڈ میں کہنے لگا کہ فرمان شاہی کی اطاعت بہرحال ان پر لازم ہے۔ واقعہ نے جب یہ صورت اختیار کرلی تو عام طور سے یہ یقین کرلیا گیا کہ بادشاہ کو اپنی بات کی پچ اور سلطان المشائخ سے کد ہوگئی ہے۔

جب سلطان المشائخ کے گوش حق نیوش تک اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو آپنے اپنے مرید باخلاص حضرت حسن علا سنجری کے ذریعہ حضرت شیخ ضیاء الدین رومی کے پاس یہ پیام بھیجا کہ

> آپ بادشاہ وقت کے پیر ہیں۔ اسلئے بادشاہ کو سمجھائیے کہ اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو درویشوں کو ستانے سے باز آئے ہر ایک خانوادہ کی ایک جداگانہ رسم ہوا کرتی ہے فقیر کے مشائخ کرام نے کبھی کسی بادشاہ کی درباداری کی اور نہ اس زمانہ کے بادشاہ اس باب میں ان بزرگوں سے مزاحم ہوئے اسلئے میں بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر قائم ہوں، بادشاہ کو بھی چاہیئے کہ وہ میرے طریقہ سے مزاحم نہو۔

حضرت خواجہ حسن علا سنجری یہ پیام لیکر جب شیخ ضیاء الدین رومی کے مکان پہنچے تو معلوم ہوا کہ شیخ علیل ہیں اور حالت نازک ہے۔ مجبور ہوکر حضرت حسن علا سنجری واپس آئے۔ اور پیر و مرشد سے پوری کیفیت بیان کردی سلطان المشائخ یہ سنکر خاموش ہوگئے ابھی تین دن ہی ہوئے تھے کہ شہر میں شیخ ضیاء الدین کی وفات کا کہرام مچگیا۔ ممکن ہے کہ حضرت سلطان المشائخ بھی نماز جنازہ اور دفن میں شریک ہوئے ہوں لیکن تذکروں کے بیانات سے اس کا اثبات نہیں ہوتا۔

شیخ ضیاء الدین رومی کی وفات کے بعد تیسرے دن سوم کا فاتحہ ہوا اور دستور کے مطابق شہر کے وہ تمام چھوٹے بڑے جن کو شیخ مرحوم سے نسبت اخلاص و عقیدت یا نسبت ارادت وبیعت تھی انکی قبر پر حاضر ہوئے حتی کہ خود سلطان قطب الدین بھی اس مجلس میں شریک قرآن خوانی تھا۔ اسی اثنا میں قبلۂ عالم و عالمیان حضرت سلطان المشائخ رونق افروز ہوئے۔ حاضرین مجلس نے جیسے ہی سلطان المشائخ کا جمال مبارک دیکھا اپنی اپنی جگہ سے اٹھے اور بعجلت تمام یکے بعد دیگرے جوش عقیدت سے قدمبوس ہونے لگے۔ اسی وقت بعض مقربان شاہی نے سلطان المشائخ کے حضور میں عرض کیا کہ اسی مجلس میں بادشاہ بھی موجود ہیں اگر جناب سلام علیک فرمائیں تو ہم نیاز مند بادشاہ کو اس سلام کی طرف توجہ دلائیں آپنے ارشاد فرمایا کہ اسکی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ وہ قرآن خوانی میں مصروف ہے۔ بادشاہ بھی کنکھیوں سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا اُسے اپنے مقابلہ میں سلطان المشائخ کا یہ اعزاز واحترام سخت ناگوار گزرا مگر کیا کرتا غصہ اتارنیکا کوئی موقعہ ومحل نہیں تھا، چپ ہو رہا۔

مجلس برخاست ہوئی سلطان المشائخ اپنے دولت خانہ پر تشریف لیگئے اور سب لوگ اپنے اپنے مکانوں پر چلے گئے۔ بادشاہ کے دلمیں سلطان المشائخ کی طرف سے پہلے ہی خلش تھا اور اس مجلس میں ایک اور تازہ زخم پہنچا چنانچہ قصر شاہی میں پہنچتے ہی حکم دیا کہ

شیخ نظام الدین کو کہا جائے کہ اگر آپ ہر ہفتہ آنے سے معذور ہیں تو مہینہ میں ایک بار دربار میں حاضر ہونا ضروری سمجھئے اور اگر یہ بھی قبول نہیں ہے تو مجھے اطلاع دیجئے تاکہ مناسب تدارک کیا جائے۔

بادشاہ جانتا تھا اور اسکو یقین تھا کہ سلطان المشائخ اس شرط اور پابندی کو بھی قبول نہیں کریں گے۔ اور انکی مخالفت کا یہ اچھا خاصہ موقع ہاتھ آجائیگا چنانچہ حکم شاہی کے بموجب سید قطب الدین غزنوی، شیخ عماد الدین طوسی شیخ وحید الدین قندوزی، مولٰنا برہان الدین بزودی، سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ پیغام شاہی پہنچایا۔ اور سب نے متفق اللفظ ہوکر یہ مشورہ دیا کہ بادشاہ وقت ایک ناعاقبت اندیش نوجوان بادشاہ ہے اور جناب والا شیخ کامل ہیں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم سے انکار نہ کیا جاوے اور اس شرط کو تو قبول فرمالیا جاوے تاکہ فتنہ کی آگ فرو ہوجائیگا۔ سلطان المشائخ نے تھوڑی دیر تامل فرمانیکے بعد ارشاد فرمایا کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے اگرچہ یہ جواب پیچیدہ تھا، نہ تو صاف انکار ہی کا پتہ چلتا تھا، نہ صاف اقرار ہی مترشح ہوتا تھا مگر ان سب لوگوں نے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوکر بالاتفاق یہ کہا کہ ہم نے حضرت شیخ کو مہینہ میں ایکبار حاضر دربار ہونے پر راضی کرلیا ہے۔ یہ بیان کرنیکا مقصد یہ تھا کہ کسیطرح ناعاقبت اندیش بادشاہ کے ہاتھ سے سلطان المشائخ کی جناب میں کوئی گستاخی نہونے دیجائے۔ بیوقوف بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ آخر میری بات و رہی اور میرے ہی حکم کی تعمیل کیگئی۔

اس روز قمری مہینہ کی ستائیسویں تاریخ تھی اتفاق سے اسی دن رات کو شیخ وحید قریشی او حضرت امیر خسرو کے برادر بزرگ اعز الدین حاضر خدمت ہوئے ان دونوں صاحبوں کو اس پیغام اور جواب پیغام کی اطلاع ہوچکی تھی دوران گفتگو میں ایک صاحب نے عرض کیا آج سنا ہے کہ مخدوم والا تبار ہر چاندرات کو بادشاہ کے یہاں تشریف لیجایا کرینگے۔ سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ میں ہرگز اپنے مشائخ سلف کی سنت کے خلاف نہیں کرونگا۔ یہ جواب سنکر دونوں سخت متحیر اور پریشان ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ کہ بادشاہ کو تو چاندرات کا نہایت سختی کیساتھ انتظار ہے کہ کب چاندرات آئے۔ اور کب آسمان ہدایت و ارشاد کا ماہ کامل ایوان شاہی میں طلوع فرمائے۔ اور یہاں یہ حال کہ حضور کا ارادہ تو کیا خیال ہی نہیں۔ خدانخواستہ اس حال کی اطلاع اگر بادشاہ تک پہنچگئی تو وہ سخت برہم ہوگا۔ اور شہر میں ایک فتنۂ عظیم برپا ہوجائیگا۔ اسلئے کہ حضرت شیخ کے وابستگان دامان کرامت کی تعداد شہر میں کچھ کم نہیں ہے اگر بادشاہ نے حضرت کی جناب میں گستاخی کرنیکا ارادہ تو کیا خیال بھی کیا تو کشت و خون کا بازار گرم ہوجائیگا اور ہر گلی کوچہ میں ہزاروں لاشیں تڑپتی ہوئی نظر آئینگی بہتر اور مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یہی ارادہ ہے تو حضور اپنے پیر و مرشد شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین قدس سرہ کی روح پرفتوح سے مدد طلب فرمائیں تاکہ معاملہ کی دشواری آسانی اور سہولت کیساتھ یہ عقدۂ پیچیدہ حل ہوجائے۔

سلطان المشائخ نے فرمایا سبحان اللہ میں اس ذراسے کام کیلئے روحانیت شیخ الاسلام کو تکلیف دوں بجز ایسے بہت دینی کام ہیں جنکے لئے شیخ الاسلام کی توجہ باطنی کو مجھے اپنا وسیلہ بنانا چاہیئے۔ مگر یقین رکھو کہ سلطان قطب الدین مجھپر کسی صورت سے فتح نہیں پاسکتا۔ کل رات ہی کا واقعہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر قبلہ رو بیٹھا ہوا ہوں ناگاہ ایک گائے جسکے سینگ تیز اور بدراز تھے مجھے نقصان پہنچانیکے ارادہ سے میری طرف تیزی کیساتھ دوڑتی ہوئی نظر آئی۔ جب یہ گائے میرے قریب پہنچی تو میں فوراً اپنے مقام سے اٹھا اور بیچ اُسکے دونوں سینگوں کو ہاتھوں سے پکڑکر اسکو زمین سے اٹھایا اور زمین پر پٹک دیا اور وہ گائے اسی وقت ہلاک ہوگئی۔

چونکہ خواجہ وحید الدین قریشی، اور اعز الدین دونوں اصحاب کو سلطان المشائخ کیجناب میں عقیدت راسخہ تھی اسلئے یہ واقعہ سنکر انکے قلوب بالکل مطمئن ہوگئے اور انھیں یقین ہوگیا کہ بادشاہ کسیطرح سلطان المشائخ کے مقابلہ میں کامیاب اور فتحمند نہیں ہوسکتا ہے۔ معلوم یہ ہوسکتا ہے کہ بادشاہ کا وقت آگیا ہے۔ غرض دو دن گزر گئے۔ انتیسویں تاریخ آگئی جب ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر سلطان المشائخ نے مسند جلوس فرمایا۔ تو مرید باخلاص خواجہ اقبال حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئے کہ آج چاندرات ہے غالباً قبلۂ عالم ملاقات بادشاہ کیلئے تشریف لیجائینگے۔ اس لئے جیسا حکم ہو وہ تبرک فراہم کیا جائے۔ ارشاد ہوا کہ تم اپنا کام کرو۔ عصر کی نماز کا وقت ہوا اور بعد عصر پھر خواجہ اقبال نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ڈولا اور کہاروں کو بلوا لیا جائے کیونکہ یہی وقت ایوان شاہی پر قدم رنجہ فرمانے کا ہے۔ جب سلطان المشائخ نے یہ معروضہ سنکر زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا تو خواجہ اقبال نے سمجھ لیا کہ حضور والا دربار سلطانی میں ہرگز تشریف نہ لیجائینگے۔ ص م

ص م اب روحانیت کے مقابلہ میں مادیت کی شکست و ہزیمت کا حال سنو اور دیکھو کہ اقلیم دل پر حکمرانی کرنیوالا ایک گلیم پوش بوریہ نشین ایک صاحب صفا تخت و تاج بادشاہ کے مقابلہ میں کس طرح فتح پاتا ہے اور ناکامی و نامرادی جو ہمیشہ بندگان حق کے معاندین کے حصہ میں آتی ہے کس طرح سلطان قطب الدین کو نصیب ہوتی ہے۔ باقی آئندہ

اقتباسات

ریسرچ کا مقصد۔ آیندہ جنگ کا بیس سال کے اندر شروع ہوجانا یقینی ہے گو یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کب اور کیونکر شروع ہوجائیگی یہ جنگ گزشتہ جنگ عظیم سے کہیں زیادہ ہولناک ہوگی۔ یہ جنگ جسمانی قوت و شجاعت کی نہیں بلکہ مشینوں کی ہوگی۔..... ہر قوم اس وقت "ریسرچ" میں مشغول ہے تاکہ دشمن کی قطعی ہلاکت کیلئے زہریلی گیس پوری طرح تیار کرسکے اور اغلب یہ ہے کہ نہایت مہلک گیسیں اسوقت تک تیار ہوچکی ہیں۔

یہ ماحصل ہے اُس بیان کا جو مشہور فرنچ جنرل مارشل فوش سپہ سالار افواج متحدہ جنگ عظیم نے حال ہی میں ایسوسی ایٹڈ امریکن نیوز سروس کو دیا ہے۔ دوسرے پہلو سے قطع نظر کرکے یہ ملاحظہ ہو کہ "سائنس" اور "علم" کی وہ حیرت انگیز ترقیاں جنکا غلغلہ اس قدر بلند ہے جیالوجی اور فزکس اور کیمسٹری کے وہ عظیم الشان کارنامے جنکی دھوم سارے عالم میں مچی ہوئی ہے ان سب کی کائنات بس اسیقدر ہے کہ انسان انسانوں کے قتل و ہلاکت کیلئے بہتر سے بہتر طریقے دریافت کرے اور تیز سے تیز آلات تیار کرڈالے۔

غلاموں کی ذہنیت۔ الیکشن کے جو طریقے فرنگستان سے آکر ہندوستان میں جاری ہوئے ہیں۔ اُن سے کون بیخبر ہے کونسل اور اسمبلی ڈسٹرکٹ بورڈ میونسپل بورڈ کے ہر انتخاب کے موقعہ پر جو طوفان بے تمیزی ملک کے گوشہ گوشہ میں برپا ہوتا ہے اُس سے اب کون ناواقف ہے؟ خیال یہ ہوتا تھا کہ ہندوستان میں جب اپنی حکومت قائم ہوگی تو اس لعنت سے بھی نجات ملجائیگی لیکن نہرو رپورٹ نے جو مسودہ آئین ہند پیش کیا ہے اُسنے اس اُمید پر پانی پھیر دیا۔ اور اسی موجودہ نظام انتخاب کو تمامتر قبول کرلیا! کنونشن کے متعدد اجلاس ہوئے، کانگریس ہوئی، کانفرنسیں ہوئیں، لیگیں ہوئیں، سینکڑوں تقریریں ہوئیں، ہزارہا مضامین لکھے گئے۔ لیکن الیکشن کے ان موجودہ طریقوں کے خلاف ایک زبان میں حرکت نہ پیدا ہوئی۔ خدا خوش رکھے اور اپنی سیدھی راہ دکھائے بنارس کے مشہور فلسفی بابو بھگوان داس ایم۔ اے کو کہ اُنہوں نے کنونشن کے اجلاس کلکتہ میں یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو یہ تحریک پیش کی کہ ہندوستان کے آیندہ دستور اساسی میں الیکشن کے امیدواروں کیلئے یہ لازمی قرار دیدینا چاہیے کہ جو صاحب کسی انتخاب کیلئے کھڑے ہوں وہ اپنی قومی خدمات اور اپنی دیانت و ایثار کا کافی ثبوت دے چکے ہوں اور کسی ایسے پیشے میں مشغول نہوں کہ قانون سازی کے کام کیلئے پورا وقت نہ نکال سکتے ہوں۔ اور محض عوام میں سے نہوں بلکہ اُنکا شمار مشاہیر علم و فن میں ہوتا ہو، یا نظم و نسق کا کافی عملی تجربہ رکھتے ہوں یا تجارت و زراعت کے ماہر ہوں۔ اور یا مزدوری پیشہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں! اور کسی ممبر صاحب کو اُنکے کام کا کوئی معاوضہ نہیں ملیگا۔ اور ان سب شرائط کے ساتھ سب سے پہلی اور سب سے بڑی شرط یہ لگائی کہ کسی اُمیدوار کی طرف سے اشتہار بازی اور پمفلٹ بازی وغیرہ کے مشغلہ میں پڑنا جرم قرار دیدیا جائے۔

کون ہندوستانی ایسا ہے جو الیکشن کی بدتمیزیوں سے عاجز نہیں آچکا۔ کون ہندو یا مسلمان ایسا ہے جسکی عزت و شرافت الیکشن کی طوفان[illegible]

اور ہنگاموں میں محفوظ رہجاتی ہے؟ خیال تھا کہ بابو صاحب کی یہ تحریک بالاتفاق اور گرمجوشی کیساتھ منظور ہوجائیگی۔ لیکن ہوا کیا؟ ہوا اتنا ہی نہیں کہ اس تحریک سے اختلاف اور کافی اختلاف ہوا بلکہ اختلاف اس زور و قوت کے ساتھ ہوا کہ تحریک نامنظور قرار پائی! کیا اس تحریک میں کوئی بات عقل و منطق کے خلاف تھی؟ کسی دین اور کسی مذہب کے خلاف تھی؟ کسی کے اخلاق و دیانت کے خلاف تھی؟ نہیں یہ کچھ بھی نہیں تھا۔ بلکہ اس تجویز کی اصلی مخالفت میں مسز بیسنٹ نے جنکی روحانیت کے چرچے اکثر سننے میں آتے رہتے ہیں" یہ دلیل اور کتنی محکم دلیل پیش کی کہ

"جسوقت اس قسم کی کوئی تجویز برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہوگی تو وہ اسے بلا تامل ٹھکرادیگی"۔ "سچ"

ترتیب واقعات کی اہمیت۔ برطانیہ کے سنجیدہ اہل سیاست صحافت کی صف میں مسٹر وکہم اسٹیڈ جو کچھ روز قبل مشہور روزنامہ "ٹائمس" کے چیف ایڈیٹر تھے اسوقت ایک مرتبہ امتیاز رکھتے ہیں حال میں اُنہوں نے رسالہ کرنٹ ہسٹری میں جنگ عظیم پر ایک دلچسپ مقالہ شائع کیا ہے جسکے بعض اقتباسات، ماڈرن ریویو کی وساطت سے ہندوستان بھی پہنچے ہیں۔ اس مضمون میں جہاں فتنہ جنگ برپا کرنیکی ذمہ داری کا سوال آیا ہے وہاں مسٹر اسٹیڈ بھی اُسی نتیجہ پر پہنچے ہیں جسپر ڈاکٹر گوچ لوس ڈکنسن اور دوسرے محققین اس سے قبل پہنچ چکے ہیں۔ یعنی

سنہ ۱۹۱۴ء کے فتنہ عظیم کی ذمہ داری کسی ایک خاص حکومت پر نہیں بلکہ اُسکی ذمہ داری وقت کی عام طوائف الملوکی اور بین الاقوامی فضا کی عام بدنظمی و برہمی پر ہے۔

گویا محققین کا آخری فیصلہ یہ ہے کہ جنگ کے فتنہ عظیم کی ذمہ داری کسی ایک فرد یا چند افراد پر نہیں، مخصوص و متعین جماعتوں پر بھی نہیں۔ بلکہ وقت کے عام حالات اور ترتیب واقعات پر ہے۔ حضرات صحابہ کی جو باہمی کشمکش، خلافت راشدہ کے آخری حصہ میں پیش آئی اُسکے باب میں یہی مذہب اہل حق کا ہے۔ اہل سنت و الجماعت شروع سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ان واقعات میں دیدہ و دانستہ قصور کسی شخص کا بھی نہیں۔ بلکہ حالات ہی کچھ ایسے آپڑے تھے۔ اور واقعات اس ترتیب و تسلسل کیساتھ رونما ہونے لگے تھے۔ کہ بڑے سے بڑے دانشمند اور محتاط اور بڑے سے بڑے سچے اور راستباز حالات مخالفت کے جال میں پھنس جانے پر مجبور تھے۔ موزخانہ عقل، اور ناقدانہ روشن خیالی کی تسکین اہل سنت کے اس مسلک سے نہیں ہوتی تھی لیکن اب کیا فرنگی داناؤں کو مشرقی نادانوں کا ہمزبان مجبوراً بننا پڑیگا؟

پر بیعت ہونیکے بعد یقیناً جائز نہیں ہونی چاہیے" اپنے پیر و مرشد کو مسجد ضرار کا خطاب دینے سے احتراز کرتے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ مسجد ضرار اُس مسجد کا نام ہے جو مسجد نبوی کے مقابلہ میں منافقوں نے بنائی تھی اور خدا اور اُس کے برحق پیغمبر نے اُسکو مسمار کرنا مناسب سمجھا تھا۔ کیا آپ کے پیر و مرشد خواجہ حسن نظامی کی ذات آپ کی نگاہ میں اسی قابل ہے کہ اُسکو مسجد ضرار کی طرح نیست و نابود کرکے احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کی تعمیل کیجائے۔ فیا للعجب و یا للعار۔

انتقادات

باتصویر اخبار دہلی۔ ہندوستان کے دار السلطنت دہلی سے حال ہی میں ایک باتصویر ہفتہ وار اخبار کا اجرا عمل میں آیا ہے۔ اخبار کے ایڈیٹر دیس راج صاحب ہیں۔ اس اخبار میں واقعات حاضرہ پر بحث کرنیکے علاوہ اخبار کو دلچسپ بنانے کیلئے مستقل افسانے اور مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ اور ہر ہفتہ دنیا کے مشہور و ممتاز افراد اور بعض خاص مناظر کے فوٹو بھی دئے جاتے ہیں۔ طباعت و کتابت کی لحاظ سے بھی اخبار اچھا ہے اسوقت تک اس اخبار کے نو نمبر ہمارے دفتر میں پہنچ چکے ہیں۔ سالانہ قیمت ۴ ششماہی ۲/۱

رسالہ آزاد۔ تین ماہ سے چھوٹی تقطیع کے ۱۶ صفحات پر صبا صاحب اکبرآبادی کی ادارت میں یہ ماہانہ رسالہ اکبرآباد سے جاری ہوا ہے۔ مضامین نظم و نثر کا انتخاب اچھا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے قابل داد رسالہ ہے لکھائی اور چھپائی بھی اچھی ہے۔ قیمت سالانہ ۸ ر

رسالہ اسلام امرتسر۔ اس نام کا ایک ماہوار رسالہ محمد سراج الدین صاحب کی ادارت میں دس ماہ سے جاری ہے تبلیغی اور مذہبی مضامین اس میں شائع ہوتے ہیں۔ اس رسالہ کا جو نمبر اسوقت ہمارے سامنے ہے اُسکے بعض مضامین بہت عمدہ ہیں۔ حجم ۲۴ صفحہ سالانہ چندہ عام ۱۲

علیگڈھ پنچ۔ جناب ساغر نظامی کی نگرانی اور جمال صابری کی ادارت میں یہ پندرہ روزہ تفریحی اخبار علیگڈھ سے اشاعت پذیر ہے۔ دلچسپ کارٹون، ظریفانہ عمدہ مضامین نظم و نثر اسمیں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ تنقیح اللغات کی سرخی کے ماتحت ہر اشاعت میں عربی اور فارسی کے الفاظ کو دلچسپ اور ظریفانہ معانی کا جامہ پہنایا جاتا ہے غرض ہر اعتبار سے یہ اخبار دلچسپ ہے۔ اور ایک نظامی اور ایک صابری کا اجتماع مبارک ۱۶ صفحہ کا حجم سالانہ قیمت ۲

اس اخبار کے پیش نظر نمبر ۱ جلد ۲ میں المراسلات کے ماتحت ہندوستان کے مشہور انشاپردازوں کو عارفی جامہ میں دکھایا گیا ہے اور ورود سال نو کی تقریب میں جنہیں خطابات دئے گئے ہیں۔ اس مضمون کی جانب ہم ساغر صاحب نگران اخبار کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ یہ مضمون اگرچہ آپنے ایک رسالہ سے نقل کیا ہے اور اگرچہ انمیں سے ایک نو مشق مضمون نویس نے محض اسواسطے کہ اُسکا شمار بھی ملک کے مشہور انشاپردازوں کی جماعت میں ہوجائے" یہ بیہودہ مذاق اور مضحکہ انگیز طریقہ اختیار کیا ہے اور اسی ضمن میں اپنی دلکشی، رعنائی، خوش منظری خوش جمالی کا اعلان کرنا چاہا ہے بہرحال آپ کی نگرانی اور ذمہ داری کا یہ فرض تھا کہ کم از کم جناب خواجہ حسن نظامی صاحب کی اس عظمت کا خیال رکھتے ہوئے جو آپ کے دلمیں اُنکے ہاتھ

ماہ رمضان
تاریخ
۱ رمضان ۱۲
۲ ر ۱۳
۳ ر ۱۴
۴ ر ۱۵
۵ ر ۱۶
۶ ر ۱۷
۷ ر ۱۸
۸ ر ۱۹
۹ ر ۲۰
۱۰ ر ۲۱
۱۱ ر ۲۲
۱۲ ر ۲۳

حکیم ابو شملہ

از جناب مولانا خواجہ متعنی اجمیری

حکیم ابو شملہ جو پندرہ سال سے اجمیر میں مقیم تھے اب کچھ دن ہوئے کہ اپنے وطن واپس ہوگئے ہیں۔ اگرچہ قیام اجمیر کے اس طویل زمانہ میں وہ شعراء اجمیر میں بہت کم رہے مگر پھر بھی بہرحال اجمیر شریف کو انکے وطن ثانی ہونے کا حق ضرور حاصل ہوگیا۔ اور اسی لئے مولانا خواجہ متعنی اجمیری نے تذکرۂ شعرائے اجمیر میں انکا ذکر کیا ہے اور کلام کا انتخاب دیا ہے۔ اس نمونہ کلام کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انکے کلام کا رنگ ایک جداگانہ نوعیت رکھتا ہے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ انکی اس رخصت کی تقریب کے موقعہ پر تذکرہ شعراء سے جو ابھی غیر مطبوعہ ہے انکے حالات اور انکا نمونۂ کلام اخبار میں درج کردیں جو یقیناً قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ "مدیر"

طلوع		غروب	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	۳۴	۵	۵۸
۵	۳۰	۵	۵۸
۵	۲۹	۵	۵۹
۵	۲۸	۶	۰
۵	۲۸	۶	۰
۵	۲۷	۶	۱
۵	۲۶	۶	۲
۵	۲۵	۶	۲
۵	۲۵	۶	۳
۵	۲۴	۶	۴
۵	۲۳	۶	۵
۵	۲۲	۶	۶

حالات

نام ۔۔۔۔ کنیت ابو شملہ، عرف ڈاکٹر چینی، لقب علامہ امام الشعراء، خطاب عبد المالک الملک، تخلص ڈاکٹر، عید الفطر ۱۳۰۳ھ کو اتوار کے دن علامۂ ابو شملہ نے پردۂ عدم سے سر نکالا عالم وجود میں قدم رکھا اور تعلقہ رسدی ضلع علاقۂ حیدرآباد دکن کے سر پر وطنیت کی دستار مزین کی۔ گولکنڈہ کا قلعہ اس مولود کی تعلیم و تربیت کا مرکز قرار پایا غالباً اسی قلعہ کی تعلیم و تربیت کا بار احسان تھا جو مادی صورت میں ایک دو گز مدور اور چکر دار عمامہ کی شکل میں ایک عرصہ تک اپنے نوجوان طالب علم کو گرانبار بنائے رہا اور بالآخر ابو شملہ کی لمبی چوڑی کنیت تو جزو نام ہوکر رہی، علامہ ابو شملہ نہ صرف علوم دینیہ کے تمام اصناف میں حاذق و جو مذہب بلکہ نجوم، جفر، رمل، ہندسہ، حساب، عملیات، اور صنعت و حرفت غرض ہر علم اور ہر فن میں آٹھوں گانٹھ کمیت ہیں۔

ہر فن میں ہیں یہ طاق انہیں کیا نہیں آتا

کسی فن کی گفتگو ہو کسی علم کی بحث ہو کسی چیز کا ذکر ہو مگر یہ ایسے جامع الکمالات والفنون ہیں کہ ہر حال میں درخل در معقولات کا حق رکھتے ہیں۔ تقریباً پندرہ سال سے اجمیر میں مقیم ہیں درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور کچھ زمانہ سے سر برہنہ پھرتے ہیں ہفتوں جنگلوں اور پہاڑوں میں رہکر ہر صبح و شام فطرت کے حسین مناظر کی بہاریں لوٹتے ہیں اور دشت و جبل کے پھولوں، پھلوں، پتوں سے قوت لایموت بہم پہنچاتے ہیں کبھی بھولے بھٹکے شہر میں آجاتے ہیں تو اکثر بیت المعنی میں بھی قدم رنجہ فرماتے ہیں لیکن یہ عجیب بات ہے کہ انکی شعر گوئی کا حال مجھے ابھی معلوم ہوا ہے اور اس انکشاف جدید سے مجھے اسقدر مسرت ہوئی کہ غالباً مسٹر ایورسٹ کو ہمالہ کی بلند ترین چوٹی معلوم کرکے نہوئی ہوگی۔

شاعری

ہندوستان کی دنیائے مطائبات میں آج وہ اچھوتی چیز پیش کیجاتی ہے جو ابھی تک گمنامی کے گودام میں بند تھی اور اخبارات و رسائل کی دوکانوں پر سجکر قدر دان خریداران کے ہاتھوں میں نہیں پہنچ سکی تھی۔

ہمارے دوست علامہ حکیم ابو شملہ بھی اسی کارخانہ کی ساخت ہیں جہاں ملا رموزی، ظریف لکھنوی اور احمق پھپھوندوی اور اسی قبیل کے دوسرے ادیب طیار ہوئے ہیں۔ اور جسطرح ملا رموزی نے "گلابی اردو" کا پیٹنٹ مارکہ حاصل کیا ہے اسی طرح ابو شملہ نے نظم میں لفظ شملہ کو اپنا طرۂ امتیاز بنایا ہے اور ہر شعر میں "شملہ" کو ایک نئی دھج سے باندھا ہے کلام کا نمونہ دیکھنے کے بعد معلوم ہوسکتا ہے کہ علامہ ابو شملہ نے شملہ کی تازہ بتازہ رنگینیوں سے رنگ برنگ کے پھول کھلا کر ہر بیت شعر کو کیسا سدا بہار بنایا ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ ادق مضامین کی الجھنوں اور عمیق خیالات کی پیچیدگیوں سے ہر شعر پاک و صاف بلکہ نہایت سادہ، بے تکلف، اور پرلطف ہے ابتدائی زمانہ میں آتشی تخلص کرتے تھے اور اسوقت شملہ کی شکنوں میں طبیعت نہیں الجھی تھی چنانچہ اوسی زمانہ کا ایک شعر ہے ؎

آتشی جب طیش میں آجائیں گے
شاعروں کو پھونک کھا جائیں گے

مگر جب یہ دور گزر گیا اور طبیعت کو شملہ کے ساتھ آویزش پیدا ہوگئی اور ہر شعر میں "شملہ" کو باندھنے کے پابند ہوگئے تو ڈاکٹر تخلص اختیار کیا خود کہتے ہیں ؎

ڈاکٹر اس لئے تخلص ہے
شاعروں کا علاج کرتا ہوں

افسوس کہ ان کا بہت سا کلام ضائع ہوگیا ورنہ ناظرین کی ضیافت طبع کا بہت کچھ سامان فراہم کیا جاسکتا تھا اور یہ جو کچھ لکھا جاتا ہے انکے حافظہ کی عنایت سے حاصل ہوا ہے ؎

ایں ہم غنیمت است ؎

جب سفر وادیٔ طیبہ کا میسر ہوگا یہی شملہ مری چادر مرا بستر ہوگا
مرے شملہ پہ نظر کرکے ملک کہتے ہیں عشق کا پیچ محبت کا یہ پیکر ہوگا
نہ دکی رخ کی جھلک آئی جو شملہ میں نظر بندوی سمجھو یہ کوئی خوان مزعفر ہوگا
گرد جالی کی جو لوٹونگا میں لیکے تابانہ شملہ جاروب کش روضۂ اطہر ہوگا
اپنے شملہ میں چھپا لوں گا گنہگاروں کو مجھ پہ جب سایہ فگن شافع محشر ہوگا
گریۂ ہجر نبی سر سے جو میرے گذرا پاٹ شملہ کا نچوڑوں تو سمندر ہوگا
جب میں سمجھونگا کہ ہے عشق محمد مجھکو آبلہ دل کا جو شملہ کے برابر ہوگا

غزل

جب آتا ہے خیال ابروئے خمدار شملہ میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ چلی تلوار شملہ میں
نہاں اسباب ہیں کار آمد بیکار شملہ میں مرا شملہ ہے ترکش تیر ہے ہر تار شملہ میں
عمامہ قلعہ ہے اسپر ہے توپ اژدہا پیکر لڑائی کا عجب سامان ہے طیار شملہ میں
کوئی پیچ اسکا تیغ کوئی پیچ اسکا خنجر ہے سلیقہ سے سجائے میں نے کیا ہتھیار شملہ میں
اگر کھولوں تو پھیلا ہو جو باندھوں تو سپر ہوجائے بچھونے کا بچھاوا اور کاہے وار شملہ میں
عجب بندش ہے گول اسکی زلالادم کا لٹکا ہے پھری گدکا مگر ہے میری چکر دار شملہ میں
نہ کھلنے پائیگی میدان قیامت میں بھرم میرا چھپا میرے گناہوں کو میری ستار شملہ میں

نہ دیکھی ڈاکٹر کچھ سیر تونے باغ دنیا کی
گزاری اپنی ساری عمر میری یار شملہ میں

غزل دیگر

سر پہ ہمارے شملہ ہے ڈاکٹر نیا ہے راس کماری پر یہ کوہ ہمالیہ ہے
ای مار فو نہیں ہے شملہ یہ فی الحقیقت سر پر ہمارے بار احسان کبریا ہے
ہے بات کی صفائی بندش کی خوبیاں ہیں شملہ نہیں ہے اتنا ظاہر میں گو بڑا ہے
سر پر ہے میرے شملہ اور سپر ہے ایک طرہ یا قبر پر ہے گنبد اسپر کلس بنا ہے

دیگر

وزیر مملکت صفی کشن پرشاد میں اپنے شملۂ نادر کی آج لونگا داد
نظر جو پڑی تھی جو میری ٹیک بیک عمامہ پر نظر پڑا مجھے غرناطہ، قرطبہ، بغداد

دیگر

شملہ سے میرے اسطرح بیزار ہیں خبیث لاحول جیسے پڑھنے سے شیطان دور رہو
میں ہوں یہ میرا شملہ ہوا سے ڈاکٹر فقط پینے کو شہد کھانے کو اپنے کھجور رہو

دیگر

شاید این بیضہ سیمرغ برآورد پر و بال کہتی ہیں دیکھ کے شملہ مرا پریاں دل میں
داغ دل شملہ میں ہوتا تو بہار آجاتی سر پہ ہے برج حمل مہر درخشاں دل میں
ڈاکٹر ہاں مگر این شملہ بقدر علم است گو سمجھتے نہیں کچھ جاہل و ناداں دل میں

دیگر

ٹوٹ کر بنتی ہے شملہ کی جو بلی لاکھ بار صرف نقد عمر ہوتا ہے اسی تعمیر میں
جسکو دیکھا اسکو اپنا کرلیا ایک پیچ میں ہے ید طولیٰ عمامہ کو مگر تسخیر میں

دیگر

"ما رشملہ" یہ سے تعبیرہ [illegible] رکھا ہے اسلئے فرق مجھے گبر و مسلماں میں نہیں

دیگر

مجھکو شملہ میں کفنانا مجھے شملہ پہ دفنانا زمیں پر بار کیوں ہو بعد میرے میری تربت کا

سرزمین راجستان کا آفتاب ادب غروب ہوگیا

[illegible] ہے ثبات حرم و دیر کیا کہوں دیکھا تو مجھ سے عمر بڑی تھی حباب کی

استاذنا المعظم والمکرم مولائی و ملجائی سیدی حضرت مولانا حافظ سید حامد حسین صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس ہستی نہ صرف آسمان ادب کی کوکب درخشندہ تھی بلکہ جمیع علوم و فنون اور زہد و اتقا کی فلک الافلاک پر اختر تابندہ کیطرح درخشاں تھی۔ آہ! وہ مقدس ہستی جبتک اس دنیائے فانی میں رہی یہ چشمہ علم و عمل اور دریائے فیضان و کرم سے طالبان علوم اور جویندگان صراط مستقیم کو برابر سیراب فرماتی رہی۔

آہ! وہ ذات سراپا برکات جو اخلاق و شرافت کی ایک زندہ تصویر، اور ہمدردی و اخلاص کی ایک ناطق ہستی تھی آج اپنے تمام رفقاء، تلامذہ، اعزہ، احباب کے دل و جگر پر اپنی جدائی و مفارقت، اور وہ بھی دائمی جدائی و مفارقت کا زخم کاری لگاکر اعلیٰ علیین کی جانب رحلت فرما گئی جس کے وجود محمود سے گوشۂ تربت نے زینت پائی اور جسکی روح پرفتوح سے عالم ارواح میں غلغلۂ شادمانی بلند ہوا۔

انما الدنیا فناء لیس للدنیا ثبوت
انما الدنیا وما فیہا کنسج العنکبوت

حوادث محلیہ

واردین اجمیر ۲۳ر شعبان المعظم کو ہز ہائینس نواب صاحب جیرو پرسندہ پانچ بجے بذریعہ موٹر اجمیر تشریف لائے۔ اور اپنے ولیعہد بہادر کے قیامگاہ پر" جو بغرض تعلیم اجمیر شریف میں مقیم ہیں" قیام فرماکر ۲۴ر شعبان کو بذریعہ موٹر دہلی واپس تشریف لیگئے۔

وفات - جناب پیر سید وزیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ ۲۷ر شعبان اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔

پنج پیر واقعہ کیشکر - محبوب شاہ ولد لعل شاہ فقیر مقیم پنج پیر واقعہ کیشکر کے اس بیان پر کہ کیشکر کے ہندوؤں نے مزارات پنج پیر کے گرداگرد چہار دیواری قائم کرکے اور دروازے نکال کر قفل لگا دئے ہیں اور اپنا قبضہ کرلیا ہے۔ بعد نماز جمعہ بمقام جامع مسجد ۲۷ر شعبان کو مولوی احمد حسین خانصاحب رامپوری نے اس واقعہ سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جلسہ میں تقریباً سات آٹھ سو آدمی موجود تھے، چنانچہ یہ تجویز بالاتفاق پاس ہوئی کہ مسلمانوں کا ایک وفد صورت حال سے حکام بالا کو مطلع کرکے یہ استدعا کرے کہ مسلمانوں کی چیز بدستور سابق مسلمانوں کے قبضہ میں رہنی چاہئے۔ اور دوسروں کے دست تصرف سے محفوظ۔ اراکین وفد مندرجہ ذیل اصحاب منتخب ہوئے۔

عالیجناب میر نثار احمد صاحب متولی درگاہ معلی، جناب آل رسول علی خانصاحب دیوان درگاہ معلی، جناب مولوی عبدالوحد خانصاحب وکیل ہائیکورٹ پریسیڈنٹ درگاہ معلی، جناب مولوی عزیز احمد صاحب زبیری وکیل ہائیکورٹ جناب مرزا عبدالقادر بیگ صاحب وکیل ہائیکورٹ۔

موسم - مطلع آسمانی بالکل صاف ہے، سردی کا زور بہت کچھ کم ہوگیا ہے، آب وہوا اچھی ہے، شہر میں کوئی شکایت نہیں۔

بسنت - حسب دستور قدیم ۵ر رمضان کو آستانہ سلطان الہند غریب نواز پر بارہ بجے بسنت نذر ہوگی۔

کشتیاں - ۱۰ر فروری بمقام عیدگاہ غلام قادر پہلوان نذری اور مستا پہلوان پنجابی کی کشتی ہوئی۔ شائقین دو ہزار کی تعداد میں موجود تھے۔ انعام ساڑھے چھ سو روپیہ تھا۔ پندرہ منٹ تک دونوں پہلوان اپنے کرتب دکھاتے رہے اور آخر غلام قادر نے کشتی جیت لی۔ دوسری جوڑ سو روپیہ کی تھی جسمیں حنیف پہلوان سے منیر الدین پہلوان شاگرد غلام قادر نے کشتی جیتی۔

راجپوتانہ

الور - ۴ر فروری ہز اکسیلنسی وائسرائے بہادر ہند کی اسپیشل ٹرین صبح اسٹیشن الور پر پہنچی۔ پبلک کیجانب سے پرجوش استقبال اور خیر مقدم کیا گیا راستہ فوجی قطاروں سے آراستہ تھا بعض خاص اور جلیل القدر عہدہ داروں کے تعارف کرائے جانیکے بعد ہز ہائینس مہاراجہ صاحب الور اور ہز اکسیلنسی وائسرائے بہادر ایک سنہری رنگ کی موٹر کار میں روانہ ہوئے۔ اور عقب میں دیگر معزز عہدہ داروں کی موٹریں روانہ ہوئیں۔ ہز اکسیلنسی نے جوبلی کیمپ عجائب گھر اور قلعہ کا جو پہاڑی پر واقع ہے معائنہ فرمایا۔ دوران قیام میں ہز اکسیلنسی نے دو یا تین شیروں کا شکار بھی فرمایا۔ ۵ر فروری کو بجانب دہلی واپسی عمل میں آئی۔　　"نامہ نگار" ع

اخبار الہند

حیدرآباد دکن - اطلاع ملی ہے کہ شہریار دکن براہ بیجواڑہ رونق افروز حیدرآباد ہوں گے۔

نواب لطف الدولہ بہادر - ۶ر فروری نواب لطف الدولہ کو تقریباً یکسو عہدہ داران بلدہ و اضلاع نے پائیگاہ کی واگزاشت کی تقریب میں نذریں پیش کیں۔

نواب معین الدولہ بہادر - اطلاع ملی ہے کہ نواب لطف الدولہ بہادر کیجانب سے نواب معین الدولہ بہادر کے اعزاز میں ۲۹ر شعبان کو ڈنر ترتیب دیا جائیگا

نئی دہلی - باشندگان دہلی نے پراونشل جوڈیشل ڈسٹری بیوشن کمیٹی مقرر کی تھی اُس نے مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۸ء میں اپنی رپورٹ پیش کردی اسمیں صوبجات پنجاب اور متحدہ کی دوبارہ تقسیم کی سفارش کی ہے اور لکھا ہے کہ دہلی کو الگ صوبہ بنایا جائے۔ پنجاب سے انبالہ قسمت اور یوپی سے میرٹھ، آگرہ اور روہیلکھنڈ کے اضلاع دہلی صوبہ میں شامل کرلئے جائیں اس نئے صوبہ کی کل آبادی ۱۸۲۰۵۹۷۳ ہوجائیگی اور انکی روایات، تمدن زبان اور تاریخ ایک ہی ہوگی اس کمیٹی کے سات ممبر تھے جن میں مسٹر آصف علی اور دیش بندھو گپتا بھی شامل تھے۔

بمبئی - ۷ر فروری سرکاری کمیونک سے ظاہر ہوتا ہے کہ فسادات بمبئی کے سلسلہ میں آج دوپہر تک ۳۲ آدمی ہلاک اور تقریباً دو سو آدمی مجروح ہوچکے ہیں۔ ۶ر فروری کو متعدد مقامات پر اہل شہر پٹھانوں پر حملہ کرتے رہے اس کے بعد بھنڈی بازار میں بلوائیوں کا زبردست مجمع ہوگیا۔ انہوں نے راہگیروں پر حملے کئے۔ اور پولیس کے حکم پر منتشر ہونے سے انکار کیا۔ فوجی سپاہیوں نے مجبور ہوکر گولیاں چلائیں۔ بھنڈی بازار میں ہندو مسلمانوں کے مابین فساد ہوگیا تھا جسکی وجہ سے تین ہندو ہلاک ہوئے۔ فوج اور پولیس فوراً موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور گولیاں چلاکر فسادیوں کو منتشر کیا۔ پولیس چوکی مترگاؤں کے قریب دو ہزار مزدوروں نے نو پٹھانوں پر حملہ کیا تین پٹھانوں نے دیوار پھاند کر ایک احاطہ میں پناہ لی لیکن مجمع نے سنگ باری کرکے اُنہیں ہلاک کردیا۔ آج اطلاع ملی ہے کہ پٹھانوں نے ناگپاڑہ کے ایک مندر پر حملہ کیا تھا۔　　"مستقل"

دہلی - ۱۰ر فروری۔ جسٹس سر محمد رفیق صاحب سابق جج الہ آباد ہائیکورٹ یوپی اور رکن انڈیا کونسل کا اچانک دہلی میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا اُن کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سکندرآباد - ۴ر فروری شہریار دکن نے نواب حیدر نواز جنگ بہادر اور نواب نظامت جنگ بہادر کی میعاد میں ایک ایک سال کی مزید توسیع فرمائی ہے مسٹر دی لکشما ریڈی بیرسٹرایٹ لا دولت آصفیہ کے ایک ممتاز ماہر قانون ہیں۔ انکو اورنگ آباد کا سشن جج مقرر کیا۔

گھوڑوں کی نمائش - دہلی ۹ر فروری گھوڑوں کی نمائش کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ احمد نگر، پونہ، لکھنؤ سے اچھے اچھے گھوڑے آرہے ہیں۔

شجے پور - ۹ر فروری کو ساڑھے چار بجے معمولی بارش ہوئی اور علاقہ شجے ایک گاؤں میں اولے پڑے۔

ممالک غیر

سقہ شاہی حکومت کا ظلم - ۶ر فروری پشاور کی اطلاع ہے کہ شاہ امان اللہ خاں غازی کے چچا سردار محمد عمر خاں، شہزادہ حیات اللہ خاں اور شہزادہ کبیر خاں، اور سردار ولی محمد خاں سابق ایجنٹ افغانستان کو قید کردیا گیا معلوم ہوا ہے کہ سردار ولی محمد خاں کو کوڑوں سے پٹوایا گیا۔ دیوان نرنجن داس سابق وزیر مال کا خط پشاور پہنچا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بخیریت ہیں۔ "مستقل"

سقہ بچہ کے کارنامے - پشاور ۴ر فروری کابل سے جو لوگ ابھی ابھی منتقل ہوکر آئے ہیں انکا بیان ہے کہ سقہ بچہ نے بازارت کابل کے تمام دوکانداروں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی دوکانوں میں کسی قسم کی کوئی تصویر نہ رکھیں اور اس حکم کی خلاف ورزی کی یہ سزا رکھی ہے کہ اُس دوکان کو لوٹ لیا جائے قصر شاہی میں جسقدر بھی قیمتی ایرانی قالینیں تھیں اور جن پر کسی قسم کی بھی کوئی تصویر تھی اُسکو تلف کردیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سقہ بچہ نے بجبر وتشدد شاہی خاندان کی تین لڑکیوں کے ساتھ عقد کیا ہے۔　　"صحیفہ"

شاہ امان اللہ خاں کی افواج - کوئٹہ ۸ر فروری معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک قندہار میں حالات بدستور ہیں۔ اور کوئی اہم تغیر رونما نہیں ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ امان اللہ کی افواج کی ایک جمعیۃ غزنی کی طرف جارہی تھی، کہ غلزئیوں نے اسپر کمور کے قرب وجوار میں جو قندہار اور غزنی کے درمیان واقع ہے حملہ کردیا۔ اور ان کو پسپا ہونا پڑا۔ اسکا امکان ہے کہ غلزئیوں اور درانیوں کے قدیم قبائلی تنازعہ پھر دوبارا پیدا ہوجائیگا۔ اور افغانستان کی موجودہ حالت پر اثر انداز ہوگا۔

خانہ بدوش قبائل - پشاور　فروری کچھی جو خانہ بدوش لوگ ہیں اور غلزئی قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ کثیر تعداد میں سرحد کے دروں کی طرف حرکت کررہے ہیں۔ اِس مرتبہ وہ اپنے معمول سے تقریباً دو ماہ قبل آرہے ہیں۔

روسی ہوا باز - پشاور ۷ر فروری بچہ سقہ روسی ہوا بازوں کو مجبور کررہا تھا کہ اسکی ملازمت کرلیں تاکہ وہ شاہ امان اللہ خاں کے ہوائی جہازوں سے کام لے سکے۔ جو کابل میں بیکار پڑے ہوئے تھے۔ روسی ہوا بازوں نے خوف کی وجہ سے اُسکی بات مانلی اور ملازمت میں داخل ہوگئے۔ لیکن موقعہ کے متلاشی تھے، چنانچہ جس وقت انکو موقعہ ملا ہوائی جہاز لیکر قندہار چلدیئے اور بچہ سقہ دیکھتا ہی رہگیا۔　　"ہمدرد"

حاجیوں کیلئے آسانیاں - ایک انگریزی اخبار میں یہ خبر درج ہے کہ آثار وقرائن اِس بات کے شاہد ہیں کہ سیاسی صورت حال کی خرابی کے باوجود مکہ معظمہ کا آیندہ موسم حج پوری طرح کامیاب رہیگا۔ نیز ابکے پہلے پہل حاجیوں کو جدہ سے مکہ معظمہ لیجانے کیلئے بڑی بڑی موٹر لاریاں استعمال کیجائیں گی۔ چنانچہ ایک کمپنی کو جسکے پاس کم سے کم اسی موٹریں موجود ہیں۔ ان راستوں پر چلنے کیلئے پاس بھی ملگیا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵

کسی کو یہ رنج والم پریشان کئے ہوئے ہے کہ آج میرا ہمنشین و دمساز مجھ سے جدا ہو گیا۔ کسی کو یہ حزن وملال ستا رہا ہے کہ آج میرے جگر کے مربی اور سرپرست کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا کوئی اس لئے بے چین اور بے قرار نظر آتا ہے کہ آج اجمیر کے ایک خدا پرست بندے نے تربت میں گوشہ نشینی اختیار کر لی اور مخلوق سے منہ پھیر لیا۔ تلامذہ کو یہ رنج ہے کہ وہ دریائے فیض وکرم جس سے ہم تشنگان علوم اپنی پیاس بجھاتے تھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خشک ہو گیا اور ہم تشنہ لبوں کو بے چین اور مضطرب چھوڑ گیا اس حادثہ فاجعہ اور واقعہ ہائلہ سے میرے قلب وجگر پر جو ضرب کاری لگی تھی اور اس کا زخم اب تک باقی ہے اور خدا جانے کب تک رہے گا۔ میں چاہتا تھا کہ سینہ چاک قلم کی زبان سے کچھ عرض کرتا۔ مگر سالانہ امتحان کی مصروفیت نے بروقت یہ داستان غم والم نہیں لکھنے دی اب امتحان سے فارغ ہو کر یہ قطعۂ تاریخ کہا ہے جو درج ذیل کرتا ہوں۔

غمگین وحزین غلام معین الدین محشر بہاری
متعلم دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر

قطعۂ تاریخ

مخزن علم وعمل سرچشمۂ فقر وغنا — منبع جود وسخاوت معدن لطف عطا
مولوی مولانا حافظ سید حامد حسین — ہو گئے افسوس محشر راہی ملک بقا
جنکو علم ظاہری وباطنی میں تھا کمال — دیتی او تندریس جسکا عمر بھر شیوہ رہا
وہ کہ جسکے فیض سے طالب ہوئے سب مقتدا — وہ کہ جسکے علم کا ہے شور وشہرہ جابجا
وہ کہ تھے طلاب جسکے زیر فرمان پر حکم — وہ کہ بس کا کس قدر اللہ اکبر رعب تھا
وہ کہ جس نے مرتبہ پایا فنا فی الذات کا — وہ کہ جسنے عشق حق میں کر دیا خود کو فنا
وہ کہ جسکے قلب میں عشق نبی تھا جاگزیں — وہ کہ جسکے سر میں سودا تھا رسول اللہ کا
وہ کہ جو اخلاق میں تھا پیرو شاہ رسل — وہ کہ جسکا میل یکساں دوست دشمن سے رہا
وہ کہ جسکا شغل تھا قرآن پڑھنا رات دن — وہ کہ نام حق وظیفہ جسکا تھا صبح ومسا
آہ ہر شاگرد کو اس نے دیا داغ فراق — آہ دنیا سے ہوا وہ راہی ملک بقا
آہ اسنے دوستوں کی جدائی اختیار — آہ اسکے غم سے ہیں محزون ومضطر اقربا
کوس رحلت ذیقعدہ میں بجا کر ہائے ہائے — کر دیا اجمیر میں ہنگامۂ محشر بپا
کل شی ھالک ہے حکم رب العالمین — ہے غرض ہر شے ہر اک موجود کو آخر فنا
رنج وغم میں ناگہاں تاریخ کا آیا خیال — دی سروش غیب نے یہ کان میں آکر صدا

فکر کیا ہے محشر رنجور کہدو فی البدیہ
محو ذات حق تعالےٰ آہ کیسے چل دیا

۲۹ ۱۹ ھ

مکاتبات ومراسلات

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس اجمیر شریف

گذشتہ سے پیوستہ

رزولیوشن نمبر ۱۴۔ اس کانفرنس کی رائے میں یونیورسٹیوں میں ڈگری کے امتحانات کے لئے اسلامیات کے ایک جداگانہ نصاب کا خاطر خواہ بندوبست ہونا چاہیئے۔

رزولیوشن نمبر ۱۵۔ یہ کانفرنس سفارش کرتی ہے کہ علیگڈھ میں تمام سرکاری امتحانات مقابلہ کے واسطے طلبا کو خاص طور پر تیار کرنے کا انتظام کیا جائے۔

رزولیوشن نمبر ۱۶ دفتر کانفرنس کو تنخواہ دار سفیر مقرر کرنے چاہئیں جو سال بھر ملک میں دورہ کرتے رہیں اور مسلمانوں کو تعلیم کا شوق دلائیں۔ اضلاع میں کانفرنسیں، تعلیمی کمیٹیاں اور سروس لیگ قائم کریں اور تعلیمی اور تمدنی لٹریچر ملک میں تقسیم کریں۔

رزولیوشن نمبر ۱۷۔ اس کانفرنس کی رائے میں متفرق اوقات پر لڑکے اور لڑکیوں کا طبی معائنہ باقاعدہ مرد اور عورت ڈاکٹروں کے ذریعہ سے تمام اسکول اور کالجوں میں ہونا چاہئے

رزولیوشن نمبر ۱۸۔ اس کانفرنس کی رائے میں اسلامی تاریخ امتحان انٹرمیڈیٹ کے واسطے اختیاری مضمون مقرر ہو اور ثانوی مدارس میں سرسری طور سے پڑھنے اور عام واقفیت بڑھانے کی غرض سے ایسی ابتدائی کتابیں پڑھائی جائیں جن میں اسلامی تاریخ میں سے قصص ہوں۔

رزولیوشن نمبر ۱۹ چونکہ تمام ہندوستان میں عام طور پر دیہات کے مسلمان جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے سخت نقصانات برداشت کرتے ہیں لہذا اس کانفرنس کی رائے ہے کہ جن دیہات میں مسلمانوں کی کافی آبادی ہے وہاں قومی چندہ سے مکاتب قائم کئے جائیں یا موجودہ مدارس کی مدد کی جائے۔ چونکہ کانفرنس باقاعدہ طریقہ سے یہ کام کر رہی ہے اس بنا پر وہ تمام مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ اس کام کیلئے اسکو چندہ عطا فرمائیں تاکہ وہ اپنے دائرہ عمل کو وسعت دے سکے۔

رزولیوشن نمبر ۲۰۔ چونکہ تعلیم کے مصارف اس زمانہ میں روز افزوں گراں ہوتے جاتے ہیں اور مسلمان بوجہ افلاس ان مصارف کو برداشت نہیں کر سکتے اور تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں اس لیے یہ کانفرنس جو ہر سال ہزاروں روپیہ مستقل طور پر بلا قید کسی صوبہ کے وظائف پر صرف کر رہی ہے تمام مسلمانان ہندوستان سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس مفید کام کے لئے کانفرنس کو چندہ عطا فرمائیں تاکہ کانفرنس آئندہ ہر صوبہ کے زیادہ طلبہ کو وظائف دے سکے۔

رزولیوشن نمبر ۲۱۔ یہ کانفرنس اردو زبان کے تحفظ وترقی کے لئے یہ ضروری سمجھتی ہے کہ ایک عظیم الشان مرکزی کتب خانہ قائم کیا جائے جس میں اردو کی تمام کتابیں جو ابتدا سے ابتک تصنیف یا ترجمہ ہوئی ہیں ترتیب زمانی کے لحاظ سے فن وار جمع کی جاویں تاکہ اس کتب خانہ سے اردو زبان کی مکمل تاریخ مرتب ہو سکے اور ابتدا سے اب تک اس زبان میں عہد بعہد جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور جو تدریجی ترقی ووسعت اردو نے اختیار کی اس کا صحیح اندازہ کیا جا سکے۔

اور چونکہ کانفرنس کے پاس ایک وسیع اور شاندار عمارت اور محل موجود ہے اور علیگڈھ مسلمانوں کا تعلیمی مرکز ہے اس لئے مناسب ہے کہ یہ مرکزی کتب خانہ مسلم یونیورسٹی کے پہلو بہ پہلو کانفرنس کی شاندار عمارت میں قائم کیا جائے۔ اور صاحب استطاعت مسلمان اور مصنفین اپنی تصنیفات اور ادبی ذخائر سے اس لائبریری کے قائم کرنے میں مدد دیں۔

رزولیوشن نمبر ۲۲۔ اس کانفرنس کی رائے یہ ہے کہ اسلامیہ امدادی اسکولوں میں مسلمان بچوں کو مذہبی تعلیم کے متعلق جو قیود اور شرائط بعض صوبہ جات میں سررشتہ تعلیم نے مقرر کی ہیں ان کی وجہ سے امدادی اسلامیہ اینگلو ورنیکولر اسکولوں میں مسلمان بچوں کو مذہبی تعلیم دینا ناممکن ہو گیا ہے لہذا یہ کانفرنس نہایت زور دار الفاظ میں ان صوبہ جاتی گورنمنٹ سے مطالبہ کرتی ہے کہ ان شرائط وقیود کو اٹھا دیا جائے اور مثل سابق کے امدادی اسلامیہ اینگلو ورنیکولر اسکولوں کو اجازت دی جائے کہ وہ صرف مسلمان طلبہ کو اوقات تعلیم سکول کے اندر تعلیم دلانے میں آزاد ہوں۔

رزولیوشن نمبر ۲۳۔ اس کانفرنس کی رائے یہ ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ ایڈمنسٹرڈ رقبہ جات کی تعلیمی ضروریات کی تحقیقات کے لئے جس کمیٹی کا تقرر کرنے والی ہے اس میں مسلمانوں کی نمائندگی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ہونی چاہیئے۔

رزولیوشن نمبر ۲۴۔ سارے ملک پر مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی حالت کے لحاظ سے اور ان اسباب کی بنا پر جو اس حالت کے ذمہ دار ہیں اس کانفرنس کی رائے میں موجودہ قابل افسوس حالات کی بہتری کے واسطے حسب ذیل حفاظت کی تدابیر ضروری ہیں

(الف) تمام پبلک تعلیمی ادارات کے اسٹاف میں مسلمانوں کی مناسب اور موثر نمائندگی ہو۔

(ب) تمام پبلک تعلیمی ادارات میں مسلم طلبا کے واسطے کافی تعداد میں جگہ محفوظ کر دی جائیں

(ج) سررشتہ تعلیم کی معائنہ کرنے والی نگرانی کرنیوالی اور منتظم جماعتوں میں کافی نمائندگی ہو۔

باقی دارد

شاہِ امان اللہ کے متعلق

پیشینگوئیاں

حسین بخش عامل و منجم و جفار حیدر آبادی کہتے ہیں۔ کہ بچہ سقہ کے نمودار ہونے کیوجہ سے ان دنوں افغانستان کی حالت عالمگیر انقلاب پر ہے کہ میں نے زائچہ علم نجوم و رمل وغیرہ سے کر ثابت کیا ہے کہ سابق شاہِ امان اللہ خاں دوبارہ تخت نشین ہونگے اور ایک ایسی زبردست خداداد قوت پیدا ہوگی جس سے افغانستان کا ملک وسیع ہوگا کیونکہ زائچہ میں جو ستارہ زحل نظر تشویش رکھتا تھا وہ اب بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۹۲۹ء خود بحالت رجعت میں ہو جائیگا۔ مگر اس منحوس ستارہ کی وجہ سے ملک پنجاب سرحدی بلوچستان و ایران و روس وغیرہ میں جدال و جنگ اور کشت و خون کا بازار گرم رہیگا۔ خدا فضل کرے۔ غرض شاہ امان اللہ پر جو ایام نحوست کے تھے وہ خدائے تعالیٰ کے فضل سے گزر چکے ہیں اب عنقریب ہی شاہ امان اللہ کے باغیوں کو زبردست زک ہوگی اور سابق شاہ امان اللہ کے تخت نشین ہونیکا وہ خود ہی اعلان کرینگے۔

"مستقبل"

پروفیسر ان جے دیاس بمبئی کے مشہور جوتشی کہتے ہیں۔ شاہ امان اللہ پھر بادشاہ ہونگے اور گو رعیان سلطنت بہت کچھ شور و غل مچائیں گے مگر حکومت امان اللہ خاں کی ہوگی شاہ امان اللہ سوائے بچہ سقہ کے اور سب پر رحم کریں گے۔ ملکہ ثریا پھر اپنی گشدہ عظمت حاصل کرلینگی شاہ امان اللہ خاں اور روس کے تعلقات پہلے سے بھی زیادہ دوستانہ گہری ہو جائینگے۔ یہ کل واقعات تین ماہ کے اندر ظہور پذیر ہونگے۔

"تازیانہ"

پنڈت ہری ہر شاد دہلی کے جوتشی نے پیشین گوئی کی ہے کہ شاہ امان اللہ خان اپنی بہادری و ذہانت سے پھر برسر اقتدار ہونگے، ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء تک آپکو بہت سی تکالیف پیش آئینگی اور اس عرصہ میں دشمنوں کی طاقت کم ہو جائیگی اور اعلیحضرت کو امداد ملیگی مارچ ۱۹۲۹ء میں باغیوں کی سرکوبی مکمل طور سے ہو جائیگی لیکن اس عرصہ تک شاہ امان اللہ کو وفادار آدمیوں کی کمی اور مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا انکو کسی عزیز کی موت کی خبر ملیگی ۱۴ اپریل ۱۹۲۹ء سے ۲۴ مئی ۱۹۲۹ء کے درمیان میں آپکا سلطنت پر پوری طرح تسلط ہو جائیگا اور بغاوت فرو ہو جائیگی۔

بچہ سقہ کی مصیبت۔ ۳۰ جنوری تک بچہ سقہ کے وفادار پھر جائیں گے اور ۱۶ فروری تک یہ قتل ہو جائیگا یا تخت سے علیحدہ ہو جائیگا آخر میں اسکا قتل اسکے رشتہ داروں یا وفادار ملازمین کے ہاتھوں ہوگا۔ کابل کا حشر۔ کابل میں ۲۴ فروری تک جور و ظلم کا دور دورہ رہیگا اور کشت و خون کا بازار گرم۔ آخر میں شاہ امان اللہ خان کو غیبی امداد ملیگی اور وہ امن و امان کیساتھ سلطنت کریں گے۔

"ہمدرد"

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمایوں شیر شاہ سے شکست کھا کر کابل کیطرف بھاگا تھا تو اسی زمانہ میں بادشاہ اکبر کی ولادت عمل میں آئی تھی بعینہ ایسا ہی واقعہ امیر امان اللہ خان کو پیش آیا ہے۔ اس لئے قیاس یہ کہتا ہے کہ جسطرح شاہ اکبر کی ولادت ہمایوں کیلئے نوید فتح و ظفر لائی تھی اسیطرح شاہ امان اللہ کے فرزند ارجمند کی پیدائش فتحمندی اور کامرانی کا ایک مژدہ ہے۔

ایک اخبار نے لکھا تھا کہ کسی صاحب نے واقعات افغانستان سے متاثر ہو کر افغانستان کے مستقبل کیلئے دیوان حافظ شیرازی سے فال نکالی۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے یہ دو شعر نکلے۔

گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ این بود ۔۔۔ گفتا چہ تواں کرد کہ تقدیر نہ این بود

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور ۔۔۔ کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

یہ وہ واقعات ہیں جو مختلف زبانوں پر ہیں، اور متعدد تخیلات و تجارب کا نتیجہ ہیں اسلام نے اگرچہ لا تطیر و لا تف ول یعنی نہ بدشگونی کوئی چیز ہے نہ نیک شگونی کا حکم لگایا ہے مگر بعض حدیثوں کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں کو شگون نیک لے لینا چاہیئے، اس لیے کہ خدا اس تخیل کو پورا فرمادے، اور وہ صحیح ہو جائے تو صورت مفاد بھی پیدا ہو سکے۔

شاہِ امان اللہ خاں کے کوکب اقبال کی تابناکی اور درخشانی کو متعلق زبان خلق کا یہ آوازہ یقیناً ایک فال نیک ہے اور احکم الحاکمین کے فضل و کرم سے یہ کامل توقع ہے کہ وہ مالک الملک علی الاطلاق مخلوق اس آواز کو ضرور سنیگا اور کامیابی و کامرانی ایک ایکدن عنقریب شاہ امان اللہ خاں کی لونڈیاں بنکر رہینگی۔

خرقہ شریف کے مجذوب کی بشارت بھی شاہ امان اللہ کے درخشاں مستقبل کا ایک بین اور روشن ثبوت ہے جبکہ اسی درگاہ کے ایک مجذوب کی بشارت نے احمد شاہ ابدالی کو فرش خاک سے اٹھا کر فلک الافلاک پر پہنچا دیا تھا۔ تو ایک صاحب تخت و تاج بادشاہ کی عالمگیری کے متعلق اب کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ بزرگوں کے آستانے درحقیقت روحانی دربار ہیں جہاں برابر احکام نافذ ہوتے ہیں اور انکے مطابق عمل کیا جاتا ہے، اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا ان مقدس روحانی تاجداروں کی بادشاہت ابدی بادشاہت انکی حکومت ہے۔

اب صداقت سے کس کو ہمدردی نہ ہوگی؟

ایزد توانا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ "صداقت" کا سال رواں کامل خیر و خوبی کے ساتھ ۱۲ فروری ۱۹۲۹ء کو ختم ہو جائیگا۔ "صداقت" نے اپنی یکسالہ زندگی میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت اور تحفظ حقوق مسلمین کی خاطر جو کچھ بھی مالی نقصانات اٹھائے اور جس طرح مخالفین کی طعن و تشنیع کا ہدف بنا وہ سب پر واضح ہے۔ لیکن ان تمام رکاوٹوں اور دقتوں کے باوجود تمام سال میں غالباً ایک موقع بھی ایسا نہیں ہوا کہ "صداقت" وقت معینہ پر اپنے معاونین و ناظرین کی خدمت میں نہ پہنچا ہو۔

بلکہ ہم یہ اظہار کرتے ہوئے مسرت محسوس کرتے ہیں کہ اس مدت میں کارکنان "صداقت" نے متعدد مخصوص نمبر بھی شائع کیے جو عام طور پر اہل علم کے طبقہ میں بہت مقبول ہوئے انہی محاسن کے باعث "صداقت" نے تھوڑے عرصہ میں اس قدر محبوبیت اور شہرت حاصل کرلی کہ ملک کے ہر حصہ میں اسے وقعت کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ اور ہندوستان کے باہر عدن ملایا، افریقہ و امریکہ وغیرہ میں اس کی اشاعت بہت بڑھ گئی۔

آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام

"صداقت" کو دلچسپ اور مفید بنانے کیلئے ہر ممکن تدبیر عمل میں لائی گئی اور انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ لائی جائے گی، چنانچہ سال آئندہ کے لیے تمام نئے اور پرانے خریدار اور مشتہرین کے ساتھ مختلف قسم کی رعایتیں کی جائینگی اور مارچ ۱۹۲۹ء میں ہزار ہا روپیہ بطور انعام نقد دیئے جائینگے جنکی تفصیل طلب کرنے پر ہر شخص کو مفت بھیجی جائے گی تفصیل انعام فوراً منگا کر موقع سے فائدہ اٹھایئے۔

منیجر صداقت میرٹھ

حیات داؤد

امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ، درد شکم، درد سول، بدہضمی، کھٹی ڈکار، قے، اسہال، تخمہ کو نہایت مفید ہے۔ بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے قیمت ایک روپیہ عہ/

اکسیر بخار چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اس لئے اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے فی لفافہ ایک آنہ جس میں تین خوراک ہے سوائے میعادی بخار کے تمام بخارات میں ایک خوراک سے اُتر جاتا ہے درد سر اعضا شکنی میں مفید ہے۔

حیدر آباد دکن دواخانہ داؤدیہ ابوالعلائی حکیم واحد علی بیگ۔

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر شریف سے شائع کیا

از

نثار الملک فطرت قلم میر احدی اجمیری

آستانہ تمہارا سر ہمارا

پڑھے کیوں نہ کلمہ زمانہ تمہارا ہے عرشِ بریں آستانہ تمہارا

تمہیں یا محمدؐ حبیب خدا ہو خدائی تمہاری زمانہ تمہارا

جو زاہد کو درکار ہی قصرِ جنت مجھے چاہیئے آستانہ تمہارا

جہاں کیلئے یا نبیؐ تم ہو رحمت طلبگار ہے سب زمانہ تمہارا

مریضانِ عصیاں کا دار الشفا ہی شہنشاہِ دیں آستانہ تمہارا

بلا لو مجھے اپنے قدموں میں مولا دکھا دو مجھے آستانہ تمہارا

رہے میرؔ کے دلمیں اور لب پہ ہر دم
محبت تمہاری فسانہ تمہارا

بنے کیوں نہ فردوس میں گھر ہمارا حبیب خدا ہے پیمبر ہمارا

ہمیں کیا ہو روزِ قیامت کا کھٹکا کہ ہی شافع حشر سرور ہمارا

ملا ہے پیمبر ہمیں سب سے اعلیٰ بڑے اوج پر ہے مقدر ہمارا

صداقت پہ ہی جسکی قربان دُنیا ہی وہ دیں اللہ اکبر ہمارا

نہ کیوں سرخرو دین و دنیا میں ہم ہوں شہ دوسرا ہے پیمبر ہمارا

تری یاد ہو اور قلب حزیں ہو ترا آستانہ ہو اور سر ہمارا

بلا شک ہیں ہم میرؔ کوثر کے مالک
ہمارا ہے بے شبہ کوثر ہمارا

رشد و ہدایت

از حضرت امیر المومنین امام المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ

من کان فی طلب العلم کانت الجنۃ فی طلبہ و من کان فی طلب المعصیۃ کانت النار فی طلبہ

تشریح :- جو شخص علم کی تلاش میں ہے جنت اس کی تلاش میں ہے اور جو شخص گناہ کی تلاش میں ہے دوزخ اس کی تلاش میں ہے

مجھکو شوق جبہ سائی اس کے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیے روز آستانے کے لئے

آستانہ

جلد (۱) جمعہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ نمبر (۳۱)

اقتربت الساعۃ

قیامت نزدیک آگئی ہے

قیامت کیا ہے؟ نظام عالم کی درہمی و برہمی، عالم کون و فساد کی بربادی و تباہی، دنیا و اہل دنیا کی ہلاکت اور موت۔ قیامت کب آئے گی، کس دن آئے گی کس گھڑی آئے گی اس کا علم تو سوائے خدا کے کسیکو بھی نہیں البتہ قیامت اسوقت آئے گی جب انسان اپنی زندگی کے نشہ میں اپنے ہی ابنائے جنس کی قبروں کو پامال کرتا ہوا چلیگا۔ اور قبروں میں سونے والے اس کی تمنا کریں گے کہ کاش ہم اس شخص کی جگہ ہوتے تو پھر شاید اس مغرور انسان کو ہماری مصیبت و کربت کا احساس و خیال ہوتا قیامت اسوقت آئیگی جب اک بھڑکتی ہوئی آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کیطرف لے جائے گی۔ قیامت کے آثار میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کثرت سے زلزلے آئیں گے جابجا نئے نئے فتنے کھڑے ہونگے کشت و خون زیادتی کے ساتھ ہونے لگے گا۔

آپکو معلوم ہے کہ مندرجہ بالا بیان کسکا بیان ہے یونان کے کسی کامل الفن حکیم کا نہیں، انگلستان کے کسی بڑے ماہر سائنس پروفیسر کا نہیں، جرمن اور امریکہ کی یونیورسٹیوں کے سند یافتہ کسی فلسفی کا نہیں، نجوم، رمل جفر جاننے والے کسی پیشنگوئی کرنیوالے کا نہیں، بلکہ اس ذات قدسی صفات کی بیان کا خلاصہ ہے جس کی زبان خدا کی ترجمان تھی۔ جس کے کلمات طیبات خدا کے کلمات طیبات تھے اور جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے ہی اپنے غلاموں کو خبردار اور ہوشیار کرنے لئے آثار قیامت سے مطلع کر دیا ہے۔

تو پھر کبھی آپ نے اسپر بھی غور فرمایا کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے آپکے بزرگ آقا، اور خدا کے پاک پیغمبر نے قیامت قائم ہونے کی جو علامات اور نشانیاں بتائی تھیں ان میں سے کتنی نشانیاں ظاہر ہوچکیں اور کس نشانی کا ظہور باقی رہ گیا ہے۔

بلاشبہ یہ نشانی پوری ہوچکی کہ قبریں پامال کی جائیں گی اس لئے کہ آج جس بیقدری کیساتھ پامال کیجارہی ہیں اس کا حال کسی سے مخفی نہیں ہے۔ مکہ کی پاک سرزمین پر یہ معرکہ قائم ہوچکا جو مدینہ طیبہ و طاہر خاک پر یہ ہنگامہ برپا ہوچکا۔ اور اس کے علاوہ مسلمانان عالم کے تمام گورستانوں کا یہی حال ہے کہ قبروں کی حرمت کا مطلق خیال نہیں ہے۔ شاذونادر شاید ہی کسی قبرستان کی حالت درست ہوتو ہو۔ ورنہ عام طور سے پرانی قبروں پر دیکھتے بھالتے مکانات تعمیر کئے جا رہے ہیں اور عام مقابر پر کوڑے کرکٹ کا انبار لگا ہوا ہے

رہی دوسری علامت اور نشانی سو وہ بھی ظاہر ہوچکی اسلئے کہ آج ہندوستان، افغانستان، ترکستان، اور اسی طرح اکثر ممالک کے باشندوں کا یہ حال ہے کہ مغرب کی ایک مہذب تعلیمیافتہ اور سب سے زیادہ عقلمند ایک قوم کی زبان، تہذیب، وضع قطع طرز معاشرت انکو بہت زیادہ عزیز اور پیاری ہے اور روز بروز ان کی اس حالت میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے گویا شوق کی ایک آگ ہے جو سب لوگوں کو ایک ساتھ مغرب کی طرف دھکیلتی لے جارہی ہے۔

زلزلوں کے حادثات، اور انکی وجہ سے کثیر نقصانات، جو بنی نوع انسان کو آئے دن پہنچتے رہتے ہیں، آپ سے پوشیدہ نہیں اخبارات انکی اطلاعات برابر چھاپتے رہتے ہیں، قتل و غارت اور کشت و خون کے جو فتنے ہر روز خدا کی اس وسیع سرزمین پر قائم ہوتے رہتے ہیں ان سے بھی آپ ناواقف نہیں ہیں۔

رعیت اپنے بادشاہوں سے بغاوت کر رہی ہے ہمسایہ قومیں ذرا ذراسی بات پر آپس میں مصروف جدال و قتال ہوجاتی ہیں۔ ایک سلطنت دوسری سلطنت کے عروج و ارتقاء کو دم بھر کے لئے بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتی اور پھر صرف گوارا نہ کرنے ہی پر بس نہیں کرتی بلکہ اسکو برباد کرنے کے لئے فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کرنے سے باز نہیں آتی۔ حکومتیں آپس میں متصادم ہوچکیں اور اب پھر باہم ٹکرانے کی فکر میں ہیں غرض دنیا کے ہر ملک ہر شہر کے بازار و بستی امن و امان، سکون و اطمینان جیسی اجناس گراں بہا نایاب ہوگئیں۔

مادی طاقتیں دن بدن بڑھ رہی ہیں، انسان کی کارفرمائی کے لئے سطح زمین اور فضائے آسمانی ایک ہوگئی۔ آلات ہلاکت و غارتگری آئے دن نئے نئے تیار ہوتے رہتے ہیں علم سائنس کے غرور میں اب ایک مٹھی بھر خاک کے پتلے انسان کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ وہ مردوں سے ہمکلام ہونے کی فکر میں ہے اور ان سے عالم ارواح کی حقیقت حال معلوم کرنا چاہتا ہے۔ مریخ پر بسنے والے دنیا سے سلسلہ مراسلت قائم کرنا چاہتا ہے مصنوعی آدمی بناکر اب اس فکر میں ہے کہ اس میں وہی روح پیدا کردے جو حقیقی انسانوں میں ہوتی ہے اور اس کا خیال ہے کہ اسطرح ایسے مصنوعی آدمیوں کا ایک لشکر فراہم کرکے انسانی دنیا کو اس کے ذریعہ سے تباہ و برباد کردے وہ رات دن اسی خیال میں منہمک ہے کہ نوع انسانی کیلئے موت کا دروازہ بالکل بند ہو جائے۔ کیا تمام انبیاء ایسے نہیں ہیں کہ انسان اپنی حقیقت اور ابتدا کو فراموش کر رہا ہے۔ اور اپنے پروردگار کو بھلادینے کے سامان فراہم کر رہا ہے۔ دیکھا آپ نے کہ یہ ترقی کے اسباب ہیں دراصل لیکن سچ یہ ہے کہ تمام اسباب دنیا کی بربادی اور تباہی کے ہیں۔

چنانچہ اب قیامت قائم ہونے میں کونسی کسر باقی رہگئی ہے اور کونسی علامت ایسی ہے جو ظہور پذیر نہیں ہوئی اب ایکدن ایسا بھی آجائیگا کہ دجال خروج کریگا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ امام مہدی کا ظہور ہوجائیگا ایکدن ایسی بھی آجائیگی جبکی صبح مغرب سے آفتاب طلوع کریگا الغرض ایک نہ ایکدن قیامت بھی آجائیگی اور کارخانہ ہستی نیست و نابود ہوجائیگا۔

اب غور سے اس پیشنگوئی کو پڑھئے جو دنیا کے سب سے بڑے متمدن ملک انگلستان کے سب سے زیادہ تعلیمیافتہ شہر لندن کی ایک کانفرنس نے جس کا انعقاد دس سال پہلے ہوا تھا قیامت کے متعلق کی ہے۔

انکا متفقہ بیان ہے کہ دنیا کا خاتمہ عنقریب ہوجائیگا اگرچہ قیامت قائم ہونیکی صحیح تاریخ میں شک ہے تاہم انکا قول ہے کہ ۲۹ مئی ۱۹۳۱ء یا ۹ اپریل ۱۹۳۱ء میں تمام کارخانہ ہستی نیست و نابود ہوجائیگا ان دونوں میں ایک کا صحیح ہونا یقینی اور لابدی ہے دجال بھی خروج کریگا جو نپولین کی نسل میں ہوگا۔

غرض اسی طرح دجال کے کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے

آپ نے پیشنگوئی پڑھی، اب اندازہ کیجئے اس پیشنگوئی کرنیوالے کی خداداد ذہانت و فطانت کا جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے قرب قیامت کی ایک دو نہیں بلکہ بیشمار علامتیں بتادی ہیں اور وہ سب آپکے اور آپکے اغیار کے سامنے موجود ہیں۔

ادارت آستانہ سے علیحدگی

مندرجہ ذیل مضمون گزشتہ نمبر میں ہونا چاہئے تھا لیکن اتفاق سے رہگیا اس لئے اب اس نمبر میں شائع کیا جا رہا ہے "مدیر"

(از قلم جناب حکیم محمد رفیق ابراہیم صاحب لکھنوی)

میں نہایت دلی رنج و افسوس کیساتھ ناظرین آستانہ کو یہ اطلاع دینے پر مجبور ہوں کہ میرا زمانہ ادارت آج اس پرچہ پر ختم ہو رہا ہے اور آیندہ بحیثیت مدیر آستانہ سے میرا تعلق باقی نہ رہیگا۔ واقعہ یہ ہے کہ باوجود، عدیم الفرصتی کے میں نے اپنے دوست مولانا خواجہ معنی اجمیری کا اصرار اور پھر زیادہ تر اس وجہ سے کہ چونکہ آستانہ کی خدمت مجھ ایسے عقیدتمند خواجہ کی نظر میں درحقیقت حقیقی آستانہ کی خدمت ہے جس سے زیادہ اور کوئی چیز موجب فخر و سعادت نہیں ہو سکتی۔ اس اہم ترین خدمت کو اپنے اوپر لے لیا تھا۔ اور مصمم ارادہ تھا کہ جب تک میرا قیام اجمیر شریف میں رہے گا اس خدمت کو برابر انجام دیتا رہونگا۔ لیکن معلوم ہوا کہ مشیت ایزدی اسکے خلاف ہے اور پھر اب کسی دوسرے کے حصہ میں آئیوالا ہی کیونکہ متعدد ذاتی ناگزیر مصروفیات کیوجہ سے میری عدیم الفرصتی اسقدر زیادہ بڑھگئی کہ اب کسی صورت ادارت کے اہم فرائض انجام نہیں دیسکتا۔ اس لئے نہایت دلی رنج و قلق کیساتھ آج اس خدمت سے علیحدہ ہو رہا ہوں۔ مگر اسکے ساتھ آستانے سے میرا دلی تعلق ہمدردی اور گہری دلچسپی آیندہ بھی برابر اسی طرح باقی رہیگی آخر میں یہ عرض کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گو ہمیشہ سے میرا مسلک صلح کن رہا ہے اور کیسی دلشکنی اور دلآزاری کو میں سخت گناہ سمجھتا ہوں لیکن پھر بھی اس انسان مرکب من الخطاء والنسیان، اگر میرے زمانہ ادارت میں میرے قلم سے معاصرین یا دیگر احباب کے خلاف کوئی ایسا جملہ نکل گیا ہو۔ جو ان کیلئے باعث ملال خاطر اور رنج قلبی ہوا ہے تو میں [illegible]

مکاتبات و مراسلات

آمد ماہ صیام

از جناب شیخ محمد آل حسن وارثی مسرور

مقدس ماہ رمضان المبارک در جہاں آمد
بہ ہر یک خانۂ مسلم بلا شک میہماں آمد

ہمیں شہر یست رکن ملت اسلام در عالم
کز و تازہ شدہ روحم تواں در جسم و جاں آمد

کلام اللہ نازل گشت الحق اندریں ماہے
شب قدر یست ہم روشن کہ بہر عابداں آمد

دعا مقبول می باشد زحق یا بد کہ می طلبد
بہ ہر فردے کہ روزہ داشت بخشش ہر زماں آمد

کشادہ شد در جنت بہ ہر سو بارش رحمت
ز عالم دور شد زحمت کرم از شاہ جاں آمد

بہ سحری و بہ افطاری بود پُر سر من صوم من
وزیں صوم مرا پروردگارم مہرباں آمد

بگو مسرور آں شخصے کہ روزہ دار می گردد
سعادت یافتہ از وے بخیل قدسیاں آمد

ہندوستان کے تعلیمی نقشے

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے بڑی محنت سے ہندوستان میں خواندوں کی تعداد کی نقشے صوبہ وار تیار کئے ہیں اور اُن میں ہر ہر ضلع کے متعلق حسب ذیل اعداد و شمار دئے گئے ہیں۔ ریاستوں کے اعداد یکجائی ہیں۔

(۱) کل آبادی
(۲) مسلمانوں کی آبادی
(۳) غیر مسلموں کی آبادی
(۴) مسلمانوں کی تعداد فی صدی۔
(۵) غیر مسلموں کی تعداد فی صدی۔
(۶) کل خواندوں کی تعداد۔
(۷) کل خواندوں کی تعداد فیصدی۔
(۸) مسلمان خواندوں کی تعداد۔
(۹) مسلمان خواندوں کی تعداد فیصدی۔
(۱۰) غیر مسلم خواندوں کی تعداد۔
(۱۱) غیر مسلم خواندوں کی تعداد فیصدی۔
(۱۲) کل انگریزی دانوں کی تعداد۔
(۱۳) کل انگریزی دانوں کی تعداد فیصدی۔ ۴
۴ (۱۴) مسلمان انگریزی دانوں کی تعداد
(۱۵) مسلمان انگریزی دانوں کی تعداد فیصدی

یہ نقشے فلسکیپ سائز پر کتاب کی شکل میں تیار کئے گئے ہیں اور جو اصحاب اور انجمنیں عوام الناس میں تعلیم پھیلانے کے شائق ہوں اُن کیلئے بہت کارآمد ہو سکتے ہیں جو اصحاب چاہیں صدر دفتر آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کو چار آنے کے ٹکٹ بھیجکر ان نقشوں کی کتاب طلب فرمالیں۔

طفیل احمد
آنریری جوائنٹ سکرٹری آل انڈیا مسلم
ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ

کارروائی ایجوکیشنل کانفرنس اجمیر

گذشتہ سے پیوستہ

(د) یونیورسٹیوں کے سینٹ اور سنٹرل بورڈ سکنڈری ثانوی اور وسطی تعلیم کے بورڈوں اور ابتدائی تعلیم کی ذمہ دار جماعتوں میں مسلمانوں کی کافی نمائندگی ہو۔

(ہ) سرکاری طور پر ضروری اور کافی امداد دی جائے جس سے تعلیم کے ضمنی مدارج کی ترغیب اور ترقی ہو۔ اور مسلمان قوم ملک کی تدریجی ترقی میں اپنا واجبی حصہ لے سکے۔

(و) بیرونی ملک میں تعلیم کے لئے جو وظائف سرکاری دئے جاتے ہیں اُن میں مستحق مسلمان طلبہ کا واجبی حصہ ہونا چاہیے۔

رزولیوشن نمبر ۲۵۔ اس کانفرنس کی رائے میں مسلم ہائی سکول جے پور جو سارے راجپوتانہ میں اپنی قسم کا واحد تعلیمی انسٹیٹیوشن ہے راجپوتانہ میں مسلمانوں کی تعلیم کو بہت نفع پہونچا رہا ہے اسلئے یہ کانفرنس راجپوتانہ کی مسلمان ریاستوں اور مسلمان قوم سے بالخصوص اور تمام ہندوستان کی مسلمان ریاستوں اور مسلمان قوم سے بالعموم درخواست کرتی ہے کہ ہر ایک امکانی طریقہ پر اس مدرسہ کی مدد کریں تاکہ وہ سارے راجپوتانہ کے واسطے ایک تعلیمی انسٹیٹیوشن بن جائے

رزولیوشن نمبر ۲۶۔ موجودہ حالت اور پُرامن اور پُر وفاق طریقہ پر ملک کی آیندہ ترقی کے لحاظ سے اس کانفرنس کی رائے میں اسلامیات اور فلسفہ کا یونیورسٹیوں اور اُس سے نیچے مدارس کی تعلیم میں نصاب ایک مضمون کے داخل ہونا باشندگان ملک میں باہمی محبت اور بہتر مفاہمت پیدا کرنے میں ایک مفید اور دیرپا اثر رکھیگا

رزولیوشن نمبر ۲۷۔ یہ کانفرنس راجپوتانہ کی نامور ریاستوں سے جن میں مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے درخواست کرتی ہے کہ کم از کم ایک مسلمان انسپکٹر تعلیمات مقرر کرنے اور ہر مدرسہ میں اُردو کی تعلیم بطور ایک اختیاری مضمون جاری کرنے سے مسلمانوں کی تعلیم میں مناسب آسانیاں بہم پہنچائیں۔

رزولیوشن نمبر ۲۸۔ چونکہ راجپوتانہ کی ریاستوں میں ٹونک تعلیم کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے یہ کانفرنس ہز ہائینس نواب صاحب ٹونک سے درخواست کرتی ہے کہ اپنی رعایا کی حالت بہتر کرنے کے لئے حسب ذیل تدابیر اختیار کریں۔

(الف) کہ تعلیم پر موجودہ خرچ کو جو ریاست کی آمدنی کا ۲ر۱ ہے دس فیصدی کر دیا جائے۔

(ب) ریاست کے موجودہ ہائی اسکول میں کافی تعداد ٹرینڈ ٹیچروں کی مقرر کرنی اور اس میں تمام مضامین کی تعلیم کا مع سائنس و ڈرائنگ بندوبست کرنے سے اُسکو اول درجہ کا ہائی اسکول بنا دیا جائے۔

(ج) دیگر پرگنوں میں اچھے اینگلو ورنیکولر مڈل سکول قائم کئے جائیں

(د) تعلیم نسواں کا مناسب بندوبست کیا جائے۔

رزولیوشن نمبر ۲۹۔ چونکہ مقامی ریلوے ورکشاپ میں مسلمانوں کی تعداد ناکافی ہے اور اُن میں داخلہ کے واسطے مسلمان نوجوانوں کے راستہ میں سے موانعات دور کرنے کی ضرورت ہے لہذا یہ کانفرنس منتظمین ریلوے سے درخواست کرتی ہے کہ ورکشاپ میں صنعتی ٹریننگ کے لئے بطور اپرنٹس مسلمانوں کے داخلہ کا مناسب اور موثر انتظام کرے۔

رزولیوشن نمبر ۳۰۔ چونکہ لڑکیوں کی تعلیم کی ضرورت مسلمانان اجمیر و میرواڑہ، راجپوتانہ، وسط ہند میں اور تمام ملک سے درخواست کرتی ہے کہ اس مقصد کے لئے دو لاکھ روپیہ چندہ جمع کریں۔ اور لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ ہند سے بھی درخواست کرتی ہے کہ اس باب میں مسلمانوں کی ہمت افزائی کرے۔ اور فیاضی کے ساتھ گرانٹ دے تاکہ کامیابی یقینی ہو۔

رزولیوشن نمبر ۳۱۔ تعلیمی معاملات میں پبلک کا دخل ہونے اور ہر درجہ کی تعلیم میں ترقی کی غرض سے یہ کانفرنس سفارش کرتی ہے کہ صوبہ اجمیر، میرواڑہ میں ایک تعلیمی بورڈ آف کنٹرول قائم کیا جائے اور اسمیں مسلمانوں کی کافی نمایندگی ہو۔

رزولیوشن نمبر ۳۲۔ اُن اسباب کے لحاظ سے جنہوں نے صوبہ اجمیر میرواڑہ کے مسلمانوں میں تعلیم کی ضروری ترقی کو ابھی تک روکا ہے یہ کانفرنس گورنمنٹ کو متوجہ کرتی ہے کہ مدارس اسلامیہ کیواسطے ایک نگرانی اور انتظام کرنے والے افسر کی ضرورت ہے جو براہ راست محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسر کے ماتحت ہو اور اُسکو ضروری اختیارات اور ذرائع حاصل ہوں

رزولیوشن نمبر ۳۳۔ اس کانفرنس کی رائے میں موجودہ نظام تعلیم میں ہر درجہ کی تعلیم سے پیشوں کی تعلیم خارج رہنے کی زیادہ تر وجہ سے ملک میں بیکاری اور ناراضی بڑھ رہی ہے اور اُس کے جلد داخل نصاب ہونے سے لوگوں کی اقتصادی حالت بین طور سے بہتر ہو جائیگی اور ہر درجہ کی تعلیم جاذب اور مفید بن جائیگی

(باقی آئندہ)

امیر المؤمنین و امام المسلمین اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

مبارک زندگی کے مبارک حالات

(از مولنا خواجہ معین اجمیری)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی غیر معمولی ولادت نے جس طرح انکی ذات قدسی صفات کو اہل عالم کے لئے ایک عجیب و غریب معمہ بنا دیا تھا ٹھیک اسی طرح خاتم الانبیا علیہ افضل التحیۃ التسلیمات کے محترم اصحاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات بھی اپنی غیر معمولی قوت و طاقت، زہد و تقا، علم و فضل، اخلاق و شمائل، ذہانت و فطانت کیوجہ سے ایک ایسا معمہ بن گئی کہ کسی نے کچھ سمجھا کسی نے کچھ سمجھا۔ اور کسی نے کچھ کہا غرض جس طرح آج عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے مختلف جماعتوں پر منقسم ہیں اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں کی بھی کئی جماعتیں ہیں اور جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی غیر معمولی ولادت کا خیال کرتے ہوئے ایک جماعت نے انکو خدا کا بیٹا، خدا کا جزو قرار دیا۔ اسی طرح حضرت علی کی مافوق الفطر شجاعت و بہادری، غیر معمولی ذہانت و فطانت کو دیکھتے ہوئے ایک گروہ نے آپکو بھی خدا کا جزو بتایا اسیطرح اگر ایک جماعت نے حضرت عیسیٰ کے جسم کو مادی تسلیم نہیں کیا تو نوع انسانی کے ایک فرقہ نے حضرت علی کے وجود محمود کو بھی خدائے واحد کے جلال و جبروت کا مظہر اتم اور نور من نور اللہ تسلیم کیا ایسے ہی کسی فریق نے اگر عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ سمجھا، تو ایک جماعت نے حضرت علی کو خدا سمجھا، کسی نے کہا کہ وہ خدا تو نہیں ہیں مگر خدا کے نبی ہیں پیغمبر خدا کے ہم رتبہ ہیں اور سچ یہ ہے کہ ع۔ عبارا تنا شتیٰ و حسنک واحد۔

کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجا است
اینقدر ہست کہ بانگ جرسے می آمد

علیٰ ہذا القیاس جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ صلیب دسولی چڑھایا جانا، اک ایسا معمہ اور ایک ایسی چیستان بنگیا کہ عقل انسانی اسکے انحلال سے عاجز آگئی کسی نے کہا انکو سولی دی گئی کسی نے کہا کہ ان کا جسم مادی نہیں بلکہ روح مجرد تھا ایسی حالت میں ایسے جسم لطیف کو کیا سولی دی جاسکتی ہے کسی نے کہا کہ سولی سے بچکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عمر طبیعی پانے کے بعد رحلت فرمائی اور زمین میں دفن ہوئے، مذہب اسلام نے فیصلہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دی گئی بلکہ اللہ نے انکو اپنے پاس بلالیا۔ اور اب قیامت قائم ہونے سے پہلے وہ اس عالم میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور عمر طبیعی پانے کے بعد رحلت فرمائیں گے۔

اگرچہ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت و رحلت میں تو کوئی شک و شبہ نہیں ہے مگر ان کے مقام دفن میں ضرور اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ نجف اشرف میں آپ مدفون ہوئے کسی کا بیان ہے کہ کوفہ کے دار الامارۃ میں آپکو دفن کیا گیا بعض کہتے ہیں کہ بیت اللہ کے قریب آپ سپرد خاک ہوئے کچھ لوگوں کے خیال میں کوفہ کے میدان میں آپکی تدفین عمل میں آئی۔ ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ امام حسن علیہ السلام آپ کے جسد اطہر کو مدینہ طیبہ میں دفن کرنے کے ارادہ سے اونٹ پر آپکا تابوت رکھکر لیجا رہے تھے مگر راستہ میں اونٹ گم ہو گیا اور بنی طے نے آپ کے جسد مطہر کو حوالہ زمین کیا۔ بہر حال اب حقیقت حال کا علم عالم الغیب کے سوائے کسی کو نہیں ہے۔ والیہ المرجع والماٰب وعلمہ تعالےٰ اتم و احکم

اے نحر عجائب و غرائب مددے　　　اے شاہ مشارق و مغارب مددے
عمریست گم نمودہ ام راہ طلب　　　اے باب مدینہ مطالب مددے

ولادت

بارہ سال قبل بعثت یعنی ولادت خاتم الانبیا علیہ افضل التحیۃ والثنا کے اٹھائیس سال بعد خاص حرم اطہر کی زمین پر عالم ارواح سے اس عالم آب و گل میں آنجناب نے جلوہ افروزی فرمائی و للہ در من قال ع۔ فرزند خانۂ خدا شد پیدا
کعبۃ اللہ میں پیدا ہونیکا شرف نہ اس مولود مسعود سے پہلے کسی کو حاصل ہوسکا اور نہ آئندہ یہ اعزاز و امتیاز اور یہ سعادت شرافت کسی کو نصیب ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔

وَلَدَتْهُ فِي حَرَمِ الْمُعَظَّمِ اُمُّهُ　　　طَابَتْ وَطَابَ وَلِيدُهَا وَالْمَولِدُ

نام و نسب

اس مولود مسعود کو اسی بزرگ دادا کے سعادتمند پوتے ہونیکا شرف حاصل ہے جنکو سلطان الانبیا کے جد امجد ہونے کا فخر و شرف عطا ہوا ہے یعنی اگر حضرت عبدالمطلب کے ایک فرزند ارجمند حضرت عبداللہ کو خاتم الانبیا کے پدر بزرگوار ہونیکی عزت نصیب ہوئی تو دوسرے فرزند ابوطالب امیر المومنین حضرت جیسا فرزند بخت جوان طالع خلف صالح قدرت الٰہی نے عطا فرمایا ایسی حالت میں شرافت نسب کے متعلق کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانیکا مصداق ہے۔

درۃ التاج کن مکان نسبش　　　قرۃ العین انس و جان نقبش

وجہ تسمیہ

علی جس اسم گرامی سے آپ دونوں جہاں میں مشہور ہوئے اس کی وجہ تسمیہ میں مورخین مختلف الاقوال و خیال ہیں بعض کہتے ہیں کہ پیدائش کے بعد آنجناب کی والدۂ ماجدہ نے آپکا اسم گرامی اپنے باپ کے نام پر "اسد" رکھا اور بعض کہتے ہیں کہ "حیدر" سے آپکو موسوم کیا۔ مگر ابو طالب نے آپکا نام نامی "علی" تجویز کیا غزوہ خیبر میں "مرحب" کے بالمقابل آنجناب نے جو رجز پڑھا تھا اس کے پہلے مصرعہ کا یہ مضمون تھا۔

"میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام "حیدر" رکھا ہے"

اس واقعہ سے اس روایت کی تصدیق ہوتی ہے کہ والدہ ماجدہ نے آپکا نام "حیدر" رکھا تھا بعض کا قول یہ ہے کہ ولادت مرتضوی کی نوید راحت افزا جب پیغمبر آخر زماں کے گوش حق نیوش تک پہنچی تو خود بدولت اپنے چچا ابو طالب کے گھر تشریف لائے۔ مولود مسعود کو اپنے مبارک ہاتھوں سے غسل دیا اور بنا لعاب دہن اسکے منہ میں ڈالا۔ اور "علی" نام رکھا، کہا جسکو ابو طالب نے بھی پسند کیا
بہر حال مخلوق نے آپکو "علی ولی اللہ" کہکر بھی پکارا، حیدر صفدر کہکر بھی یاد کیا "اسد اللہ الغالب" کے نام سے بھی مخاطب کیا۔

اے تو مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم

کنیت و لقب

عام دستور عرب کے مطابق آنجناب کی کنیتیں بھی بہت سی ہیں منجملہ انکے ابو الحسن، ابو الحسین، ابو محمد ابو تراب، ابو الریحانتین، ابو السبطین، ابو الیتیما، مشہور و معروف کنیتیں ہیں ہر کنیت اپنی شہرت کا ایک جداگانہ اور مستقل سبب رکھتی ہے جس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے۔

اسی طرح آنجناب فیض مآب کے القاب کا کوئی شمار و شمار ہی نہیں ہے امیر المومنین امام المتقین، ولی المتقین، سید الصادقین، قائد الغر المحجلین سید المسلمین، مرتضیٰ، مشکلکشا، شیر خدا، اور علی ہذا۔

قُلْ فِيهِ مَا شِئْتَ فَأَنْتَ مُصَدَّقٌ
وَالفَضْلُ يَقْضِي وَالمَحَاسِنُ تَشْهَدُ

پرورش و تربیت

ابھی سن مبارک چار ہی سال کا ہوا تھا کہ مکہ معظمہ میں سخت قحط پڑا اور اہل مکہ پریشان ہوگئے ابو طالب اگر ایک طرف کثیر العیال اور صاحب تنگی تھے۔ تو دوسری طرف ضعیف و ناتوان ہونے کی وجہ سے کسب معاش اور تحصیل روزی سے معذور، خاتم الانبیا نے جب اپنے شفیق چچا کو کثرت عیال کے باعث مصیبت میں مبتلا دیکھا تو آنحضرت اپنے چچا حضرت عباس کے پاس تشریف لے گئے، جنکو خدا نے بہت کچھ دے رکھا تھا اور تمام خاندان بنی ہاشم میں انہی کی مالی حالت اچھی تھی، سردار دو عالم نے ان سے فرمایا، "ہم محترم چچا ابو طالب عیالدار ہیں اور اسوقت مصیبت سے دن کاٹ رہے ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر اسوقت ہم انکے کام آئیں۔ اور اسکی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ کم سن فرزندوں میں سے ایک بیٹے کی پرورش آپ اپنے ذمہ لیں اور ان کے ایک فرزند کا کفیل میں ہو جاؤں حضرت عباس نے یہ تجویز منظور کرلی چنانچہ حضرت جعفر کو حضرت عباس لیگئے اور حضرت علی کے مربی خود سرکار رسالت ہوئے۔

سبحان اللہ جس فرزند ارجمند کا مربی خدا کا برگزیدہ اور محبوب ترین پیغمبر ہو اسکے تقدس و شرف کا کیا پوچھنا ہے اور جس طفل سعادتمند کا استاد شاگرد رشید حق تعالیٰ ہو اس کی تعلیم و تربیت کا کیا کہنا۔

سرزمین عرب پر جہالت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا، آفتاب علم کی روشنی تو کجا ایک ٹمٹماتی ہوئی جھلک بھی اس خطۂ زمین پر نہیں پڑتی تھی چنانچہ اسی لئے آج مورخین اسلام کی لگاتار اور انتھک جستجو نہ کوششوں کے باوجود زمانہ ما قبل بعثت کی صحیح صحیح تفصیل دشوار ہی نہیں مگر اس بالغ نظر دانشمند کامل مولود مسعود کے خیالات بچپن ہی سے اسقدر بلند اور اعلیٰ واقع ہوئے تھے کہ حکمت آب یونان کے بڑے بڑے حکیموں کی حکمتیں اسپر قربان کی جاسکتی ہیں۔

اور یہ کیوں صرف اسلئے کہ وہ مولودِ مسعود نبی امی کی شاگردی میں تھا جسکی زبان حق ترجمان تھی۔ اور جسکا آئینہ وارشفاف سینہ اسرار ما اوحیٰ کا گنجینہ تھا۔ سبحان اللہ وہ معلم حقیقی اس فرزند ارجمند کا استاد تھا جسکے سامنے عقلِ کل ایک طفل نوآموز کی حیثیت رکھتی تھی اور جسکی یہ شان تھی۔

نگارِ ماکہ بمکتب نرفت وخط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

اور اس عالم علم لدنی کے فیضانِ باطن سے اس نونہال چمنستانِ بنو ہاشم کی نشو ونما اور پرورش ہو رہی تھی جسکی فصاحت و بلاغت کا آوازہ چاردانگ عالم میں اسطرح بلند ہوا کہ عرب وعجم کے بڑے بڑے فصحا اور بلغا نے اعترافِ قصور کرتے ہوئے عجز و نیاز کی پیشانیاں آپکے سامنے خم کر دیں۔ جسکی فصاحت و بلاغت کا یہ حال تھا۔

امی و گویا بزبانِ فصیح
از الف آدم و میم مسیح

گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ آسمانِ ولایت کا ماہتاب درخشندہ سپہر رسالت کے نیر اعظم سے کسب ضیا کرنے میں مصروف تھا۔

چنانچہ یہی وہ ذاتِ اقدس تھی کہ آخر ایک وقت آپکے فیصلوں پر اکابر صحابہ تعجب وحیرت کرتے تھے اور بارہا انکی زبانوں سے بھی اس حقیقت کا اعلان علیٰ رؤس الاشہاد ہو چکا۔

عجزت النساء ان تلدن مثل
علی ابن ابی طالب

یعنی علی ابن ابی طالب جیسا فرزند ارجمند جننے سے عورتیں یقیناً عاجز ہیں

تصدیق رسالت۔ روایات اسکی شاہد ہیں اور احیاءِ آثار اس کی گواہی دیتے ہیں کہ آنجناب سردار دو عالم سے دم بھر بھی جدا نہیں ہوتے اور قبل بعثت صرف ایک آپ ہی کی ذاتِ گرامی صفات تھی جو غار لحا میں، پہاڑوں میں، پیغمبر خدا کی شریک عبادت رہا کرتی تھی ایک دن کا واقعہ ہے کہ جس مقام پر سردار دو عالم اور آنجناب مصروف عبادت تھے اتفاقاً ابو طالبؑ ادہر آ نکلے تو اس طریقہ عبادت کو پہلے تو حیرت وتعجب سے دیکھتے رہے۔ پھر پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کونسا دین ہے جسکی تم تعمیل کر رہے ہو خاتم الانبیاء نے جواب دیا چچا، یہ خدا اور اسکے سچے نبیوں، رسولوں، اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے، خدا نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ اسکا حکم خلق تک پہنچاؤں۔ چونکہ آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں اس لئے میں آپ کو اس دین حق کی دعوت دیتا ہوں۔ ابو طالب نے جواب دیا۔ اس دعوت کے قبول کرنے میں مجھے کسی کا خوف نہیں ہے۔ البتہ اگر خیال ہے تو صرف یہ ہے کہ میں لوگوں میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہونگا۔ مگر تم اپنے کام میں لگے رہو جیتے جی تم کو آنچ نہیں آنے دونگا۔ اس گفتگو کے بعد ابو طالب اپنے فرزند ارجمند حضرت علی سے مخاطب ہوئے۔ پوچھا کیا تم نے اپنے بھائی کا دین اختیار کر لیا ہے آپنے جواب دیا بیشک یہ سچے نبی ہیں اور ہمکو بھی انکی بات پر عمل کرنا چاہیئے

ابن عباسؓ اور بعض دیگر اکابر صحابہ کی یہ رائے ہے کہ سردار دو عالم کیساتھ سب سے پہلے اگر کسی نے نماز ادا کی ہے تو وہ علی ابن ابی طالب ہی کی ذات ہے۔

انسؓ جابرؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے دن تاج رسالت زیب سر فرمایا یعنی آپ نبی ہوئے اور سہ شنبہ کے دن جناب علی علیہ السلام سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے۔

ہجرت نبوی۔ غرض آپ ہر وقت اپنے بزرگ ومحترم بھائی اور اور آقائے ولی نعمت سردار دو عالم کی خدمت میں ہمیشہ کمر بستہ رہے ہدایت وارشاد کے آفتاب کی روشنی روز بروز پھیلتی جا رہی تھی مگر عرب کے بہت سے جاہل اصنام پرست ایسے بھی تھے جنکی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اور وہ اس روشنی کا احساس بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ وہ بالاتفاق اپنے ہادی برحق، اور سچے نجات دہندہ کے درپے آزار ہو گئے۔ بہت سے ایسے تھے جو بارگاہ رسالت میں آکر بالمواجہ ہرزہ سرائیاں کرتے تھے، بہت سے بدبختوں کا یہ حال تھا کہ پیغمبر خدا کے راستہ میں کانٹے بچھا دیتے تھے۔ غرض کوئی دن کوئی رات کوئی صبح اور کوئی شام گستاخیاں کئے بغیر ان بدنصیبوں کو چین نہیں ملتا تھا رحمت عالم کی ذات قدسی صفات سراپا آیہ رحمت تھی اس لئے آنحضرت ہر تکلیف ومصیبت کو صبر وشکر کے ساتھ برداشت فرماتے تھے اور ہر وقت وہر آن لب مبارک پر یہ دعا جاری رہتی تھی۔ پروردگار میری قوم کو راہ راست دکھا۔

لیکن عرب کا یہ بہادر سورما اور شہ زور جس کی طاقت وقوت کے سامنے عرب کے بڑے بڑے بہادروں، اور سورماؤں کے پتے پانی ہو جاتے تھے بارہا ان گستاخوں کی سرکوبی اور گوشمالی کیلئے تلوار نیام سے کھینچکر جان نثاری پر آمادہ ہو گیا، مگر چونکہ خدائے قدوس کیجانب سے ابھی تلوار اٹھانے کا حکم صادر نہیں ہوا تھا اس لئے ہر مرتبہ خدا کے رسول برحق نے ضبط و تحمل کی ہدایت فرمائی۔ اور آنجناب کے بڑھتے ہوئے طوفانِ غضب کو روک کر رکھا۔

یہاں تک کہ بعثت نبوی کو بارہ سال گذر چکے، اور چونکہ بعثت نبوی سے بارہ سال پہلے آنجناب کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اس لئے آپکی عمر شریف پورے چوبیس سال کی ہوچکی۔ اس عرصہ میں ابو طالبؑ کا بھی انتقال ہوا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی۔ ان دونوں حادثات کے ظہور پذیر ہو لینے کے بعد مشرکین عرب کے حوصلے بڑھ گئے اور اب انہوں نے بالاتفاق سردار دو عالم کو گزند پہنچانیکا قطعی تہیہ کر لیا۔ دار الندوہ میں ایک مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ عرب کے بڑے بڑے لوگ اسمیں شریک ہوئے اور سردار دو عالم کو قتل کرنیکی مختلف تدابیر پیش ہوئیں کسی نے کچھ رائے دی کسی نے کوئی تجویز بتائی۔ بالآخر بالاتفاق آزا ابو جہل کی پیش کی ہوئی یہ تجویز پاس ہوئی کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص کو منتخب کر لیا جائے۔ اور پھر یہ سب لوگ بیک وقت ایک ساتھ آنحضرت پر حملہ آور ہوں اور اسطرح زخم پہنچائیں کہ آپ ہلاک ہو جائیں اس صورت میں بنو ہاشم کو قریش کے تمام قبائل کے مقابلہ کا حوصلہ بھی نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ کسی ایک شخص کو قاتل ٹھرا سکیں گے جو وہ قصاص طلب کر سکیں۔ لامحالہ انہیں خوں بہا پر رضامند ہونا پڑیگا۔ اور ہم خوں بہا ادا کر دیں گے۔ الغرض ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک آدمی نامزد کر لیا گیا۔ اور قریش کی اس گمراہ جماعت نے خدا اور اسکے رسول سے لڑائی کی ٹھان لی۔ سر شام ہی بیت نبوی کا محاصرہ کر لیا۔ سرور کائنات کو بھی اسکی اطلاع ہوئی، اور خدائی حکم پہنچا کہ آپ مدینے کی جانب چلے جائیے۔ اور آج کی رات اپنے بستر پر "علی" کو سلا جائیے، ہم آپکے محافظ ہیں۔ سردار دو عالم مکان سے برآمد ہوئے ایک مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھائی اور دشمنوں کی طرف ڈالدی، سورہ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے آپ روانہ ہو گئے۔ اور محاصرہ کرنیوالوں کو آنحضرت کی روانگی کا علم تک نہیں ہوا۔ امیر المومنین علی نے سرور کائنات کے بستر پر آرام فرمایا۔ رات زیادہ ہوئی تو دشمنان اسلام نے پہلے بیت نبوی پر سنگباری کی اور جب کوئی جواب نہیں ملا تو مکان کے اندر داخل ہوئے دیکھا تو محبوب خدا کی جگہ اللہ کے شیر چادر اوڑھے سو رہے ہیں۔ یہ دیکھکر ایک دوسرا ایک دوسرے کو حیرت وتعجب سے تکنے لگا اور تقدیر انکی اس ناکامی و نامرادی پر خندہ زن ہوئی۔ پوچھا اے علی تمہارے رفیق کہاں ہیں آپ نے جواب دیا سبحان اللہ کیا میں اُن کا محافظ ہوں جو یہ بتاؤں کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ تدبیر کا یہ تیر خطا گیا۔ تو سب کے سب اپنے ناکامی و نامرادی کا ماتم کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور حضرت علی سے کسی نے کوئی تعرض نہیں کیا۔

صبح ہوئی تو ارشاد نبوی کے مطابق امیر المومنین علی نے سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ سردار دو عالم کے پاس جن لوگوں نے امانتیں رکھائی تھیں وہ نام بنام ہر ایک کو واپس کر دیں۔ اور تن تنہا پیادہ پا سیدھی مدینہ طیبہ کی راہ لی۔ دن بھر چلتے تھے۔ اور رات کسی غار میں بسر فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ مدینہ طیبہ میں پہنچے جب سردار دو عالم کو آپ کی آمد کا حال معلوم ہوا تو فرمایا "علی" کو ہمارے پاس لاؤ، عرض کیا گیا کہ راستہ کی کوفت سے اب انہیں اتنی سکت بھی نہیں رہی ہے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو سکیں۔ یہ سنکر خاتم الانبیاء بنفس نفیس خود امیر المومنین کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا تو پاؤں ورم کر گئے ہیں اور چھالوں سے خون ٹپک رہا ہے۔ سردار دو عالم یہ دردناک منظر ملاحظہ فرما کر آبدیدہ ہوئے۔ اور دعائے عافیت مانگی۔

.... حق یہ ہے کہ دنیا جاں نثاری کی ایسی مثال نہیں پیش کر سکتی سردار دو عالم کے بستر پر اس وقت سونا جبکہ دشمنان رسالت گرد گھیرے ہوئے کھڑے تھے، آرام وراحت کا سونا نہیں تھا۔ بلکہ شوق کی نیند کو بلانا تھا۔ جلد از جلد مدینہ طیبہ پہنچ جانا کچھ اس لئے نہیں تھا کہ آپ کیلئے مکہ معظمہ کا قیام کوئی خوفناک چیز تھا۔ بلکہ اسلئے تھا کہ خدا کے حبیب کی جدائی کی یہ چند گھڑیاں بھی آپ پر نہایت شاق گذر رہی تھیں اس لئے تقاضائے شوق یہ تھا کہ جس قدر جلد ہو سکے روئے انور کی زیارت سے دل کی آنکھیں ٹھنڈی کیجائیں۔

رشتہ مواخات۔ مدینہ طیبہ پہنچکر سردار دو عالم نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ مہاجرین وانصار کے درمیان رشتہ اخوت یعنی بھائی چارہ قائم کرایا۔ اور ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنایا سب سے آخر میں حضرت علی سے خود رسالتمآب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے رشتہ مواخات قائم کیا۔

دنیا جانتی ہے کہ امیر المومنین اور سرور کائنات کے درمیان تو عقدِ مواخات

---

۵ خود خدائے قدوس لایزال ہی نے قائم کر دیا تھا اور اگر اس موقع پر سرور کائنات آپکے بجائے کسی دوسرے سے عقدِ مواخات قائم فرمالیتے تو اس سے امیر المومنین اور سردار دو عالم کے باہمی تعلق اخوت پر کوئی حرف نہیں [illegible]

اقتباسات وتراجم

"الصحافۃ والکتابۃ فی الحجاز"

اخبارات

الحجاز۔ یہ ایک ہفتہ وار علمی ادبی جریدہ ترکی اور عربی میں شائع ہوتا تھا ۱۳۲۶ھ میں حکومت عثمانیہ کیجانب سے جاری ہوا تھا ۱۳۳۴ھ میں بلاد حجاز سے ترکی حکومت کے اٹھ جانے سے اسکی اشاعت کا سلسلہ بھی بند ہوگیا۔ احمد جمال آفندی ممیز (مفتی) دیوان ولایت، احمد حقی آفندی کاتب دیوان مذکور اور شیخ محمود شلہوب اسکے ایڈیٹر تھے مطبع امیریہ میں ۴ صفحات پر یہ اخبار چھپا کرتا تھا۔

صفا الحجاز۔ یہ ایک ادبی سیاسی تجارتی اخبار تھا۔ احمد رافت الاسکندرانی اسکے پروپرائٹر تھے پہلا پرچہ ۱۲ر شعبان ۱۳۲۶ھ کو نکلا اور آخری پرچہ ۳ر شعبان ۱۳۲۶ھ کو۔ اس عرصہ میں اس اخبار کے صرف دو نمبر نکلے۔

الاصلاح۔ مطبع الاصلاح کا یہ ایک ہفتہ وار اخبار جمادی الاولی ۱۳۲۶ھ میں جدہ سے جاری ہوا۔ اور چند ماہ کے بعد بند ہوگیا۔ اس اخبار کے مالک اور پروپرائٹر راغب مصطفےٰ توکل اور ایڈیٹر ادیب ہراری تھے۔

شمس الحقیقۃ۔ اس نام کا ایک روزانہ سیاسی اخبار جمعیۃ اتحاد و ترقی کا آرگن تھا۔ جو ۱۳۳۱ھ میں جاری ہوا۔ اسکے ایڈیٹر محمد توفیق مکی اور نائب ایڈیٹر ابراہیم ادہم تھے۔ یہ اخبار دو زبانوں میں یعنی عربی اور ترکی میں شائع ہوا کرتا تھا۔ اخبار کا نام حصہ عربیہ پر شمس الحقیقۃ۔ اور حصہ ترکیہ پر شمس حقیقت درج ہوا کرتا تھا۔ کچھ دنوں مطبع امیریہ میں چھپا۔ پھر اپنا ایک علیحدہ مطبع قائم کرلیا۔ مگر کچھ ۱۸ کی اشاعت کے بعد آخر بند ہوگیا۔

القبلہ۔ یہ ایک دینی سیاسی اقتصادی سہ روزہ اخبار تھا جو خاص مکہ مکرمہ سے جاری ہوا اسکا پہلا نمبر ۱۵ر شوال ۱۳۳۴ھ میں اشاعت پذیر ہوا۔ اور ۲۵ر صفر ۱۳۴۳ھ کو اسکا آخری پرچہ شائع ہوا غرض کل ۸۲۳ نمبر اس اخبار کے شائع ہوئے۔ یہ اخبار ان اصحاب کی ادارت میں نکلا کرتا تھا۔ محب الدین آفندی خطیب، شیخ فواد خطیب، احمد شاکر آفندی الکرمی حسین الصبان، اور مطبع امیریہ میں طبع ہوا کرتا تھا۔

المدینۃ المنورہ۔ یہ ایک ہفتہ وار اخبار اس ترکی فوج کی جانب سے ۱۳۳۵ھ میں جاری ہوا تھا جو مدینہ طیبہ میں تھی چند نمبر اس اخبار کے نکلے اور پھر آخر بند ہوگیا۔

الفلاح۔ یہ ایک سہ روزہ سیاسی اخبار مکہ مکرمہ سے عمر شاکر کی ادارت میں ۱۳۳۰ھ جاری ہوا۔ پھر کچھ دنوں کیلئے سلسلۂ اشاعت موقوف ہوگیا بہرحال اسیطرح کبھی نکلا اور کبھی نہیں نکلا۔ پچاس نمبر شائع ہوئے اور بس۔

بریدالحجاز۔ یہ ایک سیاسی اخبار ہفتہ میں دو بار جدہ سے شائع ہوا کرتا تھا اسکا پہلا نمبر ۱۹ر ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ کو نکلا اور آخری نمبر ۱۷ر ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ کو کل ۴۵ نمبر شائع ہوئے مطبع رمزی میں چھپتا تھا۔

ام القری۔ عربی اسلامی ہفتہ وار اخبار جسکا پہلا پرچہ ۱۵ر جمادی الاولی ۱۳۴۳ھ کو شائع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ ۷ر شعبان ۱۳۴۷ھ تک اسکی پانچویں جلد کے ۲۱۲ نمبر شائع ہوچکے ہیں۔

رسائل

المجلۃ الزراعیۃ۔ اس ماہوار رسالہ میں فن کاشتکاری، تجارت، صنعت و حرفت سے متعلقہ مضامین شائع ہوتے تھے۔ ایڈیٹر ہاشم المعری تھے صرف تین نمبر نکلے پھر بند ہوگیا۔ رجب، رمضان، شوال ۱۳۳۵ھ

الاصلاح۔ مکہ معظمہ کا یہ مذہبی، علمی، اقتصادی، اخلاقی پندرہ روزہ رسالہ ہے جو پابندی وقت کیساتھ شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ کے ایڈیٹر ۔۔۔

دار الکتب المکیۃ

کعبۃ اللہ کے دروازہ دریبہ سے داخل ہوتے وقت بائیں جانب ایک خوشنما اور عمدہ عمارت ہے جسکی تعمیر کو آج ایکصدی کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس عمارت کا پہلا نام دار الحدیث اور اب قصر احمد پاشا کے نام سے مشہور ہے یہ عمارت مدرسہ سلیمانیہ کے قریب واقع ہے اس عمارت میں حرم اطہر کا کتب خانہ ہے عربی، فارسی کی تقریباً دس ہزار قلمی اور مطبوعہ کتابوں کا ذخیرہ اسمیں موجود ہے۔ اور کچھ نادر قلمی نسخے بھی ہیں مگر بہت کم ہیں جسکی وجہ اس کتب خانہ کے منتظمین کی بے پروائی اور کتب خانہ کی مالی حالت کی نزاکت ہے۔

یہ کتب خانہ مکہ معظمہ کا کوئی پہلا کتب خانہ نہیں ہے، ایوب صبری پاشا نے کتاب مرآۃ الحرمین میں لکھا ہے کہ ۲۶۰ھ میں امیر شرف الدین نے حرم اطہر میں باب السلام کے قریب ایک مدرسہ اور ایک مکتبہ کی نہایت عمدہ عمارت بنوائی اور کتب خانہ کیلئے بیشمار کتابیں حاصل کیں۔ یہ لکھکر مصنف نے حاشیہ پر یہ لکھا ہے کہ یہ عمارت ایک عرصہ کے بعد برباد ہوگئی اور یہ کتب خانہ رباط میں منتقل کردیا گیا۔ اور آخر ۳۶۹ھ میں (اصل مضمون میں غالباً سہو کاتب سے ۳۶۱ھ لکھا ہوا ہے جو کسیطرح صحیح نہیں ہوسکتا) یہ ساری کتابیں جاہلوں کے ہاتھوں میں پہنچکر پریشان ہوگئیں اور ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ یہ عمارت بھی منہدم ہوگئی۔ یہ ہے وہ پہلا کتب خانہ جسکی بنیاد حرم اطہر میں پڑی۔

۱۲۶۲ھ میں سلطان عبدالمجید خان نے ان دو قبوں کی مرمت کا حکم دیا جو چاہ زمزم کے قریب واقع تھے۔ مرمت ہونیکے بعد ایک قبہ میں کتب خانہ رکھا گیا اور سلطان موصوف نے ۳۶۵۲ مختلف قسم کی مجلد کتابیں کتب خانہ کو عطا فرمائیں۔ لیکن پھر بارش کیوجہ سے بہت زیادہ کتابوں کو نقصان پہنچا تو ۱۲۸۳ھ میں کتب خانہ کو دوسرے مکان میں منتقل کردینے کا حکم نافذ ہوا۔ اسکے بعد ۱۲۹۹ھ میں عثمان نوری پاشا والی مدینہ کے حکم سے قصر احمد پاشا (دار الحدیث) میں منتقل کردیا گیا جہاں ابھی تک موجود ہے ۱۳۴۷ھ میں مدرسہ شروانیہ کی کتابیں بھی تحفظ کتب اور مفاد خلق کے خیال سے اس کتب خانہ میں شامل کردی گئیں۔ (جسکو شروانی زادہ محمد رشدی پاشا والی حجاز نے ۱۲۹۱ھ میں قائم کیا تھا)

غرض انقلاب عالم اور حوادث روزگار کیوجہ سے اس کتب خانہ کی اکثر کتب نادرہ ونفیسہ ضائع ہوگئیں اور اب چند باقی رہگئی ہیں۔

اب سلطان ابن سعود کو اس کتب خانہ کی اصلاح کا خیال پیدا ہوا ہے چنانچہ شیخ محمد بن سیاد کو اسکا انتظام سپرد کردیا گیا ہے اور وہ اسکی ترتیب و تنظیم اور فہرست کتب مرتب کرنے میں مصروف ہیں۔

"ام القری"

ہلاکت کا چکر

نیویارک۔ ۶ر جنوری کل یہاں موٹروں کی اٹھائیسویں سالانہ نمائش کا افتتاح ہوا۔۔۔۔۔ کارخانہ داروں کا تخمینہ ہے کہ اب کی سال ۵۰ لاکھ نئی موٹریں تیار ہوجائیں گی اور گو اندازہ یہ ہے کہ اب بھی ۲½ کروڑ موٹر امریکہ میں موجود ہیں یعنی ہر پانچویں شخص کے پاس ایک موٹر ہے۔ تاہم اب بھی بہت سی موٹروں کی کھپت ہوسکتی ہے آپ رشک وحسد کے ساتھ کہہ رہے ہونگے کہ کیسا خوش نصیب ہوگا وہ ملک جہاں آرام و آسائش کے یہ سامان اور یہ سہولتیں اس ارزانی اور اس افراط کیساتھ موجود ہیں! لیکن اسی تمدن کی برکتوں کا ایک دوسرا رخ بھی ہے، کاش ایک سرسری نظر آپ اسپر بھی ڈالتے چلئے! امریکہ کے اعداد تو اسوقت پیش نظر نہیں لیکن فرنگستان ہی کے ایک دوسرے نامور ٹکڑے انگلستان سے متعلق اعداد ذیل اتفاق سے اسی ہفتہ میں شائع ہوئے ہیں۔ اکیلے دل کی بیماری سے تعداد اموات ۱۹۲۶ء میں بمقابلہ ۱۹۲۴ء کے بقدر تین ہزار کے بڑھکر رہی۔ اور ۱۹۱۵ء میں جہاں اموات کا شمار ۴۸۰۲۴ تھا وہاں گیارہ سال کی مدت میں ۱۹۲۶ء میں ۶۴۴۰۵ تک پہنچ گیا۔ اور دوران خون کے امراض سے مرنے والوں کی تعداد بھی اگر اسمیں شامل کرلیجائے تو ۴۰۰۰ اسے زائد کا اور اضافہ ہوجاتا ہے: یہ اعداد صرف امراض قلب اور دوران خون سے مرنے والوں کے ہیں، موٹروں کے حادثوں سے ہلاک ہونے والوں اور بالواسطہ دوسرے امراض متعلقہ سے مرنے والوں کا شمار اس فہرست میں نہیں۔ کیا رشک وحسرت کے جذبات اب بھی آپکے سینوں میں موجزن ہونگے۔

بے عصمتی کی گرم بازاری

ضلع یارک شائر (انگلستان) میں جرائم شہوانی کے واقعات روز افزوں ہیں اور اس کے خاص اسباب ضبط نفس وخودداری کی کمی اور فحش تماشوں اور تصویروں اور تحریروں کی کثرت اشاعت ہے۔۔۔۔۔

حال میں جو اعداد شائع ہوئے ہیں وہ کافی پریشان کن ہیں۔ مثلاً لیڈس کے اجلاس سشن میں جن ملزموں کے مقدمات پیش ہوئے انمیں پوری چوتھائی تعداد، جرائم شہوانی کے ملزموں کی ہے اور علاقہ ریڈنگ مغربی میں جہاں اس قسم کے جرائم کی تعداد ۱۹۱۴ء میں کل ۹۵ تھی اس سال ۱۶۷ تک پہنچ گئی ہے۔

(انڈین نیشنل ہیرلڈ بمبئی ۹ر جنوری ۱۹۲۹ء بحوالہ سنڈے ڈسپیچ)

کیا یہ صورت حال کسی ایک مختصر ومحدود رقبہ کیساتھ مخصوص ہے؟ تہذیب جدید کی وسیع وعریض دنیا کا کونسا خطہ ان برکتوں سے خالی ہے؟ اللہ کی قدرت ہے کہ یہ سب کچھ دیکھتے، سب کچھ سنتے، سب کچھ جانتے کے باوجود بھی ہم اسی تعلیم اسی تمدن اسی نظام زندگی پر مٹے ہوئے ہیں جس کے یہ لازمی نتائج ہیں۔

حسن دلکش میں یہ جادو ہے کہ اسکو عشق میں ، دیکھتے ہیں لوگ مجھکو اور کچھ عبرت نہیں

حوادث محلیہ

حاضرین آستانہ - ۳۰ شعبان المعظم صبح کی گاڑی سے جناب قاضی احمد میاں اختر مع زنانہ وارد اجمیر ہوئے۔ اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ مولوی سید محمد حنیف صاحب کے مہمان ہوئے۔ زیارت آستانہ سے مشرف ہوکر اسی تاریخ شام کو چار بجے دفتر آستانہ میں تشریف لائے۔ ریاست جوناگڈھ میں ایک آپکا دم ہے جسکی وجہ سے تعلیمی اور ادبی مذاق زندہ ہے۔ آپکے مضامین تاریخی آجکل ہندوستان کے مشہور علمی اور تاریخی رسالہ معارف میں چھپتے رہتے۔ ہم مسرت کیساتھ اسکا اظہار کرتے ہیں کہ آپ نے اخبار آستانہ کی قلمی اور رقمی امداد فرمانیکا وعدہ کیا ہے۔ رات کو ۹ بجے کی گاڑی سے آپ واپس تشریف لیگئے۔

۳ر رمضان المبارک کو رات کی گاڑی سے جناب نواب حبیب اللہ خانصاحب قلزئی رئیس اعظم صوبہ سرحد وارد اجمیر ہوئے۔ اور حضرت متولی صاحب کے یہاں قیام فرمایا۔ ۵ر رمضان کو رات کی گاڑی سے دہلی روانہ ہوئے۔ اپنے وکلا کے ذریعہ زیارت کی۔

بسنت - ۵ر رمضان المبارک حسب معمول صبح دس بجے بسنت قوالی کیساتھ لائی گئی۔ جب درگاہ میں داخل ہوئی۔ تو جناب متولی صاحب مع لوازمات جلوس بسنت کے ہمراہ ہوئے۔ اور آپکی اس معیت کے بعد بسنت کا جلوس شاندار ہوگیا۔ ساڑھے بارہ بجے بسنت مزار اقدس پر نذر کیگئی۔

(معینی مدظلہ) جھومتے ہیں نخل تر آپ اپنا جوبن دیکھکر
خود تماشہ ہے بسنت اور خود تماشائی بسنت

بسنت، ہندی مہینوں کے حساب سے شدی ملکہ کی ساتویں تاریخ نذر کیجایا کرتی ہے۔ اب یہ ہندی مہینہ خواہ کسی قمری مہینہ سے مطابق ہو عام طور سے بزرگان دین کے مزارات پر بسنت چڑھائی جاتی ہے اور اس رسم کے موجد حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا جاتا ہے۔ اور تقریب یہ بیان کیجاتی ہے کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ نے ایک بار علالت سے صحت پائی جب یہی ہندی مہینہ تھا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ نے سرسوں کی ہری ہری پھولی ہوئی ٹہنیوں کا ایک گڑوا بنایا۔ فن موسیقی میں آپکو کمال حاصل تھا اس لئے گاتے ہوئے اپنے محبوب پیر و مرشد کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ گلدستہ نذر کیا۔ مبارک آستانۂ اجمیر شریف پر اس رسم کی ابتدا حضرت مولنا شاہ نیاز احمد قدس سرہ بریلوی نے فرمائی ہے۔ اور اردو زبان میں آپ ہی نے پہلے بسنت پر اظہار خیال فرمایا ہے۔

نازو ادا سے جھومنا خواجہ کی چوکھٹ چومنا
دیکھو نیاز اس ڈھنگ سے کیا رنگ لائی ہے بسنت

موسم - خوشگوار ہے۔ البتہ مطلع آسمانی بادلوں میں چھپا ہوا ہے کبھی کبھی خفیف تقاطر ہو جاتا ہے۔ جس سے سردی کے جھٹر ہیجانی کا خیال پیدا ہوتے افسردگی پیدا ہوتی ہے۔

عرس - ۸ر رمضان کو شام کے پانچ بجے جناب ابراہیم خانصاحب

اخبار الہند

شہریار دکن کا عطیہ - ۱۱ر فروری راس انفلی ٹیوٹ ہسپتال کو شہریار دکن نے پندرہ ہزار روپیہ عطا فرمایا۔

مدراس کونسل - ۱۲ر فروری مجلس وضع آئین و قوانین مدراس کا آئندہ اجلاس ۲۵ر فروری کو شروع ہوگا اور اگلے روز میزانیہ پیش ہوگا۔

ضلع دہلی میں فصلوں کی تباہی - نئی دہلی ۱۲ر فروری کل موضع شمس پور ضلع دہلی کے ۵ نمبرداروں اور دیگر متعدد اشخاص نے ڈپٹی کمشنر دہلی کی خدمت میں ایک درخواست گذرانی ہے جسمیں انہوں نے عرض کی ہے، کہ نہری مالیہ، اور لگان معاف کردیا جاوے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فصل خریف ناکام رہی ہے۔ شدت کہر سے فصل ربیع تباہ ہوگئی ہے جس سے وہ خستہ حال ہوگئے ہیں۔ انھوں نے تقاوی قرضہ جات کے لئے بھی درخواست کی ہے۔

ہندوؤں سے مسلمانوں نے حق ہمسائگی ادا کردیا - بمبئی ۱۲ر فروری بمبئی کے بازاروں میں گزشتہ نو روز سے جو فساد ہو رہا ہے اسمیں ہندوؤں کیساتھ مسلمانوں کی ہمدردی اور حق ہمسائگی ادا کرنے کی اعلیٰ مثالیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں۔ بابو لاٹنگ روڈ کے ۴۳ سرگروہ ہندو باشندوں نے ڈپٹی کمشنر کو ایک خط ارسال کیا ہے جسمیں انہوں نے لکھا ہے کہ محض اپنے مسلمان بھائیوں کی ہمدردی اور اعانت سے محفوظ رہے ہیں ہمارے مسلمان ہمسایوں نے نہ صرف ایک قوم کے دوسری قوم پر عام حملہ کرنے میں حصہ نہیں لیا بلکہ انھوں نے بڑی سرگرمی کیساتھ ہندو محلوں کی حفاظت کی ہے۔ اور ہندو باشندوں کے لئے بازار سے خورد و نوش کا سامان لاتے رہے ہیں۔ ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائیوں نے ہماری جانوں اور مندروں کی حفاظت کرکے اسلامی جذبہ کا اظہار کیا۔

فسادات بمبئی - ۱۲ر فروری کو ناظم محکمہ اطلاعات بمبئی نے ایک بیان شائع کیا ہے جسمیں یہ ظاہر کیا ہے کہ آج سہ شنبہ کو صورت حالات

کے مکان سے بتقریب عرس حضرت سائیں جی گدڑی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ غلاف اٹھایا گیا اور قوالی کیساتھ درگاہ بازار ہوتا ہوا حضرت سائیں جی کے مزار شریف واقعہ چلہ حضرت غریب نواز رضی اللہ عنہ پر نذر کیا گیا۔

۹ر رمضان رات کو حسب معمول قوالی ہوئی اور قل ہوا۔ ۱۰ر رمضان دن کو ساڑھے بارہ بجے قل ہوا۔

ایک تونگر فقیر - کچھ دن ہوئے کہ ایک گداگر فقیر جو وکٹوریہ ہسپتال میں زیر علاج تھا فوت ہوا۔ سنا گیا ہے کہ اسکی کمر میں دو سو پچاس گنیاں بندھی ہوئی تھیں۔

افیون - تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا جب اجمیر اسٹیشن پر دو شخص افیون لانیکے الزام میں ماخوذ ہوئے تھے، ۱۱ر فروری کو ایک شخص نانگا قلی نے اس جرم میں تین ماہ کی سزا پائی اور منشی سراج احمد بری کردئے گئے۔

کوکین - نصیرآباد کے ایک شخص مسمی محمد یعقوب کو اجمیر اسٹیشن پر کوکین کے الزام میں گرفتار کیا گیا ۱۲ر فروری کو تین ماہ کی سزا پائی

ممالک غیر

ترکی سازش کا انکشاف - قسطنطنیہ ۱۰ر فروری عہدہ داران حکومت کو ہلاک کرنے اور موجودہ حکومت کو فنا کرنے کی غرض سے ایک خفیہ انجمن قائم کرنیکے الزام میں جو چھتیس آدمیوں پر مقدمہ چلایا جارہا تھا وہ ختم ہوگیا۔ ملزمین میں سے پانچ کو سولی کی سزا دی گئی۔ اور سولہ کو مختلف المیعاد کی سزائیں دی گئیں ہیں۔ بقیہ کو رہا کردیا گیا۔

افغانستان - پشاور یہ خبر گرم ہے کہ بچہ سقہ کا سپہ سالار سید حسین ہلاک ہوگیا۔ مگر خبر مشتبہ ہے۔ کیونکہ غازی کالج کابل کے پروفیسر مسٹر رشید جو کچھ دن ہوئے بذریعہ ہوائی جہاز کابل سے پشاور پہنچے ہیں انکا بیان ہے کہ سید حسین نئی فوجیں بھرتی کرنیکے لئے ایک مخصوص علاقہ میں گیا ہے جہاں اس کا زیادہ اثر ہے اور انہی کا بیان ہے کہ سید حسین کے ہلاک ہوجانیکی خبر گرم ضرور ہے مگر تصدیق طلب ہے۔

بچہ سقہ کا بھائی - سردار محمد ولی قندھار نہیں گئے بلکہ وہ بچہ سقہ کی قید میں ہیں۔ سنا جاتا ہے کہ بچہ سقہ نے اپنے بھائی کی انتظامی خدمات کے صلہ سردار اعلیٰ کا خطاب دیا۔

اصلاح پذیر معلوم ہوتی ہے۔ ان حلقوں میں بھی جہاں فساد کی زیادہ شدت تھی دوکانیں کھلی ہوئی ہیں عوام آزادی سے چل پھر رہے ہیں اور فضا کا تکدر بھی رفع ہوگیا ہے۔ ملین اور ریلوے کا اتفاق کام کررہا ہے

بدمعاشوں کی گرفتاری - بدمعاشوں کی گرفتاریاں جاری ہیں اور کمبلا ہل اور نارتھ بروک گارڈن کے رقبوں میں ۴۸ آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن بدمعاشوں کو گرفتار کرکے داول میں قید کیا گیا ہے انکی تعداد ۴۹۲ ہے۔

مقتولین و مجروحین - ۴ر فروری سے لیکر ۱۵ر فروری تک ۱۴۷ اشخاص ہلاک اور ۸۴۳ مجروح ہوئے۔

برطانوی ہواباز کی رہائی - پشاور ۱۲ر فروری گم گشتہ برطانوی ہوابازوں کے خط آنے پر جو ہوائی جہاز مسٹر ہین کاک کے زیر قیادت پشاور سے بھیجا گیا تھا۔ وہ آج مسٹر ٹروس کو لیکر پشاور آگیا دوسرا ہواباز لفٹنٹ چیمبن ابھی نقیب صاحب چارباغ کے پاس ہے کیونکہ ہوائی جہاز میں صرف دو آدمیوں کی گنجائش تھی وہ بھی عنقریب واپس آجائیگا۔ روانگی سے پہلے جب برطانوی ہواباز مشین کی مرمت میں مصروف تھا تو ان پر چند اہل قبائل نے گولیاں چلائیں۔

"راجپوتانہ"

اقدام خودکشی - حال ہی میں بستی سٹیشن علاقہ جے پور پر مسماۃ چونی خودکشی کے ارادہ سے لائن پر لیٹ گئی تھی۔ مگر گرفتار ہوئی۔ مقدمہ شروع ہوگیا ہے۔ لڑکی اقدام خودکشی کے جرم کا اقرار کرتی ہے اور وجہ اپنی سوت کی لڑائی بتاتی ہے۔

لڑکا چھوڑ گئی - ہنڈون اسٹیشن ریاست جے پور بڑی لائن ایک ہندو عورت مسماۃ بسنتی اپنا تین چار دن کا بچہ چھوڑ کر چلی گئی۔ معلوم ہونے پر گرفتار کرلی گئی ہے یہ عورت اور اسکا دیور دونوں گرفتار ہیں مقدمہ چل رہا ہے۔

انتقادات

اخبار تاج اکبرآباد۔ ماہ جنوری ۱۹۲۹ء کی ساتویں تاریخ سے یہ ہفتہ وار اخبار جناب سیماب اکبر آبادی کی ادارت میں شائع ہونا شروع ہوا ہے اور ابتک اسکے پانچ نمبر شائع ہو چکے ہیں، ترتیب مضامین تنوع خیالات کے لحاظ سے یہ اخبار یقیناً مستحق تحسین و آفرین ہے۔ (ہمارا پیام) کے عنوان سے ہر ہفتہ جو پیامات رباعیات و قطعات کی شکل میں شائع ہوتے ہیں یہ طریقہ بدیعہ خاص جناب سیماب کا حصہ ہے جناب سیماب کی ذات دور حاضر کے مشہور شعرا میں نمایاں خصوصیات کی حامل ہے، وہ ہمیشہ ادبی دنیا کی خدمت میں مصروف رہے ہیں اور اب بھی اسی شوق کی تکمیل میں شبانہ روز منہمک ہیں۔ پیمانہ انکی شوخ نگاری کا شاہد اور ہندوستان کے دوسرے اخبارات انکی شوخیٔ قلم کے گواہ ہیں۔

چونکہ جناب سیماب کو ایک جانب ہندوستان کے مشہور شاعر ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ اور دوسری طرف انکی شاعری کا ابتدائی دور اجمیر شریف سے شروع ہوا ہے، اس لئے ملکی اور وطنی دو حیثیتوں سے ہم تاج کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

پیام جامعہ۔ جامعہ رحمانی مونگیر کا یہ ماہوار رسالہ حضرت مولٰنا سید محمد علی صاحب قدس سرہٗ کی یادگار میں زیر ادارت مولوی عبدالصمد صاحب رحمانی مونگیر سے شائع ہوتا ہے۔ اور ابتک اس رسالہ کا سلسلۂ اشاعت جلد ۲ نمبر ۲ تک پہنچ چکا ہے۔ یہ رسالہ خالص مذہبی رسالہ ہے۔ ہر مہینہ فتاوٰی کے عنوان کے تحت میں مولٰنا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے جو فتاوے نقل کئے جاتے ہیں انکا مطالعہ اہل اسلام کیلئے یقیناً سود مند اور نفع بخش ہے اسکے علاوہ دیگر ضروری مذہبی اسلامی فقہی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں کتابت و طباعت بہت اچھی ہے۔ سالانہ قیمت ے/

معالج۔ ماہ جنوری سے یہ ماہوار طبی رسالہ حکیم مرزا یحیٰی بیگ صاحب زندہ کے زیر ادارت امین آباد پارک لکھنؤ سے ۴۰ صفحات پر نکلنا شروع ہوا ہے۔ کتابت و طباعت اچھی ہے۔ موجودہ زیر نظر پرچہ تمام تر ایڈیٹر صاحب کا ممنون قلم ہے طبیبوں کے فرائض، اور مریضوں کے فرائض ان دونوں عنوانوں کے ماتحت متعلقہ ضروری باتیں سب بیان کردی گئی ہیں جو طبیب و مریض دونوں کے لئے مفید ہیں قیمت سالانہ عہ/ طلبا سے عمہ/

انڈین پنچ۔ متوسط سائز کے دس صفحات پر شائع ہونے والا ہفتہ وار ظریف اور مصور اخبار۔ ظریفانہ رنگ میں واقعات حاضرہ پر بحث کرنے والا۔ متانت و سنجیدگی کے ساتھ ظرافت کی ۲ چاشنی چکھانے والا اخبار ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ ٹائیٹل پیج آرٹ پیپر کا ہے۔ سالانہ قیمت ے/

معلومات

ایک مصور تاریخ۔ امریکہ کے مشہور علمی مصور آرٹسٹ ارگرہم نے ہماری دنیا کی ارتقائی تاریخ کو حروف و عبارت کی جگہ خطوط و نقوش یعنی تصاویر کے ذریعہ ترتیب دینا شروع کیا ہے اور اس طرح وہ ایک ایسی تاریخ مرتب کررہا ہے جو عام فہم اور سینکڑوں ضخیم جلدوں کی بدل ہوگی! اسوقت اسکے سات شاہکار عجائب خانے تاریخ طبعیات کے شعبہ طبقات میں بطور نمائش رکھے گئے ہیں انمیں اولین تصویر یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہماری زمین کس طرح کرۂ آتشی سے آہستہ آہستہ سرد ہورہی ہے۔

تیز رفتار کشتی۔ امریکہ کے ایک مشہور انجنیر مسٹر جارج وڈ نے ایک خاص قسم کی اسٹیم کشتی تیار کی ہے اس کشتی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اسوقت تک جتنی تیز رفتار سواریاں ہیں سب سے زیادہ سریع السیر ہے اسکی رفتار ۹۲ میل فی گھنٹہ سے بھی زیادہ ہے۔ اور موجد کا خیال ہے کہ وہ اس میں ابھی اور ترقی کریگا۔

سب سے بڑا کمرہ۔ انگلستان کے شاہی سائنس کالج کے دو اُستادوں آر پی فریزر اور ڈبلوا سے بوینے نے ایک بہت بڑا آلہ تصویر کشی ایجاد کیا ہے۔ اس کمرہ کا مقصد یہ ہے کہ سریع الحرکت اشیا، مثلاً شعلوں کی لپک وغیرہ کی تصویریں لے اس کا وزن ایک ٹن ہے اور اسمیں ایک سکنڈ کے دس ہزارویں وقفہ کے حساب سے تصویریں آتی ہیں۔

اب صداقت سے کس کو ہمدردی نہ ہوگی؟

ایزد توانا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ "صداقت" کا سال رواں کامل خیر و خوبی کے ساتھ ۲۱ فروری ۱۹۲۹ء کو ختم ہوجائے گا "صداقت" نے اپنی یکسالہ زندگی میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت اور تحفظ حقوق مسلمین کی خاطر جو کچھ بھی مالی نقصانات اُٹھائے اور جسطرح مخالفین کی طعن و تشنیع کا ہدف بنا وہ سب پر واضح و لائح ہے لیکن ان تمام رکاوٹوں اور دقتوں کے باوجود تمام سال میں غالباً ایک موقع بھی ایسا نہیں ہوا کہ "صداقت" وقت معینہ پر اپنے معاونین و ناظرین کی خدمت میں نہ پہنچا ہو۔

بلکہ ہم یہ اظہار کرتے ہوئے مسرت محسوس کرتے ہیں کہ اس مدت میں کارکنان "صداقت" نے متعدد مخصوص نمبر بھی شائع کئے جو عام طور پر اہل علم کے طبقہ میں بہت مقبول ہوئے انہی محاسن کے باعث "صداقت" نے تھوڑے عرصہ میں اس قدر محبوبیت اور شہرت حاصل کرلی کہ ملک کے ہر حصہ میں اسے وقعت کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ اور ہندوستان کے باہر عدن۔ ملایا افریقہ و امریکہ وغیرہ میں اس کی اشاعت بہت بڑھ گئی۔

آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام

"صداقت" کو دلچسپ اور مفید بنانے کیلئے ہر ممکن تدبیر عمل میں لائی گئی اور انشاءاللہ تعالےٰ آیندہ لائی جائے گی، چنانچہ سال آیندہ کے لئے تمام نئے اور پُرانے خریداروں مشتہرین کے ساتھ مختلف قسم کی رعایتیں کی جائینگی اور مارچ ۱۹۲۹ء میں ہزار ہا روپیہ بطور انعام نقد دیئے جائینگے جنکی تفصیل طلب کرنے پر ہر شخص کو مفت بھیجی جائے گی تفصیل انعام فوراً منگاکر موقع سے فائدہ اٹھائیے۔

منیجر صداقت میرٹھ

حیات داؤد

امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے خصوصاً ہیضہ درد شکم، درد سول بدہضمی کھٹی ڈکار، قے، اسہال، تخمہ کو نہایت مفید ہے۔ بفضل خدا ہیضہ کو ایک خوراک سے آرام ہوتا ہے ہر مکان میں رہنے کی ضرورت ہے قیمت ایک روپیہ عہ/

اکسیر بخار چونکہ یہاں بخارات آجکل زیادہ ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں اس لئے اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے فی لفافہ ایک آنہ جس میں تین خوراک ہے سوائے میعادی بخار کے تمام بخارات میں ایک خوراک سے اُتر جاتا ہے درد سر اعضا شکنی میں مفید ہے۔

حیدرآباد دکن دواخانہ داؤدیہ ابوالعلائی حکیم واحد علی بیگ

سید زین الکاملین کامل پرنٹر و پبلشر نے عزیزی پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر شریف سے شائع کیا

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام

کی شان میں

ازقلم معجز رقم

(حضرت مولینا خواجہ سید عبدالمعبود صاحب عینی مدظلہ مہتمم کروڑگیری مملکۂ آصفیہ)

چو از عرش بریں بر فرش خاکی بوتراب آمد
زعرش آوازہ یا لیتنی کنت تراب آمد

عجائب را چو شد مصدر، غرائب را چو شد مظہر
زبوجہلاں خروش انہ لشئ عجاب آمد

ہوالشمس الذی ردت، الیہ الشمس بالسرعۃ
دلم قربان آں طلعت، کہ امش آفتاب آمد

جہاں ہالۂ منال او، مبرا از زوال او
نشد روزے کمال او، پذیرائے لعقاب آمد

زقد خوش خرام او، سہی قائم مقام او
زخد لالہ فام او، قمر نائب مناب آمد

شود خار از ہوائش گل، کند حسن را وشش سنبل
غراب از مہر او بلبل، شد و قمری عقاب آمد

کمالش از ثنا بیروں، نوالش از سپاس افزوں
بسیل جود او گردوں، بدریا چوں حباب آمد

صفی حیدر، حسنی حیدر، تقی حیدر، نقی حیدر
وصی حیدر، ولی حیدر، غنی حیدر خطاب آمد

نبی معنیٰ علی مضموں، نبی موسیٰ علی ہاروں
نبی چوں گوہر مکنوں علی لب لباب آمد

علی موسائے اژدر در، علی عیسائے جاں پرور
علی حیدر، علی صفدر، علی عالیجناب آمد

علی مطلوب جاں طالب، علی جانش جہاں قالب
علی قاہر علی غالب، علی مالک رقاب آمد

چو در مدح شہ والا، سخن از شرع شد بالا
بنا گہ بر زباں واللہ اعلم بالصواب آمد

گناہ رند با مہرش، چو مہر افروختہ چہرش
ثواب زہد با قہرش، سیہ کشتِ عقاب آمد

من از تاریکی عصیاں، نمی ترسم بگورستاں
کہ مہر مرتضیٰ در جاں چو روشن آفتاب آمد

بتوصیف شہ مرداں، دلم جوشید چوں عماں
گہرہا ریختم چنداں، کہ دریا آب آب آمد

تراوش خامہ

(حضرت مولینا عارف بدایونی)

حقا بخدا سزد خدائی کردن
با نور نبیت رہنمائی کردن

زیبد بتو یا علی بنام حسنین
از بند غم و الم رہائی کردن

گوہر درج امامت یا علی
نیر برج ولایت یا علی

از تو باشد چشم رحمت یا علی
از تو امید شفاعت یا علی

یافت اجرا از تو علم مصطفےٰ
تو در شہر ہدایت یا علی

تو وصی مصطفائی مرتضےٰ
با شدت بارے اخوت یا علی

چوں نبوت بر نبی اتمام یافت
ختم شد بر تو خلافت یا علی

نہ فلک حلقہ بگوش تو بود
ہشت خلد از تو براحت یا علی

ہفت اقلیم است محکوم تو نیز
شش جہت ہم پنج نوبت یا علی

چار عنصر ہم سہ روح و ہم دو کون
ساخت صانع یک فدایت یا علی

لائے خطابت از خدا شیر خدا
ختم شد بر تو شجاعت یا علی

صانع و صانع ہمہ زان تو ست
از بدایت تا نہایت یا علی

تو شہنشاہی و عارف خاکسار
از غلامان غلامت یا علی

آرزو دارد ز دنیا تا بہ حشر
وا رہد از قید کلفت یا علی

ہمتش فرما دریں دار فنا،
خوش بدارش در قیامت یا علی

رشد و ہدایت

امیر المومنین امام المسلمین سیدنا علی علیہ السلام

کُنْ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرَ النَّاسِ وَکُنْ عِنْدَ النَّفْسِ، شَرَّ النَّاسِ وَکُنْ عِنْدَ النَّاسِ رَجُلًا مِنَ النَّاسِ

تشریح = انسان کو دنیا میں اس طرح بسر کرنی چاہیے کہ اللہ کے نزدیک وہ بہتر آدمی ہو اور خود اس کے نفس کے لئے دشمن ثابت ہو اور عام لوگوں میں عام آدمیوں میں سے ایک آدمی ہو۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیے روز آستانے کیلئے

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۱۸ ررمضان المبارک ۱۳۴۷ھ | نمبر ۳۲

حَاسِبُوا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوا

(اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تمہارا احساب لیا جائے)

وہ دن قریب ہے - وہ گھڑی نزدیک ہے، وہ وقت سر پر کھڑا ہے جب دنیا کی اگلی پچھلی تمام قومیں، عالم کی موجودہ اور گذشتہ ساری نسلیں عہد ماضی اور زمانہ حال کی تمام مختلف العقائد مختلف المذاہب ہستیاں عالم کائنات کے ہر خاندان، ہر قبیلے کے جاہل، عالم، امیر، غریب، غرض سارے افراد احکم الحاکمین خدائے قدوس کے دربار میں حاضر ہوں گے، سورج اپنی پوری تمازت کے ساتھ طبقہ زمین کو کرہ نار بنائے ہوئے ہوگا۔ لمن الملک الیوم کا آوازہ بلند ہو رہا ہوگا اور اُسکی صدائے بازگشت للہ الواحد القہار سے کلیجے دہل رہے ہونگے ہر ایک شخص ایک مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ ہر انسان کو اپنی فکر پڑی ہوگی ہر متنفس سکون اطمینان کیلئے بیقرار ہوگا۔ ماں باپ کی تمام شفقتیں وہاں ختم ہو کر مغائرت سے بدل گئی ہونگی۔ دنیا کی ساری رشتہ داریوں اور یگانگتوں نے بے تعلق اور بیگانگی کی شکل و صورت اختیار کر لی ہوگی - اسوقت اور ٹھیک اسوقت صرف اعمال حسنہ کام آئیں گے اور محض انہی کی بدولت اللہ کی رحمت اور اللہ کے رسولؐ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

پھر اگر ہم یہ جانتے ہیں، اگر ہم کو یہ معلوم ہے، اگر ہم اسکا یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن انسان پر ایسا بھی آنیوالا ہے - جب اُسکی اگلی پچھلی تمام باتوں کا محاسبہ ہوگا - اُسکے اعمال و افعال کا حساب لیا جائیگا - اور اس کے بدن کا ایک ایک بال اس کی حالت، اور اسکے طرز عمل کی سچی سچی گواہی دیگا - اور وہاں اعمال حسنہ کی بدولت چھٹکارا نصیب ہوگا۔

تو اس سے پہلے کہ ہم سے ہمارے افعال و اعمال کا سوال کیا جائے ہماری نافرمانیوں اور فرمانبرداریوں کا اندازہ لگایا جائے ہمارے اعمال و افعال کو میزان میں تولا جائے ہر ساعت نہ سہی ہر روز نہ سہی ہر ہفتہ نہ سہی ہر مہینہ نہ سہی مگر کم از کم سال بھر میں ایک مرتبہ ہمکو اسی دنیا میں خود اپنی حالت کا اندازہ کر لینا چاہیے - اور اپنی غفلت، نافرمانی، سیہ کاری پر آنسو بہا لینا چاہیے - شاید رحمت الٰہی اپنے آغوش میں لے کر مسرت و اطمینان کی نعمت عطا فرمائے اور آیندہ سال توفیق سبحانی ہمارے شامل حال رہے - اور ہماری حالت کوئی اصلاح اور درستی حاصل کر سکے اس کا سبب نفس کیلئے رمضان کے اس مبارک مہینہ سے بہتر اور کونسا مہینہ ہے - جبکہ رحمت الٰہی اپنے بندوں کی فریاد و زاری سننے کے لئے اُن کی توبہ قبول کرنے کیلئے خود منتظر ہے، دروازہ رحمت کھلا ہوا ہے نعمتیں تقسیم ہو رہی ہیں، قصور اور گناہ معاف کئے جا رہے ہیں، جنت کے پروانے عطا ہو رہے ہیں۔

دنیا میں انسان پر دو قسم کے حقوق عائد ہیں - پہلی قسم کے حقوق کا تعلق اس ذات اقدس سے ہے کہ اگر انسان اپنی عمر کا ایک ایک لمحہ اسکی اطاعت و فرمانبرداری، منت شناسی و شکر گذاری میں بسر کرڈے تو بھی وہ اس حق سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا - اس قسم کے تمام حقوق کو حقوق اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے - اور اسکے ضمن میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض تمام اسی قسم کے اوامر و نواہی ہیں - دوسرے حق کا تعلق خاص اپنے ابنائے جنس سے ہے اور اس قسم کے حقوق کو حقوق العباد کہا جاتا ہے - پس انسان کا فرض لازم ہے کہ اگر ایک طرف اسکے لئے اُن فرائض کی ادائیگی ضروری ہے - جو اللہ کیجانب سے اسپر عائد کئے گئے ہیں - تو دوسری طرف اسکو اپنے ہی جیسے دوسرے بنی نوع انسان کے حقوق کی پوری نگہداشت بھی ضروری ہے۔

اب غور کرنا چاہیے موازنہ کرنا چاہیے کہ اسوقت سے لیکر جب سے ہمپر فرائض کی ادائیگی اور پابندی لازم ہوئی ہے ہمنے کس کس حکم الٰہی کی تعمیل کی ہے - اور کس کس حکم کے بجا لانے سے ہم غافل رہے ہیں۔

کتنی مسجدیں ایسی ہیں جو ہماری نماز کی شہادت دیں گی، آسمان کے تاروں اور زمین کے ذروں نے کس کس وقت اور کب کب ہمیں یاد الٰہی میں عبادت کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یہی رمضان کا مبارک مہینہ کتنی مرتبہ ہمارے دور حیات میں ہمارے لئے سعادتیں اور برکتیں لیکر آیا ہے اور ہمنے اُن سعادتوں اور برکتوں سے کب کب اور کس کس وقت کتنا اور کسقدر حصہ پایا ہے - اور کتنے دن ہمنے محض اپنے پروردگار کے لئے صرف چند گھنٹوں کے واسطے اپنے منہ پر مہر لگائی ہے اور اپنے قلب کو خیالات دنیاوی کی آلائشوں اور گندگیوں سے پاک و صاف رکھا ہے - اور اپنے تمام اعضا کو محض اللہ کیلئے حرکت دی ہے - کتنی مرتبہ ہمنے اپنے مال سے وہ حصہ نکالا ہے جسے لسان شریعت میں زکوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے - اور کتنی مرتبہ اُن امور سے ہمنے ہاتھ روکا ہے جن کی نسبت ہمارے پروردگار کی جانب سے ہمکو منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح ہمارے اس دور حیات و زندگی میں ایسی کتنی گھڑیاں کتنی ساعتیں ایسی گزری ہیں کہ جب ہمپر اگرچہ یہ تمام فرائض عاید ہو چکے تھے مگر ہمنے غفلت برتی سستی اور کاہلی سے ہم نے اُن کو بجا لانے میں دریغ کیا - اور پھر غور کرنا چاہیے کہ ہمارے طرز عمل اور طریقہ کار سے کب کب اور کس کس گھڑی ہماری ہی نوع کے دوسرے افراد کو ہم سے کوئی تکلیف اور اذیت پہنچی ہے - اور آج ہم انکی تلافی بھی کر سکتے ہیں یا نہیں - اور ہماری عمر کا کوئی لمحہ ایسا تو نہیں گذرا کہ ہماری زبان سے کسی ہمجنس کے خلاف کوئی حرف نکلا ہو اور کسی موقعہ پر ہمنے کسی پر کوئی اتہام، بہتان، افترا باندھا ہو - سوچنا چاہیے کہ ہماری عمر کی کوئی ساعت ایسی تو نہیں ہے جس میں ہمنے ناجائز طریقہ سے اپنے کسی ہمجنس کا حق غصب کر لیا ہو۔

اندازہ لگانا چاہیے کہ ہماری زندگی کی ایسی کونسی مبارک ساعت اور مبارک گھڑی ایسی ہے جو ہمارے ابنائے جنس کی فلاح و بہبود، ہمدردی و غم گساری میں صرف ہوئی ہے - کون سا عزیز لمحہ ہماری عمر کا ایسا ہے کہ اولاد آدم کے کسی فرد کی دستگیری میں صرف ہوا ہے - اور ہماری زندگی کا کوئی مبارک زمانہ ایسا بھی ہے کہ ہمنے باوجود قوت و طاقت - کبھی کے اپنے کسی دشمن کو محض اللہ کے لئے معاف کر دیا ہو۔

اس محاسبہ اور اندازہ کے بعد اپنے اُن اعمال پر جو خدا اور رسولؐ خدا کے ارشاد و حکم کے مطابق ہم سے ظاہر ہوئے ہیں ہم کو خدا کا شکر بجالانا چاہیے اور توفیق مزید طلب کرنی چاہیے - اور اُن افعال قبیحہ سے جو حشر کے میدان میں ہماری روسیاہی کا باعث ہونگے ہم کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے - اور پناہ مانگنی چاہیے شاید رمضان کے اس مبارک مہینہ کی برکتوں سے ہماری توبہ قبول ہو اور اللہ اپنے برگزیدہ بندوں کی روحانی ہمتوں کے صدقہ میں ہمیں توفیق خیر عطا فرمائے۔

عرس مبارک

حضرت شیخ الاسلام شیخ سلیم چشتیؒ فتحپور سیکری ضلع آگرہ

طالبان حسنات کو مژدہ ہو کہ عرس شریف ۲۰ ررمضان المبارک تا ۲۹ ررمضان المبارک جملہ مراسم کے ساتھ حسب طریقہ قدیم سرانجام پائیں گے اور میلہ و ختم ثانی ۷ رلغایتہ ۱۴ رشوال المکرم ۱۳۴۷ھ مثل سالہائے گذشتہ منعقد ہوگا - امید کہ شرکت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

خادم الفقرا ریاض احمد چشتی خلیفہ زادہ درگاہ عالیہ

علمائے سوء کی شر انگیزیاں

(از قلم جناب مولانا غلام مرشد صاحب)

ایسوشی ایٹڈ پریس کے ذریعے رئیس فتنہ و بچہ سقہ، اور اس کے ۲۲ باغی حمایتوں کا جو اعلان، اخباروں میں شائع ہوا ہے اُس میں حضرت غازی امان اللہ خاں ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف خروج کرنے کی متعدد وجہیں ہیں فقیر اسلام کے محکم احکام کی روشنی میں اعلان کرتا ہے کہ وہ تمام وجوہ بشرط صحت جواز بغاوت کے ناکافی ہیں اور باغی گروہ اسی سنگین سزا کا مستحق ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل قانونی الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے یعنی جب مسلمان ایک آدمی کے ماتحت زندگی گزار رہے ہوں ایسے وقت میں سلطان المسلمین کے خلاف ہر ایک فتنہ انگیز واجب قتل ہے۔ صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۱۲۲ یہی سزا خلیفہ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ، خیر القرون میں باغیوں کو دی تھی۔

شمس الائمہ سرخسی کا فیصلہ

یہی سزا کتب فقہ بالخصوص فقہ حنفی کی مستند کتاب، مبسوط میں مندرجہ ذیل الفاظ میں درج ہے یعنی اگر مسلمان بادشاہ کے ماتحت امن سے زندگی گزار رہے ہوں اور وہاں فتنہ پردازوں کا گروہ بادشاہ کے خلاف علم بغاوت بلند کردے تو باقی مسلمانوں کا فرض ہے کہ بادشاہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر باغیوں کو تہ تیغ کر دیں۔ کیونکہ پروردگار نے باغیوں کے خلاف حکم دیا ہے اور اس کا حکم علی العموم فرضیت کے لئے ہوتا ہے۔

علماء کے دو گروہ

بچہ سقہ کے اعلان میں جسقدر وجوہ ذکر کئے گئے ہیں گو وہ تمام کے تمام مضحکہ خیز اور عقل کی جہالت کی نمایاں علامت ہیں۔ لیکن سب سے بڑھکر موجب تضحیک وہ وجہ موجہ ہے جس کے عقل نے سیاسی مصالح کی غرض سے اس کا بار بار ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ کہ امان اللہ خاں غازی علماء سے نفرت کرتا ہے۔

قرآن پاک کی آیات محکمہ اور رسول اللہ کے ارشادات وغیرہ سے معلوم ہوا ہے کہ جس طرح اور قوموں کے پیشواؤں کے دو گروہ ہیں۔ بعض اصلی اور بعض نقلی اسی طرح علماء کے بھی دو فرقے ہیں (۱) خیار العلماء (۲) شرار العلماء حضور علیہ التحیۃ والتسلیمات کا ارشاد مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۳۴ میں سنن دارمی سے منقول ہے کہ تمہارے علماء اگر اصلاح عالم کے موجب ہوں تو ان کا وجود از بس غنیمت ہے اور اگر وہی اصلاح عالم کے بجائے تخریب و افساد کے موجب ہوں تو بدترین خلق اللہ ہونگے۔ الا ان شر الشر شرار العلماء و ان خیر الخیر خیار العلماء۔

"علمائے سوء اور شریعت اسلام"

شارع علیہ التحیۃ والتسلیمات نے علمائے سوء کو قطعاً کسی احترام کے قابل نہیں ٹھیرایا ہے اور تفرقہ اندازوں کو اور ملت فروشوں کو مستحق نفرت قرار دیا ہے بلکہ ان تفرقہ اندازوں کو مذہب اسلام کا غدار ٹھیرایا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ شعار اسلام کا وجود صرف الفاظ میں رہجائیگا اور قرآن کے الفاظ نقوش درس میں رہجائینگے ان کی مسجدوں کی ظاہری شان و شوکت حد سے زیادہ بڑھ جائیگی۔ آسمان کے نیچے سطح زمین پر ان کے علماء بدترین مخلوقات ہونگے اور تمام تفرقہ اندازیوں اور ہر قسم کے فتنہ و فساد کی۔

علمائے سوء کی لعنتیں

اسی بدبخت گروہ کے متعلق نہایت واضح الفاظ میں اُمت کو ارشاد فرمایا کہ تمکو جہنم میں لیجائیں گے اور ان کی اطاعت تمکو سعادت دارین سے محروم کردے گی یہی لوگ تم میں تفرقہ اندازی کا بیج بوئیں گے تمہاری متفقہ طاقت کو تباہ کر دینگے۔ امن عامہ میں خلل انداز ہونگے مسلم بادشاہ کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے عوام کو اس ملعون کام کی ترغیب دیں گے کفار کی دانستہ یا نادانستہ حمایت کریں گے اسلامی شوکت کو تباہ کرنے میں دلیر ہوں گے اور سطوت کفر کے مقابلہ میں اپنی بے دست وپائی کے گیت گائیں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ بہترین نظام قائم ہونے کے بعد عالم اسلام میں فساد بھی ہونگے جواب دیا ضرور ہونگے شریر آدمی فتنہ و فساد کی دعوت شروع کریں گے۔ انکی دعوت قبول کرنیوالے دوزخ میں جائیں گے حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضور اگر آپ انکے کچھ اوصاف بیان فرمائیں تو ہمارے لیے نہایت مفید ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بظاہر میری اُمت سے ہونگے اور میرے ہی اقوال پیش کرینگے میں نے عرض کیا کہ حضور ایسے وقت میں ہمکو کیا کرنا چاہئے۔ ارشاد فرمایا کہ مسلمان بادشاہ اور اس کی جماعت میں شامل رہنا چاہیئے۔

"اطاعت امیر"

حافظ بدر الدین عینی حنفی عمدۃ القاری شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں۔ اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنا حرام ہے گو تعمیل احکام خداوندی میں وہ پورا سرگرم نہ ہو اور یہی حدیث مجتہدین کے اس فیصلہ کی دلیل ہے کہ مسلمان بادشاہ کی اطاعت ہر حال میں لازم ہے کیونکہ اسی چیز پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا ہے

بغاوت اور فریب عبادات

چونکہ ایسے بدبخت دشمنان اسلام، ملت بیضا اور قومیت اسلامی کے مضبوط درخت کی جڑوں پر کلہاڑا اُسوقت تک نہیں چلا سکتے جبتک عوام کو عبادات ظاہرہ کے ذریعہ اپنا گرویدہ نہ بنالیں اس لئے عبادات میں وہ اسقدر سرگرم دکھائی دیتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ یہ شبہہ ہونے لگتا ہے کہ فتنہ باغیہ عبادات میں قرون مشہود لہا بالخیر سے بہت سبقت لے گیا ہے۔ وہ دن بھر روزہ رکھتے ہیں۔ اور راتیں نمازیں گذار دیتے ہیں بکثرت قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوتے نظر آتے ہیں اور بحالت قیام زبان پر تسبیح جاری رہتی ہے۔ زہد و تقویٰ کا لباس زیب تن رہتا ہے اسی حالت کا نقشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ تمکو صحابہ کی نمازیں اور روزے انکی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں بالکل بے حقیقت معلوم ہوں گے۔ (بخاری جلد صفحہ ۱۰۲۴)

عوام کو فریب

جب عوام کی بہت بڑی تعداد ان کی عبادت ظاہری سے متاثر ہوجاتی ہے اور جگہ جگہ ان کے تقدس ظاہری کا چرچا شروع ہوجاتا ہے جاہل خوش اعتقادوں کی ایک جماعت انکی غلام بیدام بنکر انکی بزرگی کا پروپگنڈا شروع کر دیتی ہے اور دربار میں آنیوالے خالی الذہن بھی ان کی اسلام دوستی اور تقدس لکلامی سے مسحور ہونے لگ جاتے ہیں جب یہ دشمنان اسلام متعدد وجوہ سے یقین کر لیتے ہیں کہ اب ہمارے اثر و رسوخ کی جڑیں جاہلوں کے دلوں میں خوب مضبوط ہو چکی ہیں اور ہمارے متبعین ہماخواہ ہوں کوئی طاقت ہم سے بدظن نہیں کر سکتی تو ابن صباح کی طرح خبث باطنی کے اظہار کے لئے مختلف طریقے نکال لیتے ہیں کوئی عوام کالانعام کو یہ دہوکہ دیکر ان کا مال لوٹنا شروع کر دیتا ہے کہ ہمکو راضی کر لوگے تو اللہ پاک راضی ہو جائیگا اور بغیر ہمارے توسل اور ہماری ہدایت کے کوئی شخص ترقی حاصل نہیں کر سکتا ہماری خدمت اور ہماری اطاعت نجات اخروی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے ارشادات ہی خدا کے ارشادات ہیں۔ ہم اسرار الٰہی سے واقف ہیں۔ ہم ہی لوگوں کی نجات کا ذریعہ ہیں۔ اور ہم جن چیزوں کو حلال یا حرام کہدیں وہی حلال یا حرام ہیں انہی لوگوں کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد سنن ترمذی میں ہے۔

کچھ مدت کے بعد ایسے غدار فریبی آدمی پیدا ہونگے جو عبادات کو حصول جاہ کا ذریعہ بنائیں گے۔ تقدس کے لباس اوڑھے ہوئے ہونگے ان کی گفتگو جاذب قلوب ہوگی۔ ان کے دل عداوت اسلام سے ایسے بھرے ہونگے جس طرح بھیڑیوں کے دل میں بھیڑوں کی عداوت ہے صحیح مسلم میں ان بدباطن لوگوں کے متعلق آیا ہے عنقریب ایسے لوگ پیدا ہونگے جو ابلیس کی طرح صداقت و حق پرستی کے دشمن ہونگے اور یہی لوگ اسلامی سلطنتوں کے خلاف ایسے فتنہ برپا کریں گے کہ بڑے بڑے مدبر متفکر ان میں حیران رہجائیں گے وہ بدباطن اپنے عجیب عجیب فتنوں سے عقل والوں کو حیران کر دیں گے۔

بادشاہ کی حمایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے بالعموم اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بالخصوص دریافت کیا کہ حضور اسوقت ہمکو کیا کرنا ضروری ہے آپ ایسے وقت میں ہمکو مسلمان بادشاہ کی حمایت کرنے کا یا اس کے عیوب شمار کرنے کا حکم دیتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا۔

تو بادشاہ مسلم کی اطاعت کر گو اس کے ظلم سے خود بھی محفوظ نہ رہے اور ان بدباطن باغیوں کی جماعت سے الگ رہ ان میں سے کسی ایک جماعت میں مسلمان کیلئے داخل ہونا حرام ہے یعنی تمام باغی فرقوں سے الگ رہ۔

خدائے قدوس نے سورہ براۃ کی آیت میں جن مذہبی پیشواؤں کی مذمت کی ہے وہ وہی ہیں جن کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علماءھم شر من تحت ادیم السماء اسی بدباطن فتنہ پرداز گروہ سے اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ خاں کو نفرت تھی ورنہ افغانستان میں وہ خیار العلماء بھی ابھی موجود ہیں جن میں سے ۱۹ اعلیٰ علمائے اعظام کے اس فتوے کا ترجمہ جو باغیوں کی بغاوت کے خلاف اور اعلیٰحضرت امیر موصوف کی اطاعت کے حق میں تھا۔ ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء کے اخبار انقلاب کے صفحہ میں شائع ہو چکا ہے جن مفسد علماء سے اعلیٰحضرت کو نفرت ہے ان سے ہر مسلمان کو نفرت کرنا لازم ہے فقط والسلام

علیٰ من اتبع الہدےٰ

امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی

مبارک زندگی کے مبارک حالات

(از مولنا خواجہ معنی اجمیری)

(۲)

عقد ہجرت کے دوسرے سال جب حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی عمر کے سولھویں سال میں قدم رکھا اور کچھ ماہ گزر گئے تو سردار دو عالم کو آپ کے عقد کا خیال آیا۔ اکثر اکابر قریش نے سیدۃ النساء کی نسبت درخواست کی اور اس دینی و دنیوی سعادت و عزت کی طلب و تحصیل میں اپنی امکانی سعی و کوشش سے دریغ نہیں کیا۔ مگر بارگاہِ رسالت میں کسی درخواست کو مرتبۂ قبولیت حاصل نہیں ہوا۔ سردار دو عالم نے فرمایا کہ میں نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا عقد اور اُنکے شوہر کا انتخاب مشیت الٰہی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور حکم الٰہی کا منتظر ہوں۔ بالآخر ماہِ صفر یا ماہِ رجب میں یہ شرف و اعزاز امیر المومنین حضرت علی کے حصہ میں آیا۔ وللہ درّ ما قال

طفلے کہ بخانۂ خدا شد — بابنتِ رسول کتخدا شد

غزوات حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ تبوک کے سوائے تمام لڑائیوں میں علی (رضی اللہ عنہ) نے شرکت فرمائی ہے۔ اور ہر موقعۂ جنگ پر آپ علمبردار ہوئے ہیں۔ جنگ تبوک کا واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۹ھ میں مدینہ طیبہ پر بادشاہِ روم کے حملہ آور ہونیکی افواہ گرم ہوئی تو سردار دو عالم حضرت علی کو مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم دیکر اپنے جان نثاروں کی ایک جمعیت کیساتھ اُسطرف روانہ ہوئے۔ خلافِ معمول اس مرتبہ حضرت علی کی عدم شرکت کے متعلق منافقین میں عام چرچے ہونے لگے۔ جب شدہ شدہ خود امیر المومنین کو ان چہ میگوئیوں کا حال معلوم ہوا تو آپ بھی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوکر لشکر اسلام سے جاملے۔ جب سرورِ کائنات کے سامنے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ اے علی کیا تم اسپر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے بمنزلہ ہارون ہو۔ یعنی میں نے تمکو اپنا نائب بنایا۔ چنانچہ آپ واپس آ گئے۔

جنگ بدر سنہ ۲ھ میں بمقام بدر جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین واقع ہے۔ قریش مکہ اور اہل اسلام کے درمیان واقع ہوئی اسلامی عسکر کے سردار بنفسِ نفیس خود سردار دو عالم تھے اور علم امیر المومنین کے ہاتھ میں تھا۔ اس لڑائی میں تنہا آنجناب کی شمشیر آبدار نے جن اعدائے ملتِ اسلامیہ کو موت کے گھاٹ اُتارا بعض کہتے ہیں کہ اُنکی تعداد اکیس تھی، بعض کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں دشمنانِ حق کی جماعت کے ستر آدمی مارے گئے جن میں سے پینتیس ۳۵ کو آنجناب نے بذاتِ واحد قتل کیا۔ نو کی تعداد میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہے۔

جنگ اُحد یہ لڑائی ہجرت کے تیسرے سال کوہ احد کے دامن میں کفار مکہ سے واقع ہوئی۔ رؤسائے قریش کو جنگ بدر کی ہزیمت کا بہت قلق ہوا۔ اور وہ دم بھر چین سے نہیں بیٹھے چنانچہ رقم کثیر صرف کرکے کنانہ کے حبشیوں کی ایک جماعت کو لیکر مدینہ پر چڑھ آئے معرکہ کارزار گرم ہوا۔ سرورِ کائنات کے چچا حضرتِ حمزہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ دُر دندانِ نبوی شہید ہوا۔ مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ لشکرِ اسلام میں سراسیمگی پھیل گئی۔ امیر المومنین حضرت علی کے جسم مبارک پر سترہ زخم کاری آئے۔ مگر کمالِ شجاعت و مردانگی سے آپنے کام لیا۔ محمد ابن اسحٰق اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں حضرت علی کے حزم و استقلال ہی سے اسلام کا بچاؤ ہوا۔

غزوہ خندق جنگ بدر اور جنگ احد کی شکست و ہزیمت کے سبب سے مشرکین عرب کے دلوں میں ایک انتقامی جوش پیدا ہوگیا تھا۔ راحت و آسائش اُنپر حرام ہوگئی تھی۔ پورے دو سال بھی دم نہ لیا اور سنہ ۵ھ میں دس ہزار کی جمعیت کیساتھ مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی جب سردار دو عالم کو اس لشکر کی آمد کا حال معلوم ہوا تو آپ نے تمام شہر کے گرداگرد خندق کھدوا کر مسلمانوں کی حفاظت کرلی دشمنانِ اسلام کا لشکر جب یہاں پہنچا تو خندق دیکھکر حیران رہ گئے۔ چاروں طرف ڈیرہ ڈالدیئے۔ آخر ایک نامی شہسوار عمرو بن عبد ود جو تنہا ایک ہزار سوار کے مقابلہ کی طاقت و قوت رکھتا تھا۔ نیزہ ہلاتا ہوا میدان میں آیا اور ہل من مبارز (ہے کوئی مقابل) کی آواز لگانے لگا امیر المومنین نے مقابلہ کی اجازت طلب کی۔ سردار دو عالم نے اپنا عمامہ مبارک آنجناب کے سر پر رکھدیا اور فتح و نصرت کی دعا دیتے آپ کو رخصت فرمایا۔ شیر خدا میدان میں تشریف لائے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں عمرو کا سر کاٹکر مخالفین کی جانب پھینکدیا۔ یہ دیکھکر عمرو کا بیٹا آگے آیا مگر ابھی وار بھی نکر سکا تھا کہ حیدر کرار کی ایک ضرب نے اُسکا کام تمام کردیا۔ عمرو کے قتل ہوتے ہی مشرکین کے حواس جاتے رہے حوصلے پست ہوگئے۔ اور دُنیا اُنکی نگاہوں میں تاریک ہوگئی۔ یہودیوں کی امداد بھی کوئی کام نہیں آئی۔ مفت روپیہ ضائع ہوا، سارے دم خم بھول گئے۔ اور ابھی اس آفتِ ارضی سے نجات نہیں پائی تھی کہ ایک اور آفت سماوی نازل ہوئی، بارش اور آندھی نے خیمہ و خرگاہ کو تباہ کردیا۔ اور معاندینِ اسلام ناکامی و نامرادی کا ماتم کرتے ہوئے اپنا سا منھ لیکر اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

صلح حدیبیہ سنہ ۶ھ میں سردار دو عالم نے حج و عمرہ ادا کرنیکا قصد فرمایا تو شمع رسالت کے جان نثار سارے پروانے جلو میں تھے۔ جب سرورِ کائنات نے مکہ معظمہ کے قریب مقام حدیبیہ پر نزول اجلال فرمایا تو معلوم ہوا کہ مشرکین عرب لڑائی کی تیاری میں مصروف ہیں۔ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مسلمانوں کو جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے سفیر بناکر بھیجا۔ اور کہلایا کہ ہم لوگ لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے ہیں حج کرکے واپس چلے جائینگے۔ مشرکین نے سفیروں کو قید کرلیا، لڑائی کا الٹیمیٹم دیدیا، آنحضرت نے اتمام حجت کیلئے پھر کچھ مسلمانوں کو بھیجا وہ بھی قید کرلئے گئے۔ اور مشرکین مکہ معظمہ سے نکلکر مقابلہ پر آگئے۔ اور شہادت حضرت عثمان کی افواہ گرم ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے بیعت جہاد لی اور مشرکین کو کہلا بھیجا کہ اگر تم لڑنا ہی چاہتے ہو تو ہم بھی طیار ہیں۔ جب کفار مکہ کو اسکی اطلاع پہنچی تو ہوش اُڑ گئے۔ اور سارے منصوبے خاک میں مل گئے اُنکا خیال تو یہ تھا کہ مسلمان غیر مسلح ہونگے مگر معاملہ برعکس نظر آیا مجبوراً قیدیوں کو رہا کردیا اور صلح کا پیغام بھیجا۔ بالآخر شرائط صلح طے پاگئیں اور صلحنامہ لکھنے کی خدمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوئی جناب امیر علیہ السلام نے عہدنامہ میں سب سے پہلے بسم اللہ لکھی کفار قریش نے غل مچایا کہ ہم رحمان و رحیم کو نہیں جانتے لہذا اسکے بجائے باسمک اللھم لکھا جائے۔ سردار دو عالم نے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ کو محو کردیا۔ اسکے بعد جب یہ الفاظ لکھے گئے۔

"اس امر پر قریش مکہ اور محمد رسول اللہ کے درمیان صلح ہوئی"

تو منکر رسالت سہیل بن عمرو نے کہا کہ ہم اگر اللہ کا رسول کب تسلیم کرتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو لڑنے اور صلح کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی۔ ارشاد نبوی ہوا اے علی رسول اللہ کے لفظ کو صفحہ قرطاس سے محو کردو آنجناب نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان میں ایسی جسارت کبھی نہیں کرونگا پھر سردار دو عالم نے خود اپنے دست مبارک سے لفظ رسول اللہ کو محو کردیا اور فرمایا کہ اے علی تمہارے ساتھ بھی ایک معاملہ ایسا ہی پیش آئیگا کہ تمہارے مخالف بعض الفاظ کو عہدنامہ سے محو کرانا چاہیں گے اور تمہاری جان نثار اُن الفاظ کو قلمزن نہیں کرینگے اور میری طرح تم خود اُن الفاظ کو محو کردوگے۔

فتح خیبر جب یہودیوں نے اپنے عہد و پیمان کے خلاف اہل اسلام کی مخالفت میں در پردہ ریشہ دوانیاں شروع کردیں تو مدینہ منورہ سے شمالی جانب مقام خیبر پہ معرکہ کارزار گرم ہوا۔ خیبر ایک نہایت محفوظ و مصئون اور ناقابلِ تسخیر مقام تھا۔ چار طرف مضبوط و محکم قلعے تھے۔ اور بیچ میں ایک بڑا قلعہ تھا۔ توفیق و مساعدت الٰہی چونکہ بندگانِ حق کیساتھ تھی سب قلعے فتح ہوگئے۔ اور اب صرف بیچ کا ایک قلعہ باقی رہگیا تھا یہودیوں کے ہاتھ سے سب قلعے جاتے رہے اس لئے اُنکی اجتماعی قوت کا پورا زور اسی ایک قلعہ کی حفاظت و صیانت میں صرف ہو رہا تھا۔

اثنائے محاصرہ میں ایک روز سردار دو عالم نے ارشاد فرمایا کہ کل ہم علم ایک ایسے شخص کو دینگے جو فتحیاب ہوئے بغیر واپس نہیں لوٹیگا۔ سب منتظر تھے کہ دیکھیں یہ سعادت و عزت کس کو حاصل ہوتی ہے۔ صبح ہوئی تو سردار دو عالم نے دریافت فرمایا۔ علی کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ انکو آشوب چشم کی شکایت ہے۔ حکم ہوا بلالاؤ۔ جناب امیر تشریف لائے اور سرکار رسالت کے لعاب دہن مبارک کی برکت سے فی الفور آشوب چشم بالکل جاتا رہا پھر بارگاہ رسالت سے علم عطا ہوا شیر خدا علم لیکر میدان کیطرف بڑھے۔ مرحب مقابلہ پر آیا۔ اور اُسنے اپنی ہرزہ درائیوں سے

شیرِ خدا کو مرعوب کرنا چاہا۔ مگر آنجناب نے ایک ہی وار میں اُسے ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیا اور بالآخر فتح خیبر کا سہرا سرورِ دو عالم کی پیشین گوئی کے مطابق آنجناب ہی کے سر رہا۔

غرض ہر لڑائی، ہر میدان، ہر جنگ میں شجاعت بہادری، جرأت، جوانمردی کے وہ وہ جوہر شیرِ خدا کی شمشیرِ خاراشگاف سے ظاہر ہوئے کہ دنیا جب آج صفحاتِ تاریخ پر اس داستانِ کارزار کو دیکھتی ہے تو حیرت و تعجب کے دریائے ناپیداکنار میں غرق ہو جاتی ہے۔

وصالِ نبوی

۱۱ھ ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں رحمتِ عالم خاتم الانبیا نے اس دنیا سے رحلت فرمائی اور آنحضرت خدا کے پاس تشریف لیگئے تو سرورِ دو عالم کی وصیت کے مطابق آنجناب نے آنحضرت کو غسل دیا۔ اور حدقہ ہائے چشمانِ مبارک میں غسل دیتے وقت جو پانی جمع ہو گیا تھا اُسے آنجناب نے پی لیا۔ خود امیر المومنین فرماتے ہیں کہ اس دن سے میری قوت حافظہ بہت زیادہ ہو گئی۔ پھر نماز جنازہ بھی آنجناب ہی نے پڑھائی، اور آنحضرت کے جسدِ اطہر کو قبر مبارک میں بھی آپ ہی نے اُتارا۔

خلیفہ اول کا انتخاب

وصالِ نبوی کے بعد فوراً ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں انتخاب خلیفہ کی مجلس منعقد ہوئی۔ انصار و مہاجرین میں سے ہر جماعت کی یہ خواہش کہ ہم میں سے کوئی منتخب ہو۔ بحث اتنی بڑھ گئی تھی۔ کہ تلواریں نیاموں سے نکلنے والی تھیں۔ بالآخر سب سے پہلے فاروق اعظم نے حضرت صدیق اکبر کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے اُٹھتے ہوئے فتنہ کو دبا دیا۔ اور بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔ اور آپ کے بعد تمام اصحاب نے خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

جناب امیر کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپ کو یک گونہ ملال و تعجب ہوا اور آپ نے شکایت کی کہ مجھے اطلاع دیئے بغیر اور میرے بلا مشورہ اسقدر جلد انتخاب کیسے کر لیا گیا۔

سیدۃ النساء کے اصرار اور حضرت زبیر بن العوام کی کوشش سے مسئلہ خلافت پر ازسرِ نو بحث کرنیکے واسطے بنی ہاشم کے کچھ اصحاب ایک مقام پر جمع ہوئے۔ مگر انتخاب خلافت کے ایسی مجالس سے مسلمانوں کے درمیان مخالفت کی آگ بھڑک جانیکا قوی اندیشہ تھا۔ چنانچہ حضرت عمر کی کوشش سے یہ مجمع منتشر ہو گیا۔ بہر حال یہ ثابت ہے کہ سیدۃ النساء کی وفات و رحلت سے قبل آپ نے حضرت صدیق اکبر کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ اور اس عرصہ میں آپکا تمام وقت ترتیب قرآن پاک میں صرف ہوا۔

خلیفہ ثانی کا انتخاب

صدیق اکبر نے جب وصال فرمایا تو آپنے حضرت عمر کو اپنا جانشین منتخب فرما کر مسئلہ خلافت طے کر دیا تھا۔ اس لئے فاروق اعظم کی خلافت پر کسی قسم کی کوئی بات نہیں پیدا ہوئی اور بالاتفاق تمام صحابہ نے آپکے دستِ حق پرست پر بیعت کر لی۔

خلیفہ ثالث کا انتخاب

فاروق اعظم نے وصال فرمایا تو کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں فرمایا تھا۔ البتہ وفات سے کچھ روز پہلے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ بن عبد الرحمان، حضرت سعد بن وقاص، حضرت زبیر بن العوام کے متعلق حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے فرمایا تھا کہ انہیں سے کسی کو خلیفہ مقرر کر لینا۔ اور خود حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے بھی فرمایا تھا کہ اس منصب کو قبول کر لو مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا تھا کہ میں اس بارِ عظیم کو کسی طرح نہیں اُٹھا سکتا۔ آخر حضرت عمر نے وصال فرمایا اور انتخابِ خلیفہ کا سوال پیش آیا۔ حضرت علی کیجانب عام رجحان تھا مگر عمرو بن عاص کی حکمت عملی سے آخر حضرت عثمان کی خلافت مسلم ہو گئی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر لی۔

حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں بنو امیہ کے اقتدار کو خاصہ عروج حاصل ہوا حکومت اسلامیہ کا پورا نظم و نسق ایک حد تک مروان کے قبضۂ اقتدار میں تھا اور بارگاہِ خلافت میں مروان ہی کو کامل اثر و رسوخ حاصل تھا۔ بالآخر محض اسی مروان کی اندرونی ریشہ دوانیوں کے سبب سے اہل مدینہ کی ایک جماعت حضرت عثمان کے خلاف ہو کر قتل کے درپئے ہو گئی۔ امیر معاویہ شام کے حاکم تھے جب انکو معلوم ہوا کہ خلیفۂ وقت کے خلاف بغاوت کا زور بڑھ رہا ہے اور خلیفہ کی جان کا اندیشہ ہے تو وہ مدینہ طیبہ آئے اور حضرت عثمان سے کہا۔

(۱) یا تو آپ میرے ساتھ چلکر شام میں قیام فرمائیں۔

(۲) یا مجھے اجازت دیجئے کہ آپکی حفاظت کیلئے فوج بھیجدوں۔

(۳) اگر یہ دونوں باتیں منظور نہوں تو خلافت سے دستبردار ہو جائیں

حضرت عثمان نے جواب دیا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے آقائے ولی نعمت سرورِ دو عالم کا در چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جا کر رہوں۔

اور نہ اسکی اجازت دیسکتا ہوں کہ میری حفاظت کیلئے سپاہ شام یہاں رہے کیونکہ اس سے مدینۂ نبوی میں رہنے والے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔ اسواسطے کہ سامان خورد و نوش گراں ہو جائیگا۔

اسیطرح منصب خلافت سے دستبردار ہونا بھی میرے لئے قطعاً ناممکن ہے۔ اس لئے کہ جو جامہ مجھے سرورِ دو عالم کے دربار سے عطا ہوا ہے میں اُسے اپنے بدن سے جُدا نہیں کر سکتا۔ امیر معاویہ نے یہ سنکر کہا کہ اگر یہی ہے، تو آپ اپنی شہادت کا انتظار کریں۔

اسی عرصہ میں جناب امیر نے بھی حضرت عثمان کو بہت کچھ سمجھایا مگر مروان کی پُر فریب عیاریوں کی حقیقت آشکار ہو چکی تھی اور معاملہ ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اسلئے کوئی تدبیر بن نہ پڑی بالآخر ۳۵ھ ذی الحجہ کے مہینہ میں حضرت عثمان کو باغیوں نے شہید کر ڈالا۔

خلیفہ رابع کا انتخاب

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد اہل مدینہ جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منصب خلافت قبول کرنیکے لئے عرض کیا تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔ مگر واقعات و حالات کا تقاضہ یہ تھا کہ آپ مسندِ خلافت پر رونق افروز ہو کر مسلمانوں کی قیادت و سیادت منظور فرمالیں آخر مجبور ہو کر آپ نے منصبِ خلافت قبول فرما لیا اور تمام اہل مدینہ نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر لی۔

جنگ جمل

آنجناب کے خلیفہ ہونے کے بعد باوجودیکہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر آپکے دستِ حق پرست پر بیعت کر چکے تھے مگر کچھ دن ہی بعد ان ہر دو اصحاب کو کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں۔ اور یہ سیدھے مکہ معظمہ پہنچے اور حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی کے خلاف آمادہ کر کے فراہمی لشکر کیلئے بصرہ گئے جب حضرت علی کو اسکی اطلاع ملی تو آپ نے بھی بصرہ کا رخ فرمایا اور بصرہ کے میدان میں طلحہ و زبیر کے بالمقابل اپنے خیمے نصب کرائے۔ جب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کو آپکی آمد کا حال معلوم ہوا تو رات کو مجلس مشاورت منعقد کی۔ حضرت علی بھی شریک ہوئے بحث و گفتگو کے بعد یہ طے پاکر کہ کل صلح ہو جائیگی مجلس برخاست ہوئی۔ جب یہ حال حضرت علی کے اُن ہمراہیوں کو معلوم ہوا جو حضرت عثمان سے بغاوت کر چکے تھے تو بہت پریشان ہوئے۔ جانتے تھے کہ ہماری خیر لڑائی میں ہے صلح ہو جانیکے بعد جو خلیفہ بھی ہوگا خواہ وہ حضرت علی ہی کیوں نہوں ہمیں سزا دیئے بغیر نہیں رہینگے۔ چنانچہ پچھلی رات کو اسی جماعت کے کچھ لوگوں نے حضرت طلحہ و زبیر کے خیموں کے پیچھے جا کر اور کچھ لوگوں نے ادھر کے خیموں میں کھڑے ہو کر بالمقابل تیر اندازی شروع کی جب دونوں جانب کے خیموں پر تیر گرے تو ہر ایک جماعت نے یہ خیال کیا کہ مخالف جماعت لڑائی کئے بغیر نہیں ماننے گی۔

صبح ہوئی تو حضرت زبیر میدان میں آئے اور آواز دی اے علی مقابلہ پر آؤ تاکہ تم اور ہم سلجھ لیں اور بندگانِ حق کا خون مفت ضائع نہو یہ سنکر امیر المومنین میدان میں آئے اور آواز دی اے زبیر کیا تمہیں یہ ارشاد نبوی یاد نہیں رہا۔

"ایکدن اے زبیر تم علی سے لڑوگے درانحالیکہ علی حق پر ہونگے"

حضرت زبیر یہ سنکر واپس ہو گئے آخر لڑائی شروع ہوئی تو ام المومنین کے اصرار سے زبیر پھر میدان میں آئے۔ اور جب دیکھا کہ عمار بن یاسر حضرت علی کے موافق لڑ رہے ہیں تو آپ کو فوراً یہ ارشاد نبوی یاد آگیا۔

عمار بن یاسر کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

چنانچہ حضرت زبیر کو حضرت علی کے حق پر ہونیکا یقین ہو گیا اور وہ میدان سے بھاگ نکلے۔ اور کسی جنگل میں حضرت علی کے کسی طرفدار نے دھوکہ دیکر آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت طلحہ کے پاؤں میں ایک زخم کاری ایسا لگا کہ خون کسی طرح بند نہوا۔ لوگ آپکو بصرہ لیگئے اور وہاں آپکا وصال ہوا۔

اسکے بعد ام المومنین محمل میں سوار ہو کر خود میدان میں تشریف لائیں اور لوگوں کو لڑنے کی ہدایت کرنے لگیں لیکن آخر میدان حضرت علی کے ہاتھ رہا۔ اور فتح پانیکے بعد حضرت علی نے چالیس عورتوں کو مردانہ لباس پہنا کر حضرت ام المومنین کو محمل میں سوار کرا کے مدینہ طیبہ کیجانب رخصت کر دیا۔

جنگ صفین

امیر معاویہ اور عمرو بن عاص نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے بہانہ سے شام میں ایک لشکر فراہم کر لیا تھا۔ اور ابتک حضرت امیر المومنین کی خلافت کو بھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ اس لئے جنگ جمل سے فارغ ہو کر آنجناب نے کوفہ کیجانب رخ فرمایا چنانچہ ایک عرصہ تک روزانہ کشت و خون کا بازار گرم ہوتا رہا۔ مگر فیصلہ کن جنگ ایک بھی نہیں ہوئی آخر ایک روز آنجناب نے حکم دیا کہ آج سختی کیساتھ مقابلہ کیا جائے اور لڑائی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ لڑائی ہوئی اور سختی کیساتھ لڑائی ہوئی لشکر بحر مواج کی طرح موجیں مار رہا تھا۔ ہر طرف چمکتی ہوئی تلواروں سے خون ٹپک رہا تھا جناب امیر نے اس لڑائی میں پانسو آدمی بذات واحد اپنی تیغ آبدار سے قتل فرمائے۔ اسی اثنا میں

المکاتبات والمراسلات

ایک مراسلہ

کچھ دن ہوئے جب غلام رسول صاحب ناظم اسلامیہ مدرسہ و یتیم خانہ علاقہ نوگل پرستان نے چار صفحوں کا ایک مراسلہ اخبار آستانہ میں چھاپنے کی غرض سے بھیجا تھا جو عدم گنجایش کی وجہ سے ابتک شائع نہیں کیا جا سکا۔ اور اسوقت بھی طوالت مضمون کی وجہ سے اُسکا جستہ جستہ انتخاب درج ذیل کیا جاتا ہے۔ مدیر

دردمندان قوم دیکھنے والے جہاں کی عیش سامانی بھی دیکھ
پھر مسلمانوں کی اس عالم میں حیرانی بھی دیکھ

برادران اسلام! کارگاہ عالم میں جن اقوام نے ترقی کے راز کو سمجھا نہ صرف سمجھا بلکہ حصول مقصد کے ذرائع پا لینے کے بعد عملاً مصروف سعیٔ امکانی ہوگئیں انہوں نے منزل پر پہنچکر دم لیا۔ تو گویا کہ کامیابی کا بھید ثبات و استقلال کیساتھ شب و روز کوشش میں لگا رہنے میں ہے ....

..... اگر پہلی سی یک جہتی آج بھی جلوہ نما ہوسکے تو متحدہ کوشش وہی نتیجہ دکھائے جسکی نظیریں تواریخ پیش کر رہی ہیں ایثار کا فقدان تو اسقدر ہے کہ ایک مسلمان اپنے دوسرے بھائی کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہے مگر کیا مجال کہ اُسکے دل میں ذرہ بھر بھی ہمدردی و ایثار کی لہر پیدا ہو۔ اسی ایثار کی سرد بازاری نے اب مسلمانوں کی مجموعی حالت بد سے بدتر کر دی ہے۔ خاکم بدہن اب تو یہ حالت ہوگئی ہے۔ کہ

مسلماں کیا ہیں مرجھائے ہوئے پھولوں کا گلدستہ
کہ جن پھولوں کے پتے اب پریشاں ہوتے جاتے ہیں

کیا سلف صالحین بڑے دولتمند تھے اور اب مسلمان نہتائی قلاش ہیں نہیں ہرگز نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ انہیں ایثار نفس کا مادہ کارفرما تھا اور اب معدوم ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو مسلمان تباہ ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھیں اور انہیں کوئی ہمدردانہ حرکت نہ پیدا ہو برب العزت میں سچ کہتا ہوں کہ جب میں ان پہاڑی مسلمانوں کو دینی اور دنیوی حالت کو دیکھتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔

کوہستانی مسلمان - برفانی پہاڑ ہیں۔ بربادی آبادہے افلاس کا اندھیرا ہے مشعل علم ناپید ہے، کوئی دستگیر نظر نہیں آتا۔ نہ کھانے کو دو نہ پہننے کو کپڑا۔ یتیم مارے مارے پھرتے ہیں بیوگان تباہ حال ہیں، جہالت روز روں پر ہے۔ غرضیکہ ایک کام کرنیوالا اکبر اچھا تھی کہ کرے تو کیا کرے

حوادث نے لگا رکھی ہے آگ اسلامی دنیا میں
کباب سیخ ہر پہلو سے بریاں ہوتے جاتے ہیں

ابتدائے کار - آج سے تین سال پہلے جب کوہستانی مسلمانوں کی تمدنی مجلسی، مذہبی زندگی کو جب در گور دیکھا تو نہ رہا گیا اور اللہ کا نام لیکر مختصر پیمانہ پر اسکول اور یتیم خانہ قایم کر دیا۔ مگر اس کام کیلئے روپیہ کی جب ضرورت لاحق ہوئی تو مقامی امداد کے بجز کوئی صورت نظر نہ آئی اور ایسا ہو نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ سوتے ہوئے انسانوں کے جگانے کیلئے بیدار انسانوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے اسلئے کہ

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

اسلئے میں نے بذریعہ پوسٹر و اشتہارات وغیرہ مقامی حالات کو شائع کیا اور خواہان امداد ہوا۔ غیر مقامی امداد رفتہ رفتہ پہنچی۔ بہرحال کام آہستہ آہستہ چل نکلا۔ آج تین برس کے بعد تین پرائمری اسکول ایک یتیم خانہ مناسب مقامات پر اپنی خدمت میں معروف ہیں۔

..... مگر مجھ اکیلے کی کوشش تک دو کچھ مفید نتیجہ برآمد نہ کر سکے گی تاوقتیکہ ارباب ہمم میرے بھائی مسلمان میرا ہاتھ نہ بٹائیں۔

بصورت موجودہ برف باری کے علاقہ ہزا میں جہاں کہ ۹، ۱۰ فٹ کے ۲ قریب گر رہی ہوئی برف اپنے زمہریری دوزخ کا زور و شور دکھا رہی ہے یتامیٰ کی خوراک سے بجز ہر گرم پوشاک و گرم بستر کی زیادہ ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ ارباب ہمم میرا ہاتھ ضرور بٹائیں گے اور کوہستانی مسلمانوں

الغصہ امیر معاویہ کیجانب سے عمرو بن عاص اور آنجناب کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے اور انکے متفقہ فیصلہ کو قبول کرنیکا دونوں طرف سے عہد ہوگیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر سنہ ۳۷ھ میں ظہور پذیر ہوا۔ رمضان کے مہینے میں مجلس مصالحت منعقد ہوئی تو عمرو بن عاص نے دھوکہ دیکر ابوموسیٰ اشعری سے حضرت علی کو معزول کرا دیا اور خود نے امیر معاویہ کو بحال رکھا۔

جنگ نہروان جو لوگ مجلس صلح کے اس فیصلہ سے پہلے حکم کے انتخاب اور گفتگوئے صلح کے سخت خلاف تھے۔ وہ آنجناب کی جماعت سے خارج ہوکر چلے گئے تھے۔ اور آنکی جانب سے ہرزہ درائیاں شروع ہوگئی تھیں۔ چنانچہ جب آنجناب جنگ صفین سے لوٹے تو انکی طرف بھی تشریف لیگئے۔ بہت ہدایت فرمائی مگر ان لوگوں نے ایک نہ مانی۔ جب مجلس مصالحت میں یہ دھوکہ ہوا تو بھی آپنے اُنکو بلایا مگر وہ اپنی بیہودہ گوئیوں سے باز نہ آئے بالآخر آپنے اُنپر جہاد کیا اُنکی آن میں سب کا صفایا بول گیا صرف سات آدمی جان بچاکر بھاگ سکے باقی سب مقتول ہوئے۔ آنجناب کی فوج میں سے سات آدمی شہید ہوئے۔

وفات بقیۃ السیف خوارج میں سے تین آدمیوں نے عہد کیا کہ علی، معاویہ، عمرو بن عاص، کا ہم میں سے ایک ایک کے ذمہ ہے۔ چنانچہ سنہ ۴۰ھ سترہویں رمضان کو سحری کے بعد جیسے ہی جناب امیر نے مسجد میں قدم رکھا کمبخت ملعون ابن ملجم نے سر اقدس پر تلوار ماری زخم کاری آیا تھا اسلئے ۱۸ر یا ۲۱ر رمضان کو آپ نے رحلت فرمائی امام عالی مقام حسن علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مقام دفن میں اختلاف ہے۔ نجف اشرف کو شہرت حاصل ہے۔ اور امام عالیمقام حسن علیہ السلام ہی نے ابن ملجم کو قصاص میں ہلاک فرمایا

کارروائی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اجمیر

(گذشتہ سے پیوستہ)

رزولیوشن نمبر ۳۴ - چونکہ معینیہ اسلامیہ ہائی سکول ہی ایک ایسا انسٹی ٹیوشن ہے جو اپنے قانون اور خصوصیات کے لحاظ سے اسلامی ہے اور نیز اس لحاظ سے کہ اس نے گذشتہ دس سال میں بہت تیزی سے نمایاں ترقی کی ہے اور آیندہ ترقی کی ضرورت ہے لہذا یہ کانفرنس حسب ذیل تجاویز اختیار کرنے کی سفارش کرتی ہے تاکہ مسلمانوں کی بڑھنے والی ضرورتیں پوری ہوسکیں۔

(الف) اس مدرسہ کو انٹرمیڈیٹ کالج کے درجہ تک ترقی دیجائے اور اس میں تجارت زراعت اور دوسرے پیشوں کی تعلیم کا انتظام ہو

(ب) تمام اختیاری مضامین کی تعلیم کا جو مختلف امتحانات کے واسطے نصاب تعلیم میں داخل ہیں اور بالخصوص عربی کی تعلیم کا اس میں انتظام ہو۔

(ج) اس مدرسہ کا انتظام اور اختیار ایک مسلمان ہیڈ ماسٹر کے ہاتھ میں ہو اور اس کے ماتحت ایک قابل اور لائق مسلمان اسٹاف ہو۔

(د) اس مدرسہ کو بہت جلد رزیڈنشل بنا دیا جائے یعنی اس میں تعلیم پانے والے طلبہ اس کے متعلق بورڈنگ ہوسوں میں رہیں

(ہ) اس مدرسہ میں مینول ٹریننگ یعنی ہاتھ سے کام کرنا بھی سکھایا جائے۔

رزولیوشن نمبر ۳۵ - چونکہ راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا میں حکمرانوں اور رعایا میں عمدہ تعلقات کی روایات موجود ہیں ریاستوں کی رعایا میں مختلف اقوام کی اخلاقی اور مالی ترقی کی غرض سے یہ کانفرنس ادب سے درخواست کرتی ہے کہ مسلمان رعایا کی تعلیم کے واسطے حسب ذیل طریقہ پر مناسب بندوبست کی ضرورت ہے

(الف) تعلیم پر فیاضی سے روپیہ خرچ کیا جائے اور اس میں مسلمان رعایا کی تعلیم کیواسطے اُنکی تعداد کی نسبت سے روپیہ عطا کیا جائے۔

(ب) اردو کو دفاتر کی زبانوں میں سے ایک زبان کی حیثیت سے قایم رکھا جائے اور جہاں وہ قایم نہیں ہے اسکو دوبارہ جاری کیا جائے

(ج) تمام تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں میں اردو کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے اور منجملہ دیگر زبانوں کے اس کے ذریعہ سے بھی مختلف مضامین کی تعلیم ہو۔

رزولیوشن نمبر ۳۶ - یہ کانفرنس دربار جے پور سے درخواست کرتی ہے کہ عربی اور فارسی کی تعلیم کے واسطے اورنٹیل کالج جو سنہ ۱۹۱۹ء تک قائم تھا اور بہت مفید ثابت ہوا تھا دوبارہ جاری کرے

رزولیوشن نمبر ۳۷ - یہ کانفرنس ہز ہائینس نواب صاحب ٹونک سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی سرپرستی کی اسلامیات اور مشرقی علوم کی تعلیم کے واسطے توسیع کریں اور ایسے مدارس قایم کریں جن میں ہندوستانی یونیورسٹیوں کے امتحانات علوم مشرقی کے واسطے طلبہ تیار ہوں۔

حوادث محلیہ

نیا سینما - بابو ولایت حسین صاحب میونسپل کمشنر اجمیر کی ملکیت میں تقریباً بیس پچیس ہزار کے صرفہ ایک سینما "ولایت منزل" کے نام سے تیار ہوا - ۱۷ر فروری کو اسکا افتتاح میلاد شریف سے ہوا شہر کے اکثر ہندو مسلمان اصحاب نے شرکت کی - مولود ۱۱ بجے دن سے ساڑھے بارہ بجے تک ہوتا رہا سینما کا مالک ایک ہندو جس نے "لکشمی پکچر پیلیس" نام رکھا ہے۔ "نامہ نگار"

مسٹر گاندھی - ۱۶ر فروری رات کو نو بجے احمد آباد میل سے مسٹر گاندھی دہلی گئے - گاڑی جب اجمیر اسٹیشن پر پہنچی تو وہ تھرڈ کلاس کے ڈبہ میں سو رہے تھے - عام لوگوں کو انکی آمد کا کوئی علم نہیں ہوا - ۲۰ر فروری کو صبح آٹھ بجے دہلی میل سے مسٹر گاندھی احمد آباد جاتے ہوئے پھر اجمیر اسٹیشن سے گزرے - کچھ لوگ اسٹیشن پر موجود تھے -

جام صاحب نوانگر - ۱۷ر فروری صبح سے دہلی میل سے ہز ہائینس جام صاحب نوانگر اجمیر اسٹیشن سے گزرے۔

نواب صاحب پالن پور = ۱۸ر فروری رات کو دہلی میل سے ہز ہائینس نواب صاحب پالن پور اجمیر سے گزرے۔

مسٹر ہیرس = ۱۹ر فروری رات کو احمد آباد سے مسٹر ایچ - ایم - سی ہیرس بی - اے - ایل سی - پی - ایم - بی - ای - ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول وارد اجمیر ہوئے - گورنمنٹ ہائی اسکول کے طلبا نے پرجوش خیر مقدم کیا - اب جناب خانصاحب سید رضا حسین صاحب بی اے ایل ٹی آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر، گورنمنٹ ہائی اسکول کی ہیڈ ماسٹری سے اپنی اصلی جگہ معینہ اسلامی ہائی اسکول کی ہیڈ ماسٹری پر تشریف لیجائیں گے۔

بے بی شو = ۲۰ر فروری دولت باغ اجمیر میں حسب دستور بے بی شو منایا گیا۔

حادثات = ۲۰ر فروری - ایک چھ سالہ بچہ جو ایک کھتری کا تھا تانگہ کی زد میں آکر زخمی ہوا سنا گیا ہے کہ حالت خطرناک ہے - بچہ ہاسپٹل میں ہے - ایک پانچ سالہ ہندو لڑکی اسی تاریخ دوست باغ کے دھیا کوئیں میں گر کر فوت ہوگئی -

سکرٹری صاحب کتبخانہ خدام خواجہ - ۲۰ر فروری ۱۹۲۹ء شام کو پانچ بجے کی ٹرین سے صاحبزادہ سید عاشق محمد صاحب کلکتہ روانہ ہوئے - راستہ میں ایک دن آگرہ اور کچھ روز پٹنہ اور پھلواری شریف قیام پذیر ہونگے - تقریباً ایک ماہ تک صوبہ بہار، اور صوبہ بنگال کے اکثر مقامات میں سیاحت کا ارادہ ہے آپکے اس سفر کی غایت کتبخانہ انجمن خدام خواجہ کے لئے ذخیرہ کتب اور مالی امداد حاصل کرنا ہے اور اسی سلسلہ میں اخبار "آستانہ" کی توسیع اشاعت کیلئے خریدار اور معاونین کی معقول تعداد میں فراہم کرنیکا خیال ہے - اس لئے ہم انکی کامیابی کیواسطے دست بدعا ہیں - چونکہ ۱۹ر مارچ ۱۹۲۹ء کو ایک مقدمہ کی شرکت آپکے لئے ضروری ہے اس لئے بہرحال ۱۹ مارچ سے قبل اجمیر واپس آنے کا ارادہ مصمم ہے۔

دین فطرت کی کشش - ۱۲ر فروری ۹ بجے دن کو بمقام جامع مسجد آستانہ عالیہ موڑیا ولد رائے چند قوم جاٹ عمر ۱۲ سال ساکن دیا خیر پور سندھ مولوی احمد حسین صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔

۱۲ر فروری بعد نماز عصر جامع مسجد آستانہ عالیہ میں کشنا ولد گنگا دھر قوم زرگر عمر ۲۰ سالہ ساکن پانی پت انصاری محلہ مولوی احمد حسین صاحب رامپوری کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا - اسلامی نام اللہ دیا رکھا گیا - اللہ تبارک و تعالے ان دونوں مسلمانوں کو استقامت عطا فرمائے۔

سفر حیدر آباد = ۲۲ر فروری جناب صاحبزادہ سید محمد حنیف صاحب رات کی گاڑی سے حیدر آباد تشریف لیگئے - عنقریب واپسی کا خیال ہے۔

ایک لڑکا - بکریاں چرانیوالے کا ایک لڑکا آئے دن بکریاں لوگونکی جنگل سے چرا لیجاتا تھا - اور بیچ ڈالتا تھا اور عام طور سے لوگوں کو اپنی بکریاں گم ہو جانیکی شکایت تھی - یہ لڑکا ۲۲ر فروری کو اسٹیشن کے قریب گرفتار کر لیا گیا۔ "نامہ نگار"

دو بچوں کی افسوسناک موت :- ۲۳ر فروری، میسرز موڈو لال جی ملازم لوکو ٹائم آفس ساکن نا مذلہ حال مقیم چودہری گلی اجمیر کے دو لڑکے ۵ سالہ اور ۷ سالہ کوٹھے پر کھیلتے کھیلتے یکے بعد دیگرے ایک بڑے صندوق میں اتر گئے جو کوٹھے پر رکھا تھا اور اتفاقاً صندوق کا ڈھکنا اوپر سے گر گیا دن کے ۱۱ بجے سے ۴ بجے تک یہ دونوں بھائی اسمیں بند رہے اور ان کے چیخنے چلانے کی آواز انکی ماں کے کانوں تک نہیں پہنچ سکی - دو گھنٹہ کے بعد ان کی تلاش شروع ہوئی تو ۴ بجے اتفاقیہ طور پر صندوق کھولا گیا دیکھا کہ ایک لڑکا مر چکا تھا دوسرا ہاسپٹل میں پہنچکر مر گیا۔ "نامہ نگار"

پچیس روپیہ انعام = خدا بخش نامی ایک بوڑھا تقریباً دس بارہ سال سے جناب سید وزیر علی صاحب سوداگر چوڑی کے یہاں آمد و رفت رکھتا تھا چنانچہ کچھ دن پہلے یہ شخص پانچ ماہ سے وزیر علی صاحب کے مقیم تھا اور دو وقتہ کھانا کھاتا تھا - رمضان سے پہلے دو سو پچھتر (۲۷۵) روپیہ صندوق سے لیکر فرار ہوگیا - جو کوئی شخص اسکا پتہ لگائیگا مبلغ ۲۵ روپیہ کا اسکو انعام دیا جائیگا - حلیہ یہ ہے - سفید ڈاڑھی سفید پٹے - گول چہرہ، قد لانبا، چھریرہ بدن، گندمی رنگ، دانت بالکل نہیں ہیں - اور چرب زبان بہت زیادہ ہے۔

فلاور شو = معلوم ہوا ہے کہ اجمیر شریف میں امسال بمقام دولت باغ پھولوں کی نمائش حسب دستور ۲ اور ۳ مارچ کو ہوگی پہلی تاریخ مردوں کے لئے اور دوسری تاریخ عورتوں کیلئے خاص ہے انتظامات ہو رہے ہیں۔

> ## اعلان تعطیل
>
> بتقریب رمضان المبارک دفتر اخبار آستانہ جمعۃ الوداع کو تعطیل رہے گی - اس لئے ناظرین و قارئین کرام سے استدعا ہے کہ ۲۵ر رمضان کا اخبار آستانہ انکی خدمتمیں نہیں پہنچیگا۔

اخبار الہند

بمبئی کی موجودہ حالت - بمبئی کی موجودہ حالت روز بروز اب بتدریج بہتری جارہی ہے دوکانیں بھی پہلے سے زیادہ کھل گئی ہیں ریل میں، ٹراموے پر اور لین دین میں اب ہندو مسلمانوں کی وہ پہلی سی جھجھک باقی نہیں رہی - البتہ بھولیشور، گرگام، کالیا دیوی، کی گلیوں یا سیوری اور ہریل کی درمیانی پہاڑی راستوں میں جہاں پولیس نہ ہو مسلمانوں کیلئے اب بھی خطرہ ہے اور انہیں تنہا جانے سے احتراز کرنا چاہیئے -

بیچینی کی ایک نئی صورت - اکثر ملوں سے یہ خبریں بھی آرہی ہیں کہ ہندو مزدور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ مسلمان مزدوروں کیساتھ کام کرنے کو تیار نہیں، چنانچہ سوپاری باغ روڈ پر مرار جی گوکل داس مل کے ہندوؤں نے بھی عذر کرکے کام سے ہاتھ کھینچ لیا تھا - گو بعد میں کام پر واپس آگئے مگر اس فتنہ کو فرو شدہ نہ سمجھنا چاہیئے - وقت یہ ہے کہ بمبئی کے نام نہاد کمیونسٹ لیڈروں کے خوف سے مسٹر جھاب والا اور مسٹر جین والا نے صرف ایک بیان میں دبی زبان مسز نمکر ڈوانگے کے خلاف کچھ کہا - مگر اس سے بڑھنے کی یا تو ہمت نہوئی یا کسی مصلحت نے انہیں خاموش کر دیا - ہر شخص کو اسکا تعجب ہے کہ بمبئی میں اتنا بڑا فساد ہوجائے اور اسکا زیادہ تر تعلق مل مزدوروں کے حلقہ سے ہو مگر مسٹر جھاب والا - مسٹر جنوالا - مسٹر جوشی، اور دوسرے لیبر لیڈروں کو (باستثنائے مسز ڈوانگے وغیرہ) اسکی جرأت نہو کہ مزدوروں کو سنبھالیں یا ان کی ہدایت وغیرہ کیلئے کوئی ہدایت شائع کریں۔

کل اموات کتنی ہوئیں - ابتک ۱۴۳ اموتیں ہوئیں جن میں ۸۷ ہندو ۴۵ مسلمان (جنمیں پٹھان بھی شامل ہیں) ایک یورپین اور ایک پارسی ہیں - مسلمان مرنیوالے زیادہ تر فوج کی گولیوں کا نشانہ ہوئے ہیں - مندرجہ بالا تعداد کے بعد ایک تک کا اور اضافہ ہوا ہے یعنی ابراہیم محمد تاجر بیڑی جسے گولی لگی تھی جے جے اسپتال میں انتقال کرگیا۔

وائسرائے ہند اور مسٹر گاندھی - نئی دہلی ۱۹ فروری مسٹر پٹیل کی پارٹی میں وائسرائے اور مسٹر گاندھی کی ملاقات ہوئی - وائسرائے بہادر، مسٹر گاندھی، مہاراجہ کشمیر، مسٹر جناح، ایک میز پر تھے - اور دوسری میز پر مسٹر پٹیل، کمانڈر انچیف، مسٹر شاہ نواز، تیسری میز پر پنڈت مالویہ، نواب صاحب بھوپال، مسٹر کریرار ہوم ممبر، مسٹر کہتگم: چوتھی میز پر ڈاکٹر انصاری، پنڈت موتی لال، مہاراجہ بیکانیر، اور مسٹر دارسی لنڈسے تھے - وائسرائے بہادر مسٹر گاندھی سے جو گفتگو ہوئی اسمیں پنڈت موتی لال نہرو بھی شریک ہوگئے تھے - گفتگو بالکل غیر رسمی تھی - وائسرائے بہادر ایک گھنٹہ تک پارٹی میں شریک رہے - اس کے بعد چلے گئے۔

مدراس میں سائمن کمیشن - ۱۸ر فروری سائمن کمیشن اور سنٹرل کمیٹی کے اراکین آج رنگون سے مدراس پہنچے ساحل پر حکام اور چند غیر سرکاری لوگوں نے استقبال کیا - سائمن کمیشن کینیڈ متیں مدراس

دیگر ممالک

پٹیالہ میں گرفتاریاں۔ امرت سر ۱۶ فروری شرومنی اکالی دل کا ایک اعلان مظہر ہے کہ پٹیالہ میں ابھی تک گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے یہ اعلان مظہر ہے کہ ریاست کی پولیس نے نوگردوارہ پر قبضہ کر لیا ہے اور پرانے گرنتھوں کو موقوف کرکے نئے گرنتھی مقرر کئے گئے ہیں۔

مہاراجہ بھرتپور۔ گورنمنٹ ہند کا پولیٹکل محکمہ مہاراجہ صاحب بھرتپور کو انکی بیماری کیوجہ سے بھرتپور واپس بھیجنے پر غور کر رہا ہے۔ مہاراجہ صاحب کی حالت نازک بتائی جاتی ہے امید کیجاتی ہے کہ آپ آیندہ ایک آدھ ہفتہ میں اپنی ریاست واپس چلے جائیں گے۔ مسٹر میکنزی اس پالیسی کے خلاف نظر آتے ہیں۔

بیکانیر میں اخبارات کا داخلہ بند۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب بیکانیر عنقریب اپنی ریاست میں بہت سے اخبارات کا داخلہ بند کرنے والے ہیں۔ آپ بیکانیر کے متعلق اخبارات کی نکتہ چینیوں کو پسند نہیں کرتے۔ "مستقل"

لاہور میں حادثہ بم۔ ۱۹ فروری شب کو ۹ بجے یا ۱۰ بجے بازار دو گران کی ایک گلی میں کسی ظالم نے بم پھینکا یا پٹاخہ چلایا جس سے ایک مسلمان عورت سخت مجروح ہوئی۔ اس عورت کا خاوند کوہاٹ میں تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صبح کو انسپکٹر پولیس اور پولیس کے بعض دیگر عہدیداران اور کانسٹبلوں کے موقعہ واردات پر پہنچے اور عورت کے خون آلودہ کپڑے پولیس نے لے لئے۔ اثنائے تحقیق میں ایک عورت چیختی چلاتی ہوئی چوک ستی سے پائپر منڈی کیطرف جاتی دیکھی گئی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ چڑی ماروں کے محلہ میں بم پھٹا۔ پولیس اس تحقیق کو چھوڑ کر چڑی ماروں کے محلہ کیطرف گئی۔ کہا جاتا ہے کہ بم کے حادثہ سے سخت نقصان ہوا۔ "سیاست"

دکن کے ملٹری سکرٹری۔

شہریار دکن نے اپنے یوم تخت نشینی کی تقریب میں از راہ الطاف خسروانہ نواب عثمان یار الدولہ بہادر فرزند نواب سرافسر الملک بہادر کو ملٹری سکرٹری آف دی نظام آف حیدر آباد کا عہدہ عطا فرمایا۔

دکن میں صوبہ داریاں۔ شہریار دکن کے حسب الحکم حسب دستور قدیم چار صوبہ داریاں قائم ہوئیں جنکے مستقر اورنگ آباد، گلبرگہ، ورنگل میدک ہونگے۔ صوبہ میدک کا مستقر بلدہ حیدر آباد ہوگا۔ صوبہ داری اورنگ آباد پر نواب رضا نواز جنگ بہادر اور صوبہ داری ورنگل پر سرزا ارب جنگ چیناپٹے بہ حیثیت صوبہ کارگذار رہیں گے۔ صوبہ داری گلبرگہ پر حافظ مولوی محمد نسین صاحب بی اے رہیں گے۔ صوبہ داری میدک کے متعلق بعد میں حکم نافذ ہوگا۔ "صحیفہ"

حکومت صوبجات متحدہ کو پچاس لاکھ روپیہ خسارہ لکھنؤ ۱۸ فروری صوبہ جات متحدہ کی کونسل میں قائمقام رکن مالیات نے آج ۳۰-۱۹۲۹ء کا سالانہ بجٹ پیش کیا۔ فصل خراب ہوجانے کی وجہ سے آمدنی میں پچاس لاکھ روپیہ کے نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔ سال زیر بحث میں مجموعی آمدنی کا اندازہ تیرہ کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ ہے۔ اس سال حکومت کو ۴۲ لاکھ ۱۹ ہزار ۷ سو ۶۵ روپیہ کی بچت ہوگی۔ "مستقل"

واصف بک کا بیان۔ قسطنطنیہ ۱۷ فروری۔ ہز اکسلینسی واصف بک سابق سفیر روس آج اوڈیسہ سے واپس تشریف لائے ہیں آپ نے ۱۴ اعلان فرمایا ہے۔ کہ روسی حکومت کی اطلاعات کے مطابق شاہ امان اللہ خاں غازی بہت جلد افغانی صورت حال پر قابو حاصل کر لیں گے ساٹھ افغان افسر جنہوں نے قسطنطنیہ کے فوجی کالج میں فنون حرب کی تکمیل کر لی ہے ۱۵ فروری کو شاہ امان اللہ کی امداد کے لئے روانہ ہوگئے۔ ترکوں کے فوجی وفد افغانستان کے صدر جنرل کاظم پاشا نے ہنگامۂ افغانستان فرو کرنے کی جانب اب توجہ مبذول کی ہے آپ شاہ امان اللہ غازی کیجانب سے بچہ سقہ سے گفت و شنید کر رہے ہیں

حجاج کی تعداد۔ مکہ معظمہ کا ہفتہ وار اخبار ام القریٰ اپنی ۴ شعبان کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ اس سال حاجیوں کی مجموعہ تعداد اب تک ۹۸۴۲۲ تک پہنچ چکی ہے۔

حجاز میں شدت سرما۔ شعبان کے دوسرے ہفتہ میں سرزمین حجاز پر مقیاس الحرارت بہت کم ہوگیا۔ اور بہت زیادہ سردی پڑی۔ عام خیال یہ ہے کہ اس سردی کی مثال پچھلے برسوں میں نہیں ملتی ہے۔

مختلف دول کی بحری قوت۔ جینوا میں جن قوتوں کے متعلق بحث ہوتی رہی ہے ان کی بحری قوت حسب ذیل ہے۔

برطانیہ	۱۶ جنگی جہاز	۵۰ کروڑ
ریاستہائے متحدہ امریکہ	۱۸ "	۳۲ "
جاپان	۶ "	۳۸ "
فرانس	۹ "	۱۶ "
اطالیہ	۵ "	۱۳ "

جلال آباد کی بربادی۔ پشاور ۱۶ فروری "ٹائمز آف انڈیا" کا نامہ نگار لکھتا ہے جلال آباد سے ایک ہندوستانی اپنی جان بچا کر بھاگا اور کل یہاں پہنچا۔ اس سے آپکے نمائندے نے ملاقات کی تو اُسنے اس بدقسمت شہر کی تباہی و بربادی کی دلدوز تفصیلات بیان کیں۔ اور بتایا کہ اب بالکل جلا پڑا ہے۔ اُس نے کہا کہ سردار علی احمد جان اپنی جان بچا کر یغماں بھاگ گئے۔ اسکی اطلاع ۱۱ فروری بروز پیر جلال آباد پہنچی۔ امیر کے جملہ عہدہ داروں میں ایک بدحواسی اور سراسیمگی پھیل گئی۔ اہل شہر میں مدافعت کی قوت نہ تھی سپاہی تمام شنواری تھے۔ یہ یقین کرکے کہ اب انکی جان کی سلامتی صرف یہیں فرار ہوجانے میں تھی۔ سردار عبد الحکیم خان۔ جلال آباد کے نائب سپہ سالار مع اپنے جملہ ماتحتوں کے اسی روز کسی نامعلوم مقام کو روانہ ہوگئے۔ اور اسطرح شہر حملہ آوروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ شنواری دوسرے دن وہاں پہنچ گئے۔ اور بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہوگئے انھوں نے حکومت کے اسلحہ جنگ اور دیگر سامان کو لوٹ لیا۔

خوگیانیوں کی آمد۔ جب اسکی اطلاع خوگیانیوں کو پہنچی تو ان کے قلوب میں شرکت کی خواہش پیدا ہوئی اور پیر اور شنبہ کے دن وہ بھی اپنی قسمت آزمائی کرنے کو موقعہ پر آپہنچے۔ انھوں نے باشندگان جلال آباد کی ہر چیز کو لوٹا۔ مگر مال غنیمت بہت کم تھا۔ چنانچہ انکی خواہش غارتگری پوری نہیں ہوئی تو انھوں نے غصہ و غضب میں بھر کر بعض عمدہ عمارات کو آگ لگا دی یہ جملہ عمارتیں حال ہی میں سردار محمد جان سابق وزیر تجارت نے تعمیر کرائی تھیں۔

شہریار غازی اور جمہوریہ روس۔ دہلی ۱۵ فروری کوئٹہ سے خبر ملی ہے کہ غلام صادق سابق افغانی وزیر خارجہ قندہار سے ۱۲ فروری کو ہرات گئے۔ اور ۴۰۵ روسی افسر طیاروں میں قندہار پہنچے۔

جنرل نادر خاں اور بچہ سقہ۔ ڈاکٹر احمد علی جو بائیس سال سے افغانستان کے ایک فوجی ہاسپٹل میں انچارج تھے ۱۸ فروری بذریعہ برطانوی طیارہ پشاور پہنچے۔ انکا بیان ہے کہ جنرل نادر خاں کو تمام افغانوں میں محبوبیت حاصل ہے۔ اور غالب یقین ہے کہ افغانستان میں انکے آتے تمام ہنگامے فرو ہوجائیں گے۔ بچہ سقہ کے دل میں بھی جنرل نادر خاں کا بہت احترام ہے۔ تعجب نہیں کہ وہ انکے حق میں دست بردار ہوجائے

شہریار غازی کی مذہب پروری۔ پشاور ۱۹ فروری ایران کے ایک امور ادیب آقا احمد خاں ضیا جو پانچ سات برس سے شاہ امان اللہ کے ذاتی اسٹاف میں تھے۔ برطانوی ہوائی جہاز پر پشاور آئے اور ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک نمایندہ سے دوران ملاقات میں بیان کیا کہ شاہ امان اللہ ہر حیثیت سے ایک بہترین حکمران تھے۔ وہ ہر نماز کے بعد اپنی قوم کی بہتری اور بہبود کیلئے نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں مانگتے تھے۔ ایسے محبت وطن شیدائے قوم بادشاہ کا زوال یقیناً موجب افسوس ہے۔

اگر شہریار افغانستان کے تخت پر دوبارہ متمکن نہو سکے۔ تو افغان قوم ابدالآباد تک اپنے اس محسن بادشاہ کو یاد کرکے اپنے اوپر اور اپنے اُن ملاؤں پر ملامت کرتی رہیگی جنکی وجہ سے وہ ایسے محسن کے سایۂ شفقت سے محروم ہوگئی۔

شاہ امان اللہ خاں کو جن لوگوں سے امید تھی انہوں نے وقت پر دغا دی صرف یہ انکے زوال کی ہے۔ بچہ سقہ کی حکومت سے لوگ مطمئن نہیں ہیں اس خبر کی کوئی تصدیق نہیں کہ جنرل نادر خاں خود تاج و تخت کے مدعی ہیں انکے افغانستان آنیکا مقصد صرف یہی ہے کہ ملک میں امن و امان قائم کرکے فلاح ملک و ملت کیلئے کوئی بہتر صورت نکالیں۔ "مستقل"

بچہ سقہ اور قندھار۔ بچہ سقہ کو اپنی قوت پر اعتماد ہے کابل میں افواہ گرم ہے کہ بچہ سقہ قبل اسکے کہ امان اللہ خاں کابل پر حملہ آور ہوں وہ قندہار پر دھاوا بول دیگا۔ افغانستان میں سب سے زیادہ زرخیز قندھار ہے اور کوئی امیر اسوقت تک خوشحال نہیں ہو سکتا ہے جبتک قندہار اسکے زیر نگیں نہو۔

سید منظور مدیر و مہتمم نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ سے شایع کیا

رشد و ہدایت

یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ (صحیح بخاری)

تشریح: سرور دو عالم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ لوگ وہ ہوں گے جو جادو نہیں کرتے اور شگون بد نہ لیتے ہونگے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں گے۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اس کے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے
(معینی مدظلہ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ۳ر شوال ۱۳۴۷ھ | نمبر ۳۳

ہلال عید سے خطاب

اے عید کے چاند اے روزہ داروں کے نور نظر اے مسرت و شادکامی کے پیامی پورے بارہ مہینے کے بعد آج پھر تو رونق افروز عالم ہوا ہے خدا معلوم کہ آیندہ سال کس کس کو تیری دید کی عید نصیب ہو اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ آنیوالے برس کس خوش نصیب کو حقیقی معنوں میں تیرے دیدار سے اپنی آنکھیں روشن کرنیکا موقع ہاتھ آئے۔

اے ہلال عید اے چاند یہ آسمان پیما تیری جہاں نوردی اور آسمان پیمائی اسوقت تک ختم نہوگی جبتک عالم کائنات کا یہ شیرازہ منتشر اور پراگندہ نہو جائیگا۔ تیری آنکھ تخلیق عالم کے روز اول سے عالم کائنات کے ذرہ ذرہ پر لگی ہوئی ہے اور تو اسوقت تک اس عالم کا نگران حال رہیگا جبتک موجودات کا یہ عالم فنا، نیستی، عدم کی فضائے بسیط میں گم نہ ہو جائے۔

اے آسمانی دریا کی نیلگوں سطح پر تیرنے والی سنہری کشتی تو ابتدائے آفرینش سے آجتک نہ معلوم کتنی بار ڈوبی اور ابھری تو نے کروڑوں مرتبہ دنیا کے سامنے اپنے اس خفا اور ظہور کا منظر پیش کیا مگر دنیا نے کتنی مرتبہ تیری حقیقت پر غور کیا تجھ سے درس عبرت لیا اور تیری صانع کی جناب میں اپنے قصور و عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اسکے آستانہ میں بندگی کی پیشانی رکھدی۔

اے شمشیر نما کوکب درخشاں تیری آب و تاب تیری چمک دمک تیری تابندگی و درخشانی تیری روشن اور شفافی اسوقت تک زائل نہوگی جبتک کہ جلال و جبروت والے خدائے جبار و قہار کے حکم سے اس عالم آب و گل کی اینٹ سے اینٹ نہ بج جائیگی اور آبادیوں کی یہ دنیا وجود کی روشنی سے تاریکی عدم میں فنا اور غائب نہو جائیگی۔ پھر اپنی داستان بیان کر کہ تیرے سایۂ روشن میں اللہ کی اس وسیع سرزمین پر کتنی مرتبہ قتل و غارت کا معرکہ قائم ہوا کشت و خون کا بازار گرم ہوا خونریزی کا ہنگامہ برپا ہوا اور کس کس وقت دنیا پر بسنے والوں نے امن و امان کیساتھ اپنی زندگی بسر کی اے محمل نشین مغرب وشن اندام نازک کمر عروس نو تیری جلوہ آرائیاں تیرے دیکھنے والوں کے لئے سکون و اطمینان کا پیغام راحت بخش ہیں انبساط و مسرت کی نوید سامعہ نوازی سرور و کامرانی کا مژدہ طرب افزا ہے تیری نورانی نگاہ سے اس زال دنیا کی زندگی کا اک اک واقعہ گزرا ہے اور تیرے سامنے اس صحیفۂ کائنات کی تاریخ کا ایک ایک ورق الٹا گیا ہے کیا تیری زبان اسکی صراحت کرسکتی ہے کہ موجودہ زمانہ جسکو دور تمدن و تہذیب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ترقی و تہذیب کے میدانمیں عہد ماسبق سے کچھ قدم آگے بڑھا ہے یا پیچھے ہٹا ہے۔

اے بدر کامل ہونیوالے ہلال اور اے ہلال ہونیوالے بدر کامل تجھے اس عروج و زوال کا تماشہ دنیا کی گذری ہوئی ہر قوم نے دیکھا ہے موجودہ ساری قومیں بھی دیکھ رہی ہیں اور آیندہ تمام نسلیں بھی دیکھیں گی آج اپنی زبان سے کچھ بیان کر کہ رات کی تاریکی میں اپنے حسن و جمال کی نورانی مشعل لیکر غرفۂ آسمانی سے اس خاکدان ہستی پر کتنی بار تو نے اپنا عکس و پرتو ڈالا ہے اور کتنی مرتبہ اپنی سرد روشنی اور ٹھنڈی چاندنی سے بساط ارض پر بسنے والوں کے دل و دماغ کو راحت و سکون مسرت و انبساط کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، رات کی خاموش اور پرسکون فضا میں تو نے کس کس دور میں انسانی دنیا کو غفلت و مدہوشی میں مبتلا دیکھا ہے اور کس کس زمانہ میں بندگان حق کو عبادت و اطاعت حق میں مصروف و مشغول پایا ہے اور تیری اس انقلابی حالت سے دنیا کے کتنے انسانوں نے عبرت حاصل کی ہے شمع کی زبان درازی ضرب المثل ہے تو تمام عالم کی شمع ہے، پھر کس لئے خاموش ہے کچھ بول اور بتا کہ خدائے واحد کے سامنے اپنی زندگی کا اقرار اور اس کی الوہیت کا اعتراف کرتے ہوئے کتنے لوگ سربسجود ہوئے اور کتنے گم کردہ راہ بیخبران منزل ایسے ہیں جن کی آنکھوں سے ہمیشہ یہ تماشہ گذرا مگر انکے دلمیں کبھی اسکا خیال تک بھی نہیں آیا کہ وہ تیری حقیقت پر غور کرتے اور اسلئے غور کرتے کہ منزل حقیقت کا کوئی سراغ انہیں ملتا بلکہ انکی ساری زندگی عیش و عشرت کی تکمیل اور غفلت اور مدہوشی کے نشہ و سرور میں گذر گئی۔

. . . .

میں سمجھا تجھے قوت بینائی عطا فرمائی گئی ہے، مگر قوت گویائی نہیں بخشی گئی ہے دیکھنے والی آنکھ رکھتا ہے مگر بولنے والی زبان نہیں رکھتا۔ کیونکہ۔

آنرا کہ دہند دیدہ خاموشش کنند۔

پس اگر کہتا نہیں تو دیکھ اور صفحۂ ہستی کے زیر مطالعہ ورق پر اپنی چمکتی ہوئی شعاع ڈال عالم موجودات کی صورت حال کا مطالعہ کر۔ اسمیں شبہ نہیں کہ تو نے وہ منظر بھی دیکھا ہوگا جب جنت الفردوس سے ابو البشر آدم صفی اللہ کو دنیا میں بھیجا گیا تو نے فرش خاک پر انسانی خون کا وہ پہلا قطرہ بھی گرتا ہوا دیکھا ہوگا جو قابیل کے بدن سے نکلا تھا تجھے وہ واقعہ بھی ضرور یاد ہوگا جب کرۂ ارض پر کرۂ آب مستولی ہوگیا تھا اور ایک کشتی میں جانشین آدم نوح نجی اللہ اور ان کے متبعین اللہ کے سایۂ رحمت میں سفر کررہے تھے اور تمام سرکش اور نافرمان بندے اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے تھے۔ تو نے یونس کو شکم ماہی میں جاتے ہوئے اور یوسف کو شکم ماہی میں رہتے ہوئے بھی دیکھا ہے تیری نگاہ میں زندان یوسفی کی بھی تصویر ہے اور سلطنت مصر پر قبضہ ہو جانے کے بعد یوسف کے قصر شاہی کا نقشہ بھی تیرے سامنے ہے تو نے سیدنا ابراہیم کو اس زمانے میں بھی دیکھا ہو جبکہ انہوں نے پہلی بار ہی تجھے دیکھا تھا اور تیرے حسن و جمال تیری تابندگی و درخشانی سے متاثر ہوکر آذر کے بیٹے اللہ کے خلیل نے تجھے کائنات عالم کا خالق سمجھا تھا تیری چشم عالم نگر کے سامنے وہ نظارہ بھی ضرور ہے جبکہ نمرود مردود نے اپنی طاقت و قوت کے غرور میں پرستار حق ابراہیم کو آگ میں ڈالا تھا اور دہکتی ہوئی آگ کے فلک بوس شعلے سرد ہوگئے تھے۔

تو نے موسیٰ عمران کو سینا کی وادی میں طور کے پہاڑ پر رب ارنی کہتے ہوئے سنا ہے اور ید بیضا کی تابناکی اور درخشانی کا بھی مطالعہ کیا ہے تو نے فرعون کو رود نیل میں غرق ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے تجھے ابن مریم کے غیر معمولی پیدائش کا حال بھی معلوم ہے تو نے مسیح کو مردے جلاتے مریضوں کو اچھا کرتے بھی دیکھا ہے اور تجھ کو اسکا واقعہ صلیب بھی یاد ہے۔

تو نے فاران کی چوٹیوں پر عرب کے ریگستانوں میں مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں رحمت عالم خاتم الانبیا کا جمال باکمال دیکھنے کی سعادت حاصل کی ہے اور تو نے اُن کے نورانی قدموں پر اپنی چاندنی بھی نثار کی ہے تو نے اللہ کے اس محبوب کو صحابہ کی مجلس میں رونق افروز بھی دیکھا ہے تو نے صحابہ کی بھی زیارت کی ہے تابعین کو بھی دیکھا ہے علمائے امت اولیائے ملت کے دیدار سے بھی اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا ہے تو نے پیغمبر خدا کے پیامی ملت اسلامیہ کے حامی نائب ختم المرسلین خواجہ معین الدین چشتی کو بھی اجمیر کی سرزمین پر چلتے پھرتے دیکھا ہے۔ تو نے رحمدل بادشاہوں کے مراحم اور شیطانی حکومتوں کے مظالم بھی اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں گلیم پوش خاکساروں کو تاج حکمرانی زیب سر کرتے ہوئے اور تخت سلطنت پر جلوس فرماتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

تو نے غرور و نخوت میں بہنے والے کاسہ ہائے سر کو زمین کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے بھی دیکھا ہے تو نے اسلام کے اس عہد زرین کا بھی مطالعہ کیا ہے کہ جب پرستاران اسلام کا سکہ چار دانگ عالم میں رائج تھا اور اسلامیوں کا پرچم اقبال آسمان سے سرگوشیاں کررہا تھا دنیا انکی حلقہ بگوش تھی دولت انکے گھر کی لونڈی تھی علم و فضل کے چشمے مسلمانوں کے ایک ایک گھر سے بہ رہے تھے۔

مگر اب دیکھ کہ اسلام اور اس اسلام پر جسکی بدولت آج تجھے ہلال عید ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے کیسا کٹھن وقت ہے اگرچہ اسلام

نادان دوست

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

مسلمانوں کی بدنصیبی اور بدبختی کا دور اس سے بڑھکر اب اور کب آئیگا جب عام مسلمانوں کی حمیت وغیرت نہیں بلکہ اُن علمبرداران علم وفضل کی حمیت وغیرت، اُن مدعیانِ وراثتِ نبوت کی حمیت وغیرت، اُن ماہرین علم کی تاریخ کی حمیت وغیرت، جو فن تاریخ میں چشم بد دور تاریخ الامت جیسی ایک دو نہیں بلکہ تین چار کتابوں کے مصنف بھی مشہور ہیں، جامعہ ملیہ جیسے مذہبی اور تعلیمی ادارہ کے ایک ما بہ الافتخار پروفیسر بھی ہیں، اور جنکو اپنی تحقیق وتدقیق پر بہت بڑا ناز بھی ہے، یعنی جناب حافظ اسلم جیراجپوری پروفیسر جامعہ ملیہ مدیر رسالہ جامعہ۔

ابھی دو مہینہ ہوئے جب رسالہ جامعہ میں حافظ صاحب نے اپنے طبعزاد مضمون میں نہ سہی، اپنے قلم سے نہ سہی، اپنے خیال میں حق سمجھتے ہوئے نہ سہی، بلکہ علی گڈھ کے ایک مسلمان ایم-اے، اور جرمنی کے پی ایچ ڈی کے قلم سے نکلے ہوئے مضمون ہی کو سہی بہر حال اپنے رسالہ جامعہ میں بلا تردید وتنقید شائع کیا تھا جسکے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیے اور اس مولف تاریخ الامت، پروفیسر جامعہ ملیہ، فاضل ادب وتاریخ حافظ اسلم جیراجپوری، کی تاریخ دانی، علمیت وفضیلت، حمیت وغیرت کا ماتم کیجیے جو اپنی آنکھوں سے ان الفاظ کو پڑھتے ہیں اور اس خلاف واقعہ بیان کی تردید میں ایک لفظ اُنکی زبان سے نہیں نکلتا ہے۔"

ابن عباس حدیث گھڑنے میں مشہور ہیں صفحہ
حقیقت میں یہ تمام قصہ ابن عباس کے تخیل کا نتیجہ ہے صفحہ

آپ جانتے ہیں یہ ابن عباس کون بزرگ ہیں، سردار دو عالم کے چچازاد عزیز بھائی، بزرگ صحابی، حبر الامت، حضرت عبداللہ ابن عباس ہیں وہ عبداللہ ابن عباس جنکو سرورِ کائنات نے ہمیشہ عزیز رکھا، اللھم فقھہ فی الدین اللھم علمہ الحکمۃ کی دعا دی، اکابر صحابہ نے ہمیشہ انکا ادب واحترام کیا اِس جلیل القدر صحابی رسول اللہ کی شان میں ہمارے ہی ایک بھائی جو ماشاء اللہ علیگڈھ یونیورسٹی سے ایم اے اور جرمنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں اپنی تحقیق وتدقیق کا مندرجہ بالا ثبوت دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مغربی تعلیم کے اس ماہر کی تحقیقات کا ماخذ کسی مغربی دماغ کی تحقیقات کا نتیجہ ہو، کسی دشمن اسلام کی دروغبافیوں کا مجموعہ ہو، بہرحال ہمارے ایسے بھائی کی ناواقفیت، بے علمی تو معذوری اور مجبوری کی ایک وجہ وجیہ ہو سکتی ہے۔ مگر تعجب اور صرف تعجب ہی نہیں بلکہ افسوس اور سخت افسوس ہے کہ حافظ صاحب نے دیکھتے بھالتے، جانتے بوجھتے آخر ان الفاظ کو اپنے رسالہ میں کیسے جگہ دی، اور پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اُنکی زبان سے اس ناصواب تحقیق کے خلاف ایک جملہ بھی نہیں نکلا۔

خدا جزائے خیر دے مولانا عبدالماجد دریابادی مدیر سچ کو کہ سب سے پہلے آنکے قلم کو جنبش ہوئی، اور اُنہوں نے اس مضمون کے متعلق ایک نوٹ حوالہ قلم کیا، اور اُنکے بعد مولٰنا سید سلیمان ندوی مدیر رسالہ معارف نے اپنے رسالہ میں اس مضمون کی تردید شائع کی، اور بتایا کہ حضرت ابن عباس کے متعلق مضمون نگار کو یہ غلط فہمی کیسے پیدا ہوئی۔

چاہئیے تو یہ تھا کہ حافظ صاحب اُنکے جواب میں معذرت چاہتے پیش کرتے مگر اپنے رسالہ میں اپنے قلم سے اس واقعہ کی تردید میں صراحت کیساتھ نہ سہی بالاختصار ہی سہی بہر حال کوئی نوٹ لکھ دیتے، قصہ ختم ہو جاتا۔ ظاہر ہے کہ مولٰنا عبدالماجد دریابادی، مولٰنا سید سلیمان ندوی، کا مقصد بھی نہ اسکے سوا کچھ تھا اور نہ ہو سکتا ہے، اور اگر اسمیں بھی کوئی زحمت ہوتی تھی تو خاموش ہو جاتے، مگر اب معلوم ہوا کہ سخن پروری نے آپکو اس حد تک پہنچا دیا ہے، کہ آپنے مولٰنا عبدالماجد دریابادی کے صحیح اور حقیقی اعتراض کو ان الفاظ میں ناقابل التفات ظاہر کرتے ہوئے اعتراف قصور، اقرار جرم، معذرت واعتذار سے پہلو تہی کی ہے۔

"مدیر سچ کو میرے ساتھ عناد ہے اور مولوی دریابادی
صاحب نے قدیمی طنزیہ انداز میں میرے متعلق جو تعریفیں کی ہیں
وہ افسوس ہے کہ نہ اُنکی شان کے مطابق ہے نہ میری،

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ چاہئیے تو یہ تھا کہ بقول مولٰنا عبدالماجد دریابادی وجہ عناد بھی ظاہر کر دیجاتی، کہ یہ عناد کس لئے ہے، مگر پھر بھی غور طلب اور قابل استفسار یہ سوال باقی رہجاتا ہے، کہ مولٰنا عبدالماجد کی دشمنی کیساتھ ہی ساتھ مولٰنا سید سلیمان صاحب کو حافظ صاحب سے کیا عداوت ہے، اور یہ سلسلہ صرف مولٰنا سید سلیمان ندوی ہی پر ختم نہیں ہو جائیگا بلکہ جو بھی سنے گا وہ عبدالماجد دریابادی ہی کا ہمزبان اور ہمخیال ہو گا۔ اب ہمارے حافظ صاحب فرمائیں کہ وہ کس کس کو اپنا دشمن ثابت کرتے رہیں گے اور پھر وجہ عناد بتاتے پھریں گے۔

تعجب ہے کہ حافظ صاحب کو اس تیرہ وتاریک عہد میں ایک تاریک پہلو تو نظر آگیا اور ایک روشن پہلو انہیں نہیں سوجھا یعنی عبدالماجد دریابادی سید سلیمان ندوی اور اسطرح جو شخص اس معاملہ میں حافظ صاحب کی مخالفت کریگا اُسکی اصلی اور حقیقی وجہ انکی دشمنی نہیں ہے بلکہ وہ عقیدت وارادت ہے وہ محبت والفت ہے جو ہر مسلمان کو خاتم الانبیاء کے چچازاد عزیز بھائی، حبر امت، فقیہ شریعت، حکیم امت حضرت عبداللہ ابن عباس کے ساتھ ہونی چاہیئے۔

معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا ہے بلکہ اس سے بڑھکر اور اس سے زیادہ دیدہ دلیری بیعقلی اور نافہمی کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے جو رسالہ جامعہ بابت ماہ جنوری میں دیا گیا ہے۔ اور اپنے اُسے نادان دوستوں کی غفلت جہالت بے حمیتی وبے غیرتی پر آنسو بہائیے۔

اسلم نے اپنے متبعین اور ساتھیوں میں اعلان کیا تھا کہ وہ وفات سے تین دن بعد جی اُٹھیگا۔ اور آسمان پر فرشتے اُسے اُٹھا لیجائینگے
لیکن ہمارا فاضل پادری کہتا ہے کہ اسکے بجائے کتے اُسکی
سڑی ہوئی لاش کو کھا گئے۔

اسلم ایک غارتگر، قزاق، قاتل، ہر انسانی اور خدائی
قانون کا توڑنے والا تھا۔

غرض اسی قسم کے بہت سے مزخرفات اور ہذیانات ہیں جو اگرچہ حافظ اسلم صاحب کے قلم سے نہیں نکلے ہیں، اگرچہ حافظ صاحب کی تحقیق کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ایک پادری کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں جن کو لفظ بلفظ اسلم صاحب نے اپنے رسالہ جامعہ میں بغیر کسی تردید وتنقید کے شائع کیا ہے۔ جسکے دو جملے ہمنے بجنسہ نقل کئے ہیں اور اپنی طرف سے صرف نام میں تصرف کیا ہے، ہماری غیرت، ہماری حمیت اسکی اجازت نہیں دیتی کہ اسلم کے بجائے دشمن خدا یادریح جن الفاظ کو جس ذات کیلئے استعمال کیا ہے۔ اور جو رسالہ جامعہ میں بھی اپنے اصلی نام کیساتھ موجود ہے اُسکی صراحت کردیں، ہمنے ہر جگہ فرضی نام اسلم استعمال کیا ہے، باوجودیکہ اسلم تنہا حافظ اسلم جیراجپوری کا نام نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور باوجودیکہ کوئی قرینہ دلالت نہیں کرتا ہے کہ جس اسلم کا ذکر کیا گیا ہے وہ حافظ اسلم جیراجپوری ہیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ اسلم صاحب کی رگ حمیت وغیرت پھڑکنے لگے گی، اُنکا چہرہ غصہ سے تمتما اُٹھیگا۔ اور اُنکے گلے کی رگیں پھول جائینگی، اور یہ سب کچھ محض ترادف اسم کی وجہ سے ہوگا، مگر اُنہیں اپنے آپ سے باہر ہونے سے قبل یہ غور کر لینا چاہئیے کہ جب اُنکے رسالہ میں ایک دشمن اسلام کی زبانی ہی سے سہی یہ جملے کسی مسلمان کی نظر سے گذرے ہونگے تو اُسکے دل ودماغ کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذہب کا ہر باخبر آدمی بھی اس بہتان، افترا، کذب، کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے۔ مگر کیا کوئی غیرتمند شخص کوئی جھوٹی گالی سنکر خاموش رہ سکتا ہے کیا دنیا میں اپنی تاریخ دانی کا اثر ورعب قائم کرنے کے لئے اب صرف یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔
گر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد وائے گر در پس امروز بود فردائے

(معنی اجمیری) خاک نشین آستانہ عالیہ

دجّال کے متعلق سردار دو عالم کی پیشین گوئی موجودہ دور میں

نواس بن سمعان کی حدیث میں ہے کہ ہمنے کہا یا رسول اللہ دجال کی سرعت رفتار کا کیا اندازہ ہوگا۔ ارشاد ہوا کہ جیسے ابر کہ اسکو مغربی ہوا (دبور) اڑائے جارہی ہو، ...... (دجال کی زبانی) مجھے عنقریب اپنے جزیرہ سے باہر نکلنے کی اجازت ملیگی سو باہر نکلونگا اور تمام زمین پر گشت کرونگا کوئی بستی ایسی نہیں چھوڑونگا جسمیں نہ اُتروں چالیس دن میں۔

یہ دو ٹکڑے ہیں دو حدیثوں کے پہلے میں وہ نظارہ ہے جو حضور اقدس کے سامنے یورپ کی سریع السیر سواریوں کا کھینچا گیا۔ کہ وہ اپنے ہوائی جہازوں دخانی جہازوں، موٹروں، ریلوں پر بیٹھکر تمام کرۂ زمین کا دورہ کرتا رہا ہے ان سواریوں کی سرعت حضور اقدس کی نظر مقدس میں ایسی پیش کی گئی جیسے مغربی ہوا سے تیز چلنے والے ابر، یہ تو سرعت کا اجمالی نقشہ تھا۔ اب رہا چالیس دن میں کرۂ زمین کو طے کرنیکا مسئلہ سو یہ دوسری حدیث کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے یہ ایک امر واقعہ ہے کہ دجال کی عام سیر وسفر حمل ونقل کی سواریاں ریل اسٹیمر ہوائی جہاز رہینگی جنکی اوسط رفتار فی گھنٹہ (۶۶) میل قرار دیجا اور کرۂ زمین کی کل مسافت پچیس ہزار میل جیسا کہ آج کل کے محققین کا قول ہے تو علانیہ یہ نتیجہ نکلیگا کہ کل مسافت ارض چالیس روز ہی میں طے ہوگی۔ کیونکہ دن رات کے کل چوبیس گھنٹے ہیں ۲۴ کو ۶۶ میں ضرب دو تو ۱۵۸۴ میل روزانہ کا اوسط نکلا۔ اب اسکو ۴۰ میں ضرب دو تو ۶۳۳۶۰ میل ہوئے اب محض چالیس میل کا فرق رہگیا ہے جو کسرات کی وجہ سے ہے اور درحقیقت ایسا فرق کوئی فرق ہم نہیں کہا جا سکتا۔ آپنے دیکھا آج سے تیرہ سو سال پہلے آپکے آقا اور دو جہان کے سردار نبی اُمّی نے کیا فرمایا تھا اور آج وہ لفظ بلفظ کسطرح صادق آرہا ہے بہت ممکن ہے کہ عنقریب ایسی سواریاں بھی عالم ایجاد میں آجاویں جو ہوائی جہاز،

مخدوم عالم عالمیان خواجہ خواجگان
حضرت خواجہ عثمان علیہ رحمہ

از صاحبزادہ مولوی سید محمد اعجاز سلیفنا اعجاز اجمیری

حکایت از قد آں یار دل نواز کنیم
بایں فسانہ مگر عمر خود دراز کنیم

نام و نسب۔ کنیت ابو النور اور اسم گرامی عثمان ہے نسبی حالت پر کسی تاریخ و تذکرہ میں روشنی نہیں ڈالی گئی اور تمام تذکرہ نگار اور مورخ اس باب میں خاموش اور مہر بلب ہیں اسلئے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ آپ کس گلشن بحیزاں کے سرو رواں اور کس بحر بیکراں کے درخشاں تھے۔ البتہ بعض تذکروں کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نسباً آنجناب سید تھے۔

سن ولادت۔ کتب سیر میں سن ولادت کے متعلق کوئی تحقیق نہیں ہے البتہ صاحب کتاب خزینۃ الاصفیا نے بغیر حوالہ کتاب آنجناب کے وصال و سن کے متعلق یہ تحریر کیا ہے۔

وفات خواجہ عثمان پنجم ماہ شوال۔ خواجہ عثمان ہرونی نے پانچویں شوال ششصد و ہفدہ ہجری ست و نود سنہ ۶۱۷ھ میں وصال فرمایا اور ویک سال عمر داشت ۔ اسوقت اکانوے سال کی عمر تھی، پس اگر چھ سو سترہ میں اکانوے کم کردئے جاویں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سنہ ۵۲۶ھ میں جبکہ نیشاپور کے مشہور عالم حکیم عمر خیام کی وفات کو ابھی کچھ ہی برس ہوئے تھے کہ خواجہ عثمان ہرونی تولد ہوئے۔

مولد۔ موضع ہرون علاقہ نیشاپور میں آپکی ولادت باسعادت عمل میں آئی۔ ہرون کے متعلق تذکرہ نویس مختلف بیان ہیں بعض کے نزدیک یہ موضع علاقہ بخارا میں ہے مگر کثرت اس جانب ہے کہ علاقہ نیشاپور میں ہے اور یہی قول محقق معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا اختلاف لفظ ہرونی تلفظ کی نسبت ہے بعض کے نزدیک بفتح الرا اور بعض کے خیال میں لفظ ہارون ہے مگر حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی فرماتے ہیں کہ اصل نام ہرون ہے۔

تعلیم و تربیت قدیم و جدید تمام کتب سیر میں خوارق عادات و کرامات کی تفصیل ضرور موجود ہے مگر افسوس ہے کہ ان کتابوں کا مطالعہ ان بزرگان کرام کی پاک زندگی کے پاک حالات کے متعلق پڑھنے والے کی معلومات میں کوئی اضافہ نہیں کرتا۔ چنانچہ آج کسی تذکرہ کے دیکھنے سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی نے کس مقام پر کس حد تک اور کن اساتذہ سے کیا کیا علوم حاصل فرمائے مگر یہ یقین ہے اور کتب سیر اسکی گواہی دیتی ہیں کہ آپکو کلام الہی حفظ تھا اور آپ علوم نقلیہ و عقلیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ کتاب سیر الاولیا، جو حضور محبوب الہی کے مریدین گرامی قدر میں سے ایک بزرگ کی تالیف ہے اس کا بیان ہے۔

در علم شریعت و طریقت و حقیقت علم وقت بود و مقتدائے اوتاد و ابدال
شریعت طریقت حقیقت کے علامہ تھے اور اوتاد و ابدال کے مقتدا

مجذوب کی صحبت۔ عجیب حسن اتفاق ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مقدس حالات پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کے لئے ابتدائی زمانہ میں مجذوب ابراہیم قندوزی کی ملاقات جستجوئے حق اور ترک دنیا کا سبب ہوئی، اسی طرح مستند روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم عالم و عالمیان خواجہ عثمان کو بھی ابتدائی زمانے میں ایک مجذوب سے صحبت رہی۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے صحیح ملفوظ کتاب خیر المجالس کا خلاصہ روایت یہ ہے۔

خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ عنہ کو چرک نامی ایک مجذوب کی صحبت رہی۔ ایک مرتبہ یہ مجذوب شہر میں گئے۔ اور مسجد میں جاکر زیر محراب سو گئے۔ نماز کا وقت آیا تو موذن نے پاؤں پکڑ کے کھینچا وہ جاگ پڑے اک آہ سرد کی اور منہ سے آگ نکلنے لگی۔ مسجد کی چھت اور دیواریں چوبیں تھیں مسجد جلنے لگی اور مجذوب موصوف وہاں سے چل نکلے اور آگ بھی مسجد سے نکلی اور شہر کے گھروں میں پہنچی، شہر جلنے لگا۔ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری اسی شہر میں موجود تھے لوگوں نے اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپنے مجذوب سے جاکر کہا اے درویش یہ شہر مجھے بخشدیجئے۔ کہا اچھا ایک ثلث بخشدیا شیخ الاسلام نے فرمایا کچھ اضافہ کیجئے کہا دو ثلث بخشے۔ شیخ الاسلام لوٹ آئے۔ چنانچہ شہر کا ایک تہائی حصہ جلکر خاکستر ہو چکا تھا۔

آثار و قرائن، تطبیق واقعات و حالات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہرونی کو مجذوب چرک کی صحبت ابتدائی زمانہ میں حاصل ہوئی تھی۔

بیعت و ارادت۔ افسوس ہے کہ کسی کتاب سے تفصیل کیساتھ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آنجناب کس سن میں بیعت ہوئے اور بیعت کے وقت عمر شریف کیا تھی۔ کتنے عرصہ تک پیر و مرشد کی خدمت میں رہے۔ لیکن تذکرہ نویس اور مورخین ہمزبان ہوکر اس کے ضرور قائل ہیں اور خواجہ خواجگان شیخ الشیوخ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی سے آپ بیعت ہوئے۔ اور کچھ عرصہ بعد خلافت و اجازت حاصل فرمائی۔

سیر و سیاحت۔ آنجناب کی عمر مبارک کا بیشتر حصہ سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ کی تعمیل میں صرف ہوا آپنے مختلف دیار و امصار کا سفر فرمایا۔ قریب قریب ہر مقام پر کچھ نہ کچھ دن قیام فرماکر ریاضت و مجاہدہ فرمایا۔ دوران سفر میں ہزارہا گم کردہ راہ نے آپکے دست حق پرست پر توبہ کی۔ اور ہدایت پائی یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں آپ کو شہرت عام اور مقبولیت تام حاصل تھی۔ چنانچہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری سمرقند و بخارا میں جب تکمیل علوم فرما چکے تو آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور کامل بیس سال بلازم خدمت اقدس رہے غرض یہ ہے کہ آنجناب نے عرب و عجم کے بہت سے شہروں کا سفر فرمایا کئی بار حرمین شریفین کی زیارت کی اور مدت دراز تک وہاں قیام فرمایا۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی بھی اکثر ہمرکاب فیض انتساب رہے۔

سفر ہندوستان۔ صاحب تاریخ فرشتہ نے حاجی قندہاری کی تاریخ کے حوالہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت میں جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیر میں مقیم تھے خواجہ عثمان ہرونی دہلی میں رونق افروز ہوئے۔ لیکن حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا آپسے ملاقی ہونا یہ نا معلوم ہے۔ مگر تعجب ہے کہ عہد التمش اتنا بڑا اہم واقعہ کہ شیخ الشیوخ دہلی میں رونق افروز ہوں اور ہمنوا دہ چشت کے تاجداروں کے ملفوظات کے مجموعوں میں اسکا ذکر تک نہو۔ ہمارا جہانتک خیال ہے یہ روایت ضعیف۔ غیر محقق بلکہ موضوع ہے

شیدا ئے رخ بزلف نکرد التفات ہیچ
دل را بکعبہ بست و بہ بت دستاں نرفت

خوارق عادات۔ آنجناب کا وجود محمود سراپا کرامت تھا۔ اسلئے بات بات میں کرامت تھی، اور آج آپکی کرامات کا شمار قطعاً ناممکن ہے۔ دریائے دجلہ کو پیدل عبور کر جانا اور سطح آب کا یخ بستہ ہوجانا، قبر میں ایک مرید کی مدد کرنا، طئی ارض یعنی دم کے دم میں کہیں سے کہیں پہنچنا، شان جلال یعنی ایک بدبخت کا تحقیک، اسیوقت کوٹھے سے گرکر ہلاک ہونا جبکہ آپ کی زبان مبارک سے بددعا نکل رہی تھی۔ ستر کافروں کا خدمت اقدس میں حاضر ہونا اور آپ کا کشف باطن یعنی انکے دلی خیالات پر آگاہی پالینا اور سب لوگوں کا تائب ہوکر مرید ہوجانا جلتی ہوئی آگ کے اندر تشریف لیجانا اور صحیح و سلامت واپس آجانا۔ ان تمام کرامات کی تفصیل ہمارے تالیف کردہ رسالہ خواجہ عثمان ہرونی میں موجود ہے۔

نکاح و اولاد۔ کسی مستند و غیر مستند تذکرہ اور تاریخ سے اس عنوان کے ماتحت کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ علامہ آزاد بلگرامی نے اپنی کتاب مآثر الکرام کے صفحہ ۶۴ پر شیخ احمد معروف بہ شیخ الاسلام بلگرامی کے حالات میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ احمد حاجی سالار قنوجی کی اولاد سے ہیں۔ اور حاجی سالار قنوجی حضرت خواجہ عثمان ہرونی کی اولاد میں سے تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب سے نسل پاک جاری ہوئی۔

وصال و مزار مبارک۔ ۶ شوال سنہ ۶۱۷ھ میں حضرت مخدوم عالم و عالمیان حضرت خواجہ عثمان ہرونی علیہ الرحمۃ و رضوانہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ مزار مبارک مکہ معظمہ کے سوق لیل میں زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ استاذ محترم شیخ الشیوخ حضرت مولانا عبد الباری قدس سرہ فرنگی محلی نے اپنے صرف سے مزار مبارک کے گرداگرد سنگ مرمر کا کٹھرہ تعمیر کرایا تھا مگر نہ معلوم کہ اب شیخ نجد (ابن سعود) اور اسکی ذریات نے اسکے ساتھ کیا سلوک کیا۔

وہاں حرم ہے یہاں دل سرا عثمانی و خدا کے دونوں گھر دنیا میں ہیں جا عثمانی
بنادیا ہے خواجہ کو رحمۃ للہند یہ سب عطائے رسول اور عطائے عثمانی

خلفا اور مریدین۔ خواجۂ خواجگان خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری خلیفہ اعظم، شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری۔ خواجہ

معز الدین گردیزی، شیخ سعدی لنگوچی، شیخ محمد ترک،،

شہ عثمان ہرونی

از جناب شیخ محمد آل حسن وارثی مسرور

سراپا شکل نورانی شہ عثمان ہارونی ظہور ذات یزدانی شہ عثمان ہارونی
سر اقلیم خوبانی شہ عثمان ہارونی بلا شک ظل سبحانی شہ عثمان ہارونی
مرے خواجہ کے ہادی، پیر مرشد، رہبر کامل محیط علم روحانی شہ عثمان ہارونی
تصدق اپنے خواجہ کا کرم کر دو مرے مولا مجھے ہے سخت حیرانی شہ عثمان ہارونی
گھرا ہوں ورطۂ غم میں مدد مجھ پہ ہو جائے کرتا ہو فضل رحمانی شہ عثمان ہارونی
تمہارا بردہ مسرور کرتا ہے بہر لحظہ
تمہاری ہی ثنا خوانی شہ عثمان ہارونی

ناکامی تدبیر

از جنابہ زاہدہ خاتون صاحب بنت حاجی محمد ارتضی خانصاحب
تلمیذ جناب آسد لکھنوی

برآئی نہ کوئی حسرت دل ناکام ہر ایک تدبیر رہی
ہر بات محبت میں میری پابند خط تقدیر رہی
الزام سے خون ناحق کے میرے نہ کبھی تم بچ سکتے
یہ شکر کرو کہ سر محشر خاموش زبان تیر رہی
شرمندۂ مرگ نہ ہوگا پھر اس محفل ہستی میں کوئی
قبضہ میں مرے قاتل کے اگر کچھ روز یونہی شمشیر رہی
یہ آس جو ہو تو کیونکر ہو بر آئینگی امیدیں سب
باقی نہ فغاں میں کوئی اثر آہوں میں نہ کچھ تاثیر رہی
بالیں سے تمہارے اٹھتے ہی ہر چارہ گر کی کچھ نہ چلی
بیمار محبت بچ نہ سکا ناکام ہر ایک تدبیر رہی
دل جبکے اسی نے سنبھالا ہے، طوفان جنوں سے بچا لایا ہے
فرقت کی اندھیری راتوں میں سینہ پہ تری تصویر رہی
کب بہر عیادت گھر سے چلا، میں جبکہ اس عالم ہی میں تھا
اک عمر تغافل پیشہ کو، شرمندگی تاخیر رہی
پابندئ غم سے چھٹ نہ سکے، صدمات محبت اٹھ نہ سکے
آزاد خیالی دیوانوں کی انکے لئے زنجیر رہی
یہ خواب پریشان ہستی، اللہ تھا کتنا پر معنی
نکلا نہ نتیجہ کوئی بھی گو کشمکش تعبیر رہی
دنیائے وفا میں کام مرا، بنتا تو بھلا کیونکر بنتا
قسمت کی طرح سے برگشتہ، جب چشم بت بے پیر رہی
ظاہر ہے اسی سے دنیا پر اے زاہدہ حسن و عشق کا فرق
جرم ان کا نہ کوئی جرم رہا، تقصیر مری تقصیر رہی

اخبار آستانہ

رموز و نکات

حضرت نقاد کے قلم حقیقت رقم سے

ترادف اسم یعنی ہمنامی بڑی عجیب چیز ہوا کرتی ہے، تجربہ گواہ ہے کہ دو ہمنام انسان بلحاظ عادت و خصلت اور باعتبار حالت و کیفیت ایک دوسرے سے بہت مماثل ہوتے ہیں حتی کہ بعض اوقات صورت و شکل میں بھی مشابہت تامہ پائی جاتی ہے۔ اسی لئے تسمیہ مولود کیوقت نیک شگون اور مبارک فال لیلئے کوئی اچھا نام تجویز کیا جاتا ہے۔

آج حاتم و رستم کے نام سخاوت و شجاعت کی بدولت ایسے مقبول ہوئے کہ کسی سخی اور کسی بہادر کی تکمیل توصیف ہی اسیوقت ہوتی ہے جبکہ اسے حاتم یا رستم کے نام سے یاد کیا جائے۔ اسیطرح شمر و یزید کے نام ہیں جو بجائے خود ایک دشنام غلیظ کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی مسلمان کسی مسلمان کو ان ناموں سے یاد نہیں کر سکتا۔ حالانکہ یہی نام تھے جو واقعہ کربلا سے پہلے مسلمانوں کے ہوا کرتے تھے اور اسوقت کوئی عیب نہیں تھا آپنے سنا ہوگا کہ بچہ سقہ۔ جو ایک ڈاکو ہے، غاصب ہے، کمظرف ہے جس نے کابل کی سرزمین پر قتل و غارت کا فتنہ برپا کیا۔ کشت و خون کا بازار گرم کیا، مسلمانوں کے امن و امان میں خلل ڈالا۔ اب اس نے اپنا کیا نام رکھا ہے " حبیب اللہ "

" برعکس نہند نام زنگی کافور "

کبھی کہتا تھا الکاسب حبیب اللہ اک عالم
کبھی مرد سخی کو خلق کہتی تھی حبیب اللہ
مگر اس دور میں ایسی ہوا بدلی کہ بن بیٹھا
قصائی بھی حبیب اللہ بہشتی بھی حبیب اللہ
" نقاد "

آپنے دیکھا ہوگا کہ بعض خراب و خستہ حال گویئے گلی گلی کوچہ بکوچہ گا گا کر گدائی کے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ پالتے ہیں، انمیں آجکل سب سے زیادہ قابل افسوس حالت اس بے سرے گویئے کی ہے جسکی نہ آواز اچھی ہے اور نہ وہ بیچارہ گانا جانتا ہے، البتہ اسکے زعم باطل نے اسے ایک ماہر فن کامل خنیاگر ضرور تسلیم کر لیا ہے، اور وہ غریب اسی سودائے نیم پخت کی بدولت اب گدائی کے ٹکڑوں سے بھی محتاج ہو گیا ہے، اور دنیا کی نگاہ میں حقیر و ذلیل ہے مگر برا ہو بدقسمتی کا کہ جنون و خبط کا جن اس بری طرح سے اسکے سر پر سوار ہوا ہے کہ ان تمام ذلتوں اور رسوائیوں کے باوجود بھی وہ اپنے بے سرے گانے سے باز نہیں آتا۔ چاہے کوئی سنے یا نہ سنے۔

" کس بشنود یا نشنود آو می سرایم دمبدم "

آئی شامت تو کیا موت کا ساماں خود نے
اپنے ہاتھوں سے ہوا خود ہی خراب اور بدحال
ٹھوکریں کھا کے بھی کمبخت نہ سنبھلا افسوس
گائے جاتا ہے وہی راگنی پیارو قوال
" نقاد "

بندر کی دوستی کا کوئی ایک قصہ نہیں بلکہ بہت سے قصے عام و خاص زبانزد ہیں، اس لئے کہ بندر کی دوستی کا خمیازہ ایک دو بار نہیں پانچ دس بار نہیں بلکہ بارہا حضرت انسان اٹھا چکے ہیں۔ کچھ دن ہوئے جب پہاڑی قبیلے کے ایک شیخ کے ساتھ بھی اسی قبیل کا ایک واقعہ پیش آ چکا ہے۔ یعنی جعفر زٹل کی کھرچن کھانیوالے ایک باترنی بوزنہ صفت انسان نے بیچارے شیخ کی شان میں ایک بیہودہ کان میں قصیدہ پر قصیدہ لکھ لکھکر بیچارے شیخ کی اندرونی کمزوریوں سے بھی شیخ کے حریفان علم کو واقف و آگاہ کر دیا۔ اور اسطرح غریب شیخ کی مٹی پلید کرنے میں یہ نادان دوست بھی دشمنوں کیساتھ ہو گیا، اور بالآخر سر بزم شیخ نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے یہ مصرعہ دھرا دیا

دونوں کی ضد نے خاک میں مجھکو ملا دیا۔

سچ تو یہ ہے کہ اس اعتبار سے بندر کی دوستی کو اس حیوان صفت انسان کی دوستی پر بہرحال ترجیح حاصل ہے۔ بقول ناصاب (صاحب)

- بوقت تیرہ بختی آشنا بیگانہ میگردد -

اپنا پرایا کوئی نہ کام آیا شیخ کے بدبختی نے آخر آکے یہ صلا دیا
کوچہ بکوچہ شیخ کی مٹی ہوئی پلید اور بلبلا کے انہنے ہر اک دل ہلا دیا
آخر کو تھک کے بزم میں اقرار کر لیا دونوں کی ضد نے خاک میں مجھکو ملا دیا
" نقاد "

سنا جاتا ہے کہ جب قیامت قائم ہونیکا زمانہ بالکل قریب آ جائیگا تو کمینے شریف و نیر غرانے لگیں گے اور ایسے لوگ جنکے حسب نسب کا کوئی پتہ نہیں ہوگا۔ اچھے حسب نصب والوں کو طعنہ دینگے، بیمغز جاہلونکو علم و فضل کا زعم ہو جائیگا۔ کمظرف لوگ قوم کی سرداری کی آرزو اور تمنا کریں گے۔ مولوی خوشامد و دنیا طلبی سے روپیہ کماتے پھریں گے۔ آپ باہر کیوں جائیں۔ اسی شہر میں اسکی مثال موجود ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اے طالب جاہ و مال دنیا کے مرید اے متبع طریقۂ شمر و یزید
ساداتسے بغض و کینہ و رشک و عناد پڑھ آیۂ اِنَّ شَانِئَكَ لَشَرِیْد
" نقاد "

مثل مشہور ہے کہ جب شغال کے سر پر موت کا بھوت سوار ہوتا ہے تو وہ دیوانہ وار بستی کیطرف دوڑتا ہے۔ اور آخر پنجۂ اجل میں گرفتار ہو کر اسکی ساری دوڑ دھوپ تمام ہو جاتی ہے، آج اس مثل کا حقیقی مصداق بیچارہ ایک خانہ ساز غازی ہے جس نے اپنی قوت و طاقت کا اندازہ نکرتے ہوئے اپنے سے زیادہ قوی بازو حریفوں سے لڑائی کی ٹھہرائی اور جب شکست و ہزیمت، و ناکامی و نامرادی، کی ذلت و رسوائی بیچارہ کے حصہ میں آئی تو تو لوک دم ہو کر میدان چھوڑ بھاگا مگر زبردست پنجہ سے چھٹنا دشوار تھا، بھاگ کے جاتا کہاں بالآخر شکار ہوا۔

اب اسے ڈھٹائی کہو، یا یہ سمجھو کہ اپنی نامراد اور ناکام دل کو تسلی اور تشفی دینے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ اس شکست و ناکامی کے بعد بھی اپنے آپ کو فتحمند و کامیاب سمجھا جاتا ہے اور اپنے منہ سے میاں مٹھو اپنے آپ کو غازی کہا جاتا ہے۔

" پھیر اپنی سمجھ سمجھ کا ہے پھیر "

غازی کا لقب اور آپ ماشاء اللہ اس شکل پہ یہ خطاب سبحان اللہ
بو کفر کی تیرے منہ سے آتی ہے ہنوز اے نیم مسلماں۔ کہ اللہ اللہ
" نقاد "

المکاتبات والمراسلات

کب تک نہ جاگوگے

اُٹھو اے نیند کے ماتو کہ سر پر آفتاب آیا،
غضب ہے گر ہے اب بھی خواب غفلت کا نشہ باقی

اخبار مبلغ اور الامان نے سیکرٹری بھارتیہ شدھی سبھا کا ایک بہتی پیغام حال ہی میں شائع کیا ہے جس میں وہ اعلان کرتے ہیں کہ موضع سوائی کے ضلع گڑگانواں میں ۴۰ گھر ونکو مرتد کر لیا گیا جو ۲۰۰ اشخاص پر مشتمل ہیں مبلغ رقمطراز ہے کہ موضع سوا ایسا ہیں کوئی مسلمان سوائے میوات کو نہیں جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اب میوات پر بھی ارتداد کا حملہ شروع ہو گیا کچھ زیادہ دن نہیں گذرے کہ ریاست جاورہ میں ایک کثیر تعداد شدھ ہو جانیکی اطلاع اخبارات میں شائع ہو چکی ہے پر کیا ہوا کیا مسلمان ان واقعات سے کوئی درس عبرت نہیں حاصل کرینگے ارکان شدھی اور سنگٹھن نے مسلمانوں کی اس عادت کو بخوبی پہچان لیا کہ ان میں تعمیری ٹھوس کام کرنے کا مادہ ہی نہیں مادہ ہنگامی شور و شغب پر ہو سکتے ہیں لیکن جب تک دردناک واقعات کو ان کی نگاہوں کے سامنے رکھا جاوے وہ خیرگی اور استعجاب کے ساتھ انکو دیکھتے رہتے ہیں اور جہاں ذرا اپنے سے ہوا وہ یہ کہتے ہوئے بستر راحت پر محو خواب تغافل ہو جاتے ہیں کہ

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

انکو مذہبی حمیت کے جوش بھی آجاتا ہے مگر اس کی حیثیت پانی کے بلبلے سے زیادہ نہیں ہوتی لہذا موجودہ دور انتشار و افتراق میں جبکہ ہندو رپورٹ مسلمانوں کی توجہ کو اپنی جانب منعطف کئے ہوئے تھا شدھی پرچارک اطمینان کے ساتھ اپنا کام کرتے رہے اور ہمکو ہوش آیا تو کب جبکہ انہوں نے اپنی کامیابی کا اعلان کرکے خود بغلیں بجائیں ایک طرف حریف مقابل ہے جس کا سرمایہ بیش قرار جس کا نظام مستحکم جس کا میدان عمل وسیع دوسرے مسلمان ہیں جنکی غفلت کی نیند روز بروز گہری ہوتی جاتی ہے جنکا شیرازہ خطہ بخطہ منتشر ہو رہا ہے اور جو تبلیغ جیسے اہم فریضہ مذہبی کو بھی پس پشت ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھ رہے ہیں سہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا جمعیۃ ہذا کے سالانہ رپورٹ میں ہم نے اپنا آئندہ پروگرام شائع کیا تھا جس میں جمعیۃ کے دائرہ عمل کو راجپوتانہ و سنٹرل انڈیا اور دیسی ریاستوں تک وسیع کرنے کی اشد ضرورت بتلائی تھی اور اس لئے مبلغین کی تقرری کو لازمی امر قرار دیا تھا اپنے ان ارادوں کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کو اسپیشل چندہ فراہم کرنے کی اپیل کی تھی لیکن کیا مسلمانوں نے اس پر کوئی توجہ کی کچھ نہیں بلکہ ہوا تو یہ ہوا کہ جنوری ۱۹۲۸ء کی بہ نسبت فروری میں معینہ رقومات میں سے بھی تقریباً پچاس روپیہ کم وصول ہوا یہ ہے مسلمانوں کو تبلیغ کیساتھ وابستگی سہ

دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ میوات ایک بڑی کثیر تعداد قوم ہے اور ملکانے وغیرہ میرات سے کہیں زیادہ مضبوط ہے اس قوم کی بڑی تعداد ریاستہائے الور و بھرت پور میں آباد ہے جن کی حدود ضلع گڑگانواں سے پیوستہ ہیں یہ ریاستیں جمعیۃ مرکزیہ کے دائرہ عمل میں ہیں اور انکی بابت صرف ایک مقام پر ملکو قصبہ اور سہر ضلع میں سماج کمیٹیاں جاری ہیں پس اگر بڑھتے ہوئے سیلاب ارتداد کا جلد از جلد کوئی تدارک نہ کیا گیا تو نتیجہ جس قدر خطرناک ہوگا اوس کا تصور بھی صرف ایک مسلمان کو لرزہ براندام کردینے کے لئے کافی ہے۔ لہذا میں انتہائے کرب و اضطراب کیساتھ مسلمانوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے واسطہ دیکر اپیل کرتا ہوں کہ عید مبارک کی خوشی میں جسقدر ان سے ممکن ہو سکے مصارف عید میں کفایت کرکے بصورت نقد و بشکل اناج فطرہ تبلیغ کو ہنگامی امداد پہونچائیں اور آئندہ کے لئے کمسے کم رقم ماہوار مقرر کرکے دفتر میں درج کرا دیں تاکہ (۱) جلد از جلد گشتی مبلغین کا تقرر عمل میں لایا جاوے اور ان کے ذریعہ (۲) راجپوتانہ و سنٹرل انڈیا میں مسلمانوں کی تبلیغی انجمنیں جاری کی جاسکیں نیز انکو اور (۳) موجودہ انجمنوں کو جمعیۃ ہذا سے باضابطہ ملحق کیا جاسکے (۴) دیہات اجمیر میرواڑہ میں مزید وہ سیلے جن کی سخت ضرورت ہے جاری کئے جاسکیں تاکہ تبلیغی نظام بہر حیثیت وسیع و مستحکم بن جائے مجھے امید ہے کہ میری درد ناک آواز صدا بصحرا ثابت ہوگی اور مسلمان اس پر ضرور کان دھرینگے۔ وما علینا یا اخی الا البلاغ۔

میں ہوں تمہارا بھائی محمد یوسف خاں حنفی عنہ
سکرٹری جمعیۃ تبلیغ الاسلام راجپوتانہ
و سنٹرل انڈیا اجمیر القدس

ایک مراسلہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب معزز اینگلو انڈین اخبار پائنیر الہ آباد نے بہمدردی حضور ملک معظم شہنشاہ جارج پنجم دام اقبالہم کی صحتیابی کی خوشی میں ایک فنڈ موسومہ دی پائنیر تھینکس گونگ فنڈ کا افتتاح کیا ہے جس میں چندہ کی رقم کم از کم ایک آنہ اور زائد تا یکصد روپیہ قرار دی ہے۔ اس فنڈ کی رقم ہز اکسیلنسی جناب گورنر جنرل و ایسرائے بہادر ہند کی خدمت میں پیش کی جائیگی کہ وہ غریب اور محتاج ہندوستانیوں کی بہبودی میں صرف فرمائیں۔ لہذا آنجناب بھی اپنے اخبار میں ایسی فہرست چندہ جاری کر دیں اور اپنے معزز ناظرین کو اس کی جانب توجہ دلائیں۔ اور جو روپیہ آپکو وصول ہو وہ اخبار پائنیر الہ آباد کو ارسال فرمائیں سنر میں میں آپکے موقر اخبار کے ذریعہ متوسلین آستانہ اقدس کو خصوصاً اور برادران اسلام کو عموماً توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں شرکت فرما کر حضور ملک معظم کی صحتیابی پر اپنی دلی خوشنودی اور وفاداری کا اظہار فرمائیں۔

نیازمند
نور الحسن حنفی متولی وکیل حضرت صاحبزادگان خاندان حضرت خواجہ سلطان الہند
غریب نواز اجمیر شریف: ۴ مارچ ۱۹۲۹ء

"یتیم خانہ معینیہ سعیدیہ"

یتیم خانہ معینیہ سعیدیہ ایک عرصہ سے مذہب اسلام کی خدمت کر رہا ہے اس یتیم خانہ میں مسلمان یتامیٰ کی جس عمدگی کیساتھ پرورش تعلیم تربیت ہو رہی ہے اس یتیم خانہ کے ہر معائنہ کرنیوالے کی زبان اُس کی تعریف میں رطب اللسان ہے آمد و خرچ کا حساب صاف ہے برادران اسلام! اللہ کے کلام میں سرکار دو عالم کی احادیث میں بار بار یتیموں پر شفقت و عنایت کرنیکا حکم آیا ہے۔ مسلمان بھائیو! آج دشمنان اسلام کی نگاہ زیادہ تر غریب مسلمانونکے انہی یتیم بچوں پر لگی ہوئی ہے اور اس تاک میں ہیں کہ موقعہ پاکر اپنی مالی قوت سے ان بچونکو اپنے حلقۂ مذہب میں کھینچ لیں ایسی حالت میں مسلمانوں کے اس فرض کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ وہ یتیم بچوں کی مدد کرکے نہ صرف یتیموں کی حفاظت کریں بلکہ مذہب اسلام کی حفاظت کریں۔

پس کون اللہ کا بندہ ایسا ہے جو اپنی نیک کمائی میں سے کچھ حصہ ان یتیم بچوں کے لئے نکالکر اپنے اللہ اور اپنے آقا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کریگا اور کون چاہے گا وہ مسلمان ہے کہ اپنی امداد سے ان یتیم بچونکو خوش کرکے نعمت دینی حاصل کریگا۔ رمضان کا مبارک مہینہ اپنی سعادتیں اور برکتیں مخلوق پر تقسیم کرکے رخصت ہو گیا۔ عید آگئی۔ اب آگے بڑھو اور زکوٰۃ کی رقم کو کسی ایسے کار خیر میں صرف کرو کہ اُس سے دینی اور دنیاوی دونوں کام سدھر جائیں اسوقت اور اس زمانہ میں یتیموں کی اعانت کرنے سے ایک طرف اللہ اور اُس کے رسول کی خوشنودی ہے اور دوسری طرف اپنے مذہب کی حفاظت ہے جو صاحب کچھ عنایت فرمائیں تو اس پتہ پر اعانت فرمائیں

اجمیر شریف، مونڈری محلہ، سکرٹری صاحب یتیم خانہ معینیہ سعیدیہ
ایک نامہ نگار

معائنہ کتب خانہ انجمن خدام خواجہ

(از جناب مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلی ایڈیٹر اخبار خادم الحرمین)

آج ۲۲ر اکتوبر ۲۸ء کو مخدوم زادہ جناب مولانا سید عبدالباری صاحب اجمیری کی دعوت پر انجمن خدام خواجہ کے کتب خانہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ یہ خبر ہر متوسل دربار خواجہ کے ہم ایسے غلامان اجمیر کیلئے نوید مسرت و مژدہ حیات افزا ہے کہ اجمیر شریف کے محترم صاحبزادوں میں روز بروز علمی مذاق بڑھ رہا ہے۔ یہ کتب خانہ بھی ان ہی محترموں کے شوق علمی کا ایک قابل قدر و باعظمت کرشمہ ہے۔ کتابیں بھی ہیں، اخبارات بھی ہیں۔ اور سب سے زیادہ وجہ کشش علم کا ایک آباد میکدہ ہے کتابیں عموماً مفید ہیں اور مذہبی ہیں۔ صفائی اور خوش انتظامی ماشاء اللہ ہر چیز سے نمایاں ہے۔ کیا اچھا ہو کہ یہ کتب خانہ جلد ایک مرکزی وسعت اختیار کرلے۔ اور جس طرح اجمیر شریف ہندوستان کے روحانیوں کا کعبہ ہے اُسی طرح یہ کتب خانہ بھی مرکز ادباء و علماء ہو جائے چونکہ ایک گنہگار کو رحمت ایزدی کی زیادہ اُمید ہوتی ہے اس لئے سراپا عصیاں ہونیکے باوجود دست بدعا ہوں کہ خدا اس کتب خانہ کو روز بروز ترقی عنایت کرے ہر خادم خواجہ (ماشاء اللہ ہندوستان میں سات کروڑ ہیں) اس کی امداد کی طرف متوجہ ہو جائیں والسلام

فقیر شہید انصاری فرنگی محلی
نائب معتمد جمعیۃ مرکزیہ خدام الحرمین ہند
مدیر اخبار خادم الحرمین لکھنؤ

حوادث محلیہ

حاضرین آستانہ :- ۱۷ ر رمضان کو بھگونت راؤ نا بابی ڈونگری رئیس آشٹی چالیس ہمراہیوں کے ساتھ موٹروں کے ذریعہ وارد اجمیر ہوئے۔ یادگار میں قیام کیا اور اپنے وکلا رصاحبزادہ سید زین الکاملین صاحب اور صاحبزادہ سید محمد امین صاحب کے ذریعہ زیارت سے مشرف ہوئے چوتھے دن موٹروں ہی کے ذریعہ واپس ہوئے۔

۱۸ ر رمضان صبح میل ٹرین سے جناب خان بہادر محمد پناہ سندھ اور جناب ایم کے احمد ایم ال اے بیرسٹرایٹ لا کلکتہ وارد اجمیر ہوئے صاحبزادہ سید نند محمد صاحب کے ذریعہ زیارت سے مشرف ہوئے

۲۰ ر رمضان کو صبح کی ٹرین سے دہلی واپس ہوئے۔

۱۵ ر رمضان کو عالیجناب نواب احمد یار خاں صاحب دولتانہ لاہور سے براہ دہلی پانچ بجے کی ٹرین سے وارد اجمیر ہوئے اور اپنے وکیل جناب صاحبزادہ مولوی سید عبد الوحید صاحب پروفیسر مئو کالج کے ذریعہ شرف بہ زیارت ہوئے اور اسی تاریخ رات کو احمد آباد میل سے براہ دہلی واپس تشریف لیگئے۔ نواب صاحب موصوف نے اخبار آستانہ کے اجراء پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے مبلغ ۲۰ بیس روپیہ سالانہ سے اخبار آستانہ کی اعانت قبول فرمائی۔

مہاراجہ جودھپور :- ۲۴ ر فروری سہ پہر کو تین بجے ہز ہائینس مہاراجہ صاحب جودھپور بذریعہ اسپیشل ٹرین اجمیر پہنچے۔ ہز ہائینس اجمیر میں پولو کی شرکت کیلئے آئے ہیں۔ آٹھ دن قیام رہیگا۔ آپکے ساتھ سر جنرل میکواٹ، اور ڈاکٹر سر رابٹ سن دو قابل ذکر اصحاب بھی ہیں۔ سر جنرل میکواٹ کچھ دن سے آجکل نیو ہاسپٹل قائم کرنے کے لئے جودھپور میں بلائے گئے ہیں۔

فلاور شو :- ۲ ر مارچ کو حسب دستور دولت باغ میں پھولوں کی نمائش کیگئی۔ اور دولت باغ کو فردوس بہار بنایا گیا روش روش پر حسین و رنگین پھولوں کے گملوں کا منظر عجیب دلکش اور نظر فریب معلوم ہوتا تھا، دولت باغ کی یہ تمام تر آراستگی اور پیراستگی مسٹر فرنزر سپرنٹنڈنٹ لوکو آفس جیسے منظر پرست کی لطیف کوشش کا نتیجہ ہے جو ہر سال خراج تحسین لئے بغیر نہیں رہتا۔

گارڈن پارٹی :- ۲ ر مارچ کو فلاور شو کی تقریب کے موقعہ پر عالیجناب صاحب کمشنر اجمیر میرواڑہ کی جانب سے دولت باغ میں حکام اجمیر اور والیان ریاست کو گارڈن پارٹی دیگئی۔

پولو ٹورنامنٹ :- ۲۸ ر فروری، ۱ ر مارچ ۴ مارچ کو پولو گراؤنڈ میو کالج اجمیر ٹیم، اور جودھپور کی مہاراجہ ٹیم کے درمیان پولو میچ ہوئے۔ میو کالج ٹیم کے بہترین پلیر مہاراجہ صاحب جے پور ہیں جو بغرض تعلیم میو کالج اجمیر میں مقیم ہیں، مہاراجہ ٹیم کے بہترین پلیر مہاراجہ صاحب جودھپور ہیں۔ سنا گیا ہے کہ مہاراجہ ٹیم کچھ گولوں سے جیتی۔ فائنل میچ کے دن جودھپور کی مہاراجہ ٹیم اور رسالہ ٹیم کے درمیان، جو میچ ہوا سنا گیا ہے کہ اس میں مہاراجہ ٹیم سات گولوں سے جیتی۔

ٹی پارٹی :- ۴ ر مارچ پولو کے فائنیل میچ کے دن عالیجناب صاحب چیف میڈیکل آفیسر راجپوتانہ کی جانب سے والیان ریاست اور حکام اجمیر کو پارٹی دی گئی۔

مہاراجہ صاحب جودھپور۔ مہاراجہ صاحب جے پور۔ مہاراجہ صاحب دھولپور۔ (جو بذریعہ موٹر اسی دن اجمیر پہنچے تھے) مہاراجہ صاحب کوٹہ بوندی۔ ولیعہد بہادر شاہ پورہ اور معزز حکام اجمیر نے اس پارٹی میں شرکت کی، اور والیان ریاست کے معزز ہمراہی، اور میو کالج کے معزز طلبا اس پارٹی میں شریک تھے۔

مہاراجہ صاحب جودھپور کی واپسی :- ۵ مارچ رات کو ہز ہائنس مہاراجہ صاحب جودھپور اسپیشل ٹرین سے واپس ہوئے۔

دین فطرت کی کشش :- یکم مارچ کو بھورا ولد چھیتر قوم حجام عمرہ ۲۰ سالہ ساکن موضع موٹھانہ علاقہ ریاست الور، بعد نماز ظہر بمقام جامع مسجد آستانہ عالیہ مولوی احمد حسین صاحب رامپوری کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اسلامی نام الہ دین رکھا گیا خدائے برتر توفیق استقامت عطا فرمائے۔

۵ ر مارچ کو ڈولی چند ولد گنگا دین قوم برہمن عمر ۱۸ سالہ ساکن جبل پور قبل نماز عشا جامع مسجد آستانہ عالیہ میں، مولوی احمد حسین صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا خدائے عزوجل ثبات بخشے۔

نکاح :- ۵ ر مارچ مسماۃ امامن بنت عید و بیوہ امیر ساکنہ بدایوں عمرہ ۲۰ سالہ ستار خاں ولد کریم خاں ملازم کیرج محلہ چراغچیان اجمیر کے نکاح میں آئی۔ جامع مسجد آستانہ عالیہ میں مولوی احمد حسین صاحب رامپوری نے خطبہ نکاح پڑھا۔

عرس :- ۵ ر شوال مطابق ۱۷ یا ۱۸ مارچ کو مخدوم عالم و عالمیان خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس مبارک کی تقریب میں حسب دستور سماع خانہ آستانہ عالیہ میں رات کو ساڑھے گیارہ بجے مجلس سماع باقاعدہ منعقد ہوگی، اور دوسرے روز دن کو گیارہ بجے سے مجلس سماع شروع ہوکر ڈیڑھ بجے فاتحہ و قل ہوگا۔ طالبان خیر و برکت اور جویان فیوض و سعادت کو مژدہ ہو کہ حاضری آستانہ اجمیر کے لئے اس سے بہتر اور موقعہ کب آئیگا۔ جبکہ خود صاحب آستانہ اجمیر کے پیر و مرشد و شیخ طریقت کے یوم وصال کی تقریب میں مجالس عرس مقرر ہوں گی۔

جنتی دروازہ :- صبح عید کے چار بجے کھلا اور عید ہی کے دن سہ پہر کو معمول کر دیا گیا۔ اب ۶ ر شوال کی صبح کو چار بجے کھلیگا اور سہ پہر کو تین بجے معمول ہو جائیگا۔

اخبار الہند

مہارانی کوچ بہار کے زیورات کا سرقہ

نئی دہلی ۲ ر مارچ کوتوالی نے کل رات میں بڑی رات گئے چند لوگوں کو بڑی عیاری سے گرفتار کر لیا۔ یہ گرفتاری مہارانی صاحب کوچ بہار کے زیورات کے سرقہ کے سلسلہ میں کیگئی ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ پندرہ روز قبل سرایڈون ٹیلیں کے مکانیں چور داخل ہوئے اور تقریباً دو لاکھ روپیہ کے قیمتی زیورات مملوکہ مہارانی صاحب چرا لیگئے۔ جو اسوقت سرایڈون کے مہمان کی حیثیت سے انکے مکانیں ٹھیری ہوئی تھیں۔

مسٹر ملک وادی دیال سپرنٹنڈنٹ کوتوالی کو یہ اطلاع ملی کہ چند زیورات دہلی کے بازار میں فروخت کئے جا رہے ہیں۔ نائب مہتمم کوتوالی نے مشتبہ اشخاص کے پیچھے آدمیوں کو لگا دیا۔ اور یہ معلوم کیا کہ وہ لوگ کہاں رہتے ہیں۔ گزشتہ شب میں بڑی رات گئے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کوتوالی نے مع سب انسپکٹر جیت سنگھ و سب انسپکٹر عبد الوحید مشتبہ اشخاص کے مکانات واقعہ قرول باغ پر حملہ کیا اور

تاریخ السلف

مولینا خواجہ معنی کی معرکۃ الآرا تصنیف جس پر ہندوستان کے اکثر مشہور اصحاب قلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہو۔ اس کتاب میں خواجۂ بزرگ کے صحیح اور محقق حالات درج ہیں کاغذ عمدہ کتابت و طباعت عمدہ قیمت بلا محصول ۱۰

(ملنے کا پتہ)

دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر

خواجہ عثمان ہرونی رض

صاحبزادہ مولوی سید اعجاز علی صاحب کی تصنیف ہے جسمیں خواجۂ بزرگ کے پیر و مرشد کے حالات صحیح صحیح تاریخی تحریر کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴

(ملنے کا پتہ)

دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر

خواجہ فخر الدین

حضرات خدام آستانہ صاحبزادگان کے جد امجد کے محقق و صحیح حالات۔ مصنفہ مولانا خواجہ معنی اجمیری قیمت ۴

(ملنے کا پتہ)

دار الاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر

بیرونی ممالک

زائران حرمین شریفین = مکہ معظمہ کا اخبار اُم القریٰ ۲۸ شعبان کو رقمطراز ہے کہ اس تاریخ تک ۲۸۹۰۴ کی تعداد میں حجاج پہنچ چکے ہیں۔

ترکی میں مخلوط شادیاں = ترکوں میں غیر ترکی خواتین کے ساتھ شادی کا جو رواج اب عام ہوگیا تھا۔ مجلس ملیہ انگورہ کے ایک اجلاس میں ایک قانون منظور کیا گیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ سرکاری ملازمین سے جو غیر ترکی عورت سے شادی کریگا وہ برخاست کر دیا جائیگا۔

ترکی کا مجوزہ قرضہ = ڈچ اور جرمن بنکوں نے ترکی حکومت کو قرضہ دینے کے امکانات پر تحقیقات شروع کردی ہے۔ حکومت ترکیہ بادن لاکھ پونڈ قرض لینا چاہتی ہے۔

فلسطین اور یہودی = ماہ دسمبر کے مہینہ میں ۱۰۷ یہودی فلسطین آئے اور صرف ۹۹ باہر گئے۔ کل سال بھر میں باہر سے آکر فلسطین میں بسنے والے یہودیوں کی تعداد ۲۶۱ تھی۔ اور ہجرت کرنے والوں کی ۱۸۷۔

مصر کی تجارت = دسمبر کے مہینہ میں مصر میں ۴۸ لاکھ ۴۸ ہزار ۸ سو نو مصری پونڈ کی مال کی درآمد ہوئی حالانکہ اس سے ایک سال پہلے اسی ماہ میں ۴۷ لاکھ ۵۲ ہزار نو سو ۵۵ مصری پونڈ کے مال کی ہوئی تھی اسی مہینہ میں ۶۰ لاکھ ۲۸ ہزار ۵ سو ۳۶ مصری پونڈ کے مال کی برآمد ہوئی اور دسمبر ۱۹۲۷ء میں ۱۴ لاکھ ۶۳ ہزار ایک مصری پونڈ کے مال کی برآمد ہوئی تھی۔

لندن میں رمضان المبارک :۔ تمام دنیا کیطرح لندن میں بھی مسلمان رمضان منا رہے ہیں اور روزہ رکھ رہے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں رمضان کا مثل سالہائے گذشتہ کے امسال بھی خاصہ اہتمام کیا گیا ہے۔

"ہمدرد"

قندھار میں افواج کا اجتماع :۔ قندھار میں افواج مجتمع ہو رہی ہیں اور بہت جلد نقارہ ازلی پر چوب پڑنے والی ہے جو آغاز جنگ کی علامت ہوگی۔ بچہ سقہ نے بھی نوح گڈھ کے مقام پر مقابلہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ میدان میں بھی مدافعت کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اسکا ارادہ یہ ہے کہ کابل کو معرکہ کارزار نہ بنائے بلکہ خود آگے بڑھ کر قندھار اور کابل کے مابین کسی مقام پر حریف کی افواج سے نبرد آزما ہو۔

کرنل محمد یونس کے بیان کے مطابق قندھار کی عیدگاہ میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جسمیں تقریباً ۵۰ ہزار آدمیوں نے شاہ امان اللہ کی اطاعت و وفاداری اور بچہ سقہ کے خلاف جہاد کرنیکا عہد کیا اور حلف اٹھایا۔

کابل کی حالت :۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ گذشتہ سے پیوستہ جمعہ کے روز کابل سے ایک کارواں روانہ ہوگیا (ریڈیو ٹیلیگرافی) ذریعہ خبر رسانی سے معلوم ہوا ہے کہ آٹے، چاول اور پارچہ کے علاوہ ہر چیز روز بروز گراں ہوتی جاتی ہے۔

شنواریوں کو بچہ سقہ کی دھمکی :۔ پشاور ۲۳ مارچ معلوم ہوا ہے کہ ۲۵ فروری کو بچہ سقہ نے خوگیانیوں اور شنواریوں کے نام ایک فرمان بھیجا ہے جسکا مفاد یہ ہے کہ تم لوگوں نے جو سرکاری اسلحہ اور اسباب لوٹا ہے وہ فی الفور میرے حوالہ کر دو ورنہ میں تم سے نہایت بری طرح پیش آؤنگا، اور تمہیں عبرتناک سزائیں دونگا۔ کہا جاتا ہے کہ شنواری بھی جو شاہ غازی کے مخالف ہیں، بچہ سقہ کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ اس حکم کی تعمیل نہیں کرینگے ممکن ہے کہ بچہ سقہ اور شنواریوں کے درمیان بھی جنگ چھڑ جائے۔

"ہمدرد"

میکسیکو میں بغاوت کے شعلے :۔ نیویارک ۴ مارچ میکسیکو کے انقلاب پسندوں نے جمہوری افواج کو شکست دیکر شہر نوگیلس پر قبضہ کر لیا ہے۔ ریاست ویراکروز کے متعدد شہروں نے علم بغاوت بلند کر دیا ہے۔ صدر جمہوریہ نے جنگی کونسل کی شرکت کیلئے تمام ممتاز فوجی حکام کو طلب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسوقت تک آٹھ ریاستیں شریک بغاوت ہو چکی ہیں اور سات جنگی جہاز بھی باغیوں کے ساتھ ہیں مسٹر کالس سابق صدر جمہوریہ کو وزیر جنگ مقرر کیا ہے۔

برلن میں سیاسی گرفتاریاں :۔ تین روسی اور ایک جرمنی عورت کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا کہ وہ نہایت اہم سیاسی دستاویزات بناتی اور فروخت کرتی تھیں۔

قندہار سے برطانوی قونصل کی واپسی :۔ کوئٹہ ۲ مارچ قندھار کا برطانوی سفیر قونصل خانہ کے پورے اسٹاف کے ہمراہ کل شام کو چمن واپس آگیا۔

ضرورت ہے

(۱) ایک سپروائزر کی۔ تنخواہ ماہوار دو سو (۲۰۰) روپیہ سے بہ ترقی دس (۱۰) روپیہ سالانہ دو سو پچاس (۲۵۰) روپیہ تک اور چالیس (۴۰) روپیہ ماہوار گھوڑے کا الاؤنس۔

(۲) دو سب اوورسیروں کی۔ تنخواہ ماہوار ہر ایک کی ساٹھ (۶۰) روپیہ سے بترقی آٹھ (۸) روپیہ سالانہ ایک سو (۱۰۰) روپیہ تک اور دس (۱۰) روپیہ ماہوار الاؤنس سائیکل۔

درخواست دہندگان کا کسی مستند انجینئرنگ اسکول کا سند یافتہ اور مکانات و سڑکوں کی تعمیر وغیرہ کے متعلق تجربہ کار ہونا ضروری ہے جملہ درخواستیں بہ تشریح عمر۔ لیاقت و تجربہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۹ء تک جناب چیرمین صاحب میونسپل بورڈ اجمیر کے نام پہنچ جانی چاہئیں۔

محمد ابراہیم خاں سکرٹری میونسپل بورڈ۔ اجمیر شریف۔

ٹنڈروں کی ضرورت ہے

دس ہزار من گھاس مہیا کرنے کیلئے جو ریلوے اسٹیشن اجمیر یا میونسپل ٹراموے اسٹیشن پر جو ریلوے اسٹیشن اجمیر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے یکم اپریل ۱۹۲۹ء سے ۳۰ جون ۱۹۲۹ء تک جمع کر دینا پڑیگی۔ جملہ ٹنڈر سر بمہر لفافوں میں مندرجہ الفاظ "ٹنڈر برائے گھاس" تحریر ہونے چاہئیں معہ زر امانت مبلغ دو سو (۲۰۰) روپیہ اور گھاس کے نمونے کے ۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء تک دفتر میونسپل بورڈ اجمیر میں پہونچ جانے چاہئیں۔ بغیر زر امانت مبلغ ۲۰۰ روپیہ ساتھ ہوئے کسی ٹنڈر پر کوئی توجہ نہ کی جائے گی۔

کامیاب ٹھیکیدار کو ایک اقرار نامہ بھی تحریر کرنا ہوگا جس کے شرائط درخواست کرنے پر بھیجے جا سکتے ہیں۔ یا خود دفتر میں آکر دیکھ سکتے ہیں۔

محمد ابراہیم خاں سکرٹری
میونسپل بورڈ۔ اجمیر

(رشید منظور احمد پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا)

رشد و ہدایت

(از احنف بن قیس رضی اللہ عنہ)

لَا رَاحَةَ لِلْحَسُوْدِ وَلَا مُرُوَّةَ لِلْكَذُوْبِ وَلَا حِيْلَةَ لِلْبَخِيْلِ وَلَا وَفَاءَ لِلْمُلُوْكِ وَلَا سُؤْدَدَ لِسَيِّئِ الْخُلُقِ وَلَا مَرَدَّ لِقَضَاءِ اللّٰهِ ٭

تشریح! حاسد کو آرام نہیں، جھوٹے کو مروت نہیں، بخیل کو حیلہ نہیں، بادشاہوں میں وفا نہیں، بدخلق میں نفع نہیں، اور اللہ کی مشیت کا کوئی رد نہیں +

مجھکو شوق جبہ سائی آسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیے روز آستانے کیلئے (معینی مدظلہ)

آستانہ

جلد ۱ | جمعہ ٭ ۱۰ شوال ۱۳۴۷ھ | نمبر ۳۴

حیات بعد الممات

دُنیا ترقی کر رہی ہے، انسان اپنی عقل و دانائی کے غرور میں کائنات کے ایک ایک ذرہ پر اپنا تصرف جمانا چاہتا ہے، آدم کی اولاد اپنی حقیقت کو فراموش کرکے عالم موجودات کی ہر مہم سر کرنے کی دھن میں لگی ہوئی ہے، خاک کے پتلے آسمانی فرشتوں کی قوت اور بساط سے زیادہ اپنی طاقتوری اور زور آوری کا ثبوت دینے کے خبط میں مبتلا ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ مجسمہ عقل و شعور انسان نے اپنی ذہانت و فطانت کی قوت سے اپنی جدت و جودت کے زور میں بہت سی ایسی حقیقتوں کو بے نقاب کر دیا ہے جو دانایان حقیقت کے سوائے عام نگاہوں سے پوشیدہ اور مستور تھیں، اسمیں شبہ نہیں کہ آج اس عہد میں دنیا کی زبان جسکی تعریف میں رطب اللسان ہے، دنیا کی آنکھیں جسکے نظارہ سے لطف اندوز ہو رہی ہیں، دُنیا پر بسنے والے اجسام خاکی نے اپنی دماغی کوششوں سے جو عجیب غریب صنعتیں مخلوق کے سامنے پیش کی ہیں، وہ متحیر العقول ہیں اور ایک دُنیا انکو دیکھکر حیرت و استعجاب کے دریا میں غرق تھے۔

یہ یقینی ہے کہ آفرینش عالم کے روز اول سے آجتک نسل انسانی نے تبدیج ترقی کی ہے اور ہنوز ترقی کے میدان منزل مقصود تک پہنچنے میں کوشاں نظر آرہی ہے۔

مگر کبھی آپنے اسپر بھی غور کیا کہ یہ ساری کوششیں، یہ ساری دماغی توجہیں، یہ ساری عقلی رسائیاں، یہ ساری کارفرمائیاں کس لئے اور کس غرض سے ہیں؟ ترقی کے لئے!! اچھا ترقی کیلئے سہی، مگر یہ ترقی کیسی ہے اور اس ارتقائی عروج کا آپ کیا مرتبہ سمجھتے ہیں۔ بس یہی کہ اس عالم کون و فساد میں انسانی زندگی عیش و عشرت، آرام و راحت، مسرت و خوشی، کی زندگی بنجائے اور بس،

پھر بہت سے ایسے ہیں جو اس دور زندگانی کے بعد کسی دوسرے دور حیات کے قائل ہی نہیں ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو اسکا اذعان رکھتے ہوئے بھی غافل و بیخبر ہیں۔ کہ اس سرائے فانی کے ایام زندگانی تمام ہو جانیکے بعد ایک بار پھر عالم وجود میں آنا ہے اور وہی ابدی اور سرمدی دور حیات ہے، اگر اسوقت کسی خوش نصیب کے حصہ میں مسرت و شادکامی آئی تو گویا وہ ابدی اور سرمدی مسرت و شادکامی ہے اور اگر اسوقت کسی بدنصیب کو مصیبت و تکلیف، کربت و سختی کی سزا دیگئی تو وہ ابدی اور دائمی سزا ہوگی۔

معلوم ہوا کہ اصلی ارتقاء، اور اصلی عروج اس عالم کا ہے جو ابدی ہے سرمدی ہے، دائمی، اور اس خاکدان ہستی کی یہ عارضی و نمایشی ساری ترقیاں ظاہری اور مادی تمام رسائیاں نقوش آب اور موج سراب سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

آپکو معلوم ہے؟ اسی لئے یونان کے جلیل القدر فلاسفروں نے اس کارگاہ عالم کو ایک سرائے فانی سے تعبیر کیا۔ علم و عقل کے اعلیٰ ترین ناطق مجسموں نے اس زندگی کو مسافرت کی زندگی کا مترادف بتایا، اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں نے مخلوق کے برحق ہادیوں نے، صلحائے امت، اولیائے ملت نے اس دار فانی اور اس نمائشگاہ بے ثبات کو ہمیشہ ایک بے حقیقت چیز سمجھا اور کبھی اُنکے دلوں میں محبت دنیا کا خطرہ تک بھی نہیں آیا اور کسی وقت بھی اُن پاک اور مقدس افراد نے ایک اُچٹتی ہوئی نگاہ بھی اس عالم کے سرمایۂ متاع پر نہیں ڈالی۔

اب آپ ہی بتائیں کہ عقل و فراست، فہم و کیاست، جودت و جدت ذہانت و فطانت، کی یہ تمام تر زور آزمائیاں اسوقت تک کس کام کی ہیں جبتک کہ انسان کو روحانی اور باطنی کوئی ترقی نصیب اور حاصل نہو۔

آج وسائل سفر نہایت آسان ہیں مگر کبھی کسی نے اسپر بھی غور کیا کہ دور گزشتہ میں ذرائع سفر کی انتہائی صعوبتوں اور دشواریوں کے باوجود بھی اللہ کے راستہ میں چلنے والے پائے شوق آسانی کیساتھ سینکڑوں برس کی راہ طے کر جاتے تھے۔

آج انسان علم الافلاک میں اپنی ترقی و تجدید پر غرور کر سکتا ہے مگر کبھی اس حقیقت پر بھی کسی نے کوئی نگاہ ڈالی کہ بوریہ نشین فقرا کی جماعت کے کثیر افراد آج سے پہلے ایسے بھی گزر چکے ہیں جو رصد گاہوں کے بلند و بالا میناروں پر چڑھے بغیر، اور کسی عینک و شیشہ کو استعمال کئے بغیر آسمان اور آسمان کے ایک ایک ستارہ کی اصل حقیقت سے واقف و آگاہ تھے اور صرف اسی قوت و آگاہی پر انکی روشنی علم کا خاتمہ نہیں ہو گیا تھا، بلکہ وہ تکوین سیارات اور تخلیق افلاک کی علت غائی کو بھی جانتے تھے، چنانچہ اسی لئے اُن برگزیدہ اور مبارک افراد کی پاک زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف اسی کوشش اور اسی جد و جہد میں صرف ہوا کہ آئندہ آنیوالے دائمی اور ابدی دور حیات میں وہ شادکامی اور فائز المرامی کیساتھ بسر فرمائیں۔

آج انسان اپنی آسمان پیمائی اور عجیب عجیب ایجادات پر فخر کر سکتا ہے مگر کسی خدا کے بندہ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ پانی کیطرح روپیہ بہاکر برسوں کی محنت و کوشش کے بعد آج جسقدر ایجادات عالم وجود میں لائی گئی ہیں کسی زمانہ میں ایک گلیم پوش پرستار حق کے محض اشارہ چشم پر رات اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں نمعلوم کتنی بار موجودہ ایجادات سے زیادہ نادر الوجود عجائبات صورت ممکنہ حاصل کرتے تھے تعجب ہے کہ اللہ کے پیغمبر سلیمان ابن داود کے تخت کی پرواز کا معجزہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ درانحالیکہ وہ آئے دن ہوائی جہازوں کو فضائے آسمانی میں تیرتے ہوئے دیکھتے رہتے ہیں۔

حیرت ہے کہ خدا کے نبی ادریس کے علم الافلاک کا معجزہ آج فہم انسانی سے بالاتر نظر آتا ہے درآنحالیکہ موجودہ دور میں کرۂ مریخ کی فرضی آبادی سے سلسلہ مراسلت قائم کرنیکی پُرزور کوششیں کیجارہی ہیں۔

آج ایک جماعت ابن مریم کی غیر معمولی پیدایش کو دستور فطرت کے خلاف سمجھتے ہوئے تسلیم نہیں کرتی مگر افسوس کہ کبھی اُسے یہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق نہوئی کہ آج جب پروردگار کی عطا فرمودہ قوت و دانائی کے زور سے دنیا کے موجودہ ماہرین سائنس نے انڈوں سے ایک نہیں بچے نکلوالئے اور نطفۂ انسانی کو اجتماع زوجین کے بغیر عورت کے پیٹ میں پہنچاکر ناقص ہی سہی بہرحال بچہ پیدا کرا لیا اُسی پروردگار کو یہ قدرت بھی حاصل تھی اور ہے کہ مریمؑ کے پیٹ سے بن باپ کے بیٹے عیسیٰؑ کو عالم وجود میں لے آئے۔

آپ جانتے ہیں کہ آسمان و زمین کے پیدا کرنیوالے کیجانب سے عقل و خرد کی یہ ساری کارفرما قوتیں انسان کو کیوں عطا کی جارہی ہیں صرف اسلئے اور اس واسطے کہ انسان ان مادی ایجادات کے مشاہدات کے بعد اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کی روحانی قوتوں کا اندازہ اور ان کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی الوہیت اور اپنی عبودیت کا اعتراف و اقرار کرتے ہوئے خدائے واحد کے آستانے پر عبودیت کی پیشانی خم کردے مگر افسوس کہ اعتراف و تصدیق اور شکرانۂ نعمت الٰہی کے بجائے انسان اپنی عقلی کارفرمائیوں کے غرور میں اب نظام عالم، اور خدا کی خدائی قوت میں بھی دخیل اور شریک ہونیکی کوشش اور جد و جہد میں مصروف نظر آتا ہے۔ زمین پیمائیاں ختم ہوچکیں، آسمان پیمائیوں کی داد مل چکی، تو اب بیچہ اجل سے رہائی پانے کی فکریں کیجارہی ہیں اور انسانی خواہش یہ ہے کہ ابد الآباد تک دنیا میں باقی رہے۔ ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم۔

ابد الآباد تک رہنے والی اور ہمیشہ سے ہمیشہ تک حی و قائم صرف اُسی ایک خدا کی ذات ہے جس کے قبضہ و تصرف میں حیات و ممات اور حیات بعد الممات اور ساری کائنات ہے۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

اب مندرجہ ذیل خبر کو غور سے پڑھیے اور انسانی قوت کی کارفرمائیاں دیکھیے "دراز دستی ایں کوتہ آستیاں بیں"

کئی سال کی ابتدائی تیاری کے بعد ماسکو، کے پروفیسر مولیکو اور پروفیسر رینڈریو نے خیال کیا کہ انسانی لاش پر انکی تھیوریوں

گھنٹوں کے بعد اُس لاش میں تھوڑی سی حرارت غریزی بھی پیدا ہو گئی کئی گھنٹوں کے بعد اُس مردہ انسان کے گلے میں غرغر کی کمزور سی آواز بھی آنے لگی۔ ڈاکٹر لوچین کلوز کا بیان ہے کہ اسوقت سائنسدان جنکے فولادی دل و گردہ تھے حیران و ششدر رہ گئے، ہم سب کانپ رہے تھے گویا کہ خوف سے ہمارے دل ہل رہے تھے اور ہماری گھگی بندھ گئی تھی یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا فی الحقیقت اسکے ہوش و حواس بحال ہوئے تھے یا نہیں مگر ہمیں شک نہیں کہ ایک ثانیہ تک اسکی آنکھوں کی پلکیں بھی متحرک ہو گئی تھیں البتہ اس کے بعد وہ تھک گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ دوبارہ زندہ ہونے کی بھاری سعی میں اُسکی طاقت نے بسرعت جواب دیدیا اور تجربہ چھوڑ دیا گیا ؟

.... فرمائیے اب کونسی کسر باقی رہگئی ہے جو کہا جاسکے کہ کمزور انسان خدائی طاقت کے مقابلہ میں نبرد آزمائی کا سودا اپنے خام نہیں رکھتا کہاں ہیں حشر و نشر کے منکرین، قیامت کا انکار کرنیوالے تحقیقات جدیدہ کے اس طوفانی دور میں آنکھیں کھولکر دیکھیں ور اس انسانی ارتقائی رفتار کا اندازہ کریں کہ جب انسانی کوشش و تدبیر سے ایک مردہ میں ناپائیدار طریقہ ہی سے سہی. بہرحال خفیف سی جنبش اور ہلکی سی زندگی پیدا ہو گئی. تو وہ خالق کائنات پروردگار موجودات بالیقین اسپر ضرور قادر ہے کہ اجسام انسانی کو خاک کے ذرّوں میں ملا کر دوبارہ پھر صورت وجود عطا فرمائے

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ

فطرت منہا خلقناکم سے قائم ہے حیات　　مقصد فیہا نعیدکم سے ثابت ہے ممات

نخرجکم تارۃ اخریٰ ہے حشر کائنات　　زندگی موت بھی دونوں ہیں گویا بےثبات

ہست ایں بود عدم ای راز دار کاف و نون

انا للہ قدیم انا الیہ راجعون

مقامی ناظرین سے استدعا

بعض مقامی ناظرین کو ہمیشہ اخبار کے نہ پہنچنے کی شکایت رہتی ہے، حالانکہ جہانتک تحقیق کیگئی اسمیں اخبار رساں شخص کی کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی اکثر دیکھا گیا کہ قارئین کرام کے مکانات پر اخبار رساں اخبار پہنچا کر آجاتا ہے مگر اسکے بعد بھی شکایت باقی رہتی ہے. جسکی وجہ سوائے اسکے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتی اخبار مکان میں پہنچکر کسی طاق کی نذر ہو جاتا ہے اور اُسکی طرف اعتنا نہیں کیا جاتا۔ لہذا قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ اخبار رساں شخص کو بتادیں کہ انکی غیر موجودگی اخبار کس مقام پر اور کسکو دیدیا کرے۔ تاکہ آیندہ نہ انتظار کی زحمت ہو اور نہ اخبار نہ پہنچنے کی شکایت اور اگر اسپر بھی خدانخواستہ کسی وجہ سے کوئی اخبار نہ پہنچ سکے تو ایک ہفتہ کے اندر اندر دفتر میں اطلاع دیدی جائے تاکہ انکی خدمت میں اخبار دوبارہ بھی ارسال کر دیا جائے۔　　**منیجر**

۴　نمودار ہوتی ہے چھت کے گنبد پر ایک مرغ ہے جو گھنٹہ بج چکنے کے بعد اپنے پروں کو پھڑ پھڑا کے بانگ دیتا ہے۔

معلومات

چیونٹیوں کی فائر برگیڈ

فرانس کی ایک عورت نے تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ چیونٹیوں کی بستیوں میں فائر بریگیڈ ہوتے ہیں اس عورت نے جلتا ہوا سگریٹ چیونٹیوں کے درمیان رکھدیا فوراً آگ بجھانے والے پہنچ گئے اور انہوں نے ایک قدرتی گیس کی مدد سے آگ بجھا دی عورت کا بیان ہے کہ آگ سے بیہوش ہونے والی چیونٹیوں کو فائر بریگیڈ کے رضا کاروں نے گھسیٹ گھسیٹ کر باہر نکالدیا۔

"مردم خور جیک"

پادری جیمز ہیڈ فیلڈ نے ایک گورے کی خود نوشت سوانح عمری شائع کی ہے جس نے اپنی ساری زندگی بحر جنوبی کے جزائر میں بسر کی یہ شخص مردم خور جیک کے نام سے مشہور تھا. تجارت اور مختلف طریقوں سے بسر اوقات کیا کرتا تھا. اسکی شکل و صورت مشہور فیلسوف بابا جی برنارڈ شا سے ملتی جلتی تھی، اس نے مختلف جزیروں میں کئی کئی بیویاں رکھ چھوڑی تھیں، عام طور پر یہ شارک مچھلی کا شکار کھیلنے کا بڑا مشتاق تھا جبشی لڑکے شارک کو دیکھتے ہی سمندر میں کود پڑتے ہیں اور اُسکے نتھنوں میں لکڑی اور لوہے کی سلاخیں دیکر اُسکا منہ بند کر دیتے ہیں پھر اُسکے قریب جاکر پیٹ چاک کر ڈالتے ہیں۔ مردم خور کھوپڑیاں کی کھوپڑیاں جمع کرکے فروخت کرتا تھا چنانچہ ایک دفعہ اسنے ایکہزار پونڈ کمائے۔ ایک دفعہ اسے دیسی سردار قوم نے ایک عورت سے ناجائز تعلق رکھنے کی بنا پر درخت سے لٹکا دیا ایک موقعہ پر اسے تن تنہا حملہ آوروں کا مقابلہ کرنا پڑا جو مختلف مقامات سے بندوقوں کے فائر ہوتے ہوئے دیکھ یہ سمجھکر لوٹ گئے کہ دیواروں کے پیچھے بڑا بھاری لشکر ہے، ایک دفعہ مردم خور جیک کی کشتی سمندر کے تھپیڑوں میں آگئی اور اسکے سب ساتھی فنا ہو گئے۔ اور یہ ساحل پر پہنچ گیا تو ایک عورت اسے ہوش میں لائی۔ پہلے اسنے عورت کو فرشتہ اور اپنے آپ کو مردہ خیال کیا لیکن بعد میں اُس سے شادی کر لی

ایک نادر کلاک

انگلستان کے عجائب گھر میں ایک نادر کلاک ہے جس کی تین منزلیں ہیں اُسکے ڈائل پر چاند اور سورج کی نقل و حرکت کے مقامات دکھائے گئے ہیں منٹ کا شمار کرنے والے ڈائل کے ساتھ ہی ایک کمانی لگی ہوئی ہے سب کے اوپر کی منزل پر نگاہ کیجئے تو آپ کو دیوتا یکے بعد دیگرے حرکت کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ اس کے اوپر حضرت مریم اور اُن کے فرزند ارجمند مسیح علیہ السلام کا مجسمہ رکھا ہوا ہے جس کے سامنے فرشتے آکر سجدہ کرتے ہیں۔ پھر چار آدمی ہیں جو پندرہ پندرہ منٹ کے بعد گھنٹی بجاتے ہیں۔ سب سے اوپر موت کا فرشتہ کھڑا ہوا ہے جو ایک گھنٹہ کے بعد گھنٹی بجاتا ہے گھنٹی بجنے کے بعد حضرت مسیح کی انگلی

رموز و نکات

حضرت نقاد کے قلم حقیقت رقم سے

تعصب، حسد، بغض، عناد، رشک، یہ سب بلائیں ہیں اور ایسی بلائیں ہیں کہ جب کسی انسان کے سر پر سوار ہوتی ہیں تو اُسکے ہوش و حواس، عقل و خرد، فہم و تمیز کے تمام جوہروں کو ملیامیٹ کر دیتی ہیں یہی وجہ ہے کہ حاسد کو محسود کے محاسن بھی معائب اور مثالب ہی نظر آتے ہیں۔ اب اس کور چشمی کا دنیا میں کیا علاج ہو سکتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

کعبہ نظر آئے پھر نہ کیوں دیر تجھے

خدام حرم سے ہے دلی بیر تجھے

دیتا ہے جو روز دعوت شر و فساد　　(نقاد)

منظور نہیں آب اپنی کیا خیر تجھے

دنیا جانتی ہے کہ ایام طفلی میں جو بچہ اپنے بزرگوں کی جناب میں گستاخ ہو جاتا ہے محض اپنی طفلانہ نادانیوں کی وجہ سے اُسکی تمام گستاخیاں اور شوخیاں ماں باپ کی نگاہ میں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور مادری عرف میں وہ۔ پیارا، پیارے، پیارہ کے پیار کے ناموں سے مشہور ہو جاتا ہے. مگر یہی لاڈلا بیٹا.... اگر بدقسمتی اور تیرہ بختی سے سن تمیز کو پہنچکر بھی اپنی بدتمیزیوں سے باز نہ آئے. تو سمجھ لیجیے کہ تمام ذلتیں اور رسوائیاں اُسکے حصہ میں آئنگی اور ضرور آئیں گی۔

ہوتا ہے لڑکپن میں جو گستاخ کوئی طفل

ماں باپ کو بچہ وہی ہوتا ہے پیارا

لیکن جو جوان ہو کے بھی تہذیب نہ سیکھے　　(نقاد)

ہوتا ہے بہت خوار وہ تقدیر کا مارا

چہ پدی اور چہ پدی کا شوربہ والی مثل آپ نے بارہا سنی ہوگی اسکا واقعہ یہ ہے کہ ایک پدی نے پہلی ہی بار ایک شہباز کو دیکھا اور پدی نے اپنے ہلکے پھلکے جسم پر نظر کرتے ہوئے سمجھا کہ میں اس قومی الجثہ پرند سے یقیناً بلند اڑ سکونگی. یہ سوچکر شہباز سے شرط بدلی. شہباز نے یہ دیکھکر کہ شکار مل ہی گیا ہے جائیگا کہاں. شرط منظور کرلی. اب پدی نے فضائے آسمانی میں ناچنے لگی اور اپنی اڑان کے جوہر دکھانے لگی۔ پہلے تو شہباز کو اسکی اس حماقت پر بہت ہنسی آئی آخر یکبارگی جھپٹ کر پنجہ میں بی پدی کو گرفتار کرلیا اسوقت پدی کو اپنے بزرگوں سے سنے ہوئے قصے یاد آئے اور اُسے یقین آگیا کہ یہ تو شہباز ہے اور اب اسکے پنجہ سے بچنا دشوار ہے تو خوشامدانہ لہجہ میں کہا۔ چہ پدی چہ پدی کا شوربا یعنی میں تو ایک ناچیز چڑیا ہوں مجھے شکار کرکے آپکا کیا پیٹ بھریگا۔ مگر ایسی فریادیں اب کیا کام آسکتی تھیں۔ ع

عید سعید

از حضرت مولانا عارف بدایونی

آشکارا بر فلک ساقی ہلال عید شد
حاصل سی روزہ صرف عشرت جاوید شد

ساغر مئے برکفم بار دگر نہی کہ باز
زہرہ در رقص آمد و بربط زنان ناہید شد

جشن نوروزے بدہ ترتیب و تاخیرے مورز
زود بینی تکیہ زن بر تخت خود جمشید شد

نو بہار آمد ہوائے خوشدلی بر تو وزید
ہاں شرف بخشندہ در برج حمل خورشید شد

جلوۂ خواجہ دوئی سوزندۂ کثرت ربا
دلفروز و بینش افزا از سر توحید شد

یافتہ عارف بہ نزہت خانۂ اطلاق جائے
منزل عامی ہماں شور شکوہ تقلید شد

نقش نظم ما نخواہد بست خوشتر صورتے
خامۂ معنیٰ اگر آمادۂ تنقید شد

آستانے کے لئے

نتیجۂ فکر مولانا سیف مدرس اول مدرسۂ جلیلہ دربار ٹونک
خلف اکبر امام الشعرا حافظ عالمگیر خانصاحب کیف لکھنوی

دیکھنے والا ہو جلوہ میں دکھانے کیلئے — پردے چھوڑے ہیں حقیقت میں اٹھانے کیلئے
سامنے کیوں آئیں وہ صورت دکھانے کیلئے — چھپتے ہیں شوق نظارہ بڑھانے کیلئے
یہ مرا سر کیلئے رکھا ہے سنگ آستاں — یا ملا ہے سر مجھے اس آستانے کیلئے
اللہ اللہ ذوق سجدہ اُنکے شان بانکا — دل نے سر کو کر دیا وقف آستانے کیلئے
سرفرازی کہہ رہی ہے اسکے سر کی تاج ہو — جسکی پیشانی ہو وقف آستانے کیلئے
دیکھئے اب کیا دکھاتی ہے جبیں سائی مجھے — سر رکھا ہے در پہ قسمت آزمانے کیلئے
اللہ اللہ اوج بام یار کا کیا پوچھنا — وہم کو زینہ نہیں ملتا ہے جانے کیلئے
خوش نشان آستاں ہے سجدہ پیشانی ہے — سر ہوں کیونکر سرایا آستانے کیلئے

واے حسرت روح ظالم نفس پر شیدا ہوئی
سیف اپنا جوہر ذاتی مٹانے کے لئے

...سے متعلق ہو اور پھر (۱) اسکا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سوالحی لا یموت سے ہو (۲) اور اسکے بعد آل رسول پر درود ہو (۳) اور صاحب وصیت اپنے آباد اجداد کا ذکر کرکے اُنکے نام کے ساتھ طاب اللہ ثراہم کے الفاظ لکھائے۔ اس بیسویں صدی کی روشنی میں یہ خوش عقیدگی اور یہ ملائیت اگر قابل مضحکہ نہیں تو آخر کیا ہے وصیت نامہ ایک قانونی دستاویز ہے اسمیں خدا کے نام اور رسول کے ذکر بیسویں صدی کے روشن خیالی اپنی ہنسی کیونکر ضبط کر سکتی ہے۔ خدا اور رسول کا اگر اعتقاد باقی ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس عقیدہ کو اپنے دل کے اندر رکھئے اسے اگر آپ زبان پر لاتے ہیں اور وہ بھی موت کی یاد کے وقت لاتے ہیں تو آپ کی یہ سزا ہے کہ آپکی اس فرسودہ خیالی کی خوب تشہیر کیجائے آپکی مذہبیت پر تالیاں ہوں

علمی دنیا

دزد گیر سفوف

لندن کے خفیہ پولس کے محکمے کے ایک افسر ولنج ایک سفوف ایجاد کیا ہے جس سے چور کی شناخت میں آسانی ہوتی ہے اس سفوف کو نوٹوں یا دوسری چیزوں پر چھڑک دیا جاتا ہے اور ظاہراً اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا لیکن جونہی چور کا ہاتھ اس چیز تک پہنچتا ہے وہ سفوف نیلگوں ہوکر ہاتھ پر جم جاتا ہے۔ یہ رنگ ایک خاص کیمیائی پانی کے بغیر چھٹ نہیں سکتا دوسرے ان چیزوں پر بھی چور کے انگوٹھے اور انگلیوں کے نشان پڑ جاتے ہیں اور اس طرح شناخت میں آسانی ہوتی ہے اور چور جلد گرفتار ہوجاتا ہے

ایک نیا حساس آلہ

جامعہ میری لینڈ کے ایک طالبعلم نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جسکے ذریعہ انڈے کے بچے کی جنبش کچھوے کے قلب کی حرکت جراثیم اور پھولوں کے بڑھنے کی تدریجی رفتار کو نہ صرف دیکھا جا سکتا ہے بلکہ اسکی تصویر بھی لیجا سکتی ہے اسکے ساتھ ہی آلہ میں ایک گھڑی بھی لگی ہوئی ہے اور اسکے ذریعہ وقفہ کا بھی تعین کیا جا سکتا ہے اور آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کتنی دیر میں حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے

ہمدردانہ جنگ

اسوقت تک اسباب جنگ سے متعلق جتنی چیزیں ایجاد ہوئی ہیں انکا تنہا مقصد حیات انسانی کی بربادی اور جنگجو مخالف کی صفوں کی ہلاکت رہی ہے لیکن جنگ عظیم کے بعد سے ایک جماعت ان ہلاکتوں کو ختم کرنیکی کوشش کر رہی ہے اور ایسی ترکیبیں سوچی جا رہی ہیں جنکے ذریعہ کم سے کم خونریزی کیساتھ فتح و شکست کا فیصلہ کیا جا سکے چنانچہ اسی خیال کو پیش نظر رکھکر ڈاکٹر گستاو ایگلا نے ایک کیمیاوی گیس بنائی ہے جو سپاہیوں کو نہ ہلاک کریگی اور نہ انکے نظام بدنی میں اس سے کوئی اختلال پیدا ہوگا بلکہ اسکا انتہائی اثر یہ ہوگا کہ سپاہیوں میں غنودگی کا عالم طاری ہونیکے بعد انکو کچھ دیر کیلئے آغوش خواب میں ڈال دیگی اور اس طرح دشمن ایک قطرہ خون بہائے بغیر دشمن کی ایک بڑی تعداد کو بیکار کر سکیگا اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک چھوٹا سا ہوائی جہاز اسکے تقریباً پانچ ہزار پونڈ لیجا سکتا ہے اور یہ تعداد نیویارک جیسے شہر کو سلا دینے کے لئے کافی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا پرستاران مریخ اس ہمدردانہ مشورہ کو قابل التفات سمجھیں گے بھی

دو منزلہ ریل کے ڈبے

جنوبی افریقہ کے ریلوے کمپنی نے موٹروں کیلئے دو منزلہ ڈبے بنوائے ہیں اور اب ڈبوں کو دیکھکر بعض کمپنیاں مسافروں کے لئے بھی دو منزلہ گاڑیاں بنانیکی فکر میں ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ اگر خطرات کا سد باب کر دیا گیا تو یہ ترکیب کم خرچ و بالانشین ہوگی۔

اقتباسات

قوت والوں کی بے قوتی۔

نیویارک ۱۰ جنوری۔ واشنگٹن میں بڑے بڑے ڈاکٹر اور ماہرین فن جمع ہوئے کہ وبائے انفلوانزا کی بڑھتی ہوئی رفتار ترقی کو روکنے کی تدابیر سوچیں پچھلے ہفتہ ۱۹۶۰۰۰ واقعات کی سرکاری اطلاع شائع ہوئی ہے اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ چھ واقعات میں کہیں ایک واقعہ سرکاری رپوٹوں میں لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اب تک اس مرض کے روکنے کی کوئی تدبیر دریافت نہیں ہو سکی ہے

ڈیلی اکسپرس۔ لنڈن۔ ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء۔ لندن ۱۳ فروری برفستانی طوفان نے جو قیامت برپا کر رکھی ہے اسکی بابت یورپ کے ہر گوشہ میں اطلاعات آرہی ہیں۔ بلقان میں سردی سے ۵۰ موتیں واقع ہوئیں اور جرمن میں ۳۷ اور فرانس یخ بستہ ہوگیا ہے۔ براگ میں نعشوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور قبریں ڈائنامیٹ سے کھودی جا رہی ہیں۔ پولینڈ اور علاقہ بالٹک کے اسپتال مردوں کے مارے بھرے پڑے ہوئے ہیں۔ جنوبی ویلز میں سڑکیں ناقابل گذر ہوگئی ہیں اور کانوں کے علاقے برف سے جم گئے ہیں۔

اسٹریزیر کے برفستانی علاقے میں سنو موٹریں برف میں دھنس گئی ہیں اور دو مسلم ریل گاڑیاں کھود کر نکالی گئی ہیں۔ اٹلی میں برفستانی طوفان نے ریلوں اور موٹروں کا وجود ہی گویا معطل کر دیا ہے۔ صوبہ انکونا میں ایک ترین ریلوے ۲۱ فٹ کی گہرائی میں دفن ہوگئی ہے بوڈاپسٹ کی خبر ہے کہ ٹرانسلوینیا کے شہروں میں بھیڑئے گھس آئے ہیں اور مویشیوں کو کھا جانے لگے ہیں۔ بلگریڈ کی اطلاع ہے کہ یوگوسلاویا کا سلسلہ برف نے ہر طرف سے کاٹ دیا ہے اور بلگریڈ ایکسپرس ایک برفستانی تودہ میں دھنسا پڑا ہے (راٹر)

کیا مرض اور موسم کی سختیوں کی مقابلہ میں بیسویں صدی کا مہذب متمدن و ترقی یافتہ انسان بھی ویسا ہی عاجز اور بے بس ہے جیسے سینکڑوں ہزاروں برس پیشتر اسکے وحشی اور نا تربیت یافتہ اسلاف تھے؟ کیا علم و سائنس کی ساری ترقیاں وبا و طوفان کے وقت اپنے سے بالاتر قوتوں کے ماننے پر اب بھی مجبور نہیں۔ کیا ہمیشہ کی طرح اب بھی یہ صحیح ہے کہ قادر مطلق جب اپنی قدرتوں کا ظہور کرتا ہے تو دنیا کی بڑی سی بڑی سلطنتوں اور بہتر سے بہتر حکومتوں کی خوش تدبیریاں، خوش انتظامیاں نقش باطل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں

عجیب و غریب وصیت نامہ

ان عنوان سے سر ابو القاسم خاں نصیر الملک طہرانی مرحوم (مقیم لندن) کے وصیت نامہ جائداد کے اقتباسات ولایتی اخبارات میں چھپ رہے ہیں اور فرنگی حلقوں میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جا رہے ہیں آپکو خبر ہے کہ اس وصیت نامہ میں ندرت اور غرابت کیا ہے اور فرنگی اخبارات کی دنیا میں یہ کیوں ایک تماشہ کی چیز بنا ہوا ہے اسلئے اور صرف اسلئے کہ ۱۹۲۶ء میں وصیت نامہ لکھایا جائے اور انگلستان کی جائداد...

ہوہو ہو بجائی جائیں اور آپکے اس دقیانوسیت پر گلی گلی ٹھٹھے لگائے جائیں اکبر مرحوم نے ایک شعر ظرافتہً کہا تھا ؎ رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں + کہ اکبر ذکر کرتا ہے خدا کا اس زمانے میں

تذکرۃ السلف

حضرت مولنا جلال الدین رومی

(۱)

از قلم جناب مولانا عبدالماجد دریا بادی

نام اسم مبارک محمد لقب جلال الدین تخلص رومی تھا عرف عام نے مولنائے روم' ملائے روم' مولوی رومی' مولوی معنوی' کہکر پکارا۔

زمانہ ۶ ربیع الثانی ۶۰۴ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۲۰۷ء کو بمقام بلخ عالم آب و گل میں قدم رکھا اور ۶۸ سال قمری یا ۶۶ سال شمسی کی عمر میں ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۲۷۳ء کو غروب آفتاب کیوقت عالم ارواح کی جانب مراجعت کی۔

نسب سلسلۂ نسب نو واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیق پہونچتا ہے جوہر صدیقیت کی آب و تاب بزرگان خاندان میں نمایاں ہیں چنانچہ مولنا کے جد امجد حسین بن احمد نے اپنے زمانہ میں ایک نامور صوفی اور صاحب کیف بزرگ گذرے ہیں۔ ننہالی سلسلہ میں حضرت سلطان ابراہیم ادہم سے ملتا ہے۔

والد ماجد مولنا کے والد ماجد سلطان بہاء الدین ولد علم و فضل زہد و تقویٰ فقر و طریقت میں یگانۂ روزگار تھے۔

بادشاہے بود کامل و در ہمہ علوم ظاہر و باطن بے نظیر پسندیدہ و مقبول و محبوب ہمہ دلہا بود ورع و تقویٰ بغایت ریاضت بسیار و مجاہدات بے شمار داشت بر ہمہ دلہا شرف بود (رسالہ سپہ سالار)

فتاوائے علمی و مذہبی دور دور سے آتے تھے اور انکی ذات شیخ وقت کی حیثیت سے مرجع خلائق بنی ہوئی تھی۔

از اقصائے خراسان فتاوائے مشکل بحضرت او آوردندے (سپہ سالار) در علوم ماہر بود و صاحب حال... مثل او در فتویٰ دراں عصر کسے نبود

(دیباچۂ ملفوظات)

مرتبۂ کمال و عظمت کا اندازہ تذکرہ نویسوں کے اس بیان سے ہوسکتا ہے کہ ایک شب کو بلخ کے تین سو نامور عالموں اور مفتیوں میں سے ہر ایک نے اپنے مقام پر یہ خواب دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک سبز خیمہ میں جلوہ افروز ہیں ایک پہلو میں سلطان بہاء الدین ولد حاضر ہیں اور الطاف و عنایت خاص سے سرفراز ہو رہے ہیں یہانتک کہ زبان خاص سے یہ ارشاد ہوا کہ ہمنے بہاء الدین کو سلطان العلماء کا خطاب دیا۔ صبح ہوئی تو یہ تمام علماء سلطان العلماء کی خدمت میں اپنا خواب عرض کرنے اور تہنیت پیش کرنے کو حاضر ہوئے آپنے فرمایا کہ خبر اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن لینے کے بعد تو تم کو یقین آیا۔

ترک وطن فرمانروائے بلخ محمد خوارزم شاہ عزیز بھی تھا اور معتقد بھی لیکن رفتہ رفتہ بد عقیدگی بڑھتی گئی سپہ سالار نے اسکا سبب یہ لکھا ہے کہ سلطان العلماء اپنے وعظ میں حکمت و فلسفہ یونان اور اسمیں غلو رکھنے والوں کی سخت خبر لیتے رہتے تھے امام رازی کو انہیں فنون میں غلو تھا انہوں نے اپنے اثر کو کام میں لاکر بادشاہ کے دل میں انکی طرف سے رنجش پیدا کر دی تعلقات کی یہ کشیدگی یہانتک بڑھی کہ بالآخر شیخ نے تنگ آکر ترک وطن کی ٹھان لی اور ۶۱۰ھ اکبر دز اہل و عیال اور شاگردوں اور مریدوں کی ایک جماعت لیکر چل کھڑے ہوئے ادھر یہ روانہ ہوئے ادھر تاتاریوں کی ٹڈی دل نے مملکت بلخ کی فضا کو چھپا لیا اور اینٹ سے اینٹ بجا دی عقیدتمندی کی آنکھ کو ان دونوں واقعوں کے درمیان علت و معلول کا رشتہ نظر آتا ہے

تا دل مردان حق نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

سکونت قونیہ نیشاپور' بغداد' مکہ معظمہ' دمشق وغیرہ کی سیاحت اور حج سے فراغت کے بعد یہ قافلہ قونیہ پہونچا اور یہیں سکونت اختیار کی یہاں خاندان سلجوق کے تاجدار علاء الدین کیقباد کی سلطنت تھی اسنے بڑھکر شیخ کو ہاتھوں ہاتھ لیا عزت و احترام کے ساتھ درس و تدریس کی خدمت سپرد کی اور خود بھی اکثر حاضر ہوتا رہتا

شیخ عطار کی نظر عنایت اثنائے مسافرت میں جب قافلہ نیشاپور پہنچا تو شیخ فرید الدین عطار سلطان العلماء سے ملنے تشریف لائے مولنا اسوقت بچے تھے لیکن گوہر شناس نے اسیوقت گوہر کو پرکھ لیا اپنی کتاب اسرار نامہ عنایت کی اور ارشاد فرمایا دل جلوت کے گروہ میں آگ لگا کر رہیگا۔

دراثنائے آں سفر بہ نیشاپور رسید شیخ فرید الدین عطار بدیدن مولنا بہاء الدین آمد گفت زود باشد کہ ایں پسر آتش در سوختگان عالم برزند۔

ازدواج اس سفر سیاحت کے دوران میں ۶۲۲ھ میں عمر کے انیسویں سال مولنا کا عقد لالائے سمرقند شرف الدین کی صاحبزادی جوہر خاتون کے ساتھ ہوا اور اسی سال انکے بطن سے فرزند رشید سلطان ولد کی ولادت ہوئی ان خاتون کے تفصیلی حالات سے اہل تذکرہ خاموش ہیں انکی وفات کے بعد مولنا نے دوسرا عقد کرا خاتون قونوی سے کیا جنکا ذکر تذکروں میں بار بار آیا ہے۔

علوم ظاہری مولنا نے علوم ظاہری کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے سایۂ شفقت میں حاصل کی اور اسکے بعد سید برہان الدین محقق ترمذی سے جو اپنے وقت کے ممتاز فاضل تھے پھر تحصیل علوم و تکمیل فنون کے شوق میں اسوقت کے بڑے بڑے مشہور علمی مرکزوں حلب' دمشق وغیرہ کی خاک چھانی اور ہر جگہ کے باکمال استادان فن سے استفادہ کیا چنانچہ طالب علمی ہی کے زمانے میں یہ مرتبۂ استناد حاصل ہوگیا تھا کہ لغت' ادب' فقہ' معقولات حدیث و تفسیر سے وہ نازک و دقیق مسائل جو کسی سے حل نہ ہوتے انکے پاس لائے جاتے اور انکے جواب سے سب کو تشفی ہو جاتی۔

در علوم رسمی چوں اقسام لغت و عربیت و فقہ و حدیث و تفسیر و معقولات و منقولات بغایتے رسیدہ بود کہ دراں عصر سرآمد ہمہ علمائے دہر شدہ بود (سپہ سالار)

ہر مسئلہ کہ قرانِ آں عہد را مشکل افتادے بحضرتش عرضہ داشتندے چنداں وجہ در تحقیق آں فرمودے کہ سائل را ذوق آں مغز در استخوان حل می شد (سپہ سالار)

علمائے حنفیہ کے سب سے معتبر تذکرے میں مرتبۂ علمی کی شہادت ان الفاظ میں ملتی ہے۔ کان عالماً بالمذھب واسعۃ الفقہ عالماً بالخلاف وبانواع من العلوم۔

کان اماماً عارفاً بالفقہ علی مذھب ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ وعالماً بالخلاف۔

درس و افتاء ۶۲۸ھ میں چوبیس سال کے سن میں اپنے والد کی وفات پر مولنا بادشاہ وقت اور اعیان شہر کے اصرار سے مسند درس و افتاء پر جلوہ افروز ہوئے۔

در سلطان علاء الدین سلجوقی با تمامی ارکان و صدور ان دیار جمع شدند مولنا جلال الدین را بجائے پدر نشانیدند۔

(مفتاح التواریخ بحوالہ خلاصۃ المناقب)

علم و فضل اور کمال فن کی شہرت طلباء کو دور دور سے کھینچ لائی۔ مناقب العارفین کی روایت کے مطابق چار سو طلباء کا ہجوم ہر وقت رہتا تھا۔ ان تمام خارجی شہادتوں سے قطع نظر کرکے مثنوی میں جس کثرت سے مسائل معقول و منقول کے حوالے اور اشارے آتے ہیں وہ بجائے خود اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ صاحب مثنوی کا دماغ قرآن و حدیث' فقہ و اصول کلام و فلسفہ ہر قسم کے علوم و معارف کا گنجینہ تھا۔ لیکن علوم ظاہری کا یہ سوز قلب کی تسکین کیلئے کافی نہیں ہو سکتا تھا۔

تجلیات باطنی کا ظہور ارباب تذکرہ متفق ہیں کہ تجلیات باطنی کا ظہور بچپن ہی سے ہونے لگا تھا بارہا ایسا ہوتا کہ تین تین' چار چار دن گزر جاتے اور کچھ نہ کھاتے پیتے ایک مرتبہ چھ برس کے سن میں جمعہ کے دن چھت پر ہمسن بچوں کے ساتھ سیر کر رہے تھے لڑکوں میں باہم یہ صلاح ہوئی کہ ایک چھت سے دوسری پر کودیں مولنا نے تبسم کیساتھ یہ فرمایا کہ یہ تو کتے بلی سب ہی جانور کر لیتے ہیں ہمت ہو تو آؤ آسمان پر جست کریں یہ کہا اور نظروں سے غائب ہوگئے ساتھ کے لڑکے سہم گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر نظر آنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ سبز پوشوں کی ایک جماعت مجھے اُڑا کر آسمان پر لیگئی اور آسمانوں کی سیر کرائی۔ تذکروں میں اس قسم کے خرق عادات اور بھی منقول ہیں

برخدمت مولنا از پنج سالگی باز صور روحانی و اشکال غیبی یعنی سفرۂ ملائکہ و بررۂ مجنی و خواص الانس کہ مستوراں جناب عزت اند ظاہر شدے

[illegible]

حوادثِ محلیہ

حاضرینِ آستانہ :-

۲۴ ررمضان المبارک صاحبزادہ عبدالحلیم خاں صاحب خلف صاحبزادہ عبداللہ خاں صاحب مرحوم ٹونک سے وارد اجمیر ہوئے یادگار میں قیام فرمایا تین روز قیام فرمایا ۲۷ ررمضان کو واپس ہوئے شرف زیارت اپنے وکیل جناب صاحبزادہ سید محمد شفیع صاحب کے ذریعہ حاصل کیا۔

گارڈن پارٹی :- ۸ مارچ بوقت چار بجے شام بمقام دولت باغ عالیجناب آنریبل ایل ڈبلو رینالڈس سی ایس آئی سی آئی ای ایم سی آئی سی ایس ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ وچیف کمشنر اجمیر میرواڑہ اور آپکی بیگم صاحبہ اور عالیجناب کرنل بیجے ڈبلو واٹسن چیف میڈیکل آفیسر راجپوتانہ وسول سرجن اجمیر میرواڑہ اور آپکی بیگم صاحبہ کو ٹھاکر شمبھو سنگھ صاحب، بیرسٹر ٹین لال صاحب، رائے بہادر سیٹھ ٹیکم چند صاحب سونی، رائے بہادر برمل لودہا۔ صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب ممبر درگاہ کمیٹی کیجانب سے گارڈن پارٹی دیگئی۔

حادثہ :- ۷ رمارچ صبح پانچ بجے مسٹر کھیولال وکیل ہائیکورٹ کی صاحبزادی نے بعارضہ نمونیہ چند روز کی علالت کے بعد انتقال کیا جو امسال انٹرنس کا امتحان دینے والی تھیں، اور ابھی حال ہی میں انکی شادی بڑی دہوم دہام سے ہوئی تھی۔ ہم وکیل صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا انکو صبر عطا فرمائے۔

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مُرد

شیوراتری :- ۱۰ رمارچ حسب دستور بتقریب شیوراتری ہندؤں کے جلوسوں نے شہر کا گشت لگایا۔ اسی تاریخ رمضان کی ستائیسویں شب بھی تھی مسلمان مساجد میں جمع اور تراویح سے فارغ ہوکر شبینہ سن رہے تھے، شہر میں عام طور سے امن وامان رہا۔ اور یہ رات خیر وخوبی سے گذر گئی کسی قسم کی کسی فرق کو شکایت پیدا نہیں ہوئی اور یہ مقامی پولیس کے حسن انتظام کی دلیل ہے۔ خصوصیت کیساتھ جناب سید احمد صاحب سٹی انسپکٹر اور کوتوال صاحب شہر کی سرگرمی قابل داد رہی۔

سیٹھ رام دہن کو سزا :- ۱۱ رمارچ قصبہ پالی ریاست جودھپور کے مشہور سیٹھ رام دہن اور انکے ساتھ کالورام کو فیوں کے الزام میں صاحب ملوے مجسٹریٹ کی عدالت سے جرمانہ اور قید کی سزائیں دی گئیں۔ مسمی رام دہن کو ۹ ماہ کی سزا ایکہزار روپیہ جرمانہ اور کالورام کو تین ماہ کی سزا اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ۔ اور عدم ادائگی جرمانہ پر تین تین ماہ کی سزائے مزید۔ یہ مقدمہ ایکسال سے چل رہا تھا۔

سردار کشن سنگھ صاحب کا ورود :- ۵ ارمارچ صبح کی گاڑی سے جناب سردار کشن سنگھ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جو اپنی صاحبزادی کی شادی کرنیکے لئے اپنے وطن تشریف لیگئے تھے واپس اجمیر آئے، اسٹیشن پر شہر کے بعض معززین اور اصحاب پولیس استقبال کیلئے موجود تھے، اطلاع ملی ہے کہ سردار صاحب کے منجھلے صاحبزادے جسونت سنگھ یوپی میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹی پہ منتخب ہوئے ہیں، اور اب ٹریننگ پر جائیں گے۔

چنانچہ ہم سردار صاحب کو صاحبزادی کی تقریب شادی اور صاحبزادے کے انتخاب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

مولوی صاحبان کا جلسہ :- ۱۴ رمارچ اجمیر کے بعض مولوی صاحبان کا بمقام ایرے پال جلسۂ طعام منعقد ہوا۔ جسکی وجہ غالباً جناب مولٰینا نورالدین صاحب کی واپسیٔ وطن کی خوشی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ دو ڈیڑہ سال سے مولٰینائے موصوف علاقہ دکن میں بسلسلۂ درس وتدریس بلکہ ملازمت منسلک ہیں اور کچھ دن سے اجمیر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جلسہ میں مولوی عباس صاحب اور مدرسہ حنفیہ صوفیا کے بعض طلبا اور اساتذہ بھی شریک تھے

ڈکیتی :- ۸ رمارچ پشکر کے راستہ میں دن دہاڑے تین تانگے لوٹ لئے گئے۔ پولیس سرگرم تفتیش ہے، سواریوں میں سے بعض اشخاص کو خفیف سی چوٹیں آئیں جو ہاسپٹل اجمیر سے رجوع کی گئے۔

دین فطرت کی کشش :- ۵ ارمارچ قبل نماز جمعہ جامع شاہجہانی، آستانہ عالیہ میں مولوی احمد حسین صاحب رامپوری کے ہاتھ پہ مسماۃ منی بنت تلسی زوجہ مانیہ قوم کولی عمر ۲۲ سالہ ساکن نصیر آباد محلہ پٹری والی لائن مسلمان ہوئی۔ نام سکینہ رکھا گیا۔ خدا اسے بہتر استقامت عطا فرمائے۔ بعد نماز جمعہ اس نومسلمہ کا نکاح عبداللہ نومسلم سے پڑھا دیا گیا جو ۱۳ ارمارچ کو قبل نماز عید مسلمان ہوا تھا۔ مسلمانوں نے گیارہ روپیہ پندرہ آنہ چندہ کرکے دونوں کی اعانت کی۔

عرس :- حضرت قاضی گدڑی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس حسب دستور ۴ اور ۵ رشوال کو ہوا۔ ۴ رشوال چار بجے شام کو حکیم عبدالاعظم خاں صاحب کے مکان سے روانگی چادر عمل میں آئی۔ رات کو مجلس سماع منعقد ہوئی ۵ رشوال صبح کو قرآن خوانی ہوئی اور ۹ بجے سے ۲ بجے تک مجلس سماع گرم رہی اور قل ہوا۔ رات اور دن کی دونوں مجلسوں میں شرکت کرنیوالوں کی تعداد کافی تھی، حضرت قاضی صاحب مرحوم چلہ حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز قدس سرہٗ پر آسودہ ہیں جو آبادی اجمیر سے جانب شمال ایک پہاڑی پر واقع ہے اور جہاں سے شہر کا منظر نہایت صاف نظر آتا ہے رات کو اس مقام پر روشنی کی جگمگاہٹ نے ایک عجیب سماں پیدا کردیا تھا اور یہ نورانی منظر کچھ عجیب ہی دلکش ہو گیا تھا۔ پھر صاحب مزار کے روحانی تصرفات نے اپنے معتقدین ومریدین پر کچھ عجیب ہی کیفیات طاری کررکھی تھیں۔

مسلمانانِ اجمیر کا ایک جلسہ

۱۳ ارمارچ بروز جمعرات ناظم صاحب دارالاشاعت معینیہ فخریہ کی دعوت پر بوقت ۱۱½ بجے دن کو بمقام محفل خانہ درگاہ معلی اجمیر شریف ایک عام جلسہ زیر صدارت جناب صاحبزادہ حاجی سید وزیر علی صاحب منعقد ہوا حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ سب سے پہلے ایک مقرر نے ریاست خیرپور کی کونسل اور ہزہائنس کے موجودہ ناگوار تعلقات پر روشنی ڈالی اور زمینداران خیرپور کی باغیانہ تحریک پر روشنی ڈالکر یہ تبلایا کہ یہ بغاوت صرف مصنوعی ہے اور اسکی تہ میں بعض کونسل حکام ریاست ہی کا ہاتھ کام کررہا ہے۔ اسکے بعد مقرر نے حکومت بمبئی اور ریاست خیرپور کی قدامت اور اہمیت کا نہایت پُرزور الفاظ میں ذکر کیا۔ نیز ان معاہدات کا بھی حوالہ دیا۔ جو بانیان ریاست اور گورنمنٹ ہند کے مابین ہوئے تھے۔ اور جنکی رو سے والیان خیرپور کو بہت زیادہ حقوق واختیارات حاصل تھے اسکے بعد جناب سید محمد الیاس صاحب رضوی نے حسب ذیل تجاویز پیش کیں

(۱) مسلمانان اجمیر کا یہ جلسہ اس کشمکش کو جو بعض خود غرض حکام ریاست اپنے ذاتی مفاد کیلئے ہزہائنس میر خیرپور سندہ اور انکی رعایا میں پیدا کررہے ہیں نہایت بُری نگاہ سے دیکھتا ہے اور رئیس خیرپور کو اس طرح کمزور وبیدام کرنے کی کارروائی پر اپنے دلی رنج وافسوس کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) یہ جلسہ خیرپور کی موجودہ کونسل کے غیر مسلم ممبران کی اس مسلم کش پالسی کو نفرت سے دیکھتا ہے کہ وہ اپنے محکمجات میں غیر مسلم عنصر کو غالب کرکے اسلامی ریاست کو غیر اسلامی بنا رہے ہیں۔ اور ہزہائنس وحکومت بمبئی سے مستدعی ہے کہ جلد از جلد انکو اس کارروائی سے باز رکھا جائے۔ اور محکمجات ریونیو وفنانس وپبلک ورکس میں مسلم عنصر کا خاص خیال رکھا جائے۔

(۳) یہ جلسہ گزشتہ حالات وواقعات کی بنا پر ریاست کی موجودہ کونسل کو محض بیکار اور اس کے ممبروں کو ریاست اور مسلمانان ہند کا بدخواہ سمجھتا ہے۔ اس لئے ہزہائنس میر علی نواز خاں، گورنمنٹ بمبئی اور گورنمنٹ آف انڈیا سے استدعا کرتا ہے کہ ریاست کے موجودہ ناقابل عمل کانسٹیٹیوشن کو بدل دیا جائے اور اس کے غیر مسلم ممبروں کو علیحدہ کرکے انکی جگہ مسلم ممبر مقرر کئے جائیں گے۔

(۴) ان اختلافات کو دیکھتے ہوئے۔ جو ایک عرصہ سے ریاست خیرپور اور حکومت بمبئی کے مابین جاری ہیں اور ریاست خیرپور کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اس جلسہ کی پرزور رائے ہے کہ ریاست خیرپور کا تعلق براہ راست حکومت ہند سے ہونا چاہئے اور اس کے لئے ہزہائنس اور گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کرتا ہے کہ ریاست کا تعلق حکومت سے وابستہ کیا جائے اور حکومت بمبئی سے منقطع کرلیا جائے تاکہ ہندوستان کے عام مسلمانوں کو اطمینان حاصل ہو۔

(۵) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ان تجاویز کی نقول ہز اکسلینسی وائسرائے ہند۔ گورنر بمبئی، ہزہائنس خیرپور نیز اخبارات کو روانہ کیجائیں۔

(نامہ نگار)

موضع رامسر میں ڈکیتی - ۱۰ مارچ موضع رامسر علاقہ نصیر آباد متصل اجمیر میں سترہ اٹھارہ ادمیوں پر ڈاکو پہنچے اور تین مہاجنوں کے یہاں ڈاکہ مارا - ایک کلال کے گھر میں گھس گئے وہ بھاگ کر چماروں کے گھر میں گھس گیا - اُسکے یہاں سے دوسو روپیہ نقد اور کچھ شراب کے شیشے لیکر واپس ہوتے، مہاجن کے گھر میں گھسکر اُس سے روپیہ کا مقام پوچھنے لگے - جب اُسنے نہیں بتایا تو اُسکے اور اُسکے بیٹے کے ہاتھوں کو زخم پر زخم پہنچائے اور جب بنیا اسپر بھی مال بتانے سے انکار کرتا رہا اور یہ کہتا رہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے تو اُسکے گھر کے کچھ کپڑوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر دونو باپ بیٹوں پر وہ کپڑے ڈالدئے اور دھمکایا کہ اب بھی نہیں بتائیگا توہم ان کپڑوں کو بتی بنادیں گے آخر بنئے نے جان کے خوف سے مال بتادیا اور تقریباً گیارہ ہزار روپیہ ڈاکوؤں کو ملا - پولیس سرگرم تحقیق و تفتیش ہے (نامہ نگار)

اخبار الہند

صدر اعظم مملکۂ آصفیہ کے فرزند ارجمند کی روانگی لندن

۱۲ مارچ - صبح مہاراجہ سر یمین السلطنت پیشکار و صدر اعظم مملکۂ آصفیہ کے فرزند ارجمند خواجہ اسد اللہ خانصاحب بغرض حصول تعلیم بعزم یورپ بمبئی تشریف لیگئے - آپکے بھائی صاحب کی روانگی سنا گیا ہے کہ علالت کیوجہ سے ملتوی ہوگئی - مسٹر ڈیورنڈ جو آج عازم انگلستان ہونے والے ہیں وہاں داخلہ کا انتظام کریں گے - اسی سلسلہ میں مسموع ہوا ہے کہ مہاراجہ بہادر اپنے لخت جگر کیساتھ خانگی طور پر گلبرگہ شریف تشریف لیگئے - اور حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی درگاہ اقدس میں حاضر ہوکر فرزند ارجمند کی کامیاب واپسی کی دعا کی - ہماری بھی دعا ہے کہ خدا حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کے صدقہ صدق و صفا میں مہاراجہ بہادر دام اقبالہٗ کے فرزند ارجمند کو کامیابی اور سلامتی کیساتھ سایۂ پدری میں لائے -

وائسرائے ہند انگلستان نہیں جائینگے - لندن ۹ مارچ یہاں ذمہ دار حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ لارڈ ارون نے اپنا سفر لندن ملتوی کردیا ہے -

ہوڑہ سے لاہور تک - کلکتہ ۸ مارچ ایسٹ انڈین ریلوے کے ارباب بست و کشاد تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے اتوار کے روز سے ہوڑہ سے لاہور تک ایک خاص اکسپریس ٹرین چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو یکم اپریل تک جاری رہے گی - "سیاست"

امریکہ کے ایک مشہور مخالف شراب کا دورۂ ہند - کلکتہ ۱۱ مارچ - ولیم جانسن پسی فوٹ ہندوستان میں دورہ کر رہے ہیں اب تک مدراس اور بمبئی میں انکے دورے سے اغراض کو بہت کافی کامیابی ہوئی - انکے جلسوں میں کثیر مجمع رہا - اب احمد آباد جبل پور ہوتے ہوئے کلکتہ پہنچ گئے یہاں سے ۲۰ مارچ کو لکھنؤ پھر ۲۵ مارچ کو دہلی روانہ ہونگے انکے دورہ کا مقصد ہندوستان میں امتناع شراب کی تلقین کرنا ہے -

لاہور کے ایک ڈاکخانہ میں چوری - ۱۰ مارچ دو تین دن ہوئے نولکھا پوسٹ آفس میں چوری کی واردات ہوگئی - اس سے بیشتر امرت دہارا پوسٹ آفس کی چوری ہوئی تھی - جسکا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا - پولیس سرگرم تفتیش ہے - تقریباً ۳۵ روپیہ چور لیگئے -

پشاور میں آتش زدگی - ۱۰ مارچ ۷ اور ۸ مارچ کی درمیانی شب کو محلہ جہانگیر پورہ پشاور شہر میں آٹھ بجے کے قریب آگ لگ گئی جو بہت خطرناک صورت اختیار کرگئی تھی - فائر بریگیڈ اور رضاکاروں وغیرہ کی بروقت امداد سے رات کے گیارہ بجے کے قریب بجھائی گئی - ۹ مکان تباہ ہوئے نقصان کا اندازہ ۵۰ ہزار سے زیادہ ہے -

ریل میں آگ لگ گئی - رنگون ۱۱ مارچ - مانڈلے جانیوالی رات کی اکسپرس گاڑی کے تیسرے درجہ کی ایک گاڑی میں جو انجن کے پیچھے تھی راستہ میں آگ لگ گئی - اور تمام ڈبہ کو خاکستر کردیا - اکسپریس روک دی گئی - اور جلتی گاڑی کو بیچ میں سے نکالا گیا - جس کیوجہ سے لائن ۴ بجکر ۴۵ منٹ پر خالی ہوئی - ۳۰ مسافر زخمی ہوئے جنمیں ۲۸ آدمیوں کو خفیف سی چوٹیں آئی ہیں - باقی شفاخانے میں چار مسافر بیہوش ہیں - ایجنٹ ریلوے چیف انجینیر اور ضلع افسر نے فوراً موقعہ پر پہنچکر مناسب امدادی تدابیر اختیار کیں -

مولنٰا محمد علی رنگون میں - ۱۱ مارچ مولنٰا محمد علی صاحب کے ورود پر کارپوریشن رنگون کیطرف سے سپاسنامۂ خیر مقدم پیش کیا گیا (ہمدرد)

مدیر سچ کا عزم حج - مولنٰا عبدالماجد دریابادی مدیر سچ ۲ شوال کو دریاباد سے لکھنؤ تشریف لائے اور ۳ شوال کو ۱۰ بجے شب کے اکسپریس سے مع زنانہ بارادۂ زیارت حرمین شریفین و ادائگی فریضہ حج بمبئی تشریف لیگئے۔

بسفر رفتنش مبارکباد — بسلامت روی و باز آید

بانسہ شریف میں عرس و فاتحہ - ۴ شوال کو بانسہ شریف میں حضرت امام الوقت مولنٰا الحاج قیام الدین محمد عبدالباری قدس سرہٗ کا فاتحہ ہوا اور ۵ شوال کو حسب معمول سیدنا حضرت عبدالرزاق بانسوی قدس سرہٗ کا تقاریب عرس انجام دی گئیں - (ہمدم)

دیگر ممالک

مقبرۂ طوطنخامن - لکسر ۱۱ مارچ طوطنخامن کے مقبروں میں سے نوادر اور قیمتی اشیا کے نوسے بکس بندکرکے بحفاظت تمام قاہرہ بھیجے گئے ہیں ہاورڈ کارٹر کی دوسال کی کوششوں سے یہ ذخائر برآمد ہوئے ہیں

انگلستان میں موسم گرما - لندن ۱۱ مارچ کل سے گرمی کی آمد ہوگئی ہے گو تالاب حوض اور نہریں ابھی تک برف سے ڈھکی ہوئی ہیں اہالیان شہر نے اپنے لمبے بڑے کوٹ اُتار پھینکے ہیں - اور گرمیوں کی چہل پہل نظر آنے لگی ہے مقیاس الحرارۃ کا پارہ دھوپ ۹۵ درجہ پر ہے موسم کی حالت خوشگوار ہے -

ترکی میں چٹان پھٹ گئی - قسطنطنیہ ۱۰ مارچ ادا بازار باطومیہ کے قریب کل شب کو ایک چٹان پھٹ گئی - چار آدمی ہلاک اور گیارہ زخمی ہوئے اس پتھر کے پھٹنے کیوقت متصل سے گاڑی جارہی تھی جسپر شق شدہ پتھر کا ایک ٹکڑا گر گیا - جس سے انجن پاش پاش ہوگیا اور چند گاڑیاں بھی بیکار ہوگئیں -

امریکہ میں منشیات کے خلاف کوششیں - واشنگٹن ۱۰ مارچ امتناع شراب کے محکمے حکومت نے پچاس ہزار ڈالر اس غرض سے منظور کئے ہیں کہ عوام الناس کو منشیات سے بازرہنے کی تعلیم و ترغیب دی جائے جو پوسٹروں اور کارٹونوں کے ذریعہ دیجائیگی اور منشیات سے بازرکھنے کی کوشش کیجائیگی -

بچہ سقہ اور غوث الدین غلزئی - پشاور ۱۱ مارچ معلوم ہوا ہے کہ ملک محمد افضل اور ملک محمد عالم نے جو شنواری باغیوں کے سردار ہیں بچہ سقہ سے مزید افواج بھیجنے کی درخواست کی ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ انکو بھی ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا -

بچہ سقہ نے غوث الدین غلزئی کیساتھ جسنے کچھ دنوں پہلے اپنی بادشاہی کا اعلان کردیا تھا، دوستانہ تعلقات قائم کرلئے ہیں - اور اُسکو ترغیب دی ہے کہ وہ بھی اسکا حامی ہوکر اسکے لئے جد و جہد کرے بچہ سقہ نے غوث الدین کے پاس ۲۵ رائفلیں اور چھ ہزار روپیہ بطور تحفہ کے بھیجا ہے - جسکے بدلہ میں غوث الدین نے چند گھوڑے بھیجے ہیں

جنرل نادر خاں کی ہلاکت کی خبر قطعاً غلط ہے - جنرل نادر خاں خیروعافیت کے ساتھ علاقہ خوست میں پہنچ گئے ہیں - اور ہر مقام پر اُنکا پرخلوص خیر مقدم کیا گیا ہے -

حضرت شور بازار لاپتہ ہیں - حضرت صاحب شور بازار جنہوں نے انقلاب افغانستان میں نمایاں حصہ لیا ہے چند روز سے لاپتہ ہیں ان کے متعلق مختلف قسم کی چہ میگوئیاں اور خیال آرائیاں ہورہی ہیں لیکن صحیح طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ آیا وہ مغربی صوبہ کو گئے ہیں یا جنوبی صوبہ کو -

شاہ امان اللہ کے اثر میں روزافزوں ترقی - قندہار سے جو تازہ ترین اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ مظہر ہیں کہ شاہ امان اللہ کا اقتدار روز بروز ترقی پر ہے یقین کیا جاتا ہے کہ متعدد بڑے بڑے اجتماعات ہورہے ہیں جن میں لوگ شاہ موصوف کی وفاداری کا حلف اٹھارہے ہیں - علاوہ ازیں شاہ موصوف نے باضابطہ جنگ کیلئے بھی چار پانچ ہزار لشکری جمع کرلئے ہیں - رمضان کے ختم ہوتے ہی جنگ چھڑ جائیگی -

شاہ امان اللہ کی حمایت - ہرات، مزار شریف، خانقی ترکستان سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ ان علاقوں میں شاہ امان اللہ کی حمایت میں جوش و خروش کا اظہار کیا جارہا ہے (ہمدرد)

جنرل نادر خاں کے بھائی - سردار ہاشم خاں الیو گو پہنچے ہیں لیکن اب وہ وہاں سے چکنور چلے گئے ہیں - اور ملا چکنور کے پاس مقیم ہیں - "مستقل"

جواہر نعت

(مولینا طفیل احمد عارف بدایونی)

یا نبی پائے کہ از حجرہ بروں بر زدۂ / در دمے خیمہ ز افلاک فراتر زدۂ
منم اے ابر کرم قیدی آن موج محیط / کہ پئے تشنہ لباں تو دم کوثر زدۂ
کس نیارست رسیدن بہ تو بود توز انکہ / ہمہ چوں معجزہ از ذات خدا سر زدۂ
بہ بساطیکہ رسل حاشیہ بوساں دلند / پہلوئے صدر نشیں تکیہ بصد فر زدۂ
خواہد ایں سوختہ اختر ز تو بر سر داغے / کہ بہ پیشانی سلمانؓ ابوذرؓ زدۂ
دل افسردہ وی سوز تر اے خواہد / ز آتش عشق کہ در سینۂ قنبر زدۂ
رفتہ از یاد ہمہ وعدۂ دیدار خدا / تہ و بالا صفت ہنگامۂ محشر زدۂ
عرضہ دادم ہمہ بر عقدہ کشا ناخن تو / گرہے را کہ بکارم ز مقدر زدۂ
داد لذت نہ جگر کاوی مژگاں کسے / بہ رگ جاں بہ ادائیکہ تو نشتر زدۂ

طائر وہم کس آنجا نپرد اے عارف
در ہوائیکہ بفضائے کہ تو شہپر زدۂ

میزندم ز دلائے تو نہ تنہا حبشی / میکند سر سخن از عشق و محبت قرشی
گر بینی ز مساوات بنخوت شکنی / سہ خوانی بنشانی قرشی یا حبشی
کرمت گر بسر راہ نمائی آید / مو کشانم ببر دگر بزدم من بخوشی
ایکہ دائم گزری از سر جرم دگراں / قلم عفو خدا بگناہم بکشی
راز ہستی بجز ایں نیست کہ در رزم تکوین / ذرہ داری ز من آید تو خورشید وشی
باز بر لوح جہاں خوبتر از شکل حبیب / کلک قدرت نتوانی کہ دگر نقش کشی

مغز جاں سوختہ عارف تپ عشق نبوی
میرسد ہر نفس از ضعف کہ نوبت بغشی

رشد وہدایت

(از حضرت یحییٰ بن معاذ رح)

تَرْكُ الدُّنْيَا كُلِّهَا أَخْذُهَا كُلِّهَا فَمَنْ تَرَكَهَا كُلَّهَا أَخَذَهَا كُلَّهَا تَرْكُهَا كُلَّهَا فَأَخْذُهَا فِي تَرْكِهَا وَتَرْكُهَا فِي أَخْذِهَا۔

تشریح:۔ دنیا کا ترک کرنا گویا دنیا کا لینا ہے، گویا ترک دنیا میں اخذ دنیا ہے۔ مطلب یہ ہے دنیا تارک دنیا کی لونڈی بن کر رہتی ہے۔

مجھ کو شوق جبہ سائی اُسکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیے روز آستانے کے لئے (حسینی مدظلہ)

آستانہ

جلد ۱ جمعہ ۱۷ ارشوال ۱۳۴۷ھ نمبر ۳۵

اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ مِنَ الْغُرَبَا وَسَيَعُودُ اِلَى الْغُرَبَا

اسلام غریبوں ہی سے شروع ہوا، غریبوں ہی میں رہیگا، اور انجام کار غریبوں ہی میں سمٹ آئیگا۔ ہمیشہ غریبوں ہی نے اسکی مدد کی اور ہمیشہ غریب ہی اس کے مددگار رہے، اور ہمیشہ غریب ہی اسکے مددگار رہینگے بانی اسلام نے ہمیشہ اپنے آپ کو غریب سمجھا، غریبوں کی طرح زندگی بسر کی، غریبوں کی صحبت اختیار فرمائی۔ اور اس وقت بھی جبکہ دنیا کی تمام دولتیں ان کے قدموں پر نثار ہوئیں، زمانہ کی ساری وجاہتیں اُن کے دولت خانۂ فقر و توکل کی کنیز بن گئیں اور بڑے بڑے تاجداروں کی پیشانیاں اُنکے آستانے کے لئے وقف ہوگئیں اُنکی غریبی، مسکینی اور انکساری میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔

تبلیغ اسلام، اشاعت اسلام بھی انہی غریبوں کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی اور ایسی ہوئی کہ دنیا کے تمام مذہبوں اور عالم کی ساری قوموں کو بھی اس نمود کامیابی اور عاجلانہ ترقی پر رشک آنے لگا۔

چنانچہ آج ناواقفانِ حقیقت کی کچھ تعداد ایسی بھی ہے جو کہتی ہے کہ مذہب اسلام نے تلوار کی قوت سے نفوذ و رسوخ حاصل کیا۔ مگر کبھی ان لوگوں نے افسوس کہ اس حقیقت پر غور نہیں کیا کہ آخر تلوار چلانیوالوں کی جماعت کس کی تلوار کے زور سے دائرہ اسلام میں آئی تھی اور بانی اسلام کی حلقہ بگوش ہوئی تھی، کاش وہ دیدہ انصاف سے اس حقیقت کا مطالعہ کرتے تو اُنہیں یہ حقیقت آفتاب کی مثال روشن اور واضح نظر آتی کہ اسلام نے محض غریبوں کی غریبی، مسکینوں کی مسکینی، انکی وسیع الاخلاقی اور اُن کے مخلصانہ مساعی کیوجہ سے ترقی کی اور مذہب اسلام آفتاب بن کر آسمان ترقی پر چمکا اور اس کی روشنی تمام عالم پر چھا گئی۔

عمر بن خطاب جنہیں آج دنیا امیر المومنین امام المسلمین فاروق اعظم جیسے جلیل القدر القاب سے یاد کرتی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اہل عرب میں اُن کی ذات شجاعت و بہادری کے اعتبار سے ایک بلند مرتبہ رکھتی تھی مگر آپ جانتے ہیں کہ سرزمین عرب کا یہ سورما، خاندان قریش کا یہ بہادر کیسے حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے۔ اسواسطے نہیں کہ اسکی ہمت و قوت نے جواب دیدیا ہو یا اس نے اپنی طاقت و قوت کے مقابلہ میں مٹھی بھر مسلمانوں کی طاقت و قوت کو زبردست اور زیادہ تسلیم کرتے ہوئے مسلمان ہوجانے میں اپنی جان کی سلامتی سمجھی ہو۔ بلکہ محض اس لئے کہ اللہ کے رسول نے اپنی اور اسلامیوں کی غریبی اور مسکینی ظاہر کرتے ہوئے اپنے پروردگار سے یہ دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ یا عمر بن خطاب کی رہنمائی فرما اور توفیق خیر عطا کر کہ وہ مسلمان ہوجائیں یا ابوجہل کو مسلمانوں کے زمرہ میں شامل کر دے۔ یہ نعمت اور سعادت خطاب کے فرزند ارجمند کے حصہ میں مقدر تھی چنانچہ عمرؓ خدا کے رسول کو شہید کرنیکے ارادے سے نکلے، کلام الٰہی کی آیات سن کر انکا پتھر سے زیادہ سخت دل موم ہوگیا، تلوار چلانا بھول گئے، تکمیل عزم کا خیال ہوا ہوگیا اور رسول اللہ کے دربار میں حاضر ہوکر توحید و رسالت کا اقرار کرکے غلامانِ رسالت کے زمرہ میں داخل ہوگئے۔ باوجودیکہ اس واقعہ کے بعد مشرکین عرب نے طعنے دیے اور انکا مضحکہ اڑایا، اور جو نہ کہنے کی باتیں تھیں سب کہیں مگر خطاب کے فرزند ارجمند نے ایک نہ سنی اور اب اُن کی تمام سورمائی بہادری، شجاعت، طاقت اسلام کی راہ میں صرف ہونے لگی۔

یہ خیر القرون کے بیشمار واقعات میں سے ایک مشہور واقعہ ہے جسکو دہرایا گیا، لیکن زمانۂ رسالت کے بعد بھی ہر صدی اور ہر دور میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت مسکینوں اور غریبوں ہی کے حصہ میں آئی اور مسکینوں اور غریبوں ہی نے اسکی رکھوالی کی۔ اور اپنے خون سے اسلام کے اس سرسبز نونہال کو سینچا۔ کمبل پوش بوریہ نشین فقرا نے اپنے خویش و تبار کو خیرباد کہا، عزیز و اقارب کو چھوڑا دور و دراز ملکوں کا سفر اختیار کیا، اور سفر کی بے شمار صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھائیں

غرض ؎   مئی توحید کو لیکر صفت جام پھرے

اور یہ صرف اسلئے کہ تمام دنیا کے کانوں تک خدا کا پیغام پہنچا دیں نوع انسانی کو انکے فرض سے آگاہ کردیں، اچھائی اور برائی کا فرق بتا دیں، تاکہ عالم کائنات میں سرکشی و نافرمانی، فسق و فجور کی بجائے زہد و اتقا، ہمدردی و اخلاص کی برکات عام ہوجائیں۔ خدا کا فضل شامل تھا، چنانچہ وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوئے اور اپنے عزائم میں انکو کامیابی نصیب ہوئی، آخر دنیا کے اس سرے سے لیکر اس سرے تک مسلمان ہی مسلمان نظر آنے لگے۔

آپ نے تاریخ کے صفحات میں اس مجمل بیان کی صراحت و وضاحت ضرور دیکھی ہوگی یا ضرور دیکھیں گے۔ کہ کسی ظلم و جور سے نہیں کسی جبر و تشدد سے نہیں بلکہ محض اپنے ایمانی اور اخلاقی جذب و کشش سے ان بندگان حق نے دنیا کو اپنے مذہب کا گرویدہ بنایا ہے۔ دور کیوں جائیے اسی ہندوستان کی زمین پر سب سے پہلے قدم رکھنے والے مبلغ اسلام کے حالات پر نظر کیجئے تو آپکو معلوم ہوگا کہ اسلام کے ان غریبوں اور درویشوں نے اپنے دین اپنے مذہب کی خاطر کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کی ہیں اور کیسے کیسے نمایاں کارنامے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں جنکی وجہ سے آج کئی صدیاں گزر جانیکے بعد بھی انکا نام زندہ اور انکی شہرت باقی اور انکی عظمت و بزرگی کا آوازہ بلند ہے۔

آپکو معلوم ہے کہ جس طرح عرب کے ایک یتیم بچہ نے جوان ہوکر اہل عرب کو خدا کیطرف بلایا تھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ کی مدد سے دنیا اسکی غلام ہوگئی تھی ٹھیک اسی طرح سنجر کے ایک یتیم بچہ نے جوان ہوکر ہندوستان میں پہنچکر اسلام کی شمع روشن کی تھی جس کی روشنی سے رفتہ رفتہ سرزمین ہندوستان کا ایک ایک ذرہ جگمگا اٹھا اور آج بھی وہی روشنی باقی ہے۔ مسٹر آرنلڈ اپنی کتاب دعوت اسلام میں لکھتے ہیں کہ دلی سے اجمیر کو آتے حضرت خواجہ بزرگ نے سات سو ہندوؤں کو مسلمان بنایا... فرمایئے کہ خواجہ معین الدین چشتی کے ساتھ ایسے کتنے توپخانے تھے، کتنی مشین گنیں تھیں، کتنے ہوائی جہاز تھے اور ایسا کتنا بڑا لشکر تھا کہ دلی سے اجمیر تک پہنچتے پہنچتے چند ہی روز کے عرصہ میں سینکڑوں کی تعداد میں نوع انسان کے افراد کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیا۔ یا ایسا کتنا روپیہ تھا کتنے جواہرات تھے کہ لوگوں میں تقسیم کرکے آپنے دنیا کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لیا۔ کچھ نہیں ان مادی طاقتوں میں سے اس بے تاج بادشاہ کے پاس کچھ نہیں تھا۔ البتہ اُسکے پاس ایمان کا خزانہ تھا، اس بندۂ حق کو کسی لشکر کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اسکی حاجت پر صرف ایک اللہ کی ذات کافی تھی اُسے آلات حرب کی کوئی حاجت نہیں تھی اسلئے کہ اسکی روحانی قوت کے مقابلہ میں یہ تمام ظاہری اسلحۂ جنگ بیکار تھے،

چنانچہ آپ دیکھ لیجئے کہ خانوادۂ چشت کے اس تاجدار نے اپنے متبعین کی ایک مختصر جماعت کی معیت میں مذہب اسلام کی کیسی کچھ خدمت کی، کہ آج اغیار کی زبان بھی اس حقیقت کا اعتراف ہی کرتی نظر آتی ہے۔

یہ سب کچھ پڑھ لینے کے بعد اب مندرجہ ذیل خبر کو پڑھیے جو حال ہی میں ہندوستانی اخبارات کے صفحات پر آئی ہے اور اندازہ کیجئے کہ آج دوسرے مذاہب اپنی اشاعت کیلئے کسقدر افراط کیساتھ روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور کس طرح اقوام عالم کو اپنا شریک مذہب بنانا چاہتے ہیں۔ اسوقت دنیا میں مسیحیت کی اشاعت کیلئے جو بڑی بڑی انجمنیں سرگرمی اور مستعدی سے کام کر رہی ہیں انکی تعداد چار سو ہے اور صرف یہ انگلیکن اور پروٹسٹنٹ سوسائٹیاں ہیں، رومن کیتھلک کلیسائی جمعیتیں ان کے علاوہ ہیں۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں جن ممالک نے اول الذکر انجمنوں کو مالی امداد دی انکی فہرست حسب ذیل ہے۔

امریکہ۔ ۹۷۳۶۰۸۴ پونڈ۔ کینیڈا۔ ۷۲۲۰۹۴ پونڈ
برطانوی جمعیتیں ۲۷۶۹۴۵۲ پونڈ۔ ناروے۔ سوئیڈن۔ ہالینڈ،

(کتب لنواں کا رعایتی اعلان صفحہ ۸ پر نمونہ ملاحظہ کیجئے)

فرزندانِ اسلام کو دعوتِ تنظیم و اتحاد

از جناب سید کشفی شاہ صاحب نظامی

راقم الحروف برما میں ایک طویل مدت بسر کرنے کے بعد جب اپنے وطن پنجاب میں واپس آیا تو بیحد مسرور تھا لیکن اب مسلمانوں کی پراگندہ حالت دیکھکر یہ مسرت غم و اندوہ میں تبدیل ہو رہی ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر مسلمانوں میں جماعتیں بھی تھیں۔ جھگڑے بھی تھے۔ اور نفاق و عناد بھی تھا لیکن جب قوم کے سامنے کوئی بڑی مصیبت آجاتی تھی تو وہ ان اختلافات کو بھول جایا کرتے تھے افسوس کہ اب ان مصائب کے ازالہ کے لئے مل بیٹھنے کی صلاحیت بھی باقی نہیں رہی ہے اور دوسری طرف حسد و رقابت اور فرقہ بندی میں ترقی ہو رہی ہے۔ اگرچہ بظاہر تمام فرزندانِ اسلام ملت افغان کے نفاق و انشقاق کا ماتم کر رہے ہیں مگر انکی اپنی حالت افغانستان سے کچھ کم اندوہ ناک نہیں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ افغانوں کے پاس نفاق و عناد کے اظہار کا ذریعہ "تلوار" ہے۔ اور مسلمانانِ ہندوستان کی حالت یہ ہے کہ

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اتحادی تحریک جاری کرنے کی ضرورت

راقم الحروف کو مختلف افراد یا جماعتوں کے ذاتی مناقشوں سے نہ پہلے تعلق تھا اور نہ اب ہے لیکن قومی ابتری اور پراگندگی کو دیکھکر دل میں جو خیالات گزرتے ہیں انہیں بزرگانِ ملت کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

دو اہم مسئلے

اسوقت قوم کے سامنے دو ایسے مسئلے موجود ہیں جنہیں قوم اور ملک کے مستقبل کے ساتھ بہت بڑا سیاسی تعلق ہے اور وہ دو تو مسئلے سب کے علم میں ہیں کہ ایک نہرو رپورٹ ہے اور دوسرا بغاوت افغانستان ہے۔ ان دونوں نے مجموعی حیثیت سے قوم کے سامنے زندگی اور موت کا سوال پیدا کر دیا ہے۔

اسوقت نہرو رپورٹ کی مخالفت میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) رپورٹ میں بعض اہم آئینی نقائص موجود ہیں۔

(۲) دوسرے مسلمان اپنی بعض کمزوریوں کے باعث رپورٹ سے ضروری فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ مختلف خیالات کے بزرگوں کی تحریروں اور تقریروں پر غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ رپورٹ کی اچھائی یا برائی کا مسئلہ جسقدر زیادہ مختلف فیہ ہے اسیقدر مسلمانوں کے انتشار اور کمزوری کا مسئلہ متفق علیہ ہے چنانچہ اگر رپورٹ کو نظر انداز کر دیا جائے تو کوئی باخبر مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ مسلمان بالغوں کی تعداد غیر مسلم بالغوں سے کم ہے مسلمان مقروض ہیں۔ ان میں سیاسی احساس کی کمی ہے۔ وہ تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ مسلم خواتین سیاسی میدان میں ہندو عورتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں مسلمانوں میں ہندوؤں کے بالمقابل قومی کارکنوں کی تعداد بہت کم ہے۔ مسلم مجالس مالی اور تنظیمی اعتبار سے ہندو سبھاؤں کے ہم پلہ نہیں ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر مسلمانوں میں یہ بنیادی کمزوریاں موجود نہ ہوتیں اور وہ ایک متحدہ طاقتور منظم اور خوش حال قوم کی حیثیت سے کانگریس وغیرہ میں ہندوؤں کے دوش بدوش بیٹھ سکتے تو وہ قلیل یا کثیر آئینی نقائص جو نہرو رپورٹ میں موجود تھے۔ غالباً ایک ہی نشست میں طے ہو جاتے۔ اس لئے میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نہرو رپورٹ کے قبول و عدم قبول کا مسئلہ بنیادی طور پر مسلمانوں کی اپنی تعلیمی۔ اقتصادی اور سیاسی کمزوری ہی کا مسئلہ ہے اور بس۔

اگر مذکورہ بالا نظریہ کسی حد تک بھی صحیح ہو تو میں بزرگانِ ملت سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اصل مرض کے دفعیہ کی کیا تدبیر سوچی ہے؟ اگر وہ نہرو رپورٹ کی صحت و عدم صحت کے سوال پر متحد نہیں ہو سکتے تو کیا ان کو یہ بھی فکر نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو سیاسیات کے لئے تیار کرنے اور مضبوط بنانے کے سوال پر متحد ہو کر کام کریں؟

رسوا کن کمزوری

آپ یہ بحث چھوڑ دیجئے کہ نہرو رپورٹ کی حمایت یا مخالفت میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ میں تو یہ سوال کرتا ہوں کہ آخر ہم کب تک کانگریس وغیرہ میں ہندو بھائیوں کے سامنے یہ رونا روتے رہیں گے کہ مسلمان کمزور ہیں۔ مقروض ہیں۔ علم و ہنر سے بے بہرہ ہیں؟ کیا ایک شریف غیور قوم کی حیثیت سے ہم پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ ہم اس آئے دن کی بے غیرتی سے نجات حاصل کریں!

بس یہ ایک نہرو رپورٹ ہی کا مسئلہ نہیں ہے اگر مسلمان زندہ ہیں تو اس قسم کے بیسیوں دستور ان کے سامنے آئیں گے۔ اور انہیں ہر مرتبہ بالغوں کی کمی یا عورتوں کی پس ماندگی کا عذر کرنا مشکل ہو جائیگا۔ لہذا آپ زیر بحث رپورٹ کا جس طرح بھی فیصلہ فرما رہے ہیں فرماتے جائیے مگر گذارش صرف یہ ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں کی فرقہ بندی اور پراگندگی کا علاج کیجئے کہ ہر خرابی کی بنیاد یہی ایک چیز ہے۔

بغاوت افغانستان

دوسری اہم چیز "بغاوت افغانستان" ہے اگر بزرگانِ قوم غور فرمائیں تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ افغانستان کے دردناک واقعات بھی اپنے اندر وہی اثر رکھتے ہیں جو انہیں نہرو رپورٹ میں محسوس ہوتا ہے۔

یہ کس قدر عبرت ناک واقعہ ہے کہ صرف چند آدمی ایک مقام میں بیٹھ کر چند دن کے اندر اندر ایک اسلامی سلطنت کی اینٹ بجا دیتے ہیں؟ آپ دشمن کی "مہربانی" پر کیوں فغاں سنج ہیں؟ دوستوں کی حالت پر بھی رو دیجئے جنہوں نے امان اللہ خاں کو ٹھکرا دیا اور بہشتی سقہ کو قبول کر لیا۔

اس سوال کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہم افغانستان کا ہاتھ بٹائیں بیشک یہ مسلمانوں کا فرض ہے جو انہیں بلا تاخیر ادا کرنا چاہئے لیکن اس فرض کی ادائیگی میں بھی سب سے پہلے اسی اتحاد و تنظیم کی ضرورت ہوگی جس کے نہ ہونے نے افغانستان کو تباہ کیا۔ اللہ اللہ! کس قدر عبرت ہوتی ہے۔ آج مسلمانوں کے کلیجے پاش پاش ہو رہے ہیں اور ان کی آنکھیں افغانستان کے مصائب پر خون کے آنسو بہا رہی ہیں۔ مگر وہ ملت افغانستان کی زندگی اور آبرو کے لئے ۵۰ لاکھ روپیہ کی حقیر رقم بھی جمع نہیں کر سکتے۔ اگر مسلمانوں میں اتحاد ہوتا۔ تنظیم ہوتی۔ اعتماد ہوتا تو وہ ہر ایک تعلیم یافتہ بالغ مسلمان مرد سے صرف ایک ایک روپیہ فراہم کرنے کا انتظام کر سکتے اور صرف ایک ہی ہفتہ میں پچاس لاکھ روپیہ جمع ہو جاتا۔ لیکن اب کچھ بھی نہیں ہے۔

عدم تنظیم سرچشمہ مصائب ہے

برادرانِ ملت! غور فرمائیے۔ افغانستان کیوں تباہ ہو رہا ہے؟ اس لئے کہ افغان قوم کی حکومت میں تنظیم نہ تھی اور اب مسلمانانِ ہندوستان کیوں افغانستان کی امداد و اعانت سے قاصر ہیں؟ اس لئے کہ وہ بھی منظم نہیں ہیں پس نہرو رپورٹ کا معاملہ ہو یا افغانستان کا، مسلمان یہاں ہوں یا وہاں ہر جگہ اپنے ضعف و انتشار کی سزا پا رہے ہیں۔

مسلمانان پنجاب کا فرض

میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے یہ فرض مسلمانانِ پنجاب پر عائد ہوتا ہے۔ پنجاب مسلم اکثریت کا صوبہ ہے۔ پنجاب کے مسائل اور پنجاب کی تحریکات گزشتہ چند سال سے سارے اسلامی ہندوستان کے لئے فیصلہ کن ثابت ہو رہی ہیں۔ پنجاب کے مسلمان تعداد۔ جوش و غیرت۔ تعلیم اور سیاسیات میں دوسرے صوبوں سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ پنجاب کی شاعری تو سیات میں ہندوستان کی رہنما بنی ہوئی ہے۔ پنجاب کی اخبار نویسی کی مدد سے اسلامی ہندوستان کی بھی مختلف تحریکات کا ہیولیٰ تیار ہوتا ہے۔ اس واسطے میں مسلمانانِ ہندوستان سے عموماً اور بزرگانِ پنجاب و دہلی سے بالخصوص استدعا کرتا ہوں کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ اس ناچیز آواز کا جواب عنایت فرمائیں۔

خدمات ناچیز

میں نے اس مضمون میں مسئلہ اصلاح و تنظیم کے متعلق بزرگانِ قوم کے سامنے کوئی مخصوص عملی صورت پیش نہیں کی۔ اس لئے کہ یہ ایک شخص کا کام نہیں ہے۔ اگر موجودہ فضا میں عام اصول پر عام رضامندی حاصل ہو جائے۔ تو دوسری منزل میں قدم بڑھانا آسان ہوگا۔ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر بزرگانِ ملت نے اس ناچیز آواز کی طرف توجہ فرمائی تو میں اپنی اور اپنے بعض احباب کی طرف سے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم جان و مال سے ان کے ساتھ ہوں گے۔

لہذا پنجاب کے نوجوانوں کو اسلامی قومیت کے اتحاد و تنظیم کے لئے فوراً کمربستہ ہو جانا چاہیئے تاکہ قوم کی ہر کمزوری و پستی دور ہو جائے۔

اسلامی اخبارات سے عرض

میں اسلامی اخبارات سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو اپنے گرانقدر کالموں میں جگہ دیکر مسلمانوں کو اصل مرض کے دفعیہ کی طرف توجہ دلائیں۔ میرا قیام ایک گاؤں میں ہے مگر میں انشاءاللہ ان پرچوں کی قیمت پیش کرتا رہوں گا جن میں یہ مضمون شائع ہو یا اس سلسلے کے اور مضامین ہوں اور وہ پرچے ذیل کے پتہ پر روانہ کئے جائیں۔ والسلام

خادم کشفی شاہ نظامی

چک قاضیاں تحصیل شکر گڈھ ضلع گورداسپور

رموز و نکات

حضرت نقاد کے قلم حقیقت رقم سے

زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے رات اور دن کی ان مسلسل اور متواتر گردشوں کے دوران میں دنیا کی آنکھوں کے سامنے بارہا ایسے حوادث اور واقعات پیش آچکے ہیں اور ہمیشہ پیش آتے رہیں گے کہ بعض اوقات ایک خر لنگ بھی باد پائی اور زمین پیمائی کے سودا و خام کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے اور وہ اسی غرور میں اپنی اچھل کود کے کرتب دکھانے شروع کر دیتا ہے، مگر ان تمام سرگرمیوں کے باوجود اپنے مقام سے ایک قدم آگے نہیں بڑھتا، اور بیچارگی و نامرادی کا آخر اُسے ماتم ہی کرنا پڑتا ہے۔

اسیر مذر تنگی وسعت صحرا چہ می داند

اے بندۂ زر غلام شہ جاہ پرست
کہتے نہ تھے حوصلے سب ہو جائینگے پست
واماندگیوں کا ہے ابھی سے شکوہ
اے بندہ نواز ہنوز دلی دور است

شمع کی زبان درازی مشہور ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ حال بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ سر بزم اُسکی زبان کاٹی جاتی ہے اور گھڑی بھر کے بعد آخر اُسے ہمیشہ کیلئے خاموش ہونا پڑتا ہے۔ اور دنیا اُسکے اس عبرتناک انجام پر دو آنسو بھی نہیں بہاتی ہے، یہی حال اُس زبان فروش اور زبان دراز مہمل نویس کا ہے جسکی زبان درازی جب زبان زد عام و خاص ہو جاتی ہے تو آخر ایک دن قدرت کا زبردست ہاتھ اُسکی زبان کاٹ کر اُسے ہمیشہ کیلئے خاموش اور چُپ کر دیتا ہے، اور مخلوق اُسکے اس بے غیرت اور بُرے خاتمہ پر ذرہ برابر بھی افسوس نہیں کرتی۔

اے حالنب تا بکے ایں ہرزہ سرائی یا اینہمہ بے مائیگی ایں لاف گزائی
دیوانہ و مجنوں شدۂ قیمت خود را زاہل خرد ہائے جاہل بمعلم زدائی

بعض کہتے ہیں منصور نے جو کہا حق تھا، بعض کہتے ہیں کہ منصور نے سخت ترین غلطی کی، بہرحال یہ تو کئی صدی پہلے کا واقعہ ہے اور آج ایسی کیا ضرورت پڑی ہے جو تحقیق حال کے لئے اسوقت کوئی لمحہ صرف کیا جائے۔ البتہ اسکی یقینی ضرورت ہے کہ فی زمانہ جو بہت سے ثانیان منصور اور انا ولا غیری کے جھوٹے مدعی پیدا ہوگئے ہیں اُنکی حالت کا اندازہ کیجئے، اور اُنکے جہل مرکب کا ماتم، پیدا ہوئے تو والد بزرگوار نے غلام محی الدین نام رکھا، بڑے ہوئے اور کچھ ہوش سنبھالا تو باپ کی تقلید میں غلامی کو فرض سمجھتے رہے جب اُردو و فارسی کی کچھ کتابیں پڑھکر فاضل ہوگئے تو اپنی کسر شان سمجھتے ہوئے غلامی سے منکر ہوگئے اب یہ حال ہے کہ اپنے نجدی تخیل کی بدولت احیائے دین و ملت کے دعویدار ہیں، باوجودیکہ حال یہ ہے ع کس نمی پرسد کہ بھیا کیستی۔

دنیا کا عجب ہو گیا ہے دستور جاہل بھی ہے آج ہمنوائے منصور
ہے لب پہ انا محی الدین کا دعویٰ برعکس نہند نام زنگی کافور

اقتباسات

دنیا میں تدفین میت کے عجیب و غریب طریقے

تبت کے لوگ اپنے مردوں کی نعشوں کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں اور پھر اُن ٹکڑوں کو مچھلیوں کے کھانے کے لئے جھیل میں پھینک دیتے ہیں۔

قدیم زمانے میں اہل باختر اپنے مردوں کی نعشوں کو کتوں کو کھلا دیا کرتے تھے انہوں نے اس کام کے لئے کتے خاص طور سے پال رکھے تھے۔

قدیم زمانے کے نارتھ میں بحری لٹیرے کو اسکے جہاز میں رکھ کر اور اسکی تمام چیزیں اس جہاز میں بار کر کے جہاز میں آگ لگا کر اُسکو سمندر میں چھوڑ دیا کرتے تھے۔

اہل حبش اپنے مردوں کو یا تو دریا میں پھینک دیا کرتے تھے یا طلائی یا مٹی کے برتن میں اسکا بت بنا کر اسکے اندر انکو محفوظ کر کے گھروں میں رہنے دیا کرتے تھے۔

بابل کے لوگ اپنے مردوں کی نعشوں میں شہد بھر کر انکو محفوظ رکھا کرتے تھے مردوں کی نعشوں کو جلاتے نہیں تھے اسلئے کہ انکا یہ عقیدہ تھا کہ مردے کو آگ میں جلانا سورج کی بے ادبی کرنا ہے۔

گوانچی کے لوگ جو جزائر کنیاری کے اصلی باشندے ہیں اپنے مردوں کی نعشوں میں بہت بری طرح سے مصالحہ بھر دیا کرتے تھے پھر ان نعشوں کو ہوا میں سوکھنے کیلئے رکھ دیتے تھے اور ان پر روغن یا وارنش پھیر دیا کرتے تھے۔

زمانۂ سنگ کے آغاز میں فرانس اور بلجیم کے لوگ اپنے مردوں کی نعشوں کو قدرتی غاروں اور پہاڑوں کے ایسے شگافوں میں دفن کر دیتے تھے کہ جو بالکل ویسے ہی ہوتے تھے کہ جنمیں وہ خود رہا کرتے تھے۔

اہل پیرو اپنے لوگوں کی نعشوں کو ویسے ہی محفوظ رکھتے تھے جیسے کہ اہل مصر اپنے بادشاہوں کی نعشوں کو مصالحہ بھر کر محفوظ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ زمانہ سلف میں میا (حنوط شدہ لاشیں) پیرو میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ زمانہ سلف کے یونانی تا توتا اپنے مردوں کو جلا دیا کرتے تھے۔ رومن لوگ جمہوری سلطنت کے زمانہ میں تو اپنے مردے دفن کیا کرتے تھے۔ پھر سلا کے زمانہ میں انہوں نے بھی یونانیوں کی تقلید کر کے اپنے مردوں کو جلانا شروع کیا۔ پارسی اپنے مردوں کی نعشوں کو دخمہ یا برج خموشی میں رکھ دیا کرتے تھے یہاں گدھ انکا گوشت و پوست کھا کر ہڈیاں بالکل صاف کر دیا کرتے تھے یہ ہڈیاں ایک ماہ کے بعد دخمہ سے ہٹا کر نہایت عمیق کنوئیں میں ڈالدی جاتی تھیں جسمیں بہت سے نسلوں کی خاک مجتمع رہتی تھی اور ان کا ابتک یہی دستور چلتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کے ڈھلوانوں پر ریاست سکم کے رہنے والے اپنے مردوں کی نعشوں کو جلا کر ان کی خاک ہوا میں چاروں طرف اُڑا دیتے ہیں۔ اونسکا اور کوٹسکا آبنائے میں رہنے والی اقوام اپنے مردوں کو پہاڑی کی چوٹی پر دفن کرتے ہیں اور اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ ہر ایک راہرو مسافر قبر پر ایک پتھر ضرور پھینکتا جائیگا۔

مورخ ہیروڈوٹس نے لکھا ہے کہ مردہ رئیس کی نعش جب جلائی جاتی تھی تو اُسکے ساتھ اُسکے دلپسند گھوڑوں اور غلاموں کو بھی قربان کر دیا جاتا تھا بعض ممالک میں عورتوں کو اپنے مردہ خاوندوں کیساتھ مر جانیکا حق حاصل ہے۔ یہ دستور ہندوستان کی شکل میں موجودہ نسل تک جاری ہے۔

برہما کے لوگ کسی جنٹل مین کی نعش دفن کرنے سے پہلے روغن شدہ تابوت میں بند کر دیا کرتے ہیں اور بہت سے جلوس نکالنے اور حمد کے گیت گانیکے بعد قیمتی لکڑیوں کی چتا پر اسکو رکھدیتے ہیں پھر اسکو آگ پر رکھدیتے ہیں اور اسکو تب تک جلنے دیتے ہیں جب تک کہ وہ خاک نہ ہو جائے پھر ان شعلوں سے نعش کو باہر نکال لیتے ہیں اور اسکو پھر دفن کر دیتے ہیں۔ چینی لوگ اپنے مردوں کو زمین کے نہایت خوشنما ترین حصہ میں دفن کرتے ہیں اور چینی مرد و عورت کو کپڑے اور زیور پہنا کر اور ہاتھ میں بہت سے روپیہ رکھکر دفن کیا جاتا ہے۔ (اتحاد)

عجز انسانی

انسانی عجز و بے کسی کے متعلق فرانس کے نامور مصنف نے حسب ذیل خیالات ظاہر کئے ہیں جو دراصل ان الانسان خلق ضعیفا کی تفسیر ہیں۔ عجز انسانی کی مختلف قسموں میں سب سے پہلی قسم عجز طبعی ہے۔ یعنی انسان جس دنیا میں رہتا سہتا ہے اسکو نہ اس عالم کے کوئی واقعی خبر ہے اور نہ کسی دوسرے عالم کے حالات کی وہ کوئی اطلاع رکھتا ہے اسلئے وہ دنیا کے سامنے اپنے عجز کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے اور دنیا میں جو حوادث اسکے سامنے پیش آتے ہیں ان میں سے کسیکے روکنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ عجز کی دوسری قسم عجز شخصی ہے۔ آجتک دنیا میں جسقدر علما شعرا اور اصحاب فن پیدا ہوئے اگر انکے کارناموں کو دنیا کے مقابلہ میں پیش کیا جائے تو معلوم ہو کہ ہر ایک شخصی کوشش کی مثال سراب کی ہے آج کتنی کتابیں کتب خانوں میں سڑ رہی ہیں جن میں سے ایک کی تصنیف پر اشخاص کی پوری عمریں صرف ہوگئیں لیکن دنیا میں ایک نسل کے بعد دوسری نسل آتی ہے اور اس نسل کی جانفشانیاں ہیچ اور فراموش شدہ بنجاتی ہیں تو کیا ایک فرد انسان کی قدرت میں ہے کہ وہ کوئی موثر عمل چھوڑ جائے یہی عجز فردی و شخصی ہے۔ انسان کے عجز کی تیسری قسم عجز فکری ہے۔ یعنی وہ کہاں سے آیا اور کہاں جائیگا اسکی ابتدا اور انتہا کیا ہے یہ ایک ایسا ازلی سوال ہے کہ جب سے بشریت اور بشر کی قوت فکری قایم ہے اس معمہ کو حل کر رہی ہے لیکن اسکی عقدہ کشائی کی طرف ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا ہماری پیدائش اور وجود کا کیا منشا ہے ہم نہیں جانتے آج جو کچھ اسباب و علل ہمارے سامنے بیان کئے گئے وہ صددرجہ مضحکہ انگیز اور طفلانہ ہیں ہم نہیں جانتے اور نہ معلوم کر سکتے ہیں کہ نر و مادہ کے اختلاط سے ایک نئی تخلیق کیوں ہوتی ہے قوت حافظہ اعصابی خلیہ میں خیالوں کو کیوں محفوظ رکھتی

تذکرۃ السلف

حضرت مولانا جلال الدین رومی رح

از جناب مولانا عبد (۲) الماجد بی اے دریابادی

بیعت و منازل سلوک

شیخ بہاء الدین ولد عارف کامل تھے انکی صحبت و تربیت لخت جگر کے اس جوہری فطری پر جلا دیتی رہی انکے انتقال کے بعد مولانا نے انکے خلیفہ مولانا برہان الدین محقق ترمذی کے ہاتھ پر انہیں کے حسب خواہش بیعت کی اور انکے زیر تربیت نو سال کی مدت تک تصوف و سلوک کے مقامات عالیہ طے کئے۔

سید برہان الدین چوں با مولانا جلال الدین صحبت داشت
با وگفت کہ اگرچہ در علم ظاہر جائے پدر گرفتہ اما پدرت
غیر ازیں علوم ظاہر حالات دیگر داشت و آں دیدنی ست
نہ آموختنی، ال، احوال از پدر تو بمن رسیدہ است
اگر مرید شوی مراد یابی مولانا جلال الدین برغبت تمام
مرید شد و مدت ۹ سال در خدمت او بود۔ و سید
برہان الدین بعد ازاں حضرت خداوندگار را بتحقیق
علوم یقینی رغبت فرمودہ طریق سلوک و آداب مشائخ
تلقین کرد و مدت ۹ سال تمام صحبت فرمودند۔

ابتدائے تربیت سلوک میں سید موصوف نے مولانا سے ایک ہفتہ روزہ رکھنے کو کہا مولانا نے کہا کہ پورے چالیس ہونے چاہیں سید موصوف نے چالیس دن کی خلوت کرائی حجرہ کا دروازہ مقفل کر دیا۔ اور سامان خورد و نوش میں سے بجز ایک لوٹا پانی اور چند نان جویں کے کچھ نہ دیا چلہ کے خاتمہ پر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ مولانا حضور کامل کیساتھ مراقبہ میں مشغول ہیں۔ مرشد کیطرف نظر تک اٹھائی چنانچہ دروازہ بدستور بند کر دیا گیا۔ ایک چلہ پورا اور گذر جانیکے بعد دوبارہ کھولا تو دیکھا کہ نماز میں مشغول ہیں۔ اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں مرشد کیجانب اب بھی التفات نہیں کیا مرشد نے تیسرے چلہ کا انتظام کیا اسکے خاتمہ پر مولانا تبسم کرتے ہوئے باہر تشریف لائے تو آنکھوں سے انوار الٰہی برس رہے تھے۔ مرشد نے گلے لگا لیا اور چہرے پر بوسہ دیا

شمس تبریز

محقق ترمذی نے ۶۳۸ھ میں وفات پائی پانچ سال بعد ۶۴۲ھ میں تبریزی کی صحبت نصیب ہوئی جس نے مولانا کی زندگی کا رخ ہی بدلدیا حضرت شمس بابا کمال الدین جنیدی کے مرید اور عارف کامل تھے ایک مرتبہ مناجات میں دعا کی کہ پروردگار کوئی تیرا بندہ خاص ایسا ملتا جو میری صحبت کا متحمل ہو سکتا ارشاد ہوا کہ روم کو جا کو یہ بشارت پاتے ہی چل کھڑے ہوئے اور ساری اقلیم روم کا گشت لگا کر بالآخر قونیہ میں اترے شب کا وقت تھا برنج فروشوں کی سرائے میں فروکش ہوئے صبح ہمہ تن شوق بنکر دکان کے چبوترے پر جا بیٹھے جذب دل کامل تھا خود فشکاری کے استقبال کو بڑہا ادہر حضرت شمس رح انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے ادہر مولانا بھی صبح ہوتے ہی انکی ملاقات کو چلے شہرت علم و فضل کا آفتاب اوج پر تھا راستہ میں خلقت دست بوسی کو ٹوٹی پڑتی تھی شمس رح کی نگاہ چار ہوئی رہبر محبت نے پتہ دیا کہ یہی وہ محبوب ہے جسکی بشارت ہوئی تھی۔ مولانا مقابل کے چبوترے پر آکر بیٹھ گئے دیر تک آنکھوں آنکھوں میں راز و نیاز ہوتے رہے اسکے بعد شمس رح نے مولانا سے سوال کیا کہ بایزید بسطامی کو ایک طرف تو اتباع سنت میں اسقدر غلو تھا کہ زندگی بھر خربزہ اس خیال سے نہیں کھایا کہ نہیں معلوم سرور عالم صلعم نے کسطرح تناول فرمایا تھا اور دوسری طرف کبھی سبحانی ما اعظم شانی کے نعرے لگاتے تھے اور کبھی لیس فی جبتی سوی اللہ کی صدا بلند کرتے تھے حالانکہ خود رسول اللہ صلعم کا یہ حال تھا کہ فرماتے تھے کہ میں دن بھر میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں ان دو متضاد کیفیتوں میں کیونکر تطبیق دیجا سکتی ہے۔ مولانا نے جواب دیا کہ بایزید اگرچہ بڑے صاحبدل بزرگ تھے۔ تاہم دائرہ ولایت میں ایک خاص درجہ پر قائم کردئے گئے تھے اور ان پر اسکی عظمت ظاہر تھی اسلئے انکی زبان سے اس قسم کے الفاظ نکل جاتے تھے بخلاف اسکے سرور کائنات صلعم کے علوئے مراتب کی حد و انتہا نہ تھی ہر لحظہ منازل قرب میں بلند سے بلند تر پایہ طے کرتے جاتے تھے اسلئے قدم قدم پر آپ کو اپنا پہلا مقام پست نظر آتا تھا اور اسی پر آپ استغفار فرماتے تھے۔

یہ سنتے ہی شمس رح ہاتھ اٹھا کر مولانا سے لپٹ گئے اور ایسے لپٹے کہ پھر کبھی عمر بھر نہ چھوٹے راز و نیاز کے تعلقات آپس میں بڑہتے اور بڑہتے گئے یہانتک کہ ایک ہستی دوسری میں گم ہو گئی مولانا ابتک درس و افتا میں مصروف رہتے تھے اب مشاغل چھوڑکر سماع میں منہمک ہو گئے مستی و سرشاری کے جذبات طاری رہنے لگے دوستوں عزیزوں شاگردوں سب سے ملنا جلنا ترک ہو گیا بڑی بڑی طویل مدتوں تک شمس رح کے ساتھ خلوت رہنے لگی یہانتک کہ ایک مرتبہ حجرۂ شیخ صلاح الدین میں دونوں بزرگ متصل تین مہینے یا چھ مہینے تک باختلاف روایت بغیر آب و دانہ اور دوسری بشری حاجتوں کے خلوت گزیں رہے۔

مدت سہ ماہ در خلوتے لیلاً و نہاراً بصوم وصال
نشستند کہ اصلا بیرون نیامدند و کسے را زہرہ نبود
کہ در خلوت ایشاں درآید۔

(مناقب العارفین و نفحات الانس)

مدت شش ماہ از او در حجرۂ شیخ صلاح الدین زرکوب باہم صحبت فرمودند چنانچہ قطعاً و اصلاً اکل و شرب و حاجات بشری ما بین نبود و در سیر وقت ایشاں بغیر شیخ صلاح الدین دیگر کسے را مجال دخول نبود۔ (رسالہ سپہ سالار)

شمس رح و رومی کے تعلقات باہمی آجتک ایک طلسم بنے ہوئے ہیں اور دونوں کی پہلی ملاقات نیز باہمی تعلقات کی بابت جو عجیب و غریب افسانے تمام زبانوں پر ہیں انکے لحاظ سے یہ روایت جو یہاں اختیار کیگئی ہے یقیناً پھیکی اور بے مزہ معلوم ہوگی لیکن سب سے قدیم تذکرہ نویس سپہ سالار میں یہی روایت درج کی گئی ہے اور مناقب ذہبی میں بھی جزئی اختلافات کے بعد اسکا اعادہ کر دیا گیا ہے۔

بعض تذکرہ نویسوں نے حضرت شمس رح کیساتھ مولانا کی بڑہی ہوئی گرویدگی محبت اور عقیدت مندی کو دیکھکر شمس رح کو آپ کا پیر و مرشد لکھدیا ہے لیکن اس سے قطع نظر کرکے کہ یہ خیال قدیم ترین تذکروں میں سپہ سالار و مناقب کی تصریحات کے برخلاف ہے خود مولانا کا یہی ایک مقولہ اس تعلق باہمی کی نوعیت پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ فرماتے ہیں علما ظاہر اخبار رسول کے عالم ہیں شمس تبریزی اسرار رسول کے حامل ہیں اور میں انوار رسول کا مظہر ہوں

(مناقب ذکر تبریزی)

اسمیں شبہہ نہیں کہ مثنوی اور اس سے بڑہکر دیوان غزلیات میں مولانا نے ایک دو جگہ نہیں بکثرت شمس تبریز کا نام اس ذوق و شوق اور اس جوش و عقیدت سے لیا ہے کہ گویا اپنے پیر و مرشد کا ذکر کر رہے ہیں مثلاً

شمس تبریز طلوع کن از مشرق جاں - کہ چو خورشید تو جانی و جہاں جملہ بدن

شمس تبریزی توئی وجہ وجود — من ہم از وجہ و مرات توام
پیر من مرید من درد من دوائے من — فاش بگویم ایں سخن شمس من و خدائے من

اس قسم کے اشعار سے ایک گروہ نے یہ بات ٹھیرائی ہے کہ حضرت شمس مولانا کے پیر و مرشد تھے۔ اسلئے کہ ایسے الفاظ ایک مرید ہی اپنے مرشد کیلئے استعمال کر سکتا ہے لیکن یہ قیاس کچھ زیادہ وزن نہیں رکھتا اسلئے کہ یہ انداز بیان مولانا کے طبعی جوش و خروش بیخودی و وارفتگی کا نتیجہ ہے اور تنہا شمس رح کیساتھ اسکی تخصیص نہیں بلکہ اپنے مخصوص احباب کی صحبت میں سے جس کسی کا ذکر فرماتے ہیں وفور جوش و فرط محبت سے بیخود ہو جاتے ہیں۔ قلم کی رفتار مستانہ و البیلی ہو جاتی ہے اور بیساختہ ایسے الفاظ زبان سے نکلنے لگتے ہیں جو عموماً کوئی خوش عقیدہ مرید ہی اپنے مرشد کی شان میں استعمال کر سکتا ہے شیخ صلاح الدین زرکوب تو مرشد نہ تھے محض رفیق صحبت تھے تاہم انکا ذکر اکثر غزلوں میں جس انداز سے کرتے ہیں اسکا نمونہ یہ ہے

مطربا اسرار ما را باز گو — قصہ ہائے جانفزا را باز گو
چوں صلاح الدین صلاح جان ما — آن صلاح جان ما را باز گو
کار زرکوباں چو در کردی چو زر — شہ صلاح الدین کہ تو صد مرد
لطف ہا را کہ با ما شہ صلاح الدین کند — خضر جاں گہ باز بیند دم بدم تحسین کند

اسیطرح شیخ حسام الدین چلپی تو متفقہ طور پر مرید و خلیفہ ہی تھے مرشد دہادی نہ تھے تاہم ان کا نام میں بار بار اس بیتابی اس بیخودی اس ذوق و شوق کے ساتھ لیتے ہیں کہ کچھ دیر کیلئے پیر پر مرید کا گمان ہوتا ہے دو ایک نمونے ملاحظہ ہوں

(باقی وارد)

حوادثِ محلیہ

حاضرینِ آستانہ

۵ شوال کو ٹھاکر صاحب شاہ پورہ مع اپنے ملازمین کے ذریعہ موٹر بغرض شرکت عرس وارد اجمیر ہوئے۔ اور اپنے وکیل صاحبزادہ سید ضیاء الدین صاحب و صاحبزادہ سید حفیظ علی صاحب کے ذریعہ زیارت آستانہ سے مشرف ہوئے چھٹی شوال کو قل ہونے کے بعد واپسی عمل میں آئی۔

۴ شوال کو سیٹھ اسمٰعیل حاجی قاسم روکڑیا صاحب مع اپنے دیگر ہمراہیان کے وارد اجمیر ہوئے۔ صاحبزادہ سید نور محمد صاحب کے ذریعہ زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ۶ شوال کو مجلس قل کی شرکت کرنیکے بعد واپس ہوئے۔ آپ اخبار آستانہ کے سالانہ خریدار بھی ہوئے۔

۵ شوال کو جناب اشفاق حسین خانصاحب سپرنٹنڈنٹ آبکاری جیپور شرکت عرس کی غرض سے حاضر آستانہ ہوئے صاحبزادہ سید غفور علی صاحب کے ذریعہ زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ اخبار آستانہ کے معاون ہیں۔ چھٹی شوال کو آپ واپس جیپور ہوئے۔

عرس:- چھٹی شب اور چھٹی تاریخ کو حسب دستور سابق سماع خانہ آستانہ علیہ میں مجالس سماع منعقد ہوئیں، تزک و احتشام کے ساتھ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ العزیز کے عرس کی تقاریب انجام پائیں بمبئی اور جیپور کے اکثر اصحاب نے امسال عرس شریف کی شرکت کی۔

۱۰ شوال۔ عبدالغفار صاحب ساکن اوتمان زئی کے برادرزادہ اور ان کا زنانہ اجمیر پہنچا۔ صاحبزادہ سید عبدالحی صاحب کے ذریعہ سعادت زیارت حاصل کی ۱۱ شوال کو رات کی گاڑی سے واپسی عمل میں آئی۔

سماجی جلوس:- ۱۷ مارچ ۹ بجے دن کو آریہ سماج کا جلوس قیصر گنج روانہ ہوکر لال کوٹھی، ٹپراؤ، گھنٹہ گھر، مدار گیٹ، پرانی منڈی نیا بازار، کڑکا چوک، ڈہان منڈی، درگاہ بازار، نلہ بازار، گھسیٹی بازار، ڈگی بازار ہوتا ہوا اوسری گیٹ سے گزر کر ٹھیک ڈیڑہ بجے دن کو اپنے مقام قیصر گنج پر پہنچا۔ مجمع کافی تھا جابجا ٹھہر ٹھر کر ہارمونیم باجوں پر مختلف آدمی نظمیں اور غزلیں پڑہتے جاتے تھے، الحمد للہ کہ یہ جلوس خیریت کے ساتھ گذر گیا اور ہندو مسلم کے درمیان کوئی خفیف سا تصادم بھی نہیں ہوا، جس کیلئے سول پولس اور سی آئی ڈی کا حسن انتظام قابل داد ہے

جلسے:- ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ مارچ کی ان چاروں تاریخوں میں بمقام قیصر گنج آریہ سماج کے سالانہ جلسے ہوئے۔

کیرج شاپ کے مزدوروں کے جلسے:- کچھ دن سے کیرج شاپ کے مزدوروں کے جلسے کیرج شاپ کے پیچھے منعقد ہو رہے ہیں باہر سے بھی بعض لیڈر مزدور پیشہ جماعت کی حمایت

عرس شریف

حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ فتحپور سیکری ضلع آگرہ

ہزارہا زائرین کا مزار پرانوار پر مجمع کثیر

شہر آگرہ کا تمام کاروبار بند

انجمن سوداگران جفت کیطرف سے عقیدت اور خلوص کا اظہار

(اخبار آستانہ کے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے)

شیخ الاسلام حضرت شیخ سلیم چشتی رح کا عرس حسب دستور اپنی مقررہ تاریخوں پر انجام پذیر ہوا۔ اور بعد عید الفطر میلہ شروع ہوکر ۲۴ شوال المکرم کو ختم ہوا۔

بیرونجات کے علاوہ قرب جوار کے قصبات و دیہات اور خاص شہر سے کثیر تعداد میں زائرین حاضر آستانہ ہوئے۔

ایام میلہ میں بھی روزانہ مثل عرس شریف جملہ مراسم کے ساتھ قوالی کی محفلیں گرم رہیں۔ خصوصًا چاندنی راتوں میں مزار شریف کے سامنے سنگ مرمر کے سفید فرش پر مجالس سماع میں خاص لطف اور کیفیت رہی، قوالوں کی متعدد چوکیوں کے علاوہ جھجر ضلع رہتک کے مشہور اور نامی قوال کریم بخش کی چوکی بھی آئی تھی۔

حضرت صاحب سجادہ میاں محمد علیم صاحب سلمہ اللہ تعالٰے اپنے دست مبارک سے تبرکات تقسیم فرماتے تھے۔ اور مخلوق خدا اس خیر و برکت کو لوٹ رہی تھی۔

آگرہ کی انجمن تاجران جفت کی طرف سے اعلیٰ اور وسیع پیمانہ پر لنگر کا انتظام تھا۔ ممبران انجمن خود شریک عرس تھے اور انہوں نے ۱۴ تاریخ کو سہ پہر کے وقت نہایت تزک اور اہتمام کے ساتھ دہوم دہام سے مرقد اطہر پر چادر چڑہائی۔

م کیلئے آئے اور انہوں نے تقریریں کیں، ۲۱ مارچ کو مسٹر بی الیف براڈلے شب کی گاڑی سے پہنچے اور ۲۲ مارچ کو مزدوروں کی پبلک میٹنگ ہوئی جسمیں مسٹر بی الیف براڈلے نے تقریر کی۔

گرفتاری:- ۲۰ مارچ کو آر ایس نیکر جو ۱۷ مارچ کو کارخانہ کیرج شاپ کے مزدور پیشہ ملازمین کے بلانے پر اجمیر آئے ہوئے تھے بجرم بغاوت گرفتار کرلئے گئے انکا وارنٹ گرفتاری بمبئی میں جاری ہوا تھا جو یہاں تعمیل ہوا۔ (نامہ نگار)

دستار بندی:- نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ بتقریب عرس شریف حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب گدڑی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۵ شوال کی صبح کو بعد قرآن خوانی دعوت طعام دیگئی۔ ۱۱ بجے محفل سماع شروع ہوئی ختم محفل سے کچھ قبل بعض حاضرین کو پگڑیاں تقسیم ہوئیں۔ اور ختم کے وقت جناب بابو عبدالرحیم صاحب ارمان کو جو اس عرس کے تمام و کمال منتظم تھے بعض معتقدین کی جانب سے دستار باندہی گئی۔

دین فطرت کی کشش:- ۱۶ مارچ بعد نماز عشاء درگاہ شریف جامع مسجد میں مساۃ موتیا بیوہ ٹہو بنت اکیا قوم کولن ساکن ۲۴ آگرہ تاج گنج گڑہیا عمر ۳۰ سال مولوی احمد حسین صاحب اپرسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی اور اسی وقت اللہ دیا ساکن جے پور سے عقد شرع ہوگیا۔

اخبار الہند

وائسرائے ہند رخصت پر جارہے ہیں۔ دہلی۔

۱۶ مارچ۔ وزیر ہند نے وائسرائے ہند کو ایک مختصر رخصت پر جس کی میعاد ۴ ماہ سے زائد نہ ہوگی۔ آئندہ جون میں ولایت آنے کی دعوت دی ہے تاکہ وائسرائے سے بالمشافہ گفت و شنید و تبادلہ خیالات کیا جاوے۔ وائسرائے نے یہ دعوت بشرطیکہ ملکی معاملات اس امر کی اجازت دیں قبول کرلی۔

ملک معظم نے رائٹ کونٹ گوسچن گورنر مدراس کو وائسرائے کے ایام رخصت میں بطور وائسرائے اور گورنر جنرل ہند مقرر کیا ہے۔

(کتب نسوان کا رعایتی اعلان صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے)

دہلی - ۲۰ مارچ - حکومت ہند کے حکم سے ہندوستان کے مختلف حصوں میں ۳۱ مفرو ضہ اشتمالیوں کے خلاف دفعہ ۱۲۱ الف تعزیرات ہند (ملک معظم کو برطانوی ہند کی فرمانروائی سے محروم کرنا) کے تحت استغاثہ دائر کیا گیا ہے - ان لوگوں کی گرفتاری اور ان کے مکانوں کی تلاشی کے وارنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میرٹھ نے جاری کئے ہیں - ان لوگوں میں مسٹر بریڈلے اور مسٹر اسپراٹ بھی شامل ہیں - معلوم ہوا ہے کہ ان تمام لوگوں کا مقدمہ میرٹھ میں ہوگا - جمعیتہ مقننہ کے حلقوں میں ان گرفتاریوں پر اظہار نفرت کیا جا رہا ہے - ۲۱ مارچ کو اس امر کی کوشش کیجائے گی کہ التوائے اجلاس کی تجویز پیش کیجائیگی تاکہ حکومت اس متشددانہ حکمت عملی پر جو ان گرفتاریوں میں مضمر ہے غور وخوض کیا جائے -

لکھنو - ۲۰ مارچ - آج علی الصباح چودھری دہرم ویر سنگھ سوامی رکن مجلس مقننہ صوبجات متحدہ و نائب صدر انجمن مزدوران و کاشتکاران صوبجات متحدہ کو حکومت ہند کے حکم سے دفعہ ۱۲۱ الف تعزیرات ہند کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا - گرفتاری سے قبل چار بجے صبح سے پولیس نے امپریل ہوٹل کے ان کمروں کا محاصرہ کر لیا تھا جن میں مجلس مقننہ کے ارکان قیام کرتے ہیں - پولیس نے ان کے کمرہ کی بھی تلاشی لی اور کچھ کاغذات قبضہ میں کر لئے چودھری دہرم ویر سنگھ کو مقدمہ چلانے غرض سے میرٹھ بھیجدیا گیا ہے -

(اس کے علاوہ الہ آباد، بمبئی، پونہ، امرتسر، لاہور، میرٹھ جھانسی، کلکتہ، کومیلا، چاندپور، ڈھاکہ، اور کانپور سے بھی گرفتاریوں اور تلاشیوں کی خبریں آئی ہیں - "آستانہ")

بمبئی - ۲۰ مارچ - آج کی گرفتاریوں کے سلسلہ میں بابہ ملوں کے مزدوروں نے کام چھوڑ دیا -

دہلی - ۱۸ مارچ - آج مسٹر کریرار نے اسمبلی میں مسٹر گیا پرشاد کے سوال کے جواب میں کہا کہ ابھی مس میو کی کتاب "غلامان خدا" شائع نہیں ہوئی اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ اسکے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت ہے -

گھر - ضلع غازی پور کی خبر ہے کہ دو بارات ایک ہی شخص کے ہاں سے شادی کرنے کے بعد واپس آئیں لیکن جب انہیں ریل پر چڑھایا گیا تو افراتفری میں لڑکیاں بدل گئیں - گھر جاکر معلوم ہوا کہ چھوٹی لڑکی بڑے دولہا کے ساتھ اور بڑی لڑکی چھوٹے کے ساتھ چلی آئی، آخرکار ان کے والدین کو خبر دی گئی اور ان کا بھائی آیا تب اس نے ایک دوسری کو بدل کر معاملہ کو سلجھایا -

---

۴۴ نے اعلان کیا ہے کہ سان پیڈرو میں جمہوری اور باغی افواج کی حقیقی جنگ ہوئی جس میں دونوں طرف سے دو سو فوجی ہلاک ہوئے اور تین سو جمہوری فوجی اسیر ہوئے -

دیگر ممالک

پشاور - ۱۵ مارچ - جنرل نادر خاں نے ایک خط بچہ سقہ کے پاس ارسال کیا ہے جسمیں جتایا گیا ہے کہ تو خود جو بادشاہ بنا بیٹھا ہے یہ بہت بڑی حماقت ہے کیونکہ تجھ میں ہرگز اتنی قابلیت نہیں جو تخت افغانستان پر بیٹھ سکے ، اس لئے بہتر ہے کہ انتخاب شاہ کے لئے ، ایک جرگہ منعقد کیا جائے جسمیں تو بھی شریک ہو اور ساتھ مل کر کام کر - اگر اس قسم کے اشتراک عمل سے گریز کیا تو یاد رکھنا کہ اپنے اثر سے کام لیکر افغانستان کے بچہ بچہ کو تیرے خون کا پیاسا بنا دونگا اور تمام قبائل افغانستان ، "اللہ اکبر" کہہ کر تیرے خلاف شمشیر بکف اٹھ کھڑے ہوں گے -

پشاور - ۱۵ مارچ - اس خبر کی قبیلہ کوچی کے ایک آدمی کے زبانی تصدیق ہو گئی ہے کہ غلام رسول قندہاری درانی اخوندزادہ ساکن علاقہ مزار شریف نے بیس ہزار فوج کیساتھ حملہ کرکے جبل السراج پر قبضہ کر لیا ہے -

پشاور - ۱۷ مارچ جنرل نادر خاں اور ان کے بھائی شاہ محمود نے جو اس وقت خوست میں کام کر رہے ہیں یہ اعلان کر دیا ہے کہ وہ شاہ امان اللہ خاں کے وفادار خادم ہیں - اور انہوں نے اس امر کا انتظام کر لیا ہے کہ ۱۸ مارچ کو گرویز میں مختلف قبائل کا ایک جرگہ منعقد کیا جائے -

پشاور - ۲۰ مارچ - آج چھ جرمن کابل سے براہ پاراچنار یہاں پہونچے سردار ہاشم خاں کو مشرقی صوبہ میں بڑی کامیابی ہوئی ہے اور ان کے ہم خیالوں کی تعداد بہت ہو گئی ہے - اسوقت وہ جلال آباد میں مقیم ہیں -

جنرل نادر خاں کو خوست میں نمایاں کامیابی نہیں ہوئی، اسکی وجہ یہ خیال کیجاتی ہے کہ اس علاقہ میں شاہ امان اللہ خاں کے حامیوں اور طرفداروں کی تعداد بہت زیادہ ہے - شاہ امان اللہ خاں ابھی تک قندہار نہیں آئے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ برف پگھلنے کے منتظر ہیں - معلوم ہوا ہے کہ شاہ موصوف اپنی افواج کی خود کمان کریں گے -

اطلاعات مظہر ہیں کہ جنوبی و مشرقی صوبجات (جلال آباد اور خوست) اور افغان ہمسایوں کے علاقہ میں شاہ امان اللہ خاں کی حمایت و تائید کا جذبہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے - اس ردِ عمل کی وجہ یہ خیال کی جاتی ہے کہ لوگ افغانستان کی موجودہ حالت بدامنی، بےچینی اور بدنظمی سے تنگ آ گئے ہیں اور اسی کے ساتھ عام طور پر یہ خیال بھی پیدا ہوتا جا رہا ہے کہ اب امان اللہ خاں اپنی غیر شرعی کارروائیوں پر خلوص دل سے نادم و پشیمان ہیں - لوگوں کو یقین ہو گیا ہے کہ کابل کو کسی غیر شایان حکمران کے تسلط سے بچانے کی صرف یہی صورت ہے کہ امان اللہ خان کو دوبارہ تخت افغانستان پر متمکن کیا جائے (ایسوشی ایٹڈ پریس)

شنگھائی - ۱۷ مارچ - قوم پرور حکومت میں نااتفاقی پیدا ہو گئی ہے اور مارشل فینگ یو سیانگ نے شمالی ہونان کے کسی صحت افزا مقام سے بذریعہ پیام برقی وزیر جنگ کے عہدہ سے استعفےٰ پیش کیا ہے چونکہ یہ تار شائع نہیں کیا گیا - اسلئے فینگ یو سیانگ نے برقی پیغامات کے ذریعہ تمام چین میں استعفےٰ کا اعلان کر دیا ہے -

ریلانٹا - ۱۰ مارچ - طوفان کی وجہ سے لوٹ مار اور بدامنی کا انسداد کرنے کی غرض سے آلیبا اور حلبیوا کے مقدموں میں مارشل لا کے نفاذ کا اعلان کیا گیا ہے -

رگبی - ۱۶ مارچ - رسالہ لینسٹ کی تازہ اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے کہ دو مشہور ڈاکٹروں نے جن میں سے ایک کا نام ڈاکٹر شپ رائے ہے اور جس نے پچھلے دنوں بادشاہ کا آپریشن کیا تھا، بیہوش کرنے والی ایک نئی دوا دریافت کی ہے جس کا نام آیورٹن ہے، کہا جاتا ہے کہ اس دوائی سے کسی کو کلوروفارم کی نسبت جلد بیہوش کیا جا سکتا ہے اور اسکا کوئی اثر برا نہیں ہوتا -

کیپ ٹاؤن - ۱۸ مارچ - آج حبشہ شاہی قوت پرواز کا ایک ہوائی جہاز ہیلو سے روانہ ہوا اور قاہرہ کو واپس جا رہا تھا تو وہ نیچے گر پڑا جس سے ایک ہواباز ہلاک اور ایک شدید زخمی ہوا -

طہران - ۲۰ مارچ - حکومت ایران نے مجلس کے سامنے ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے جس کی رو سے حکومت کو تمباکو کی تجارت کی اجارہ داری مل جائے گی - اور اسکے علاوہ کوئی دوسری جماعت تجارت نہ کر سکے گی - خیال ہے کہ یہ مسودہ بآسانی منظور ہو جائیگا - مسودہ کی تفصیلات ابھی شائع نہیں ہوئی ہیں تاہم معلوم ہوا ہے کہ غیر ملکی تمباکو پر خاص طور سے ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے - توقع ہے کہ اسکے ذریعہ سے محکمہ آبکاری کی آمدنی میں بھی کافی اضافہ ہو جائے گا -

برلن - ۱۹ مارچ - ریشتاگ (جرمن پارلیمنٹ) کی اس مجلس نے جس کے ذمہ امور خارجہ کا تصفیہ ہے ایک مسودہ قانون اس قسم کا منظور کر لیا ہے جسکی رو سے جرمنی نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ جنگ کے زمانہ میں بھی اب زہریلے گیس استعمال نہیں کئے جائیں گے - اس مسودہ کو منظور کرتے وقت جرمن نائب وزیر خارجہ نے کہا کہ اس سے صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ جرمنی اذیات کے ذریعہ سے جنگ کرنے کا کوئی خفیہ ارادہ نہیں رکھتا -

تورین - ۱ مارچ - باغیوں کے صدر دفتر نے ۴۴

(سید منظور احمد پرنٹر و منیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کراکر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا)

۷۸۶

بحمایت خواجہ غریب نواز

رجسٹرڈ نمبر
ایم اجمیر

این ۴۱۲

اے دل و دیدہ ہر دو فدائے تو ۔ سیرمن خاک آستانہ تو ۔ جامی

نذر آستانہ
بیرونجات سے
سالانہ ے
ششماہی عـہ
سہ ماہی ہمہ

اہل اجمیر سے
سالانہ عـہ
ششماہی ہمہ
سہ ماہی ھہ

آستانہ

ہفتہ وار اخبار

قیمت فی پرچہ ار

مدیر کامل اجمیری

جلد ۱ ۔ اجمیر القدس ۲۴ شوال المکرم ۱۳۴۷ھ مطابق ۵ اپریل ۱۹۲۹ء ۔ جمعہ ۔ نمبر ۳۶

تجلیات

(حضرت مولینا معینی مدظلہ اجمیری مہتمم کروڑگیری مملکتہ آصفیہ)

طورسینا پہ گئے محمل لیلےٰ دیکھا،
جو تری بزم میں دیکھا نہ کسی جا دیکھا

چشم عارف کو زباں دی نہ زباں کو آنکھیں
کہہ سکے کون کہ روضہ میں ترے کیا دیکھا

جسکی اک موج نے افلاک کے منہ پھیر دیئے
دامنِ دل میں وہ بہتا ہوا دریا دیکھا

کم نہ ہو جوشِ جنوں جسکی بدولت اپنا
اس تماشہ گہِ عالم نے تماشا دیکھا

دھو دیئے فردِ معینی سے گنہ کاتب نے
لوحِ دل پر جو ترے نام کا طغرا دیکھا

جذبات آستانہ بوسی

(عالیجناب مولوی سید امین الحسن صاحب رضوی بسمل ناظم عدالت مملکتہ آصفیہ)

پھر گداے درِ میخانہ ہے پھر ساقی ہے
پیر میخانہ کی پھر مجھسے خوش اخلاقی ہے،

مجھ سا نااہل بھی مقبول ہے اللہ رے کرم
جانتے ہیں کہ نذر کرم رزاقی ہے

صلح ہو جائے بس اب آج اسی چوکھٹ پر
مجھ سے تقدیر سے ایک عرصہ کی ناچاقی ہے

خواجۂ ما روشِ بندہ نوازی داند
آج الطاف کریمانہ کی بیباقی ہے

میں تو پروردۂ دامان کرم ہوں بسمل
بے بصیرت یہ سمجھتے ہیں کہ آفاقی ہے

رشد و ہدایت

(از شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین گنجشکرؒ)

اِنَّ اَرْذَلَ النَّاسِ مَنْ اشْتَغَلَ بِالْاَکْلِ وَاللِّبَاسِ

تشریح! جو شخص ہمیشہ کھانے اور پہننے میں لگا رہتا ہے وہ دنیا میں سب سے زیادہ کمینہ شخص ہے۔

مجھ کو شوقِ جبہ سائی انکے جلوے بیشمار
اک نیا سر چاہیئے روز آستانے کے لئے
(معینی) مدظلہ

آستانہ

جلد ۱ ‖ جمعہ ۲۴ رشوال سنہ ۱۳۴۷ھ ‖ نمبر ۳۶

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن

دین میں کوئی اکراہ، جبر، زبردستی نہیں، یہ اس دین کے متعلق ارشاد ہے جس دین کو دینِ فطرت کہا گیا ہے، جس دین کو دنیا کے سارے دینوں پر فضیلت ب تفوق حاصل ہے، جس دین نے اپنی سچائی کی بدولت اسقدر جلد غیر معمولی ترقی حاصل کی کہ آج اسکی نظیر و مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی، اور یہی وہ دین ہے جس کے بانی اور رسول کی بعثت کے بعد اخلاقِ انسانی اور نعمت الٰہی کی تکمیل ہوئی اور جس کے اقوال و اعمال سے ایک عالم نے محبت اور سند حاصل کی، اسی دین نے نوعِ انسان کو غیرت و حمیت، دیانت و صداقت، خدا پرستی حق شعاری، ہمدردی، و پرہیزگاری کا درس دیا۔ حق یہ ہے کہ اسی دین کو حق پہنچتا تھا کہ گم کردہ راہوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے جبر و تشدد کے تمام طریقے اختیار کرتا، ازالۂ مرض کیلئے تلخ و ترش دوائیں زبردستی مریض کے حلق میں پہنچاتا۔

دنیا کا عام دستور ہے کہ اگر چشم و بینائی نہ رکھنے والا کوئی انسان اپنی محرومی بصارت اور بیخبری کی وجہ سے یا کوئی طفل نادان اپنی جہالت اور نادانی کے باعث سیدھی راہ چھوڑ کر کوئیں اور خندق کی طرف قدم بڑھائے تو واقفانِ حال کا فرض ہے کہ اسکو روکیں اور اگر اپنی بے بصارتی و لاعلمی اور جہالت و نادانی کے سبب اس روکنے کے باوجود وہ اس راستہ کو اختیار کرے تو سختی کے ساتھ اسے اس راستہ سے باز رکھنا عین ہمدردی اور فرضِ انسانیت ہے اور اس صورت میں دنیا کا کوئی شخص اس روکنے والے کے اس جبر و تشدد کو بری نگاہ سے نہیں دیکھیگا۔

اسیطرح اگر کوئی معالج مریض کی اصلاحِ حال اور اس کے ازالۂ مرض کی خاطر مکلف و مرغن غذاؤں سے باز رکھکر اسے تلخ دوائیں پلائے تو دنیا کا کوئی جاہل سے جاہل اور بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی اس معالج کو ملامت نہیں کریگا۔

پھر کوئی برائی نہیں تھی اگر مذہبِ اسلام اپنی تعلیم و تلقین کا فیضِ عام کرنے کیلئے جبر و تشدد سے کام لیتا مگر حاشا وکلا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ انتہائی رافت و مہربانی، ملاطفت و نرمی کیساتھ مخلوقِ الٰہی کو پیغمبرِ اسلام اور انکے بعد انکے متبعین مبلغینِ اسلام نے پیغامِ الٰہی سنا دیا، جس نے برضا و رغبت اسلام قبول کرلیا وہ انکا عزیز ترین بھائی ہوگیا، اور جس نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اسپر کوئی سختی نہیں کیگئی بلکہ کھلے کھلے اور صاف صاف الفاظ میں یہ حکم خداوندی سنا دیا۔ لکم دینکم ولی دین۔ تمکو تمہارا دین اور ہمکو ہمارا دین۔ مبارک آج تاریخیں صراحت و وضاحت کیساتھ ان الفاظ لا اکراہ کو دہرا رہی ہیں اور قیامت تک یہ صورت اعادہ باقی رہیگی کہ اسلام کی تمامتر کامیابی، اور اس کی ساری عالمگیری کا راز اسلام کے اصول کی سادگی، اور مبلغینِ اسلام کی راستبازی اور خوش اخلاقی میں مضمر تھا اور آج بھی مضمر ہے،

ورنہ بہت ممکن تھا کہ اگر مذہبِ اسلام کے مبلغین اور تاجدار تلوار کے زور اور حکومت کی قوت اور دباؤ سے دائرۂ اسلام کو وسعت دیتے تو شاید دنیا کے اس کنارے سے لیکر اس کنارے تک آدم کی اولاد کا ایک فرد بشر بھی اسلام کی حلقہ بگوشی سے انکار نہیں کرسکتا تھا اور آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی کہ تمام عالم پر صرف ایک مذہبِ اسلام ہی کے آفتاب کی روشنی یہاں سے وہاں تک چھائی ہوئی ہوتی۔

مگر ایسا نہیں کیا گیا اور صرف اسلئے نہیں کیا گیا کہ اللہ کیطرف سے اسکے بندوں کو جو شعور عطا فرمایا گیا تھا اور جس انسانی ادراک و فہم کی بنا پر انسان اشرف المخلوقات کے لقب سے ممتاز فرمایا گیا تھا ضرورت تھی کہ وہ اللہ کے برگزیدہ اور مقدس بھائیوں کی دعوت کو دل کے کانوں سے سنتا دل کی آنکھوں سے اسکا مطالعہ کرتا۔ اور دل کی گہرائیوں میں اسکی حقیقت پر غور کرتا۔ پس جسنے ایسا کیا وہ فائز المرام ہوا حقیقت کے جلوہ سے اسکی آنکھیں روشن ہوئیں اور نکہت معرفت سے اسکی روح نے تازگی حاصل کی جسنے خدا کی دی ہوئی نعمت فہم و فراست کی قدر نہیں کی یا اسکو صحیح مصرف میں استعمال نہیں کیا وہ جہل مرکب کی زنجیروں میں جکڑا رہا۔ اسکی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑ گئے، اسکے دل پر غفلت کی مہریں لگ گئیں اور اسکے کانوں تک حقیقت کی آواز نہیں پہنچ سکی۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوہ۔

اب آپ ہی فرمائیے کہ آج ان موجودہ مصلحین کو کیا کہا جائے جو اپنی زبانوں سے اصلاحِ قوم کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں مگر انکی وسعتِ اخلاق کا یہ حال ہے کہ اپنی شخصیت نوازی کے نشہ میں وہ ہمیشہ مست رہتے ہیں۔ فرمائیے ایسے لوگ جو اپنے مسلمان بھائیوں کیساتھ بھی مل جل کر نہیں بیٹھ سکتے اگر اسلام کی تبلیغ کا کام ان اصحاب کو سپرد ہوجاتا تو آج دنیا میں اسلام کتنی ترقی کرتا؟

معلومات

اخباروں کی ترقی

ایسوشی ایٹڈ نیوز پریس کے سنہ ۱۹۲۱ء کی رپورٹ میں ہندوستان کے مشہور اخبار "ڈیلی میل" کی مختصر سی تاریخ شائع ہوئی تھی، اسمیں بتایا گیا تھا کہ سنہ ۱۸۹۶ء میں پورے صفحہ کے اشتہارات کا نرخ چالیس پونڈ تھا، اور اب سنہ ۱۹۲۱ء میں اتنی ہی جگہ کے ایک ہزار پونڈ لئے جاتے ہیں۔

زمین دوز موٹر خانے

پیرس میں موٹروں کی کثرت نے مصیبت برپا کررکھی ہے اور بڑی بڑی فرموں اور منڈیوں کے دروازوں پر موٹروں کا اسقدر ہجوم ہوجاتا ہے کہ لوگوں کیلئے چلنا پھرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ - - - - - - - - - کہ اب یہ سوچا گیا ہے کہ بڑی بڑی فرموں کے قریب زمین دوز موٹر خانے بنا دیئے جائیں اور لفٹوں کے ذریعہ سے موٹروں کو اوپر سے نیچے پہنچا دیا جائے اس طرح فرموں کے دروازے اور ان کے سامنے کے بازار ایستادہ موٹروں کی قطاروں سے پاک رہیں گے۔

چوری کے خاتمہ کا سامان

کہربائی ایجادات نے زندگی کے ہر دائرہ میں حیرت انگیز انقلابات پیدا کردئیے ہیں۔ حال ہی میں بجلی کی ایک غیر مرئی شعاع ایجاد ہوئی ہے جو بہ آسانی دروازوں اور کمروں سے گزر جاتی ہے اگر چور کے جسم کا کوئی حصہ اس شعاع کے حلقہ میں آجائے تو فوراً مکان کے باہر کا الارم بجنے لگتا ہے اور چور کو فوراً گرفتار کرنے کا بندوبست ہوسکتا ہے۔ ایک اور آلہ ایجاد ہوا ہے جسے روپیہ کی آہنی پیٹیوں کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے اور چور کا ہاتھ پیٹی کے قریب پہنچتے ہی اس آلے سے تیز آوازیں نکلنے لگتی ہیں اور اس طرح چور گرفتار ہوجاتا ہے ایک غیر مرئی شعاع سے ریلوے میں کام لینے کا بندوبست کیا جارہا ہے یہ سگنیلر کو کام لائے گی اور بریکوں کو حسب دلخواہ باندھ سکے گی اس طرح ریلوں کا تصادم کلیتہً غیر ممکن ہوجائیگا۔

پانی سے چلنے والا کلاک

ایک کلاک جسکی سوئیاں ہر ۳۸ ثانیہ کے وقفہ کے بعد ۳۸ ثانیہ کے مطابق جست لگاتی ہیں امریکہ کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں لگایا گیا ہے اس کلاک میں ڈائل، سوئیاں اور ایک لیور ہے یہ کلاک گرم پانی کے ایک چشمہ کی مدد سے چلتا ہے۔ جس کا پانی ہر ۳۸ گھنٹے کے بعد بڑے زور سے چھوٹتا ہے اور لیور کو متحرک کردیتا ہے۔ لیور سوئیوں کو حرکت دیتا ہے اور اس صورت سے یہ کلاک برابر چلتا رہتا ہے۔

اقتباسات

انسان ضعیف البنیان۔ وائنیا۔ ۱۰ر فروری موسم کی قیامت خیز سختیوں کی اطلاعیں قسطنطنیہ سے لاسلکی کے ذریعہ سے آرہی ہیں اور یہی ایک ذریعہ خبروں کا اب باقی بھی رہ گیا ہے تار اور ٹیلیفون، دونوں بیکار ہو چکے ہیں ریلیں، ہر ہر لائن برف کے تودوں کے نیچے دبی ہوئی ہیں اور جہاز ساحلوں پر دہنس رہ گئے ہیں اطراف شہر میں تو نو نو فٹ گہری برف جمی ہوئی ہے اور بھیڑیوں نے شہر پر دہاوا بولدیا ہے جنکے مقابلہ کے لئے سپاہ کو نکلنا پڑا ہے سڑکوں پر نہ معلوم کتنے انسان سردی سے اینٹھ کر مر چکے ہیں اور خود مزدوروں کے جان کے خطرے کی بنا پر سڑکوں سے برف کے ہٹانے کا کام بھی نہیں جاری ہوسکتا قحط کے آثار نمایاں ہیں اسلئے کہ آٹے کا ذخیرہ قریب ختم ہے اور نیا آٹا آئے کہاں سے۔ اورینٹ ایکسپریس جو وائنا سے ۳۰ر جنوری کو چلا تھا آج گیارہ دن ہو چکے ہیں کہ ابتک قسطنطنیہ نہیں پہونچا ہے۔ مشرقی تھریس کے قریب کسی جگہ دس دن سے یہ ٹرین برف کے نیچے دبی پڑی ہے نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے اور جنگل کے بھیڑیوں کی بن آئی ہے (ڈیلی اکسپرس لندن ۱۱ر فروری)۔

برلن۔ ۱۰ر فروری۔ بحیرۂ بالٹک گویا جم کر رہگیا ہے اور ایک جرمن کرو ذر بڑی جانفشانی کے ساتھ یخ زدہ جہازوں کو نکالنے میں مصروف ہے چنانچہ اسوقت تک تیس جہازوں کو یخ کی دلدل سے نکال چکا ہے۔ روگن کا جزیرہ، جزیرہ نہیں رہا ہے چاروں طرف سمندر جمکر خشکی کا ٹکڑا بن گیا ہے جس پر گاڑیاں موٹریں وغیرہ گذرنے لگی ہیں دریائے رائن دریائے ... کل حصہ میں دریائی آمد و رفت کسی طرح ممکن نہیں۔ (ایضاً)

بروسلز۔ ۱۲ر فروری۔ بلجیم کے تقریباً سارے دریا یخ بستہ ہو چکے ہیں جنوبی بلجیم کے دیہاتی علاقہ میں انسان بھوکے جنگلی سوروں کا شکار بن رہے ہیں۔ (ایضاً ۱۲ر فروری)

وائنا سے ہمارا وقائع نگار تار دیتا ہے کہ جاویناکے قریب ایک اسکول کی عمارت پر ستو بھیڑیوں نے حملہ بولدیا اور سولہ لڑکوں کو اپنی غذا بنا گئے دو فوجی سپاہی اور چار چوکیدار مدد کے لئے دوڑے انکا بھی یہی حشر ہوا ایک کاشتکار نے ماربرگ کے قریب اپنے احاطہ میں بھیڑیوں کو دیکھا لوہے کا ڈنڈا لیکر دوڑا آناً فاناً گھر گیا اور اپنی بیوی بچوں کی آنکھوں کے سامنے بھیڑیوں کی خون آشامی کی نذر ہوگیا (ایضاً)

یہ ایک مختصر نمونہ ہے تباہی کی اُن تفصیلات کا جن سے وسط فروری کے ولایتی اخبار لبریز ہیں اور سارے اقتباسات اگر دیئے جائیں تو پورا اخبار انہیں کی نذر ہو جائے یورپ کے کسی ایک شہر یا صوبہ کی تخصیص نہیں برطانیہ اور فرانس، جرمنی اور بلجیم پولینڈ اور روس ڈنمارک اور ہالینڈ کے بروبحر سب کے سب اسی مصیبت میں گرفتار ہیں پولینڈ والے کہتے ہیں کہ ڈیڑھ سو برس سے اور جرمنی کا بیان ہے کہ دو سو برس سے ایسا قہر الٰہی نازل نہیں ہوا۔ خدا معلوم کتنی سڑکیں بند ہوگئیں کتنی موٹریں بیکار ہوگئیں کتنے تار اور ٹیلیفون تڑاق تڑاق ٹوٹ گئے، کتنے جہاز جم گئے، کتنی ریلیں دہنس گئیں کتنے انسان زندہ دفن ہوگئے دن دہاڑے بھیڑیے اور جنگلی سور انسانوں پر حملے کرنے لگے اور مالی نقصانات کی تو حد نہ رہی اکیلے ملک پولینڈ میں محض ریلوے اور معدنیات کا نقصان حسب بیان رائٹر ۱۳ لاکھ روپیہ سے زائد ہو چکا ہے۔ یہ سب کچھ کہاں ہو رہا ہے افریقہ کے جنگلوں میں نہیں عرب کے ریگستان میں نہیں ہندوستان کے ویرانوں میں نہیں فرنگستان کی پُر بہار وادیوں کے اندر اور کب پیش آرہا ہے عہد جہالت میں نہیں دور تاریکی میں نہیں۔ سائنس اور حکمت کے نصف النہار میں عقل و تدبیر کے دور میں۔

کیا انسان کی ساری ترقیوں کی بس یہی بساط ہے۔ ساری خوش تدبیریوں کی کل اتنی ہی کائنات ہے اور علم و عقل قوت اختیار تدبیر و انتظام سائنس اور حکمت کے دعووں کے ساتھ بھی آج کا انسان ویسا ہی عاجز درماندہ بیکس اور بے اختیار ہے جیسا آج سے مدتوں پیشتر تھا۔ خلق الانسانُ ضعیفاً کی یہ عملی تفسیر اگر نہیں ہو رہی ہے تو اور کیا ہے۔

صاحب کی بے لبسی۔ وسطِ فروری میں موسم کی سختیوں نے فرنگستان میں تباہی و ہلاکت کی جو گرم بازاری کر رکھی تھی اسکا حال آپ ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں ٹھیک اسی زمانے میں دوسرا قہر الٰہی انفلوانزا کی بیماری کی صورت میں نازل ہوا اور برطانیہ فرانس جرمنی اور اٹلی کے علاقوں میں اسنے اپنی کارفرمائی شروع کردی چنانچہ اس ہفتہ کے ولایتی اخبارات کے کالم برفباری کی دردانگیز کہانی کے ساتھ ہی اس وبا کے بھی فسانے غم سے لبریز ہیں بیماری جب آتی ہے تو خاص و عام کے درمیان فرق نہیں کرتی چنانچہ انگلستان میں ایک ہفتہ کے اندر جو اشخاص اس مرض میں مبتلا ہوئے انہیں لارڈ برکنہیڈ، ڈیوک آف یارک، مسٹر لائڈ جارج۔ ویسٹ منسٹر کے لاٹ پادری اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے نام بھی ہیں مزید اطلاعیں یہ ہیں کہ شہر لندن میں متعدد فوجداری عدالتوں کے کاروبار میں خلل پڑا ہوا ہے۔ جرمنی کے جنوبی و غربی علاقہ میں اسپتال انفلوانزا کے مریضوں سے بھرے پڑے ہیں۔ فرنکفرٹ میں یہ حالت ہے کہ ٹریم کاروں کی تعداد کم کردینی پڑی ہے اور اسکولوں تک سے اسپتال کا کام لیا جانے لگا ہے۔ اطراف شہر وائنا میں جو بارکیں وبائے ناگہانی کے موقعہ پر شفا خانے کا کام دینے کے لئے بنی ہوئی ہیں صرف ایک دن کے اندر انفلوانزا کے مریضوں سے بھر گئیں اور مریضوں کا شمار روز افزوں ہے۔ بوڈاپسٹ کے اسپتالوں میں مطلق گنجائش نہیں رہی چنانچہ سینکڑوں مریضوں کو واپس جانا پڑا اسکولوں میں سے ایک ثلث بند کر دینے پڑے ہیں اور حالت یہ ہے کہ پانچسو پولس والے پچاس فیصدی اور تین وزرائے سلطنت اسپتالوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ (ڈیلی اکسپرس ۱۱ر فروری) یہ سچ ہے کہ وبا ابتک زیادہ مہلک شکل میں نہیں اس پر بھی انگلستان اور ویلز کے بڑے بڑے شہروں میں تعداد اموات ایک ہفتہ کے اندر ۱۷۶۴ ہو چکی ہے (رائٹر تار یکم مارچ) ہندوستان کے دیہاتوں میں اسطرح کی وبائیں پھیلتی ہیں تو اسلئے کہ دیہاتی گندے ہوتے ہیں، غلیظ رہتے ہیں اصول صحت سے واقف نہیں ہوتے اور اپنے ہاں اچھے اسپتال اور قابل ڈاکٹر نہیں رکھتے لیکن صاحب لوگوں کو تہذیب کے مرکزوں میں حفظان صحت کے برجوں اور قلعوں کے اندر آخر کون سی قوت بیمار پڑنے اور جان دینے تکلیف اُٹھانے اور دم توڑنے پر مجبور کر رہی ہے غریب مذہب والے تو ابتک اس قوت کا نام "خدا" لئے جاتے ہیں اور اکبر اسی گروہ کی ترجمانی میں فرماتے ہیں۔

خدا کے باب میں کیا آپ مجھ سے بحث کرتے ہیں
خدا وہ ہے کہ اُسکے حکم سے صاحب بھی مرتے ہیں

"سچ"

حقیقتِ حال

نثار الملک فطرت قلم میر احمدی جنکی زبان قلم سے ہندوستان کے اکثر واقعات بصورت قطعہ یا رباعی یا نظم منظوم ہوتے رہتے ہیں۔ اب اُنکی توجہ خود اپنی جانب مبذول ہوئی ہے اور گویا وہ اس طریقہ پر اپنی سوانح عمری مرتب کر رہے ہیں "مدیر"

کچھ دیر جو میں آنکھ جھپک لیتا ہوں ۔۔۔ تسکین سی اک قلب کو ہوجاتی ہے
وا رہتی ہیں اسکے لئے شب بھر آنکھیں ۔۔۔ کمبخت کہیں نیند بھی سو جاتی ہے

کٹتی ہے مری رات بڑی مشکل سے ۔۔۔ دنیا ہے کہ آرام سے سو جاتی ہے
اے میر نہیں قلب کو جسکے آرام ۔۔۔ آرام سے کب نیند اُسے آتی ہے

آرام سے کٹی کٹی رنج و غم کے ساتھ ۔۔۔ اے میر جیسے بھی کٹی عمر کٹ گئی
دنیا کی نعمتوں نے نظر مجھ سے پھیر لی ۔۔۔ جب ہو گیا ضعیف تو خوراک گھٹ گئی

رہتا ہو جو میری یہ رگ رگ میں مدام ۔۔۔ اِس درد کو مجھ سے ہی ہے کچھ ہمدردی
اب جسم کا سب خون گھٹا جاتا ہے ۔۔۔ سرخی پہ ہوئی جاتی ہے غالب زردی

آتے ہیں نظر موت کے آثار قریب ۔۔۔ اب زیست کے رستے سے ہٹا جاتا ہوں
گھٹتا ہی نہیں میرا یہ بار عصیاں ۔۔۔ میں وزن میں ہر روز گھٹا جاتا ہوں

دنیا میں ہوں جس سے ہمیشہ زندہ ۔۔۔ وہ کام کئے جاؤ نگا مرتے مرتے
دشمن کو بھی ہو رشک مرے مرنے پر ۔۔۔ اصلاح کئے جاؤنگا مرتے مرتے

میر احمدی

تذکرۃ السلف

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ

(۳)

از جناب مولانا عبدالماجد مدیر "سچ" دریابادی

(گذشتہ سے پیوستہ)

اے ضیاء الحق حسام الدین فدا ایں سہر

بیں زنا صورتگری وجاں ز تو | نے غلط ہم ایں ز تو ہم آں ز تو
مثنوی صورت بود جانش توئی | ہم جہت ہم نور ار کانش توئی

(دفتر ہم نمودن جبرئیل علیہ السلام خود را)

ہمچناں مقصود من زیں مثنوی | اے ضیاء الحق حسام الدین توئی
مثنوی اندر اصول و ابتدا | جملہ ہر تست و برتست انتہا
التجا بر تست و برامداد تو | تکیہ بر اشفاق و بر اسعاد تو
شرح تو غیب است بر اہل جہاں | ہمچو راز عشق دارم در نہاں
مدح توحیف است در زندانیاں | گویم اندر مجمع روحانیاں
مدح تعریف است و تخریق حجاب | فارغ ست از مدح و تعریف آفتاب

(دفتر ۵ - آغاز)

حضرت شمس تبریز اور مولنا کے باہمی تعلقات کی اصل حقیقت کیا تھی اس پردہ کو تو کوئی حقیقت شناس ہی اٹھا سکتا ہے البتہ ہم ظاہر بینوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولنا پہلے تو اپنے والد ماجد اور پھر سید برہان الدین محقق ترمذی کے ساتھ بیعت وارادت میں رہکر ریاضتوں عبادتوں اور مجاہدوں سے علم ویقین سلوک وعرفان کے مدارج عالیہ طے کر چکے تھے اور اب قلب سوز وگداز کیف ومستی کے جذبات کے لئے بیقرار ہو رہا تھا شمس ہمہ تن قیدی وارفتگی تھے انکی صحبت نے اس بارود خانے کے حق میں چنگاری کا کام دیا پیری ومریدی کے باضابطہ تعلقات بالائے طاق رکھدیے گئے رومی تبریزی میں اور تبریزی رومی میں فنا ہوگئے اور دونوں نے اپنی اپنی جگہ لذت کے حوصلے دل کھولکر پورے کئے دونوں کے ایک دوسرے میں فنا ہونیکی کیفیت کائنات تصوف میں کوئی امر محال اور ناممکن نہیں۔

مولنا کی صحبت حضرت شمس کے ساتھ کُل دو ڈھائی برس رہی اس درمیان میں انکے حد سے بڑھے ہوئے اختلاط کو دیکھکر عزیزوں اور شاگردوں کو ناگواری اور برہمی پیدا ہوئی کہ یہ کون دیوانہ آنکلا ہے جس نے مولنا کے دوستوں عزیزوں شاگردوں اور بال بچوں کو چھوڑ کر اپنا کر لیا ہے اور تخلیہ کی صحبتوں میں مولانا کے صاحبزادوں تک کے آنیکا روادار نہیں شمس عزیزوں اور شاگردوں کے چڑھتے تیوروں کو تاڑ گئے اور کشمکش ناگوار صورت کو بڑھتے ہوئے دیکھکر بے اطلاع چلدیئے مولنا کو انکی جدائی کا سخت صدمہ ہوا بالکل خلوت اختیار کرلی سب سے ملنا چھوڑ دیا اور تنہائی میں رنج وغم کا زمانہ گذارنے لگے۔

اتفاق سے ایکروز دمشق سے حضرت شمس کا ایک مکتوب صادر ہوا دستے دبی دبائی آگ کو پھر بھڑکا دیا متعدد عشقیہ غزلیں کہکر اور بہت سے تحفہ تحائف کے ساتھ اپنے فرزند رشید سلطان ولد کو انکی خدمت میں روانہ کیا خدا خدا کرکے حضرت شمس دوبارہ تشریف لائے لیکن چندروز بعد ہی قدیم ہمنشینوں کے رنج وحسد نے پھر زور پکڑا اور جب نوبت حد سے گزر گئی تو حضرت شمس نے ارادہ کرلیا کہ اب جاکر کبھی نہ آئینگے چنانچہ نکل کھڑے ہوئے اور پھر باوجود انتہائی تلاش کے کبھی ہاتھ نہ آئے۔

یہ ساری تفصیل رسالہ سپہ سالار سے ماخوذ ہے نفحات الانس وغیرہ کی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مولنا کے فرزند اوسط علاء الدین محمد نے برہم ہو کر حضرت شمس کو قتل کر ڈالا لیکن سپہ سالار میں گمشدگی اور مفقود الخبری کا حال تفصیل سے درج ہے اسکے مقابلہ میں بعد کی تالیفات کی بے سند روایات قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ مناقب العارفین میں بھی ترجیح اسی روایت کو دی ہے اور خود دیباچہ ملفوظات کے ان الفاظ سے کہ "تا شمس الدین ناپید شد" بجائے قتل کے گمشدگی کی خبر نکلتی ہے۔

صلاح الدین زرکوب

شمس کے فراق میں مولنا کی حالت زبوں ہوگئی ہر وقت ایک شوریدگی سی طاری رہنے لگی ایک روز جوش وخروش کے عالم میں گھر سے باہر نکلے راستے میں شیخ صلاح الدین کی دوکان پڑی یہ ایک صاحب جمال بزرگ تھے اور مولنا کے پیر بھائی شمس و مولنا کی خلوتوں میں بھی باریابی کی خوش نصیبی تنہا انہیں کے حصہ میں آئی تھی زرکوبی کا پیشہ کرتے تھے اتفاق اسوقت چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے ہتوڑی کی آواز نے مولنا کے قلب پر سماع کا اثر پیدا کیا اور سرراہ وجد ورقص کی حالت طاری ہوگئی شیخ یہ کیفیت دیکھکر بدستور نقرہ پر ضربیں لگاتے رہے یہانتک کہ بہت سی چاندی ضائع ہوگئی مگر انہوں نے ہاتھ نہ روکا بالآخر مولنا نے انہیں اپنے آغوش میں لے لیا اور جوش ومستی کے عالم میں گھنٹوں اپنے اس شعر کی تکرار فرماتے رہے ؎

یکے گنجے پدید آمد ازیں دوکان زرکوبی | زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی

شمس کی مفارقت سے جو شورش پیدا ہوگئی تھی اسمیں شیخ صلاح الدین کی صحبت سے بہت افاقہ ہوگیا اب انسے بھی ٹھیک وہی تعلقات پیدا ہوگئے جو حضرت شمس سے تھے۔

خدمت مولنا چہار سال ہم چنان بازی کہ باشیخ شمس الدین داشت بارے پیش گرفت (مناقب ونفحات ذکر صلاح الدین زرکوب) بعد از غیبت مولنا شمس تسکین وآرام بحضرت شاں یافتند چنانکہ سلطان ولد می فرمایند ؎

شورش شیخ از وشدہ ساکن | واں ہمہ رنج وگفتگو ساکن
شیخ با او چنانکہ باآں شاہ | شمس تبریز چونکہ خاصہ الٰہ
خوش در آمیخت ہمچو شیر وشکر | کار ہر روز ہمد گر شد زر

(سپہ سالار ذکر صلاح الدین زرکوب)

یہ دیکھکر عزیزوں اور شاگردوں کی آتش غضب پھر بھڑکی اور شمس کی طرح انکی بھی آزار رسانی کی فکریں کی جانے لگیں لیکن بالآخر یہ سوچکر کہ مولنا کے روابط ان سے کم ہونیکے نہیں آزار رسانی کے منصوبے کچھ چلنے نہ پائے ۶۶۲ھ میں انکا انتقال ہوگیا تذکروں میں تصریح ہے کہ مولنا کے ساتھ انکی صحبت دس سال تک رہی اس حساب سے انکے مولنا کے ربط خاص کا زمانہ ۶۵۲ھ سمجھنا چاہیئے انکے ماتم میں جو نالہ موزوں مولنا کی زبان سے نکلا وہ کلیات میں درج ہے۔ پہلا شعر یہ ہے۔

اے زہجرانت زمین وآسمان بگریستہ | در میان خود نشستہ عقل وجان بگریستہ

حسام الدین چلپی

حضرت زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے اُٹھ جانے کے بعد مولنا نے اپنا رفیق صحبت اپنے مرید اختصاص حسام الدین چلپی کو منتخب فرمایا اور شمس و زرکوب کی طرح انکے ساتھ مراسم محبت بحد وبے پایاں قائم ہوگئے مثنوی کی تصنیف انہیں کی تحریک پر کی اور مثنوی میں متعدد مقامات پر ان کا نام اس محبت وذوق خلوص وعقیدت کے ساتھ لیا ہے کہ گویا مرید کا نہیں مرشد کا ذکر کر رہے ہیں اور مثنوی کے ہر دفتر کے آغاز میں تصریح کے ساتھ انہیں مخاطب کرتے گئے ہیں اس طرح جبتک دنیا میں مثنوی کا وجود باقی ہے حسام الدین کا نام بھی زندہ وقایم ہے مرض الموت میں اپنا خلیفہ بھی انہیں کو منتخب فرمایا۔

دیگر معاصرین

مولنا کے خاص رفیقان صحبت ویاران بزم بس یہی چند تھے۔ انکے علاوہ دوسرے ارباب کمال ومشاہیر عصر سے بھی مولنا کے تعلقات تھے اور ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں چنانچہ ان حضرات میں محی الدین ابن عربی شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ صدر الدین قونوی شیخ اوحد الدین کرمانی امام نجم الدین رازی کا بار بار ملنا مختلف تذکروں میں آیا ہے بعض روایتوں میں شیخ سعدی کی ملاقات کا بھی ذکر ہے۔ قطب الدین شیرازی اپنے وقت کے جید معقولی وفلسفی تھے ان کی حاضری کی حکایت بھی مختلف طریقوں سے نقل کیگئی ہے چنانچہ ایک بیان کے بموجب انہوں نے حاضر خدمت ہوکر مولنا کے پند ومواعظت سے برکت حاصل کی۔

ازدواج واولاد

شادیاں دو ہوئیں پہلی بیوی خواجہ شرف الدین لالائے سمرقندی کی صاحبزادی گوہر خاتون تھیں انکے بطن سے تین صاحبزادے بہاء الدین محمد سلطان ولد علاء الدین محمد اور مظفر الدین تھے ان خاتون کی وفات کے بعد عقد ثانی کرا خاتون قونوی کے ساتھ ہوا انکے بطن سے ایک صاحبزادی

مولانا خواجہ معنی اجمیری کی تصنیف

کتاب

تاریخ السلف

مُدیر مجلہ مرقع لکھنؤ کی رائے

تاریخ السلف ایک حسین و خوبصورت مجموعہ کا نام ہے، جسکو نفیس کاغذ پر صاف و پاکیزہ لکھائی چھپائی کیساتھ آستانہ اقدس اجمیر شریف کے صاحب علم و فضل، روشن خیال اور ہونہار صاحبزادے ہمارے مخدوم و مکرم جناب مولوی سید عبدالباری صاحب معنی نے حضرت سلطان الہند خواجہ اجمیری قدس سرہ کے حالات مبارک اور اپنے اسلاف کرام کا اجمالی تذکرہ مبصرانہ، محققانہ اور مورخانہ انداز سے مرتب کرکے ملک کے سامنے پیش کیا ہے۔ شروع میں جناب مولنا سید سلیمان صاحب ندوی کا دیباچہ ہے اور جناب مولنا محمد قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کا اِس مجموعہ کے بارے میں اظہار رائے ہے۔ اسکے بعد ساتویں صفحہ سے "وجہت ترتیب" کا عنوان اور دسویں صفحہ میں اپنا نقطۂ نگاہ دوسرا عنوان اور گیارہویں صفحہ میں "فن تاریخ" تیسرا عنوان ہے۔ چوتھا عنوان "تاریخ و تذکرہ میں فرق" چودہویں صفحہ سے شروع ہوکر سولہویں صفحہ پر ختم ہوا ہے۔ یہ چاروں عنوان تمہید کے طور پر ہیں، اصل میں سترہویں صفحہ سے "سلطان ہند کی روداد حیات اور تذکروں کے متضاد بیانات" کے عنوان کے تحت میں بڑی محنت و جانفشانی سے کام لیا گیا ہے جو ۸۰ صفحہ پر ختم ہے۔ اور انہیں صفحات کے اندر مولف کی تمام دماغ سوزی تحقیق و تدقیق اور صحت و عدم صحت کے ثبوت کا دار و مدار ہے۔

تذکروں میں (۱) سیر العارفین شیخ حامد عرف مولنا جمالی ابن شیخ فضل اللہ سہروردی (۲) اخبار الاخیار شیخ المحدثین مولانا عبدالحق محدث دہلوی، (۳) سیر الاقطاب مولنا الہدیہ (۴) اقتباس الانوار مولنا شیخ اکرم مرحوم (۵) معین الاولیاء امام الدین علیخاں (۶) تذکرۃ المعین مولنا سید زین العابدین (۷) سوانح عمری خواجہ معین الدین چشتی سید محمد الیاس رضوی۔

ملفوظات میں (۱) انیس الارواح حضرت سلطان الہند عطائے رسول غریب نواز (۲) دلیل العارفین حضرت قطب الدین بختیار کاکی، (۳) فوائد السالکین خواجہ فرید الدین شکر گنج (۴) راحۃ القلوب حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ (۵) فوائد الفواد حضرت حسن علا سنجری (۶) افضل الفوائد حضرت امیر خسرو (۷) خیر المجالس مولنا حمید قلندر (۸) سیر الاولیاء پر نقد و تبصرہ کیا گیا ہے۔ آٹھویں صفحہ سے "قول فیصل" کے عنوان کے تحت میں ۱۱۱ صفحہ تک یعنی ۳۱ صفحوں میں مؤلف نے حضرت سلطان الہند خواجہ اجمیری قدس سرہ کے حالات مبارک اپنی صحت کے مطابق درج کئے ہیں ۱۱۲ صفحہ سے ۱۱۸ صفحہ تک "اسلاف کرام" کے عنوان کی تمہید ہے اور صفحہ ۱۱۹ سے مؤلف نے اپنے جد بزرگوار خواجہ فخر الدین گردیزی رحمۃ اللہ علیہ (جنکی اولاد میں آستانۂ حضرت سلطان الہند قدس سرہ کے صاحبزادگان یا خدام ہیں) کا تذکرہ شروع کیا ہے جو ۱۳۴ صفحہ پر ختم ہوا ہے ۱۳۷ صفحہ سے ۱۵۶ صفحہ یعنی اختتام مجموعۂ تاریخ السلف تک زیر عنوان "اولاد امجاد" ایک مفصل و محققانہ بحث ہے، جسمیں غلط فہمی کی اصلاح اور خطاب صاحبزادہ (اور خادمان نائب النبی نائب النبی کی اولاد ہیں) یہ عنوانات بھی شامل ہیں اور آخری چند سطروں میں خاتمہ ہے۔ ٹائٹل پیج کے تیسرے صفحہ پر مولف کے دست و قلم کا لکھا ہوا ایک چیلنج ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔

"نافہم اور غلط بین نکتہ چینیوں کو میں چیلنج دیتا ہوں کہ اگر انکا باطل نواز تخیل غلط نگاری اور بیجا حاشیہ آرائی کی پرورش کرے تو وہ ہر امکانی کوشش کیساتھ اسپر تنقید کریں میں بھی اصلاح خیال کرنے میں دریغ نہ کرونگا اور اگر اتفاق سے بغلط ہر دف زند تیرے کے مطابق کوئی صحیح ترمیم کیگئی تو اسکی تسلیم سے مجھے کسی وقت بھی عار نہوگا اسلئے کہ مجھے تحقیق حق مقصود ہے اور ابطال باطل۔"

یہ لُبِّ لباب ہے اُس مجموعہ نادرہ تاریخ السلف کا۔

میں نے حضرت سلطان الہند خواجہ اجمیری قدس سرہ کے فارسی و اُردو میں کئی تذکرے پڑھے ہیں اور کئی ملفوظات کا مطالعہ کیا ہے اور اب تاریخ السلف سے مستفیض ہوا ہوں۔

تاریخ السلف پر مکمل تبصرہ لکھنے کیلئے وقت کی ضرورت ہے اور کم از کم اُن تمام کتابوں کا فراہم ہونا لازمی ہے جنکا اس میں حوالہ دیا گیا ہے اور جن پر لفظ "نقد" الی گئی ہے لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ قدیم تذکروں اور ملفوظات وغیرہ میں متضاد و مختلف روایات و بیانات ہیں کہ اگر اُنپر درایت کی روشنی ڈالی جائے تو صحت و عدم صحت کا حال معلوم ہوسکتا ہے اِس لئے ضروری تھا کہ کوئی اِن تذکروں وغیرہ پر غائر نظر ڈالتا اور حقیقت حال کا اظہار کردیتا، اِس کمی کو جناب معنی نے کتاب تاریخ السلف لکھکر پورا کردیا۔

تاریخ السلف سے قبل محترمی جناب مولنا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی نے بھی حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سوانح عمری خواجہ معین الدین چشتی کے نام سے شائع کی ہے جسمیں انہوں نے تحقیق و تدقیق میں بہت کافی وقت صرف فرمایا ہے جسمیں صرف آپ ہی کے حالات ۲۰×۲۶/۸ کے ۳۹ صفحوں پر ختم کئے ہیں جو ایک ممتاز محققانہ اور تاریخی مجموعہ ہے۔

قدیم تذکروں اور ملفوظات پر جناب معنی کا تبصرہ بہت ہی قابل داد ہے لیکن اگر لہجہ اور طرز تخاطب ذرا نرم ہوتا تو ایک خوبی بھی ایسی نہ ہوتی جو اسمیں نہ پائی جاتی کیونکہ اُنکو یقین کرلینا چاہیئے کہ جن تذکروں کا اُنہوں نے ذکر فرمایا ہے اُن میں کوئی بھی صاحب تذکرہ ایسا نہیں جسنے جان بوجھکر غلطی کی کہ کسی ذاتی غرض سے اِس غلطی کا ارتکاب اُن سے ہوا ہو۔ نہیں بلکہ انسان ہونیکی حیثیت سے وہ غلطی و سہو سے مبرا نہ تھے، اُنہوں نے جو لکھا اپنے خیال میں صحت و تدقیق سے لکھا روایات و بیانات پر اُنکے خیال نے اعتبار کرلیا۔ لیکن ہر کتاب کی صحت و عدم صحت اُس کی اشاعت کے بعد ہوتی ہے اور نظر ثانی کے وقت اُسکی صحت کردیجاتی ہے لیکن اسوقت نہ مطبع تھے اور نہ اشاعت کے ایسے متعدد ذرائع جو اسوقت موجود ہیں اِس وجہ سے انکو فوری اور کافی مواقع اُنکے دوبارہ صحت کے نہیں مل سکے اور ملے بھی تو بہت کم اسکے علاوہ جتنے تذکرے یا ملفوظات ہیں وہ مؤلف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نہیں، اصل نسخہ سے کسی نے نقل کیا اور پھر نقل در نقل ہوتے ہوتے نہ معلوم کسقدر تغیر ہوا اور کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوگئیں اسلئے موجودہ زمانہ میں اُنکی صحت تو لازمی ہے لیکن اُنپر خصوصیت کے ساتھ غلط اندراج کرنے کا الزام لگانا مناسب نہیں۔ یہی کیا غنیمت ہے کہ آپ کے نقد و تبصرہ اور تحقیق و تدقیق کے لئے وہ کچھ ایسا سرمایہ چھوڑ گئے جو آج آپکو مدد دے رہا ہے۔ اب آپ اُنکی صحت اپنے عمدہ الفاظ میں کیجئے اور اسطرح کیجئے کہ آپکی اخلاقی کمزوری کا اظہار نہ ہونے پائے۔

جناب معنی کے طرز تخاطب کے چند نمونہ معافی مانگتے ہوئے ادب کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

مولف سیر العارفین کی نسبت انکی غلط بیانی ایک بداہت ہے جس سے کسی شخص کو بھی انکار نہیں ہوسکتا" .... مصنف مرحوم نے کسی واقعہ کا سن و تاریخ لکھنے کی تو گویا قسم کھائی ہے صرف روایات کی تحریر پر اکتفا کیا ہے" کہ غلط بیانی کا راز فاش نہ ہوجائے لیکن کیا حقیقت چھپائے سے چھپ سکتی ہے بالآخر آشکارا ہوکر رہی" فی الحال اِس سے بحث نہیں کہ اس غلط بیانی کا مقصد اصلی کیا ہے۔ خدا نے چاہا تو اپنے وقت پر یہ بھی بیان کردیا جائیگا" ...... یہ کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک عجیب چیز ہے" ..... لیکن خدا کی شان کہ غلط بیانی تو برطرف .....

صاحب اخبار الاخیار شیخ المحدثین مولنا عبدالحق محدث دہلوی کی نسبت ہمیں حیرت ہے کہ احادیث نبوی کے اِس نقاد و مبصر کے قلم سے یہ لغزشیں کیسے ہوئیں۔

اسکے ساتھ ہی "غرض یہ کہ ایک بسیط بحث ہے اور ہم قلت وقت کی وجہ سے اسپر تفصیلی گفتگو کرنے سے قاصر ہیں۔

مولف سیر الاقطاب کی نسبت ہمیں اسکا اعتراف ہے کہ اگر صاحب سیر الاقطاب اس افسانہ نویسی کی حالت میں" ... ..." شروع سے آخر تک پوری کتاب پہیلی نامہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی وغیرہ وغیرہ۔

قول فیصل کی بحث میں۔ تذکروں کی متضاد بیانی کا راز فاش کیا جاچکا حقیقت بے نقاب آشکارا ہوچکی غلط بیان واقعہ نگاران سلف کا معیار اعتبار معلوم ہوگیا۔

کہاں ہیں پرستاران تصانیف دورینہ [illegible]

[illegible]

شخصیتوں کے پوجنے والے، آنکھیں کھولیں اور خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم کی واقعیت کو تسلیم کریں۔
کہاں ہیں وہ بانی و رازان طعن و ملامت اگر گوش ہوش رکھتے ہوں تو آئیں اور حقیقت حال ہم سے سنیں۔

اسکے آگے انہیں تذکرہ نویسوں کا شکریہ ادا کیا ہے اور لکھا ہے کہ "اگر آج یہ تذکرے بھی دنیا سے محو ہو جاتے تو غالباً پھر کوئی ذریعہ ایسا نہ ہوتا جس سے سلطان الہند کے حالات صداقت کے ساتھ معلوم کئے جا سکتے"
مجھے انکی رائے سے بحث نہیں نہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے لکھا غلط ہے بلکہ میری رائے یہ ہے کہ اگر اس خیال کو دوسرے عنوان سے ادا کیا جاتا تو بہت مناسب تھا جس سے خلاف ادب لکھنے کا شائبہ بھی نہ ہوتا۔ یہ طرز ایسے گرامی آستانہ کے ایسے صاحب علم و فضل صاحبزادے کی شان کے شایاں نہیں۔

کتاب تاریخ السلف اور جناب شرر کے تذکرہ میں بجز اختلاف چند سنین، طرز انشا اور کسی واقعہ کے اختصار یا تفصیل سے بیان کرنے کے کوئی تضاد نہیں ہے۔ مثلاً جناب شرر نے سنہ ولادت حضرت خواجہ جب سلطان سنجر کو ترکان غز کے مقابل میں بہت بڑی شکست ہوئی تھی ۵۳۶ھ تحریر فرمایا ہے اور جناب معنی دو مستند روایتوں کی بنا پر ۵۳۰ھ استدلال کرتے ہیں۔ جناب شرر آپکے والد ماجد کا سن وفات ۵۵۱ھ تحریر فرماتے ہیں جب حضرت خواجہ کی عمر شریف ۵۳۶ھ کے حساب سے پندرہ سال کی تھی، جناب معنی نے بھی ۵۳۰ھ کے حساب سے جب حضرت خواجہ بزرگ کی عمر مبارک پندرہ سال کی تھی آپکے والد کا سن وفات ۵۴۵ھ تحریر کیا ہے۔

مولانا شرر نے لکھا ہے کہ ۱۰ شوال روز پنجشنبہ ۵۶۰ھ کو اپنے پیر و مرشد کے حلقہ مریدین میں شامل ہوئے اور انکے چشمہ فیض سے کمالات باطنی حاصل کر کے آپ نے سفر اختیار کیا، لیکن جناب معنی یہ واقعہ ۵۶۲ھ کا تحریر فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ السلف میں جو ۲۲×۱۸/۸ کی تقطیع پر طبع ہوئی ہے حضرت خواجہ اجمیری کے حالات کل ۱۴ صفحوں میں لکھے گئے ہیں اور جناب شرر نے ۲۶×۲۰/۸ کے ۹ صفحوں پر تحریر فرمائے ہیں اس لئے حضرت خواجہ کے حالات مقدسہ کے اعتبار سے کتاب تاریخ السلف کو کوئی خاص امتیاز نہیں لیکن دو ایسی ضروری چیزوں کا اہم اضافہ جو جناب شرر کے تذکرے میں کیا اور کسی تذکرہ میں بھی نہیں ایک تو اُن تذکروں پر نقد و تبصرہ جنپر حضرت خواجہ کے حالات مبارک کا دارومدار ہے دوسرا اہم ترین اضافہ جو میرے خیال میں اس کتاب کی تالیف کی بنا ہے وہ آخر کے ۴۴ صفحات ہیں یعنی ۱۱۲ سے ۱۵۶ تک اسلاف کرام کے عنوان کے بعد سے جس کی نسبت حضرت مولانا محمد قیام الدین عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ۔

جو کچھ اسکے متعلق کرمی مولانا سید سلیمان ندوی عم فیضہ نے لکھا ہے مجھے اسپر اضافہ کی حاجت نہیں۔
اسی کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ
میں اسکے دوسرے حصے کے بارہ میں اپنی طرف سے اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ صاحبزادہ سعادت نشان نے با محل تحقیق نسب صاحبزادگان عرف خادمان بارگاہ سید الاولیا کثرت امثالہم کرکے ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے جو دشمنوں نے پھیلا رکھی تھی اور جس سے دوستوں کو تکلیف ہو رہی تھی، یقیناً مجال گفتگو معاندین کو باقی نہیں رہی اور اگر ہو تو ضروری تدارک فوراً کیا جا سکتا ہے۔

یہ حصہ اس مجموعہ کا اس قدر اہم ضروری اور مفید ہے کہ اسکے نتائج پر غور کرنیکے بعد اسکی اہمیت اور حقیقت معلوم ہوتی ہے جسکے لئے تمام صاحبزادگان آستانہ کو اپنے بھائی جناب معنی کا ممنون ہونا چاہئے صاحبزادگان آستانہ اور وہ اصحاب جو کتاب معین الاولیا اور مرآۃ الاسرار کے مطالعہ سے غلط فہمی میں پڑ گئے ہیں۔ اُنکو کتاب تاریخ السلف بغور پڑھنا چاہئے۔ بالخصوص غلط فہمی کی اصلاح کا عنوان جہاں سے قائم کیا گیا ہے اور جس میں بڑی اہم حقیقت سے مؤلف نے پردہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے جناب معنی کے بیان کے مطابق عہد سلطنت شاہجہاں کے ایک بزرگ صوفی عبدالرحمن نے ایک کتاب مرآۃ الاسرار تالیف فرمائی جس کے حوالہ سے کتاب معین الاولیا میں اسطرح درج ہے کہ

مجاوران آن آستانہ متبرکہ خواجہ بزرگ منسوب اند باولاد سید فخر الدین میگویند کہ سید فخر الدین از کنٹرہ مانکپور بودہ است و از غلبہ اعتقاد و محبت روحانیت خواجہ بزرگ وطن گزاشتہ در اجمیر اقامت اختیار نمود، چنانچہ فرزندان او ہنوز در خدمت آستانہ متبرکہ موجود اند۔

اور صاحب اقتباس الانوار نے اس روایت کو مرآۃ الاسرار سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

مجاوران آن آستانہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ از اولاد میر سید فخر الدین ساکن قصبہ کنٹرہ میگویانند زبانی آنہا معلوم شد کہ سید فخر الدین از اکابر سادات عالی نسب قصبہ مذکور بودہ است و بسبب روحانیت پاک حضرت خواجہ بزرگ از وطن انتقال نمودہ در حضرت اجمیر سکونت اختیار کرد چنانچہ فرزندان او ہنوز در خدمت آن آستانہ متبرکہ موجود اند۔

دونوں کتابوں میں نفس عبارت مرآۃ الاسرار سے نقل ہے لیکن مرآۃ الاسرار کا قلمی نسخہ جناب امام جی صاحب امام مسجد حضرت محبوب الٰہی کے پاس موجود ہے اسمیں یہ عبارت ہے۔

مجاوران آستانہ متبرکہ خواجہ بزرگ منسوب اند باولاد سید فخر الدین و گویند کہ سید فخر الدین از اولاد سید ابوالحسن ساکن کنٹرہ مانکپور بودہ است و از غلبہ اعتقاد و محبت روحانیت خواجہ بزرگ وطن را گزاشتہ در اجمیر آمدہ استقامت اختیار نمود چنانچہ فرزندان او ہنوز در خدمت آستانہ متبرکہ موجود اند۔

جناب معنی ان حوالجات کے بعد تاریخ کنٹرہ مانکپور کی عبارت اور نسب نامہ کو نقل کرتے ہوئے اور دیگر دلائل سے ان غلط فہمیوں کو دور کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

سید ابوالحسن کے جد بزرگوار حضرت سید محمد اور خواجہ فخر الدین دونوں برادران حقیقی ہیں۔ اور خواجہ احمد کے فرزندان ارجمند ان ہیں۔ پس اولاد حضرت سید ابوالحسن احسن اور اولاد حضرت فخر الدین یقیناً ہمجد ہیں۔ چنانچہ ہمارے آبا و اجداد کی زبانی روایت یہ تھی کہ اولاد سید ابوالحسن جو کنٹرہ میں آباد ہے نسباً ہماری ہمجد ہے مصنف مرآۃ الاسرار صوفی عبدالرحمن مرحوم کو اس باب میں غلط فہمی ہوئی اور اُنہوں نے غلطی سے یہ سمجھا کہ جب خادمان خواجہ بزرگ اور اولاد سید ابوالحسن دونوں ہمجد ہیں تو گویا یہ لوگ بھی سید ابوالحسن ساکن کنٹرہ کی اولاد ہیں جیسا کہ انکی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے، نفس واقعہ اس حیثیت سے قطعاً صحیح ہے کہ اولاد سید ابوالحسن ہمارے برادران ہمجد ہیں البتہ یہ غلط ہے کہ ابوالحسن ہمارے مورث اعلیٰ ہیں۔

اسکے بعد اور صراحت مدلل کیگئی ہے جس سے صاحبزادگان آستانہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کی صحیح تاریخ و شجرہ و حال نسب پر محققانہ شان سے روشنی پڑتی ہے۔ جناب معنی نے ان تمام دلائل کو تاریخی مفید نقطہ نظر سے پیش کرتے ہوئے آیندہ صراحت کے وعدے پر اس بحث اور ضروری مجموعہ کو ختم فرمایا ہے۔ اس تالیف کے مرتب کرنے میں مخدومی جناب معنی نے کافی وسعت نظر سے کام لیا ہے انکی جستجو و تلاش کا میدان بھی بہت معتبر و مستند کتب کا نتیجہ ہے۔ معنی صاحب نے ایک آزاد مورخ کی طرح تمام حالات کو جانچا اور اُن پر نقد و تبصرہ کیا، ہم آپکو اس تالیف پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ یہ کتاب ہر طرح پر مقبول ہو اور مخالفین و موافقین دونوں اسکو سند قرار دیں۔

باوجود عمدہ لکھائی چھپائی اور نفیس کاغذ کے اسکی قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ دارالاشاعت معینیہ فخریہ خدام خواجہ اجمیر شریف کے پتہ سے مل سکتی ہے۔ مرقع بابت جولائی ۱۹۲۶ء

توفیق الٰہی

گناہ کی انتہائی تاریکیوں میں جب آنکھوں سے کچھ دکھائی نہیں دیتا یکایک نور کی کرن چمکتی ہے، لغزشوں سے جب قدم کا سنبھالنا دشوار ہوتا ہے یک بیک پردۂ غیب سے ایک دستگیر پیدا ہوتا ہے دریا کی طغیانیوں میں جب نجات کی تمام امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں ایک فرشتۂ رحمت ناخدا بنکر آتا ہے۔ یہ کون ہے توفیق الٰہی ہے۔ توفیق الٰہی جب شامل حال ہو جاتی ہے تو مشکلات آسانیوں سے اور مایوسیاں اُمیدوں سے بدل جاتی ہیں۔ پس اے خدا میں سربسجود ہو کر تجھ سے توفیق کی درخواست کرتا ہوں اپنی توفیق کو میرا رفیق بنا دے۔ میں گناہوں کی تاریکیوں میں گھرا ہوا ہوں، اور جبتک تیری توفیق آفتاب بنکر ضیا بار نہوگی میں آزاد نہو سکونگا، خداوندا میں مایوسیوں کے سمندر میں ڈوب رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جبتک تیری توفیق دستگیری نہیں کریگی مجھے اس گرداب ہلاکت سے نجات نہیں ملیگی۔ خداوندا میری ناکام کوششوں اور باطل امیدوں کا قالب لے روح میرے سامنے

حوادثِ محلیہ

حاضرین آستانہ

۱۱ر شوال کی صبح کو دہلی میل سے جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ممبر اسمبلی وارد اجمیر ہوئے اپنے وکیل صاحبزادہ سید ظہور محمد صاحب ابن سید محمد بخش صاحب کے ذریعہ شرف زیارت حاصل کیا۔

۱۲ر شوال کو جناب صاحبزادہ سید عبدالواحد صاحب بی اے آکسن آئی ای ایس ڈپٹی انسپکٹر مدارس متوسط خلف جناب صاحبزادہ مولوی سید عبدالمجید صاحب خادم خواجۂ بزرگ مع زنانہ متوطن سی پی سے وارد اجمیر ہوئے کچھ دن قیام فرمانیکے بعد واپسی کا ارادہ ہے۔ آپ نے اخبار آستانہ کی اعانت اور اسکی توسیع اشاعت کے لئے کوشش فرمانے کا مستقل اور پُرزور وعدہ فرمایا ہے جس کے لئے ہم شکرگزار ہیں۔

۱۳ر شوال صبح میل سے جناب سید امین الحسن صاحب رضوی بسمل موہانی ناظم عدالت بلدہ حیدرآباد دکن بانسہ شریف کے عرس کی سعادت شرکت حاصل کرنیکے بعد دہلی ہوتے ہوئے اجمیر شریف پہونچے جناب صاحبزادہ سید سرفراز علی صاحب جاگیردار تاندلہ کے ذریعہ شرف زیارت حاصل کیا دوسرے دن شب کو احمدآباد روانہ ہوگئے۔ آپنے مبلغ پانچ روپیہ سالانہ سے اخبار آستانہ کی امداد قبول فرمائی۔

۱۳ر شوال کو جناب مولوی نذیر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی ڈپٹی کلکٹر غازی پور اجمیر شریف پہنچے صاحبزادہ سید محمد ایوب صاحب کے ذریعہ سعادت زیارت حاصل کی۔ دوسرے دن واپسی عمل میں آئی۔

۱۴ر شوال کو صبح کی میل سے عالیجناب نواب احمد یار خاں صاحب رئیس اعظم ملتان وارد اجمیر ہوئے حویلی تولیت میں قیام فرمایا۔ اپنے وکلا کے ذریعہ شرف زیارت سے مشرف ہوئے۔ دو دن قیام فرمانیکے بعد واپسی عمل میں آئی۔ آپ نے اخبار آستانہ کے اجرا پر اظہار خوشنودی اور اسکی ترتیب و تدوین مضامین اور طباعت و کتابت پر اظہار پسندیدگی فرماتے ہوئے اخبار آستانہ کی مستقل امداد و اعانت کا وعدہ فرمایا۔

۱۵ر شوال کی صبح کو احمدآباد میل سے جناب غلام نظام الدین صاحب پریمی ایڈیٹر اخبار دین گجراتی احمدآباد وارد اجمیر ہوئے صاحبزادہ سید محمد جعفر صاحب ابن حضرت مولانا سید دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قیام فرمایا اور شرف زیارت حاصل کیا۔ اور اسی تاریخ رات کو ۱۰ بجے کی میل سے سترہویں یعنی عرس حضرت امیر خسرو قدس سرہٗ کی شرکت کے ارادے سے دہلی روانہ ہوگئے آپ نے دفتر اخبار آستانہ میں تشریف لاکر ممنون کیا۔

۱۶ر شوال کو صبح دہلی میل سے جناب سید صدرالدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ساکن بہار شریف وارد اجمیر ہوئے صاحبزادہ سید عاشق محمد صاحب کے ذریعہ شرف زیارت حاصل کیا ابھی کچھ دن قیام رہیگا۔

واردین اجمیر

۲۷ر مارچ کی شب کو بھائی پرمانند اجمیر پہنچے، انکے استقبال کی غرض سے ساجی لوگ اسٹیشن پر موجود تھے۔

۲۶ر مارچ شب کو احمدآباد میل سے دہلی جاتے ہوئے جمنالال بزاز اجمیر اسٹیشن سے گزرے۔

۲۶ر مارچ احمدآباد میل سے دہلی جاتے ہوئے راج گوپال آچاری سکریٹری مسٹر گاندھی اجمیر اسٹیشن سے گزرے۔

گارڈن پارٹی۔ اطلاع ملی ہے کہ ۱۹ر مارچ کو رائے صاحب چھمن لال صاحب سپرنٹنڈنٹ انجینیر اجمیر کی رخصت کی تقریب میں بمقام دولت باغ ایک شاندار گارڈن پارٹی دی گئی۔

چیف میڈیکل آفیسر کی روانگی:۔ عالیجناب کرنل واٹسن چیف میڈیکل آفیسر راجپوتانہ۔ بارادۂ روانگی انگلستان کچھ دن ہوئے کہ مع اپنی بیگم صاحبہ کے بمبئی روانہ ہو گئے۔ "نامہ نگار"

عرس۔ اطلاع ملی ہے کہ ۱۳ر شوال کو بتقریب عرس حضرت سکندر شاہ صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار واقعہ محلہ تار گھسیٹی نو بجے ذکر میلاد ہوا جو بارہ بجے شب کو ختم ہوا۔ ۱۴ر شوال کو رات بھر مجلس سماع گرم رہی، ۱۵ر شوال کو صبح قرآن خوانی ہوئی پھر گیارہ بجے سے قوالی شروع دو بجے قل ہوا۔

پاؤں پر گاڑی کا پہیہ پھر گیا۔ ۲۰ر مارچ بمقام مدار دروازہ ایک میوہ فروش عورت کے پاؤں پر بھینسا گاڑی کا پہیہ پھر گیا مگر کوئی ضرر نہیں پہونچی۔

مقدمات فوجداری:۔ کچھ دن ہوئے تقریباً بائیس سیر افیون کوٹہ اسٹیشن پر پکڑی گئی تھی اُسکے دونوں ملزموں کو عدالت صاحب ریلوے مجسٹریٹ سے کچھ ماہ کی سزا اور ایک ایک ہزار روپیہ جرمانہ ہوا۔

۲۱ر مارچ کو عدالت ریلوے مجسٹریٹ بہادر سے اُجین کے مشہور مقدمہ افیون میں منشی علی حسین کو رہا کر دیا گیا اور سلطان پر چارج لگا دیا گیا

جلسۂ رقص و سرود اور گارڈن پارٹی:۔ ۲۰ر مارچ کو بمقام دولت باغ جنرل سپرنٹنڈنٹ پولیس راجپوتانہ صاحب بہادر کے ریٹائر سروس ہونے کی تقریب میں محکمہ پولیس اجمیر کی جانب سے ایک شاندار گارڈن پارٹی ترتیب دی گئی۔ اور رات بھر انا ساگر کے کنارے رقص و سرود، روشنی و آتشبازی اور سینما وغیرہ کا جلسہ رہا۔ جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے اجمیر کا پہلا جلسہ تھا۔ حکام اور معززین شہر بھی مدعو کئے گئے تھے۔ اس جلسہ کا تمامتر حُسن انتظام سٹی انسپکٹر جناب سید احمد صاحب کی سعی بلیغ کا مرہون منت ہے۔ "نامہ نگار"

دین فطرت کی کشش:۔ ۱۷ر شوال ۲۹ر مارچ بعد نماز جمعہ بمقام جامع مسجد آستانہ عالیہ جناب مولوی احمد حسین صاحب رامپوری کے ہاتھ پر مسمی رچند ولد رام چندر قوم برہمن عمر ۲۲ سال ساکن موضع بھوپال والہ ضلع سیالکوٹ نے مذہب اسلام قبول کیا اور کلمۂ توحید پڑھا۔ اسلامی نام احمد دین رکھا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ نوجوان متمول گھرانے کا چشم و چراغ ہے اور انٹرنس پاس ہے مشرف باسلام ہونیکے بعد اُسی وقت چوٹی کاٹی گئی۔ اللھم ثبت قدمہ انصرمن نصرہ۔

اخبار الہند

شہریار دکن کا سفر میسور

کاچی گوڑہ کے اسٹیشن پر اسپیشل ٹرین بنگلور میسور جانے کیلئے تیار ہوکر آگئی ہے اور جس میں ضروریات بار کی جا رہی ہیں۔ ۱۵ر شوال کو روانہ ہونیوالا ہے اور عقب سواری شاہانہ میسور کی جانب عزیمت فرما ہوگی۔ "نامہ نگار"

بمبئی کے ایک جدید اسٹیشن کا افتتاح

بمبئی ۲۷ر مارچ آج شام کو ہز اکسیلنسی گورنر بمبئی نے وکٹوریہ ٹرمنس میں اسٹیشن کی جدید عمارت کا رسمی افتتاح کیا۔ مسٹر ڈی ایس برن ایجنٹ جی آئی پی ریلوے نے گورنر سے رسم افتتاح انجام دینے کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ جنگ سے پہلے جتنی اسکیمیں زیر غور تھیں اُن میں سے ایک بڑی اسکیم یہ تھی کہ وکٹوریہ ٹرمنس کی عمارت کو ازسرنو جدید طریقہ پر تعمیر کیا جائے اس کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ آمد و رفت میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے گزشتہ ۳۰ سال میں آمد و رفت آٹھ گنی بڑھ گئی ہے اس اسٹیشن پر اسوقت روزمرہ ۳۹۸ ٹرینیں آتی جاتی ہیں جدید اسٹیشن کی عمارت میں ۱۰ لاکھ روپیہ صرف ہوئے ہیں۔

مہاراجہ بھرت پور کا انتقال

دہلی ۲۸ر مارچ ہز ہائنس مہاراجہ بھرتپور کا اپنے محل نیو دہلی میں چند ایام کی علالت کے بعد ۲۷ر مارچ کو انتقال ہوگیا۔ مہاراجہ موصوف کی عمر ابھی صرف ۲۹ سال کی تھی۔ چار صاحبزادے اور تین لڑکیاں چھوڑیں۔ مہارانی صاحبہ کچھ دنوں سے بخار میں مبتلا ہیں۔ مہاراجہ کے حلقۂ احباب میں مہارانی کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جا رہا ہے (ہمدرد)

مہاراجہ کا مُردہ دوپہر کو نکالا گیا اور سلامی کی گئی جب لاش والی موٹر بھرتپور کو روانہ ہوئی تو سرکاری فوجی بینڈ بھی موجود تھا۔ نعش کی روانگی کے بعد مہارانی بھرتپور بھی روانہ ہوگئیں۔ (سیاست)

بمبئی کے مزدور ہڑتالی

بمبئی ۲۷ر مارچ بی بی اینڈ سی آئی ریلوے ورکشاپ کے مزدور جنہوں نے منگل کے روز ہڑتال کر دی تھی آج پھر کام پر لگ گئے ہیں۔ (سیاست)

اعلان تعطیل

چونکہ بتقریب عید الفطر دفتر کو تعطیل دینے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اس لیے آیندہ ہفتہ تعطیل منائی جائے گی۔ لہٰذا ناظرین و قارئین کرام کی خدمت میں آیندہ ہفتہ کا اخبار آستانہ حاضر نہیں ہوگا۔

"منیجر"

بارات کی تیاری اور دولہا کی موت

الہ آباد - ۱۱ مارچ تین بجے سہ پہر کو آج ایک نوجوان مسلمان محمد شریف دریائے گنگا میں غسل کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ آج بعد مغرب اس کی شادی ہونیوالی تھی اور گھر میں ایک ہزار مہمان مدعو کئے گئے تھے۔

"سیاست"

ایک نئی سیاسی پارٹی کے قیام کی تجویز

نئی دہلی - ۲۸ مارچ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ایم کے اجاریہ ایم ایل اے۔ اسمبلی کی ایک نئی پارٹی قائم کرنے والے ہیں۔ جسکا نام ڈیموکریٹک پارٹی (جمہوریت پسند پارٹی) ہوگا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوگا کہ اقلیتوں کے مطالبات کی پرزور حمایت کی جائے۔ ان میں سکھ مسلمان اور اچھوت خواتین شامل ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس پارٹی میں کانگرس کے وہ سر برآوردہ مسلمان شامل ہونگے جو نہرو رپورٹ کے حامی ہیں۔ راجہ رگھونندن پرشاد سنگھ اور مسٹر ٹی۔ بی۔ اسے کی نسبت توقع کیجاتی ہے کہ وہ بھی اس پارٹی میں شامل ہونگے

"سیاست"

ہندوستان کی عدالتہائے عالیہ کا مسودہ قانون

مدراس ۲۸ مارچ - اخبار ہندو کا نامہ نگار لندن سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے کہ سرجن سکاٹ اور پارلیمنٹ کے دیگر قانون پیشہ ممبروں کی مخالفت کی وجہ سے حکومت نے ہندوستان کی عدالت ہائے عالیہ کا مسودہ قانون واپس لے لیا ہے۔

"سیاست"

دہلی میں امریکن سیاحوں کی آمد

دہلی - ۲۶ مارچ آج صبح تقریباً دو سو امریکن سیاح سپیشل ٹرین سے دہلی میں پہنچے - اور اسی دن آگرہ روانہ ہوگئے کل صبح ایک اور سپیشل ٹرین امریکہ سیاحوں کی آنے والی۔

"سیاست"

کلکتہ میں سو سو روپے کے جعلی نوٹ

کلکتہ - ۲۸ مارچ - سی آئی ڈی پولیس نے ایک شخص کو گرفتار کیا ہے۔ جس کے پاس سے چند سو روپئے والے نوٹ جو سب جعلی نوٹ برآمد ہوئے اس کی تلاشی پر بلاک بھی برآمد ہوئے - اس سلسلہ میں پولیس نے کلکتہ کے بعض مکانات کی تلاشی لی۔

بند ملکھنڈ میں طوفان

جیپور - ۱۲ مارچ - ینگ راجستان کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ طوفان باد و باراں کے بعد کہر اتنا پڑا کہ جس نے تمام فصلیں تباہ کر دیں۔ بند ملکھنڈ ایجنسی کی تمام ریاستوں میں فصلوں کی تباہی سے کسان تباہ ہوگئے ہیں۔ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں اس لئے جنگل کے درختوں کے پھل اور پتے کھاتے ہیں۔

"شہاب"

دیگر ممالک

زائرین حرمین شریفین

مکہ معظمہ کا اخبار ہفتہ وار ام القریٰ ۲۴ رمضان کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ اس وقت تک دریائی راستہ سے حجاج حرمین شریفین ۸۳۴۷۳ کی تعداد میں پہنچ چکے ہیں۔

اطالیہ سے تصفیہ ہوگیا

لندن ۲ مارچ دار العلوم میں مسٹر کوس گروٹن ڈوڈل کو جواب دیتے ہوئے سر سیموئل ہور نے کہا کہ حکومت ہائے برطانیہ اور اطالیہ کے درمیان ہندوستان کی ہوائی ڈاک کے متعلق جو حقیقت معاملات زیر بحث تھے انکا فیصلہ ہوگیا ہے - امید ہے کہ یہ ڈاک اصلی راستہ پر اختتام ماہ رواں سے قبل شروع ہو جائیگی۔

"سیاست"

ماسکو کو انگریزی تاجروں کا وفد گیا

لندن ۲۵ مارچ انگریزوں اور روسیوں کی کمپنی نے جو برطانوی صنعتی وفد تیار کیا تھا وہ لندن سے ماسکو کو روانہ ہوگیا ہے اس میں ۸۵ ارکان ہیں جو برطانیہ کی صنعت و تجارت کے ہر اہم شاخ کے نمایندہ ہیں وفد کا مقصد یہ ہے کہ اس میں برطانوی تجارت کے افتتاح کے لئے روس کے حالات کا مطالعہ کیا جائے یہ وفد بالشویک حکومت کا مہمان ہوگا۔

"سیاست"

جاپانی جنگی جہاز شنگھائی کو

ٹوکیو - ۲۶ مارچ یانگٹسی میں شورش پیدا ہونے کی وجہ سے جاپانی بحری حکام شنگھائی کو ایک چٹان توڑنے والا جہاز اور تین تباہ کن جہاز ارسال کئے جارہے ہیں۔

"سیاست"

چھ ہزار بالشویکوں کا چینی قصبہ پر قبضہ

نوچاؤ - ۲۸ مارچ ۶ ہزار بالشویکوں کی سپاہ نے جنوبی شرقی پر چھاپا مار کر قصبہ تنگ کو پر قبضہ کر لیا ہے۔

"سیاست"

ہسپانیہ سے جنوبی امریکہ تک مسلسل پرواز

سیویلہ ۲۵ مارچ کپتان جیمینز اور کپتان اگلیسیاس ہوائی جہاز پر جنوبی امریکہ تک مسلسل پرواز کرنے کے لئے روانہ ہوگئے ہیں۔ انہوں نے اسی جہاز پر گزشتہ سال اجرہ کی پرواز کی تھی۔

"سیاست"

برطانوی پارلیمنٹ کا اجلاس

لندن - ۲۷ مارچ - برطانوی دار العلوم کا اجلاس آج ایسٹر منانے کیلئے ملتوی ہوگیا ہے۔ دوسرا اجلاس اب ۱۵ اپریل کو ہوگا۔ اعلان کیا گیا ہو کہ اسی دن سلالہ ء کا بجٹ پیش کیا جائیگا۔

"ہمدرد"

چین میں پھر جنگ کا آغاز

شنگھائی - ۲۶ مارچ - چیفو کی ایک خبر مظہر ہے کہ چنگ تنگ چنگ کی شمالی فوجوں نے جو حملہ ہفتہ گذشتہ میں ہوا تھا اسکا خاصہ اثر ہوا ہے چنگ کی ۲ ہزار فوجوں میں سے بہت سی حملہ کے وقت بھاگ گئیں لیکن ۲ ہزار نے بہادری سے جنگ کی۔ پھر بھی انہیں دی ہیولی کیطرف بھاگنا پڑا۔

توم پر دو افواج برابر اپنی جگہ پر جمی ہوئی ہیں

"ہمدرد"

طرابلس الغرب کے حالات

روما کی خبر رساں ایجنسیوں نے تمام دنیا میں یہ خبر دوڑا دی کہ اطالیوں نے قبیلہ زدیہ والوں کو جنہوں نے کفرہ پر چھاپہ مار رکھا تھا۔ وہاں سے مار بھگایا اور اس سلسلہ پر جو لڑائی مقام ادجا میں ہوئی تھی۔ اس میں انکے ۲۰۰ آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا ہے لیکن اطالیوں کیطرف کے صرف ۱۹ آدمی مقتول اور ۵ مجروح ہوئے جو سب کے سب دیسی لوگ ہیں۔ یعنی ان میں اطالوی کوئی نہیں۔ اطالوی حکومت اگر اپنی رعایا کو ان بیکار بہت سے طفل تسلی دے سکتی ہے تو وہ دے لیکن ہم یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ لوگ تو اسکی رعایا نہیں ہیں۔ لہذا وہ لوگ ان لغویات پر کان نہ دہرینگے

"سیاست"

عراق پر نجدی قبائل کی یورش

یہ افواہ گرم ہے کہ غرجان میں مشہور قبائل دوبہ کا ایک سردار ہے حدود عراق اور مشرق مردوں کے مابین مشاہر میں بسنے والے قبائل پر غارتگری کی تیاری کر رہا ہے۔

عراق برطانوی معتمد نے سلطان ابن سعود کو بذریعہ تار مطلع کیا ہے کہ وہ سردار مذکور کو اسکے ارادے سے باز رکھیں۔ اسی طرح کا ایک نامہ عمان بھیجا گیا ہو کہا جاتا ہے کہ ابن سعود قبائل کی اس خواہش سے کسی طرح راضی نہیں۔ لیکن انکو روک بھی نہیں سکتے۔

"سیاست"

امریکہ اور عراق کا معاہدہ

لندن کی خبریں مظہر ہیں کہ ممالک متحدہ امریکہ اور حکومت عراق کے درمیان ایک دوستانہ معاہدہ کے انعقاد کے متعلق جو گفت وشنید ہو رہی تھی وہ اب قریب الاختتام ہے اور توقع ہے کہ عنقریب لندن میں معاہدہ پر دونوں حکومتوں کے دستخط ہو جائینگے حکومت عراق کی جانب سے جعفر پاشا عسکری نمایندہ عراق متعینہ لندن کو عراق برطانیہ اور امریکہ کے اس متحدہ معاہدہ پر دستخط کرنیکا حکم دیا گیا ہے معاہدہ پر دستخط ہو جانے کے بعد ترکی، اٹلی، فرانس جرمنی کے سوا پانچویں بڑی حکومت ہوگی۔ جس نے حکومت عراق کو تسلیم کیا ہو۔

امریکہ اور عراق کے درمیان جنگ سے قبل بھی اقتصادی تعلقات قائم ہے لیکن اس زمانہ میں کچھ زیادہ استوار نہ تھے جنگ عظیم کے بعد انہیں نہایت سرعت کیساتھ ترقی ہوئی - نیز عراقی طلباء اسکی کثیر تعداد امریکہ کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں تعلیم پا رہی ہے علاوہ بریں

(سید منظور احمد پرنٹر و مینیجر نے عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرا کر دفتر اخبار آستانہ اجمیر سے شائع کیا)۔